ردِّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا محمد اعظم گوندلویؒ
- مولانا عبدالصمد سندوروی سیالؒ
- حضرت مولانا ایوب دہلویؒ
- جناب واحد علی ملتانیؒ
- حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانیؒ
- جناب عبدالرحیم سلیم وکیل ہائیکورٹ دکن
- حضرت مولانا عبدالغفور کلانوریؒ
- مولانا غلام احمد امرتسریؒ
- جناب غلام نبی میر ناسک
- مولانا محمد شفیق گجرات
- مولانا حافظ حکیم عبداللطیف منڈرانوالیؒ
- نامعلوم مصنف
- حضرت مولانا کرم دین دبیرؒ
- حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ
- جناب علاؤالدین احمد بی اے، بی ایل
- حضرت مولانا خدا بخش شجاعبادیؒ
- مولانا تاج الدین خان بسمل سندھیؒ

احتسابِ قادیانیت

جلد ۵۳

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد ترپن (۵۳)

مصنّفین :

حضرت مولانا محمد اعظم گوندلویؒ
حضرت مولانا محمد ایوب دہلویؒ
حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانیؒ
حضرت مولانا عبدالغفور کلانوریؒ
جناب غلام نبی میر ناسکؒ
مولانا حافظ حکیم عبداللطیفؒ مندرانوالی
حضرت مولانا کرم دین دبیرؒ
جناب علاؤالدین احمدؒ بی اے، بی ایل
مولانا عبدالصمد سندوروی سیاحؒ
جناب واحد علی ملتانیؒ
جناب عبدالرحیم سلیمؒ وکیل ہائیکورٹ دکن
مولانا غلام احمد امرتسریؒ
مولانا محمد شفیق گجراتؒ
نامعلوم مصنفؒ
حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ
حضرت مولانا خدابخش شجاع آبادیؒ
مولانا تاج الدین خان لبسمل سندھیؒ

صفحات : ۶۴۸

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : جولائی ۲۰۱۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد۵۳

☆......	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱......	ختم نبوت	حضرت مولانا محمد اعظم گوندلویؒ	۱۱
۲......	القول الصبیح فی حیات المسیح	حضرت مولانا محمد ایوب دہلویؒ	۷۳
۳......	مرزائے قادیانی کی بدزبانی	حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانیؒ	۱۲۵
۴......	مرزائیوں سے چند سوالات	// // //	۱۴۱
۵......	مسلمانان عالم مرزائیوں کی نظر میں	// // //	۱۴۷
۶......	قادیانی ہذیان	حضرت مولانا عبدالغفور کلانوریؒ	۱۵۳
۷......	خضری روحانی مشن اور مسئلہ ختم نبوت	جناب غلام نبی میر ناسکؒ	۱۸۷
۸......	مرزائیت کے ناپاک ارادے، حکومت پاکستان اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	// // //	۲۰۵
۹......	بھیڑنما بھیڑیئے	// // //	۲۱۷
۱۰......	اظہار الحق، المعروف ردمرزائیت	مولانا حافظ حکیم عبداللطیفؒ مندرانوالی	۲۲۵
۱۱......	دعوت الحق رحمانی، بجواب نصرۃ الحق قادیانی	// // //	۲۸۵
۱۲......	مرزائیت کا جال، لاہوری مرزائیوں کی چال	حضرت مولانا کرم دین دبیرؒ	۳۷۱
۱۳......	دوستانہ نصیحت	جناب علاؤالدین احمد بی اے، بی ایل	۳۸۳
۱۴......	امروہی کے شمس کا سفہ کا دائمی کسوف	مولانا عبدالصمد سندوروی سیاحؒ	۴۰۹
۱۵......	صحیفة الولاء النظر الیٰ دافع البلاء	جناب واحد علی ملتانیؒ	۴۱۷
۱۶......	نعم المعانی، تردید عقائد قادیانی (۱۳۴۲ھ)	جناب عبدالرحیم سلیمؒ وکیل ہائیکورٹ دکن	۴۵۱
۱۷......	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر، مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب	مولانا غلام احمد امرتسریؒ	۵۷۵
۱۸......	مصنوعی قادیانی کے اعمال جوسخت کاذب اور اکفر ہے	مولانا محمد شفیق گجراتؒ	۵۹۱
۱۹......	رفع الالتباس، بحث اوّل متعلق بمسئلہ ملائکۃ	نامعلوم مصنفؒ	۶۰۷
۲۰......	لاہور اور قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جماعت احمدیہ کی خدمت میں ہمارا علمی ہدیہ	حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ	۶۲۷
۲۱......	آنجہانی مرزا قادیانی کے سولہ سفید جھوٹ	حضرت مولانا خدابخش شجاع آبادیؒ	۶۳۹
۲۲......	قادیانی دنیا کا چیلنج، پانچ سوال اور پانچ ہزار روپیہ نقد انعام	مولانا تاج الدین خان بسمل سندھیؒ	۶۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۰ امابعد!

قارئین کرام! لیجئے!! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد ترپن(۵۳) پیش خدمت ہے۔اس جلد میں ذیل کی کتب ورسالہ جات شامل ہیں:

۱...... ختم نبوت:

یہ رسالہ حضرت مولانا محمد اعظمؒ گوندلوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا مرتب کردہ ہے۔اس میں ختم نبوت کے دلائل قرآن وسنت سے بیان کئے گئے ہیں۔آخر میں عقیدہ ختم نبوت کے بارہ میں مرزا قادیانی کے مؤقف کا ابطال کیا گیا ہے۔یہ رسالہ سب سے پہلے فروری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔اب اٹھاون سال بعد دوبارہ احتساب کی اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۲...... القول الصبیح فی حیات المسیح:

شیخ الحدیث مولانا عبدالستار دہلویؒ کا یہ رسالہ مرتب کردہ ہے۔مکتبہ ایوبیہ کراچی نے اسے ۱۳۸۴ھ میں شائع کیا۔اب ۱۴۳۴ھ میں گویا نصف صدی بعد اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔''حیات مسیح علیہ السلام'' کے عنوان پر لائق تحسین مواد اس میں شامل ہے۔

۳...... مرزائے قادیانی کی بدزبانی:

یہ رسالہ حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانیؒ کا مرتب کردہ ہے۔مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانیؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ہمعصر تھے۔سادات ہمدانیہ جو قصور وخیرپور ٹامیوالی میں آباد ہیں سید مبارک علی شاہ صاحبؒ ان کے جدّ اعلیٰ تھے۔

۴...... مرزائیوں سے چند سوالات:

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا سید مبارک علی ہمدانی قصوریؒ کا مرتب کردہ ہے۔

۵...... مسلمانان عالم مرزائیوں کی نظر میں:

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا سید مبارک علی ہمدانی قصوریؒ کا مرتب کردہ ہے۔

۶...... قادیانی ہذیان:

یہ رسالہ حضرت مولانا عبدالغفور کلانوریؒ کا مرتب کردہ ہے۔ یہ رسالہ مولانا منظورالحق صاحب ناظم مستشارالعلماء قصور نے اوّلاً ۱۳۵۲ھ میں گویا بیاسی سال پہلے شائع کیا تھا۔ اشاعت اوّل میں جو آپ نے تعارف لکھا وہ یہ ہے۔

''خدا جزائے خیر دے جناب مولانا عبدالغفور صاحب کلانوری مولوی فاضل وفاضل دیوبند کو جنہوں نے خلیفۂ قادیانی مرزا محمود کے فریب آمیز رسالہ ''سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور'' کے جواب میں ایک کفرشکن رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے ''قادیانی ہذیان'' فاضل مؤلف نے اس رسالہ میں ''آہ نادرشاہ کہاں گیا'' اور ''دو بکریاں ذبح کی جائیں گی'' وغیرہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر زبردست تنقید فرما کر ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی حقیقت دجل وزور اور عیاری ومکاری کے سوا کچھ نہیں۔''

۷...... خضری روحانی مشن اور مسئلہ ختم نبوت:

یہ رسالہ جناب غلام نبی میرناسک راولپنڈی کا مرتب کردہ ہے۔ اپریل ۱۹۶۷ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ اب اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۸...... مرزائیت کے ناپاک ارادے، حکومت پاکستان اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ:

یہ رسالہ بھی جناب غلام نبی میرناسک کا مرتب کردہ ہے۔

۹...... بھیڑنما بھیڑیئے:

یہ رسالہ بھی غلام نبی میرناسک کا مرتب کردہ ہے۔

۱۰...... اظہارالحق، المعروف ردمرزائیت:

یہ رسالہ حضرت مولانا حکیم عبداللطیف صاحب کا مرتب کردہ ہے۔ اگلے نمبر پر مصنف کے متعلق مزید معلومات درج ہیں۔

۱۱...... دعوت الحق رحمانی، بجواب نصرۃ الحق قادیانی:

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا حکیم حافظ عبداللطیف ساکن چک نمبر ۱۵۵ مندراں والی نزد ڈگری ضلع تھرپارکر کا مرتب کردہ ہے۔ سندھ تھرپارکر میں ایک قادیانی مبلغ تھے جن کا نام احمد علی تھا۔ جو قادیانی گروہ کے معروف مناظر تھے۔ قدرت حق نے احمد علی قادیانی کا ناطقہ بند کرنے کے لئے ڈگری ضلع تھرپارکر کے مولانا حکیم عبداللطیف صاحب کو کھڑا کردیا۔ آپ نے قادیانی مبلغ کی تحریر کا جواب تحریر سے، تقریر کا جواب تقریر سے، اور مناظرہ کے لئے دوبدو میدان کارزار میں قدم

رکھا۔ قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ اس قادیانی مناظر کی بولتی بند کی۔ سرعام اس کی بولو رام ہوگئی۔ وہ مبہوت ودم بخود ہوگیا۔ مولانا حکیم عبداللطیف صاحب نے ایک رسالہ ’’خاتم النّبیین‘‘ لکھا۔ پھر حیات مسیح علیہ السلام پر ایک رسالہ ’’اظہار الحق‘‘ لکھا۔ قادیانی مبلغ احمد علی نے اظہار الحق کا جواب ’’نصرۃ الحق‘‘ کے نام سے تحریر کیا۔ اس قادیانی کا جواب ’’دعوت الحق رحمانی، بجواب نصرۃ الحق قادیانی؟‘‘ ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۵۳ء میں تحریر کیا گیا۔ تحریر سادہ مگر گرفت بہت مضبوط ہے۔ حق تعالیٰ مصنف رسالہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ نہ معلوم کیسے کیسے، فرشتہ سیرت، پاک باز لوگ قادیانیت کے مقابلہ کے لئے میدان میں اترے اور قادیانیوں کو سرعام شکست سے دوچار کیا۔ اسی منظر کا مظہر یہ رسالہ ہے۔ جو اس جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔

۱۲...... مرزائیت کا جال، لاہوری مرزائیوں کی چال:

مرزائی جماعت کے لاہوری گروہ کو لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے۔ ان کا لاٹ پادری ومہنت محمد علی لاہوری تھا۔ جو دجل کرنے میں مرزاقادیانی کے بھی کان کترتا تھا۔ پٹھہ اپنے گرو سے بھی چار قدم آگے نکل گیا۔ اس لاہوری پٹھہ نے اپنے عقائد کی ایک فہرست شائع کی۔ یہ یک ورقی اشتہار قادیانی دجل کا شاہکار تھا۔ پنجاب کے معروف عالم دین، بزرگ رہنما، ونامور مناظر حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ ساکن بھیں ضلع چکوال نے اس یک ورقی اشتہار کا جواب لکھا۔ جسے انجمن حزب الاحناف لاہور نے شائع کیا۔ اس رسالہ پر نمبر۱۸ درج ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اس سے قبل بھی اس انجمن نے رسائل شائع کئے۔ ان میں قادیانیت کی پرتردید کتنے تھے۔ بعد میں کتنے شائع ہوئے۔ وہ سب مہیا کرنا۔ ردقادیانیت کے رسائل کو یکجا کرنا ایک محنت کا متقاضی امر ہے۔ اﷲتعالیٰ کسے توفیق بخشتے ہیں۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ فقیر راقم کو یہ رسالہ ملا جو اس جلد میں محفوظ ہوگیا۔ بھلے یہ کیا کم خدمت ہے۔ مولانا کرم الدین دبیرؒ ہمارے مخدوم یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے والد گرامی تھے۔ مولانا کرم الدین صاحبؒ کی مرزاقادیانی کے ساتھ عدالتی جنگ بھی رہی۔ سالہا سال تک مقدمات چلتے رہے۔ مرزاقادیانی کو مولانا کرم الدینؒ کے ہاتھوں کس طرح رسوائی سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ تاریخ کا ایک شاندار باب ہے جسے مولانا کرم الدین صاحب نے ’’تازیانہ عبرت‘‘ میں قلمبند کردیا تھا۔ وہ کتاب بار بار نکلوائی پڑھتا بھی رہا، جھومتا بھی رہا۔ لیکن آج محو حیرت ہوں کہ وہ ابھی تک کیوں شائع نہیں ہوئی۔ یہ رسالہ اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ ’’تازیانہ عبرت‘‘ نامی کتاب کسی دوسری جلد کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔

۱۳...... دوستانہ نصیحت:

عبدالمجید نامی ایک شخص جو بھاگل پور کے رہنے والے تھے قادیانی ہوگئے۔ اسی قادیانی نے مرزا قادیانی کی تائید میں چند رسائل بھی لکھے جس کا جواب خانقاہ عالیہ مونگیر شریف سے شائع کیا گیا۔ عبدالمجید قادیانی کے رسائل اور ان کے جوابات پڑھ کر جناب علاؤالدین احمد بی.اے، بی.ایل بھاگل پوری نے دیرینہ شناسائی اور دوستی کی بنیاد پر عبدالمجید قادیانی کو ایک خط لکھا جسے دوستانہ نصیحت کے نام پر شائع کر دیا۔ قریباً ایک صدی پہلے کا یہ خط ہے جو اس جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔ اس کا ایک آخری ورق کرم خوردہ تھا جو حصہ ناقابل استفادہ تھا اسے بیاض کی شکل میں چھوڑ دیا ہے۔

۱۴...... امروہی کے شمس کا سفہ کا دائمی کسوف:

حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کے رد میں ''شمس الہدایت'' نامی کتاب تحریر کی۔ امروہہ کے ایک قادیانی نے بزعم خود شمس بازغہ کے نام پر اس کا رد لکھا۔ جونہی کتاب چھپ کر سامنے آئی اس کے ایک دو مباحث کی تردید میں فوری مولانا عبدالصمد سندوروی سیاحؒ نے یہ رسالہ تحریر کیا۔ جو اس جلد میں شائع ہورہا ہے پڑھیں کہ خوب منطقی طرز استدلال سے امروہہ کے قادیانی کا ناطقہ بند کیا ہے۔

۱۵...... صحیفة الولاء النظر الیٰ دافع البلاء:

ہندوستان میں طاعون آیا۔ ملعون قادیان مرزا قادیانی نے معاذ اللہ! اسے اپنی نبوت کاذبہ کی دلیل قرار دیا اور اس پر ایک کتابچہ ''دافع البلاء'' نامی تحریر کیا۔ ایک قادیانی نے یہ رسالہ ملتان کے جناب واحد علی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اپنے تأثرات قلمبند کئے۔ قادیانی نے کہا کہ اسے شائع نہ کرنا ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ شاید وہ پہلے شائع نہ کرتے مگر اس دھمکی کے بعد وہ اسے شائع کرنے کے درپے ہوئے۔ یہ رسالہ دراصل وہی خط ہے جو انہوں نے مرسل دافع البلاء کو بھیجا تھا۔ یہ خط ۱۵؍جولائی ۱۹۰۲ء کو بھیجا گیا۔ گویا اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ملعون قادیان چھ سال زندہ رہا۔ مگر جواب کی جرأت نہ کرسکا۔ آج ۲۰۱۳ء ہے۔ ۱۹۰۲ء کی امانت ۲۰۱۳ء میں گویا ایک سو گیارہ سال بعد اس رسالہ کی اشاعت محض توفیق الٰہی ہی ہے اور بس...... آپ پڑھیں اور دیکھیں کہ ملعون قادیان کس طرح بخیئے ادھیڑے گئے ہیں۔

۱۶...... نعم المعانی، تردید عقائد قادیانی (۱۳۴۲ھ):

ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کے وکیل جناب عبدالرحیم سلیم کے دوست ایک قادیانی وکیل حافظ عبدالعلی تھے۔ دونوں مسافر بنگلہ محبوب آباد میں جمع ہوگئے۔ باتوں باتوں میں مرزا قادیانی کا تذکرہ آیا تو قادیانی وکیل عبدالعلی نے عقائد احمدیہ نامی کتابچہ پڑھنے کے لئے جناب عبدالرحیم سلیم وکیل ہائیکورٹ کو پکڑا دیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر قادیانی وکیل سے چند سوالات کئے۔ قادیانی وکیل نے ان سوالات کے جوابات پر مشتمل خط تحریر کیا۔ اس خط کا جواب الجواب جناب عبدالرحیم سلیم وکیل ہائیکورٹ نے لکھا تو یہ کتاب تیار ہوگئی۔ کتاب عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے اور مسلمان وکیل نے قادیانی وکیل کا کامیاب تعاقب کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ۱۳۴۲ھ سن اشاعت نکلتا ہے۔ ۹۲ سال بعد دوبارہ اس کتاب کی اشاعت محض توفیق ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

۱۷...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر، مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب:

امرتسر میں اہل فقہ مکتبہ وپریس قائم تھا۔ وہاں سے اخبار اہل فقہ بھی جاری تھا۔ اخبار اہل فقہ کے ایڈیٹر مولانا غلام احمد امرتسریؒ تھے۔ قاضی فضل کریم لنڈا بازار لاہور کا ایک قادیانی تھا اس نے ایک مضمون ''وفات مسیح علیہ السلام'' پر لکھ کر اپنے دل کی کالک کاغذ پر بکھیری۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا غلام احمد امرتسریؒ کو توفیق دی انہوں نے اس اشتہار کا اس رسالہ کی شکل میں جواب دیا۔ یہ دسمبر ۱۹۱۲ء کی بات ہے۔ آج ۲۰۱۳ء ہے ایک صدی سے زائد کا یہ رسالہ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں اس کی اشاعت انعام وفضل الٰہی ہے۔

۱۸...... مصنوعی قادیانی کے اعمال جو سخت کاذب اور اکفر ہے:

چکوڑی ضلع گجرات کے جناب مولانا محمد شفیق جو مولوی فاضل تھے انہوں نے مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان محاکمہ کے لئے یہ رسالہ تحریر کیا۔ جو ۱۸۹۹ء کے لگ بھگ کا ہے۔ موصوف نے اپنے مضمون کو خوب نبھایا ہے۔ اس جلد میں یہ رسالہ بھی شامل اشاعت ہے۔

۱۹...... رفع الالتباس، بحث اوّل متعلق بمسئله ملائكة:

مرزا قادیانی کبھی ملائکہ کو کواکب کا اثر قرار دیتے ہیں، کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ مرزا قادیانی کے اس عقیدہ باطلہ کے رد میں یہ رسالہ تحریر کیا گیا۔ مصنف کا نام اور تاریخ اشاعت نہ مل سکی۔ البتہ اتنا بوسیدہ کاغذ ہے کہ دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم ایک صدی قبل کا یہ رسالہ ہے۔ مصنف مرحوم

خوب فاضل شخصیت ہیں کہ ملائکہ کے وجود پر قرآن وسنت کے دلائل بکثرت جمع کر دیئے ہیں۔ اخلاص کا یہ عالم ہے کہ اپنا نام تک نہیں لکھا۔اس رسالہ کے احتساب کی جلد ہذا میں اشاعت پر بہت ہی خوشی محسوس کرتا ہوں۔

۲۰...... لاہوراورقادیان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جماعت احمدیہ کی خدمت میں ہمارا علمی ہدیہ:

اس رسالہ کا دوسرا نام: ''مسیح موعود کی پیش گوئی متعلقہ بمصلح موعود کی منصفانہ تحقیق''

دسمبر۱۹۴۴ء میں قادیانی ولاہوری گروپ کے قادیان ولاہور میں سالانہ جلسے تھے۔ اس موقعہ پر تنظیم اہل سنت کے مرکزی دفتر شریف لاج امرتسر کے مہتمم حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ تھے جو امام اہل سنت تھے۔ دیوبند کے فاضل اور دارالمبلغین لکھنؤ کے تربیت یافتہ تھے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بعد برصغیر میں ردرفض پر سب سے زیادہ قلمی کام آپ نے کیا۔آج بھی ان کی تحریرات وقیع کتب کی شکل میں علمی خزانوں کو سموئے ہوئے ہیں۔ آپ نے ۲۴؍دسمبر۱۹۴۴ء کو یہ رسالہ شائع کیا۔اس جلد میں اس کی اشاعت اللہ رب العزت کا ہمارے لئے انعام ہے۔

۲۱...... آنجہانی مرزاقادیانی کے سولہ سفید جھوٹ:

حضرت مولانا خدابخشؒ صاحب شجاعبادی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل اجل خطیب تھے۔ردقادیانیت کے موضوع پر ان کی بڑی مضبوط گرفت تھی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ڈیرہ غازیخان، بہاول پور، چنیوٹ، چناب نگر، بہاولنگر میں خدمات سرانجام دیں۔آپ نے یہ رسالہ تحریر کیا جس میں مرزاقادیانی کے سولہ جھوٹ جمع کئے۔اس جلد میں اس رسالہ کی اشاعت فقیر کے لئے ذاتی خوشی کا باعث ہے کہ اپنے ایک بھائی کے رشحات قلم محفوظ کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق بخشی۔

۲۲...... قادیانی دنیا کا چیلنج، پانچ سوال اور پانچ ہزارروپیہ نقدانعام:

مولانا تاج الدین خان بسمل گجرات کے رہنے والے تھے۔پھر سندھ پڈعیدن میں جاکر رہائش اختیار کی۔جمعیت علماء اسلام ضلع خیرپور سندھ کے نائب امیر بھی رہے۔ بہت ہی بہادر اور متحرک عالم دین تھے۔آپ کا یہ رسالہ اس جلد میں اشاعت پذیر ہورہا ہے۔ فلحمدللہ تعالیٰ!

غرض احتساب قادیانیت کی جلد ہذا (یعنی ترپن (۵۳) جلد) میں ۱۷حضرات کے ۲۲رسائل وکتب محفوظ ہوگئے ہیں جن کی فہرست پر ایک بار پھر نظر ڈالیں۔

۱......	حضرت مولانا محمد اعظم گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا محمد ایوب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۳	رسائل
۴......	حضرت مولانا عبدالغفور کلانوری رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب غلام نبی میرناسک رحمۃ اللہ علیہ	کے	۳	رسائل
۶......	مولانا حافظ حکیم عبداللطیفؒ مندراں والی	کے	۲	رسائل
۷......	حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۸......	جناب علاؤالدین احمد بی.اے، بی.ایل	کا	۱	رسالہ
۹......	مولانا عبدالصمد سندوروی سیاح رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	جناب واحد علی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب عبدالرحیم سلیمؒ وکیل ہائیکورٹ دکن	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا غلام احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۳......	مولانا محمد شفیق گجرات رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۴......	نامعلوم مصنفؒ	کا	۱	رسالہ
۱۵......	حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۶......	حضرت مولانا خدابخش شجاعبادی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۱۷......	مولانا تاج الدین خان بسمل سندھی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ

....

گویا ۱۷ حضرات کے کل ۲۲ رسائل وکتب

احتساب قادیانیت کی جلد (۵۳) میں شامل اشاعت ہیں۔ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین ۰ بحرمة خاتم النبیین!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۱۶؍جولائی ۲۰۱۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ختم نبوت

حضرت مولانا محمد اعظم گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

ازقلم احمد البرکات مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ

اس میں شک نہیں کہ فتنہ (قادیانی) بڑا پرانا فتنہ ہے۔ نبی علیہ السلام کی حیات اقدس ہی میں کئی کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر ان کا جلدی ہی سد باب کیا گیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ آخر کار یہی فتنہ تیرھویں صدی ہجری میں عظیم فتنہ بن کر رونما ہوا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہے۔ جو آج کل ایک تنے کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ہندوستان میں غلام احمد قادیانی آنجہانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے دلوں سے جوش جہاد کو ختم کرنے کے لئے عزم سوء کیا ہوا تھا۔ تاکہ امت مسلمہ میں تحفظ دین کا مادہ ختم ہو جائے اور اس نے انگریز حکمرانوں کی مدح وستائش میں لاتعداد کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''کہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت عین عبادت ہے۔'' ان ناپاک عزائم کے خلاف بہت سے علماء کرام اور دیگر شخصیتوں نے جہاد کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علامہ حافظ محمد صاحب گوندلوی کی مخلصانہ خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مختصر مگر جامع رسالہ ''ختم نبوت'' اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ رسالہ کا دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ اس میں کفر وتکفیر کا مسئلہ لاہوری وقادیانی پارٹی کا فرق اور ختم نبوت پر محققانہ بحث انفرادی حیثیت کی مالک ہے۔ جس سے ختم نبوت کی دیگر اکثر کتب محروم ہیں۔

حضرت حافظ علامہ الحاج محمد صاحب گوندلوی کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ آپ فاضل قرآن وحدیث اور ماہر تعلیم وتدریس ہیں۔ آپ کی ساری عمر درس حدیث اور علوم اسلامیہ عربیہ میں صرف ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی شخصیت پاک وہند میں مسلم ہو کر شہرت عام بقائے دوام حاصل کر چکی ہے۔ تمام ہندوپاک میں آپ کے تلامذہ پائے جاتے ہیں۔ جو دین اسلام کی خدمات بطریق احسن سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ آپ کی لازوال خدمات ہیں جو داد وتحسین سے بالاتر ہیں۔ اب آپ مدرسہ جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ کے صدر مدرس ہیں...... آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب اور مولوی بشیر احمد میرپوری کو اجر عظیم دے۔ جس نے باوجود مالی مشکلات کے اس رسالہ کی طباعت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ آمین! ۲۷؍فروری ۱۹۵۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ختم نبوت

’’الحمد للّٰہ الذی اکمل لنا الدین و اتم علینا نعمہ ولم یذرما محتاج الیہ فی امر الدین صغیرا وکبیراً وارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ومارسلہ الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الا کملان علی من لا نبی بعدہ محمد رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین الذی صدق اللّٰہ ماوعدہ ‘‘امابعد

برادران اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ دین کے مسائل دوقسم کے ہیں۔

۱...... وہ مسائل جن پر امت کا اتفاق ہے۔

۲...... وہ مسائل جن میں اختلاف ہے۔

پہلی قسم کے مسائل میں سے بعض ایسے ہیں۔ جن کو ضروریات دین کہتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جن سے دین کی ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی واقف ہوجاتا ہے۔ جیسے

۱...... نمازیں پانچ فرض ہیں۔

۲...... سال بھر میں ایک ماہ کے روزے فرض ہیں۔

۳...... زکوٰۃ فرض ہے۔

۴...... قرآن اللہ کی کلام ہے۔

۵...... حدیث بھی دین کا حصہ ہے۔

۶...... آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

اور بعض اجماعی مسائل اس قسم کے ہیں کہ ان کی شہرت اس قدر نہیں کہ ان سے ہر ادنیٰ دین کی واقفیت رکھنے والا واقف ہو۔ جیسے رضاعی رشتوں کی حرمت اور بعض اور حرام چیزیں جن کی قرآن میں تصریح ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے۔ مگر ہر شخص کا (جو اسلام سے کچھ بھی مس رکھتا ہو) ان سے واقف ہونا ضروری نہیں۔

ان تین قسم کے مسائل کے الگ الگ احکام ہیں۔

۱...... جن مسائل کو ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان کے انکار سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ مسلمان کہلا کر ان کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ مثلاً کوئی شخص نماز کی گنتی کے متعلق مسلمان کہلا کر

بحث نہیں کرسکتا کیونکہ نمازوں کا پانچ ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کسی کو مل سکتی ہے یا نہیں، ایک شخص مسلمان کہلا کر اس کو زیر بحث نہیں لاسکتا۔

۲...... جن مسائل پر امت کا اتفاق ہو۔ مگر وہ ضروریات دین میں داخل نہیں۔ ان کے انکار سے اس وقت تک ایک مسلمان معذور ہوسکتا ہے جب تک اس کو علم نہ ہو۔ علم کے بعد پہلی قسم کی طرح ان کو بھی زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔

۳...... وہ مسائل جن میں اختلاف ہے، ان کی دو قسمیں ہیں۔

الف...... وہ مسائل جن میں ایک طرف صریح دلیل موجود ہو اور دوسری طرف صرف قیاس ہو۔ ان میں حکم یہ ہے کہ جس کو پورے طور پر دلیل کا علم ہو جائے، وہ قیاس کو چھوڑ دے۔

ب...... وہ مسائل جن میں دونوں طرف صریح دلیل موجود نہیں۔ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔ یا غیر صریح دلیل ہے۔ ان میں حکم یہی ہے کہ جس طرف اطمینان ہو۔ اس پر عمل کرے۔

پس ختم نبوت کا مسئلہ اس قسم کا نہیں ہے جس میں اختلاف ہو یا اس کو زیر بحث لایا جاسکے۔ جب ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ تو اب اس کے لئے اس مسئلہ میں بحث کرنا جائز نہیں۔ کسی مسئلہ کو زیر بحث لانے کا یہ مطلب ہے کہ اس میں شک ہو۔ شک کو رفع کرنے کے لئے بحث کرے۔ اس کے دلائل کی دلالت میں بحث کرنا (کہ ان کی دلالت قطعی ہے یا ظنی یا دلائل کس قدر ہیں یا فلاں دلیل سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں) الگ امر ہے۔

پس کسی مسئلہ کا ضروریات دین سے ہونا الگ امر ہے اور اس کے دلائل میں بحث کرنا کہ ان سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں، الگ چیز ہے۔ مثلاً یہ مسئلہ کہ (نمازیں پانچ ہیں) ضروریات دین سے ہے۔ اس میں شک کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ مگر کسی خاص آیت یا حدیث سے اس کا ثابت کرنا قابل تحقیق ہے۔ اگر کسی خاص آیت کے متعلق کوئی کہے کہ اس سے پانچ نمازیں ثابت نہیں ہوتیں تو اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔

پس کسی اتفاقی مسئلہ کے متعلق جو ضروریات دین سے ہو۔ شک کی صورت میں بحث کرنا کفر ہے اور اس کی کسی خاص دلیل کی دلالت پر بحث کرنا اس وقت تک کفر نہیں۔ جب تک اس کی دلالت پر اجماع نہ ہو۔ اجماع کی صورت میں بھی اس وقت کفر ہوگا۔ جب اس کو اس اجماع کا علم ہو۔ پس یہاں تین باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔

۱...... جو مسئلہ اجماعی ہونے کے باوجود ضروریات دین سے ہو، اس کا انکار کفر ہے۔
۲...... جو مسئلہ اجماعی ہو، مگر ضروریات دین سے نہ ہو۔ جب تک ایک شخص کو اس کا علم نہ ہو وہ معذور ہے۔ علم کے بعد اگر انکار کرے تو کافر ہے۔
۳...... جو مسئلہ ضروریات دین سے ہو۔ اس کا انکار تو کفر ہے۔ مگر اس کے دلائل میں کسی خاص دلیل کی دلالت میں شک کرنے سے اس وقت تک انسان کافر نہیں ہوتا۔ جب تک اس دلیل کی دلالت قطعی نہ ہو۔ یا اس پر امت کا اجماع نہ ہو۔ پھر اس کو اس کا علم بھی ہو۔

پس کفر کی دو قسمیں ہیں۔
۱...... باوجود کفر کے کافر الگ امت نہیں بنتا۔ جیسا بعض اجماعی مسائل جن میں شیعہ سنی اور خوارج مختلف ہیں۔ اگرچہ یہ اختلاف اصولی اور شدید ہے۔ مگر سب ایک ہی امت کے فرقے ہیں۔
۲...... کفر کے ساتھ کافر الگ امت بن جاتا ہے۔ جیسے ایک نئے نبی کے قائل ہونے سے ختم نبوت کا معروف معنی سے انکار۔

کیونکہ قرآن مجید نے امت کے الگ ہونے کے لئے رسول اور شریعت کے الگ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ’’لکل امة رسول (یونس:۴۷)‘‘ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔ ’’لکل جعلنا منکم شرعة ومنها جا ولوشاء اللّٰه لجعلکم امة واحدة (مائدہ:۴۸)‘‘ ہر ایک (امت) کے لئے (الگ) شریعت بنائی۔ اگر اللہ چاہتا تو ایک ہی امت کر دیتا۔ الگ الگ شریعت نہ بناتا۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مسئلہ ختم نبوت ہے۔
اس مسئلہ پر چند باتیں ذکر ہوں گی۔
۱...... یہ مسئلہ اجماعی ہے۔
۲...... یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔
۳...... قرآن وحدیث سے اس کا ذکر ہوگا۔
۴...... مرزا قادیانی کا کیا دعویٰ ہے، محدثیت کا یا نبوت کا؟
۱...... اس مسئلہ پر امت کا اجماع ہے۔
۱...... ’’من ادعی نبوة احد مع نبینا ﷺ وبعده کالعیسویة من الیهود القائلین لتخصیص رسالته الی العرب وکالحزمیته القائلین بتواتر الرسل

الی فھولاء کلھم کفار مکذبون النبی ﷺ انه اجزانه ﷺ خاتم النّبیین ولا نبی بعده واخبر عن اللّٰه انه خاتم النّبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل ھذا الکلام علی ظاھره وان مفھومه المراد دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر ھؤلاء الطوائف قطعا اجماعا وسمعا (شفاء قاضی عیاض)'' ﴿جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ کسی کو آپ کے عہد میں یا بعدازاں شریک نبوت قرار دے، جیسے عیسویہ گروہ کہتا ہے کہ آنحضرتؐ سچے رسول ہیں۔ مگر آپ کی نبوت خطہ عرب سے مخصوص ہے اور حزمیہ کہتے ہیں کہ رسول متواتر آتے رہیں گے۔ پس یہ لوگ سب کفار ہیں اور آنحضرت ﷺ کو جھوٹا سمجھنے والے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کمال اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں۔ پس مذکورہ بالا فرقوں کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ اجماع اور نقل سے یہ لوگ دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔﴾

۲...... یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔

کیونکہ اس کے انکار پر امت نے کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ اس فتویٰ میں کوئی قید علم وغیرہ کی نہیں لگائی۔ جو مسئلہ ضروریات دین سے ہو۔ اس کا انکار ہر صورت کفر ہوتا ہے۔ خواہ منکر کسی تاویل کی بناء پر انکار کرے یا عناد کی وجہ سے۔

ختم نبوت پر اجماع ہونے پر اعتراض

سوال نمبر:۱...... امام احمد کا مقولہ ہے کہ اجماع کا مدعی کاذب ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ختم نبوت پر اجماع ہے، خود باطل ہے۔

جواب...... جہاں یہ مقولہ مذکور ہے۔ وہاں اس کا جواب بھی منقول ہے کہ امام احمد کا یہ قول اس حالت پر محمول ہے۔ جب اس کا ناقل ایک ہو۔ اس کے حدوث کا اب دعویٰ کرے۔

''وقول احمد محمول علی انفراد اطلاع ناقله اوحدوثه الان فانه احتج به فی مواضع کثیرة قال الاسفرائنی نحن نعلم ان مسائل الاجماع من اکثر عشرین الف مسئلة''

امام احمد کا کہنا کہ اجماع کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جب ایک آدمی اجماع کا دعویٰ کرے۔ دوسرے لوگ اس کے ساتھ شریک نہ ہوں یا امام احمد اپنے

زمانے کی نسبت فرماتے ہیں۔(وہ بھی اس شخص کے لئے جو کوشش نہ کرے ورنہ مطلق اجماع سے ان کو انکار نہیں) کیونکہ امام احمد نے بہت جگہ اجماع کے ساتھ استدلال کیا ہے۔امام ابواسحاق اسفرائینی کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ مسائل اجماع کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے۔
(فواتح ص۴۹۴)

سوال نمبر:۲...... ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں، نبوت باقی ہے۔صرف تشریعی بند ہے۔پس اجماع نہ ہوا۔

جواب...... (۱)ابن عربی نہ صحابی ہے نا تابعی نہ تبع تابعی۔ایک متاخر آدمی ہے۔اگر اس نے کہا بھی ہو تو یہ ان کی جہالت ہوگی کہ ان کو اس مسئلہ پر اجماع کا علم نہیں۔ابن عربی نے فصوص الحکم میں بہت سے مسائل میں صریح نصوص کی مخالفت کی ہے۔جیسے مجدد الف ثانی کے مکتوب میں اس کی تصریح موجود ہے۔

۲...... فتوحات میں ابن عربی نے یہ لکھا کہ شریعت میں نبوت کی حقیقت میں تشریع داخل ہے۔یعنی ہر نبی مشرع ہے۔چنانچہ لکھتا ہے ’’ومع هذا فلا يطلق اسم النبوة والنبی الا على المشرع خاصة فحجر هذا الاسم لخصوص وصف معين فی النبوة وما حضر التی ليس فيها هذا الوصف الخاص و ان كان حجر الاسم فنتادب ونقف حيث وقف ﷺ‘‘

’’باوجود اس کے نبوت اور نبی کا لفظ اسی پر بولا جائے گا۔جو شریعت والا ہو۔اس لفظ نبوت کی ممانعت اسی بناء پر ہے کہ اس میں تشریع کی قید ملحوظ ہے۔ورنہ اس وصف کے بغیر نبوت کے الحاق کی ممانعت نہیں۔آنحضرت ﷺ نے چونکہ اس لفظ کو اپنے بعد غیر مشرع کے لئے بھی روک دیا ہے۔اس لئے اب ادب کا تقاضا یہی ہے کہ جہاں آنحضرت ﷺ ٹھہرے ہیں۔وہاں ہم ٹھہر جائیں۔‘‘

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لغت کے لحاظ سے نبوت کے معنی پیش گوئی کے ہیں اور شریعت نے اس میں تشریع کی قید بڑھائی ہے۔پس شریعت کے الفاظ کو ان کے شرعی معانی میں بھی استعمال کرنا چاہئے۔اس لئے لغوی معنی کے لحاظ سے اب بھی بعض اولیاء پر نبی کا لفظ استعمال ہوسکتا ہے۔کیونکہ شریعت نے جو نبی کی اطلاق کی بندش کی ہے۔اس سے مراد تشریعی نبوت ہے۔غیر تشریعی نبوت مراد نہیں۔کیونکہ لغت میں یہ قید ملحوظ نہیں بلکہ لغت میں ہر پیش گوئی کرنے والے کو نبی کہتے ہیں۔خواہ سچا ہو یا جھوٹا۔خدا کا نبی ہو یا شیطان کا۔مگر شریعت میں صرف اسی کو کہتے ہیں۔جو

سچا اور خدا کی طرف سے پیغام لائے جیسے قرآن مجید میں ہے:

''فبعث اللّٰہ النّبیین مبشرین و منذرین وانزل معہم الکتاب (البقرۃ: ۲۱۳)'' ﴿اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دینے اور ڈرسنانے کے لئے نبی بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی۔﴾

دوسری جگہ فرمایا:''وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللّٰہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللّٰہ ایاتہ واللّٰہ علیم حکیم (الحج:۵۲)''

﴿ہم نے جب کبھی رسول اور نبی بھیجا تو اس کی امنیت (قرائت) میں شیطان دخل اندازی کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ (شیطانی آمیزش کو مٹا دیتا ہے) اپنی آیات کو محکم فرماتا ہے۔ اللہ علیم اور حکیم ہے۔﴾

ان دونوں آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں نبی کے لئے شریعت کتاب و آیات کا ہونا لازمی ہے۔ پس لغوی معنی کے لحاظ سے اگرچہ نبی کا اطلاق کسی ولی صاحب کشف پر ہوسکتا ہے۔ مگر شریعت نے جب اس اطلاق کی ممانعت کر دی ہے۔ پس ہم کو بھی یہ لفظ (نبی) کا آنحضرتﷺ کے بعد کسی شخص پر نہیں بولنا چاہئے۔

پس ابن عربی کی کلام کا یہ مطلب نکلا کہ نبوت کا اطلاق صرف تشریع پر ہوتا ہے۔ غیر تشریع پر اطلاق شرعی نہیں بلکہ لغوی ہے۔ ان کا یہ مطلب ہے کہ شرعی غیر تشریعی نبوت شرعی معنے کے لحاظ سے باقی ہے۔ کیونکہ شرعاً اس پر نبوت کا اطلاق درست نہیں۔ بلکہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی معنی سے یہ لفظ استعمال نہ کریں۔

سوال نمبر:۳۰...... ملا علی قاری نے موضوعات میں لکھا ہے۔ اگر عمر اور ابراہیم ابن محمدﷺ نبی ہوتے تو یہ امر خاتم النّبیین کے منافی نہ ہوتا۔ گویا ملا علی قاری ختم نبوت کے قائل نہیں۔ پس اجماع نہ ہوا۔

جواب...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ختم نبوت پر امت کا اجماع ہے اور یہ اجماع ملا علی قاری نے بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (شرح فقہ اکبر)

''ودعویٰ النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع''یعنی ہمارے نبیﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

پس ملا علی قاری اس امر کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی ہے۔ مگر خاتم النبیین سے اس کو نہیں نکالتے۔ اس کی دلالت ان کے نزدیک قطعی نہیں۔ کیونکہ یہ عام ہے اور عام کی دلالت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قطعی ہوتی ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ ظنی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ اگر حضرت عمرؓ اور حضرت ابراہیمؓ نبی بن جاتے تو اس صورت میں اس آیت کے یہ معنی ہوتے کہ آپؐ ان انبیاء کے خاتم ہیں۔ جو مشرع ہیں اور ملا علی قاری صاحب کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ عام ظنی یا قطعی ہونے کا مسئلہ اس وقت ہے۔ جب کسی عام کے عموم پر اجماع نہ ہو۔ جب اجماع ہو تو عام کی دلالت قطعی ہو جاتی ہے۔

۲...... اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ملا علی قاری بھی بلحاظ لغت نبی اور نبوت کی دو قسمیں مانتے ہوں۔ ایک تشریعی اور ایک غیر تشریعی اور حدیث لوعاش ابراہیم میں نبوت کا لغوی معنی لیا ہو۔ جو غیر تشریعی کو بھی شامل ہے اور آیت میں تشریعی معنی لیا ہو جو لغت کے اعتبار سے نبوت تشریعی ہے اور شریعت میں نبوت کی حقیقت بھی یہ ہے۔ پس ان کی کلام کا مطلب یہ ہوا کہ اگر حضرت عمرؓ اور حضرت ابراہیمؓ نبی بن جاتے یعنی لغوی معنی کے لحاظ سے صاحب کشف ہو جاتے۔ تو اس صورت میں ان کی نبوت آیت خاتم النّبیین کے منافی نہ ہوتی۔ کیونکہ آیت میں نبی سے مراد مشرع ہے۔ جو نبی کا شرعی معنی ہے۔ وہ شرعی معنی کے لحاظ سے نبوت کو جاری نہیں مانتے۔

سوال نمبر:۴...... بعض وقت یہ شبہ گزرتا ہے کہ جب آیت خاتم النبیین کے معنی معروف پر امت کا اجماع ہے۔ تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ ملا علی قاری نے اجماع کی مخالفت کی ہے اور اجماعی مسئلہ کا منکر کافر ہوتا ہے۔ پس لازم آئے گا کہ ملا علی کافر ہوئے۔ حالانکہ ان کو لوگ عالم دین خیال کرتے ہیں۔

جواب...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اجماعی مسائل دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ضروریات دین سے ہیں یا اصول دین سے ہیں۔ ان کے انکار سے تو کفر لازم آتا ہے۔

دوسری قسم وہ مسائل ہیں جو اجماعی ہونے کے باوجود اس قدر بدیہی نہیں کہ ہر شخص ان سے واقف ہو۔ پس ایسے مسائل سے جاہل کو کافر نہیں کہا جاتا بلکہ عالم معاند کو کافر کہا جاتا ہے۔

مجموعہ رسائل ومسائل نجدیہ کے حاشیہ میں سید رشید رضا فرماتے ہیں: ’’علماء الامة متفقون علی ان الجهل بامور الدین القطعیته المجمع علیها التی هی معلومة منه بالضرورة کالتوحید وابعث وارکان الاسلام وحرمة الزنا والخمر لیس بعذر للمغصر فی تعلمها مع تواترالا واعی وهم متفقون ایضاً علی عذر

العوام بجهل المسائل الاجماعية غير المعلومة بالضرورة وهذا التفصيل هوالذى مظهربه كلام شيخ الاسلام فى المواضع المختلفة (ص۵۱۷ :رسال و مسائل نجديه) ''

علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو امور دین کے قطعی ہیں۔ جن پر امت کا اجماع ہے اور دین کے ضروریات سے ہیں۔ جیسے توحید قیامت، ارکان اسلام اور زنا اور شراب کی حرمت، جو شخص ان کے سیکھنے میں کوتاہی کرے۔ باوجود اس کے کہ اسباب سیکھنے کے کافی ہوں۔ تو وہ جہالت کی بناء پر معذور نہیں سمجھا جائے گا (بلکہ ان میں شک کرنے سے کافر سمجھا جائے گا) نیز علماء اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو مسائل اجماعیہ ہیں۔ مگر وہ ضروریات دین سے نہیں۔ ان میں عوام کو جہالت کی بناء پر معذور سمجھا جائے گا۔

امام ابن تیمیہ کی کلام سے جو انہوں نے مختلف مقامات پر لکھی ہے۔ یہی ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس بناء پر ہم ملا علی قاری کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس آیت کی دلالت پر جو اجماع ہے اس کا ان کو علم نہ ہو۔ اگرچہ نفس مسئلہ ختم نبوت جس پر اجماع وہ خود نقل کر رہے ہیں۔ اس کے وہ قائل ہوں۔

ملا علی قاری کی عبارت کی توجیہ جو ہم نے پہلے دوسرے نمبر پر نقل کی ہے (کہ وہ لغوی معنی کے اعتبار سے نبوت کے باقی رہنے کے قائل تھے نہ اصطلاحی معنی سے) اس لحاظ سے اجماع کی مخالفت کا ان پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اجماع صرف نبوت کے شرعی معنی کے ختم ہونے پر ہے۔ نہ لغوی معنی کے ختم ہونے پر اور جب انہوں نے خاتم النبیین کی تفسیر پر تشریع کی قید لگا کر یہ ثابت کیا کہ وہ شرعی معنی کے اعتبار سے خاتم النبیین کو عام سمجھتے ہیں تو اب مخالفت اجماع کا اعتراض ان سے اٹھ گیا۔ اگرچہ صحیح بھی ہے کہ ہم کو مطلق نبوت کے ختم ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

اس میں تشریع اور غیر تشریع کی بحث میں پڑ کر عوام کا دماغ پریشان نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب ایک لفظ شرعی معنی کے اعتبار سے مشہور ہو چکا ہے۔ تو اب اس کی تقسیم میں لغوی معنی کا لحاظ کرنا جو متروک ہو چکا ہے، بالکل لغو طرز عمل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص صلوٰۃ کو (جو ایک معروف عبادت یعنی نماز) میں مشہور ہے اور اس معنی کے اعتبار سے شرعی احکام اس کے متعلق ہیں۔ اس کو لغوی معنی کے اعتبار سے تقسیم کرے اور کہے کہ اس کے بعض افراد کے لئے وضو شرط ہے اور بعض کے لئے شرط نہیں۔ جیسے بدوں نماز دعا مانگنا۔ اگرچہ اس کا یہ کہنا فی نفسہ صحیح ہے۔

مگر عرفی محاورات میں خبط دماغی سے زائد کوئی چیز نہیں۔

ہم نے ختم نبوت کی بحث میں یہ انداز صرف ایک کلام کی توحید کے لئے اختیار کیا ہے۔ ورنہ صحیح یہی ہے کہ ہم کو مطلق ختم نبوت کا لفظ استعمال کرنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ اس سے نبوت کا معنی شرعی ہی سمجھا جائے گا۔ تشریع اور غیر تشریع کی بحث میں نہیں پڑنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ (نبوت کے لئے شرعی تشریع کی ضرورت ہے) بھی ایک اجتہادی امر ہے۔ ممکن ہے کہ نبوت کے لئے شرعاً بھی تشریع کی ضرورت نہ ہو اور مطلق پیش گوئی سے جو لغوی معنی ہے۔ ایک بلند درجہ مراد ہو۔ جس میں عصمت تو ضروری ہو۔ مگر تشریع نہ ہو اور باقی اولیاء کے جمیع مراتب سے ایک ایسا بلند درجہ ہو جہاں ان کی رسائی نہ ہو۔ میرے ناقص خیال میں نبوت کی اتنی اصبالی تشریح پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی حقیقت سے بحث کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ جن لوگوں نے اپنی عقل یا کشف سے اس کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں کہے جاسکتے۔

۳...... (الف) ختم نبوت کا مسئلہ قرآن مجید کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا۔ اس وقت فرمایا ''یابنی ادم امایاتینّکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (اعراف:۳۵)'' ﴿اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم ہی سے رسول آئیں جو تم پر میری آیتیں بیان کریں۔ پس جو بچ گیا اور اپنی اصلاح کر لی نہ ان پر کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے رسول آتے رہیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ رسول بنانا اور انسانوں اور فرشتوں سے ان کا انتخاب کرنا صرف اللہ کا کام ہے۔

''اللّٰه یصطفی من الملائکة رسلا ومن الناس (حج:۷۵)'' ﴿ملائکہ اور انسانوں سے رسولوں کا انتخاب کرنا اللہ کا کام ہے۔﴾

''ولکن اللّٰه یجتبی من رسله من یشاء (آل عمران:۱۷۹)'' ﴿اللہ تعالیٰ جس کو چاہے رسول منتخب کرے یا رسولوں سے جس کو چاہے منتخب کرے۔﴾ یعنی انتخاب اللہ کا فضل ہے۔ اسی وعدہ کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض جگہ ہدایت بھیجنے کا وعدہ ہے اور بعض جگہ غیب پر مطلع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ہدایت اور غیب سے مراد بھی شریعت ہی ہے۔ جو رسولوں کی معرفت آتی ہے۔

''امایاتینّکم منی هدی (بقرة:۳۸)'' ﴿اگر تمہارے پاس ہدایت آئے۔﴾
''فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول (جن:۲۶، ۲۷)'' ﴿اللہ تعالیٰ اپنے غیب (احکام غیبیہ) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس کو رسول پسند فرمائے۔﴾

یہ وعدہ جو کتابیں، ہدایت، غیب، آیات، رسولوں کے بھیجنے کا کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا اور سب سے آخر ایک جامع واضح اور محفوظ شریعت دے کر حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور سارے جہان کے لئے ان کی اتباع لازم قرار دی اور قیامت تک کے لئے ان کی شریعت کو واجب الاتباع قرار دیا۔

عموم رسالت کے دلائل

۱...... ''وما ارسلناك الا كافة للناس (سبا:۲۸)'' ﴿ہم نے تجھے سب لوگوں کے لئے بھیجا ہے۔﴾

۲...... ''وما ارسلناك الا رحمة للعٰلمين (انبياء:۱۰۷)'' ﴿ہم تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ سارے جہاں پر رحم کریں۔﴾

۳...... ''تبارك الذی نزّل الفرقان علی عبده ليكون للعالمين نذيرا (فرقان:۱)'' ﴿منبع الخیر والبرکات وہ ہستی ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ سارے جہان کے لئے نذیر بنے۔

۴...... ''قل يا ايهاالناس انی رسول الله اليكم جميعا (اعراف:۱۵۸)'' ﴿کہو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔﴾

۵...... ''قل للذين اوتوا الكتاب والاميين اسلمتم فان اسلموا فقدا هتدوا (آل عمران:۲۰)'' ﴿جن کے پاس آسمانی کتاب ہے اور جن کے پاس نہیں۔ ان کو کہو کہ کیا تم مسلمان ہونے والے ہو اگر مسلمان ہو جائیں تو ہدایت پالیں گے۔﴾

۶...... ''ومن يكفربه من الاحزاب فالنار موعده (هود:۱۷)'' ﴿جو فریق اس کتاب (قرآن) سے کفر کرے۔ اس کا ٹھکانا آگ ہے۔﴾ یعنی جو مسلمان نہ ہو وہ جہنمی ہے۔

۷...... ''قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفور رحيم، قل اطيعو الله والرسول فان تولوا فان الله لايحب الكافرين (آل عمران:۳۱،۳۲)'' ﴿کہو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تم

سے اللہ محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر وہ پھر جائیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔﴾

اگر کوئی فرقہ یا شخص آنحضرتﷺ کی مطلقاً اطاعت نہ کرے وہ کافر ہے۔

۸...... ''لانذرکم به ومن بلغ (انعام:۱۹)'' ﴿میں تم کو ڈراتا ہوں اور ہر اس شخص کو جس کو قرآن پہنچے۔ جس ملک میں قرآن پہنچے یا جس شخص کو پہنچے۔ اس پر ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے۔﴾

(۲) دین اسلام کے جامع اور کامل ہونے کے متعلق

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:۳)'' ﴿آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔﴾ یعنی دین کامل ہو چکا ہے۔ جن احکام کے متعلق وحی کی حاجت تھی، وہاں وحی بھیج دی گئی۔

(۳) دین واضح اور عام فہم ہے

۱...... ''ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (قمر:۱۷)'' ﴿ہم نے قرآن سمجھنے کے لئے آسان کردیا ہے، کیا کوئی سمجھنے والا ہے۔﴾

۲...... ''ولقد انزلنا اٰیات بینات (بقرۃ)'' ﴿ہم نے احکام واضح اتارے ہیں۔﴾

۳...... ''ثم ان علینا بیانه (قیامه:۱۹)'' ﴿قرآن کے مجملات کو ہم بیان کردیں گے۔﴾

۴...... ''وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزّل الیهم (نحل:۴۴)'' ﴿(اے رسولؐ) ہم نے تیری طرف یہ ذکر اس لئے اتارا ہے تاکہ تو لوگوں کو کھول کر سمجھا دے۔﴾

(۴) دین محفوظ ہے

۱...... ''انا نحن نزّلنا الذکروانا له لحافظون (حجر:۹)'' ﴿ہم نے یہ قرآن اتارا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾

۲...... ''وعدالله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم (نور:۵۵)'' ﴿اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو تم سے ایمان لائے اور عمل نیک کئے کہ ان کو زمین میں خلیفے بنائے گا۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں کو خلیفے بنایا۔ ان کو برسراقتدار لانے کے ساتھ اپنے پسندیدہ دین کو زمین میں نافذ اور جاری کرے گا۔﴾

یعنی یہ حکومت کا وعدہ اس لئے ہے کہ دین عملی شکل میں دنیا میں جاری کیا جائے تاکہ رات دن کے عمل اور حکومت کی سرپرستی سے پورے طور محفوظ ہو جائے۔

انہی وجوہ مذکورہ بالا (۱) عموم رسولت۔ (۲) دین کی جامعیت اور کمال۔ (۳) دین کا عام فہم ہونا۔ (۴) ردوبدل سے محفوظ ہونے کی بناء پر آنحضرتﷺ کو خاتم النّبیین قرار دیا۔

۱...... ’’ماکان محمدابااحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین وکان اللّٰہ بکل شی علیما (احزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمدتم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن اللہ کا رسول اور سب نبیوں سے آخری نبی ہے اور اللہ ہر شے سے واقف ہے۔ یعنی قیامت تک جس قدر ضرورتیں پیش آنے والی تھیں۔ جن میں دین کے بارے میں وحی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سب پوری کردی گئیں۔﴾

آیت کی تشریح

خاتم کا لفظ دو طرح پڑھا جاتا ہے۔ ایک خاتم تاء کے کسر سے اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) اسم فاعل ہو جس کے معنی میں ختم کرنے والا۔ (۲) اسم آلہ خلاف قیاس ہو جس کے معنی ہیں ختم کا آلہ یعنی آپﷺ کے ساتھ نبی ختم کردیئے گئے۔ ابن جریر میں ہے ’’بکسر التاء ین خاتم النّبیین بمعنی انه ختم النّبیین‘‘ کسرہ تا سے خاتم النّبیین کا یہ معنی ہے کہ آپ نے نبی ختم کردیئے۔

عبداللہ کی قرأت میں ہے ’’ولکن نبیا ختم النّبیین لکن‘‘ نبی ہے جس نے نبی ختم کردیئے۔ خاتم اگر فتح تا سے پڑھا جائے تو اس صورت میں اسم آلہ خلاف قیاس ہوگا۔ اس کے دو معنی ہوں گے۔ (۱) آخر کے، چنانچہ کہا ہے ’’خاتم النّبیین بفتح التاء بمعنی انه اخر النّبیین، خاتم النّبیین‘‘ اگر فتح تاء سے پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے آخری نبی سب سے پیچھے آنے والا۔ قتادہ نے بھی ’’خاتم النّبیین‘‘ کا معنی ’’اٰخر النّبیین‘‘ کیا ہے۔

(۲) مہر کے معنی

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپﷺ بمنزلہ مہر کے ہیں۔ اب نبوت پر مہر لگادی گئی۔ چنانچہ لکھا ہے ’’وخاتم النّبیین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لا حد بعده الی قیام الساعته‘‘ ﴿آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ نے نبوت پر مہر لگادی۔ ایسی مہر لگائی ہے کہ قیامت تک اب کسی کے لئے نہیں کھلے گی۔﴾

اقرب الموارد میں ہے ’’الخاتم والخاتم ‘‘ الخاتم واخرالقوم،الخاتم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور آخرقوم کے بھی ہیں۔ بلکہ کتب لغت میں یہ بھی لکھا ہے’’ خاتم القوم ای اخرھم ‘‘خاتم قوم اس شخص کو کہتے ہیں جو آخری ہو۔تفسیر نیشاپوری میں ہے’’ خاتم النّبیین لان النبی اذاعلم ان نبیا اخر فقد یترک بعض البیان والارشاد الله بخلاف اذاعلم انه ختم النبوة وکان الله بکل شی علیما ومن جملة معلوماته انه لا نبی بعد محمدﷺ ومجیی عیسیٰ فی آخرالزمان لا ینا فی ذلک لانه ممن نبیّ قبله‘‘

آپ خاتم النّبیین ہیں۔ کیونکہ جب نبی کو معلوم ہو کہ اس کے بعد اور کوئی نبی ہے تو کبھی بعض بیان اور ارشاد کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر جب اس کو یقین ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو پھر ایسا نہیں ہوسکتا اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے۔اس کے معلومات میں یہ بھی داخل ہے کہ محمدﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں آنا آنحضرتﷺ کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ ان کو آپﷺ سے پہلے نبوت دی گئی ہے۔راغب میں ہے’’ وخاتم النبیین لا نه ختم النبوة ای تممها بمجیئه ‘‘آپ خاتم النّبیین ہیں۔کیونکہ آپ نے نبوت کو ختم کردیا ہے۔یعنی آپﷺ نے آکر اس کو پورا کردیا۔

جامع البیان میں ہے’’ خاتم النّبیین ای اٰخر هم ‘‘خاتم النّبیین کا معنی ہے نبیوں کا آخر، زمخشری اپنی تفسیر (جو بیان لغت عرب محاورات میں بےنظیر ہے) میں کہتے ہیں ’’وخاتم النّبیین بمعنی انه لوکان له ولد بالغ مبلغ الرجال لکان نبیا ولم یکن هو خاتم الانبیاء ‘‘آپ خاتم النّبیین ہیں۔اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپکا کوئی بچہ بالغ ہوتا تو وہ نبی ہوتا۔ پھر آپ خاتم الانبیاء نہ رہتے۔تفسیر جلالین میں ہے’’فلا یکون له بن رجل بعده یکون نبیا و فی قراء ة بفتح التاء کآلة الختم ای به ختموا ‘‘ آپ کا فرزند بالغ ہوکر نبی نہیں ہوگا۔ایک قرأت میں تاء کے فتح سے یعنی آپ ختم کا الہ ہیں۔یعنی آپ کے ذریعہ سے نبی ختم ہوئے۔

تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں’’ وخاتم النّبیین وذلک لان النبی الذی تکون بعده نبی ان ترک شیئا من النصیحة والبیان یستدرک من یأتی بعده واما من لانبی بعده یکون اشفق علی امته والهدی لهم واجدیٰ‘‘

یعنی آپ خاتم النّبیین ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی نبی ہو۔ اگر کوئی بات نصیحت اور بیان کی چھوڑ جائے تو بعد میں آنے والا اس کا تدارک کر سکتا ہے۔ مگر جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ وہ اپنی امت کے حق میں بہت شفیق اور بہت زیادہ ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔

ان عبارتوں میں علماء نے پہلے قصے کے ساتھ خاتم النّبیین کی مناسبت بھی بیان کر دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جس کا اپنا لڑکا نہ ہوتا۔ وہ کسی کو اپنی متبنّیٰ بنا لیتا اور اس کے ساتھ حقیقی بیٹے کا تعلق رکھتے۔ وہ جائز وارث ہوتا اور اس کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ٹھہرتا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی زیدؓ کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ قرآن نے اس حکم کو منسوخ کیا اور اس پر آنحضرت ﷺ سے عمل کرایا۔ اس آیت میں اس پر عمل کرانے کی وجہ بیان کی ہے کہ اگر آپ ﷺ سے عمل نہ کرایا جاتا تو لوگ عملی طور پر شاید اس کو منسوخ نہ سمجھتے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں۔ جو اس پر عمل کراتے۔ اس واسطے ضروری تھا کہ اس رسم کو آپ ﷺ ہی کے عمل سے اٹھایا جائے۔

پس خاتم خواہ فتح تاء سے ہو یا کسرہ سے خواہ اس کے معنی مہر کے ہوں یا آخر کے یا ختم کرنے والے کے ہر صورت میں اس کا مفہوم یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اس میں نبوت کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ اصلی ہو یا بروزی اور ظلی، تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ اگر غیر تشریعی کا وجود ہو تو غیر تشریعی نبوت بھی ختم ہے۔ اگر اس کا وجود ہی نہیں تو وہ پہلے ہی معدوم ہے۔ پھر اس کے ختم ہونے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس معنی کی تائید میں حدیثیں بھی وارد ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔

دوسری آیت جس میں ختم نبوت کا ذکر ہے:

”واذاخذ اللّٰہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به (آل عمران:۸۱)“ ﴿جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ تم کو میں کتاب وحکمت عطاء کروں گا۔ پھر جو رسول آئے گا جو تمہاری تعلیم کا مصدق ہوگا۔ اس پر تم نے ضرور ایمان لانا ہوگا۔﴾

جلالین میں ہے ”ھو محمد“ وہ رسول محمدؐ ہے۔ یعنی جس نبی پر ایمان لانے کا عہد سب نبیوں سے لیا گیا ہے۔ وہ جناب آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس آیت میں صاف طور پر مذکور ہے کہ آپ ﷺ سب نبیوں کے بعد آنے والے ہیں۔

جامع البیان میں ہے عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے یہ تفسیر بسند صحیح ثابت ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں ’’والمراد من رسول مصدق محمد کما صح عن علی و ابن عباس رضی اللہ عنهم ‘‘رسول سے مراد محمدﷺ ہیں۔ جیسے حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے بسند صحیح ثابت ہے۔

ب...... ختم نبوت کا مسئلہ حدیث کی روشنی میں

پہلی حدیث...... حدیث خلفاء

’’عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرونا قالوا افوابیعة الاول فالاول واعطوهم حقهم فان اللہ سائلهم عمن استرعاهم متفق علیه ‘‘

﴿ابوہریرہؓ آنحضرتﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ دوسرا نبی ہوتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ضرور خلفاء ہوں گے اور کثرت کے ساتھ ہوں گے صحابہ نے عرض کی کہ آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا بیعت کے ساتھ وفا کردے ان کے حقوق کا لحاظ کرو، ان کا حق ادا کرو آگے اللہ خود ان سے رعایا کے بارہ میں پوچھے گا۔﴾

سوال...... اس حدیث میں سین ہے۔ جس کا یہ مطلب ہوا کہ خلفاء قریب ہوں گے۔ پھر نبی ہونے لگیں گے۔ میرے زمانہ کے قریب کوئی نبی نہیں ہوگا؟

جواب...... سین، یہاں تحقیق کے لئے ہے۔ جیسے آیت ذیل میں ہے ’’سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة (آل عمران) ‘‘﴿جس مال سے یہ بخل کرتے ہیں وہ ضرور ان کے گلے کا ہار بنے گا قیامت کے روز۔﴾

دوسرا جواب یہ ہے کہ خلیفہ کے بند ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی آنے لگیں۔ کیونکہ نبی کی جو نفی کی ہے۔ اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنی عنقریب کے ہوں۔ بلکہ وہاں نقطہ ’’لا نبی بعدی ‘‘ ہے۔ جس کے معنی ہیں میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ صرف خلفاء کے جملہ میں سین کا لفظ ہے۔

اس حدیث میں خطاب عام ہے۔اس واسطے اس میں اس تاویل کی گنجائش نہیں کہ یہاں حضرت علیؓ کو فرمایا ہے کہ تو میرے بعد نبی نہیں۔ جیسے حضرت علیؓ کی روایت میں کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے نبوت کی نفی مراد ہے۔

دوسری حدیث کذابین والی

جس میں خاتم النّبیین کی تفسیر ہے۔

۲...... ’’عن ثوبانؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذاوضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الی یوم القیامۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ نبی اللّٰہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی وعلی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یأتی امراللّٰہ (ابوداؤد، ترمذی)‘‘

﴿ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں تلوار رکھی گئی تو قیامت تک نہ اٹھائی جائے گی اور قیامت کے قائم ہونے سے پہلے میری امت کے چند قبائل مشرکین سے جاملیں گے اور چند قبائل بت پرستی کرنے لگیں گے اور ضرور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ ان کو مخالف ضرر نہیں دے سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔﴾

یہ حدیث نص صریح ہے کہ نبوت ختم ہوچکی ہے اور خاتم النّبیین کا یہی معنی ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔

تیسری حدیث قصر (محل) والی

۳...... ’’وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصرا احسن بنیا نہ وترك منہ موضع اللبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلك اللبنۃ فکنت اناوسددت موضع اللبنۃ وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النّبیین متفق علیہ‘‘

﴿ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال ایک قصر (محل) کی ہے۔ جس کی عمارت نہایت اچھی ہے۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ دیکھنے والے اردگرد پھر کر دیکھ کر تعجب کرنے لگے مگر ایک اینٹ کی جگہ کو دیکھ کر ان کا تعجب رک جاتا ہے۔

میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بند کیا۔ میرے ساتھ عمارت ختم ہوئی اور رسول ختم ہونے میں وہ اینٹ میں ہی ہوں اور بعض میں خاتم النّبیین ہوں۔﴾

اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نبوت کا محل اب مکمل ہو چکا ہے۔ آنحضرتﷺ آخری اینٹ اور آخری نبی ہیں۔ آپﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

سوال...... بعض روایات میں قبلی کا لفظ موجود ہے۔ (جس کا معنی ہے مجھ سے پہلے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مثال میں ان انبیاء کو لیا گیا ہے۔ جو آنحضرتﷺ سے پہلے ہوئے ہیں۔

جواب...... یہ قید اتفاقی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ سب انبیاء آنحضرتﷺ کے ماسوا آپﷺ کے پہلے ہی گزرے ہیں۔ اس واسطے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ اس قید کا یہ مطلب نہیں کہ جو آپﷺ کے بعد آنے والے ہیں۔ ان کو الگ کرنے کے لئے لفظ بولا گیا ہے۔ اس امر کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کا آخری لفظ (میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے ہیں اور عمارت ختم ہو گئی۔ میں خاتم النبیین ہوں) صاف بتایا جارہا ہے کہ آپﷺ تمام رسولوں اور نبیوں کے خاتم اور آخری نبی ہیں۔

چوتھی حدیث عاقب والی

۴...... ’’عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبیﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد انا احمد وانا الماحی الذی یمحواللّٰہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علے قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی، متفق علیہ۔‘‘

﴿جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے نبیﷺ سے سنا، فرماتے ہیں کہ میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں (مٹانے والا)، میرے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر (اکٹھا کرنے والا) ہوں۔ میرے قدموں پر لوگ اکٹھے کئے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔﴾

پانچویں حدیث منزلہ ہارون والی

۵...... ’’عن سعد بن ابی وقاصؓ قال قال رسول اللّٰہﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلۃ ھارون و موسیٰ الّا انہ لانبی بعدی متفق علیہ‘‘

﴿سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا، تیری نسبت میرے ساتھ اس طرح ہے۔ جیسے ہارون کی موسیٰ کی طرف ہے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

سوال...... اس حدیث میں حضرت علیؓ کی نبوت کی نفی مقصود ہے۔ یعنی اے علیؓ! تو میرے بعد نبی نہیں۔

جواب...... اگرچہ حضرت علیؓ کی نبوت کی نفی کے لئے کلام چلائی گئی ہے۔ مگر لفظ عام ہے جو حضرت علیؓ اوران کے سواسب کو شامل ہے۔ یہ جملہ عام ایک قسم کی دلیل ہے کہ اے علیؓ تو نبی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

چھٹی حدیث مبشرات والی

۶...... ’’عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول قال فشق ذلك علی الناس فقال لکن المبشرات فقالوا یارسول اللہ وما المبشرات قال رؤیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوة (ترمذی)‘‘

﴿انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اورنہ کوئی رسول۔ یہ بات لوگوں کو تکلیف دہ معلوم ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ’’مبشرات (خوشخبری دینے والی چیزیں) باقی ہیں۔ لوگوں نے کہا مبشرات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا مسلمان کا خواب یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔﴾

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مبشرات نبوت کی جز ہیں۔ مگر ایسی جز نہیں جس پر نبوت کا لفظ بولا جائے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مبشرات کو جز بھی فرمایا ہے اوراس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ رسالت اور نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جیسے سرکہ سکنجبین کی جز ہے۔ مگر سرکے کو سکنجبین نہیں کہتے اور مبشرات کی تفسیر حدیث مذکور میں رؤیا کے ساتھ کی ہے اورحدیث ذیل میں بھی شامل ہے۔

۷...... ’’عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة (رواہ البخاری)‘‘ ﴿ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ صحابہؓ نے کہا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا، نیک خواب۔﴾

اورایک روایت میں رؤیا کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث ذیل میں ہے۔

۸...... ’’عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الرؤیا الصالحة جز من ستة

اربعین جزء من النبوة متفق علیه ‘‘ ﴿انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہﷺ نے اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔﴾

سوال...... اگراس حدیث کے یہ معنی لئے جائیں تو یہ معنی اول تو قرآن مجید کے صریح خلاف ہیں۔’’ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة اللتی کنتم توعدون (حم سجده:۳۰)‘‘

﴿جن لوگوں نے یہ کہا کہ تیرا رب اللہ ہے۔ پھراس پر جم گئے۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ۔ جس جنت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اس سے خوش ہو جاؤ۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خواب کے علاوہ فرشتے بھی خوشخبری لے کر آتے ہیں اور حدیث مذکور کے جو معنی ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشخبری دینے والی شے صرف رویا ہی ہے۔ (دوم) یہ معنی ان احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ اس امت میں وحی اور الہام کا دروازہ کھلا ہے۔ اس امت میں محدث اور مکلم ہوں گے۔ (سوم) اس امت کے اولیاء نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں وحی الہام ہوتا ہے۔ (چہارم) اس حدیث میں نبوت کے بند ہونے کا تو ذکر نہیں۔ بلکہ اجراء کا ذکر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مبشرات ہی نبوت ہیں۔

سوال...... ’’وما نرسل المرسلین الّا مبشرین ومنذرین (انعام:۴۸)‘‘

﴿ہم پیغمبروں کو خوشخبری اور ڈرسنانے کے لئے بھیجتے ہیں۔﴾

جواب...... (۱) قرآن مجید میں سر عام مومنوں کے لئے جس خوشخبری کا ذکر ہے۔ اس کا تعلق موت کے وقت قبر اور قیامت کے دن سے ہے۔ جامع البیان میں ہے’’تتنزل علیهم الملائکة عند الموت اوعنده وفی القبر عند البعث ‘‘ ﴿فرشتے موت کے وقت اور قبر میں قیامت کے نزدیک اتریں گے۔﴾

پھر یہ نزول استقامت کے ساتھ معلق ہے اور استقامت اس صورت میں متحقق ہوتی ہے جب اسی پر خاتمہ ہو۔ آنحضرتﷺ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا’’فمن قالها حتی یموت فقد استقام علیها (ابن کثیر) ‘‘ ﴿جو موت تک اس پر قائم رہے وہی استقامت کرنے والا ہے۔﴾

زید بن اسلمہ فرماتے ہیں:’’یبشرونه عندموته وفی قبره وحین یبعث رواه ابن ابی حاتم وهذالقول یجمع الاحوال کلّه هو حسن جنا وهو الواقع

(ابن کثیر) ’’﴿مومن کو موت کے وقت اور قبر میں اور قیامت کے دن اٹھنے کے وقت خوش ہیں۔﴾ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ قول سب اقوال کا جامع ہے اور بہت اچھا ہے اور واقع میں بھی اسی طرح ہے۔

اگر نزول ملائکہ کو موت سے پہلے بھی تسلیم کیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ملائکہ کی خوشخبری جز نبوت ہو۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مومن کو زندگی میں فرشتے خوشخبری دیتے ہیں اور مومن کی رؤیا کی (جو خوشخبری کی صورت ہے) وہی جز و نبوت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

۲...... امت میں وحی والہام کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ ایک مجمل لفظ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ وحی نبوت تو منقطع ہو چکی ہے مگر کشوف ورویا والہام یا تلقی الغیب کی بعض صورتیں باقی ہیں۔ جن کو وحی نبوت سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہیں حدیث میں یہ نہیں آتا کہ نبوت جاری ہے یا کشوف والہام یا تلقی عن الغیب کی بعض صورتیں جو امت میں جاری ہیں۔ یہ نبوت کے اجزاء ہیں۔ پس یہ احادیث (جن میں امور مذکورہ کے جاری رہنے کا ذکر ہے) حدیث مبشرات کے ذکر کردہ معنی کے مخالف نہ ہوئیں۔

پھر جن احادیث میں محدث یا مکلم کا ذکر ہے۔ ان میں ایسے الفاظ ہیں۔ جو تردد کے لئے بولے جاتے ہیں۔ ان سے محدث یا مکلم کا ہونا یقینی طور پر ثابت نہیں ہوتا۔

حدیث محدث

’’عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ولقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يكن فى امتى احد فانه عمرؓ متفق عليه ‘‘ ﴿ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہﷺ نے فرمایا، پہلی امتوں میں محدث گزرے ہیں۔ اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔﴾

اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی محدث اس امت میں ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر عمرؓ نہ ہوئے تو کوئی بھی نہ ہوگا۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں۔

’’وما ثبت فى شى من الروايات ان عمر كان يدعى التحديث بل كتب كتابه يوما كاتبه هذا مارى الله امير المومنين عمر بن الخطاب فقال لا محه واكتب هذا راى عمر بن الخطاب فان كان صوابا فمن الله وان يكن خطاء فمنى ومن الشيطان وانى سمعت شيخ الاسلام تقى الدين ابن تيميه

یقول جزم بانهم کائنون فی الامم قبلنا وعلق وجودهم فی هذه الامة بان الشرطیه مع انها افضل الامم لا حتیاج الامم قبلنا الیهم واستغناء هذه الامة عنهم بکمال نبیها ورسالته محکم محوج الله الامته بعده الی محدث ولا ملهم ولا صاحب کشف ولا الی منام فهذا التعلیق لکمال الامته واستغنائها لا لنقصها (مدارج السالکین ج۱ ص۲۲)‘‘

﴿اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمرؓ نے محدثیت کا دعویٰ کیا تھا۔ بلکہ ایک روز آپؓ کے کاتب نے یہ لکھا کہ وہ یہ حکم ہے جو اللہ نے امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو بتلایا۔ آپ نے کہا اس کو مٹا دو اور یہ دیکھو کہ یہ وہ حکم ہے جو عمر بن خطابؓ نے سمجھا اگر صحیح ہے تو اللہ سے ہے۔ اگر غلط ہے تو مجھ سے اور شیطان سے ہے۔ (حافظ ابن قیم فرماتے ہیں) میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے سنا، فرماتے تھے پہلی امتوں میں محدثوں کے وجود کو تسلیم کیا ہے اور اس امت میں یہ کہا ہے اگر ہوئے، حالانکہ یہ امت افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی امتوں کو ان کی ضرورت تھی اور یہ امت اپنے نبی کے کمال اور اس کی رسالت کی بناء پر اس سے بے نیاز ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ نے امت کو کسی محدث، ملہم، صاحب کشف اور خواب کا محتاج نہیں بنایا۔ پس یہ کہنا (اگر ہوئے) امت کے کمال اور بے نیاز ہونے کی بناء پر ہے، نہ نقص کی بناء پر اس صورت میں۔﴾

یہ حدیث اس آیت کی طرح ہوئی ’’لو کان فیهما اٰلهة الا الله لفسدتا (انبیاء:۲۲)‘‘ ﴿اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا معبود ہوتے تو بگڑ جاتے۔﴾ جیسا کہ اس آیت میں فساد کی نفی سے (معبودات متعددہ) کی نفی مفہوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ سے جب محدث کی نفی ہوئی۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر میری امت میں کوئی محدث ہوا تو عمرؓ ہوگا۔ یعنی جب پہلی امتوں میں محدث ہوتے ہیں تو اس امت میں ان کی گنجائش ہے۔ مگر اس امت کو چونکہ ان کی ضرورت نہیں۔ اس واسطے صرف عمرؓ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ عمرؓ سب سے اول مرتبہ میں ہوگا اور ضرور ہوگا وہ اس سلسلہ کا سید اور معیار ہوگا۔ اگرچہ صدیق محدث سے بڑا ہوتا ہے۔ مگر اس کو کمال متابعت کی بناء پر محدث کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ابن قیم فرماتے ہیں ’’قال شیخنا والصدیق اکمل من المحدث لانه استغنیٰ بکمال صدیقیته ومتابعته عن التحدیث والالهام والکشف فانه قد سلم قلبه کله سره و باطنه للرسول فاستغنیٰ به (مدارج ص۱۲ ج۱)‘‘

﴿ہمارے استاذ (ابن تیمیہ) فرماتے ہیں کہ صدیق محدث سے زیادہ کامل ہے۔ کمال صدیقیت اور متابعت کی بناء پر اس کو تحدیث الہام اور کشف کی حاجت نہیں کیونکہ اس کا دل بتمامہ سراور باطن رسول کے تابع ہے۔اس وجہ سے بے نیاز ہو گیا ہے۔﴾

بہر کیف محدث کا دروازہ اگر اس امت کے لئے کھلا بھی ہو تو بھی مبشرات کی حدیث کے منافی نہیں۔ کیونکہ تحدیث کا جزو نبوت ہونا ثابت نہیں۔ نہ اس کا ان مبشرات میں داخل ہونا ثابت ہے۔ جو نبوت کی جزو ہیں۔

اگر تحدیث وغیرہ امور کو ان مبشرات میں داخل کیا جائے جو نبوت کے جز ہیں۔تو بہر کیف ایسی جزو ہوں گے۔جن کے تحقق سے نبوت کا تحقق لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس حدیث میں نبوت سے مبشرات کو مستثنیٰ قرار دے کر یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول اور پہلے یہ بھی فرمایا کہ نبوت اور رسالت ختم ہو چکی ہے۔کسی جزو کے باقی رہنے سے کل کا باقی رہنا لازم نہیں آتا۔اس کی مثال مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

’’عن عبداللّٰہ بن سرجس ان النبی ﷺ قال السمت الحسن والتورۃ ولا قتصاوجزء من اربع وعشرین جزء من النبوۃ (رواہ الترمذی)‘‘

﴿عبداللہ بن سرجس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اچھی سیرت کام میں ذرا تاخیر کرتا اور درمیانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔﴾

اب ظاہر ہے کہ جن چیزوں کو اس حدیث میں جز نبوت قرار دیا گیا ہے۔ان کے تحقق سے نبوت متحقق نہیں ہوتی۔

۳...... جن لوگوں نے اس امت سے الہام کا دعویٰ کیا ہے۔تو ان کے دعویٰ کا صدق کہاں سے معدوم ہوا۔ممکن ہے وہ اس معاملہ میں غلطی پر ہوں۔ حضرت عمرؓ جن کو اگر سلسلہ تحدیث کا جاری سید المحدثین کہنا چاہئے۔کبھی تحدیث والہام میں عصمت کا دعویٰ نہیں کیا تو دوسرے کا کیا حق ہے۔حافظ ابن قیم نے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

’’وکان ھذا المحدث یعرض مایحدث بہ علی ماجاء بہ الرسول فان واقفہ قبلہ والارد الی ان قال واتاما یقولہ کثیر من اصحاب الخیالات و الجھالات حدثنی قلبی عن ربی ‘‘ یہ محدث (حضرت عمرؓ) اپنی تحدیث کو رسول کی شریعت پر پیش کرتے اگر موافق ہوتا تو قبول کرتے ورنہ رد کرتے۔باقی رہی یہ بات جو خیالات میں محو ہونے والے اور جاہل لوگ کہتے ہیں کہ میرے دل نے میرے رب سے حدیث بیان کی۔

’’فصحیح ان قلبہ حدثه وعمن عن شیطانه اوعن ربه فاذاقال حدثنی قلبی عن ربی کان مسند اللحدیث الی من لایعلم انه حدثه به وذلك کذب و محدث ھذه الامة لم یکن یقول ذلك ولا تفرّه به یوما من الدهروقد اعاذه اللّٰه من ان یقول ذلك (مدارج ص۲۲ ج۱)‘‘اس قدر تو صحیح ہے کہ اس سے دل نے یہ حدیث بیان کی۔ کلام اس میں ہے کہ اس کے دل نے شیطان سے سیکھا ہے۔ یا رب سے جب یہ کہے کہ میرے دل نے رب سے لیا تو اس نے اپنے الہام کو ایسی ذات کی طرف منسوب کیا۔ جس کے متعلق یقین نہیں کہ اس نے بتلایا ہو اور یہ جھوٹ ہے۔ اس امت کا محدث (عمرؓ) ایسا نہیں کہہ سکتا تھا اور نہ اس نے کبھی ایسا کہا۔ اللہ نے اس کو اس سے بچائے رکھا۔

یہ لوگ الہام کا دعویٰ کرنے والے سب کے سب مفتری تو نہ تھے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ فریب خوردہ تھے یا واقعی ملہم تھے۔ بہرکیف صادق ہوں یا کاذب۔ ان کا دعویٰ کسی صورت میں مبشرات کی حدیث کے منافی نہیں۔ کیونکہ اگر صادق ہوں تو ان کا الہام یا مبشرات سے نہ ہوگا۔ اگر بالفرض تسلیم کرلیا جائے کہ ان کا الہام بھی مبشرات کا فرد ہے اور حدیث میں جو مبشرات کو صرف رؤیا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ صرف بصورت مثال ہے۔ نہ بصورت حقیر تو اس صورت میں بھی مبشرات ایسی جزو نہیں جس کے تحقق سے نبوت کا تحقق ہو۔

۴...... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انبیاء تبشیر وانذار (خوشخبری دینے اور ڈرانے) کے لئے آتے ہیں اور یہ ان کے لئے ضروری امر ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مبشر اور منذر نبی ہو۔ کیونکہ تبشیر وانذار ہر مبلغ کا کام ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

’’وعن ابی موسیٰؓ قال کان رسول اللّٰهﷺ اذابعث احدا من اصحابه فی بعض امره قال بشّر واولا تنفّروا ویسّروا ولا تعسّروا متفق علیه‘‘ ﴿ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب کسی کو اپنے اصحاب سے بعض کام میں بھیجتے فرماتے خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ، آسانی کرو سختی نہ کرو۔﴾

اگر تبشیر وانذار ہی نبوت کی حقیقت ہو تو لازم آئے گا کہ ہر مبلغ نبی ہو۔ یہاں مرسلین کا حصر ہے مبشرین اور منذرین میں اس سے صرف یہ لازم آتا ہے کہ ہر مرسل مبشر اور منذر ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ ہر مبشر اور منذر رسول ہو اور یہ حصر بھی اضافی ہے۔ بلکہ موصوف کا ایک صفت میں حصر کرنا حقیقی طور پر ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ ایک موصوف کے لئے ایک سے زائد صفات ہوتے ہیں۔ تو اب حصر اضافی بھی ہوسکتا ہے اور آیت مذکورہ میں مرسلین کا حصر مبشرین ومنذرین میں

بانسبت عذاب لانے کے ہے۔ یعنی رسول عذاب نہیں لاسکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ رسول کا نہیں۔ اس کا کام صرف تبشیر وانذار ہے۔ اس آیت سے جو پہلی آیت ہے اس سے یہ معنی بالکل کھل جاتا ہے وہ یہ ہے۔

’’قل ارایتکم ان اتاکم عذاب اللّٰه بغتة اوجهرة هل یهلك الا القوم الظالمون (انعام:٤٧) ‘‘ ﴿مجھے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب ناگہان یا دیکھتے دیکھتے آجاوے تو ظالم قوم کے سوا کون ہلاک ہوگا۔﴾

ایک دوسری امت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ نبی نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ صرف بشیر ونذیر ہے’’قل لااملك لنفسی نفعا ولا ضرالا ما شاء اللّٰه ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء ان انا الانذیر وبشیر لقوم یؤمنون (اعراف:١٨٨)‘‘

﴿کہ میں تو اپنی جان کے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت خیر (مال) جمع کر لیتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف مؤمنوں کے لئے نذیر بشیر ہوں۔﴾

تبشیر وانذار اگرچہ لوازم نبوت سے ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تبشیر وانذار نبوت کی جزو ہو۔ کیونکہ ہر لازم ملزوم کی جزو نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ اس کو عین نبوت قرار دیا جائے۔

جیسے ہر رسول بشری کے لئے رجل (مرد) ہونا ضروری ہے۔ مگر رجولیت جزو نبوت نہیں۔ قرآن مجید میں ہے’’وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم (انبیا:٧) ‘‘ ﴿ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں، سب مرد تھے۔﴾

ایک اور آیت میں ہے’’وما ارسلنا قبلك من المرسلین الّا انهم لیأ کلون الطعام و یمشون فی الاسواق (فرقان:٢٠)‘‘ ﴿ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں۔ وہ کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔﴾

اس آیت میں ہر رسول کے لئے کھانا اور بازار میں چلنا لازم قرار دیا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر کھانے والا اور بازاروں میں چلنے والا رسول ہو۔ بلکہ یہ بھی لازم نہیں آتا کہ کھانا اور بازار میں چلنا نبوت کی خیر یا اس کا عین ہو۔

ساتویں حدیث

جس میں حضرت عمرؓ کی نبوت کا ذکر ہے۔

۷...... ’’عن عقبة بن عامرؓ قال قال النبی ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (رواہ الترمذی) وقال ھذا حدیث حسن غریب لا تعرفه الا من حدیث مشرح بن ھامان ‘‘ ﴿عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔﴾ اس کی سند میں مشرح متفرد ہے۔ تقریب میں لکھا ہے کہ مشرح مقبول ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ضرور نبی ہوتے۔ جب حضرت عمرؓ نبی نہ ہوئے تو اور بھی کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

سوال...... اگر اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی تو مندرجہ ذیل حدیث کے کیا معنی ہوں گے؟ ’’لوعاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا ‘‘ ﴿اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔﴾ کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم نبی بن سکتے ہیں۔

جواب...... (۱) یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کی سند اس طرح ہے۔ ’’حدثنا عبدالقدوس بن محمد حدثنا داود بن شبیبن الباھلی حدثنا ابراھیم بن عثمان حدثنا الحکم بن عتبه عن مقسم عن بن عباسؓ قال لمامات ابراھیم بن رسول ﷺ وقال ان له مرضعافی الجنة ولوعاش لکان صدیقا نبیا (ابن ماجه) ‘‘

﴿جب ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔﴾

اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل جرحیں ہیں۔ شعبہ نے کہا ہے کاذب ہے۔ امام احمد نے کہا ہے ضعیف ہے ابن معین نے کہا ثقہ نہیں۔ امام بخاری نے کہا اس سے محدثین نے سکوت کیا ہے (یعنی اس کی حدیث نہیں لیتے) نسائی نے کہا ہے متروک ہے۔

(میزان ص۱۷۰ ج۱)

کسی محدث سے اس کی توثیق ثابت نہیں۔ بالاتفاق ضعیف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ مگر دوسری حدیث میں یہ ذکر ہے کہ وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

امام احمد اور ابن مندہ کے حوالہ سے فتح الباری میں ہے ’’سالت انسؓ کم بلغ ابراھیم قال قد ملأ المھدولوبقی لکان نبیا ولکن لم یکن لیبقی لان نبیکم

اخر الانبیاء (فتح الباری ج۲۵ ص۶۱۳ طبع ھندی)'' ﴿سدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا ابراہیم کتنے بڑے تھے؟ حضرت انسؓ نے کہا گود کو بھر دیتے تھے۔ اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ مگر وہ باقی نہیں رہ سکتے تھے۔ کیونکہ تمہارا نبی آخری نبی ہے۔﴾

یہ حدیث قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کی طرح ہے۔

''لوکان فیهما الهة الا اللّٰه لفسدتا (انبیاء)'' ﴿اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا دو معبود ہوتے تو دونوں بگڑ جاتے۔﴾

اس کی تائید حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے ''قال مات وهو صغیر و لو قضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنه ولکن لانبی بعده (بخاری)'' ﴿حضرت ابن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں ابراہیم چھوٹے ہی فوت ہوگئے۔ اگر محمدؐ کے بعد کسی نبی کا ہونا مقدر ہوتا تو آپؐ کا بیٹا زندہ رہتا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے۔ مگر اس کی سند اس مرفوع سے قوی ہے اور اس میں قیاس کو بھی دخل نہیں۔ اس واسطے یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

سوال...... ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے ''لکن له طرق ثلثة یقوی بعضها بعضا'' اس کی تین سندیں ہیں۔ جس سے ایک دوسری کی تقویت ہوتی ہے۔

جواب...... اس حدیث سے دو باتیں مفہوم ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کا لڑکا ابراہیم زندہ نہ رہا۔ دوسرا یہ ہے کہ ابراہیم کی نبوت کے لئے ان کی زندگی ہی مانع تھی۔ ملا علی قاری نے پہلے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا ہے کہ اس کی تین سندیں ہیں۔ کیونکہ باقی دو سندوں سے جو لفظ مروی ہیں۔ وہ پہلے معنی کی تائید کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے فتح الباری اور بخاری سے نقل کیا ہے اور ملا علی قاری کی عبارت ذیل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

''ویشیر الیه قوله ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیین فانه یومی الیه بانه لم یحش له ولد یصل الی مبلغ الرجال فان ولد ہ من صلبه یقتفی ان یکون لب قلبه کما یقال الولد سرا بیه ولو عاش وبلغ اربعین وصار نبیا لذام ان لایکون نبینا خاتم النّبیین (موضوعات کبیر ص۶۹)''

﴿اسی معنی کی طرف اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔لیکن اللہ کا رسول اور خاتم النّبیین ہے۔اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا کوئی بچہ بالغ نہیں ہوا۔کیونکہ آپ ﷺ کا بچہ آپ ﷺ کے دل کا مغز ہوگا۔جیسے کہا جاتا ہے کہ بچہ باپ کا سر (بھید) ہوتا ہے۔اگر آپ ﷺ کا لڑکا زندہ رہتا تو چالیس سال کو پہنچتا تو نبی بن جاتا تو آپ ﷺ خاتم النّبیین نہ ہوتے۔﴾

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کی زندگی کے لئے آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا مانع تھا۔نہ یہ کہ ابراہیم کی زندگی ہی مانع تھی۔پس اس حدیث کے دوسرے طرف اس معنی کی تائید کرتے ہیں۔دوسرے احتمال کی تائید دوسرے طریق سے نہیں ہوتی اور یہ حدیث باوجود پہلے قوی احتمال کے ضعیف ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں ''ھذا الحدیث باطل وجسارۃ علی الکلام بالمغیبات وحجازمته وھجوم علی عظیم ''یعنی یہ حدیث باطل ہے اور غیب کی باتوں میں حیرت اور ایک بڑی لغزش ہے۔

امام نووی نے اس حدیث کے متعلق تین باتیں کہی ہیں۔اول یہ کہ یہ حدیث باطل ہے یعنی جھوٹ ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی سند اس قابل نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جائے۔

دوم...... غیبی امور میں دلیرانہ بات کہہ دی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آئندہ کے متعلق جو باتیں ہیں۔سب غیب کی ہیں اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اور رسول کریم ﷺ اللہ کے بتانے سے بتاتے ہیں۔جب حدیث صحیح نہ ہوئی تو یہ غیبی امور میں دخل اندازی اور جرأت ٹھہری۔

سوم...... بڑی لغزش ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ غیبی باتیں اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں اور واسطہ ہمارے لئے ہمارے نبی رسول کریم ﷺ ہیں۔جب حدیث باطل ٹھہری تو اس صورت میں محض تک بندی ہوتی۔

امام ابن عبداللہ کی کلام

''لاادری ماھذا فقدولد نوح علیه السلام غیر نبی ولولم یلد النبی الانبیاء لکان کل احد نبیا لا نھم من ولد نوح علیه السلام (موضوعات کبیر ص۶۸)'' ﴿میں نہیں جانتا کہ یہ کیا کلام ہے (یعنی یہ کلام غلط ہے) کیونکہ نوح کے لڑکے نبی نہ تھے۔اگر نبی سے نبی ہی ہوتا تو ہر ایک شخص نبی ہونا چاہئے۔کیونکہ یہ ایک نوح کی اولاد سے ہے۔﴾

ان کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ابراہیم کی زندگی نبوت کو متعلق ہو تو اس کی وجہ غالباً ہوتی کہ وہ نبی کا بیٹا ہے۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر انسان نبی ہو۔ کیونکہ ہمارا سلسلہ نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور وہ نبی ہیں۔ یہ اعتراض اسی صورت میں وارد ہوتا ہے جب ابراہیم کے نبی ہونے کی وجہ یہ ہو کہ وہ نبی کا بیٹا ہے اور نبی کا بیٹا نبی ہونا چاہئے۔ اگر ابراہیم کے نبی ہونے کی وجہ یہ ہو کہ اس میں استعداد نبوت ہے اور استعداد بھی ایسی کہ خود بخود سن بلوغ اور نبوت کی عمر پر پہنچنے سے وہ کمال فطری ظاہر ہو جائے جو اس میں موجود ہے۔ تو پھر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ مگر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مجرد استعداد نبوت کو مستلزم ہوتی تو عمرؓ بھی نبی ہوتے۔ کیونکہ ان کے متعلق بھی آیا ہے۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے ان میں استعداد نبوت کی تھی۔ اس اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ استعداد استعداد میں فرق ہے۔ ایک وہ استعداد جس میں نبوت کا جاری ہونا نبوت ملنے کے لئے کافی ہے اور ایک وہ استعداد ہے جس میں سن نبوت کو پہنچنا نبوت پر فائض ہونے کے لئے کافی ہے۔ یہ استعداد وہبی ہے۔ پس نبوت دونوں صورتوں میں وہبی ہوگی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی صورت میں دو طرح سے وہبی ہوئی استعداد اور انتخاب سے دوسری صورت صرف استعداد کی بناء پر وہبی ٹھہری۔

ابن عبداللہ غالباً دوسری قسم کے قائل نہیں۔ کیونکہ نبوت کی بناء قرآن نے اجتباء پر رکھی ہے اور اجتباء سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ استعداد کے علاوہ انتخاب میں بھی اجتباء کی ضرورت ہے۔ ’’اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب (شوریٰ)‘‘ ﴿اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اس کو ہدایت کرتا ہے۔﴾

نبوت کی بناء جب اجتباء پر ٹھہری تو اس صورت میں یہ کہنا کہ ابراہیم اگر زندہ رہتے تو ضروری نبی ہوتے، صحیح نہیں۔ کیونکہ نبوت کی بناء محض استعداد پر نہیں۔ بلکہ اجتباء کی بھی ضرورت ہے۔ پس ابراہیم اگر زندہ بھی رہتے تب بھی بدوں اجتباء کے نبی کیسے ہوسکتے تھے؟

مگر ابن عبداللہ کے اس قول پر صحابہ کے اقوال مذکورہ کی تردید کرنی پڑے گی۔ حالانکہ ان کے اقوال قیاس سے بالاتر ہونے کی بناء پر مرفوع کا حکم رکھتے ہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ’’فھذہ عدۃ احادیث صحیحۃ من ھؤلاء الصحابۃ فلا ادری ماالذی حمل النووی فی ترحبۃ ابراھیم المذکورمن کتاب تھذیب الاسماء وللغات علی استنکار ذالک ومبالغتہ حیث قال ھوبالکل وجسارۃ فی الکلام

علی المغیبات ومجازفة وهجوم علی عظیم من الذین ویحتمل ان یکون استحضر ذلك عن الصحابة المذکورین ورواه عزیز ربهم ممن تاخزعنهم فقال ذلك وقد استنکر قبله ابن عبدالبر فی الاستیعاب الحدیث المذکور مع ان الذی نقل عن الصحابة المذکورین وانما اتوافیه یقضیة شرطیة (جز ۲۵ فتح الباری ص۶۱۳)‘‘

﴿یہ چند صحیح حدیثیں ان صحابہ سے مروی ہیں میں نہیں جانتا کہ نووی نے ابراہیم مذکورہ کے ترجمہ میں اس پر کیوں انکار کیا اور اتنا مبالغہ کیا، کہا کہ یہ باطل مغیبات ہیں۔ اٹکل اور بڑی بھاری لغزش ہے ممکن ہے نووی صاحب کو ان صحابہ کے قول کا علم ہو مگر پچھلے لوگوں سے نقل کر کے انکار کیا۔ سب سے پہلے ابن عبدالبر نے استعاب میں حدیث مذکور کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ صحابہ نے (نبوت کو جاری نہیں مانا بطور شرط کے ان کی نبوت کا ذکر کیا ہے)﴾

حافظ ابن حجر امام نووی اور ابن عبدالبر کے انکار پر تعجب کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام سے جو اثار وارد ہوتے ہیں۔ ان کی سندیں صحیح ہیں۔ مگر امام نووی اور ابن عبدالبر کی طرف سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کے اقوال اور ابن ماجہ کی حدیث میں فرق ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث میں مانع ابراہیم کی وفات کو قرار دیا گیا ہے۔ اگر زندہ ہوتے تو ضرور نبی ہوتے۔ حالانکہ ثبوت نبوت کے لئے صرف حیات کافی نہیں۔ اجتباء کی بھی ضرورت ہے اور اجتباء سے مانع یہاں موجود ہے۔ وہ ختم نبوت اور صحابہ کے آثار میں ختم نبوت کو مانع قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر آنحضرتﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی تو سب سے اوّل آنحضرتﷺ کا فرزند ابراہیم اس منصب کے لائق ٹھہرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھتا اب چونکہ نبوت ختم ہوچکی ہے۔ اس واسطے اس کی زندگی کو برقرار رکھنا ضروری نہیں ٹھہرایا گیا۔ پس اس لحاظ سے امام نووی اور ابن عبدالبر کا انکار درست ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جو اخیر میں جملہ کہا ہے۔ وہی ان کی طرف سے جواب ہے۔ ملا علی قاری نے ابن حجر کی طرف سے اس جواب کی تردید نقل کر کے اس کا رد بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں’’وما قول ابن حجر المکی وتاویله ان القضیة الشرطیة لا تستلزم وقوع للقدم والکارالنووی کا بن عبدالبر لذالك فلقدم ظهور هذا التاویل وهو ظاهر فبحید جدا ان لایفهم الا مامان الجلیلان مثل هذه المقدئحة وانما الکلام علی فرض وقوع المقدم فاقهم والله سبحانه الملم (موضوعات کبیر ص۶۹)‘‘

﴿ابن حجر مکی نے جو یہ کہا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ قضیہ شرطیہ میں مقدم کا وقوع ضروری نہیں ہوتا (لہٰذا نبوت کا ملنا متحقق نہ ہوا نووی اور ابن عبدالبر نے اس حدیث کا انکار اس لئے کیا کہ ان کو اس تاویل کا پتہ نہیں چلا۔ حالانکہ تاویل ظاہر ہے۔) بالکل بعید ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں امام اس تاویل کو بھی نہ جانتے ہوں بلکہ ان کا انکار اس حالت پر ہے جب مقدم کا وقوع فرض کرلیا جائے۔﴾

یعنی اگر ابراہیم کی زندگی فرض کر لی جاوے تو وہ ضروری نہیں اس کو غلط قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہاں ختم نبوت بھی ایک امر مانع موجود ہے۔ اس عبارت میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

۱...... ان احادیث کی تاویل جس سے غرض یہ ہے کہ نووی اور ابن عبدالبر کے انکار کی تردید کی جائے۔

۲...... اس تاویل کی تردید اوران کی کلام کا محمل۔

پہلی بات یہ ہے کہ ان احادیث میں جملہ شرطیہ ہے اور جملہ شرطیہ میں حکم کا تحقق مقدم پر معلق ہے۔ مگر مقدم کا ہونا ضروری نہیں۔ پس ان احادیث سے نبوت کا جاری ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جس پر امام نووی اور ابن عبدالبر انکار کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام نووی اور ابن عبدالبر اتنے پست دماغ کے آدمی نہیں کہ وہ اس قاعدہ سے غافل ہوں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کا تحقق ابراہیم کی حیات پر معلق ہے۔ اگر زندہ ہوں تو نبی ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ یہاں ختم نبوت خود ایک مانع موجود ہے۔

مگر میں نے جو پہلے لکھا ہے کہ امام نووی کا اعتراض ابن ماجہ کی حدیث پر ہے اور ایک طرح سے (جب نبوت کو اجتباء پر موقوف رکھا جائے) یہ اعتراض درست ہے اور صحابہ کے احوال پر یہ اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ ان میں مانع ختم نبوت کو قرار دیا گیا ہے۔

اب ہم آخیر میں پھر ملا علی قاری کا وہ قول (جو آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت عمرؓ کی نبوت کے وقوع کو خاتم النّبیین کے لئے غیر منافی قرار دینے کے بارے میں ذکر کیا ہے) نقل کر کے اس کا جواب بھی ذکر کرتے ہیں۔

’’قلت ومع هذا لوعاش ابراهيم وصارنبيا وكذا الوصارعمر نبيا لكان من اتباعه عليه السلام كعيسىٰ والخضر و الياس عليهم السلام فلا ينا قض قوله تعالىٰ خاتم النّبيين اذلمعنى انه لا يأتى بعده نبى ينسخ ملته ولم

یکن من امته ویقویه حدیث لوکان موسیٰ حیالما وسعه الا اتباعی (موضوعات کبیر ص۶۹)‘‘

﴿اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی بن جاتے۔ اسی طرح اگر عمر بھی نبی بن جاتے تو ضرور یہ آنحضرتﷺ کے متبعین سے ہوتے۔ حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام ہیں۔ پس یہ اﷲتعالیٰ کے قول خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس قول کا یہ معنی ہے آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔ جو آپ کے دین کو منسوخ کردے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔ اس حدیث سے بھی اس کی تقویت ہوتی ہے۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو لازمی طور پر میری اتباع کرتے۔﴾

اس عبارت سے جو معلوم ہوتا ہے۔ اس کا ہم جواب دو طرح سے دے چکے ہیں۔

۱...... اگر ابراہیم اور حضرت عمر نبی ہو جاتے تو ان کی نبوت اس آیت کے منافی نہ ہوتی۔ اگرچہ حدیث لانبی بعدی کے منافی ہونے کی بناء پر ایسا نہیں ہوسکتا۔

۲...... نبوت کا ایک معنی ایسا ہے جو شرعی معنی سے عام ہے۔ جس میں تشریع کی قید نہیں۔ ایسی نبوت خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ تشریعی نبوت (جو شریعت میں وہی نبوت ہے) کے منافی ہے۔

اب ذرا مزید وضاحت سنئے۔

ملا علی قاری اس عبارت میں یہ کہنا چاہتے ہیں ایسا نبی جو آنحضرتﷺ کی امت سے ہو اور آپ کی شریعت کا ناسخ نہ ہو۔ آنحضرتﷺ کی امت سے نہ ہو تو ایسے نبی کا آنا آیت خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ ہاں ایسے نبی کا آنا جو شریعت کا ناسخ ہو۔ آنحضرتﷺ کی امت سے نہ ہو تو ایسے نبی کا آنا آیت خاتم النّبیین کے واقعی مخالف ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہم السلام آنحضرتﷺ کے عہد نبوت میں پائے جاتے ہیں۔ مگر ان کی نبوت آیت خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہ اس وقت آنحضرتﷺ کی امت میں داخل ہیں اور آپ کی شریعت کو منسوخ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اسی شریعت پر عمل کرنے کے مکلّف ہیں۔ پس جب ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت آیت خاتم النّبیین کے منافی نہیں تو اسی طرح اگر حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اﷲ عنہ بھی نبی ہو جاتے تو ان کی نبوت بھی آیت خاتم النّبیین کے منافی نہ ہوتی۔

اب اس وقت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کے دعویٰ پر کفر کا فتویٰ بالاجماع نقل کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب

ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کا وجود خاتم النّبیین کے منافی نہ ہونا امر دیگر ہے اور اس کا عدم جواز امر دیگر ہے۔ایک دلیل کے فوت ہونے سے دعویٰ باطل نہیں ہوتا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اس دعویٰ پر یہی دلیل ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ عیسیٰ علیہ السلام کا وجود باوجود اس کے کہ آپ نبی مرسل ہیں۔لانبی بعدی کے کیسے منافی نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پہلے دی گئی ہے اور اجماع اس امر پر ہے کہ آپﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔پس ملاعلی قاری بھی ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کے دعویٰ کو بالاجماع کفر سمجھتے ہیں۔اگرچہ غیر تشریعی نبوت کو آیت خاتم النّبیین کے منافی نہیں سمجھتے۔یہ ان کی غلطی ہے۔

سوال...... عیسیٰ اور خضر علیہم السلام کی مثال دینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملاعلی قاری نے نبوت کا معنی لغوی نہیں بلکہ شرعی لیا ہے۔پس ملاعلی قاری کی طرف سے دوسرا جواب جس میں نبوت کو لغوی معنی میں لیا گیا ہے، کیسے درست ہوسکتا ہے؟

جواب...... عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی مرسل صاحب شریعت ہیں۔مگر انکا وہ دور جس میں وہ نئی شریعت لائے تھے، گزر چکا ہے۔اب آپ بحیثیت تابع کے آئیں گے اور آپﷺ پر جو وحی آئے گی۔اس کا شریعت مقرر کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔پس اس وحی پر نبوت کا اطلاق بمعنی لغوی ہی ہوگا۔نہ شرعی جیسا کہ ہم پہلے تفصیل کر چکے ہیں۔یہاں دو چیزیں ہیں۔(۱) نبوت کا کسی کو ملنا۔(۲) کسی نبی کا آنحضرتﷺ کے بعد پایا جانا۔

اجماع پہلے امر کے عدم جواز پر ہے۔نہ دوسرے کے عدم پر۔

سوال...... اگر آپ پر اس قسم کی وحی نہ ہوگی۔جس کو نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ آپ سے نبوت سلب ہوگئی ہے۔

جواب...... جب ایک کام اپنے وقت پر ہو کر پورا ہو جائے تو اس کو سلب ہونا نہیں کہتے۔جیسے قرآن مجید جب مکمل ہوگیا تو آنحضرتﷺ پر پھر قرآن نہیں اترا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت محمدﷺ سے قرآن سلب ہوگیا۔اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام اپنے پہلے زمانہ میں وحی شریعت کا کام کر چکے ہیں۔اب اس امت میں اگر ان پر وحی شریعت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان سے نبوت سلب ہوگئی ہے۔بلکہ یہ مطلب ہے کہ بحیثیت نبوت ان کا کام ختم ہوگیا ہے۔

سوال(۱)...... اگر حدیث ''لوکان بعدی نبی لکان عمر'' (اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا) سے صرف عمر کے نبی ہونے کا امکان نکلتا حالانکہ حدیث میں وارد ہے۔''لا یرد

القضاء الا البترعاء (ترمذی) ’’قضا کوصرف دعا رد کرتی ہے۔اس سے معلوم ہوتا یہ کہ دعا بھی تقدیر کورد کرتی ہے۔

جواب...... (۱)حضرت عمر والی حدیث سے تو آپ کے بعد نبوت کا محال ہونا نکلتا ہے۔نہ ممکن ہونا کیونکہ لو شرط و جزاء کی نفی کے لئے آتا ہے۔اسی طرح حدیث سے نظر بد کے متعلق یہ نکلتا ہے تو حدیث ذیل ’’فلوکان شی سابق القدر سبقته العین (مسلم) ‘‘(اگر کوئی شے تقدیر سے آگے بڑھتی تو نظر بد بڑھ جاتی) سے صرف نظر بد کے بڑھ جانے کا امکان نکلتا ہے کہ وہ تقدیر کورد نہیں کرسکتی۔

قرآن مجید میں ہے’’لا معقب لحکمه (رعد:۴۱)‘‘’’واذا اراداللّٰه بقوم سوء فلا مرد له (رعد:۱۱)‘‘’’ما یفتح اللّٰه للناس من رحمة فلا یمسك له وما یمسك فلا مرسل له من بعده (فاطر:۲)‘‘اس کے حکم پر کوتعقب نہیں کرسکتا۔اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تکلیف دینا چاہے تو اس کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔اللہ تعالیٰ اگر لوگوں کے لئے رحمت کا دروازہ کھولے تو کوئی بند نہیں کرسکتا۔اگر بند کرے تو کوئی کھول نہیں سکتا۔

۲...... اور حدیث (قضاء کوصرف دعا رد کرتی ہے) کا یہ مطلب ہے کہ دعا بھی ایک مؤثر چیز ہے۔جس سے ایک مصیبت آئی ہوئی ٹل جاتی ہے۔کیونکہ قضاء کا اطلاق کبھی مصیبت آمدہ پر بھی ہوجاتا اور کبھی قضاء کا اطلاق اٹل امر پر ہوتا ہے۔عموماً دوسری کو قدر اور پہلی کو قضاء سے تعبیر کرتے ہیں۔

تنبیہ...... حدیث لوعاش میں حضرت ابراہیم کی نبوت کو اس لئے معلق کیا گیا ہے کہ اس حدیث میں نبوت کے ملنے کا ذکر ہے نہ پہلے نبی ہونے کا۔اگر ابراہیم نبی ہوتے تو آپ فرماتے کہ آج نبی فوت ہوگیا ہے۔کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو نبی بنتا اور حدیث’’لا نبی بعدی ‘‘(میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔سابق انبیاء کی نبوت اس جملہ’’لا نبی بعدی ‘‘کے منافی نہیں۔کیونکہ آپ کے زمانہ میں جو نبی فوت ہوچکے یا گزر چکے تھے۔سب نبی تھے اور اب بھی ہیں۔جیسے رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں بھی نبی تھے اور اب بھی نبی ہیں۔

اسی طرح سب انبیاء علیہم السلام سابقین سب کے سب نبی ہیں۔بلکہ قیامت کے دن بھی لفظ نبی سے یاد کئے جائیں گے اور تشہد میں ہر نمازی آنحضرت ﷺ کے لئے نبی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔جیسے صاحب کتاب کو صاحب کتاب کہتے ہیں۔کیونکہ اس کو کتاب دی گئی۔پس

حدیث ’’لانبی بعدی ‘‘ کا معنی یہ مراد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ ابن ماجہ کی حدیث خلفاء میں اس طرح لفظ آئے ہیں۔

’’وانہ لیس کائن بعدی نبی (ابن ماجه) ‘‘ ﴿میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔﴾ اس لئے آپ نے فرمایا ’’انا اخر الانبیاء وانتم اخرالامم (ابن ماجه) ‘‘ ﴿میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔﴾

سوال...... اگر حدیث ’’لوکان بعدی نبی لکان عمر ‘‘ (اگر میرے بعد کوئی ہوتا تو عمر ہوتا) سے یہ نکلتا ہے کہ اس امت میں نبی ہو ہی نہیں سکتا تو حدیث ’’فان یکن ‘‘ والی سے محدث کی بھی نفی ہوگی۔

جواب...... ان اور لو میں فرق ہے۔ ان عام طور پر ممکنات پر بولتے ہیں اور شک کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور ’’لو ‘‘ نفی کے لئے آتا ہے۔ نحو اور معانی کی کتابیں دیکھو۔

سوال...... حضرت عمرؓ والی حدیث غریب ہے۔

جواب...... غریب ہونے سے ضعیف نہیں بن جاتی۔

سوال...... اس حدیث میں جو فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد قریب کے زمانہ میں کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔

جواب...... لفظ عام ہے قریب اور بعید، دونوں زمانوں کو شامل ہے اور مسیح کو نبوت پہلے مل چکی ہے۔ وہ پہلے انبیاء سے ہیں۔

مسیح کے متعلق ایک حدیث

’’عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال لیس بینی وبینه نبی یعنی عیسیٰ وانه نازل فاذا رایتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة و البیاض (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵) ‘‘ ﴿ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ اترنے والا ہے۔ جب دیکھو تو پہچان لو، میانہ قد سرخی اور سفیدی مائل ہے۔﴾

سوال...... جس طرح ’’لم یبق من النبوة الا المبشرات ‘‘ (نبوت سے صرف مبشرات باقی ہیں) میں حصر بنظر آماد (عوام) کے مانا جاتا ہے اور دوسری حدیث ’’فان یکن ‘‘ کا مورد خواص کو بتایا جاتا ہے۔ اسی طرح کفر ’’کان بعدی ‘‘ کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ یہ اور اعتبار ہے اور مسیح موعود کی نبوت کا اور اعتبار۔

جواب...... خواب والی حدیث جس میں مبشرات کونبوت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ عوام اور خواص سب کو شامل ہے، نہ کوئی عام اس سے آگے بڑھ کر نبی بن سکتا ہے نہ کوئی خاص اور وہ حدیث جس میں محدث کا ذکر ہے۔ اس میں اول تو اس سے محدث کے ضرور ہونے کا یقین نہیں ہوتا۔ اگر محدث کے ضرور ہونے کا ذکر ہو تو اس میں کوئی صیغہ عام نہیں۔ پھر اگر اس کا مورد خاص ہے تو دوسرے قرائن کی بناء پر ہے اور حدیث ''لا نبی بعدی'' عام ہے۔ سب کو شامل ہے۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اور مسیح سے مراد سابق نبی ہے۔ نہ کوئی جدید مدعی۔ یہاں ایسا کوئی قرینہ نہیں۔ جس سے اس کو خاص قرار دیا جائے۔ بلکہ بہت سے قرائن ایسے موجود ہیں جن سے عموم قطعی بن گیا ہے۔

سوال...... ایک اور بات جو صاحب فتح الباری اور ملا علی قاری نے لکھی ہے۔ ''وقیل هو فان يك فى امتى احد فعمر على ظاهره هذا القول وردمور التردد'' کہا گیا ہے کہ یہ حدیث (میری امت میں کوئی (محدث) ہوا تو عمر ہوگا) اپنے ظاہر پر ہے۔ یعنی یہ کلام تردد کے لئے ہے۔

جواب...... اس کلام کے ذکر سے کیا مقصد ہے۔ اگر اعتراض کرنا مقصود ہے تو لغو ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں محدث ہونے میں بھی تردد ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا درجہ نبی سے کم ہوتا ہے۔ پھر اس سے نبی کے ہونے کا کیسے ثبوت مل سکتا ہے۔ شاید سائل یہ سمجھ رہا ہے کہ اس حدیث میں نبوت کے بارہ میں متردد کا ذکر ہے۔ حالانکہ اس میں نبوت کے متعلق تردد نہیں۔ بلکہ محدث کے متعلق ہے اور جس حدیث میں حضرت عمر کی نبوت کا ذکر ہے (کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے) وہ حدیث اور ہے۔ وہاں کفر کا لفظ اور لونفی کے لئے ہے۔ تردد کے لئے لفظ ''ان'' ہوتا ہے۔

سوال...... للبنہ والی حدیث میں لفظ ''من قبلی'' صفت واقع ہے اور موصوف الانبیاء ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس قسم کے انبیاء پہلے ہوتے تھے۔ یعنی براہ راست اس قسم کے انبیاء اب نہیں ہوں گے۔

جواب...... حدیث میں لفظ ''من قبلی'' حال واقع ہے۔ صفت نہیں اور حال سے توحید سمجھی جاتی ہے۔ مگر یہاں وہ اتفاقی ہے نہ احترازی۔ آخری جملہ ''ختم بی الرسل'' (میرے ساتھ رسول ختم ہوگئے) اور لفظ ''انا اللبنة'' (میں وہ اینٹ ہوں) اور لفظ خاتم النّبیین (میں خاتم النبیین ہوں) اس کی پوری پوری تشریح کر رہا ہے۔

نیز یہ کیسے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلاواسطہ نبی ہوتے تھے۔ اگر ہوتے تھے تو خدا نے سنت کی تبدیلی کب سے کی۔ اس تبدیلی کی کیا دلیل ہے اور اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اس میں تبدیلی کا ذکر نہیں۔

سوال...... یہ حدیث اس معنی کی رو سے جو تم نے کئے ہیں، مسیح کی آمد ثانی کی بھی مانع ہے۔ کیونکہ آخری اینٹ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں نبوت کے محل میں رکھ دی گئی۔ پھر کسی پہلی اینٹ کو اکھیڑ کر دوبارہ مکان میں لگانا فضول ہے۔

جواب...... مسیح نبوت کے مکان کی ایک اینٹ ہے۔ جو اپنے وقت اپنی جگہ لگ چکی ہے اور قیامت کے دن بھی وہ اس مثالی مکان کی اینٹ ہوں گے۔ اسی طرح اب اگر دنیا میں تشریف لائیں تو اس مکان سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔ تاکہ پھر دوبارہ آپ کو لگایا جائے۔ قادیانیوں کو شاید یہ وہم اس لئے ہوا ہے کہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ مکان آسمان یا عالم مثال میں کوئی نفس الامری وجود رکھتا ہے اور سب انبیاء اپنا اپنا مکان لئے ہوئے اس میں پیوست ہیں۔

پس جب مسیح عالم مثال سے عالم شہادت میں یا آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو لامحالہ اس نقل وحرکت سے وہ اس مکان سے اکھڑ جائیں گے۔ یہ محض وہم ہی وہم ہے۔ کیونکہ یہ مکان تمثیلی ہے۔ یعنی فرضی ہے۔ ایسی تمثیلات میں وجود عقلی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جیسے آخری اینٹ سے مکان مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری آمد سے نبی ختم ہو چکے ہیں۔ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

سوال...... اگر اس امت میں دجال ہی دجال ہوں۔ کوئی صادق نہ ہو تو یہ امت شرالامم ہوں نہ خیرالامم!

جواب...... یہ سوال بھی عجیب ہے۔ اگر سارے مدعی نبوت دجال ہی ہوتے۔ کوئی سچا نہ ہو تو یہ امت شرالامم ہوئی۔ یہ اس طرح ہے کہ کوئی اگر ہر مدعی نبوت جھوٹا اور دجال ہی ہو۔ کوئی سچا نہ ہو تو امت شرالامم ہوئی۔ سبحان اللہ! کیسی سمجھ ہے۔ جب ایک امر کا دعویٰ شرعاً سراسر کذب و افتراء ہے تو اس میں تقسیم کی گنجائش کب؟ ہاں جو کمالات اس امت کے لئے باقی ہیں۔ وہ بھی اس امت میں نہ ہوں تو اس صورت میں اس امت کے شرالامم ہونے کا احتمال ہے۔ اس امت کا کمال اب نبی کی متابعت میں ہے اور حدیث شریف میں کہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔

”وعن معاویة بن قرة عن ابیه قال رسول اللّٰہ ﷺ ولا یزال طائفة

من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعة قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح)‘‘

﴿قرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہﷺ نے ایک جماعت میری امت سے اللہ کی مدد پاتی رہے گی۔ ان کو خوار کرنے والا نقصان نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ امام ابن المدینی فرماتے ہیں یہ جماعت اصحاب حدیث کی ہے۔﴾

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور یہ گروہ قطعاً صادق ہے نہ کاذب۔ معترض نے یہ سمجھا کہ مدعی نبوت صادق ہو تو اس امت میں صادق ہوں گے ورنہ نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

’’یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ:۱۱۹)‘‘

﴿اے ایمان دارو اللہ سے ڈرو اور صادقوں (سچوں) کے ساتھ ہو جاؤ۔﴾

’’الذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون (حدید:۱۹)‘‘ ﴿جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ بڑے صادق (سچے) ہیں۔﴾

’’انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون (حجرات:۱۵)‘‘ ﴿مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر شک میں نہ پڑے اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ صادق (سچے) ہیں۔﴾

پس ثابت ہوا کہ اس امت میں صادق موجود ہیں اور صادق کا نبی ہونا ضروری نہیں۔ جب صادق ہوئے تو شرالامم نہ ہوئے۔ ہاں نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں جس امت میں نبی گزرے ہیں۔ وہ امت مجموعی طور پر اس امت سے افضل ہو ورنہ لازم آئے گا کہ پہلی امتیں آنحضرتﷺ کے صحابہ سے افضل ہوں۔ کیونکہ صحابہ سے کوئی نبی نہیں ہوا۔ کسی مجموعہ کی فضیلت اگر دوسرے مجموعہ پر ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد پہلے کا دوسرے ہر فرد سے افضل ہے۔ مثلاً عرب کی غیر عرب پر فضیلت ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ غیر عرب نبیوں پر بھی عرب افضل ہوں۔ اسی طرح قریب قریش غیر قریش سے افضل ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بلالؓ سے ابوجہل افضل ہے۔

سوال...... مسیح موعود کو نبی کریمﷺ نے خود نبی فرمایا ہے۔

جواب...... وہ مسیح ناصری ہیں نہ قادیانی۔ وہ مریم کے بیٹے ہیں جو حدیث میں ہے:’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لا یقبله احد و فی روایة حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیر امن الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة اقروأ ان شئتم وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘

﴿قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم اترے گا۔ حکم اور عادل ہوکر صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ اٹھاوے گا اور مال بہت ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کو کوئی نہ لے گا۔ ایک دنیا اور جو اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا۔ پھر ابوہریرہؓ کہتے اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ تمام اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔﴾

سوال...... تیس دجال تو مرزا قادیانی سے پہلے پورے ہوچکے ہیں۔

جواب...... تیس کا لفظ حصر کے لئے نہیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ اگر تیس گزر چکے ہیں۔ تو مرزا قادیانی کا نمبر ۳۱ ہوگا۔ اگر تیس سے مراد شوکت اور بہت مریدوں والے مراد ہوں۔ تو اس صورت میں ان کو تیس میں مندرج ماننا پڑے گا۔

سوال...... دجالوں سے مراد وہ ہے جو جھوٹی حدیث بنا کر گویا اپنے نفس کو رسول اللہ بناتے ہیں۔

جواب...... حدیث میں صاف لفظ ہے’’کلهم یزعم انه نبی الله‘‘ یہ دجال سارے کے سارے اس قسم کے ہوں گے کہ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی اللہ ہوں۔ نیز جو مدعی نبوت حضرت محمد ﷺ کے بعد ضروری ہے کہ جھوٹا ہو اور اپنی طرف سے حدیثیں گھڑے یا گھڑی ہوئی حدیثوں کو اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کرے۔ مندرجہ ذیل حدیث کے متعلق مرزا قادیانی کا جھوٹ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ’’هذا خلیفة الله المهدی‘‘(یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے) اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ص۴۰۶) میں لکھا ہے۔ ’’اگر چہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔ یہ جو کچھ لکھا ہے۔ مکتوبات میں کہیں نہیں بلکہ مکتوبات میں عبارت ذیل ہے ’’واذاکثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم یسمی محدثا‘‘

(مکتوبات جلد ثانی ص۹۹)

جب اس قسم کی کلام کا شرف کسی کو کثرت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے تو اس کو محدث کہتے ہیں۔ مجدد صاحب کا یہ کلام مرزا قادیانی نے دوسری جگہ بھی نقل کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۹۱۴، خزائن ج۳ص۶۰۰) ’’مگر اس وقت چونکہ صرف محدث بننے پر اکتفاء کیا تھا۔ اس واسطے وہاں محدث کا لفظ بھی نقل کیا ہے۔ مگر جب یہ سمجھا کہ مرید ہر دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس وقت لفظ نبی نقل کر دیا اور کھلم کھلا نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض جگہ ساتھ مجاز کی پخ بھی لگادی۔ کیونکہ بعض مرید اس قسم کے بھی تھے۔ جو نبوت کے دعویٰ سے بدکتے تھے کہ ہاں محدث اور نبی کے الہام میں یہ فرق ہے کہ نبی کا الہام قطعی ہوتا ہے اور محدث کا الہام قطعی نہیں ہوتا۔ نبی کے الہام سے کئی مسئلہ کی صحت وفساد کا علم ہوتا ہے اور محدث کے الہام سے نہیں ہوتا۔ پس جب دونوں کو قطعی اور قابل استدلال تسلیم کر لیا گیا تو اس صورت میں ایسی بات کا دعویٰ ہوا جو اہل سنت کے نزدیک غلط اور کفر ہے۔ پس اس کے بعد اس کو محدث سے تعبیر کر دیا۔ نبوت سے بات ایک ہی ہے۔ یہ نزاع لفظی ہے۔ اس قسم کے جھوٹ بہت ہیں۔ علماء نے ان کو قلم بند کیا ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

حدیث ’’لا نبی بعدی‘‘ پر اعتراضات

۱...... لا ہمیشہ نفی ذات کی نہیں کرتا۔ بلکہ وصف کی نفی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ جیسے ’’لا فتیٰ الا علی‘‘ (علی کے سوا کوئی جوان نہیں ہے کامل۔) ’’ولا سیف الا ذوالفقار لاصلوٰۃ الا بفاتحة الکتاب‘‘ (جوان نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں یعنی بہت عمدہ تلوار نہیں بغیر فاتحہ کے نماز نہیں یعنی کامل نماز میں)

جیسے ان تین مثالوں میں ذات کی نفی نہیں بلکہ کمال کی نفی ہے۔ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ’’لا نبی بعدی‘‘ میں بھی کمال کی نفی ہو۔ یعنی صاحب شریعت نبی نہیں وغیرہ وغیرہ جواب لا جو نفی جنس کے لئے مشہور ہے۔ دراصل وہ جنس سے صفت کی نفی کے لئے ہے۔ اگر صفت بصورت خبر

مذکور ہو تو اس صفت کی نفی ہوگی۔ خواہ خاص ہو جیسے ’’لا غلام رجل ظریف ‘‘(آدمی کا غلام ظریف نہیں)اس مثال میں صرف مرد کے غلام سے ظرافت کی نفی ہے۔

اگر صفت عام ہو تو اس کی نفی ہوگی۔ مگر وصف عام کی نفی ہے۔ اسم لا کی بھی نفی ہوگی۔ کیونکہ بغیر وصف عام کے کسی شے کا وجود محال ہوتا ہے۔ جیسے’’لا رجل موجود فی الدار ‘‘ کوئی آدمی گھر میں موجود نہیں۔ اگر خبر محذوف ہو تو قاعدہ یہی ہے کہ افعال عامہ سے خبر نکالی جاتی ہے۔ اگر کوئی قرینہ ہو تو افعال خاصہ سے نکالی جاتی ہے۔ یہاں افعال عامہ سے نکالی جائے گی۔ کیونکہ اصل یہی ہے بلکہ یہاں ابن ماجہ کی حدیث میں کائن کا لفظ بھی موجود ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں خبر افعال عامہ سے نکالی جائے گی۔ جیسے(۱)’’لا الٰہ الا اللّٰہ ‘‘(۲) ’’لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ ‘‘(۳)’’لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ‘‘ان تینوں مثالوں میں جنس کی نفی ہے۔’’لا الہ الا اللّٰہ ‘‘ کا معنی ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

’’لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ‘‘ کا معنی ہے اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کام سے رک سکتا ہے اور نہ کوئی کام کر سکتا ہے۔’’لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ‘‘بدوں فاتحہ کے نماز نہیں حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لینے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اس سے کام نہیں چلتا۔ لانفی ذات کی ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ وقف کی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس جگہ وقف کی نفی مراد ہوگی۔ اگر اتنی وسعت دی جائے تو’’لا الہ الا اللّٰہ ‘‘میں بھی ایک شخص نفی وصف کی مراد لے سکتا ہے۔ تو پھر توحید کیسے ثابت ہوگی۔ جو تین مثالیں معترض نے ذکر کی ہیں۔ وہاں مجازی معنی لینے کے لئے قرینے موجود ہیں۔’’لا فتیٰ ‘‘میں حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے جوانوں کا پایا جانا اور’’لا سیف ‘‘میں دوسری تلواروں کا وجود یہ قرینہ ہے کہ یہاں جنس کی نفی نہیں۔ اسی طرح’’لا ایمان ‘‘اور’’لا دین ‘‘میں جو لوگ مجازی معنی لیتے ہیں۔ وہ ان احادیث کو قرینہ قرار دیتے ہیں۔ جن میں گناہ گاروں کی معافی اور دوزخ سے رہائی پا کر جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔

کیونکہ جنت میں صرف مومن ہی جائیں گے اور جو ان احادیث کو ظاہر پر رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد اور امانت ایسے عام لفظ ہیں کہ ان میں سارا دین آ جاتا ہے۔ جب جنس دین کی نفی ہوئی تو کفر آ گیا۔ جب کفر آیا تو ایمان اور دین اٹھ گیا اور حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ایمان سے مراد ایمان واجب ہے۔ جس میں سب واجبات کا کرنا اور سب کبائر سے بچنا داخل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ عہد اور امانت واجبات سے ہیں۔ ان کے اٹھنے سے ایمان کی نفی درست ہے۔ اسی طرح’’اذا هلك کسریٰ فلا کسریٰ بعده ‘‘(جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو پھر کوئی کسریٰ نہ

ہوگا) میں خارج میں کسریٰ کا پایا جانا قرینہ ہے کہ اس جگہ ان کی نفی سے مخصوص جگہ سے نفی (یعنی عراق میں نہ رہنا) مراد ہے۔

اسی طرح ''اذاهلك قيصر فلا قيصر بعده'' (جب قیصر ہلاک ہوتو کوئی قیصر نہیں) میں قیصر کا وجود قرینہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ علاقہ شام میں قیصر نہیں رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش گرمی اور جاڑے میں عراق اور شام میں تجارت کے لئے جاتے آتے تھے۔ جب قریش مسلمان ہوگئے اور مسلمانوں کی مخالفت کا اثر روم وایران میں جا پہنچا۔ اب قریش ڈر گئے کہ ہماری تجارت کو نقصان پہنچے گا۔ اس وقت آپ نے فرمایا اس فرمان کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو اپنی تجارت کے متعلق اطمینان ہو جائے۔ اس میں پیش گوئی کے بعد اگرچہ کسریٰ اور قیصر میں تسلسل رہا۔ مگر عراق اور شام سے ان کی حکومت اٹھ گئی۔

فرق صرف اس قدر ہے کہ کسریٰ نے آنحضرت ﷺ کے خط کی بے ادبی کی۔ اس پر آپ ﷺ نے بدعا کی۔ اس کی نسل میں تسلسل تھوڑی مدت رہا۔ خلافت راشدہ ہی میں ختم ہوگیا۔ بخلاف قیصر کے اس نے آپ کے خط کی تعظیم کی آپ نے ان کے بقاء کے متعلق بھی کہا اس لئے اس کے خاندان میں مدت تک تسلسل رہا۔ دیر کے بعد ختم ہوا (فتح الباری) اس لئے قرینہ کی بناء پر مجازی معنی لینا پڑا اور حدیث لا نبی بعدی میں حقیقی معنی کی نفی پر کوئی قرینہ نہیں اور سابق نبی کی آمد کی نفی اس صیغہ سے مفہوم نہیں ہوئی۔

سوال...... خاتم النّبیین بمعنی مصدق ہے، مجمع البحار میں ہے: ''اوتيت جوامع الكلم وخواتمه اى القران ختمت به الكتب السماويه وهو حجة على سائرها و مصدق لها'' ﴿مجھے ایسے کلمات عطاء ہوئے ہیں۔ جو جامع اور خاتم ہیں۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے اس کے ساتھ سماوی کتب کا خاتمہ ہوا اور یہ سب کتب پر حجت اور ان کا مصدق ہے۔﴾

جواب...... مجمع البحار میں مصدق خاتم کی تفسیر نہیں۔ بلکہ اس کے خاتم بمعنی آخر کے لوازم میں سے ایک لوازم کا ذکر ہے۔ خاتم کی تفسیر تو پہلے جملہ ختمت به الكتاب (اس کے ساتھ کتابیں ختم کی گئیں) میں بیان کی گئی ہے۔ اسی صفحہ میں خاتم کا معنی یہ ''لا نبی بعدی'' (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کیا ہے اور (صفحہ ۳۳۰) میں لکھا ہے:

''والخاتم والخاتم من اسمائه ﷺ (ش) بالفتح اسم ای اخرهم وبالكسر اسم فاعل'' ﴿خاتم اور خاتم آنحضرت ﷺ کا نام ہے فتح کے ساتھ اسم ہے۔ یعنی ان کے آخر میں کسرہ کے ساتھ اسم فاعل ہے۔﴾

اور ’’خاتم القوم اخرهم ‘‘ کے معنی ہیں کتب لغت میں مسطور ہے اور مجمع البحار کی پہلی عبارت میں قرآن کو خاتم کہا ہے اور اسی کو مصدق کہا ہے۔ اگر خاتم کا معنی یہ کہا جائے کہ آپ کی معرفت نئے نبی بنتے ہیں تو قرآن سے اس معنی کے اعتبار سے نئی کتابیں بنی چاہئیں۔

سوال...... خاتم النّبیین ال استغراق نہیں بلکہ ایسا ال ہے جیسے ’’یقتلون النّبیین ‘‘میں ہے اور یہ آل استغراقی نہیں۔ کیونکہ سارے نبی قتل نہیں ہوئے۔

جواب...... جمع مذکر سالم پر اگر الف و لام داخل ہے۔ تو اصل یہی ہے اور جمیع افراد کے لئے ہو۔ جیسے ’’رب العالمین ‘‘(سارے عالموں کا رب) ’’ان اللّٰه یحب المحسنین فان اللّٰه لا یحب الکافرین ‘‘﴿اللہ تعالیٰ سب محسنین سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کافر سے محبت نہیں کرتے۔﴾

اگر قرینہ پایا جائے تو اس سے بعض افراد مراد لئے جاسکتے ہیں۔ جیسے ’’للعالمین نذیرا ‘‘فرقان آنحضرتﷺ پر اس لئے نازل کیا کہ وہ جہاں والوں کو ڈرائیں۔ اس جگہ عالمین سے مراد وہ ہے جن وانس میں جو آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک آپ پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رب العالمین میں بھی تخصیص ہو۔ اسی طرح خاتم النّبیین میں بجز آپ کے سب نبی مراد ہیں۔ کیونکہ آپ مضاف ہیں اور مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی قرینہ نہیں جو تخصیص پر دلالت کرے اور ’’تقتلون النّبیین ‘‘﴿قتل کرتے ہیں نبیوں کو﴾ میں تین قرینے ہیں۔ جس سے نبیین کی تخصیص کی جاتی ہے۔

۱...... لفظ ’’قتل ‘‘ کیونکہ بعض جگہ قرآن مجید نے بعض نبیوں کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ’’وفریقا تقتلون ‘‘﴿ایک فریق کو قتل کرتے ہو﴾ اور واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ بعض نبی قتل ہوئے۔ یہ قرینہ حسی ہے اور پہلا لفظی۔

۲...... یہود کا فاعل ہونا۔ کیونکہ یہود صرف انہی کو قتل کر سکتے تھے۔ جو نبی ان میں ہوئے۔

۳...... بعض انبیاء کے غیر مقتول ہونے کا ذکر ’’واللّٰه یعصمها من الذین ‘‘﴿اللہ مجھے لوگوں سے بچائے گا۔﴾ یہ تین قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں بعض نبی مراد ہیں۔

سوال...... نبوت ایک نعمت ہے۔ اس امت سے نعمت کیوں سلب ہوئی؟

جواب...... نزول کتاب اور نبوت تشریعی بھی اور نبوت مستقل بھی لامحالہ ایک نعمت ہے۔

’’لقد منّ اللّٰه علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا (آل عمران:۱۶۴) ‘‘

﴿بیشک مومنوں پر اللہ کا احسان ہے جب اس نے ان میں ایک رسول بھیجا۔﴾

جب یہ نعمت باوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اسی طرح اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو ختم ہونے کی صورت میں کوئی نقص پیدا نہیں کرے گی۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہے۔ نہ غیر وقت میں جیسے بارش اللہ کی رحمت ہے۔ مگر اپنے وقت میں نعمت ہے۔ اگر بے وقت ہو تو عذاب بن جاتی ہے۔ طاعون کفار کے لئے عذاب ہے اور مومنوں کے رحمت نبوت کی ضرورت ہو تو نعمت ہے۔ اگر ضرورت نہ ہو تو ایک قسم کا عذاب ہے۔ کیونکہ جو ایمان نہ لائے گا۔ وہ نجات سے محروم رہے گا اور امت میں تفریق لازم آئے گی۔ یعنی بعض افراد اور امت بن جائیں گے۔ سو اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اس سے بچالیا۔

سوال...... آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے: ’’اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (حج:۷۵)‘‘ ﴿اللہ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے۔﴾

اور آیت ذیل اس کی مؤید ہے: ’’ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء (آل عمران:۱۷۹)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے جسے چاہے پسند کرے۔﴾

جواب...... اس آیت میں فعل مضارع محض اس غرض کے لئے ہے کہ بتادے کہ اصطفاء اور اجتباء اللہ کا کام ہے۔ جس کو چاہے رسول بنائے اور جس کو چاہے رسولوں سے انتخاب کرے۔ اس آیت کا یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔ یعنی یہاں مضارع تجدد واستمرار کے لئے نہیں۔ اس کی نظیر آیت ذیل ہے۔

’’ھوالذی ینزل علی عبدہ اٰیات بینات (حدید:۹)‘‘ ﴿اللہ ہی اپنے بندے پر بین آیتیں اتارتا ہے۔﴾

اس آیت میں بھی صیغہ مضارع کا ہے۔ اب اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کا نزول مستمر ہو۔ جہاں غرض یہ ہو کہ فعل کو اللہ کے ساتھ مختص کیا جاوے۔ وہاں مضارع اثبات فعل کے لئے ہوتا۔ باقی رہا فعل کا دائم یا غیر دائم ہونا۔ یہ اس صیغہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ نہ اس کی نفی ہوتی ہے۔ اس کی نفی یا اثبات کے لئے دوسری دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے یہ استدلال کرنا کہ فعل مستمر ہے، لغو ٹھہرتا ہے۔ سورہ حج میں کفار کے اس استبعاد کو رد کیا گیا ہے جو وہ کہتے تھے کہ رسول کوئی بڑا آدمی ہونا چاہئے......

فرشتہ بھی ہونا چاہئے نہ انسان۔ اس استبعاد کو اس طرح رفع کیا کہ انتخاب میرا کام ہے نہ تمہارا۔ میں جسے چاہوں منتخب کروں۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ انتخاب مستمر ہے یا منقطع۔ یہ دوسرے دلائل سے ثابت ہوگا۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا ہے۔

''ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشآء من عبادہ (نحل:۲)'' ﴿ملائکہ کو اپنی روح امر کے ساتھ جس بندے پر چاہے، اتارے۔﴾

اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ فرشتوں کو اپنا امر (روح) دیگر کسی بندے پر اتارنا اللہ کا کام ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مضارع حال اور استقبال کے لئے ہے۔ یعنی ان دونوں زمانوں سے ایک زمانے کے لئے مستعمل ہے۔ ایک زمانہ کی تعیین کے لئے قرینے کی ضرورت ہوتی ہے جب ایک زمانہ متعین ہو جائے تو دوسرے زمانہ کا ارادہ کرنا منع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کتب نحو میں لکھا ہے۔ (شرح جامی)

تیسرا جواب یہ ہے کہ اصطفاء کا تعلق انسانوں اور فرشتوں دونوں سے ہے۔ جب ایک فعل دو چیزوں کے ساتھ متعلق ہو تو ضروری نہیں کہ فعل کا تعلق دونوں کے ساتھ برابر ہو۔ پس جب فرشتوں سے رسول آتے رہتے ہیں اور انسانوں میں بند ہوگئے ہیں۔ تو فعل کے صدق کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ فرشتوں میں یہ سلسلہ اصطفاء کا جاری رہے اور انسانوں میں بند ہو جائے۔ یہ سلسلہ فرشتوں میں جاری ہے۔ کیونکہ فرشتوں کو مختلف امور کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ جان قبض کرنے کے لئے بھی فرشتے بھیجے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ''توفتہ رسلنا (انعام)'' ہمارے رسول ان کی جان قبض کرتے ہیں وغیرہ۔

سوال...... آیت ذیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

''یابنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی (اعراف:۳۵)'' ﴿اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس رسول تم میں سے آئیں۔ تم پر میری آیتیں پڑھیں۔﴾

جواب...... (۱) اس آیت میں آدم کی نسل کو خطاب ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی نسل کو ایک ہاتھ میں لے کر یہ خطاب فرمایا تھا۔ سو یہ وعدہ انبیاء اور رسولوں کے مسلسل آنے سے یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ تشریف لائے، پورا ہوا۔

سوال...... یہ آیت سورہ اعراف کی ہے۔ اس آیت میں بنی آدم کو خطاب ہے۔ اس آیت سے پہلے بھی چند بار بنی آدم کو خطاب کیا گیا اور وہ خطاب عام ہے۔ جس میں قیامت تک کے لوگ شریک ہیں۔ اس میں بھی شریک ہونے چاہئیں۔

جواب...... اس خطاب میں بھی قیامت تک کے لوگ شریک ہیں۔ مگر اس خطاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر زمانہ میں رسول آتے رہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ میرے اور مسیح کے درمیان

کوئی رسول نہیں۔ یہ زمانہ فترت کا کہلاتا ہے۔ یہ لوگ بھی اس خطاب میں داخل ہیں۔ مگران کے زمانہ میں کوئی رسول نہیں آیا۔ قران مجید میں ہے:

''لتنذر قوما ما اتاھم من نذیر من قبلك (سجدہ:۳)'' ﴿تا کہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تیرے پہلے کوئی نذیر نہیں آیا۔﴾

مرزا غلام احمد نے بھی لکھا ہے کہ اتنی مدت میں میں ہی نبی کا نام پانے کے قابل ہوا ہوں۔ تیراں سو سال تک کے لوگ باوجود مخاطب ہونے کے کسی رسول کو نہ دیکھ سکے۔ حالانکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں خطاب جنس کو ہے۔ اس کا پورا ہونا اس طرح بھی متصور ہوسکتا ہے کہ بنی آدم میں رسول آئے ہوں نہ یہ کہ ہر قرن میں ہوں۔ جس شخص کو کسی نبی کی تعلیم پہنچے۔ گویا اس کے پاس نبی آ گیا ''لانذرکم به ومن بلغ (انعام)'' میں تمہارے لئے بھی نذیر ہوں اور اوپر اس شخص کے لئے جس کو قرآن پہنچے۔ پس اب ہمارے لئے رسول و نبی ہیں اور آپ کی شریعت ہمارے لئے واجب التعمیل ہے۔

۲...... آیت میں لفظ ان کا ہے۔ جس کا تحقق ضروری نہیں۔ بلکہ بعض جگہ اس کا استعمال غیر واقع پر بھی ہوا ہے۔ ''ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (زخرف:۸۱)'' ﴿اگر رحمٰن کی اولاد ہو تو میں اس کا پہلا پرستار ہوں۔﴾ ایک جگہ فرمایا ''اما ترین من البشر احدا فقولی (مریم:۲۶)'' ﴿(مائی مریم کو فرمایا) اگر تو بشر سے کسی کو دیکھے تو یہ کہہ دے۔﴾

اب اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ اگر تو کسی بشر کو دیکھے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مائی مریم قیامت تک زندہ رہیں۔

۳...... نبوت اور رسالت میں فرق ہے۔ اگرچہ نبوت اور رسالت من اللہ میں عام وخاص کی نسبت مشہور ہے۔ مگر تتبع اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں عام وخاص من وجہ کی نسبت ہے اور اس نسبت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جیسے بعض نبی رسول نہیں ہوئے۔ اسی طرح بعض نبی نہیں ہوتے جیسے فرشتے رسول مگر بعض کا یہ خیال ہے کہ رسول کا اطلاق کبھی مبلغ پر ہی ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ''وقفینا من بعدہ بالرسل'' آیا ہے، نہ کہ ''قفینا من بعدہ بالانبیاء'' پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث۔

(شہادت القرآن ص۲۸، خزائن ج۶ ص۳۲۴)

اب یہ واضح ہے کہ آیات مذکورہ بالا میں لفظ رسول مذکور ہے۔ کسی آیت میں لفظ نبی وارد نہیں ہوا۔ کلام ختم نبوت اور ختم رسالت من اللہ میں ہے۔ نہ مطلق رسالت میں جس کے معنی تبلیغ کے بھی ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے تو جمیع علماء امت رسل ہوئے۔

سوال...... سورہ فاتحہ میں ہے ''اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم ''اور سورہ نساء میں ہے ''ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النّبیین والصدیقین و الشهداء والصالحین '' ﴿جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔﴾

سورہ فاتحہ میں یہ کہا کہ یا اللہ جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کی راہ بتا اور سورہ نساء میں ان کا ذکر کیا جن پر انعام ہوا۔ دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ معنی ہوئے کہ یا اللہ مجھے نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی راہ بتا۔ جب کسی گروہ کی راہ پر عمل کرے گا تو اسی گروہ میں داخل ہو جائے گا۔ جیسے صالحین، شہداء اور صالحین کی راہ اختیار کرنے سے صالح، شہید اور صدیق بن سکتا ہے۔ اسی طرح نبی کی راہ اختیار کرنے سے نبی بننا چاہئے۔

پھر سورۂ نساء میں بالکل صراحت ہے۔ کیونکہ وہاں یہ فرمایا کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا۔ وہ ان مذکورہ بالا فریقوں کے ساتھ ہوگا۔ ساتھ تب ہی ہوسکتا ہے۔ جب اس گروہ میں داخل ہوا جب صالح کے ساتھ ہونے سے صالح بن سکتا ہے۔ شہید کے ساتھ ہونے سے شہید بن سکتا ہے اور صدیق کے ساتھ ہونے سے صدیق بن سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے نبی کے ساتھ ہونے سے نبی نہ بنے۔

جواب...... استدلال کی بنیاد دو چیزوں پر ہے (یعنی ہدایت اور مصیبت) سورہ فاتحہ کی آیت سے استدلال کی بنیاد اس امر پر ہے کہ جس فریق کے راستہ پر چلے، اسی فریق میں داخل ہوگا۔ کسی فریق کے راستہ پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اسی قسم کے اعمال اختیار کرے۔ جب صالحین کے اعمال اختیار کرے گا تو صالحین کے گروہ میں داخل ہوگا۔ اگر شہداء یا صدیقین کے اعمال اختیار کرے گا تو شہید یا صدیق بنے گا۔ اسی طرح اگر نبی کے اعمال اختیار کرے گا تو نبی ہوگا۔

اس استدلال میں یہ کمزوری ہے کہ اس میں کسی فریق کے طریق پر چلنے سے یہ سمجھ لیا ہے کہ اب ہر وجہ سے وہ فریق مذکور کی طرح ہوگیا ہے اور یہ غلط ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر

شخص نبی ہو۔ کیونکہ ہر شخص کو نبی کی اتباع کا حکم ہے اور ہر شخص صدیق وشہید اور صالح اس پر عمل کرتا ہے۔ بس چاہئے کہ ہر ایک ان میں سے نبی بنے۔ اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا گروہوں کے مختلف طریقے فرض کر لئے گئے ہیں۔

حالانکہ ان کا طریق ایک ہی ہے۔ فرق صرف مراتب کا ہے۔ عملی پروگرام سب کے لئے یکساں ہے۔ سوائے چند خصوصیات کے، سب فریق اعتقاد وعمل میں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ نبی اور غیر نبی میں فرق انتخاب کا ہے اور انتخاب میں استعداد کے علاوہ ضرورت کا بھی لحاظ ہے۔ جب ضرورت ختم ہو چکی تو اس کی جدوجہد اور اس کا مطالبہ بے معنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بھی یہ دعا پڑھتے تھے اور صدیق بھی یہ دعا کرتے تھے مگر نبی نہیں بنے۔ کیونکہ نبی کی ضرورت نہیں رہی اور عورتیں بھی یہ دعا پڑھتی ہیں۔ حالانکہ عورت رسول نہیں بن سکتی۔ جب ان کا طریق ایک ہی ٹھہرا تو اس صورت میں اختلاف عمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی اور صدیق میں عمل کا فرق نہیں بلکہ انتخاب کا ہے۔ اسی طرح صدیق اور شہید میں فرق باطنی ہے۔ یہی حال صالح اور غیر صالح میں فرق کا ہے۔ پس ان کے راستوں کو الگ الگ سمجھنا پہلی غلطی ہے۔

سورہ نساء سے استدلال کی بنیاد معیت کے مفہوم پر ہے کہ معیت کا معنی کیا ہے۔ کیا یہ مطلب ہے کہ جو نبی کے ساتھ ہو وہ نبی ہے؟ یا یہ مطلب ہے کہ جہاں نبی گیا ہے یعنی جنت میں یہ بھی وہاں جائے۔ یہاں دوسرا مفہوم ہی مراد ہو سکتا ہے۔ مرسل جیسے آیات ذیل سے لازم ہوتا ہے۔

’’ان اللّٰہ مع الصابرین (بقرہ:۱۵۳)‘‘ ﴿اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔﴾

’’ان اللّٰہ مع الذین اتقوا (نحل:۱۲۸)‘‘ ﴿اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔﴾

اگر معیت عینیت کو مستلزم ہوتی تو ان آیات کا یہ مطلب ہوتا کہ اللہ صابر ہے اور متقی ہے۔

معیت کے لئے جیسے یہ ضروری ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ اس کی صفات میں شریک ہو۔ ویسے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کی صفات میں شریک نہ ہو۔ بس جیسے یہ آیت اثبات نبوت کے لئے حجت نہیں۔ اسی طرح اثبات صدیقیت شہادت اور صلاح کے لئے بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔ ان کا ثبوت اور عدم ثبوت دوسرے دلائل سے معلوم ہوگا۔ صدیقیت شہادت اور صلاح کے لئے تو دوسری جگہ صراحت موجود ہے۔

’’والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئك ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم‘‘ ﴿جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید

ہیں۔﴿’’ان الا رض یرثھا عبادی الصالحون (انبیاء:۱۰۵)‘‘﴾ زمین کے وارث میرے بندے صالح ہوں گے۔﴿

ان دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے علاوہ تین کمالات صدیقیت شہادت اور صلاح باقی ہیں اور نبوت دلائل مذکورہ بالا کی بنا پر ختم ہوچکی ہے۔ معیت سے مراد کسی وصف ذاتی میں شرکت نہیں۔ بلکہ جنت میں داخل ہونے میں شرکت مراد ہے۔ جیسے ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔

’’التاجر الصدوق الامین مع النّبیین والصدیقین والشھدا (ترمذی، دارمی دارقطنی، ابن ماجه، مشکوٰۃ ص۲۴۳)‘‘﴿ سچا امین تاجر (قیامت کے روز) نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔......

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ ایسا تاجر نبی بن جاتا ہے۔

ہمارے بیان کردہ معنی کی تائید حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے۔’’عن عائشۃؓ فسمعته یقول مع الذین انعمت علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء و الصالحین (المتفق علیه)‘‘﴿ مائی عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (وفات کے وقت) سنا، فرماتے تھے (یا اللہ مجھے) ان لوگوں کے ساتھ کر جن پر تو نے انعام کیا، یعنی نبی، صدیقین، شہداء اور صالحین گروہ کے ساتھ کر۔﴿

اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نبی رسول تھے۔ پھر بھی فرما رہے ہیں کہ یا اللہ مجھے نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ کر۔ اس کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ مجھے دنیا سے اٹھا کر اپنے قرب وجوار جنۃ الماویٰ میں پہنچاؤ۔ اس حدیث میں قرآن مجید کی تفسیر بالکل واضح ہو گئی کہ معیت سے مراد جنت میں داخل ہونا ہے نہ نبی بننا۔

سوال...... قرآن مجید میں ہے نبی کے مبعوث ہونے کے بغیر عذاب نہیں آتا۔

’’وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا (بنی اسرائیل:۱۵)‘‘﴿ جب تک رسول نہ بھیجیں۔ ہم عذاب نہیں کرتے۔﴿

اور دوسری آیت میں فرمایا قیامت سے پہلے ہم ہر بستی کو ہلاک کریں گے یا عذاب کریں گے۔ پس ثابت ہوا کہ جب عذاب آئے گا تو اس سے پہلے ضرور کوئی رسول آئے گا۔ پس ثابت ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب...... آیت سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اگر نبوت ورسالت کا سلسلہ نہ ہوتا تو اللہ

تعالیٰ عذاب نہ کرتے۔ کیونکہ بغیر حجت قائم کرنے کے عذاب کرنا خدا کی رحمت کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جب عذاب آئے تو اس سے متصل ایک رسول ضرور آئے۔ اصل مقصد بعثت سے چونکہ حجت قائم کرنا ہے۔ پس جب ایک رسول کی دعوت دنیا میں موجود ہو جس کی بناء پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ تو پہلے رسول کی دعوت ہی عذاب کے لئے کافی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ محمد رسول ﷺ کی بعثت تمام عالم کے لئے اور قیامت تک کے عام لوگوں کے لئے ہے۔ پس آپ ﷺ کی آمد سے تمام ان لوگوں پر حجت قائم ہوگئی جہاں جہاں آپ کی دعوت پہنچی۔ عموم دعوت کی ادلہ شروع میں بیان کی جا چکی ہے۔ جب آپ ﷺ کے آنے سے تمام عالم پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ تو عذاب آنے کے لئے کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

سوال...... حدیث مسلم ’’فانی اخرالانبیاء وان مسجدی اخر المساجد (مسلم ج۱ ص۴۴۶)‘‘ ﴿میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ خاص قسم کے انبیاء مراد ہیں۔ اگر ہر قسم کے انبیاء مراد لئے جائیں گے۔ تو مسجد سے بھی ہر قسم کی مساجد مراد لینی پڑیں گی۔ حالانکہ حضرت ﷺ کی مسجد سب مساجد سے آخری مسجد نہیں۔ بلکہ انبیاء کی مساجد سے آخری مسجد ہے۔

جواب...... اخرالمساجد سے مراد یہاں آخر مساجد الانبیاء ہے۔ جیسے اس کی تصریح دوسری روایت میں ہے ’’انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنزالعمال ج۱۲ ص۲۷۰)‘‘ ﴿میں نبیوں کا خاتم ہوں اور میری مسجد نبیوں کی مسجدوں کے خاتم ہے۔﴾

مسلم کی روایت میں الانبیاء میں ال عوض ہے۔ مضاف الیہ کا یعنی اخر مساجد الانبیاء پس یہ حدیث جو مسلم میں ہے۔ اس تفسیر کے مطابق دو وجہ سے ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ ایک ایسا لفظ ’’اخر الانبیا‘‘ ﴿میں آخری نبی ہوں﴾ اور دوسرا لفظ ’’ومسجدی اخر المساجد‘‘ بعد نبوت میری مسجد (انبیاء کی) مساجد سے آخری مسجد ہے۔ کیونکہ جب آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہو تو بعد کے نبی بھی مسجدیں بنائیں گے۔ پھر آپ ﷺ کی مسجد آخری مسجد نہ ہوتی۔ جب آپ ﷺ نے فرمایا میری مسجد آخری ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

سوال...... آیت ذیل میں پچھلی وحی کا ذکر ہے ’’وبالآخرۃ ہم یوقنون (بقرہ:۴)‘‘ ﴿(متقی لوگ) پچھلی وحی پر (بھی) یقین کرتے ہیں۔﴾

جواب...... یہ تفسیر بالرائے اورقرآن کی تعریف معنوی ہے۔ آخرت کا لفظ دار کی صفت واقعہ ہے۔ جیسے دوسری جگہ اس کی تصریح موجود ہے ’’ان الدار الاخرة لهی الحيوان (عنكبوت:٦٤)‘‘ ﴿پچھلا گھر ہی اصل زندگی ہے۔﴾

سوال...... مائی عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے’’لاتقولوا لانبی بعدی بل قولوا خاتم النّبيين‘‘ ﴿لانبی بعدی نہ کہو، خاتم النّبیین کہو۔﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث لانبی بعدی ٹھیک نہیں ہے۔

جواب...... اس قول کا حوالہ کسی معتبر کتاب سے دینا چاہئے۔ کیونکہ غیر معتبر کتابوں میں بعض موضوع ومنکر روایات بھی پائی جاتی ہیں اور یہ روایت منکر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مائی صاحبہؓ سے بھی یہ حدیث’’لانبی بعدی‘‘ بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو مسند احمد جب وہ خود اس حدیث کو بیان کررہے ہوں۔ تو ان کی طرف نفی کی نسبت کرنا کیونکر درست ہے؟

دوسرا جواب مائی صاحبہؓ کا یہ مطلب نہیں کہ’’لانبی بعدی‘‘ بیان نہ کرو۔ بلکہ وہ نبوت کے مفہوم کو واضح کرنا چاہتی ہیں کہ ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ سابق نبی بھی نہ آئے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی نبی کو نئی نبوت نہیں ملے گی۔ جملہ لانبی بعدی سے بعض وقت ایک شخص غلطی فہمی میں مبتلا ہوجاتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ حدیث نئے اور پرانے نبی دونوں کی آمد کو روکتی ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے یہ تعبیر اختیار کی کہ لانبی بعدی نہ کہو۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہر نبی کی آمد منع ہے۔ بلکہ یہ سمجھو کہ نیا نبی نہیں آسکتا اور پرانا آسکتا ہے۔ اس لئے خاتم النّبیین کہو۔

کیونکہ یہ لفظ صرف نئے نبی کی آمد کے منافی ہے اور سابق نبی کی آمد کو نہیں روکتا۔ یہ طریق خطاب (کہ عبارت سے مراد اس کا ظاہری معنی نہیں) ہو بلکہ قرینہ کی بناء پر اور معنی لیا جاتا ہے۔ طالع اور شائع ہے۔ اس جگہ عائشہؓ سے اس حدیث’’لانبی بعدی‘‘ کا مروی ہونا قوی قرینہ ہے کہ اس عبارت کا ظاہری معنی مراد نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کی حقیقت واضح کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کئے ہیں۔ اس طرز بیان کی مثال:

۱...... ’’ليس المسكين الذی يطوف على الناس متفق عليه‘‘ ﴿دربدر پھرنے والا مسکین نہیں ہے۔﴾

اس حدیث میں آنحضرتﷺ نے دربدر پھرنے والے ایک لقمہ دولقمہ وصول کرنے والے سے جو مسکنت کی نفی کی ہے۔ اس کا ظاہری معنی مراد نہیں کہ وہ مسکین نہیں۔ بلکہ لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے کہ جو نہیں مانگتا اس کا خیال کرو۔

۲...... ’’انما الکرم قلب المؤمن (بخاری)‘‘ ﴿کرم (سخاوت) صرف مومن کے دل میں ہے۔﴾

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ کرم کا اطلاق مومن کے دل پر ہونا چاہئے۔ بلکہ یہ مقصد ہے کہ انگور کو کرم نہ کہو۔ یعنی یہ نہ خیال کرو کہ شراب سے سخاوت پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ سخاوت کا منبع مومن کا دل ہے۔

۳...... ’’انما المفلس الذی یفلس یوم القیامة (بخاری)‘‘ ﴿مفلس وہی ہے جو قیامت کے روز مفلس ہوگا۔﴾

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے پاس درہم ودینار ہو وہ مفلس نہیں۔ بلکہ اس کلام کا مقصد ہے کہ آخرت کا خیال رکھو۔ مگر یاد رکھنا عبارت کا ظاہری مفہوم چھوڑ کر دوسرا مفہوم مراد لینے میں قرینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدوں قرینے کے ظاہری معنی چھوڑنا زندقہ اور الحاد ہے۔

سوال...... ختم نبوت عقیدہ کفار کا ہے، جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ’’قلتم لن یبعث اللّٰہ من بعدہ رسولا (مومن:۳٤)‘‘ ﴿آل فرعون سے جو مومن تھا، اس قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے...... تم نے کہا اللہ یوسف کے بعد کسی کو رسول نہیں بنائے گا۔﴾

جواب...... اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ یوسف کو تو نبی مانتے تھے۔ مگر اس کے بعد نبوت کو بند جانتے تھے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ یوسف کی زندگی میں اس کی نبوت میں شک کرتے رہے اور اس کی وفات کے بعد کسی اور نبی کی نبوت کے بھی قائل نہ رہے۔ یعنی وہ سرے سے نبوت کے قائل ہی نہ تھے۔

’’فمازلتم فی شك وانماالغرض بیان ان تکذیب هم لموسیٰ مضمون الی تکذیب یوسف ولهذا ختم الایة بقوله کذالك یضل اللّٰه من هو مسرف مرتاب (مومن:۳٤)‘‘ ﴿تم شک کرتے رہے (یوسف کی نبوت میں) غرض یہ ہے کہ جیسے تم موسیٰ کو جھٹلا رہے ہو، اسی طرح یوسف کو جھٹلاتے رہے اسی واسطے آخر میں فرمایا اس طرح اللہ اس شخص کو گمراہ کرتا جو مسرف شکی ہو۔﴾

۲...... ختم نبوت کتب کے ختم کی طرح ہے۔ جیسے ختم کتب قرآن مجید کے نزول سے پہلے کفر کا عقیدہ تھا اور بعد میں کتابوں کے مسلسل آمد عقیدہ کفر ہے۔ اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کفریہ ہے اور بعد میں تسلسل نبوت کا عقیدہ کفر ہے۔ کیونکہ ہر چیز پر اس

کے وقت میں ایمان لانا فرض ہوتا ہے۔ مثلاً چربی اور بعض طیبات جو یہود پر حرام تھیں۔ ان کو جائز سمجھنا ان کے لئے کفر، جب حلال ہوگئیں، اب ان کو حرام سمجھنا کفر ہے۔

سوال...... جب انبیاء علیہم کی آمد جاری رہی تو اب سنت اللہ میں کیوں تبدیلی ہوئی۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے ''ولن تجد لسنة الله تبديلا (احزاب:٦٢)'' ﴿اللہ کی سنت بدلتی نہ دیکھے گا۔﴾

جواب...... اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انبیاء کی آمد باقی ہے یا ان کی اب آمد سنت اللہ میں داخل ہے۔ سنت اللہ کی تعین یا تو نص سے ہوسکتی ہے۔ یا استقراء تام سے قرآن و سنت میں تو کہیں اب نبوت کے تسلسل کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل موجود ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء علیہم میں سنت اللہ یہ ہے کہ جب دنیا سن رشد کو پہنچ جائے اور آپس میں ان کے تعلقات وابستہ ہوجائیں۔ قریب ہے کہ وہ ایک خاندان کی طرح سمجھے جاویں۔ پس اس وقت لازمی طور پر ایک ہی رسول کے ذریعہ ایک ہی قانون شریعت بھیج کر قومی تفرقہ کو مٹا دیا جائے اور جب تک دنیا سن رشد کو نہیں پہنچتی اور آپس میں تعلقات وابستہ نہیں بندھے۔ بلکہ مختلف گروہوں اور آبادیوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اس وقت سنت اللہ یہ ہے کہ نبوت ورسالت کا تسلسل باقی رہے۔ جیسے نقل سے تسلسل ثابت ہیں۔ اسی طرح عقلی دلیل بھی نبوت کے بارے میں تسلسل ثابت نہیں۔ لہٰذا تسلسل نبوت کو سنت اللہ کہنا نقل اور عقل کے خلاف ہے۔

سوال...... ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے امام بنایا تو آپ نے فرمایا میری ذریت سے بھی امام بنیں۔ اللہ نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں نبوت جاری ہے۔ ورنہ سب کے سب ظالم ٹھہریں گے۔

جواب...... یہاں امامت کا ذکر ہے نہ نبوت کا اور امامت نسل ابراہیم میں جاری ہے۔ اگر نبوت مراد ہو تو مطلب یہ ہوا کہ جو نبی نہ ہو وہ ظالم ہے۔ امامت کے متعلق تو قرآن مجید نے دعا ذکر کی ہے۔ فرمایا بندے رحمٰن کے یہ دعا کرتے ہیں ''واجعلنا للمتقين اماما (فرقان:٧٤)'' ﴿ہم کو متقیوں کے لئے امام بنانا۔﴾

سوال...... ''وجعلنا في ذريته النبوة والكتاب (عنكبوت:٢٧)'' ﴿ہم نے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب...... (۱) اگر اس آیت سے معلوم ہوتا کہ نبوت جاری ہے۔ تو یہ بھی معلوم ہوتا ہوگا کہ کتابوں کی آمد بھی جاری ہے۔

۲...... اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ نبوت وکتاب صرف ابراہیم کی نسل میں رکھی گئی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کتاب ونبوت ابراہیم کی نسل میں مسلسل رہے گی۔

مرزاغلام احمداور ختم نبوت

شروع میں مرزا قادیانی بھی جمہور امت کی طرح آنحضرتﷺ کو اسی معنی سے خاتم النبیین مانتے تھے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱) میں آیت ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ خاتم النّبیین '' کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے۔ ''یعنی محمدﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ اللہ کا رسول ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

اور حدیث ''لانبی بعدی '' کے متعلق (ایام الصلح ص۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳) میں اس طرح لکھا ہے۔ ''حدیث ''لا نبی بعدی '' میں بھی ''لا'' نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور بعد اس کے جووحی منقطع ہوچکی ہے۔ پھر سلسلہ وحی کا جاری کر دیا جائے۔''

اور ایک جگہ لکھتے ہیں: ''ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر سمجھتا ہوں۔'' (اشتہار ۲؍اکتوبر۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

اور کہتے ہیں ''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں فرماتے ہیں: ''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرتﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی امید نہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳، خزائن ج۲۱ ص۳۵۴)

مرزا قادیانی کے متعلق لاہوری جماعت کا عقیدہ جن کے امیر محمد علی تھے

''اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے اگر زرتشت ایک نبی...... اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اور اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح، خدا کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً احمد ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعے زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں مرزاغلام احمد قادیانی فداہ وابی وامی علیہ السلام میں موجود ہیں۔'' (مضمون مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ ریویو آف ۱۹۱۰ء، ص۱۴۷ منقول از قادیانی نبی ص۶۷۰ طبع چہارم)

۲...... ’’ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے نازل ہوئے۔ آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔‘‘

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ج اول نمبر ۳۵، مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

مرزا قادیانی کے متعلق قادیانی جماعت (جن کے امیر مرزا محمود احمد ہیں) کا عقیدہ

چنانچہ مولوی محمد علی لاہوری کے جواب میں لکھتے ہیں ’’یہ تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل! یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق خیال فرمایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم! یہ کہ آپ ہی آیہ اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم! یہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ پہلے میں نے یہ عقائد اختیار کئے۔‘‘

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

حکیم نورالدین، خلیفہ اول کا عقیدہ

اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آن غلام احمد است ومرزائے قادیان
گر کسکے آرد شکے درشان اوکافر است
جائے اوباشد جہنم بیشک و ریب وگمان

یہ رباعی حکیم نورالدین صاحب کی ہے۔ (اخبار الحکم بابت ۱۷ر اگست ۱۹۰۷ء) میں حکیم صاحب کی طرف سے چھپی تھی۔

لاہوری اور قادیانی جماعت کا اختلاف جو مرزا قادیانی کی نبوت میں معروف ہے۔ وہ خلافت کی رسہ کشی کا پیدا کردہ ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی نے آخر میں کھلے طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور خاتم النّبیین کے معنی میں نئی توحید ہے۔

مرزا قادیانی کو نبی ماننے والے اگرچہ لفظ خاتم النّبیین کو مانتے ہیں۔ مگر جمہور اسلام اور کتاب وسنت کی شہادت ہے جو معنی مشہور خاتم النبیین کے ہیں۔ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کلمۃ الحق والے نے لکھا ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کا معنی جو مشہور ہے (کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں) غلط ہے۔ صحیح معنی یہ ہے کہ ہر معبود اللہ کا عین ہے۔ کلمۃ الحق والے نے بھی بظاہر ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا اقرار کیا ہے۔ مگر معنی ایسا کیا ہے جس سے مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے یہ لوگ بظاہر لفظ کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر ایک نئی من گھڑت تاویل کر کے حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔

(لاہوری اور قادیانی گروہ حقیقت میں متفق ہیں۔ ان میں صرف لفظی نزاع ہے)

جس حقیقت کا دعویٰ مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ وہ وحی ایسی ہے۔ جو آنحضرتﷺ کی متابعت سے حاصل ہوتی ہے۔ لاہوری کہتے ہیں کہ کیونکہ وہ وحی جبرائیل نہیں لایا۔ اس لئے یہ وحی ولایت ہے اور قادیانی ایسی وحی کو جس میں عصمت ہو اگرچہ آنحضرتﷺ کی متابعت سے ہی حاصل ہو۔ اس کو نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ لاہوری کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی وحی میں شریعت نہیں۔ بلکہ امور تائیدی یعنی پیش گوئیاں ہیں۔ اس واسطے آپ محدث ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کے لئے نئے احکام لانا کوئی ضروری نہیں۔ پس جو تعلق مرزا قادیانی کا اللہ تعالیٰ سے لاہوری فریق مانتا ہے۔ وہی تعلق قادیانی مانتے ہیں۔ لاہوری اس تعلق کو محدثیت سے تعبیر کرتے ہیں اور قادیانی نبوت سے۔

اگر یہ تعلق کو حقیقت میں نبوت نہیں تو اس کو نبوت کہنا ایک لفظی غلطی ہوگی۔ اگر یہ تعلق نبوت ہے تو اس کو محدثیت کہنا ایک لفظی غلطی ہوگی۔ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور مرزا قادیانی نے جو اپنے دعویٰ کی بنیاد اسی وحی کو قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کو قرآن وسنت پر پیش کرنے کی بات بھی کہی ہے۔ مگر اصل بنیاد وہی ہے۔ اگر مسیحیت کا دعویٰ ہے تو اسی بنا پر اگر مہدی بننے کا ذکر ہے تو اسی وجہ سے، اگر مسیح کی وفات کے قائل ہوئے ہیں تو وحی پر اعتماد کرتے ہیں اور اپنے تعلق باللہ نبوت یا محدثیت کہا یا اپنے آپ کو امتی نبی کہا ہے تو اسی وحی کی بناء پر۔

پس حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔ صرف لفظی اختلاف ہے۔ حالانکہ اہل سنت سے عقائد کی کتابوں میں یہ مسئلہ درج کیا ہے کہ الہام سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ قادیانیوں نے احادیث اور سلف کی تفاسیر کو مداری کی پٹاری بنا رکھا ہے اور لاہوری پارٹی نے ضعیف احادیث میں یعنی خبر واحد میں اپنے مجدد کے اقوال کو فیصلہ کن تسلیم کیا ہے۔ محمد علی لاہوری کہتے ہیں کہ محدث شریعت میں لانا وہ ایسے جو وحی وہ پیش کرتا ہے، قطعی ہوتی ہے۔ اس سے غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔ اس کی وحی میں جبرائیل کا واسطہ نہیں ہوتا۔ کوئی فرشتہ ہوتا ہے۔ بہر

کیف جبرائیل کا واسطہ ہو یا نہ ہو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جبکہ نوعیت دونوں کی حجت کے اعتبار سے ایک ہی ہو۔

اب ان کی تاویل سنئے

’’کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۶، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)

’’اور بغیر شریعت کے نبی ہو نہیں سکتا۔ مگر وہی جو پہلے سے امتی ہو پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۲۵، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

مرزا قادیانی نے جو لکھا ہے کہ: ’’ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت نمائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔‘‘ (مرزا قادیانی کا مکتوب مرقومہ ۲۰؍اگست ۱۸۹۹) یہ سب کچھ پہلے کی بات ہے۔ پیچھے تو انہوں نے صاف لکھا کہ: ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ دیکھو (بدر ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷) ’’میں خدا کے حکم کے موافق ہوں اگر میں اس کا انکار کروں تو میرا گناہ ہے اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت جو دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘ دیکھو (خط حضرت مسیح موعود بہ طرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط معرفت مسیح موعود نے اپنی وفات سے تین دن پہلی یعنی ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا۔ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

باوجود اس کے آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین اس معنی سے ہیں کہ آپ کی معرفت نبی بنتے ہیں۔ مگر صرف ایک ہی بنا۔

’’آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء سے خداتعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔‘‘

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر۸ ج۱۲ ص۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

مرزا قادیانی نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا

’’یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں

امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً الہام ہوا ’’قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلك ازکیٰ لھم ‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی ہے اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی ‘‘یعنی قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص ۷، خزائن ج ۱۷ص ۴۳۶)

اسی واسطے اپنے منکر پر فتویٰ کفر پر لگایا اور اسلام سے خارج کیا۔ ’’خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر۴ص ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۵رجنوری ۱۹۳۵ء)

’’کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

’’یہاں ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۰)

غیر احمدی سے نکاح

’’احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔‘‘ (ناظر امور عامہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر۲ مورخہ ۱۴رفروری ۱۹۱۳ء)

مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ جو ان کو نبی نہ مانے۔ اس کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان کے ہاں نہ ان کا جنازہ درست ہے نہ ان کو احمدی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

دوسری طرف مرزا کو نہ ماننے والوں کا عقیدہ

اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ از روئے قرآن وحدیث اور اجماع امت اس قسم کا دعویٰ جو غلام احمد قادیانی نے کیا ہے۔ باطل ہے۔ اس سے ایک الگ امت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسلام میں اس کی کسی صورت میں گنجائش نہیں۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے اور اس کا ماننے والا بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ مسئلہ (کہ مرزائی جو مرزا کو نبی مانتے ہیں اور دوسرے مسلمان جو اس قسم کے دعویٰ کی گنجائش اسلام میں نہیں مانتے۔ ہر دو فریق کے نزدیک الگ الگ امت ہیں) جو اتفاقی ہے۔ جس پر مسلمان اور مرزائی دونوں متفق ہیں۔

مرزا قادیانی کی ایک عبارت جو (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹) میں ہے ’’وسمیت نبیّا من الله علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقت‘‘ یعنی ’’اور اللہ کی طرف سے میرا نام نبی رکھا گیا۔ مجاز کے طور پر نہ حقیقت کے طور پر۔‘‘ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے آخر عمر میں بھی نبی کا لفظ اپنے لئے بطور مجاز کے استعمال کیا ہے نہ حقیقت کے طور پر۔ قادیانی گروہ کی طرف سے جو یہ جواب دیا گیا ہے (کہ نبوت مجازی اور حقیقی دونوں نبوت کی قسمیں ہیں) ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اقسام میں مقسم ایک معنی کے اعتبار سے مشترک ہونا چاہئے۔ اگر یہاں مقسم (نبوت) کا ایسا معنی لیا جاوے جو حقیقی معنی اور مجازی معنی (محدثیت) کو بھی شامل ہو۔ تو اس صورت میں نبوت کا معنی لغوی ہوگا نہ اصطلاحی۔ اگر لفظی اشتراک کی بناء پر تقسیم ہو تو حقیقت کی حقیقت اور ہوگی اور مجاز کی اور۔

دوسری طرف مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں نے حقیقی نبوت کے لوازمات کو مرزا قادیانی کی نبوت پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی دوسرے مسلمان کافر ہیں۔ اہل کتاب کی طرح میں ان کو لڑکی کا رشتہ دینا منع ہے اور نماز جنازہ منع ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس دورنگی چال کو کسی صحیح نقطہ نظر پر لانا مشکل، بلکہ محال ہے۔ اس واسطے دونوں گروہ اپنی اپنی جگہ مجبور ہیں۔ قادیانی گروہ لفظ مجازی کی تاویل کرتا ہے یعنی غیر مستقل نبوت کو نبوت مجازی، مجاز کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ اصل میں وہ حقیقی نبوت ہے۔ جیسے ان کی اور عبارت سے پتہ چلتا ہے جو گزر چکی ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے قرآن کے اطلاق کے متعلق شرح عقائد میں لکھا ہے کہ قرآن اس لفظی وجود کے لئے بھی حقیقت کے لحاظ سے مستعمل ہے اور مشائخ نے جو یہ لکھا ہے کہ قرآن کا حقیقی مفہوم کلام نفسی ہے اور کلام لفظی پر اطلاق مجاز ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اصل کلام نفسی ہے اور کلام نفسی پر اطلاق دال ہونے کی بل پر ہے۔ جو اصل میں مجازی ہے۔ مگر وضع کے اعتبار سے حقیقی ہے۔

پس قادیانی گروہ کا استدلال ان عبارات سے قوی ہو جاتا ہے جن میں نبوت کے لوازمات کا ذکر ہے۔ ان عبارات کے مقابلہ میں یہ ایک عبارت جو مرزا قادیانی کی آخری عمر میں ان سے لرزد ہوئی ہے۔ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ لہٰذا اس کی تاویل کرنی چاہئے۔ حالانکہ لاہوری گروہ بھی ایک وقت تک قادیانیوں کے ساتھ اس اعتقاد میں متفق رہا اور خلافت کی رسہ کشی میں الگ ہوتے اور مرزا قادیانی سے جو دراصل مداری کے پٹارہ کی طرح ہر قسم کی گنجائش

رکھتی ہیں۔ایک عبارت (جو قابل تاویل ہے) کو دستاویز بنا کر الگ ہوئے۔ یہ کوئی صحیح اور قابل قدر خدمت نہیں۔ ہاں ایک بات ایسی ہے۔اگر اس کو لاہوری فریق تسلیم کرے تو ان کی بات کچھ وقعت رکھتی ہے۔

وہ یہ وجہ ہے کہ مرزا قادیانی دوسرے مجتہدین کی طرح غلطی بھی کرتے تھے اور خطاء پر اڑے بھی رہتے تھے۔جیسے ان کی پیش گوئی کی تفسیر وتوضیح سے معلوم ہوتا ہے۔پس اس بناء پر مرزا قادیانی نے جو مسلمانوں کی تکفیر یا ان سے رشتہ وناطہ الگ کرنے یا نماز جنازہ نہ پڑھنے کی باتیں کی ہیں۔ یہ ان کی اجتہادی غلطیاں ہیں۔ ورنہ حقیقت میں مرزا قادیانی کے انکار، بلکہ ان کی تکفیر سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور نماز سب مسلمانوں کی درست ہے اور رشتے ناطے سب جائز ہیں۔

اس کے خلاف مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے۔سب غلط اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے۔ اصل دین قرآن وحدیث ہے اور مرزا قادیانی کا درجہ دوسرے ملہمین یا اولیاء اللہ کا ہے ان کو ماننا کوئی ضروری نہیں۔ نہ ان کے ماننے پر نجات منحصر ہے اور ہم نے بھی ایک مدت تک جو مرزا قادیانی کے ماننے کا ضروری قرار دیا، یہ ہماری اجتہادی غلطی تھی۔ جس کو ہم ترک کر چکے ہیں۔

پس اس صورت میں ہم لاہوری پارٹی کے دعویٰ کو حق بجانب خیال کریں گے اور گفتگو کے میدان میں انہی کا پلڑا بھاری ہوگا۔اگرچہ حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں۔بعض لاہوری اصحاب اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مرزا قادیانی کے انکار سے انسان کافر نہیں ہوتا۔مگر ان کو کافر کہنے سے کافر ہو جاتا ہے۔کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان کو اگر کوئی کافر کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔پس جو مسلمان مرزا قادیانی کو کافر کہتے ہیں۔اس حدیث کے رو سے ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔

اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نہ صحیح محمل سمجھا۔ نہ کفر کا مفہوم معلوم کیا۔ حدیث کا صحیح محمل محدثین نے بتایا ہے کہ کسی مسلمان کو مسلمان سمجھتا ہوا کافر کہے تو اس پر یہ فتویٰ چسپاں ہوتا ہے۔مگر دوسرے مسلمان مرزا قادیانی کو ان کے ان دعاویٰ کی بناء پر کافر کہتے ہیں۔ جن میں بعض دعاویٰ کو آپ لوگ بھی کفر خیال کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو مسلمان سمجھ کر غصہ کی حالت میں گالی گلوچ کی شکل میں کافر نہیں کہتے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو کسی تاویل کی بناء پر کافر کہے تو کافر نہیں ہوتا۔ آگے اس کی سند میں

حدیث لائے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حاتب صحابی بدری کو منافق واجب القتل کہا۔ مگر حضرت عمرؓ اس سے کافر نہیں ہوئے۔

اسی طرح جو شخص کسی بزرگ یا ولی اللہ کو اس بناء پر کافر کہے کہ اس ولی بزرگ کی طرف سے اس کو ایسا کلمہ کلام پہنچا ہے۔ جس کو وہ کفر سمجھتا ہے۔ خواہ اس بزرگ نے وہ کلام نہ کہا ہو یا کہا ہو۔ مگر حقیقت کے اعتبار سے کفر کا کلام نہ ہو۔ اس نے اس کلام سے کفر سمجھا ہو تو غلط فہمی کی بناء پر اس کو کافر کہنے والے کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جس بزرگ کے ایمان کی شہادت کتاب وسنت میں تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہو۔ ایک شخص اس تواتر کے مقابلہ میں اس کو کافر کہتا ہو تو اس کے کفر میں بحث ہوسکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس حدیث میں کفر سے مراد اس کا حقیقی نہیں۔ بلکہ اس جملہ ’’کفر دون کفر‘‘ میں جو کفر کا معنی ہے۔ وہی یہاں مراد ہے۔ یعنی گناہ، نہ کفر حقیقی، جس سے انسان ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔

پس لاہوری پارٹی جو مرزا قادیانی کو کافر کہنے والوں کے متعلق اس حدیث کے رو سے کفر فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ان کو اس مسئلہ میں نظر ثانی کرنی چاہئے۔ یہ بحث تو نبوت جدیدہ کے قبول کرنے پر کفر، عدم کفر بھی جس سے دوامت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں امور امتیازیہ میں جن کی بناء پر ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ جس کی بناء ایک متواتر اور ضروریات کے انکار پر ہے۔ اس قسم کا کفر اگرچہ اہل قبلہ شیعی وسنی وخوارج وغیرہ بھی ایک دوسرے پر چسپاں کرتے ہیں۔ مگر قدیم فرقوں کی تکفیر اور مرزائی اور غیر مرزائی کی تکفیر میں فرق ہے۔ پہلی تکفیر سے دوامت کی بنیاد نہیں پڑتی۔ دوسری قسم سے دوامت کی بنیاد پڑتی ہے۔ کیونکہ قدیم فرقوں کے نزدیک مرجع دلائل صرف قرآن وحدیث ہے۔ باقی صرف مبلغ ہیں۔ اگرچہ بعض ان کی شان میں بعض وقت غلو کر جاتے ہیں۔ بخلاف اس نئے فرقہ کے ان کے ہاں مرجع صرف مرزا قادیانی کے اقوال ہیں۔ قرآن وحدیث تو ان کے نزدیک جیسے وہ کہتے ہیں، مداری کے پٹارا کی طرح ہیں۔ معاذ اللہ۔

پس اس لئے ان کے کفر اور دوسرے فرق کے کفر میں فرق ہے۔ اس کتاب میں چونکہ بحث ختم نبوت کے عقیدہ سے ہے۔ اس واسطے اس میں دوسرے امور سے پہلوتہی کی جاتی ہے۔

’’واخردعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین ۰ سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الاانت استغفرك واتوب اليك اللهم اغفرلی۔‘‘

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

القول الصبیح فی حیات المسیح

حضرت مولانا محمد ایوب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ!

خالق کائنات نے اکرم الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ شرف، یہ بزرگی اور یہ فضیلت عنایت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ اپنے وقت بعثت سے تا قیام قیامت روئے زمین کے ہر شہر، ہر قصبے اور ہر دیہات کے مکینوں کے لئے خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے، سرخ ہوں یا سفید، نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

لیکن اسی امت محمدیہؐ میں کچھ ایسے نقاب پوش پیدا ہوئے کہ انہوں نے نبوت محمدیؐ پر ڈاکہ ڈال کر اپنی نبوت کا عنکبوتی گھروندہ بنانا چاہا اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی من مانی، تاویلاتی بھڑوں کی ایک فوج کھڑی کر دی۔

حضرت الامام صاحب مدظلہ العالی نے اس رسالہ میں قرآن وحدیث سے ایسے اسلحہ جات مہیا فرمائے ہیں کہ اگر ایک مرد معلم ان کو صحیح طریقے سے استعمال کرے تو مصنوعی نبوت کا یہ گھروندہ اور مکر ودجل کی یہ فوج ایک منٹ کے لئے بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔

''جزی اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ آمین''

کرم الجلیلی، مدیر صحیفہ اہل حدیث کراچی، ۸؍شوال ۱۳۸۳ھ

نزول مسیح علیہ السلام

تفسیر احسن التفاسیر میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی متفق علیہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس باب میں اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ اسی طرح ابوداؤد اور حاکم کی ابوہریرہؓ کی صحیح حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد پھر ان کی وفات ہوگی اور اس وقت کے مسلمان ان کی جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور آیت ''اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی موت دنیا میں ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے قرار دی ہے۔ اسی سبب سے آیت ''وھو الذی یتوفکم باللیل ......'' کے قرینے سے انی متوفیك کے معنی جن مفسرین نے یہ لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت نیند کی تھی۔ انہی مفسرین کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔

نزول مسیح کے متعلق نبی علیہ السلام کا بیان

حدیث متفق علیہ میں بروایت ابوہریرہؓ مرفوعاً آیا ہے ’’والذی نفسی بیده لیوشكن ان ینزل فیكم ابن مریم حكما عدلا مقسطا فیكسر الصلیب و یقتل الخنزیرو یضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لایقبله احد زادفی روایة حتیٰ یكون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة واقرأوا ان شئتم وان من اهل الكتاب الالیومنن به قبل موته وفی روایة كیف انتم اذا نزل ابن مریم فیكم وامامكم منكم وفی روایة فامكم منكم قال ابن ذئب تدری ماامكم منكم قلت تخبرنی قال فامكم كتاب ربكم عزوجل وبسنة نبیكم ﷺ (مسلم ج۱ ص۸۷) و فی افراد مسلم من حدیث النواس بن سمعان قال فبینما هما كذالك اذبعث الله المسیح بن مریم علیه السلام فینزل عند منارة البیضاء شرقی دمشق (مسلم ج۲ ص۴۰۱) وعن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال لیس بینی وبینه یعنی عیسیٰ نبی وانه نازل فاذارایتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض ینزل بین ممصرتین كان راسه یقطروان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة و یهلك الله الملل فی زمانه كلها الا الاسلام ویهلك المسیح الدجال ثم یمكث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفیٰ اویصلی علیه المسلمون، اخرجه (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵) ‘‘اسی طرح ہے تفسیر خازن ومعالم التنزیل وغیرہ میں۔

مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام

حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ عوام الناس بوجہ اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کے اس سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایک ایمان دار و مسلمان شخص کے لئے اس میں کوئی امر محال نظر نہیں آتا۔ جس ذات باری عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام کائنات کو عدم سے خلعت وجود بخشا، معدوم سے موجود کر دیا اور گوناگوں مخلوقات بلا اسباب ظاہری کے پیدا کر دی۔ اس قادر مطلق کے آگے یہ کوئی مشکل ہے کہ ایک انسان کو ہزار، دو ہزار برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رکھے اور آسمان پر اٹھالے۔ بڑی مشکل آج کل کے فلسفی طبع اصحاب کو اس کے ماننے میں یہ آرہی ہے کہ ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔

لہٰذا مناسب ہے کہ ہم مسئلہ حیات مسیح کو کتاب وسنت سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ قانون قدرت کی بھی تھوڑی سی تشریح کر دیں۔ واضح باد کہ نیچر کے ماننے والے منطقی اور فلسفی اور اکثر مرزائی حضرات عوام کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر پہنچ سکے۔ وہ کہتے ہیں یہ بات بدیہی ہے اور مصنوعات وموجودات پر نظر کرنے سے چاروں طرف یہی نظر آتا ہے کہ قدرت نے جس طرح جس کا ہونا بنادیا بغیر خطا کے اسی طرح ہوتا اور اسی طرح پر ہوگا اور اصول بھی وہی سچے ہیں۔ جو اس کے مطابق ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سب ظاہری دھوکہ وفریب ہے۔ اسی دھوکہ کی وجہ سے یہ لوگ نبی علیہ السلام کی معراج جسمانی کے بھی منکر ہیں۔ اگر ازروئے فلسفہ انسان کا آسمان پر جانا محال ہے۔ تو کیا خدا کے لئے بھی محال ہے کہ وہ جس کو چاہے نہ لے جاسکے؟ پھر ان اللہ علی کل شئی قدیر کا معنی کیا ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل۔

اللہ کی شریعت کے آگے ہماری ناقص عقلیں باطل ہیں۔ اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدرت الٰہی کے طریقے اسی حد تک محدود ہیں جو ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں اور جو ہماری ناقص سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے۔ وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے۔ قوانین قدرتیہ غیر متناہی وغیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور پذیر ہو، پہلے ہی اپنی عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں۔ بلکہ اس کے ثبوت وعدم ثبوت کا حال کتاب وسنت سے معلوم کریں۔ اگر ثابت ہو تو قانون قدرت کی فہرست میں اسے بھی داخل کر لیں۔ ورنہ کہہ دیں کہ ثابت نہیں۔ ثابت شدہ امر کے متعلق ہم یہ کہنے کے ہرگز مجاز نہیں کہ یہ قانون قدرت سے باہر ہے۔ قانون قدرت سے کسی چیز کو خارج سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدائے تعالیٰ کے تمام قوانین پر محیط ہوں اور ہمارا ایک فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ اللہ عزوجل نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا ظاہر کرے گا اور جدید قدرتوں کے اظہار پر قادر ہوگا یا نہیں۔

اگر نہیں تو کیا نعوذ باللہ وہ عاجز آئے گا یا کسی دوسرے قاہر نے اس پر جبر کیا ہوگا۔ بہر حال اپنے ایک محدود زمانے کے محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا، سراسر جنون، دیوانگی اور کوتاہ نظری ہے۔ آج کل کے بعض فلسفی

الطبع اشخاص کو یہ بڑی بھاری غلطی لگی ہے کہ وہ قانون قدرت کو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس کی من کل الوجوہ حدوبس ہوچکی ہے۔ اسی وجہ سے معجزات انبیاء کے بھی منکر ہیں۔ کتاب وسنت نے ان کے عقلی شیش محل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

اب بھی اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اپنی قدرت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ جس سے ان کے قاعدہ اور مغالطہ کی تار پود ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں جس کے خلاف کرنے سے خدا عاجز ہو۔ بس قانون قدرت وہی ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے۔ زمانہ ماضی ہو یا حال و مستقبل میں اللہ عزوجل اپنی قدرتوں کے دکھانے سے تھک نہیں گیا۔ نہ بے زور ہو گیا ہے نہ کسی خارجی قاہر سے مقہور ومجبور ہے۔ اگرچہ انسان ایک نوع ہونے کی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقع ہیں۔ مگر ان میں سے جس کو خدا چاہے اپنی قدرت کا نشان بنادے۔

چنانچہ مشاہدہ گواہ ہے کہ زمانہ حال میں بعض نے تین سو برس کی عمر پائی جو بطور خارق عادت ہے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ مظفر گڑھ میں ایسا بکرا پیدا ہوا جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا چرچا شہر میں پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے روبرو دوہا گیا تو قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا۔ میرا اپنا مشاہدہ ہے انقلاب سے قبل میں جودھپور برائے تبلیغ گیا۔ وہاں کے عجائب خانہ میں ایک بکرا دودھ دیتا تھا۔ ہر ایک دیکھنے والا یہی کہتا تھا کہ خدا نے اپنی قدرت سے دودھ پیدا کر دیا۔

آمدم برسر مطلب

بعینہ یہی جواب مسئلہ حیات مسیح میں سمجھنا چاہئے کہ جو خدا چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے اور نر میں مادہ کی طرح دودھ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھنے اور نازل کرنے پر بھی قادر ہے۔ بجائے فلسفیانہ موشگافیوں کے یہ دیکھنا چاہئے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء قرآن مجید وحدیث سے ثابت ہے تو ہمیں انکار نہ کرنا چاہئے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب کرّہ زمہریر؟

مرزائی حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا صعود الی السماء عقلاً محال ہے۔ جب انسان بلندی میں پہنچے گا تو کرہ زمہریر میں جا کر ہلاک ہو جائے گا۔

جواب...... اس کا جواب یہ ہے کہ جس قادر مطلق نے مسیح موعود کو آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لئے اسے نشان قدرت ٹھہرایا ہے۔ اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ اس کی آمد ورفت کے

وقت کرہ زمہریر و دیگر کرّہ ہائے مہلک کے مضر اثرات کو معدوم کر دے اور انسانی قویٰ پر جس قدر اثرات آب و ہوا عارض ہو سکتے ہیں۔ ان سب سے محفوظ رکھے۔ جیسے ہمارے نبی ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کی سیر کرا کر صحیح و سلامت واپس پہنچا دیا۔ یاد رکھو قدرت الٰہیہ پر اعتراض کرنا خود خدا کا انکار کرنا ہے۔ خدا کی قدرتوں کا انسانی عقل کب احاطہ کر سکتی ہے؟ جو چیز قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ اس پر بلاچون وچرا ایمان لانا چاہئے۔ ’’وبــــــالله التوفیق‘‘

الغرض! حیات مسیح کا قانون قدرت وغیرہ کی آڑ لے کر انکار کرنا باعث فساد عقیدہ و موجب دہریت ہے۔ آیت باب حیات مسیح ’’ورفع الی السماء‘‘ پر صریح دال ہے۔ مرزائی لوگ خلاف قرآن مسیح علیہ السلام کی موت طبعی پر اصرار، صلیب پر چڑھنے کا اقرار اور ’’رفـع الی السمـاء‘‘ کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتے ہیں ’’رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳)

نیز اسی کتاب کے (ص ۳۸۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵) میں صلیب پر چڑھنے کا واقعہ لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے اس عقیدہ کو لعنتی قرار دے کر مسیح علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ظاہر کیا ہے۔ نیز ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ’’فـاجتمعت الیهود علی قتله فاخبره الله بـانـه یـرفعه الی السماء و یطهره من صحبة یهود (نسائی وابن مردویه، ذکر فی السـراج منیـر)‘‘ یعنی جب یہود مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میں تجھے آسمانوں پر اٹھاؤں گا اور کفار یہودی کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔ اس آیت میں توفی کے معنی ’’اخـذالشی و افیا‘‘ کے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیت ’’فـلما توفیتنی‘‘ مرقوم ہے۔ نیز کتب لغت میں بھی یہی معنی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو مختار الصحاح وغیرہ۔

یعنی توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینے کے ہیں۔ محاورہ عرب بھی اسی کا مؤید ہے۔ کہتے ہیں ’’تـوفیت منه دراهمی‘‘ یعنی میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۹۱) مرزا نے بھی (براہین احمدیہ ص ۵۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) میں یہی معنی کئے ہیں۔ ’’میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔‘‘

الغرض! اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا اور کفار کے مکر کو انہی پر لوٹا دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ جن کے متعلق مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے کہ وہ ببرکت دعائے نبوی قرآن کے سمجھنے میں اول تھے، کی روایت سے تفسیر معالم میں مرقوم ہے: ’’فبعث الله

تعالیٰ الیه جبرائیل فادخله فی خوخته فی سقفها کوة فرفعه الی السماء من تلك الکوة…… فالقی الله تعالیٰ علیه شبه عیسیٰ علیه السلام…… فقتلوه وصلبوه (نسائی و ابن مرویه ذکره فی السراج المنیر ج۱ ص۳۴٤)''

یعنی جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے آئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر اس مکان کی چھت کے روزن میں سے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ایک شخص پر مسیح کی مشابہت ڈال دی۔ پس یہود نے اسی شخص کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھا کر کہنے لگے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کر دیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی تردید کر دی کہ ''وماقتلوه وماصلبوه ولکن شبه لهم ''نیز فرمایا'' وماقتلوه یقینا بل رفع الله الیه ''یعنی یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہود نے شبہ میں دوسرے آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس روایت کو در منثور میں ابن حمید اور نسائی اور ابن مردویہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر و امام سیوطی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ پس آیات وعبارات مندرجہ بالا کی موجودگی میں یہ اعتقاد رکھنا کہ معاذ اللہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا اور ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں، ایک صریح، گندہ اور کفریہ عقیدہ ہے۔ یقیناً اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں میں مبتلائے آلام ہونے سے قبل بجسمہ زندہ آسمان پر اٹھا کر کفار کے شر سے بچالیا۔

مرزائی سوال اور مغالطہ زمین کی بجائے آسمان پر کیوں؟

جب مرزائی حضرات دلائل سے لاجواب ہو جاتے ہیں۔ تو یہ سوال کر کے عوام کو مغالطہ دیتے ہیں کہ جب دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں رکھ کر کفار کے شر سے محفوظ رکھا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت تھی کہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ حضرت محمد ﷺ سید المرسلین کو کیوں نہیں اٹھا؟ کیا مسیح کو زمین پر رکھ کر کافروں کے شر سے نہیں بچایا جا سکتا تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔

الجواب بعون الوہاب!

''لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون '' خدا سے پوچھنے والا اور محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں کہ تو نے یہ کیوں کیا اور اس طرح کیوں نہیں کیا۔ یہ خدا کی بے ادبی ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لوح محفوظ میں یونہی مقدر تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صرف بغیر باپ پیدا ہونے کے بلکہ ایک عرصہ دراز تک زندہ رہنے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے خدا کی قدرت کا نشان بنائے جائیں گے اور آخری زمانہ میں ان کے ہاتھ سے

خدمت اسلام، کتاب وسنت کی تبلیغ کرا کر محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان ورتبہ کو دوبالا کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا وہ مرتبہ ہے کہ مستقل اور صاحب شریعت رسول بھی آپ ﷺ کی اتباع کو اپنی سعادت سمجھیں۔ حتیٰ کہ امت محمدیہ کے آگے ہوکر امام الصلوٰۃ بھی نہ بنیں اور گواہی دیں کہ تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامۃ ! مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اس لئے اللہ عزوجل نے آپ کوآسمان پر اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم علیہ السلام سے لے کر تا ختم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ جملہ انبیاء کرام بافضیلت ہیں ”تلک الرسل فضّلنا بعضھم علی بعض“ کسی کو خدانے کسی طرح فضیلت عطاء کی اور کسی کو کسی طرح۔ اب خدا پر اعتراض کرنا کہ فلاں کو یہ فضیلت کیوں دی اور فلاں کو کیوں نہ دی اور اس اعتراض کی آڑ میں ثابت شدہ امر کا انکار کرنا سراسر حماقت اور جہالت ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو اجتناب کرنا چاہئے۔

مرزائیوں سے ایک سوال...... مسیح بغیر باپ؟

اگر کوئی کہے کہ آپ حضرات مسیح علیہ السلام کی ولادت بلا باپ کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی تصریحات موجود ہیں۔ پس بتائیے کہ کیا وجہ ہے کہ خدانے دیگر انبیاء علیہم السلام کو تو ماں باپ دونوں کے ذریعہ پیدا کیا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ بس ”ماھو جوابکم فھوجوابنا“ جو جواب تم اس کا دوگے۔ اسی میں ہمارا جواب موجود ہے۔

مرزائی اعتراض...... رفعہ کی ضمیر؟

”رفعہ اللّٰہ“ میں ”ہ“ کی ضمیر روح مع الجسم کی طرف نہیں بلکہ صرف روح کی طرف ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی روح کو اٹھالیا۔

جواب اعتراض ایسا کہنا یہود ونصاریٰ کی موافقت اور قرآن مجید کی مخالفت کرنا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ”وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ“ یہاں دونوں ضمیروں کا مرجع ایک چیز ہے۔ اگر ”قتلوہ“ کی ضمیر کا مرجع روح مع الجسم ہے تو ”رفعہ“ کی ضمیر کا مرجع صرف روح کو قرار دینا صریح غلطی ہے۔ اس آیت میں حضرت مسیح کا ذکر ہے جو زندہ رسول تھے۔ خدانے اسی زندہ رسول کا رفع فرمایا ہے۔ پس یہ تاویل کرنا کہ رفع سے مراد روحانی رفع ہے۔ نظم قرآن کے صریح خلاف ہے۔ آیت باب میں بھی اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ”یاعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ“ ﴿اے عیسیٰ میں تجھ کو نیند کی حالت میں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔﴾

ظاہر ہے کہ عیسیٰ روح مع الجسم کا نام تھا نہ کہ صرف روح کا۔ شاید معترض کے نزدیک عیسیٰ صرف روح کا نام ہو اور جسم کا کچھ اور لیکن ”ولا یقول بذالک احد“ (تفسیر خازن ج۱

ص۳۰۰) میں صاف فیصلہ موجود ہے ’’ان معنے التوفی اخذ الشی وافیاولما علم اللّٰہ تعالیٰ ان من الناس من یخطر بباله ان الذے رفعه اللّٰہ الیه هوروحه دون جسده کما زعمت النصاریٰ ان المسیح رفع لا هوته یعنی روحه وبقی فی الارض نا سوته یعنی جسده فرد اللّٰہ علیهم بقوله انی متوفیك ورافعك الیّ فاخبر اللّٰہ تعالیٰ انه رفع بتمامه الی السماء بروحه وجسده جمیعا‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے گا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح اٹھائی ہے، جسم نہیں اٹھایا۔ جیسا کہ نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ مسیح کی روح اٹھائی گئی اور جسم زمین پر باقی رہ گیا۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کا (اوران کے مقلدین مرزائیہ کا) ردکردیا اور بتادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ اٹھالئے گئے۔ یعنی روح اور جسم دونوں کے ساتھ نہ صرف روح کے ساتھ۔

اسی طرح علامہ ابومحمد محی السنۃ امام بغوی کی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے:’’قال الحسن و الکلبی وابن جریج انی قابضك ورافعك من الدنیا انی من غیر موت یدل علیه قوله تعالیٰ فلما توفیتنی ای قبضتنی الی السماء وانا حی لان قومه انما تنصر وابعد رفعه لا بعد موته‘‘

یعنی اس آیت کا معنی متقدمین سلف صالحین سے یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھ کو دنیا سے اپنی طرف بغیر موت کے اٹھانے والا ہوں۔ پس ان تصریحات کے باوجود معترض کا یہ کہنا کہ جسم کے بغیر صرف روح کو اٹھایا۔ صریح عناد، ضد نفسانیت اور حق کا مقابلہ کرنا ہے۔ اللہ پناہ دے۔ آمین۔

مرزائی اعتراض...... سجدہ میں وارفعنی؟

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ دوسجدوں کے درمیان دعا میں ’’وارفعنی‘‘ کہتے تھے کہ خدایا میرا رفع کر۔ اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ متواضع بندہ کا رفع ہوجاتا ہے۔ یعنی بلند مرتبہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بلند کردیا بجسہ آسمان پر نہیں اٹھایا۔

جواب اعتراض چونکہ رفع سے پہلے یہاں توفی کا ذکر ہے اور توفی کے معنی حسب لغت و تفاسیر و اقرار مرزا ’’پورا لینے‘‘ کے ہیں۔ اس لئے رفع کا معنی بالفرض بلندی درجات بھی لئے جائیں تو ہمارے مدعا کے خلاف نہیں۔ پس اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مسیح علیہ السلام بمع جسم وروح آسمان پر پورے پورے اٹھالئے گئے۔ جیسا کہ متوفیک کا منشاء ومقتضا ہے۔ جس سے

ان کا مرتبہ بھی بلند ہوگیا۔ اگر توفی کے معنی موت لے کر رفع درجات لیا جائے تو یہ یہود کی مطابقت ہے۔ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو مار دیا۔ اب ان کے جواب میں یہ کہنا کہ ہاں ہاں مار تو دیا تھا۔ لیکن وہ عزت کی موت مرے اور مر کر درجہ بلند ہوگیا۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ عین تصدیق ہے۔

حالانکہ اللہ عزوجل نے اس عقیدے کو لعنتی قرار دیا ہے۔ نیز ارشاد باری ہے: ’’ورفعنا فوقهم الطور (البقرہ:۶۳)‘‘ ﴿ہم نے بنی اسرائیل پر کوہ طور کو اٹھایا۔﴾ اب بتائیے کہ کوہ طور کا مرتبہ بلند کیا تھا یا رفع سے مراد رفع روح ہے یا رفع جسم؟ ہر جگہ رفع کے معنی رفع درجات کے نہیں ہوتے فافہم وتدبر۔

مرزائی اعتراض...... آسمان کہاں؟

اچھا مانا کہ رفعہ اللہ میں خدا کی طرف اٹھانا مرقوم ہے۔ لیکن اس میں آسمان کا کہاں ذکر ہے؟

جواب اعتراض یاد رکھو اللہ عزوجل بذاتہ وبنفسہ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر مستوی ہے۔ اس کے لئے جہت فوقیت ثابت ہے: ’’وهو القاهر فوق عباده‘‘ اسی معنی کی رو سے قرآن مجید میں ارشاد باری ہے: ’’أمنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض (ملک آیات ۱۶،۱۷)‘‘ نیز ’’أمنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا‘‘

کیا تم خدا سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔ تمہیں زمین پر دھنسا دے یا تم پر ہواؤں سے پتھراؤ کر دے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام انتظار وحی کے وقت آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے: ’’قد نریٰ تقلب وجهك فی السماء (البقرہ:۱۴۴)‘‘ نیز مرزا قادیانی نے بھی خود رفعہ اللہ کے معنی آسمان کی طرف اٹھایا جانا لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت عیسیٰ کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۶۴، خزائن ج۳ ص۲۳۳)

اس تحریر میں بعبارۃ النص رفعہ اللہ کے معنی آسمان پر اٹھایا جانا موجود ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ مرزا قادیانی نے روح کا اٹھایا جانا لکھا ہے۔ سو اس کا رد مدلل ہم نے پہلے کر دیا ہے کہ یہ معنی یہود کی تقلید سے نکلے ہیں اور قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں۔

مرزائی اعتراض...... الیٰ غایت انتہاء؟

’’رفعه الله‘‘ میں مسیح کا زندہ بجسم خدا کی طرف اٹھایا جانا کسی طرح عقل تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ لفظ ’’الی‘‘ غایت انتہاء کے لئے آتا ہے۔ تو کیا حضرت مسیح بلا فاصلہ خدا کے پہلو بہ

پہلو بیٹھے ہوئے ہیں؟

جواب اعتراض ’’رفعہ اللّٰہ ‘‘ کے معنی اس جگہ یقیناً آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہیں۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے بھی آسمان کی تصریح کی ہے اوران کو عقل نے تسلیم کرلیا ہے۔ اگر اس پر بھی دل کا زنگ اور تقلید یہود کا اثر زائل نہ ہوتو سنو! مرزا قادیانی راقم ہیں’’الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ ‘‘یعنی پاک روحیں خدا کی طرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح ان کا رفع کرتا ہے۔‘‘ (ازالہ ص۴۴۰، خزائن ج۳ ص۳۳۴)

کیوں جناب! یہ روحیں جو خدا کی طرف صعود کرتی ہیں۔ کیا خدا کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں اور خدا کے پہلو بہ پہلو جابیٹھتی ہیں؟ یا درمیان میں کچھ فاصلہ ہوتا ہے؟’’فماھو جوابکم فھو جوابنا‘‘ قرآن مجید میں جابجا لفظ’’الیٰ ‘‘آتا ہے۔ فرمایا’’والیٰ اللّٰہ ترجع الامور‘‘ ’’وھوالذی الیہ تحشرون ‘‘یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جملہ امور لوٹائے جاتے ہیں اور اللہ ہی کی طرف تم حشر کئے جاؤ گے۔

’’ثم الیہ مرجعکم ثم ردوا الی اللّٰہ مولھم الحق، وغیرذالک من الآیات ‘‘کیا ان جملہ مقامات میں’’الیٰ ‘‘کے معنی چمٹنے کے ہیں؟’’ولا یقول بذالک احد الامن سفہ نفسہ۔‘‘

مرزائی اعتراض...... توفی کے بعد امت کا بگڑنا؟

بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ قیامت کے دن کہیں گے کہ میری توفی کے بعد میری امت بگڑی ہے اور مسیح کی مثال دیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ توفی کے معنی موت کے ہیں۔

جواب اعتراض یادرکھو! جب ایک ہی لفظ دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اس کے جدا جدا معنی ہوسکتے ہیں۔ دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور اللہ عزوجل کے لئے بھی وہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔’’تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ‘‘اب کیا خدا کا نفس اور عیسیٰ علیہ السلام کا نفس ایک جیسا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح کی’’توفی اخذ الشئی وافیا ‘‘پورا لینے کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو علاوہ نصوص صریحہ جن میں حیات مسیح کی صراحت ہے، کے خلاف ہونے کے یہود پلید کی تائید وتصدیق ہوتی ہے اور یہ جائز نہیں۔

پس حضرت مسیح کے بارے میں’’توفی ‘‘کے معنی بجز رفع جسمانی کے اور کچھ نہیں۔ خود مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں حیات مسیح ورفع جسمانی ونزول کا اقرار کیا

ہے۔مگر پھر بعد میں پلٹی لگا گئے اور کہہ دیا کہ مسیح علیہ السلام تو فوت ہوگئے اور میں مسیح موعود ہوں۔ ’’فیا للعجب وضیعة العلم والادب۔‘‘

رفع کے حقیقی معنی

لفظ رفع کے معنی کسی چیز کو صرف اوپر اٹھا لینے کے ہیں۔ باقی روحانی اور جسمانی قیود و قرائن حالیہ ومقالیہ سے سمجھے جاتے ہیں۔ صرف لفظ رفع سے ہر جگہ اس امر کا تصفیہ نہیں ہوسکتا۔لہٰذا مرزائیوں کے جملہ شبہات وتمثیلات محض لایعنی و معطل ہیں۔

محل استعمال رفع سے معنی کی تعین

اس نزاع کا فیصلہ لفظ رفع کے مدخول علیہ سے ہوسکتا ہے۔یعنی اگر لفظ رفع کا مدخول علیہ کوئی روحانی چیز ہے تو رفع بھی روحانی ہوگا۔اگر کوئی امر جسمانی ہو تو رفع بھی جسمانی ہوگا۔علمی چیز ہے تو رفع بھی علمی ہوگا۔اگر خیالی ہے تو رفع بھی خیالی ہوگا اور اگر رفع کا مدخول علیہ جسم اور روح ہر دو اجتماعی صورت میں، میں تو رفع بھی روح اور جسم ہر دو کا اجتماع ماننا لازم ہوگا۔جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق روح اور جسم ہر دو کی اجتماعی صورت میں واقع ہوا ہے۔اس تقریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام آیات قرآنی واحادیث نبوی کو پڑھ جائیے۔کسی ایک مقام پر بھی اس کے خلاف نہ مل سکے گا۔انشاءاللہ!

رفع کی کیفیت اس کے مدخول علیہ کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے۔یاد رکھو! ہر چیز کا رفع اس کی اپنی ذات ووجود کے لحاظ سے ہوتا ہے۔جو جیسی چیز ہوگی ویسے ہی اس کا رفع بھی ہوگا۔ ہمیں نہ روحانی رفع سے انکار ہے نہ جسمانی سے۔قرآن وحدیث میں اس کی بکثرت امثلہ موجود ہیں۔مگر آپ لوگ ہر جگہ روحانی ہی رفع مراد لیتے ہیں۔یہ آپ کی کم علمی یا ہٹ دھرمی کا ثبوت ہے۔دعا بین السجدتین میں جو رفع کا لفظ ہے۔وہ بھی ہمارے مدعا کے خلاف نہیں۔کیونکہ وہ منقولی رنگ میں پڑھی جاتی ہے۔نیز اس سے یہ مقصود ہے کہ یا اللہ تو ہم کو جنت عالیہ میں سر مرفوعہ پر مرفوع فرما۔نبی علیہ السلام کے اس کلام کا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ یا اللہ جس طرح تیری توفیق سے اب سجدہ سے میں نے سر اٹھایا ہے۔اسی طرح قیامت کے دن جب میں سجدہ میں سر رکھوں گا تو اپنا حکم ارفع راسک جلد فرمائیو۔

مرزائی عذر......رسمی عقیدہ؟

مرزا قادیانی نے ’’براہین احمدیہ‘‘ میں محض رسمی طور پر عقیدہ حیات مسیح کا لکھ دیا تھا۔کوئی

خدائی حکم نہ تھا۔

جواب عذر اولاً تو ہمیں یہ مضر نہیں۔ کیونکہ ہم نے بفضلہ تعالیٰ آیات قرآنی واحادیث رسول یزدانی وتصریحات علماء ربانی سے حیات مسیح کا مسئلہ ثابت کر دیا ہے۔ ثانیاً احمدی حضرات کا یہ عذر بالکل غلط ومردود ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود براہین احمدیہ کے وقت رسول اللہ تھے۔ ملاحظہ ہو (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶، ۲۰۷، ایام الصلح اردو ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۴۰۹) پس مرزا قادیانی کی یہ تحریر جس میں حیات مسیح کا اقرار ہے۔ مرزائیوں پر مثل وحی اللہ حجت ہے۔

کیونکہ مرزا قادیانی اس کتاب کے متعلق لکھتا ہے کہ ''مؤلف نے یعنی (مرزا نے) ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی۔'' (اشتہار براہین احمدیہ، سرمہ چشم آریہ، خزائن ج۲ ص۳۱۹) آنحضرت ﷺ نے آپ نے اس کا نام قطبی رکھا۔ یعنی قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل۔ ملاحظہ ہو۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۴۸، ۲۴۹، خزائن ج۱ ص۲۷۵)

مرزائی دوستو! اب بتاؤ یہ رسمی عقیدہ تھا یا حتمی تھا یا غلط؟ اگر غلط اور رسمی کہتے ہو تو مرزا قادیانی کا قطب ستارہ ٹوٹتا ہے اور اگر صحیح مانتے ہو جس کے ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں تو مرزائی ڈھانچہ یعنی مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ غلط ہوتا ہے۔

حاصل کلام وخلاصۃ المرام یہ کہ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ محض رسمی عقیدہ کی بناء پر مرزا قادیانی حیات مسیح کے قائل تھے، بالکل لغو اور باطل ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت احادیث نبویہ سے

۱…… مشکوٰۃ باب بداء الخلق میں بحوالہ مسلم بروایت جابرؓ منقول ہے: ''ان رسول اللہ ﷺ قال عرض علیّ الانبیاء فاذاموسیٰ ضرب من الرجال کانه من رجال شنوۃ ورایت عیسیٰ بن مریم فاذ اھواقرب من رایت به شبھا عروۃ بن مسعود (مسلم ج۱ ص۹۵) ''یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اور انبیاء علیہم السلام مجھ سے ملے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے گویا قبیلہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام مشابہ تھے ساتھ عروہ بن مسعودؓ کے۔

حدیث ہذا سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جن کو اللہ نے آسمان پر اٹھایا ہوا ہے۔ حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ اسی کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

۲…… صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نکلے گا دجال

پس رہے گا زمین میں ’’فیبعث اللّٰہ عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ (مسلم ج۲ ص۴۰۳) کذافی المشکوٰۃ باب لاتقوم الساعۃ ‘‘پس بھیجے گا اللہ عیسیٰ بن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کریں گے اس کو۔

واضح باد کہ پہلی حدیث میں جس مسیح علیہ السلام کو آپ ﷺ نے آسمان پر دیکھا۔ دوسری حدیث میں اسی کا نزول بتایا۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ وہی مسیح بن مریم رسول اللہ تشریف لائیں گے نہ کہ گورداسپوری مثیل مسیح۔

۳...... ابن ماجہ میں موقوفاً اور مسند احمد میں مرفوعاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ’’قال لما کان لیلۃ اسری برسول اللّٰہ ﷺ لقی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ فتذاکروا الساعۃ فبدأ بابراھیم فسالوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سألوا موسیٰ فلم یکن عندہ علم فردالحدیث الی عیسیٰ بن مریم فقال قد عھد الی فیما دون وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللّٰہ فذکرخروج الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم (ابن ماجہ ص۲۹۹)‘‘

یعنی شب معراج میں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کے وقت قیامت کا تذکرہ شروع ہوا۔ سب نے اس کے وقت سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ آخر حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا علم تو مجھے بھی نہیں، البتہ مجھ سے وعدہ ہوا ہے قرب قیامت کے نازل ہونے کا۔ پس آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا۔

اسی طرح دیگر بہت سی احادیث سے قرب قیامت کے نزول مسیح کا ثبوت ملتا ہے۔ جو حیات مسیح پر صاف اور صریح دال ہیں۔

نیز قرآن مجید پارہ ۱۳ سورۂ رعد میں ارشاد الٰہی ہے: ’’ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ ‘‘﴿اے نبی! ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو اولاد و ازواج والے بنایا تھا۔﴾ چونکہ حضرت مسیح بھی محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے کے رسول ہیں۔ جو بموجب آیت بالا بیوی بچوں والے ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ان کی بیوی نہ تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے بھی اس پر دستخط موجود ہیں۔ (کلام مرزا در ریویو ص۱۲۴) اور اولاد بھی نہ تھی۔ (ص۲۴۶ تریاق ج۱ص ۹۹، تریاق ط۲ والحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۵ء وغیرہ) پس لازم ہوا کہ ابھی تک وہ زندہ ہوں اور بعد نزول بیوی کر کے صاحب اولاد ہوکر فوت ہوں چنانچہ حدیث میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

۴...... ''عن عبداللّٰه بن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ) ''یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہﷺ نے فرمایا، آئندہ زمانے میں عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے اور نکاح کریں گے۔ ان کی اولاد ہوگی۔ وہ ۴۵ سال زندہ رہیں گے۔ پھر فوت ہوکر میرے پاس میرے مقبرے میں دافن ہوں گے۔

اسی طرح مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی میں عبداللّٰہ بن سلام رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ توریت میں نبی علیہ السلام کی صفت میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ''عیسیٰ بن مریم یدفن معه قال ابومودود بقی فی البیت موضع قبر ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام محمدﷺ کے پاس مدفون ہوں گے۔ راوی حدیث ابومودود جو فضلاء وصلحاء مدینہ میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ حجرۂ نبوی میں ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت ''وان من اهل الکتاب ''بروایت طبرانی، ابن عساکر اور تاریخ بخاری عبداللّٰہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی علیہ السلام کے حجرہ میں دفن ہوں گے اوران کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔ ''فیکون قبره رابعا ''نیز تفسیر ابن جریر وابن ابی حاتم ودرمنثور میں امام حسنؒ سے منقول ہے:''قال رسول اللّٰہﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیٰمة ''یعنی فرمایا رسول اللّٰہﷺ نے کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے اور وہ قیامت سے پہلے واپس لوٹ کر آئیں گے۔ (درمنثور ج۱ص۳۶، تفسیر ابن کثیر ج۱ص۳۶۶)

پس ان احادیث صحیحہ وعبارت مندرجہ سے صاف واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ جو قرب قیامت کے دن زمین پر نازل ہوں گے اور بیوی بچے ہونے کے بعد وفات پا کر حجرہ نبویہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وانه لعلم للساعة فلا تمترون بها واتبعون (پ۲۵) ''آیت ہذا کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے جن کو دعائے نبوی سے علم قرآن حاصل تھا۔ جو مرزا قادیانی کو بھی مسلم ہے۔ (مسند احمد ج۱ص۳۱۷، درمنثور ج۶ص۲۰، ابن کثیر ج۹ص۱۴۴، فتح البیان ج۸ص۳۱۱ وغیرہ) میں مروی ہے کہ آیت ہذہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قبل از قیامت مطلوب ومقصود ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن جریر میں

جن کو مرزا قادیانی بھی رئیس المفسرین مانتے ہیں، مرقوم ہے (ج۲۵ ص۴۸) نیز محدث عبد بن حمید نے بروایت ابو ہریرہؓ یہی معنی نقل کئے ہیں۔ (درمنثور ج۶ ص۲۰)

مرزائی اعتراض...... لعلم للساعة سے مراد قرآن؟

اس آیت میں ''انــــــہ'' کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں ہے۔ قرآن کی طرف ہے۔ نیز ساعت سے مراد قیامت نہیں۔

جواب اعتراض آہ! چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، آیات قرآنی واحادیث نبوی وتفاسیر صحابہ کے ہوتے ہوئے اپنے غلط اور جھوٹے مذہب کی حمیت کی وجہ سے اس قدر دلیری اور جرأت کر کے یہ کہنا کہ یہ ضمیر مسیح کی طرف نہیں، سراسر انصاف کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ خیر الامہ مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ تو فرمائیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ نیز جملہ مفسرین معتبرین اسی کے قائل ہیں۔ مگر قادیانی حضرات نہ مانیں اور تاویل باطلہ سے کام لیں تو کوئی مسلمان اسے باور نہیں کر سکتا۔

احمدی دوستو! آؤ ہم تمہارے مصنوعی نبی مرزا قادیانی سے کہلوا دیں کہ اس سے مراد مسیح علیہ السلام ہیں۔ تب تو مانو گے؟ آیئے ہم مرزا قادیانی سے اس پر دستخط کرا دیں۔ سنئے! (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۳۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''قرآن شریف میں ہے ''انــہ لـعلم لـلسـاعة'' یعنی اے یہود! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔'' صاف ظاہر ہے کہ عبارت ہذا میں ''انہ'' کی ضمیر بطرف مسیح تسلیم کی گئی ہے۔ اب بتاؤ تم سچے یا مرزا قادیانی؟

اگر آپ قرآن مجید میں اس آیت کے سیاق وسباق پر غور کر لیتے تو ایک واضح اور صریح چیز کے انکار کی جرأت نہ ہوتی۔ ذرا قرآن مجید کھول کر دیکھئے۔ اس آیت کے شروع رکوع کے الفاظ ہیں: ''ولما ضرب ابن مریم مثلا '' پھر فرمایا ''ان هـوالا عبد انعمنا عليه '' پھر فرمایا ''وانه لعلم للساعة '' جب قرآن مجید میں خود ابن مریم کا لفظ موجود ہے تو آپ کا یہ فرمانا کہ ضمیر کا مرجع ابن مریم نہیں بلکہ قرآن ہے۔ تکذیب قرآن نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی ایک غلط چیز کے منوانے میں قرآن وحدیث کو نہ جھٹلاؤ۔ ورنہ قیامت کے دن رسوا اور ذلیل ہو گے۔ العیاذ باللہ۔

اسی طرح یہ کہنا یہ ساعت سے مراد قیامت نہیں، مغالطہ دہی اور کذب بیانی سے خالی نہیں۔ مرزا قادیانی (حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ ص۳۱۵) میں لکھتا ہے: ''ایک فرقہ یہود کا

قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔ یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔‘‘

اس عبارت سے صاف ثابت ہے کہ مراد قیامت سے حقیقی قیامت ہے نہ کوئی اور گھڑی۔ اسی طرح خود مصنف مرزائی پاکٹ بک نے ’’انہ‘‘ کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف پھیری ہے اور ساعت سے مراد حقیقی قیامت لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو (ص۳۳۹)

مرزائی اعتراض...... شک کا کیا معنی؟

مسیح کا نزول تو آئندہ ہونا تھا۔ پہلے ہی سے کیسے کہہ دیا کہ شک نہ کرو۔ جب ابھی نشانی نے مدت کے بعد آنا ہے تو ان کو شک سے کس برتے پر روکا جاتا ہے۔

جواب اعتراض کیوں جناب! ایک سچ مچ واقع ہونے والی بات پر شک نہ کرنے کی ہدایت کرنا آپ کے نزدیک ناجائز ہے؟ یہاں تو کفار مخاطب ہیں جو مسیح علیہ السلام کی آمد کے منکر ہیں۔ اللہ عزوجل تو موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول کو بھی بطور ہدایت فرماتا ہے کہ: ’’ان الساعة اتیة اکاد اخفیها الیٰ قوله تعالیٰ فلایصدنك عنها من لایؤمن بها واتبع هواه فتردیٰ (پ۱۶: سورت طٰهٰ) ‘‘ ﴿اے موسیٰ! قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ خبردار! کوئی بے ایمان خواہش پرست تجھے اس کے ماننے سے نہ روک دے۔‘‘

بھلا اس جگہ اگر مخالفین اسلام میں سے کوئی آریہ وغیرہ اعتراض کرے کہ موسیٰ علیہ السلام کو قیامت پر شک نہ تھا۔ پھر یہ وعظ کیسا؟ یا ابھی قیامت نے مدت کے بعد آنا تھا۔ تو اتنے پہلے سے ان کو شک کرنے سے کیسے روکا جارہا ہے۔ تو بتاؤ کیا جواب دو گے؟ ’’ماهو جوابکم فهو جوابنا ‘‘ آؤ تمہیں تمہارے گھر کی ایک مثال دے کر سمجھائیں۔ شاید تمہاری سمجھ میں آ جائے۔ مرزاجی کا نکاح آسمانی محمدی بیگم سے دنیا میں نہ ہونا تمہارے مسلمات میں سے ہے۔ باوجود اس صریح جھوٹی پیش گوئی کے مرزا قادیانی کا الہام کنندہ قبل از وقت کہتا رہا۔ ’’اے مرزا! ’’الحق من ربك فلاتکونن من الممترین ‘‘ ﴿تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۹۸، روحانی خزائن ج۳ ص۳۰۶) کیوں جناب! یہ کیا بات ہے۔ نکاح تو نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اتنے پہلے ہی شک سے روکا جارہا ہے۔ آہ:

لو اپنے دام میں خود صیاد آ گیا

مقام حیرت و تعجب ہے فرقہ احمدیہ مرزائیہ پر کہ اپنے باطل مذہب کی حمیت کی وجہ سے نصوص قرآنیہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور تاویلات رکیکہ سے تکذیب حق کے مرتکب ہوتے ہیں۔

آپ جس آیت کی تفسیر پڑھ رہے ہیں۔ یہ آیت اور اس کے ماقبل کے رکوع کی آیت: ’’و یکلم الناس فی المهد وکهلا من الصلحین ‘‘نزول مسیح علیہ السلام کی صریح دلیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل فرشتہ نے منجانب اللہ جناب مریم صدیقہ کو بطور بشارت یہ خبر دی کہ تمہارے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو: ’’یکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصلحین (آل عمران:٤٦) ‘‘ کلام کرے گا لوگوں سے بچپن کی عمر میں اور کہولت کی عمر میں نیز وہ صالحین سے ہوگا۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام مہد وکہولت کو اللہ عزوجل نے منجملہ انعامات کے ذکر کیا ہے۔ جو دونوں معجزہ کے رنگ میں ہیں۔ کلام مہد تو اس لئے معجزہ ہے کہ ایسے بچے کو تو خود اپنے وجود کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ وہ اپنی والدہ ماجدہ سے الزام رفع کرے اور اپنے نبی صاحب کتاب ہونے کا دعویٰ کرے۔ باقی رہا کہولت میں کلام کرنا۔ سو بظاہر یہ کوئی خارق عادت بات نہیں۔ کیونکہ اس عمر میں ہر زندہ انسان کلام کرتا ہے۔ مگر جب قرآن مجید کی دیگر آیات واحادیث پر نظر ڈالی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا پھر مدت مدیدہ کے بعد بغیر کسی ظاہری تغیر کے اسی حالت میں نازل ہونا خدمت دین کرنا ثابت وعیاں ہے۔

پس اس آیت میں اسی عمر کہولت کا ذکر ہے جو فی الواقع معجزہ ہے۔ (تفسیر فتح البیان ج۲ ص۲۳۸) میں ہے: ’’وفی الایة بشارة لمریم بانه یبقی حتیٰ یکتهل وفیه انه یتغیر من حال الی حال ولو کان الها لم یدخل علیه التغییر ففیه رد علی النصاریٰ وقال الحسن ابن الفضل یکلم الناس کهلا بعد نزوله من السماء وفیه نص علی انه سینزل من السماء الی الارض‘‘

یعنی اس آیت پر مریم علیہا السلام کے لئے بشارت ہے کہ ان کا بیٹا عیسیٰ زندہ رہے گا۔ یہاں تک کہ بڑھاپے کی عمر میں لوگوں سے کلام کرے گا اور اس میں نصاریٰ کا بھی رد ہے جو ان کو خدا مانتے ہیں کہ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام میں تغیر ہوگا۔ ایک حال سے یعنی جوانی سے دوسرے حال یعنی بڑھاپے میں داخل ہوں گے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو یہ تغیر نہ ہوتا۔ یعنی کبھی جوان اور کبھی بوڑھے۔ علامہ حسن بن فضلؒ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے کے بعد عمر کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے۔

یہ آیت نص ہے۔ اس بات پر کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف ضرور اتریں گے۔ نیز اس آیت میں رد ہے مرزائیوں کا جو نزول مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن جریرؒ جو

مرزا قادیانی کے مسلمہ رئیس المفسرین ہیں، رقمطراز ہیں: ’’قد کلمهم عیسیٰ فی المهد وسیکلمهم اذا قتل الدجال وهو یومئذ کهل (ج۳ ص۱۵۹) ‘‘یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود میں بھی کلام کیا اور آسمان سے اتر کر جب دجال کو قتل کریں گے تب بھی لوگوں سے کلام کریں گے...... وہ ان کے کہولت کا زمانہ نہ ہوگا۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان، ترجمان القرآن، تفسیر کبیر، تفسیر خازن ومعالم میں اس آیت کو نزول من السماء کے بعد کلام کرنے پر دلیل لکھا ہے۔

اگر بالفرض والتقدیر مرزائیوں کا عقیدہ صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے بلکہ جوانی کی حالت میں فوت ہوگئے۔ تو قرآن وحدیث وجملہ مفسرین، محدثین وآئمہ دین کی تکذیب لازم آئے گی۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مرزائی اعتراض...... تین چاند؟

حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرتﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر حضرت عائشہؓ کو خواب میں تین چاند کیوں دکھائی دیئے؟ پھر تو چار چاند نظر آنے تھے۔

جواب اعتراض عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائی دیئے کہ ان کی زندگی میں ان کے حجرہ میں صرف تین چاند ہی دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تینوں ہی کو دیکھنے والی تھیں۔ یعنی نبی کریمﷺ کو اور اپنے والد ماجد ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کو باقی رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو وہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں دفن ہونے والے نہیں تھے۔ اسی وجہ سے ان کو نہ دکھائے گئے۔ مزید برآں اگر حدیث نبوی یعنی فرمان رسالت مآبﷺ کسی امتی کے خواب یا قول کے خلاف ہونے سے غلط یا مشکوک ہو جائے تو آج احادیث کا سارا دفتر نعوذ باللہ مردود ہو جائے گا اور اسلام دنیا سے رخصت۔

۵...... مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب قصہ ابن صیاد میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام بمعہ چند صحابہ کرامؓ ابن صیاد کو دیکھنے گئے۔ ابن صیاد کے متعلق صحابہؓ کو شبہ ہوا کہ کہیں یہی دجال موعود نہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ’’ائذن لی یارسول اللّٰه فاقتله فقال رسول اللّٰهﷺ ان یکن هو فلست صاحبه انما صاحبه عیسیٰ بن مریم ‘‘ یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں ابھی اسے قتل کر دوں۔ آپﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس کا قتل عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔

احمدی مترو! تمہارے نبی مرزا جی نے بھی یہی معنی لکھے ہیں، مرزالکھتا ہے: ’’آنحضرت ﷺ نے عمرؓ کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا اگر یہی دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۲۵، خزائن ج۳ ص۲۱۲،۲۱۳) پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جو ایک نہ ایک دن زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ جیسا کہ حدیث معراج میں اس کی مزید تائید ہے۔

مرزائی اعتراض...... قتل سے مراد دلائل؟

اس حدیث میں قتل سے مراد جسمانی قتل نہیں ہے۔ بلکہ دلائل سے قتل و لاجواب کرنا مقصود ہے۔ جیسا کہ ہمارے مرزا قادیانی نے مخالفین کو دلائل سے لاجواب کیا۔ گویا انہیں قتل کر دیا۔

جواب اعتراض آہ! خدا الٹی سمجھ کسی کو نہ دے: ’’ذالك بانهم قوم لايفقهون‘‘ یہاں قتل سے روحانی و دلائل سے قتل مراد لینا بالکل لغو اور باطل ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ اس سے مراد ظاہری و جسمانی قتل ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کا آمادۂ قتل ہونا اور آپ کا اس خیال کی تردید نہ کرنا بلکہ دجال کا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مقدور و متعین فرمانا اس کی صاف اور صریح دلیل ہے۔ اگر دلائل سے قتل کرنا مقصود ہوتا تو کیا نبی علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دلائل بیان کرنے سے عاجز تھے؟ پڑیں پتھر اس سمجھ پر سمجھے تو یوں سمجھے۔ ’’وكم من عائب قولا صحيحاً واتته من الفهم السقيم‘‘

۶...... صحیح مسلم کی طویل حدیث میں...... ہے کہ دجال اپنا فتنہ و فساد برپا کر رہا ہوگا کہ ’’اذ بعث الله المسيح بن مريم عليه السلام فينزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهروذتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين الحديث، فيطلبه حتىٰ يدركه بباب لد فيقتله (مسلم ج۲ ص۴۰۱)‘‘ پس نازل کرے گا اللہ عزوجل عیسیٰ بن مریم کو منارہ سفید دمشق کے مشرقی طرف۔ پھر فرمایا جس وقت وہ اتریں گے دو چادریں زرد رنگ کی ان کے زیب تن ہوں گی۔ دونوں ہتھیلیاں ان کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ پھر حضرت مسیح بن مریم دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور ’’لد‘‘ کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی (ازالہ اوہام ص۲۲۰، خزائن ج۳ ص۲۰۸) میں لکھا ہے: ’’نیز معراج سے ثابت ہوا کہ مسیح بن مریم قاتل دجال ہیں۔‘‘ لہٰذا اس جگہ نزول مسیح سے بجز نزول

از آسمان کے اور کوئی تاویلی معنی لینا قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔ مرزا قادیانی کی قلم سے بھی خدا نے یہی الفاظ لکھوائے ہیں۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲) میں لکھتے ہیں:
''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' الغرض یہ حدیث بھی حیات مسیح کی بیّن اور واضح دلیل ہے۔

مرزائی اعتراض...... نزول سے مراد ولادت؟

مسیح علیہ السلام کے متعلق حدیثوں میں نزول کا لفظ آتا ہے کہ ''اتریں گے۔'' یہ کہیں نہیں آیا کہ آسمان سے اتریں گے اور ''نزول'' کے معنی پیدا ہونے کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ''و انزلنا الحدید'' ہم نے لوہا پیدا کیا۔ جب کوئی صاحب باہر سے تشریف لاتے ہیں۔ تو ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔ ''آپ نے کہاں نزول فرمایا'' تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آسمان سے نزول فرمایا۔''

جواب اعتراض جہالت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ہر جگہ نزول کا معنی پیدائش لینا عین جہالت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وانزلنا الیک الذکر'' نیز فرمایا: ''نزل به الروح الامین'' یعنی ہم نے اے نبی تمہاری طرف قرآن اتارا ہے۔ روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام اس کو لے کر اترے ہیں۔'' کیوں جناب! کیا قرآن آسمان سے نہیں اترا؟
یہیں زمین پر پیدا ہوا تھا؟ اور جبرائیل بھی زمین پر پیدا ہوئے ہیں؟ ہم اوپر کی تحریر میں ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح کے آسمان سے اترنے کے قائل ہیں۔ پھر یہ کیسے شتر بے مہار مرزائی ہیں جو اپنے نبی کی بات بھی نہیں مانتے۔ اس اعتراض کے جواب میں حدیث مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو۔ جس نے معترض کے عقیدہ واعتراض کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

۷...... ''عن ابی هریرة انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (بیهقی کتاب الاسماء والصفات) ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ تم میں سے عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور اس وقت تمہارا ایک امام بھی موجود ہوگا۔ اس حدیث میں صاف آسمان کا لفظ موجود ہے۔ جس نے مرزائیوں کی تمام تاویلات کو باطل کر دیا۔

مرزائی اعتراض...... قد خلت؟

قرآن مجید میں ہے: ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)'' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے۔

جواب اعتراض مقام غور ہے کہ کہاں بیسیوں آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ جن میں بالتصریح عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کران کا رفع آسمانی وحیات جسمانی ونزول من السماء مذکور و مرقوم ہے اور کجا یہ آیت جس میں یہ مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے اور نہ خدا کا مقصد تمام انبیاء کی وفات کا ظاہر کرنا ہے۔ سنئے! ''خلت'' یا ''خلا'' کے معنی ہیں جگہ خالی کرنا، خواہ زندہ گزر کر یا موت سے ''واذا خلوا الی شیطینهم (بقرہ:۱٤) ''یعنی منافق لوگ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے ملا، مولویوں، شیطانوں کی طرف جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو مسلمان سے مذاق کرتے ہیں۔''

اسی طرح سورۂ آل عمران:۱۱۹ میں فرمایا: ''واذا خلوا عضوا علیکم الانا مل من الغیظ ''یعنی'' اے مسلمانو! یہ مخالف جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے تم پر انگلیاں چباتے ہیں۔''

کیوں جناب! یہاں کیا معنی کرو گے؟ کیا یوں کہو گے کہ وہ منافق جب مسلمانوں سے الگ ہوتے تھے تو مر جاتے تھے اور جب پھر ملتے تھے تو زندہ ہوجاتے تھے۔ فیاللعجب نیز پارہ اول سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''واذ اخلا بعضهم الی بعض ''یعنی جب الگ ہوتا ہے بعض ان کا طرف بعض کے۔'' اگر آپ کتاب وسنت میں غور کرتے تو معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ کتنے معنوں کے لئے آیا ہے۔ ہر جگہ صاف ایک معنی مراد لینا اور دیگر نصوص کو نظر انداز کرنا قطعاً بے انصافی ہے۔

سنئے! مرزا قادیانی بھی یہی معنی کرتا ہے: ''قد خلت من قبله الرسل ''اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے۔ (جنگ مقدس ص۷، خزائن ج۶ ص۸۹) پھر ''الرسل'' کا ترجمہ ''سب رسول'' کرنا بھی اس جگہ مراد خداوندی کے خلاف ہے۔ آیت: ''ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعده بالرسل '' کا ترجمہ خود مرزا قادیانی نے ''کئی رسول'' کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (شہادۃ القرآن ص۴۵، خزائن ج۶ ص۳۴۰) نیز آیت: ''قد خلت من قبله الرسل '' کا ترجمہ مولوی نورالدین صاحب خلیفہ قادیان نے ''پہلے اس سے بہت سے رسول آچکے ہیں'' کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (فصل الخطاب ج۱ ص۳۲) ایسا ہی سورۂ حم السجدہ میں: ''اذجاء تهم الرسل ''جب آئے اس کے پاس (جنس) رسولوں سے کئی ایک۔

احمدی دوستو! ذرا سوچو تو سہی کیا سب کے سب رسول آگئے تھے؟ پھر تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی اس وقت آگئے ہوں گے۔ اور سنو! فرشتے بھی تو رسول ہیں کیا یہ بھی نبی علیہ

السلام سے پہلے فوت ہوگئے تھے؟ اگر قرآن کریم میں غور کرو تو انشاء اللہ الستار تمہارے اعتراض کا قلع خود تم پر واضح ہو جائے گا۔ یہود کے متعلق سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’یقتلون النّبیین ‘‘ ’’قتل کرتے ہیں خدا کے نبیوں کو‘‘ کیا سب انبیاء کو انہوں نے قتل کر دیا تھا یا ان کو جوان کی طرف مبعوث ہوئے؟ اسی طرح کفار کہتے تھے ہم پر عذاب جلدی کیوں اترتا نہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا: ’’قد خلت من قبلهم المثلت (رعد) ‘‘ ’’یعنی شک کیوں کرتے ہو۔اس سے پہلے عذاب کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔‘‘

مرزائی دوستو! کیا یہاں بھی ’’خلت ‘‘ کے معنی موت کے ہیں؟ نیز اسی صورت میں دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے: ’’كذالك ارسلنك فى امة قد خلت من قبلها امم ‘‘ ’’یعنی اے نبی! اسی طرح بھیجا ہم نے تم کو ایک امت میں کہ اس کے قبل کئی امتیں گزر گئیں۔‘‘

کیا اس جگہ ’’خلت ‘‘ کے یہ معنی ہیں کہ پہلی امتیں سب کی سب صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں یہود ونصاریٰ موجود تھے۔ آپ ﷺ سے مقابلہ ومناظرہ کرتے تھے۔ خود قرآن مجید میں متعدد مقام پر ’’اہل الانجیل‘‘ ’’اہل الکتاب‘‘ ’’اہل تورۃ‘‘ وغیرہ لکھ کر مخاطب کیا ہے۔ الغرض ’’خلت ‘‘ کے معنی موت سے لے کر وفات مسیح پر استدلال کرنا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ بالفرض اگر ’’خلت ‘‘ کے معنی موت ہی کے لئے جائیں۔ تب بھی عیسیٰ علیہ السلام اس کے عموم سے مستثنیٰ ومخصوص ہوں گے۔ کیونکہ ان کے لئے دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ وہ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر زندہ ہیں۔ قرب قیامت کے نازل ہوں گے۔

اسی طرح ’’الرسل ‘‘ سے تمام رسول مراد لینا بھی تحکم ہے اور یہ تو بتایئے اگر نبی علیہ السلام سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے تھے تو مرزا قادیانی نے (نور الحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸، ۶۹) میں موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور اس پر ایمان لانا لازمی وضروری کیسے لکھا ہے؟ فرماتے ہیں: ’’موسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ ’’ولم یمت ولیس من المیتین ‘‘ وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آسمان سے نازل ہوں گے، سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا۔ ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ کے کچھ ذکر نہیں پاتے۔‘‘

افسوس صد افسوس کہ مرزا قادیانی کو قرآن مجید میں حیات مسیح نظر نہ آئی جو منصوص ہے اور حیات موسوی نظر آ گئی۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ آہ سچ ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

پس معلوم ہوا کہ ’’قد خلت‘‘ کا یہ معنی نہیں کہ نبی علیہ السلام سے قبل سب رسول فوت ہو گئے۔ کیونکہ تمہارے نزدیک موسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ جس طرح اس عام حکم سے موسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ سمجھتے ہو۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لو۔

مرزائی اعتراض...... موسیٰ علیہ السلام؟

اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی مراد ہے۔

جواب اعتراض یہ کہنا کہ اس سے مراد روحانی زندگی ہے۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی تقریر کے بھی سراسر خلاف ہے۔ وفات کے بعد روحانی زندگی تو جملہ انبیاء علیہ السلام کو حاصل ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت؟ نیز اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کہا تو یہ تفریق بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی کے قائل تھے۔ بہر حال اگر ’’خلت‘‘ کے معنی موت اور ’’الرسل‘‘ میں جملہ انبیاء کو شامل بھی سمجھا جائے تو بھی عیسیٰ علیہ السلام اس سے خارج و مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کی حیات نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

مرزائیو! حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر جو قطعی طور پر ثابت ہے۔ عام آیات سے غلط استدلال کر کے شبہات پیش کرنا اہل حق اور انصاف کا کام نہیں، بلکہ شیوۂ کفار ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں جب یہ آیت نازل ہوئی: ’’انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم‘‘ ﴿تم اور تمہارے باطل معبود جہنم میں جائیں گے۔﴾ تو کفار نے بغلیں بجانی شروع کر دیں اور تمہاری طرح آیت ہذا سے عام استدلال کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام کو بھی بوجہ اس کے کہ وہ خدا بنائے گئے تھے، جہنمی قرار دیا۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ماضربوہ لك الاجد لا بل ہم قوم خصمون ان ھوالا عبد انعمنا علیہ (زخرف)‘‘ ﴿اے نبی! یہ بد بخت جدالی قوم ہے۔ یہ لوگ سخت جھگڑالو ہیں۔ مسیح تو خدا کا محبوب بندہ ہے جس پر خدا کے

انعامات نازل ہوئے۔اس قسم کے نیک لوگ جہنمی نہیں ہیں۔﴾

بعینہ یہی مثال مرزائیوں کی ہے کہ وہ بھی مثل کفار کے ثابت شدہ حیات مسیح کو عام استدلال سے توڑنا چاہتے ہیں۔حالانکہ اصولی مسئلہ ہے علماء خوب جانتے اور مانتے ہیں کہ:''ما من عم الّا وقد خص منه البعض ''یعنی تخصیص بعد التعمیم ہوا کرتی ہے اور خاص حکم، عام حکم پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

برادران اسلام! اس قسم کی آیات کے عمومات سے مرزائی حضرات جس قدر مغالطے دیتے ہیں۔ان سب کا بالاختصار یہی ایک جواب کافی ہے۔جو اوپر مذکور ہوا۔اگر ان عمومات کی بناء پر عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مان لیا جائے تو (رعد) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:''ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية ''یعنی﴿اے نبی! تجھ سے پہلے رسولوں کو ہم نے اولاد ازواج والا بنایا ہے۔''

اب چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ سے پہلے کے رسول ہیں۔جو بموجب آیت بالا بیوی بچوں والے ہونے چاہئے تھے۔حالانکہ اب تک نہ ان کی بیوی ہے نہ کوئی بچہ۔پس یہی کہنا پڑے گا کہ اس عام حکم میں عیسیٰ علیہ السلام ابھی داخل نہیں۔جب آسمان سے اتریں گے تب نکاح کریں گے اور بچے ہوں گے۔اسی طرح آیت:''قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱٤٤)''وغیرہ آیات کے عموم میں بھی ابھی داخل نہیں ہوئے۔جب آسمان سے نازل ہوں گے۔تب ان آیات کے مصداق بنیں گے۔دہلی میں بفضلہ تعالیٰ میدان تیس ہزاری اور کمپنی باغ میں جماعت غرباء اہلحدیث کے تبلیغی جلسے منعقد ہوتے رہتے تھے۔اثناء جلسہ میں بابو عمر دین قادیانی سے مسئلہ حیات وممات مسیح پر مناظرہ مقرر ہوا۔جب میں نے حیات مسیح پر دلائل پیش کئے تو مولانا قادیانی نے اسی قسم کی آیات کے عمومات سے استدلال کرنا شروع کیا۔جن کے جوابات خداوند تعالیٰ کی مدد سے مدلل دیئے گئے۔بالآخر قادیانی صاحب نے مرزائیت سے توبہ کی۔بحمداللہ باطل کی شکست اور حق کی فتح ہوئی۔جس کا اعلان اس وقت کے دہلی کے اخبارات میں بھی آیا۔

مرزائی اعتراض...... مسیح اور مریم کا کھانا کھانا؟

قرآن میں ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔اس سے استدلال یہ ہے کہ مریم علیہا السلام بوجہ موت کھانے سے روکی گئی۔یہی حال مسیح کا بھی ہے۔مسیح علیہ السلام آسمان پر کھانا کہاں سے کھاتے ہوں گے اور کھانے کا نتیجہ بول وبراز کہاں کرتے ہوں گے؟ اور وہ اتنی مدت تک زندہ کیسے رہ سکتے ہیں؟

جواب اعتراض اللہ عزوجل نے عیسائیوں پر جو مسیح علیہ السلام کو اوران کی والدہ کو خدا مانتے ہیں، حجت قائم کی کہ: ’’کانا یاکلن الطعام ‘‘ وہ تو دونوں لوازم بشریہ مثل طعام وغیرہ کے محتاج تھے۔ پھروہ کیسے خدا ہوگئے؟ خدا تو کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا ذکر تک بھی نہیں۔ کیوں جناب! اگر میں کہوں کہ مرزا قادیانی اوران کے بیوی بچے اکٹھے کھانا کھایا کرتے تھے۔ یا یہ کہ وہ ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے۔ کیا یہ کہنا غلط ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ پھر مرزا قادیانی تو مرگئے مگران کے بعدان کے بیوی بچے زندہ رہے۔ کیا تم ان کو بھی مرزا قادیانی کے ساتھ ہی مردہ سمجھنے لگے تھے۔ یا وہ ان کے بعد کھانا نہیں کھاتے تھے یا اس مکان میں نہیں رہتے تھے۔ اللہ کے بندو! شیطان کے پھندوں میں نہ آؤ۔ کیا جس خدا نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ وہ انہیں کھانا نہیں کھلاسکتا؟ یا بغیر کھلائے زندہ نہیں رکھ سکتا؟

آخر موسیٰ علیہ السلام بھی تو بقول شما زندہ ہیں۔ ’’ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ ‘‘ نیز واضح باد کہ طعام کا اطلاق احادیث میں تسبیح وتقدیس پر بھی تو آتا ہے اور تسبیح کا بجائے طعام کافی ہونا ثابت ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے کہا یارسول اللہ! جب طعام وغیرہ پر دجال کا قبضہ وغلبہ ہوگا تو اس وقت ہم کیا کھائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’یجزئھم مایجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس (احمد، ابوداؤد، طیالسی، مشکوٰۃ) ‘‘ یعنی کفایت کرے گی ایمان والوں کو اس وقت وہ چیز جو کفایت کرتی ہے، آسمان والوں کو یعنی تسبیح وتہلیل ’’ جب فرشتے آسمان پر تسبیح وتہلیل سے پیٹ بھر کر زندہ ہیں تو کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ نہیں رہ سکتے؟

کیا خدا ہر چیز پر قادر نہیں؟ کیا اصحاب کہف کا قصہ بھول گئے۔ ارشاد باری ہے: ’’ولبثوا فی کھفھم ثلاث مأتہ سنین وازدادو تسعا (کھف:۲۵) ‘‘ یعنی اصحاب اپنے غار میں بغیر کچھ کھائے پیئے سینکڑوں برس سوتے رہے۔ نیز فرمایا: ’’وتحسبھم ایقاظا وھم رقود ‘‘ یعنی تو ان کو گمان کرتا ہے کہ وہ...... جاگ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ تو سورہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے قادیانی ومرزائی حضرات جب دلائل سے لاجواب وعاری ہوجاتے ہیں تو ایسے ہی لایعنی اعتراضات وشبہات وارد کرتے ہیں کہ انسان کا اتنے دن زندہ رہنا محالات عقلیہ میں سے ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پاخانہ کہاں پھرتے ہوں گے اور حجامت کہاں کراتے ہوں گے۔ کیا باوجود بشر ہونے کے لوازمات بشریہ کے محتاج نہ ہوں گے؟ بھلا کوئی ان

سے پوچھے کہ تمہیں ان کے پاخانے اور حجامت کا کیا فکر۔ تمہیں جس طرح خدا اور رسول نے فرمایا اس پر بلاچون و چرا ایمان لاؤ۔ تمہارے یہ جملہ وساوس شیطانیہ واعتراضات رکیکہ اہل ایمان کے قلوب پر کچھ بھی اثر نہیں کرتے۔ اہل حق تو ہمیشہ یہ کہتے چلے آئے:

''اذاجاء نهر الله بطل نهر معقل '' ﴿جب اللہ کی نہر آجائے تو عقل کی نہر باطل ہو جاتی ہے۔﴾ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ و کتب تفاسیر میں ان تمام شبہات کا قلع قمع موجود ہے۔ ارشاد باری ہے:''لولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون ''یعنی اگر یونس علیہ السلام آیت کریمہ:''لااله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين '' نہ پڑھتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں اسی طرح رہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ در صورت عدم تسبیح یونس علیہ السلام قیامت تک زندہ رہ سکتے تھے۔ اگر بشر کے لئے یہ ممکن نہ تھا تو اللہ عزوجل ایسا نہ فرماتا۔

شرط اور جزا کا قاعدہ

واضح باد کلمہ کی شرط اگر ممکن الوقوع ہو بشرطیکہ کلام صحیح ہو تو اس کی جزا بھی ممکن الوقوع ہوتی ہے۔ چونکہ یونس علیہ السلام کی عدم تسبیح بالاتفاق ممکن الوقوع تھی۔ لہٰذا ان کا تاقیامت زندہ رہنا بھی ممکن الوقوع ٹھہرا۔ اب بتاؤ درصورت عدم تسبیح یونس علیہ السلام لوازمات بشریہ کا کیا انتظام کرتے:''فما هو جوابكم فهو جوابنا ''اور اگر یونس علیہ السلام تاقیامت زندہ نہیں رہ سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ کی اس بیان سے کیا غرض ہے؟ کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے غلط کہا ہے:''فافهم وتدبرولاتكن من الغافلين والمعاندين۔''

مرزائی اعتراض......زمین پر حیات؟

قرآن میں ہے:''الم نجعل الارض كفاتا،احياء اوامواتا '' ﴿کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے کافی نہیں بنایا۔﴾ نیز فرمایا:''ولكم فى الارض مستقر ومتاع الى حين '' ﴿تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا اور فائدہ ہے ایک مدت تک۔﴾:''فيها تحيون وفيها تموتون ومنها تخرجون '' ﴿تم زمین میں زندہ رہتے ہو، اسی میں مرو گے اور اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔﴾

یہ ایک عام فہم قانون الٰہی ہر فرد، بشر پر حاوی ہے۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس کے صریح خلاف حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہوں؟

جواب اعتراض جب خاص دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو چکی ہے۔تو پھر عمومات سے دلیل پکڑنا چہ معنی دارد؟ کتب اصول میں مقرر و مسلم اصول ہے کہ خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اوران دونوں کے مقابلہ میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔اس کے نظائر و امثلہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔مثلاً عام انسانوں کی پیدائش کے متعلق قرآن مجید خبر دیتا ہے:’’انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (الدهر)‘‘ ﴿ہر انسان ملے ہوئے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔﴾

اب اس کے برخلاف حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہو گیا کہ ان کی پیدائش اس طرح نہیں ہوئی۔حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے اور اماں حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔پس ان ہر سہ حضرات کے متعلق دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا اور عام حکم سے خارج و مستثنیٰ سمجھے گئے جو فریقین کو مسلم ہے۔

آپ کا ان آیات کو پیش کرنا حیات مسیح علیہ السلام کے ہرگز منافی نہیں۔ہم بھی مانتے ہیں کہ زمین زندوں اور مردوں کے لئے کافی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک دن آسمان سے زمین ہی پر اتریں گے اور فوت ہونے کے بعد زمین ہی میں دفن ہوں گے۔گو کچھ حصہ زندگی کا انہوں نے بحکم خدا آسمان پر گزارا۔آج جو لوگ ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں۔کئی کئی گھنٹے اور دن و رات آسمان و زمین کے درمیان اڑ کر زندگی بسر کرتے ہیں۔اگر کوئی منچلا کہنے لگے کہ یہ آسمان پر ان کا اڑنا ناجائز اور آیات ہذا کے خلاف ہے۔کیونکہ زندگی اور مرنے کے بعد کے لئے تو زمین کافی ہے۔تو آپ کیا جواب دیں گے؟’’ماهو جوابكم فهو جوابنا‘‘ نیز جس طرح آپ حضرات مذکورہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کریں گے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کر لیجئے۔

مرزائی اعتراض...... معبودان باطلہ مردہ ہیں؟

قرآن مجید میں ہے:’’والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون، اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون (النحل)‘‘ ﴿یعنی مشرک لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں۔وہ مردہ ہیں۔زندہ نہیں۔پس عیسیٰ علیہ السلام بھی ان ہستیوں میں داخل ہیں۔لہٰذا وہ بھی وفات یافتہ ہوئے۔﴾

جواب اعتراض اس کا جواب اوپر آ چکا ہے۔ مگر آپ نے غور نہیں کیا۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ معبودان مصنوعی سب مر چکے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری مرادیں پوری نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود مخلوق یعنی عاجز و بے بس ہیں اور ایک دن مرنے والے ہیں۔ ’’اموات‘‘ کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ وہ سب مر چکے ہیں، غلط ہے۔ آیت: ’’انك میت وانهم میّتون‘‘ کے معنی پر غور کیجئے۔ یعنی ﴿اے نبی! تو بھی میت ہے اور وہ سب بھی۔﴾ مطلب یہ ہوا کہ بالآخر سب کو ایک دن موت آنے والی ہے۔ لہٰذا آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجے جاتے ہیں۔ آخر کار مرنے والے ہیں۔ گو ان میں کئی مر بھی چکے ہوں۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول از آسمان فوت ہو جائیں گے۔ نیز مشرکین جنات و ملائکہ کو بھی پوجتے ہیں۔ کیا وہ سب بھی مر چکے ہیں؟ کیونکہ وہ بھی ’’من دون الله‘‘ میں شامل ہیں۔ جہاں آپ اس آیت سے ملائکہ وغیرہ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مستثنیٰ سمجھ لیجئے۔

مرزائی اعتراض...... نماز وزکوٰۃ کہاں ادا کرتے ہوں گے؟

قرآن مجید میں ہے: ’’واوصانی بالصلوٰة والزكوٰة مادمت حیا‘‘ یعنی ﴿مسیح علیہ السلام کو زندگی بھر کے لئے نماز وزکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا۔﴾ اب آسمان پر اگر وہ زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟ وہاں مستحقین زکوٰۃ کہاں ہیں؟

جواب اعتراض کسی نے سچ کہا ہے کہ ’’خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار‘‘ کسی بھوکے سے دریافت کیا گیا کہ دو اور دو کتنے ہیں؟ وہ جھٹ سے بولا چار روٹیاں ہوتی ہیں۔ یہی مثال مرزائیوں کی ہے کہ خواہ مخواہ وفات مسیح پر زور لگاتے ہیں۔ خواہ ثابت ہو یا نہ ہو۔ الفاظ کا مقصد خواہ کچھ بھی ہو۔ انہیں تو وفات مسیح سے مطلب ہے۔ کہاں حیات مسیح کا مدلل و باثبوت مسئلہ اور کہاں یہ مرزائیوں، قادیانیوں کی کھینچ تان۔

مرزائی دوستو! اگر اس آیت کی رو سے یہ ضروری ولابدی امر ہے کہ مسیح علیہ السلام تمام زندگی بھر زکوٰۃ دیتے رہے اور ضروری ہی اس کام کے لئے ان کی جیب روپیوں سے بھری رہے تو یہ الفاظ مسیح علیہ السلام نے اپنی صغرسنی میں جب کہے تھے اس وقت بھی تو وہ زندہ تھے۔ فرمائیے اس وقت ان کی جیب میں کتنے سو پونڈ موجود تھے اور کون سے مستحقین ان سے زکوٰۃ وصول کرتے تھے؟ اور وہ ان دنوں کتنی نمازیں ادا کرتے تھے؟ کون گواہ ہے؟

ناظرین! شریعت میں کسی امر کا حکم ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہر وقت رات و دن، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، اس پر عمل کرتے رہیں۔ بلکہ ’’ہر نکتہ مکانے وارد‘‘ کے ماتحت ہر کام کا ایک

وقت ہوتا ہے۔ شریعت میں اس کی حدود وشرائط مقرر ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں حکم ہے کہ ’’نماز پڑھو۔‘‘ تو کیا اس حکم کی تعمیل میں ہر وقت نماز پڑھتے رہیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ ہر نماز کا وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجائے تب نماز پڑھیں۔ نماز بعد بلوغت فرض ہوتی ہے اور زکوٰۃ بعد مال۔

جب مسیح علیہ السلام بچے تھے، نماز فرض نہ تھی۔ بالغ ہوئے حکم بجالائے۔ جب مال تھا زکوٰۃ دیتے تھے۔ اب آسمان پر ان کے پاس مال نہیں زکوٰۃ کیسے دیں؟ پہلے تم ان کے پاس مال ہونا ثابت کرو۔ پھر پوچھو کہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں اور سنو! حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبیوں کا دین واحد ہے بدیں لحاظ موسیٰ علیہ السلام پر بھی زکوٰۃ فرض ہوئی۔ بتلایئے جب وہ آپ کے نزدیک آسمان پر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسے دیتے ہیں اور ان کے پاس روپیہ کس قدر ہے؟

’’فما جوابکم فھو جوابنا‘‘ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

مرزائی اعتراض...... حیات مسیح سے خلود لازم؟

قرآن مجید میں ہے: ’’وما جعلنا لبشر من قبلك الخلدا فان مت فهم الخلدون (الانبیاء)‘‘ ﴿ہم نے کسی بشر کے لئے ہمیشہ کی زندگی نہیں رکھی۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام کو زندہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو فوت شدہ ماننا قابل شرم وہتک نبوی ہے۔﴾

جواب اعتراض اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا کیوں قابل شرم وہتک نبوت نہیں؟ جواب نمبر(۲) مسیح علیہ السلام کے لئے بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے: ’’وان من اهل الكتاب الالیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘ یعنی وفات مسیح کے قبل ہر اہل کتاب ایمان لے آئے گا۔ اسی حدیث شریف میں ہے کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا: ’’ثم یموت فیدفن معی فی قبری‘‘ غرض مسیح کو موت آئے گی۔ ہم کب کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

مرزائی اعتراض...... بعدی سے مراد موت؟

قرآن مجید میں ہے: ’’ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (صف:٦)‘‘ یعنی ﴿عیسیٰ نے کہا تھا کہ میرے بعد احمد رسول آئے گا۔﴾ ’’بعد‘‘ سے مراد وفات ہے۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں، فوت ہوگئے۔

جواب اعتراض مرزائی دوستو! سوائے عمومات سے استدلال کرنے کے کوئی خاص اور صریح دلیل بھی تمہارے پاس ہے؟ ہرگز نہیں۔ سنو! ہر جگہ ’’بعد‘‘ سے مراد وفات لینا کتاب وسنت

سے ناواقفیت اور جہالت کی دلیل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جب توریت لینے گئے تو ان کی قوم نے ان کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کردی۔ جس کے متعلق ارشاد باری ہے: ’’واذواعدنا موسیٰ اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون (بقره)‘‘ ﴿پھر تم نے موسیٰ کے بعد بچھڑے کو پوجا اور تم ظالم ہو۔﴾ جو معنی اس جگہ ’’بعد‘‘ کے ہیں۔ وہی معنی کلام مسیح میں بھی ہیں۔ کیا آیت ہذا میں ’’بعد‘‘ سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزائی اعتراض...... موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ وفات پاگئے۔

جواب اعتراض اللہ اکبر! ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کجا آیات قرآنیہ اور نصوصات حدیثیہ جن میں بالتصریح مسیح علیہ السلام کی حیات آسمانی ونزول جسمانی کا ذکر ہے اور کجا یہ بے سند قول۔ ذرا آپ پہلے اس کی سند تو پیش کریں۔ سچ ہے: ’’لولا الا سناد لقال من شاء ماشاء (مقدمه صحیح مسلم)‘‘ اگر سند نہ ہوتی تو جو جس کے جی میں آتا کہہ دیتا۔ جس کتاب سے آپ نے یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ خود حیات مسیح کے قائل ہیں۔ یعنی امام ابن کثیر وغیرہ۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام تغلیباً آ گیا ہے۔ جیسے تغلیباً شمین، قمرین، حسنین وغیرہ کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ اصل روایت میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ’’لوکان موسیٰ حیاء لما وسعه الا اتباعی (احمد، بیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰة ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)‘‘ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بجز میری تابعداری کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔‘‘

تمام روایت میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا ہی ذکر ہے۔ ابن کثیر میں بھی اوپر کی دو روایتوں میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نیچے کی روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس وقت زمین پر زندہ موجود ہوتے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام بھی تو تمہارے نزدیک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جو جواب ان کے بارے میں دوگے۔ وہی حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں بھی سمجھ لو۔

مرزائی اعتراض...... شرح فقہ اکبر میں لوکان عیسیٰ حیّا ہے؟

(شرح فقہ اکبر مصری ص۹۹) میں ہے: ’’لوکان عیسیٰ حیا لما وسعه الا

اتباعی ’’یعنی اگر عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ فوت ہوگئے، زندہ نہیں۔

جواب اعتراض شرح فقہ اکبر کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔ صحیح روایت: ’’لوکان موسیٰ حیا‘‘ ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر صحیح روایت نقل کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر میں غلطی سے لفظ موسیٰ کی جگہ عیسیٰ لکھا گیا ہے اور ممکن ہے کہ یہ کسی مرزائی کی سازش ہو۔ ہندوستان کے تمام مطبوعہ وقلمی نسخوں میں لفظ موسیٰ ہی ہے۔ مرزائی حضرات مصری نسخہ سے جو عبارت نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے: ’’اشارۃ الی ھذا النبی ﷺ بقولہ لوکان عیسیٰ حیاما وسعہ الا اتباعی وبینت وجہ ذلک عند قولہ واذاخذ اللّٰہ (شرح الشفاء) ’’یعنی نبی علیہ السلام نے جو حدیث لوکان (موسیٰ) عیسیٰ حیا فرمائی ہے۔ اس کی پوری تشریح ہم نے آیت: ’’واذ اخذاللّٰہ میثاق النّبیین‘‘ کے تحت اپنی کتاب شرح شفاء میں کر دی ہے۔

اب فیصلہ آسان ہے۔ آیئے ’’شرح شفاء‘‘ کھول کر دیکھیں۔ اس روایت کے کیا الفاظ ہیں؟ شرح فقہ اکبر مصری کا پہلا ایڈیشن ۱۳۱۴ھجری میں اور دوسرا ۱۳۲۷ ہجری میں طبع ہوا ہے اور ملا علی قاری کی کتاب ’’شرح شفاء‘‘ شرح فقہ اکبر مصری سے پیشتر استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوئی ہے۔ اس کی پہلی جلد فصل سات میں آیت: ’’واذاخذ اللّٰہ‘‘ کے تحت لکھا ہے: ’’والیہ اشارۃ ﷺ بقولہ حین رای عمرانہ ینظر فی صحیفتہ من التوراۃ لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی ’’بس اس واضح شہادت سے قطعی فیصلہ ہوگیا کہ مصری چھاپہ میں لفظ عیسیٰ غلطی سے طبع ہوگیا۔

نیز جناب ملا علی قاری حنفی صاحب مذکورہ اپنی کتاب موضوعات کبیر (جو ۱۲۸۹ھ) میں طبع ہوئی تھی۔ میں حدیث: ’’لوعاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا‘‘ پر بحث کرتے کرتے آخر میں لکھتے ہیں: ’’یقویہ حدیث لوکان موسیٰ علیہ السلام حیا لما وسعہ الا اتباعی (ص۷۸)‘‘ یہاں بھی بجائے لفظ عیسیٰ کے موسیٰ تحریر کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ نیز ملا علی صاحب مذکور اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصری میں رقمطراز ہیں: ’’ولوکان موسیٰ حیا ای فی الدنیا (ج۱ص۲۵)‘‘ یعنی موسیٰ علیہ السلام اگر دنیا میں زندہ موجود ہوتے۔ یہاں بھی لفظ موسیٰ بصراحت مرقوم ہے۔

اسی طرح مسند احمد، بیہقی، دارمی اور مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث میں لوکان موسیٰ حیاً ہی جملہ محدثین نے نقل کیا ہے اور ملا علی قاری حنفی نے حوالجات مذکورہ کی بناء پر اپنی تمام تصانیف میں لفظ موسیٰ ہی لکھا ہے۔ پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ شرح فقہ اکبر میں لفظ عیسیٰ لکھیں گے۔ پس ابین من الامس واظہر من الشمس ہوگیا کہ مصری نسخہ میں لفظ عیسیٰ چھاپے کی غلطی ہے۔ صحیح موسیٰ ہے۔

مرزائی دوستو! اس طرح غلط چیزیں پیش کر کے تم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔ آؤ ہم تمہیں اسی فقہ اکبر سے ہی ملا علی قاری صاحب کا عقیدہ بابت نزول مسیح دکھلائیں۔ ملاحظہ ہو (فقہ اکبر مصری ص۹۲ طبع ۱۳۲۳ھ، ص۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۷ھ): ''انہ یذوب کالملح فی الماء عند نزول عیسیٰ من السما'' یعنی دجال حضرت مسیح کے آسمان سے نازل ہونے پر یوں گھلنے پگھلنے لگے گا جیسے پانی نمک میں گھلتا ہے۔ نیز (شرح شفاء استنبول ج۴ ص۱۹) میں مرقوم ہے: ''ان عیسیٰ نبی قبلہ وینزل بعدہ ویحکم بشریعتہ'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں اور بعد میں قرب قیامت کے نازل ہوکر شریعت محمدیہ قرآن وحدیث پر عمل کریں گے۔ نیز مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مصری ج۵ ص۱۶۰ میں مسطور ہے: ''فینزل عیسیٰ بن مریم من السماء'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ (جمع الوسائل مصری ص۵۶۳) میں منقول ہے: ''ان عیسیٰ یدفن بجنب نبینا ﷺ بینہ وبین الشیخین'' یعنی تحقیق عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے پہلو میں آپؐ کے اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے مابین دفن ہوں گے۔

مرزائی اعتراض......سوسال تمام جاندار؟

صحیح مسلم وکنز العمال کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوسال تک تمام جاندار مرجائیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی مرگئے، زندہ نہیں۔

جواب اعتراض اس حدیث کا اگر یہی ترجمہ ہے جو کیا گیا ہے تو پھر ہر جاندار میں موسیٰ علیہ السلام اور کل ملائکہ بھی داخل ہوگئے۔ کیا یہ سب کے سب سوسال کے اندر فوت ہوگئے؟ پس جس دلیل سے تم ملائکہ اور موسیٰ علیہ السلام کو ہر جاندار کے لفظ سے خارج کروگے۔ اسی دلیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی خارج سمجھ لو۔ ناظرین! اصل بات یہ ہے کہ مرزائی مذہب سراپا خیانت وفریب ہے۔ مرزا قادیانی کی بھی یہی عادت تھی کہ کوئی حدیث اپنے مطلب کے لئے نقل کرتے۔ اس میں جو فقرہ نفسانیت کے خلاف ہوتا۔ اس کو قصداً چھوڑ دیتے۔

چنانچہ (حمامۃ البشریٰ ص۸۸، خزائن ج۷ ص۳۱۲) پر کنز العمال کی روایت بابت نزول مسیح لکھتے ہیں: ’’اس لفظ ’’من السماء‘‘ کو چھوڑ گئے ہیں تاکہ نزول کے جو غلط معنی یہ لوگ کرتے ہیں۔ اس کی تردید نہ ہو جائے۔ یہی چالاکی مرزائی مصنف ومعترض نے کی ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے۔ اس میں: ’’ماعلی الارض‘‘ کا لفظ موجود ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا آج جتنے لوگ زمین پر موجود ہیں۔ سوسال تک ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ ’’ماعلی الارض نفس منفوسة یأتی علیها مائة سنة وهی حیة یومئذ (مسلم)‘‘

مطلب صاف ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ وہ زمین پر موجود نہیں وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ لیکن مرزائی معترض کی خیانت دیکھو کہ ’’زمین پر آج کے لوگوں کے الفاظ‘‘ اڑا کر ہر جاندار ترجمہ کر کے مسیح علیہ السلام کی وفات زبردستی ثابت کرتا ہے۔ آہ:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزائی اعتراض...... متوفیک کا معنی ممیتک؟

حضرت ابن عباسؓ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ آپ نے آیت ’’متوفیك‘‘ کے معنی ’’ممیتك‘‘ کئے ہیں۔ یعنی اے عیسیٰ! میں تجھ کو فوت کرنے والا ہوں۔

جواب اعتراض یہ سراسر افتراء ہے اور مسلمانوں کو فریب دینا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ ہرگز وفات مسیح کے قائل نہیں۔ بلکہ حیات مسیح کے قائل ہیں۔ ’’کما مر بیانه‘‘ نیز ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ’’فرفعه الی السماء‘‘ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا۔ (نسائی ابن مردویہ)

’’اجمعت الیهود علی قتله فاخبرالله بانه یرفعه الی السماء‘‘ یعنی یہود مسیح کو جب گرفتار کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر دے کر اطمینان بخشا۔ (سراج منیر ج۱ ص۵۳۹)

’’وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته قال قبل موت عیسیٰ‘‘ (ابن جریر ج۵ ص۱۲) یعنی آخر زمانے میں اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس اعتراض کا جواب پہلے ہی مفسرین نے دے کر معترضین کا منہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن ومعالم میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے: ’’ان فی الایة تقدیما وتاخیرا تقدیره انی رافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا و متوفیك بعد انزالك الی الارض‘‘ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو ’’متوفیك‘‘

کے معنی ’’ممیتك‘‘ کئے ہیں۔ وہ اس وقت ہیں جب کہ آیت میں تقدیم وتاخیر مانی جائے۔

جس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا نے فرمادیا اے عیسیٰ! میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھ کو آسمان سے زمین پر اتارنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں۔ ’’کذا قاله الضحاك وجماعة‘‘ یعنی حضرت ضحاک تابعیؒ اور ایک جماعت نے یہی مطلب بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آیت: ’’یمریم اقنتی ربك واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران:۴۳)‘‘ میں تقدیم وتاخیر ہے۔ ایسا ہی آیت ہذا میں بھی ہے: ’’عن الضحاك عن ابن عباس فی قوله انی متوفیك الآیه رافعك ثم یمیتك فی آخر الزمان (درمنثور)‘‘ یعنی حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے آسمان پر زندہ اٹھانے والا ہوں۔ پھر آخری زمانہ میں تجھے وفات دوں گا۔

کیوں جناب! اب بھی یہی کہو گے کہ حضرت ابن عباسؓ وفات مسیح کے قائل ہیں دیدہ باید، اور سنئے! ’’والصحیح ان اللّٰه تعالیٰ رفعه من غیر وفات ولا نوم قال الحسن وابن زید وهو اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباس (تفسیر ابو السعود)‘‘ یعنی اصلیت یہ ہے کہ خدا نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ بغیر وفات اور (گہری) نیند کے۔ جیسا کہ حسنؒ اور ابن زیدؒ نے کہا اور اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ طبری ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ معنی صحت کے ساتھ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ اسی کے قریب جامع البیان میں مرقوم ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس جگہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ اس لئے ’’متوفیك‘‘ کے معنی ’’ممیتك‘‘ کئے ہیں۔ یعنی رفع آسمان ہو چکا۔ اب آسمان سے اترنے کے بعد وفات ہوگی۔ تفسیر میں ہے: ’’رافعك الیّ من الدنیا من غیر موت‘‘ یعنی کلام الٰہی ’’رافعك الیّ‘‘ کا معنی یہ ہے کہ میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ دنیا سے بغیر موت کے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کا مطلب بتایا ہے کہ: ’’وفی البخاری قال ابن عباس متوفیك ممیتك ای ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان‘‘ یعنی اب تو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تیری موت کے وقت تجھے ماردوں گا۔

تفسیر جلالین میں مرقوم ہے: ’’انی متوفیك قابضك ورافعك الیّ من الدنیا من غیر موت‘‘ نیز تفسیر فتح البیان میں ہے: ’’قال الفراء ان فی الکلام تقدیما و

تاخیر التقدیره انی رافعك و مطهرك ومتوفیك بعد انزالك من السماء قال ابوزید متوفیك قابضك ’’یعنی عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے۔مقصد یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے آسمان سے اتارنے کے بعد فوت کروں گا۔اسی طرح امام شوکانیؒ نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھا ہے:’’عن مطرالوراق قال متوفیك من الدنیا ولیس بوفات موت...... لان الصحیح ان اللّٰہ رفعه الی السماء من غیروفاة كما رجحه كثیر من المفسرین واختارة ابن جریر الطبری و وجه ذالك انه قدصح فی الاخبار عن النبی ﷺ نزوله وقتله الدجال الی قوله وقیل الواوفی قوله ورافعك لا تفید الترییب لانها لمطلق الجمع فلافرق بین التقدیم والتاخیر قاله ابو البقاء‘‘

یعنی اگرعبارت میں تقدیم وتاخیر تسلیم نہ ہوتو پھروفات کے معنی موت کے نہیں۔کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کوآسمان کی طرف زندہ اٹھالیا بغیر موت کے۔اکثر مفسرین نے اسی کوترجیح دی ہے۔امام ابن جریرؒ نے بھی اس معنی کو پسند کیا ہے۔ صحیح حدیث میں نبی علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اوراتر کر دجال کوقتل کرنا ثابت ہے۔علامہ ابوالبقاء نے کہا کہ’’انی متوفیك ورافعك الیّ ‘‘میں واؤ مطلق جمع کے ہے۔ترتیب کے لئے نہیں ہے۔

مرزائی دوستو! حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کی صراحت قرآن مجید میں موجوداور جملہ مفسرین معتبرین کے نزدیک مسلم ہے۔علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’واولیٰ هذه الاقوال بالصحة عند ناقول من قال معنی ذالك انی قابضك من الارض ورافعك الی لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰہ ﷺ ‘‘عبارت ہذا میں :’’لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰہ ﷺ ‘‘کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں اوراسی عقیدہ پر محققین ومحدثین کا اجماع ہو چکا ہے۔پس جولوگ ممات مسیح کے قائل ہیں۔وہ نہ صرف قرآن مجید کے بلکہ احادیث متواترہ کے بھی منکر ہیں۔پس جب حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش عام انسانی قاعدہ توالدوتناسل سے الگ یعنی بغیر باپ کے توسط کے محض نفخہ جرائیل سے مسلم ہے۔تو ان کی زندگی وانجام بھی معمول عام کے خلاف ماننے میں کیا استبعاد ہے۔

حرف واؤ میں ترتیب ضروری نہیں

علم نحو وادب، معانی و بلاغت کی کتابوں میں بالاتفاق موجود ومسطور ہے کہ حرف واؤ میں ہر جگہ ترتیب ضروری نہیں ہوتی۔ چنانچہ’’کافیہ‘‘ (جو کہ علم نحو کی مشہور کتاب ہے) میں

ہے:’’الواوللجمع المطلق لا ترتیب فیها‘‘(تفسیر کبیر ج۲) میں ہے:’’ان الواوفی قوله تعالیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ لاتفیدالترتیب فالایة تدل علی انه تعالیٰ یفعل به هذه الافعال فاما کیف یفعل و متیٰ یفعل فالامرفیه موقوف علی الدلیل و قد ثبت بالدلیل انه حی وردالخبر عن النبی ﷺ انه ینزل ویقتل الدجال ثم ان الله یتوفی بعده ذالك‘‘

یعنی آیت’’انی متوفیك ورافعك الیّ‘‘میں واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔اس آیت میں اللہ عزوجل نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی وعدے کئے ہیں کہ میں تیرے ساتھ یوں یوں کروں گا۔مگر یہ بات کہ وہ کیسے کرے گا اور کب کرے گا یہ چیز محتاج دلیل ہے اور دلیل سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔پھر اللہ تعالیٰ ان کو فوت کرے گا۔

واؤ کے ترتیب کے لئے نہ ہونے پر امثلہ قرآنیہ

(نحل) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’والله اخرجكم من بطون امهتكم لا تعلمون شیئا وجعل لكم السمع والابصار والا فئدة لعلكم تشكرون‘‘﴿خدا نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور بنائے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم خدا کا شکر کرو۔﴾

آیت ہذا میں اللہ عزوجل نے ہر انسان کی پیدائش پہلے ذکر کی اور کان، آنکھ، دل کا بنانا بعد میں بیان کیا۔حالانکہ پیدائش سے قبل ہی ماں کے پیٹ میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔

دوسری مثال...... (بقرہ) میں فرمایا:’’وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة‘‘(سورہ اعراف) میں فرمایا:’’وقولوا حطة واد خلوا الباب سجدا‘‘(رضی شرح کافیہ ص۵۰۲) میں ہے:’’ولوكانت للترتیب لناقض قوله تعالیٰ وادخلوا لباب سجدا قوله فی موضع اخری وقولوا حطة اذا القصة واحدة‘‘یعنی اگر واؤ کو ترتیب کے لئے مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قول میں تناقض لازم آئے گا۔کیونکہ پہلی آیت میں داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو حطہ، اور دوسری آیت میں ہے کہ کہو حطہ اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے۔خلاصہ یہ کہ ایک آیت میں حطہ کو پہلے فرمایا اور دوسری میں پیچھے حالانکہ قصہ ایک ہی ہے۔

تیسری مثال...... سورہ بقر میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:’’واقیموا الصلوٰة واتوا

الزکوٰۃ وارکعو مع الراکعین ’’﴿نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو۔﴾ اس مقام پر بھی اگر واؤ ترتیب کے لئے سمجھی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی زکوٰۃ دینی ہو تو پہلے نماز پڑھی جائے اور زکوٰۃ دینے کے لئے رکوع کیا جائے۔ حالانکہ منشائے الٰہی ہرگز یہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ان کاموں کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرتے رہو۔ ترتیب کا کوئی لحاظ نہیں۔

چوتھی مثال...... ’’یٰمریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی من الراکعین (آل عمران) ’’﴿اے مریم! مطیع فرماں بردار ہو جا اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر۔﴾ یہاں رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ کیا نماز کا یہی طریقہ ہے؟ بات اصل یہ ہے کہ واؤ ترتیب کے واسطے نہیں ہے۔ اسی واسطے تحت آیت ہذا تفسیر فتح البیان میں مرقوم ہے: ’’کون الواولمجرد الجمع بلا ترتیب ’’واؤ مجرد جمع کے ہے ترتیب مراد نہیں ہے۔ اسی طرح صاوی حاشیہ جلالین میں مرقوم ہے: ’’والواو لا تقضی ترتیبا ان کانت صلوتھم کصلاتنا من تقدیم الرکوع علی السجود‘‘

الغرض اس قسم کی بہت سے مثالیں کتاب وسنت میں مل سکتی ہیں۔ مرزا قادیانی بھی اس کے قائل ہیں۔ چنانچہ (تریاق القلوب ص خزائن ج۱۵ص۳۵۲) میں لکھتے ہیں کہ: ’’ضروری نہیں کہ صرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔‘‘ حاصل یہ کہ حضرت ابن عباسؓ حیات مسیح کے قائل تھے۔ ان پر وفات کا اتہام لگانے والا مفتری وکذاب ہے۔

مرزائی اعتراض...... خطبہ حسنؓ

(طبقات کبریٰ ج۳ص۲۱) میں ہے کہ امام حسنؓ نے وفات علیؓ کے خطبہ میں کہا: ’’لقد قبض اللیلة عرج فیه بروح عیسیٰ بن مریم ’’ملاحظہ ہو (مرزائی پاکٹ بک ص۲۳۳)

جواب اعتراض اوّل تو طبقات کبریٰ کوئی مستند ومعتبر کتاب نہیں کہ محض اس کا نقل کرنا ہی دلیل صداقت ہو۔ مرزائیوں پر لازم ہے کہ اس کی سند پیش کریں تاکہ معلوم ہو کہ اس کے راوی سچے ہیں یا مرزائیوں کی طرح مفتری۔ ورنہ ایسی بے سند وبے ثبوت بات کوئی عاقل ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

دوم...... چونکہ خود اسی کتاب کا مصنف حیات مسیح کا قائل ہے۔ جیسا کہ (ج۱ص۳۶) میں حضرت ابن عباسؓ کا قول بابت حیات مسیح نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ’’وانه رفع بجسده وانه حي الان وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکا ثم یموت کما یموت الناس‘‘ یعنی تحقیق مسیح علیہ السلام مع جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے اور بلا ریب وہ اس وقت زندہ موجود

ہیں۔ عنقریب دنیا کی طرف آئیں گے اور شاہانہ زندگی بسر کریں گے۔ پھر دیگر انسانوں کی طرح فوت ہوجائیں گے۔

جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (غنیۃ الطالبین ص۵۷۹) میں لکھا: ''ورفع عیسیٰ علیہ السلام فی یوم عاشورہ'' یہ صاف دلیل ہے مرفوع خود عیسیٰ تھے نہ صرف روح اور بہت ممکن ہے کہ معترض کی پیش کردہ عبارت میں سے بوجہ غلطی کاتب لفظ ''اللّٰہ'' ساقط ہوگیا ہو۔ اصل عبارت میں عبارت یوں ہوتی: ''عرج فیہا بروح اللّٰہ عیسیٰ بن مریم'' یعنی روح اللہ عیسیٰ بن مریم اٹھائے گئے نیز یہ بھی امکان ہے کہ عیسیٰ کی بجائے موسیٰ کا لفظ ہو۔ جیسا کہ درمنثور کی روایت میں آیا ہے کہ: ''لیلۃ قبض موسیٰ'' نیز اس بارے میں ایک روایت (مستدرک حاکم ج۳ ص۱۴۳) میں بایں الفاظ منقول ہے جو قاطع نزاع ہے: ''عن الحدیث سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلۃ انزل القران ولیلۃ اسریٰ بعیسیٰ ولیلۃ قبض موسیٰ (درمنثور ج۲ ص۲۶)'' یعنی حریث کہتے ہیں کہ میں نے امام حسنؓ سے سنا کہ حضرت علیؓ اس رات قتل کئے گئے۔ جس رات قرآن اترا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر کرائے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قبض کئے گئے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیے کہ حضرت علیؓ پر جو شہید ہوئے تھے، قتل کا لفظ اور موسیٰ پر جو وفات پاگئے تھے...... قبض کا لفظ استعمال ہوا۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام جو زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ ان کے حق میں اسریٰ فرمایا گیا۔ جیسا کہ محمد مصطفی ﷺ کو معراج جسمانی کرائی گئی اور لفظ اسریٰ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: ''سبحن الذی اسریٰ بعبدہ'' الحاصل اگر امام حسنؓ کا خطبہ امر واقع ہے تو یقیناً اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بمع جسم اٹھائے گئے اور یہی حق اور قرآن حدیث کے موافق ہے۔ یہ بھی ایک تائید الٰہی ہے کہ مرزائی حضرات نے جس روایت کو وفات مسیح کی دلیل ٹھہرایا تھا۔ خدا کی قدرت وہی حیات مسیح کی مثبت ہوگئی۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے۔ حالانکہ مرزا قادیانی ان کو زندہ مانتے ہیں۔ دیکھو (نورالحق حصہ اول ص۵، خزائن ج۸ ص۶۸)

مرزائی اعتراض...... بخاری میں ممیتک؟

امام بخاریؒ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ جبھی تو حضرت ابن عباسؓ کی روایت ''متوفیک ممیتک'' کو بخاری میں نقل کیا ہے۔

جواب اعتراض اوپر کے مضمون میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ صحابہ کرام خصوصاً ابن عباسؓ کو

قائلین وفات مسیح قرار دینا قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے۔ ان کی روایات سے وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ حیات ثابت ہوتی ہے۔ بنابریں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قائل وفات کہنا یقیناً جہالت وضلالت ہے۔ امام موصوف نے تو حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جس میں نزول مسیح کا ذکر اور تاہنوز ان کے زندہ ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔ یعنی وہ روایت جس میں آیت: ''وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته '' سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حیات مسیح پر استدلال کیا ہے۔ اپنی صحیح میں درج فرما کر مسئلہ حیات مسیح کو واضح کیا ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ بالکل باطل ہوکر رہ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو مرزا قادیانی نے غصہ میں آکر (ضمیمہ نصرۃ الحق ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غبی، فہم قرآن میں ناقص اور درایت میں حصہ نہ رکھنے والا قرار دے کر دریدہ دہنی کی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر نزول مسیح کا اظہار فرمایا اور ابوہریرہؓ نے آیت قرآنی کے ساتھ اس پر یہ مہر تصدیق ثبت کردی اور امام بخاریؒ نے اسے صحیح بخاری میں درج فرما کر مسئلہ حیات مسیح کو واضح وثابت کر دیا۔ اس پر بھی یہ کہہ کر دھوکہ دینا امام بخاریؒ نعوذ باللہ وفات مسیح کے قائل تھے، افتراء بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

مرزائی دوستو! بخاری پھر پڑھو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو بایں الفاظ باب منعقد کیا ہے ''باب نزول عیسیٰ بن مریم'' مزید تشفی کے لئے ہم ان کی تاریخ سے ان کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ''یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعا کذا فی الدر المنثور ج۲ ص۲۴۵ '' یعنی فرمایا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حجرہ نبوی میں نبی علیہ السلام اور آپ ﷺ کے صاحبین کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔ کیوں جناب! اب بھی کہو گے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے؟ دیدہ باید۔

مرزائی اعتراض...... امام مالک؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ ''قال مالك مات عیسیٰ (مجمع البحار و شرح اکمال الاکمال)''

جواب اعتراض یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ اول تو یہ قول بے سند ہے اور مالک کوئی مجہول شخص ہے۔ دہلی میں جب مجھ سے بابو عمر دین قادیانی جو مرزائیوں کی طرف سے مشہور مناظر تھا، نے مسئلہ حیات وممات مسیح پر مناظرہ کیا تو استدلالاً یہی قول پیش کیا۔ میں نے جواباً کہا کہ اس کی

سند پیش کرو۔ یہ کیسے سمجھا جائے اس مالک سے مراد امام دار ہجرہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پس پھر کیا تھا، مرزائی مناظر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ادھر ادھر بغلیں جھانکنے لگا اور کوئی صحیح جواب نہ بن پڑا۔

دوم...... یہ کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جانے سے قبل سلائے گئے تھے۔ چنانچہ لفظ ''توفی'' کے یہ بھی ایک معنی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وهو الذی یتوفاکم باللیل'' اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رات کو تمہیں سلا دیتا ہے۔ اگر یہ فی الواقع امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے۔ تو اس سے مراد سلانا ہے۔ موت کے معنی نوم کے بھی آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها'' مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو قاموس وغیرہ۔

سوم...... یہ کہ ''وفی العتبیة قال مالك بینا الناس قیام یستمعون لاقامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا نزل عیسیٰ'' (شرح اکمال لاکمال ج۱ ص۲۶۶)

یعنی عتبیہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا لوگ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک بادل چھا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

عبارت ہذا سے صاف ثابت ومعلوم ہوگیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حیات مسیح و نزول فی آخر الزمان کے قائل تھے۔ اسی واسطے مالکی مذہب کے دیگر علماء، وفقہاء بھی حیات مسیح کے قائل ہیں۔ چنانچہ علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ میں رقمطراز ہیں: ''رفع عیسیٰ وهو حیّ علی الصحیح'' یعنی صحیح بات یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک زندہ ہیں۔

واضح باد...... کہ کتاب عتبیہ امام مالک کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ علامہ قرطبی امام عبدالعزیز اندلسی کی ہے جن کی وفات ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو

(کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ج۱ ص۱۰۶،۱۰۷)

مرزائی اعتراض...... امام ابوحنیفہؒ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔

جواب اعتراض بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔ ''هاتوا برهانکم ان کنتم صٰدقین'' لاؤ ثبوت اگر سچے ہو تو۔ دکھاؤ کس کتاب میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ وفات مسیح کے قائل تھے۔ اگر کسی نے جھوٹ بولنا اور مغالطہ دینا سیکھنا ہو تو مرزائیوں سے سیکھ لے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو

فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:’’نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء حق کائن ‘‘یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا حق اور ثابت ہے۔ کیوں احمدیو! اب بھی مسلمانوں کو دھوکہ دوگے؟

مرزائی اعتراض......امام احمدؒ؟

امام احمد بن حنبلؒ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے؟

جواب اعتراض سچ ہے یرقان کے مریض کو ساری چیزیں زرد ہی دکھائی دیتی ہیں اور بلی کو خواب میں چھیچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کی مسند میں تو بیسیوں حدیثیں حیات مسیح علیہ السلام کی موجود ہیں۔ جن سے امام موصوف نے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام ونزول مسیح علیہ السلام کو بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے۔ باوجود اس کے آپؒ کو قائل وفات گردانا انتہا درجہ کی کذب بیانی وافتراء پردازی نہیں تو اور کیا ہے؟

افسوس صد افسوس! مرزائی حضرات حمیت مذہبی کی وجہ سے اتنے بڑے امامان دین پر بھی جھوٹ بولنے اور بہتان باندھنے سے باز نہیں آتے۔ کل خدا کو کیا جواب دیں گے؟

امام ابن حزمؒ پر اتہام

مرزائیوں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ پر بھی افتراء پردازی کی ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ حالانکہ وہ برابر حیات مسیح کے قائل تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب (محلّٰی ج۱ص۹) میں رقمطراز ہیں:’’ان عیسیٰ بن مریم سینزل ‘‘یعنی بیشک عیسیٰ علیہ السلام عنقریب نازل ہوں گے۔ نیز (کتاب الفصل ج۱ص۱۸۰) میں ہے:’’فکیف یستجیز لمسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیا فی الارض حاشامااستثناه رسول اللہ ﷺ فی الاثار المسندة الثابة فی نزول بن مریم علیه السلام فی اخر الزمان‘‘

یعنی کسی مسلمان کو کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ وہ محمد مصطفی ﷺ کے بعد کسی کو زمین میں نبی مانے۔ الّا اسے جسے خود رسول ﷺ نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنٰی کر دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کے بارے میں پھر لکھتے ہیں:’’واما من قال ان بعد محمد نبیا غیر عیسیٰ بن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره (کتاب مذکور ج۳ ص۲۴۹)‘‘

یعنی جو شخص اس کا قائل ومعتقد ہو کہ محمد ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے کوئی اور نبی بھی ہے (جیسے غلام احمد قادیانی وغیرہ) تو اس شخص کے کفر میں امت محمدیہ میں سے دو

آدمی کو بھی اختلاف نہیں۔ وہ سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ اسی طرح کتاب مذکور کے (ص۷۷) پر نزول مسیح علیہ السلام پر ایمان لانا واجب لکھا ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب دہلوی اور علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی پر اتہام

اسی طرح ان دونوں بزرگوں پر بھی مرزائیوں نے بہتان باندھا ہے کہ یہ ہر دو وفات مسیح کے قائل تھے۔ حاشاء وکلا ہرگز نہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحق صاحب اپنی کتاب (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۳۴۴) پر لکھتے ہیں: ''ونزول عیسیٰ بن مریم و باد کرد آنحضرت ﷺ فرود آمدن عیسیٰ را از آسمان برزمین۔'' نیز (ص۳۷۳) پر مسیح کا آسمان سے نازل ہونا صاف لکھا ہے۔ ایسا ہی تفسیر حقانی میں مرقوم ہے۔

علامہ نواب صاحبؒ نے تو اپنی کتاب حجج الکرامۃ میں نزول وحیات مسیح علیہ السلام پر ایک مستقل باب منعقد کر کے بادلائل ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مذکور (باب۷ ص۴۲۲)۔ نیز نواب صاحب کی تصنیف لطیف تفسیر فتح البیان وترجمان القرآن وغیرہ میں مسئلہ حیات مسیح بالوضاحت موجود ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ پر اتہام

ان کے متعلق بھی مرزائی کہتے ہیں کہ یہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب ''مدارج السالکین'' میں حدیث: ''لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیّین'' (اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے) نقل کی ہے۔

جواب اتہام امام ابن قیم رحمۃ اللہ نے ہرگز اس قول کو حدیث نہیں لکھا۔ مطلب ان کا اس قول سے حیات وممات کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ اگر آج زمین پر موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو رسول ﷺ کی پیروی کرتے۔ یعنی زمین کی زندگی کو فرض مانتے ہوئے نبی علیہ السلام کی بزرگی ثابت کرنا چاہی ہے نہ کہ وفات کا اظہار۔ چنانچہ وہ اسی عبارت میں جسے مرزائی چوری وخیانت سے نقل کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ آگے چل کر نزول مسیح کا اقرار فرماتے ہیں ملاحظہ ہو: ''ومحمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة لجمیع الجن و الانس فے کل زمان ولوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لکان من اتباعه واذانزل عیسیٰ ابن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ (مدارج

السالکین ج ٤ ص ٢١٣، مطبوعه مصر ص ٢٤٢)‘‘

یعنی نبوت محمدیؐ تمام جن وانس کے لئے اور ہر زمانے کے لئے ہے۔ بالفرض اگر موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام آج زندہ موجود ہوتے تو وہ بھی آپ ہی کی اتباع کرتے اور جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدیہؐ پر ہی عمل کریں گے۔

مرزائی دوستو! پس جھوٹی بات کو سچا کرنے کے لئے کسی پر اتہام لگانا انتہا درجہ قبیح اور بعید از شرافت ہے۔ اگر اس قول سے وفات ہی ثابت کرنا چاہتے ہو تو ساتھ ہی مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ سے بھی ہاتھ دھو لو۔ کیونکہ وہ حیات موسوی کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس قول میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات مذکور ہے: ’’فما جوابکم فهو جوابنا ‘‘ الغرض امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں مسئلہ حیات مسیح بعبارۃ النص موجود ہے۔

چنانچہ (کتاب التبیان مصنفہ ابن قیم ص۱۳۹) میں مرقوم ہے: ’’وهذا المسيح بن مريم حيّ لم يمت وغذاءه من جنس غذاء الملئكة ‘‘ یعنی مسیح بن مریم زندہ ہیں، فوت نہیں ہوئے۔ ان کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔ نیز کتاب مذکور کے (ص۲۲) پر مسطور ہے: ’’وانه رفع المسيح اليه ‘‘ یعنی تحقیق اللہ عزوجل نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ نیز: ’’وهو نازل من السماء فيحكم بكتاب الله ‘‘ اور وہ آسمان سے نازل ہو کر قرآن و حدیث پر عمل کریں گے۔ (ہدیۃ الحیاریٰ مع ذیل الفارق ص۴۳ مطبوعہ مصر)

حافظ محمد لکھویؒ پر اتہام

حافظ صاحب موصوف پر بھی مرزائیوں نے الزام لگایا ہے کہ یہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ و بہتان ہے۔ وہ اپنی تفسیر (تفسیر محمدی ج۱ ص۲۹۱) پر بزبان پنجابی تحت آیت: ’’ومكروا ومكر الله ‘‘ لکھتے ہیں یعنی خدا نے اس وقت جبرائیل علیہ السلام بھیجا جو عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ جب طیطانوس انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گیا تو خدا نے اسے عیسیٰ کی شکل بنا دیا۔ جسے سولی دی گئی۔ اسی طرح اگلے صفحہ پر آیت: ’’انی متوفيك و رافعك الیّ ‘‘ کی تفسیر میں بھی وضاحت کی ہے۔

علامہ ابن عربیؒ پر اتہام

کہا گیا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب (فتوحات مکیہ ج۲ ص۱۲۵) میں لکھتے ہیں: ’’ان عيسىٰ عليه السلام…… ينزل فى هذه الامة فى اخرالزمان ويحكم بشريعة محمد ﷺ ‘‘

یعنی عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے اور شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق فیصلے کریں گے۔ پھر کتاب مذکور (ج۳ص۲۴۱،۳۶۷) میں مرقوم ہے: ’’انہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللّٰہ الی ھذہ السماء واسکنہ فیھا‘‘ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر سکونت پذیر ہیں۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ پر اتہام

علامہ ابن جریرؒ نے جابجا اپنی تفسیر میں حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت دیا ہے۔ مگر چونکہ تفاسیر میں مختلف لوگوں کے اقوال نقل ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کسی کا قول نقل کیا کہ: ’’قدمات عیسیٰ‘‘ مرزائیوں نے جھٹ اسے ابن جریرؒ کا قول قرار دے کر عوام الناس کو مغالطہ دینا شروع کر دیا کہ امام ابن جریرؒ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ امام ابن جریرؒ تو متعدد اقوال لکھ کر بعد میں اپنا فیصلہ بایں الفاظ لکھتے ہیں کہ:

’’واولیٰ ھذہ الاقوال بالصحۃ عند ناقول من قال معنیٰ ذالک انی قابضک من الارض ورافعک الیّ لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰہ ﷺ‘‘ یعنی ’’توفی‘‘ کے متعلق جو بحث ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ توفی بمعنی نیند ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ بمعنی موت ہے جو آخری زمانے میں ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ ان جملہ اقوال سے ہمارے نزدیک صحیح یہ قول ہے کہ میں زمین سے تجھ کو پورا پورا لینے والا ہوں۔ یہ معنی اس لئے اقرب الی الصواب ہے کہ نبی علیہ السلام سے متواتر حدیثوں میں آیا ہے کہ: ’’انہ ینزل عیسیٰ بن مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الارض ثم یموت (ج۲ص۱۸٤)‘‘

مرزائی دوستو! تمہارے مصنوعی نبی مرزا قادیانی نے امام ابن جریرؒ کو معتبر آئمہ حدیث لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو (چشمہ معرفت حاشیہ ص۲۵۰، خزائن ج۲۳ص۲۶۱) آؤ امام موصوف کا فیصلہ مان لو کہ آیت: ’’انی متوفیک ورافعک الیّ‘‘ کا صحیح معنی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ لیکن تمہیں تو صرف دھوکہ دہی مقصود ہے۔ ایمان وانصاف سے کیا مطلب؟

مصنف الیواقیت والجواہر پر اتہام

کہا گیا ہے کہ یہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ کیونکہ انہوں نے حدیث موسیٰ وعیسیٰ ’’حییّن‘‘ نقل کی ہے۔

جواب اتہام پھر تو مرزا قادیانی بھی یقیناً جھوٹے ہیں۔ کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو زندہ

مانتے ہیں۔آہ سچ ہے دروغ گوراحافظہ نباشد۔کتاب مذکور کے مصنف امام عبدالوہاب شعرانی پر یہ صریح اتہام ہے۔کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ سوال کر کے کہ مسیح علیہ السلام کے نازل ہونے پر کیا دلیل ہے؟ بایں الفاظ جواب دیا ہے:

’’الدلیل علی نزوله قوله تعالیٰ و ان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته، ای حین ینزل ویجتمعون علیه وانکرت المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصاریٰ عروجه بجسده الی السماء وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیه السلام وانه لعلم للساعة...... والضمیر فی انه راجع الی عیسیٰ...... والحق انه رفع بجسده الی السماء والایمان بذالك واجب قال الله تعالیٰ بل رفعه الله الیه‘‘ (الیواقیت والجواہر ج۲ص۱۳۰،۱۳۱)

یعنی نزول مسیح علیہ السلام کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے وہ اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے جو اس وقت جمع ہوں گے اور معتزلہ وفلاسفہ اور یہود ونصاریٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر رفع جسمانی کے منکر ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانی ہے اور’’انــــہ‘‘ کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔حق بات یہی ہے کہ وہ بجسمہ آسمان پر اٹھائے گئے۔اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ارشاد الٰہی ہے کہ اٹھالیا اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔

پس معلوم ہوا کہ رفع جسمانی کا انکار کرنا یہود ونصاریٰ وغیرہ کفار کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔اس میں مرزائی اور یہود ونصاریٰ برابر ہیں۔

احمدی دوستو! عبارت مندرجہ بالا کو پھر بغور پڑھو اور ایمان لاؤ تاکہ نجات ہو۔نیز اسی کتاب مطبوعہ مصر کے ص۱۲۰ میں مرقوم ہے:’’ثم رفعه الی السماء‘‘یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ پر اتہام

مرزا قادیانی کی (کتاب البریہ ص۱۸۸، خزائن ج۱۳ص۲۲۱ حاشیہ) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ابن تیمیہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔

جواب اتہام

یہ بھی صریح اتہام ہے۔علامہ موصوف تو حیات مسیح کے قائل ہیں۔دیکھو ان کی کتاب ’’الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح‘‘اور’’زیارت القبور‘‘وغیرہ۔’’فبعث

المسیح رسلہ یدعونھم الی دین اللّٰہ تعالیٰ فذھب بعضھم فی حیاتہ فی الارض و بعضھم بعد رفعہ الی السماء فدعوھم الی دین اللّٰہ (الجواب الصحیح ج۱ص۱۱۹)''

یعنی کفار روم و یونان وغیرہ غیر اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ پس مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب مبلغ بھیجے کہ وہ لوگوں کو توحید الٰہی کی طرف دعوت دیں۔ پس بعض تو مسیح علیہ السلام کی زندگی میں گئے (یعنی جب وہ زمین پر زندہ موجود تھے) اور بعض ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے: ''ویقال ان انطاکیۃ اول المدائن الکبار الذین امنوابالمسیح علیہ السلام وذالک بعد رفعہ الی السماء''

یعنی انطاکیہ ان بڑے شہروں میں سے پہلا شہر ہے جس کے باشندے مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تھا۔

قادیانی وربوی دوستو! علماء وصلحاء امت پر افتراء پردازی سے کام نہیں چل سکتا۔ یاد رکھو! جتنے اولیاء اللہ و بزرگان دین گزرے ہیں۔ سب حیات مسیح کے قائل ومعتقد تھے۔ ملاحظہ ہو

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کا عقیدہ!

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اپنی مکتوبات میں فرماتے ہیں ''حضرت عیسیٰ کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود'' (مکتوبات ۱۷دفتر سوم)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرما کر محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النّبیین کی شریعت کی اتباع کریں گے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا عقیدہ!

آپ اپنی مشہور کتاب (غنیۃ الطالبین ج۲ص۵۸۴) میں رقمطراز ہیں: ''رفع اللّٰہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام الی السماء'' یعنی اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ کا عقیدہ!

آپ ارشاد فرماتے ہیں ''حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آید۔'' (انیس الارواح ص۹) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کے آسمان سے نازل ہوں گے۔ پس ثابت ہوا کہ جملہ بزرگان دین حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔

حیات مسیح کا ثبوت متفرق دلائل سے!

تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت:''انی متوفیك ''مرقوم ہے:''نجاہ اللہ تعالیٰ من بینهم ورفعه من روزنة ذالك البیت الی السماء ''یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کافروں سے نجات دی اور اس گھر کے روزن سے ان کو آسمان کی طرف زندہ اٹھالیا۔ (تفسیر کبیر ج۳ ص۲۴۲) میں ہے:''رفع عیسیٰ الی السماء ثابت بهذه الایة ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے۔ (درمنثور ج۲ ص۲۴۱ بحوالہ ابن ابی حاتم) مرقوم ہے:''قال الحسن ان اللہ رفع الیه عیسیٰ وهو باعثه قبل یوم القیمة ''یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا اور قیامت سے پہلے اسے بھیجے گا۔

شرح عقائد نسفی مطبوعہ مجتبائی دہلی (ص۱۲۴) میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے خروج دجال اور دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کے آنے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی فرمایا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حیات مسیح ونزول مسیح من السماء کا عقیدہ رکھنا اسلامی عقائد میں داخل ہے۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والا مخالف اسلام ہے:''وان من اهل الکتاب ''مرقوم ہے:''والمعنیٰ انه اذا نزل من السماء امن به اهل الملل جمیعاً ''یعنی اس آیت کا معنی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ تو ان پر سب فرقے ایمان لے آئیں گے۔ تفسیر خازن میں ہے:''وانه یعنی عیسیٰ لعلم للساعة یعنی نزوله من اشراط الساعة ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانیوں سے ہے۔ تفسیر کبیر، مدارک ج۴ ص۱۴۹، جلالین ص۴۰۹، جامع البیان وغیرہ میں ہے:''وقراء ابن عباس وانه لعلم للساعة وهوالعلامة ای وان نزوله لعلم للساعة وان عیسیٰ مما یعلم به مجیئ الساعة''

یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام علامات قیامت سے ہے۔ (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۱۸۴) میں ہے:''قال الحسن ان عیسیٰ رفعه اللہ الیه فهو عنده فی السماء ''یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ پس وہ اللہ کے پاس آسمان پر زندہ ہیں۔ نیز امام شوکانیؒ نے اپنے رسالہ التوضیح فی تواتر ماجاء فی المهدی والدجال والمسیح میں نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق ۱۹ احدیثیں درج کی ہیں۔

حیات مسیح کا ثبوت اجماع امت سے!

(تفسیر بحر محیط سورہ آل عمران ص۴۷۳) میں مرقوم ہے:’’واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانه ینزل فی اخر الزمان ‘‘یعنی حدیث متواتر کی بناء پر ساری امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اور اخیر زمانے میں نازل ہوں گے۔

امام نوویؒ (شرح مسلم شریف ج۲ مجتبائی دہلی ص۲۷۸) میں رقمطراز ہیں:’’قالوا وفی هذا الحدیث دلیل علی ان عیسیٰ بن مریم اذانزل فی اخر الزمان نزل حکما من حکام هذا الامة یحکم بشریعة نبینا‘‘یعنی جملہ علماء امت نے کہا ہے کہ یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانے میں نازل ہوں گے تو اس امت کے حاکم بن کر شریعت محمدیہؐ پر چلائیں گے۔حاشیہ تفسیر جامع البیان میں مرقوم ہے:

’’والاجماع علی انه حی فی السماء ینزل ‘‘یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ایک دن نازل ہوں گے۔(تفسیر کبیر ص۴۵۸) میں ہے کہ دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ وہ نازل ہوں گے۔

مرزائی اعتراض......نزول کی حکمت؟

صرف عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھنے اور پھر دوبارہ نازل کرنے میں کیا خاص حکمت ہے۔کسی دیگر نبی کے ساتھ ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب اعتراض

(فتح الباری شرح صحیح بخاری پ۱۳ص۲۸۱) میں اس کا جواب موجود ہے۔اگر معترض صحیح بخای مع شرح پڑھ لیتا تو اس اعتراض بے جا کی تکلیف نہ کرتا۔’’قال للعلماء الحکمة فی نزول عیسیٰ دون غیره من الانبیاء الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه فبین الله کذبهم وانه الذی یقتلهم‘‘

یعنی علماء امت نے نزول مسیح کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ چونکہ یہودیوں کا اعلان تھا کہ :’’انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول الله ‘‘یعنی ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر دیا۔ اللہ عزوجل نے ان کا رد کر دیا اور ان کا جھوٹ بیان کر دیا کہ وہ جھوٹے ہیں۔انہوں نے عیسیٰ علیہ

السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آکر ان کو قتل کریں گے۔ اسی طرح مرزائی قادیانی حضرات بھی یہود کی طرح وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں مرزائیوں کی تکذیب بھی مقدر تھی۔ ان کا بھی جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔

فیصلہ نبوی در بارہ حیات مسیح!

(تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۸۹) میں مرقوم ہے: ’’عن الحسن قال قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیٰمة ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ قبل قیامت تمہاری طرف لوٹنے والے ہیں۔

ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵ میں ہے: ’’قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم عند المنارة البیضاء مشرقی دمشق ‘‘یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر نازل ہوں گے۔ حدیث ہذا حیات مسیح اور مقام نزول کی بین دلیل ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کی صریح مبطل ہے۔

مشکوٰۃ ص۵۸۳ کے باب ثواب ہذہ الامۃ میں ہے: ’’قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها‘‘یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہوگی۔ جس کے اول میں میں ہوں اور درمیان میں امام مہدی اور آخر میں مسیح ابن مریم ہیں۔‘‘ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کے ضرور نازل ہوں گے۔

نیز ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵ باب خروج الدجال و مسند احمد وطبرانی کی معجم صغیر میں ہے: ’’قال رسول اللہ ﷺ انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم لانه لم یکن بینی وبینه نبی وان خلیفتی علی امتی وانه نازل و یقاتل الناس علی الاسلام حتّٰی یهلك اللہ الملل کلها وتقع فی الارض الامنة ثم یتوفی ویصلی المسلمون علیه وید فنونه ‘‘یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے بہت نزدیک ہوں۔ کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا اور وہ میری امت پر میرے خلیفہ ہیں اور وہ یقیناً نازل ہونے والے ہیں۔ لوگوں سے اسلام کی خاطر لڑیں گے۔ یہاں تک کہ بجز اسلام کے باقی کل ادیان مٹ جائیں گے اور زمین میں امن قائم ہو جائے گا۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے اور مسلمان ان پر جنازہ پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔

حدیث ہذا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول من السماء کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے خلیفہ ہیں۔ ان کے نازل ہونے پر تمام روئے زمین پر ایک مذہب اسلام ہوگا۔ باقی جملہ ادیان باطلہ ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس سے مراد مرزا قادیانی ہیں، جو مثیل مسیح ہونے کے مدعی ہیں۔ تو مرزا قادیانی کی آمد سے تو فرق باطلہ کی تعداد بجائے گھٹنے کے اور بڑھ گئی۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں کیا شک وشبہ باقی رہا۔

تفسیر خازن میں تحت آیت: ''بل رفعه الله اليه'' مرقوم ہے: ''قال ابن عباس ما من احد قبل موت عيسىٰ وذالك عند نزوله من السماء فى اخرالزمان فلا يبقى احد من اهل الكتاب الاامن بعيسىٰ حتى تكون الملة والحدة وهى ملة الاسلام'' ترجمہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

ناظرین با تمکین! دلائل مندرجہ بالا سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مرزائی مذہب بالکل جھوٹا لغو اور باطل ہے اور اس کا بانی مدعی نبوت دجال وکذاب ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اول ولایت کا دعویٰ کیا۔ پھر تمام اولیاء اللہ سے جو اس وقت موجود تھے، تفوق اور بڑائی کا اشتہار دیا کہ میں سب سے اعلیٰ واولیٰ ہوں۔ پھر کبھی مثیل آدم اور کبھی مثیل نوح، کبھی ابراہیم ویوسف اور کبھی موسیٰ وداؤد ہوئے۔ آخر نوبت بایں جارسید کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مار کر ان کے عہدہ پر ہاتھ صاف کیا اور مسیح موعود بن بیٹھے۔ لیکن یہ نہ سمجھے کہ جس کو خدا نہ بنائے وہ کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ یہ جملہ دعاویٰ مرزا قادیانی کے ان کے اشتہارات ورسائل سے ظاہر ہیں۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳ ص۲۲۷، توضیح مرام ص۱۸،۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰، فتح الاسلام ص۱۵،۱۹، خزائن ج۳ ص۱۰تا۱۲)

براہین احمدیہ میں آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ پھر ازالہ اوہام میں ایک اور نیا دعویٰ کیا جو مراق مرزا کی بین دلیل ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو مثیل سردار انبیاء الاصفیاء حضرت مقدس ﷺ قرار دیا۔ دیکھو (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۵۳،۲۵۴، خزائن ج۳ ص۲۲۷،۲۲۸)

کبھی کہلایا مجھے الہام ہوا ہے: ''انا انزلناه قريبا من القاديان'' (ازالہ ص۷۵، خزائن ج۳ ص۱۳۹) اسی برتے پر یہ لوگ احادیث کا انکار کرتے اور طرح طرح کی تاویلات کر کے مناظروں ومباحثوں میں مغالطہ دیتے اور ابلہ فریبی کرتے ہیں۔ اکثر مغالطّوں کے جوابات تو بفضلہ تعالیٰ نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔ اگر مزید تردید ودلائل منظور ہوں تو مندرجہ ذیل کتب ورسائل ملاحظہ ہوں۔

۱...... الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی، مصنفہ حضرت العلامہ شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی۔

۲...... الحق الصریح فی اثبات المسیح مؤلفہ مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی۔

۳...... اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح، مؤلفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب علی گڑھی۔

۴...... نمونہ لیاقت علی مولوی محمد احسن خواری مصنوعی مسیح۔

۵...... بیان للناس، مؤلفہ مولانا عبدالمجید صاحب دررد مولوی محمد احسن امروہی۔

۶...... شفاء للناس مؤلفہ مولانا عبداللہ صاحب شاہ جہاں پوری دررد اعلام الناس مصنفہ امروہی۔

۷...... تصنیفات مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔

۸...... تصنیفات مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ۔

اب ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ایک مختصر سی نظم درج کر کے مضمون ہذا کو ختم کرتے ہیں۔ دلائل کتابوں میں اور بھی بہت ہیں۔ مگر انصاف پسند طبائع ومتلاشیان حق کے لئے اتنا ہی کافی وافی ہے: ’’وفیه كفاية لمن له روایه‘‘

نظم دربارہ حیات مسیح علیہ السلام

از جناب حاجی شیخ نورالٰہی صاحب دہلویؒ

ابن مریم زندہ ہیں رب کی قسم
اور ہیں افلاک پر وہ محترم
زندہ کہتا ہے انہیں قرآن پاک
مانتے ہیں ہم کو اب کس کا ہے باک
وہ نہیں شامل ابھی اموات میں
ذکر اس کا ہے کئی آیات میں
اور حلف سے مصطفیٰ نے یہ کہا
آئیں گے دنیا میں عدلاً مقسطاً
جس کو چاہے رب رکھے زندہ مدام
بندہ کر سکتا ہے اس میں کیا کلام
اس کی ہے مخلوق ساری کائنات
کیا چرند اور کیا پرند اے نیک ذات
قادیانی اور ہی توحید ہے
مرزا کی سر بسر تقلید ہے
ہو مقلد مرزا قادیانی کے تم
ورنہ کیوں ہوتی عقل تمہاری گم
یاں تو بس نور الٰہی دل میں ہے
اور شمع مصطفیٰ ﷺ محفل میں ہے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزائے قادیانی کی بدزبانی

حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنہ قادیانیت

نسبحك اللهم ونحمده والصلوٰة والسلام علی من هو المسمی بمحمد واحمد وعلی اله واصحابه الاکرم الامجد

۱...... برادران اسلام! قبل ازیں میں ایک ٹریکٹ کے ذریعہ آپ پر نہایت صحیح حوالجات سے واضح کر چکا ہوں کہ مرزائی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان، مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس جماعت کا یہ عقیدہ ان کا اپنا گھڑا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ان کے پیرومرشد مرزاغلام احمد قادیانی کی اس کے متعلق نصوص ہیں۔

۲...... آپ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۶۷،۱۶۸) پر لکھتے ہیں: ''میرا منکر کافر ہے۔'' اور (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲) پر لکھتے ہیں: ''الہامات میں میری نسبت بیان کیا گیا ہے...... جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' نعوذ باللہ منہ!

۳...... مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین (مسلمانوں) کے لئے جہاں کافر، جہنمی جیسے القاب تجویز کئے ہیں۔ وہاں اپنی تصنیفات میں عام طور پر اور نام لے لے کر بھی خوب کوسا ہے۔ بلکہ میری تحقیق میں تو آپ کو جامع مانع گالیاں وضع کرنے میں ایک خاص ملکہ تھا۔

۴...... خلق عظیم کے مالک ''علیه وعلی اله الصلوٰة والسلام'' فرماتے ہیں کہ چار باتیں جس میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے۔

۱...... امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۲...... بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳...... وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

۴...... لڑے تو بیہودہ گوئی کرے۔

۵...... مرزا قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ان چاروں امور میں اچھی خاصی دسترس تھی۔ سچ ہے:

ہرچہ درآوند است ہماں مے تراود

میں فی الحال آپ کے سامنے آخری امر کے شواہد پیش کرتا ہوں اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ جب کبھی کسی سے لڑے ہیں تو بدزبانی، بیہودہ گوئی کا کوئی ہتھیار نہیں، جو آپ نے اٹھا نہ رکھا ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مدظلہ

آپ ہندوستان کے مشہور پیر ہیں۔ صرف پیر ہی نہیں بلکہ علمی کمالات کے حامل ہونے کے باعث آپ اہل سنت والجماعت کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے مرزا قادیانی کی تردید میں متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ جن میں سے ’’سیف چشتیائی‘‘ کو تو مرزائی اعتقاد کی قاطع سمجھئے۔

اس کتاب میں آپ نے جہاں حیات مسیح وغیرہ مسائل کا دلائل و براہین بیّنہ سے اثبات کیا ہے۔ وہاں آپ نے مرزا قادیانی کی علمیت کو بھی خوب بے نقاب کیا ہے۔ بہرحال آپ اپنی علمیت وصالحیت کی وجہ سے مرجع ومحسود انام ہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی کے عقائد واہیہ کا آپ نے نہایت منصفانہ رد فرمایا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی طرف سے باقاعدہ ’’اذا خاصم فجر‘‘ حسب ذیل سلوک ہوتا ہے۔

۱…… ’’مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔‘‘

۲…… ’’پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔‘‘

۳…… ’’اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے (بالکل غلط اتہام ہے پیر صاحب کی تصنیفات کا مطالعہ کریں) اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔‘‘ (سچ ہے)

۴…… ’’کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنایا ہے۔‘‘ (بلکہ یقین ہے)

۵…… ’’اے دیو! تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸، ترجمہ اشعار از مرزا قادیانی)

نوٹ…… بفضلہ تعالیٰ پیر صاحب موصوف ابھی تک زندہ ہیں اور ہزاروں لوگ ان کے علم وفضل سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ بدزبان ۱۹۰۸ء کا شکار موت ہو چکا ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مولوی ثناءاللہ صاحب

آپ پنجابی جماعت اہل حدیث کے سردار کہلاتے ہیں اور مولوی فاضل ہیں۔ آپ نے بھی مرزا قادیانی کی تردید میں رسائل کی ایک کثیر تعداد شائع کی۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو قطعی جھوٹا ثابت کرنے میں آپ کو باع وسیع حاصل ہے۔ مرزا قادیانی کی درگاہ سے آپ کو جو انعام ملا ہے۔ اس کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

۱...... ’’میں تجھے اور غدار زمانہ ثناءاللہ کو خدا کا ہاتھ دکھلاؤں گا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۷۷، خزائن ج۱۹ص۱۹۰)

۲...... ’’کیا تو نے کسی بھیڑیئے سے دوستی لگائی یا مولوی ثناءاللہ سے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۷۸، خزائن ج۱۹ص۱۹۱)

۳...... ’’اے عورتوں کی عار ثناءاللہ۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۸۳، خزائن ج۱۹ص۱۹۶)

۴...... ’’تو نے اپنی کتاب لکھی۔ پس ان انگلیوں پر واویلا ہے اور ہلاک ہو گیا وہ ہاتھ جو لوگوں کو گمراہ کرتا اور بکواس کرتا ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۹، خزائن ج۱۹ص۱۹۲)

نوٹ...... مرزا قادیانی نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹) کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اس میں لکھتے ہیں: ’’یا اللہ میں تیرے ہی تقدس کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔‘‘ (مولوی صاحب اب تک مرزائیوں کے خلاف دندناتے پھر رہے ہیں اور اس دعا کے داعی مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کو ہی دنیا سے اٹھ چکے ہیں)

مولوی علی حائیری صاحب

آپ پنجاب کی شیعہ جماعت کے مجتہدین اور ان میں بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی نسبت مرزا قادیانی کا ایک مصرعہ ہی نقل کر دینا کافی ہے: ’’کانك غول فاقد العین اعور‘‘ یعنی ’’گویا کہ تو ایک دیو ہے، آنکھ کھوئی والا ایک چشم۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۴، خزائن ج۱۹ص۱۸۶)

مذکورہ بالا تینوں اشخاص اپنی اپنی جماعت کے نہایت برگزیدہ اشخاص ہیں۔ جن میں سے کسی کو مرزا قادیانی نے ملعون کہا ہے تو کسی کو دیو اور کسی کو بکواسی جس کے یہ معنی ہیں کہ مرزا قادیانی کی بدزبانی سے سنی، شیعہ اور اہل حدیث کا کوئی عالم بھی محفوظ نہیں رہا۔

باوجود اس کے ڈھٹائی دیکھئے کہ (ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹) میں لکھتا ہے: ’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک بھی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جائے۔‘‘

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

شرم، شرم شرم، حضرات! مرزا قادیانی نے اس بدزبانی کا ایک عجیب وغریب فلسفہ بھی بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہ ’’سخت الفاظ استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل بیدار ہو جاتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۹، خزائن ج۳ ص۱۱۷) اور (انجام آتھم ص۲۴۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً) پر لکھتے ہیں: ’’من اورا بکلمات دردرساننده درغضب آوردم و الفاظ دل آزار گفتم تاباشد که اوبرائے جنگ من برخیزد‘‘ یعنی میں نے اسے درد رساں کلمات اور دل آزار الفاظ اس لئے کہے ہیں تاکہ وہ کسی طرح ناراض ہوکر مجھ سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے گالی کے جواب میں گالی دی ہے، غلط ہے۔ بلکہ ان ہر دو حوالجات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مصلحت کو مدنظر رکھ کر دل آزار اور سخت کلمات استعمال کئے ہیں تاکہ ان کے مخالفین ایسے کلمات اپنے یا اپنے بزرگوں کی نسبت سن کر بھڑکیں۔ ایک ہنگامہ پیدا ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قادیان جیسے غیرمعروف قصبہ میں بھی کوئی ضلع سیالکوٹ کی عدالت کا محرر رہتا ہے۔ سچ ہے:

بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

مرزا قادیانی (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ص۲۱۲) میں لکھتے ہیں: ’’میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ (کچھ آگے چل کر) میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیہ میں منعکس ہیں۔ (ایضاً) (کچھ اور آگے چل کر) تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۸ص۲۱۴)

یہ عبارت اپنے مطلب میں واضح ہے۔ یعنی میں محمدؐ ہوں ﷺ۔ مجھ میں اور سرور کائنات ﷺ میں کچھ فرق نہیں۔

حضرات! مرزا قادیانی جیسے بدزبان آدمی کا اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کا عین کہنا سخت گستاخی ہے اور آپ ﷺ کی عزت وا للّٰہم صلی علی محمد پر حملہ کرنا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات تو وہ تھی۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے نص فرمادی: ''انك لعلى خلق عظيم (القلم:٤)'' ﴿یقیناً آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔﴾ اور مہر کردی کہ: ''فبمارحمةٍ من الله لنت لهم (آل عمران:١٥٩)''

صحابہ کا آپ کی نسبت یقین وایمان تھا کہ: ''انك لاتكافى ء السيئة بالسية'' ﴿یقیناً آپ برائی کا بدلہ برائی نہیں کرتے۔﴾ اور: ''كان لايشافه احدا بمايكرهه حياء ولوم نفس (شفا)'' ﴿آپ ﷺ حیاؤ کرم نفسی کی وجہ سے ایسی طرح کسی کے روبرو نہ ہوتے جو اسے مکروہ وناپسند ہو۔ حضرت انسؓ آپ کے دیرینہ خادم کہتے ہیں: ''ماقال لى اف قط (شفا)'' ﴿مجھے حضور ﷺ نے اف تک بھی کبھی نہیں فرمایا تھا۔﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ماكان احد احسن خلقا من رسول الله ﷺ (شفا)'' ﴿حضور ﷺ سے بہترین خلق کا کوئی نہیں تھا۔ اور حضور ﷺ خود فرماتے ہیں: ''انى لم ابعث لعّاناً ولكنى بعثت رحمةً'' ﴿میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔﴾

مرزائی جماعت کے سامنے جب مرزا قادیانی کی کرتوت ظاہر کی جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ راہ راست پر آئیں، الٹا مسلمانوں کے دل کو مجروح کرنے کے لئے سرور عالم ﷺ کی ذات بابرکات اور قرآن مجید پر حملے شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی تو اپنے مخالفین کو گالیاں دی گئی ہیں۔ ''نستغفر الله العظيم''

حضرات! آپ بتلائیں کہ اس دلیل کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہوا کہ: ''نعوذ بالله منه'' قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ ہمیں اپنے مخالفین کو گالی دینا سکھاتے ہیں۔ چونکہ اس منافقانہ شرارت سے قرآن مجید و سرور عالم ﷺ کی نسبت صرف مرزا قادیانی کو بچانے کے لئے عوام کے اعتقاد کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہوا کہ بالاختصار اس جواب کی حقیقت کو طشت ازبام کروں تاکہ بوقت ضرورت ان منافقین کا منہ بند کیا جاسکے۔

ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اپنی دیگر بے نظیر تعلیمات کی طرح اخلاقیات کی

تعلیم میں بھی ایک انتہائی کتاب ہے اور ’’کلام الملك ملك الکلام ‘‘صرف اسی پر صحیح طور پر صادق آ سکتا ہے۔ قرآن مجید کی نسبت یہ کہنا کہ اس میں مخالفین کو گالیاں دی گئی ہیں، پرلے درجے کی بے ہودگی اور کفرونفاق کا انتہائی درجہ کا مظاہرہ ہے۔ یہ صرف ایک منافق وکافر یا مرزائی کا ہی عقیدہ ہوسکتا ہے کہ کلام الٰہی میں گالیاں ہیں۔

قرآن مجید میں کسی کافر یا منافق کو گالی دینے کی تعلیم تو کہیں رہی ان کے معبودین باطلہ کو بھی گالی دینے سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہوا ہے۔ پڑھئے: ’’ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ (الانعام:۱۰۸) ‘‘ ﴿اے مسلمانو! تم ان کو جن کو یہ کافر، اللہ کے سوا پوجتے ہیں، گالی نہ دو۔﴾

تفاسیر میں بروایت قتادہؒ اس کا شان نزول یہ بیان کیا ہوا ہے کہ: ’’کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنھھم اللّٰہ عزوجل عن ذلك ‘‘یعنی مسلمان کفار کے بتوں کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات (بتوں کو گالی دینے) سے منع فرمایا۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن (بنی اسرائیل:۵۳) ‘‘ ﴿آپ میرے بندوں کو کہہ دیں کہ وہ نہایت ہی اچھی بات کہا کریں۔﴾

ان ہر دو آیات کے علاوہ اور بھی تہذیب کلام کے بارہ میں قرآن مجید میں آیات وارد ہیں۔ باقی رہیں احادیث جو گالی کی برائی اور تہذیب کلام کی نسبت منقول ہیں۔ ان کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے۔ جن کے نقل کرنے کی اس چھوٹے سے رسالہ میں گنجائش نہیں۔

قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی قرآن مجید میں ایک یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ: ’’لوکان من عندغیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا (النساء:۸۲) ‘‘ ﴿قرآن مجید اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہوتا تو اس میں بہتیرا اختلاف ہوتا۔﴾ کیونکہ غیر اللہ کے کلام میں اختلاف وتصادم ضروری ہے۔ لیکن جب اس کلام پاک میں واقعات کثیرہ وعلوم غیر محدودہ پر مشتمل ہونے کے باوجود کسی ایک بات میں بھی اختلاف وتصادم نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ غیر اللہ کا کلام نہیں ہے۔

مذکورہ بالا ہر دو آیات سے معلوم ہو رہا ہے کہ قرآن مجید اپنے متبعین کو قول احسن کی تاکید فرما رہا ہے اور گالی سے بچنے کی یہاں تک تاکید کی ہے کہ کفار کے بتوں تک گالی نہ دو۔ اب

اگر کوئی عقل کا اندھا یہ کہے کہ قرآن مجید میں مخالفین کو گالیاں دی گئی ہیں۔ جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ’’نعوذ باللہ‘‘ قرآن مجید مخالفین کو گالی دینے کی تعلیم دیتا ہے تو بتلایئے ہم اسے کیا سمجھیں کافر، منافق یا پاگل؟

سرور کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکید ہو رہی ہے کہ: ’’اصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل (الاحقاف:۳۵)‘‘ ﴿آپ ﷺ اسی طرح صبر کریں جس طرح کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔﴾ اور آپ ﷺ نے اس پر وہ عمل کر دکھایا جس سے تمام دنیا جانتی ہے اور اپنے پیروؤں کو وہ اخلاقی تعلیم دی جس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ لیکن مرزا قادیانی کے مرید اپنے سباب کی حمایت میں قرآن مجید پر اتہام لگاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی گالیاں ہیں۔

مرزا قادیانی کی بدزبانی کے جواب میں مرزائی الزاماً مسلمانوں کو جو کچھ کہا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں ولید بن مغیرہ کو زنیم کہا گیا ہے۔ جس کے معنی حرام زادہ کے ہیں۔ دوسرا ابولہب کو تبت یدا ابی لہب میں گالی دی گئی ہے۔ سو پہلے کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں کہیں ولید بن مغیرہ کا نام نہیں آیا۔ دوسرا مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ زنیم وغیرہ اوصاف کا مصداق ولید بن مغیرہ یا اسود بن یغوث یا اخنس بن شریق جب کسی ایک شخص کو معین نہیں کیا جاسکتا۔ تو بتلایئے حرام زادہ کس کو کہا گیا اور پھر نام تو قرآن مجید میں کسی ایک کا بھی نہیں ہے۔ تیسرا زنیم کے کئی معنی ہے۔ جو شرارت میں مشہور ہوا اس کو بھی زنیم کہتے ہیں۔ علی ہذا۔

چوتھا یہ ہے کہ جس آیت میں زنیم کا لفظ آیا ہے۔ اس میں تو یہ بتلایا گیا ہے کہ ایسے ایسے اخلاق وعادات کے آدمی کی اطاعت نہ کرو اور یہ عام ہے۔ خواہ کوئی ہو کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ گالی والی کا تو وہاں ذکر ہی نہیں۔ بلکہ بدافعال آدمی کی مذمت ہے خواہ کسے باشد۔ آیت مع ترجمہ پڑھیں اور غور کریں کہ کیا اس میں کسی کو گالی دی گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ولا تطع کل حلاّف مهین هما زمشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالك زنیم (القلم:۱۰تا۱۳)‘‘ ﴿اور (اے مخاطب) تو ہر ایک ایسے شخص کی بات بات پر جھوٹی قسم کھانے والا ہو۔ ذلیل طبع ہو۔ طعنہ زن ہو۔ چغل خور ہو۔ بخیل ہو۔ ظالم ہو۔ فاجر ہو۔ بدخو ہو مع اس کے زنیم (شرارت میں مشہور، حرام زادہ) ہو اطاعت نہ کر۔﴾

ولید وغیرہ کا نام جو مفسرین نے گنا ہے تو اس کی کیفیت سنئے! جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو شریرترین کفار (ولید، اسود وغیرہ) نے اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق جانا۔ چنانچہ ولید کے متعلق تفاسیر میں آیا ہے کہ اس نے نزول آیت پر کہا یہ اوصاف تو مجھی میں پائے جاتے ہیں۔ ہو نہ ہو محمدﷺ نے میری نسبت ہی کہا ہے مگر میں زنیم تو نہیں ہوں لیکن چونکہ کفار تک کو یقین تھا کہ آنحضرتﷺ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ عین واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے زنیم بمعنی حرامزادہ ہونے کی تحقیق شروع کر دی۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کے پاس جاتا ہے۔ اس سے پوچھتا ہے انکار کرنے پر اسے دھمکاتا ہے۔ آخر وہ بتلاتی ہے کہ تو منسوب الیہ کا بیٹا نہیں ہے۔ دراصل تو فلاں شخص کا...... ہے۔

حضرات! بتلائیں اگر کوئی شخص خود بخود ہی اوصاف مذکورہ فی آلایۃ کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرالے اور زنیم بمعنی حرام زادہ والی صفت کے غیر معلوم ہونے پر اس کو محقق کر کے اپنے آپ پر چسپاں کرے تو اس میں قرآن مجید کا کیا قصور ہے۔

اور ایسے واقعات سے یہ سمجھ لینا کہ قرآن مجید میں مخالفین کو گالیاں دی گئی ہیں۔ یہ صرف منافق اور مرزائی ذہنیت کا ہی نتیجہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں تو تصریح ہے کہ ایسے ایسے اوصاف والے کی اطاعت نہ کرو اور فی الواقع اگر زنیم بمعنی حرام زادہ بھی لئے جائیں تو ایک پاکیزہ اخلاق آدمی ایسے خبیث مادہ کی جس سے سو فیصدی ظہور خباثت کی ہی امید ہوسکتی ہے۔ کبھی اطاعت کرنا پسند نہیں کرسکتا۔ حضورﷺ فرماتے ہیں نطفہ خبیثہ کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے محسن سے برائی نہ کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ (شیخ زادہ علی البیضاوی ص۵۲۸)

مرزائیوں کے دوسرے الزام کی حقیقت سنئے۔ سورۂ لہب کا شان نزول تفاسیر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

وہ فخر عرب، زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل طالب — سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر میری بات یہ دل نشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں اصلانہیں ہے
کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا — ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

اس پر ابولہب کہنے لگا:''تبالك الهذا دعوتنا جميعا ''یعنی (ارے تو مرے کیا اس لئے تو نے ہم کو بلایا تھا۔) ابولہب کے ان گستاخانہ کلمات استعمال کرنے کی اللہ تعالیٰ جو سزا دنیا و آخرت میں اس کے لئے تجویز کی تھی۔ اس کی خبر ابولہب کے ہی الفاظ میں دے دی یعنی ابولہب کے جملہ انشائیہ کو بصورت خبر یہ ادا کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب ہلاک ہوگا۔ اس کا مال ومتاع دنیا و آخرت میں کچھ مفید نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ پیش گوئی اس طرح صادق آئی کہ ابولہب کو ایک قسم کا طاعونی دانہ نکلا۔ اس کے متعلقین اس کے پاس نہیں پھٹکتے تھے۔ وہ مرگیا تو اس کی لاش کچھ روز لاوارث پڑی رہی۔ آخر اسے ایک گڑھے میں پھینکوا دیا گیا۔ باقی رہی آخرت، تو اس میں جو کچھ اس کو عذاب ہوگا ایک مسلمان اس کے متعلق یقین اور اعتقاد رکھتا ہے۔ ہاں منافق یا مرزائی کا عقیدہ کا آدمی اس کو گالی بتاتا ہے تو اس کی عقل اور:

بریں عقل و دانش بباید گریست

تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے:''تبت اے خابت وخسرت يدا ابى لهب اے هو اخبر عن يديه والمراد به نفسه ''یعنی (تبت کے معنی ہیں ابولہب کے دونوں ہاتھ خسارہ میں پڑے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے دونوں ہاتھ بمعنی اس کی ذات کے خبر دی ہے)

''مااغنىٰ عنه ماله (سوره لهب:۲) ''یعنی ﴿اس کے مال نے اس کو نفع نہیں دیا یعنی نفع نہیں دے گا۔﴾

چونکہ ابولہب کی ہلاکت وعذاب کا واقعہ یقینی تھا۔ اس لئے مستقبل کو بصورت ماضی ذکر کر دیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ ذلت ابولہب کو ہو چکا، جانو۔ لہٰذا یہ ایک پیشین گوئی ہے جسے ابولہب کے ہی الفاظ میں دہرایا گیا۔

اگر کوئی اسے گالی بنائے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ تم مسلمان ہو یا کافر منافق؟ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ تمہارا ایمان ہے یا نہیں کہ قرآن مجید اعلیٰ

اخلاق سکھاتا ہے؟ اگر یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید اعلیٰ اخلاق سکھاتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ کلام الٰہی میں گالی دی گئی۔ جب کہ گالی کو کوئی شخص بھی خوش اخلاقی میں شمار نہیں کرسکتا اور جبکہ قرآن مجید میں اختلاف محال وممنوع ہے تو ایک مسلمان ایسے دو متضاد اعتقاد کس طرح رکھ سکتا ہے؟

اور اگر وہ مسلمان نہیں بلکہ منافق یا کافر ہے تو ہم اسے مذکورہ بالا واقعات بتلا کر سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس نے ضمیر کی آواز پر لبیک کہا تو فبہا ورنہ ہمارا وتیرہ یہ ہوگا کہ:

جواب کافراں باشد خموشی

حضرات! جب قرآن مجید کی تعلیم یہ ہو کہ اپنے مخالف کے ساتھ تمہارا حسب ذیل سلوک ہونا چاہئے۔

۱...... ’’ادفع بالتی ھی احسن (حم سجدہ:۳۴)‘‘ ﴿تو اچھے طریقے سے دور کر۔﴾

۲...... ’’فاعف عنھم واصفح (مائدہ:۱۳)‘‘ ﴿پس تو ان سے معاف کر اور درگزر کر۔﴾

۳...... ’’ولیعفوا ولیصفحوا (نور:۲۲)‘‘ ﴿ان کو چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔﴾

۴...... ’’فاصفح الصفح الجمیل (نحل:۸۵)‘‘ ﴿پس تو اچھے طور پر درگزر کر۔﴾

۵...... ’’والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (آل عمران:۱۳۴)‘‘ ﴿اور غصہ کے کھانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے۔﴾

تو یہ کس طرح باور کیا جاسکتا ہے کہ اس میں کسی کو گالی یا گالی کی تعلیم دی گئی ہوگی۔ ایسا اعتقاد کسی مسلمان کا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی جب سینکڑوں گالیاں دے چکے تو اس جرم کے ازالہ کی ازالہ اوہام میں کوشش کرتے ہوئے گالی کی تعریف کرتے ہیں: ’’دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹)

اگرچہ گالی ایسے کلمہ کا نام ہے جسے روزمرہ میں گالی سمجھا جاتا ہو۔ مرزا قادیانی کی طرح

قیود عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم اسی تعریف کی بناء پر ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیڑیا کہنا یا علی حائری صاحب کو دیو آنکھ کھوئی والا اور یک چشم یا میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں وغیرہ وغیرہ خلاف واقع اور جھوٹے مفہوم نہیں ہیں؟ اور کیا محض آزار رسائی کی غرض سے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے گئے؟

قارئین کرام! جواب عموماً دو قسم پر ہوا کرتا ہے۔ایک تحقیقی دوسرا الزامی۔ تحقیقی جواب تو یہ ہوتا ہے کہ جس سے یہ ظاہر کیا جائے کہ معترض کا اعتراض حقیقتاً واقعی نہیں ہے دراصل معترض کی غلط فہمی ہے اور الزامی جواب کے یہ معنی ہیں کہ اعتراض ثابت ہوا۔لیکن جو شخص اعتراض کر رہا ہے وہ خود ملزم ہے۔خواہ نفس الامر میں وہ ملزم ہو یا نہ ہو۔مثلاً کوئی شخص دوسرے کو کہے کہ تم شراب پیتے ہو تو وہ اس کے جواب میں کہے کہ تمہارا باپ بھی تو پیتا تھا۔اب یہ جواب اس کے اعتراض کا جواب تو ہے نہیں بلکہ یہ مان لیا گیا ہے کہ میں شراب پیتا ہوں اور نہ اصل جواب سے شراب کی حلت ثابت ہوئی اور یہ بھی کوئی یقینی امر نہیں کہ اس کا باپ بھی شراب پیتا ہو۔ہاں جو شخص اپنے باپ کے کیریکٹر سے پوری طرح واقف نہیں وہ تو اس الزامی جواب سے خاموش ہو جائے گا۔لیکن جس کو حالات سے پوری واقفیت ہے اور جانتا ہے کہ میرا باپ شراب نہیں پیا کرتا تھا۔یہ جھوٹ بکتا ہے تو وہ نہایت دلیری سے اس کے اس الزام کی قلعی کھول دے گا۔

یہی حال یہاں مرزائیوں کا ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی مسمیٰ دسوندھی بیگ المعروف غلام احمد قادیانی بڑے بدزبان ہیں۔آپ نے بڑے بڑے علماء صلحا کو اور عام مسلمانوں کو بڑی بری اور فحش گالیاں دی ہیں تو کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی تو گالیاں دی گئی ہیں۔مثلاً مخالفین کو زنیم وغیرہ سے یاد کیا گیا ہے۔اب ناواقف مسلمان تو زنیم وتبت یدا کوسن کر خاموش ہو جاتا ہے۔بلکہ بدظنی کا شکار ہو کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔کیونکہ قرآن مجید اس قسم کے اتہام سے بالکل مبرّا و پاک ہے۔لیکن جو شخص مذکورہ بالا الفاظ کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہے۔وہ انہیں بری طرح لیتا ہے جس سے انہیں جان چھڑانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ شرم وحیا ہو۔’’وھذافی المرزائین نادر والنادر کا المعدوم‘‘

مرزا قادیانی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش تھے۔انہوں نے مرزا قادیانی کی حرکات خبیثہ سے بیزار ہو کر آپ کی تردید میں چار پانچ سو صفحات کی ایک کتاب لکھی تھی۔جس کا نام انہوں نے ’’عصائے موسیٰ‘‘ رکھا۔منشی صاحب موصوف نے اس کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے مرزا

قادیانی کی کچھ گالیاں بالاختصار نقل کی ہیں۔ ناظرین پر مرزا کی فحش کے اظہار کے لئے ان کے اس مضمون کے کچھ حصہ کو بعینہ یہاں نقل کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

(عصائے موسیٰ ص۱۴۴تا۱۴۶) ’’چونکہ مرزا نے بے ادبوں اور بدزبانوں کے مقابلہ پر صرف خوش اخلاقی ہی کو مراد لیا ہے اور ذکر کیا ہے لہٰذا اس جگہ مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی وشیریں کلامی کا جو انہوں نے اپنے کتب واشتہارات میں ظاہر فرمائی ہے اور جس کا بالاستیعاب ذکر تو مشکل وطویل ہے۔ لیکن بطور نمونہ چند الفاظ وکلمات وفقرات اظہار حقیقت کے لئے بدل ناخواستہ لکھتا ہوں اور ان کی نقل کرنے سے اللہ کی پناہ وبخشش مانگتا ہوں۔ مثلاً

الف...... اے بدذات فرقہ مولویاں! تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑے۔ ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے نیم دہریہ، ابولہب، اسلام کے دشمن، اسلام کی عار مولویو! اے جنگل کے وحشی، اے نابکار، ایمانی روشنی مسلوب ہوئی۔ احمق مخالف، اے پلید دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بدبخت مفتریو، عملی، اشرار، اول الکافرین، اوباش، اے بدذات، خبیث، دشمن، اللہ ورسول کے۔ ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب...... بے ایمان اندھے مولوی، پلید طبع، پاگل، بذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھانا، بددیانت، بے حیا، بدذات فتنہ انگیز، بدقسمت منکر، بدچلن، بخیل بداندیش، بدظن، بدبخت قوم، بدگفتار، بدباطن، نکتہ چیں، باطنی جذام، بخل کی سرشت والے، بیوقوف جاہل، بیہودہ، بدعلماء۔

ت...... تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا، ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث...... ثعلب (لومڑی جیسے) ’’ثم اعلم ایھا الشیخ الدجال والدجال البطال‘‘ یعنی پھر تو اے شیخ دجال اور دجال بطال جان لے۔

ج...... جھوٹ کی نجاست کھائی۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہل، وحشی، جادہ صدوق ثواب سے منحرف ودور، جعلساز، جیتے ہی مرجاتا، چوہڑے، چمار۔

ح...... حمار (گدھا) حمقا، حق وراستی سے منحرف۔ حاسلہ، حق پوش۔

خ...... خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید خطا کی

ذلت انہیں کے منہ پر۔ خالی گدھے، خائن، خیانت پیشہ، خاسرین، خالیۃ من نور الرحمٰن، خام خیال، خفاش (چمگادڑ۔)

د...... دل کے مجذوم، دھوکہ دہ، دیانت ایمان داری راستی سے خالی۔ دجال، دروغ گو، ڈوموں کی طرح مسخرہ، دشمن سچائی، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

ذ...... ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہ دری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے۔

ر...... رئیس الدجالین ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ، روباہ باز، رئیس المتصلفین، رأس المعتدین، رأس الغاوین۔

ز...... زہرناک مادے والے، زندیق، زورکم یفشوا الی ضواحی الزوراء۔ تمہارا جھوٹ کنار ہائے بغداد تک منتشر ہوگا۔

س...... سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ سفلی ملا بے بصرہ، سیال دل منکر، سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ دل سفہا، سفلہ، سلطان المتکبرین الذی اضاع دینہ بالکبر۔

ش...... شرم و حیا سے دور، شرارت و خباثت، شیطانی کارروائی والے۔ شریف از سفلہ نمے ترسد بلکہ از سلفگی اومے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بھرا ہوا۔ شیخ نجدی و شیطان۔

ص...... صدر انفناۃ الخ سر نیزہ تجھے پارہ پارہ کردے گا اور میرا وہنس جانے والا نیزہ تجھے دریائے خون بنادے گا۔

ض...... ضال۔ ’’ضرهم اكثر من ابليس اللعين۔‘‘

ط...... طالع منحوس۔ ’’طبتم نفساً بالغاء الحق والدين۔‘‘ حق و دین کے باطل کرنے میں تم خوش ہو۔

ظ...... ظالم۔ ظلمانی حالت۔

ع...... علماء السوء۔ عداوت اسلام۔ عجب دیندار والے۔ عدو العقل والنہی۔ عقارب۔ عقب الکلب۔ عدو دھا۔

غ...... غول الاغویٰ۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔

ف...... فیمت یا عبد الشیطان الموسوم بہ۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ۔ فرعونی رنگ۔

ق...... قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔

قست قلوبہم کما ھی عادۃ النوکی
قد سبق الکل فی الکذب والمین

یعنی ان کے دل سخت ہو گئے جیسے جاہلوں کی عادت......سب سے جھوٹ و ناراستی میں بڑھ گیا ہے۔

ک...... کتے۔گدھا۔کینہ ور۔گندے اور پلید فتویٰ والے۔کمینہ۔گندی کارروائی والے۔کہما (مادرزاد اندھے۔) گندی عادت۔گندے اخلاق۔گندہ دہانی۔گندے خیال والے۔ذلت سے غرق ہو جاتا۔کج دل قوم۔کوتاہ نظر۔کھوپڑی میں کیڑا۔کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے۔گندی روحو۔

ل...... لاف وگذاف والے۔لعنت کی موت۔

م...... مولویت کو بدنام کرنے والو۔مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے۔منافق۔مفتری۔مورد غضب۔مفسد۔مرے ہوئے کیڑے۔مخذول۔مہجور۔مجنوں درندہ۔مغرور۔متکبر۔محجوب۔مولوی مکس طینت مولوی کی بک بک۔مردار خوار مولویو۔

ن...... نجاست نہ کھاؤ۔نااہل مولوی۔ناک کٹ جائے گی۔ناپاک طبع لوگوں نے۔نابینا علماء۔نمک حرام۔نفسانی۔ناپاک نفس۔نابکار قوم ابھی تک حیاء وشرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔اس کا منہ کالا ہو۔نفرتی وناپاک شیوہ۔نادان متعصب۔نالائق۔نفس امارہ کے قبضہ میں۔نااہل حریف۔نجاست سے بھرے ہوئے۔نادانی میں ڈوبے ہوئے۔نجاست خواری کا شوق۔

و...... وحشی طبع۔وحشیانہ عقائد والے۔

ہ...... ہامان۔ہالکین۔ہندوزادہ۔

ی...... یک چشم مولوی۔یہودیانہ تحریف۔یہودی سیرت۔’’یاایھا الشیخ الضال والمفتری البطال‘‘ یہود کے علماء۔یہودی صفت وغیرہ۔

(نوٹ) مؤلف رسالہ ہذا نے ابجد کے حساب سے مرزا کی گالیاں درج کیں۔ان تمام گالیوں کے ردیف وار حوالہ جات احتساب ج۲ ص۱۱۱ تا ۱۳۴ پر درج ہیں۔وہاں ملاحظہ کئے جائیں۔(مرتب)

مرزا قادیانی کی کتب وغیرہ تو ان کلمات سے لبالب ہیں۔لیکن بہت ہی اختصار کر کے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم و دوسرے اوراق سے جو الفاظ سرسری دیکھنے سے نظر سے گزرے ان میں

سے بھی بہت چھوڑ کر یہ لئے ہیں اور مرزا قادیانی نے ان کو اکثر ان مسلمان علماء، اہل قبلہ، پابند صوم وصلوٰۃ، حجاج، حافظان قرآن مجید کلام رب رحیم وحدیث۔ رسول کریم کے لیواؤں کا نام لے کر استعمال فرمایا ہے جو اکثر خدمت قرآن مجید وحدیث شریف واپنے وظائف واوراد وذکر اللہ میں شب وروز مصروف ہیں اور ان میں بہت ایسے ہیں جن کی مجلس میں کبھی مرزا قادیانی کا ذکر بھی مشکل سے ہوتا ہے اور مرزا قادیانی نے بعض جگہ تو کل قوم کو ہی مخاطب کیا ہے۔

''الکذوب قد یصدق ''یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی کہہ دیا کرتا ہے، کے قاعدہ کے مطابق مرزا قادیانی نے ایک نہایت سچی بات بھی کہی ہے۔ جس کا آخر میں ذکر کر دینا ضروری ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتا ہے:

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(درثمین ص۱۲)

صحیح ہے صحیح ہے صحیح ہے صحیح
صحیح ہے صحیح ہے صحیح ہے صحیح

اپیل

برادران اسلام! مرزا قادیانی کی بدزبانی، دریدہ دہنی اور مسلم آزاری کہاں تک گنوائی جائے؟ ان سے جہاں تک ہوسکا، مسلمانوں کو ان کے علماء وصلحاء کو ان کے بزرگان دین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کو برا بھلا کہنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ مذکورہ بالا حوالجات اس امر کی کافی شہادت ہیں۔ مرزا قادیانی کی اس قدر دل آزار تصانیف اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا وجود دنیا پر رہے۔ جن لوگوں کی گورنمنٹ عالیہ کے گھر تک رسائی ہے۔ میری مراد اس سے ہمارے میر خان بہادر اور دیگر اکابر ملت ہیں ذرا ادھر مزید توجہ کریں اور گورنمنٹ عالیہ ہند کی توجہ دلائیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تصانیف کو دیگر فتنہ انگیز، مفسد اور دل آزار کتابوں کی طرح ضبط کرے۔

''والسلام علی من صرف همته الی اعانة الدین القوی المتین، وانا المفتقر الی الله السید مبارك علی شاه الهمدانی نسبًا الحنفی مذهبا القصوریٰ الفنجابی وطنا اللهم احفظنا من شراعداء الدین بحرمة سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ واصحابه الطبین الطاهرین''

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزائیوں سے چند سوالات

حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ سرور کائنات، فخر موجودات، سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہﷺ کا آخری نبی ورسول ہونا اجماعی عقیدہ ہے۔ حضورﷺ کے بعد مدعی نبوت کو ہمیشہ سے امت کاذب دجال سمجھتی آئی ہے۔ حدیث میں ہے: ’’عنقریب میری امت میں یعنی ’’لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ‘‘پڑھنے والے تیس کذاب دجال ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کہے گا میں اللہ کا نبی ہوں حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

مرزا قادیانی کا نمبر کذب ودجل میں کسی مدعی نبوت سے کم نہیں رہا۔ مرزا قادیانی کے مرید اپنے پیر کی طرح اس سلسلہ میں بڑے طاق ہیں اور یہ رات دن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اس ٹریکٹ میں مرزائیوں سے چند ایک سوال کئے گئے ہیں۔ اگر آپ انہیں محفوظ رکھیں گے تو انشاء اللہ مرزائیوں کی چھیڑ چھاڑ پر آپ ان کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹) وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ: ’’آنحضرتﷺ کے گیارہ لڑکے فوت ہوئے تھے۔‘‘

فرمایئے وہ کون سی کتاب ہے جس میں حضور علیہ السلام کے لڑکوں کی تعداد گیارہ لکھی ہے؟

۲...... مرزا قادیانی (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) پر لکھتے ہیں: ’’بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی: ’’ھذا خلیفۃ اللہ المھدی ‘‘فرمایئے بخاری شریف کے کس مطبوعہ یا قلمی نسخہ میں لکھا ہے؟ محض کذب وافتراء ہے۔

۳...... قرآن مجید:’’ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ‘‘﴿اورنہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان میں۔ یعنی ہر ایک رسول کو وحی اس کی اپنی قوم کی زبان میں ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۲۱۰، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸) پر لکھتے ہیں:’’اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔‘‘

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے انگریزی سنسکرت اور عبرانی وغیرہ زبانوں کے الہامات کو مرزائی کیا کہیں گے؟

۴...... (البدر ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج۶ حصہ اوّل ص۱۶۲، مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۴۹۵، طبع جدید) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:’’میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔‘‘ (اب ستون شکنی سنئے)

مرزائی اخبار (پیغام صلح ۶؍مارچ ۱۹۶۸ء) میں لکھتا ہے:’’عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔‘‘ دوسرا! اس دعویٰ ۱۹۰۶ء کے بعد اب تک برطانیہ وغیرہ عیسائی حکومتوں نے جو ترقی حاصل کی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ تیسرا! ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ مرزا قادیانی کے اپنے وطن ضلع گورداسپور میں ۱۹۰۱ء میں جہاں ۴۴۷۱ عیسائی تھے۔ وہاں ۱۹۳۱ء میں ۴۳۲۴۳ ہوگئے۔

۵...... مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم نے مسٹر جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ دعویٰ دائر کیا۔ مرزا قادیانی نے ایک اقرار نامہ ڈپٹی کمشنر مذکور کی عدالت میں پیش کر کے اپنی جان چھڑائی۔ اس اقرار نامہ کا پہلا نمبر یہ ہے کہ ’’میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جا

سکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عذاب الٰہی ہوگا۔‘‘ تقریباً اسی مضمون کے دوسرے نمبر بھی ہیں۔ یہ اقرار نامہ ۱۸۹۹ء میں عدالت میں پیش کیا گیا۔ بعدازاں ۱۹۰۰ء میں آپ اربعین شائع کرتے اس کے (حاشیہ ص۱، خزائن ج۱۷ ص۳۴۳) پر لکھتے ہیں:

’’اور ہر ایک پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔ یا کسی شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو۔‘‘ اب سوال یہ ہے کہ کیا کبھی کوئی ایسا بزدل نبی بھی پیدا ہوا ہے جو الہام الٰہی یا پیش گوئی کو شائع کرنے سے صرف اس لئے پرہیز کرتا ہو کہ کہیں گورنمنٹ کے اغراض کے مخالف نہ ہو۔ رحمانی الہام تو ’’جس پر نازل ہوتا ہے اس کو مرد میدان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا اس کو پھانسی دیا جائے یا ہر قسم کا دکھ جو دنیا میں ممکن ہے، پہنچایا جائے وہ نہیں کہے گا کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۰، خزائن ج۲۲ ص۱۴۳)

۶…… مرزا قادیانی کے حسب ذیل الہامات کا کیا مطلب ہے؟ ’’ربنا عاج‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۵۴، خزائن ج۱ ص۶۶۲)، خاکسار پیپرمنٹ (تذکرہ ص۵۲۷، البشریٰ ج۲ ص۹۴)، عالم کباب (تذکرہ طبع ۳ ص۶۲۶)، ہماری قسمت اتوار (البشریٰ ج۲ ص۹۲، تذکرہ ص۵۲۰ طبع ۳)، کمترین کا بیڑا غرق (تذکرہ طبع سوم ج۶۸۳)

۷…… مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’میں مدینہ میں روضہ نبویہ میں دفن ہوں گا۔‘‘ کیا ایسا ہوا؟

(ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۲)

۸…… مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’میں دجال کو مسلمان بنا کر ساتھ لے کر حج کروں گا۔‘‘ کیا ایسا ہوا؟ (ایام الصلح ص۱۶۹، خزائن ج۱۴ ص۴۱۷)

۹…… مرزا قادیانی نے لکھا: ’’مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ ریل جاری ہو جائے گی۔‘‘ کیا یہ کام ہوگیا؟ (نزول مسیح ص۲۸، خزائن ج۱۸ ص۴۰۶)

۱۰…… مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’عبداللہ آتھم پادری ۱۵ماہ میں ۲۸؍دسمبر۱۸۹۴ء تک مر جائے گا۔‘‘ کیا ایسا ہوا؟ (جنگ مقدس ص۱۸۸، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

۱۱…… مرزا قادیانی نے لکھا تھا: ’’محمدی بیگم سے میرا نکاح آسمان پر ہوچکا ہے۔ دنیا میں اگر یہ میرے پاس نہ آئے تو میں جھوٹا۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

کیا یہ منکوحہ بن کر مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ان کے گھر آ گئیں؟

۱۲…… مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’مجھ سے خدا فرماتا ہے ’’انما امرك اذا اردت شيئا ان يقول له كن فيكون ‘‘یعنی اے مرزا جب تو کسی چیز کو موجود ہونے کا حکم دے گا تو فوراً ہو جائے گی۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

کیا ایسا دعویٰ کسی نبی نے کیا؟

۱۳…… مرزا قادیانی نے لکھا تھا: ’’جو ظاہر الفاظ وحی کے ہیں وہ تو چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کا تعین کرتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۷)

کیا مرزا قادیانی کی عمر اتنی ہوئی؟

۱۴…… مرزا قادیانی (پیغام صلح ص۲۳، خزائن ج۲۳ ص۴۵۳) پر لکھتا ہے: ’’ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور (ص۲۵، خزائن ج۲۳ ص۴۵۴) پر ’’ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہ ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا سال سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں‘‘ اور (ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۴۴۵) پر ’’ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے۔ وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔‘‘

کیا وید کی نسبت کسی مسلمان کا عقیدہ ہوا ہے یا ہو سکتا ہے؟

۱۵...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (منظور الٰہی ص۳۴۸، اخبار بدر جون ۱۹۰۶ء ص۵) میں لکھا ہے: ’’مجھے مراق کی بیماری ہے۔‘‘ اور مالیخولیا (دیوانگی) کی شاخ ہے۔‘‘ دیکھو

(بیاض نور دین حصہ اول ص۲۱۱)

اب سوال یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی دیوانہ نبی آیا ہے؟ کیا کبھی کسی نبی نے کہا ہے کہ میں دیوانہ ہوں؟ قرآن مجید: ’’وماانت بنعمت ربك بمجنون‘‘ ﴿اور تو (اے محمد ﷺ) اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے۔﴾

۱۶...... (الحکم جلد۶، ۲۴؍نومبر ۱۹۰۲ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے بھی نبی ہوتے رہے۔ مگر وہ ان کی غلامی اور اتباع سے نہیں ہوئے۔‘‘

ذیل کی عبارت پڑھیں اور فرمائیں باپ بیٹا دونوں میں سے کون سچا ہے؟

۱۷...... مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے: ’’ایلی ایلی سبتقنی کرم ھائے تومارا کرد گستاخ‘‘ اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہمیں گستاخ بنادیا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۵، خزائن ج۱ ص۶۶۴) لیکن خلیفہ صاحب کہتے ہیں: ’’نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرمہائے تو مارا کرگستاخ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں کرتے اور سرکش نہیں کردیا کرتے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔‘‘

(الفضل ۲۳؍جنوری ۱۹۱۷ء)

فرمایئے! مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا الہام صحیح ہے یا بقول مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نادانی؟

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسلمانان عالم مرزائیوں کی نظر میں

حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ''

برادران اسلام! مرزائے قادیانی اوراس کی جماعت کی نسبت ہمارے بعض مسلمانوں کا ظن بڑا اچھا واقع ہوا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بڑے مخلص دوست ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کے بعض اعمال مثلاً آریوں عیسائیوں سے مناظرے اوربعض اسلامی تحریکات میں شمولیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسلام اورمسلمانوں کے دوست ہیں۔ لیکن یادرکھنا چاہئے کہ اس نوعیت کے جواعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں وہ یقیناً ان کے اپنے اغراض ومصالح پرمبنی ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے ناواقف مسلمان ان کی اسلامی تحریکات میں شمولیت سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے اعمال ان کے ایمان واعتقاد کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ع برعکس نہند نام زنگی کافور، ہمارے بھولے بھالے مسلمانوں کوشاید علم نہیں کہ کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اوردکھانے کے اور۔

میں ایسے دینی بھائیوں کی آگاہی کے لئے جنہیں قادیانیوں کے خبث باطنی کا علم نہیں، متنبّی قادیاں کے پہلے اوردوسرے گدی نشینوں کے وہ فتاویٰ نقل کرتا ہوں جس سے مسلمانان عالم کی نسبت جوکچھ ان کا اعتقاد ہے، ظاہر ہوجائے گا۔

امید ہے کہ ان چند حوالجات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک غیرت مند مسلمان ایسے خیال باطل سے تائب ہوگا۔ ''ان بعض الظن اثم '' یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔ اوران کے تمام اعمال کومکروریا، دجل وفریب پرمحمول کرتے ہوئے ان کے دھوکے اورفریب میں نہیں آئے گا۔

تمام مسلمان کافر ہیں

قادیانیوں کا ایمان واعتقاد ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان خواہ عرب میں رہتے ہوں یا شام میں، افریقہ ان کامسکن ہو یا امریکہ، ایرانی ہوں یا ہندوستانی، وہ کافر ہیں اوردائرہ اسلام سے خارج اورپھر لطف یہ ہے کہ وہ مرزاقادیانی کوجانتے بھی ہوں یا نہ ہوں، بہرحال کافر ہیں۔

’’کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت موعود (مرزائے قادیانی) کا نام بھی نہ سنا ہو، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں، میرے بھی یہی عقائد ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵)

تمام مسلمان کیوں کافر ہیں؟

بعض تقیہ باز قادیانی مسلمانوں سے کہا کرتے ہیں کہ چونکہ تم مرزا قادیانی کو کافر کہتے ہو اس لئے ہم بھی جواباً تمہیں کافر کہہ دیتے ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا عبارت میں ہی تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ نہیں بلکہ یہ وجہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے۔ پھر دہراؤ ’’جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت موعود کا نام بھی نہ سنا ہو...... الخ!‘‘ بھلا جس شخص نے مرزا قادیانی کا نام ہی نہیں سنا اور وہ جانتا ہی نہیں قادیانی کون ہیں۔ بتلایئے! وہ مرزا قادیانی یا ان کے مریدوں کو کافر کس طرح کہہ سکتا ہے۔ حالانکہ ایسے ناواقف شخص کو بھی خلیفہ صاحب کافر قرار دیتے ہیں۔

لیجئے! اس سے بھی واضح عبارت میں وجہ کفر بتلا دی گئی ہے۔ (انوار خلافت ص۹۰) ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیراحمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے نزدیک خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔

اب اس میں صاف بتلا دیا گیا ہے کہ ہم اس لئے غیراحمدیوں (دنیائے اسلام کے مسلمانوں) کو کافر سمجھتے ہیں کہ یہ مرزائے قادیانی کی نبوت کو نہیں مانتے۔

تمام مسلمان ایسے ہی کافر ہیں جیسے ہندو اور عیسائی

قادیانیوں کے نزدیک دنیا جہاں کے تمام مسلمان اور ہندو عیسائی کفر میں برابر ہیں۔ (ملائکۃ اللہ ص۶)

’’جو شخص غیراحمدیوں کو رشتہ دیتا ہے وہ حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیراحمدیوں (مسلمانوں) میں سے ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں (مسلمانوں) کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہوکر بھی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔‘‘

اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں (انوار خلافت ص۹۳) ’’اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیراحمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر (منکر) نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جوان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔‘‘

یعنی غیراحمدیوں (مسلمانوں) کے بچوں کا جنازہ اسی طرح نہیں پڑھنا چاہئے جس طرح ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جیسے ہندو عیسائی کافر ہیں۔ ویسے ہی دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان کافر ہیں۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ والی اللہ المشتکی!

مسلمانوں سے وہی سلوک ہوسکتا ہے جو ایک ہندو اور عیسائی سے

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے وہی تعلقات رکھ سکتے ہیں جو ہندوؤں، عیسائیوں سے رکھ سکتے ہیں اور جو تعلقات ہندوؤں اور عیسائیوں سے نہیں رکھ سکتے مثلاً نکاح وغیرہ۔ اسی طرح وہ دنیا کے تمام مسلمانوں سے بھی نہیں رکھ سکتے۔ وجہ صاف ہے کہ پچاس کروڑ مسلمان اور ہندو عیسائی ان کی نظر میں مذہباً ایک جیسے ہیں۔ لہٰذا ایک مرزائی جس طرح اپنی بیٹی ہندو یا عیسائی کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے نکاح میں بھی نہیں دے سکتا اور جس طرح ایک ہندو یا عیسائی یا اس کے بچہ کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔

اسی طرح ایک مسلمان اور اس کے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ ہندو، عیسائی اور دنیا کے تمام مسلمان اس کی نظر میں بحیثیت کافر ہونے کے مساوی ہیں۔

مسلمان کو لڑکی نہ دو

(برکات خلافت ص۷۳) ’’غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص۴۶) کا مذکورہ بالا حوالہ اس مضمون کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

اور اس کی وجہ بھی سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمان مرزا قادیانی کا مرید نہیں اور جو مرزا قادیانی کا مرید نہ ہو۔ بھلا ایک قادیانی کی اس کے پیچھے نماز کس طرح جائز ہوسکتی ہے۔ (انوار خلافت ص۸۹) ’’باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ پوچھو گے۔ اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں، جائز نہیں۔‘‘

ایک قادیانی کی نماز مسلمان کے پیچھے جائز نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان مرزا قادیانی کا مرید نہیں۔ (انوار خلافت ص۹۰) ’’اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو۔‘‘

اور یہ مرید نہ ہونا اتنا بڑا گناہ ہے کہ خواہ کیسا ہی نیک آدمی ہو اور رواداری کی بیماری کے باعث مرزائیت کے کنارے پر پہنچ چکا ہو۔ تب بھی اس کے پیچھے ایک قادیانی کی نماز جائز نہیں ہوسکتی۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۳۰۲) ’’(حکیم نور دین) سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک غیر احمدی نیک طینت پنج وقتہ نماز گزار حضرت مرزا قادیانی کا مدح خواں ان کے دعویٰ پر غور کر رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز احمدی پڑھ لے۔ فرمایا یہ سب ترکیبیں ہیں۔ میں ان کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

مسلمانوں سے نہ سلام لو، نہ سلام دو

تمام قادیانی تمام مسلمانوں کا سلام لیتے ہیں اور دیتے بھی ہیں۔ لیکن یہ سب منافقانہ باتیں ہیں۔ جبکہ ایک قادیانی دنیا کے تمام مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اس کا اعتقاد ہے کہ یہ لوگ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کافر بھی ایسے جیسے ہندو اور عیسائی تو بتلایئے اس کا سلام لینا دینا منافقانہ نہیں تو اور کیا ہے؟ مزید برآں اس کے متعلق فتویٰ بھی سن لیجئے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے ان کا سلام لینا دینا خلوص سے نہیں بلکہ مصلحتاً ہے اور منافقانہ ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ ص۹۹ ج۱) ''سوال کہ مخالف مکذب کو سلام کہنا اور اس کا جواب دینا یا خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جو گالیاں دیتے ہیں اور صریح مخالف ہیں اس کا سلام نہ لو اور نہ دو۔''

ماحصل

یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کسی قادیانی کو جائز نہیں کہ ان کا یا ان کے کسی بچہ کا جنازہ پڑھے۔ کوئی قادیانی کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہیں ادا کر سکتا اور نہ کسی مسلمان سے اسلامی تعلق (رشتہ دار، سلام) پیدا کر سکتا ہے۔

برادران اسلام! یہ ہے قادیانیوں کا اسلام اور یہ ہے ان کی مسلمانوں سے محبت۔ میرا فرض تھا کہ میں حتی الامکان آپ تک صحیح قادیانیت پہنچا دوں اور اس دل کو چیر کر رکھ دوں جس کا پہلو میں بہت شور سنا جاتا تھا۔ اگر اس کے پڑھنے کے بعد بھی آپ ان گندم نماؤں کے دجل و فریب میں آجائیں تو میں سمجھ لوں گا کہ مشیت ایزدی ہی یوں ہے جو میرے یا کسی اور کے بس سے باہر ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے اور فرق باطلہ کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قادیانی ہذیان

حضرت مولانا عبدالغفور کلانوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہارخیال

مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی نے اسلام اور فرزندان اسلام کی کوئی خدمت انجام تو دی ہی نہیں اور نہ وہ اس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کی بعثت کا ایک اور صرف ایک ہی مقصد تھا۔ وہ یہ کہ اسلامی مفاد، اسلامی شوکت، اسلامی تنظیم، اسلامی روح (ولولہ جہاد) اور اسلامی حکومتوں کو برباد کرنے کی کوشش کریں۔ اسلامی حکومتیں آپ کے ''الہامات'' کا ہمیشہ تختہ مشق بنی رہیں۔ کسی اسلامی حکومت پر جب کبھی کوئی افتاد پڑی تو آپ اور آپ کی امت نے گھی کے چراغ جلائے اور اس کو اپنا ''معجزہ'' قرار دیا۔ پچھلے دنوں غازی محمد نادرخان مرحوم سابق شاہ افغانستان کی شہادت کو مرزا آنجہانی کی پیشگوئی کا نتیجہ اور ان کا ''معجزہ'' بتایا۔

میرے محترم دوست مولانا عبدالغفور صاحب کلانوری مولوی فاضل وفاضل دیوبند نے اس رسالہ نافعہ میں جو اس وقت ناظرین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ اس نام نہاد پیش گوئی کی حقیقت پر کافی روشنی ڈال دی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ مرزائے آنجہانی کی پیش گوئیاں اس چالاک رملی کے ڈھکوسلوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ جس نے ایک اولاد کی خواہشمند عورت کو بطور تعویذ یہ لکھ کردے دیا تھا کہ ''لڑکا نہ لڑکی'' مقصود اس رملی کا یہ تھا کہ اگر لڑکا پیدا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ میں نے تو پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ ''لڑکا۔ نہ لڑکی'' اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کہہ سکوں گا کہ میں نے لکھا تو تھا کہ ''لڑکا نہ۔ لڑکی'' اور اگر لڑکا ہوا نہ لڑکی، تو کہنے کی پوری گنجائش ہے کہ ''لڑکا نہ لڑکی'' لکھنے کا میرا یہ مطلب تھا کہ نہ لڑکا ہوگا نہ لڑکی۔

بہرکیف رملی کا یہ قصہ فرضی ہو یا واقعی، لیکن اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی آنجہانی نے ''چالاک رملی'' کے بھی کان کتر دیئے۔ آپ کی پیش گوئیاں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ موم کی ناک ہیں۔ جس طرف چاہو پھیرلو۔

میں تمام برادران اسلام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مولانا موصوف کی محنت کی قدر فرمائیں اور اس رسالہ کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچا کر ثواب دارین حاصل کرلیں۔

(پیرزادہ) محمد بہاؤالحق قاسمی، امرتسری عفا اللہ عنہ، امرتسر ۶/ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ‘‘

مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر ایک اجمالی نظر

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ پیشین گوئی کرنا اوراس کا سچا نکلنا بزرگی یا نبوت کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں ایسے ہزاروں انسان ہوگزرے ہیں اوراب بھی موجود ہیں کہ جو پیشین گوئیاں کرتے ہیں اوروہ سچی نکلتی ہیں۔ چنانچہ آج کل بعض لوگوں نے اس کواپنا ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ مرزا قادیانی بھی ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوان کی الہامی کتاب (براہین احمدیہ ص۴۶۷ تمہید ششم، خزائن ج۱ ص۵۵۸) ’’بجز انبیاء کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے، وبا پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑے گا۔ ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی۔ یہ ہوگا، وہ ہوگا اور بارہا کوئی نہ کوئی ان کی خبر سچی نکل آتی ہے۔‘‘

بہرحال پیش گوئی کا سچا نکلنا مامور من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہےاور ہو بھی کیونکر جبکہ رمل و جفر کے جاننے والے نجوم کے ماہر پیش گوئیاں کرتے ہیں اور وہ سچی نکلتی ہیں۔ جیسے ابومعشر جعفر بن محمد بلخی متوفی ۲۷۲ ہجری جوفن نجوم کا امام گزرا ہےاوراس فن میں متعدد تصانیف جیسے مدخل، زیچ، المذکرات، الالوف یادگار چھوڑی ہیں۔ اس کی پیش گوئیوں کا مطالعہ کیا جائے (تفصیل کے لئے دیکھو دائرۃ المعارف وابن خلکان) بنابریں اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ مرزا قادیانی کی بعض گول مول پیش گویاں سچی نکلی ہیں تو کیا اس سے مرزا قادیانی مامور من اللہ اور مرسل ثابت ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

جیسا کہ (اشاعت السنہ ج۱۵ ص۲۹) پر لکھا ہے کہ: ’’مرزا قادیانی نے سید ملک شاہ ساکن سیالکوٹ سے جس کو علم نجوم اور رمل وجفر میں دخل تھا، استفادہ کیا۔‘‘

اور ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کی طبیعت میں کہانت کا مادہ ہواور کاہن بھی پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ جو عموماً سچی نکلتی ہیں۔ جیسا کہ امام رازیؒ نے (تفسیر کبیر جلد۴) میں ایک کاہنہ کا قصہ نقل کیا ہے کہ شہر بغداد میں ایک کاہنہ رہا کرتی تھی۔ جس کو سنجر بن ملک شاہ والی خراسان بغداد سے خراسان لے گیا تھا۔ بادشاہ نے اس کاہنہ سے آئندہ پیش آنے والے چند واقعات دریافت کئے۔ جواس نے تفصیل کے ساتھ بیان کئے اوروہ اپنے اپنے وقت پر حرف بحرف پورے نکلے۔

حضرت امام نے اس کاہنہ کی صداقت میں تین شہادتیں پیش کی ہیں۔
۱...... بادشاہ خراسان کا تجربہ۔
۲...... بعض علمائے محققین کا تجربہ۔
۳...... علامہ ابوالبرکات کے بیس برس کا تجربہ۔

علاوہ ازیں مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مالیخولیا کے مریض بھی خود کو غیب دان خیال کرتے ہیں اور بسا اوقات آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر پیش از وقوع بیان کر دیتے ہیں۔ (از شرح اسباب ج۱ ص۷۰) اور مرزا قادیانی کو مراق تھا جیسا کہ وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ دیکھو (کتاب منظور الٰہی ص۳۴۸) اور مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے (اکسیر اعظم ج۱ ص۱۸۶) بنابریں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو کیوں نہ مراق کا نتیجہ کہا جائے؟

اب ہم مرزا قادیانی کے مریدوں سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ ہم مرزا قادیانی کی گول مول پیش گوئیوں کو کس قسم میں داخل کریں۔ ہم اس بات کا فیصلہ ان کے انصاف پر چھوڑتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی خیرخواہانہ گزارش کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی جن آیات میں اظہار غیب کا ذکر آیا ہے۔ ان کی تفسیر واقعات کے برخلاف بیان کرنے کی جرأت نہ کریں اور ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ کسی سچے نبی نے اپنی صداقت میں کفار کے مقابلہ میں اپنی پیش گوئیوں کو پیش نہیں کیا۔

پیش گوئی کی حقیقت مرزا قادیانی کے قلم سے

اب ہم مرزا قادیانی کی کتابوں سے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی حقیقت بآسانی معلوم ہوسکے۔

۱...... ''پیش گوئی میں کھلا کھلا تاریخی واقعہ ہونا چاہئے۔''
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۰۱)

۲...... ''پیش گوئی میں وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۲۲، ایضاً)

۳...... ''اس درماندہ انسان (حضرت مسیح علیہ السلام) کی پیشین گوئیاں کیا تھیں؟ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشین گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟

کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے؟ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا؟ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا؟'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ص ۲۸۸)

۴...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوستے ہوئے تحریر کرتے ہیں:''کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا اور پیش گویوں کا حال اس سے بھی زیادہ ابتر ہے۔کیا یہ بھی کوئی پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔مری پڑی گی یا لڑائیاں ہوں گی۔قحط پڑیں گے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔''(عیاذ باللہ)

(ازالہ اوہام ص۷، خزائن ج۳ص ۱۰۶)

۵...... ''اور مسیح علیہ السلام کی پیش گوئیوں کا سب سے بدتر حال ہے بارہا انہوں نے کسی پیش گوئی کے معنی کچھ سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا۔'' (ازالہ ص۶۹۰، خزائن ج۳ص ۴۷۲)

نوٹ از مؤلف...... ان مذکورہ بالا تین حوالجات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس قدر توہین کی گئی ہے؟ (نعوذ باللہ)

۶...... ''قرآن مجید اور توراۃ کی رو سے یہ امر ثابت ہے کہ وعید کی میعاد توبہ کی وجہ سے ٹل سکتی ہے۔'' (حاشیہ انجام آتھم ص۲۹، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۷...... ''وعید کی پیش گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو۔تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔'' (حاشیہ انجام آتھم ص۳۲، خزائن ج۱۱ص ۳۲)

نوٹ از مؤلف...... ان دو حوالوں میں صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے خدا پر محض افتراء کیا ہے۔قرآن مجید میں اس کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔

۸...... ''یعنی اگر کل الہامات کو دیکھا جائے تو رحمانی الہام میں کثرت سچ کی ہوتی ہے اور شیطانی میں اس کے برخلاف اور ہم نے کل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس لئے

۱؎ مرزا قادیانی نے قحط، زلزلوں اور لڑائیوں کی پیش گوئیوں کو دوسرے مقامات پر بھی ناقابل اعتنا قرار دیا ہے۔ مثلاً (اخبار الحکم مجریہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۲ء ص۶ کالم۲) پر مرزا قادیانی کا یہ قول منقول ہے:''ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیح کی جو پیش گوئیاں انجیل میں درج ہیں۔وہ ایسی ہیں کہ ان کو پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ قحط پڑیں گے۔زلزلے آئیں گے۔مرغ بانگ دے گا وغیرہ۔ اب ہر گاؤں میں جاکر دیکھو کہ ہر وقت مرغ بانگ دیتے ہیں یا نہیں؟ اور قحط اور زلزلے بالکل معمولی باتیں ہیں جو آج کل کے مدبر تو اس سے بھی بڑھ کر بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت طوفان آئے گا۔فلاں وقت بارش ہوگی۔'' (محمد بہاء الحق قاسمی عفاء اللہ عنہ)

استعمال نہیں کیا کہ ان میں سے بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیش گوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا وجود محض ابتلاء کے لئے ہوتا ہے اور بعض ربانی پیش گوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں۔ جن کا تخلف جائز ہوتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۰، خزائن ج۲۲ ص۱۴۳)

۹...... ''بعض فاسقوں اور غایت درجے کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے ایسے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص۸۴، خزائن ج۳ ص۹۵)

۱۰...... ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو اس زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

تلک عشرۃ کاملۃ

اے مرزا قادیانی کے مریدو! کیا یہ مرزا قادیانی کی کتابیں آپ کی نظر سے نہیں گزریں؟ کیا آپ نے ان کا بغور مطالعہ نہیں کیا؟ کیا آپ کو ان میں خدا کے ایک مقدس رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہوتی نظر نہ آئی؟ کیا الزامی جواب اس طرح دیا جاتا ہے؟ کیوں نہیں صدق دل سے توبہ کر لیتے۔ کوئی ڈر نہیں انسان بھول جاتا ہے۔ خدائے پاک غفور و رحیم ہے۔

اچھا اگر آپ توبہ نہیں کرتے تو خدارا ذرا تکلیف گوارہ فرما کر مرزا قادیانی کے الہامات کی پٹاری اپنے سامنے رکھ لیں اور اقتباس نمبر۱،۲ کی رو سے مرزا قادیانی کی وہ تمام پیش گوئیاں ان کی پٹاری سے نکال دیں۔ جن میں کوئی کھلا کھلا تاریخی واقعہ نہیں اور نہ ان میں وہ امور بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو دنیا کھلے طور پر دیکھ سکے (تشریحات کی ضرورت نہ پڑے) جیسے ''شاتان تذبحان'' (تذکرہ ص۸۸، طبع۳) یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی، تین بکرے ذبح کئے جائیں گے، وغیرہ۔

اب فرمایئے! کیا مرزا قادیانی کی پٹاری میں کوئی ایسا الہام باقی رہ جاتا ہے جس کو ہم مرزا قادیانی کے فتویٰ کے مطابق پیش گوئی کہہ سکیں؟ اگر کوئی ہے تو پیش کیجئے اور یہ بھی بتایئے کہ ''آہ نادر شاہ کہاں گیا؟'' (تذکرہ ص۵۴۷، طبع۳) میں کون سا کھلا کھلا تاریخی واقعہ ہے اور وہ کون سے امور پیش کئے گئے ہیں۔ جن کو دنیا کھلے کھلے طور پر دیکھ سکے اور ان امور پر کون سے الفاظ

دلالت کرتے ہیں اور دلالت کی کون سی قسم ہے؟ اور اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ کشف کابل کے متعلق ہے اور نادر خان نادر شاہ بن جائے گا؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

اور (اقتباس نمبر۳،۴) کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ پیش گوئیاں بھی خارج دیں۔ جن کے معنی مرزا قادیانی نے کچھ سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا۔ جیسے ’’شاتان تذبحان ‘‘(تذکرہ ص۸۸،طبع ۳) (دو بکریاں ذبح کی جائیں گی) مرزا قادیانی نے اس الہام کے سترہ سال بعد (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷،خزائن ج۱۱ص ۳۴۰) پر اس الہام کی یہ تشریح کی تھی کہ ’’ایک بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔‘‘

پھر جب مرزا قادیانی کے دو مرید کابل میں سنگسار کئے گئے تو مرزا قادیانی نے پہلو بدل کر اس الہام کو ان پر چسپاں کیا۔ مرزا قادیانی کے عجیب گول مول الہام ہیں۔ ضرورت کے وقت جس طرف چاہا پھیر دیا۔

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کی پٹاری میں بعض ایسی پیش گوئیاں ہیں۔ جن کا حال بہت ہی بدتر ہے۔ مرزا قادیانی نے تو یہ فتویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا تھا مگر افسوس کہ الٹا مرزا قادیانی پر آ لگا۔ عربی میں اس کو ’’قضی الرجل علی نفسه‘‘ کہتے ہیں۔

اور (اقتباس نمبر۶،۷،۸) کے پیش نظر وہ تمام پیش گوئیاں نکال دیں جو کسی کی موت کے متعلق ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک ٹل جاتی ہیں اور ان کا تخلف جائز ہے اور وعدہ کی پیش گوئی کو بھی خارج کر دیں کیونکہ بعض ان میں سے متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں یا اجتہادی طور پر غلط ہو جاتی ہیں۔ جیسے بشیر الدولہ، عالم کباب، شادی خاں، کلمۃ اللہ والی پیش گوئی (البشریٰ ج۲ ص۱۱۶، تذکرہ طبع سوم ص۶۲۶) پس مرزا قادیانی کی اس تحقیق کے مطابق نہ وعید کی پیش گوئی صدق و کذب کا معیار بن سکتی ہے نہ وعدہ کی۔ کیونکہ اگر ایسی پیش گوئی پوری نہ ہو تو مرزا قادیانی کہہ سکتے ہیں کہ ٹل گئی یا متشابہات کے رنگ میں ہے۔

اور اگر بالفرض مرزا قادیانی کا کوئی کشف یا خواب صحیح نکل آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس سے مرزا قادیانی مامور من اللہ اور سچے نبی ثابت نہیں ہو سکتے۔ آپ اس قسم کے کشف یا خواب کو اقتباس نمبر۹ میں درج کر لیجئے۔

اور اقتباس نمبر۱۰ کے پیش نظر مرزا قادیانی کی پٹاری سے وہ تمام الہامات خارج کر دیں جوان کوایسی زبان میں ہوئے ہیں۔ جس کووہ سمجھ نہیں سکتے۔ جیسے ''ھوشعنا نعسا'' (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ص۶۶۴)''پریشن عمر براطوس'' (البشریٰ ج۱ص۵۱، تذکرہ طبع سوم ص۱۱۵)''بعد۔۱۱۔انشاءاللہ۔'' (البشریٰ ج۲ص۶۵،۶۶،تذکرہ طبع سوم ص۴۰۱) وغیرہ۔

اب فرمایئے کہ اس غیر معقول اور بیہودہ امر کا ارتکاب کس نے کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ملہم (الہام کرنے والے) نے ارتکاب کیا اور غیر معقول اور بیہودہ امر کا ارتکاب تو خدائے قدوس نہیں کرسکتا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ الہامات مرزا صاحب کوخدا کی طرف سے نہیں ہوئے بلکہ شیطان نے القاء کئے تھے۔ اب رہا یہ امر کہ شیطانی الہام کس کو ہوتے ہیں؟ اس کا جواب مرزا قادیانی نے یہ دیا ہے:

''رحمانی الہام اور وحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ رہے۔ کیونکہ جہاں مردار ہے ضرور وہاں کتے بھی جمع ہو جائیں...... جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ انہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے۔ کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۳۹، خزائن ج۲۲ص۱۴۲)

مرزا قادیانی کے الہامات کی پٹاری خالی ہوگئی

اے مرزا قادیانی کے عقیدت مندو! مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں مرزا قادیانی کی پٹاری میں نظر کرو اور بتلاؤ کہ اس کے اندر کوئی ایسی پیش گوئی رہ گئی ہے۔ جس پر تنقید کرنے کی ہم کو تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ امید ہے کہ ہر ایک عقلمند یہی جواب دے گا کہ کوئی نہیں۔ پھر اگر آپ گول مول الہامات کا نام پیش گوئی رکھیں گے یا ہمارے سامنے وہ پیش گوئیاں اور الہامات پیش کریں گے۔ جن میں زلزلے، قحط، لڑائی، مری وغیرہ کا ذکر ہوگا۔ تو ہم بھی مجبور ہو جائیں گے کہ جو فتویٰ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگایا ہے کہ ''اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا۔'' یہی فتویٰ مرزا قادیانی پر لگائیں گے کہ ''اس نادان...... نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا؟''

ناظرین! یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ کسی آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی خبر دینا پیش گوئی کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ الفاظ پیش گوئی کے مفہوم کو معیّن کرتے ہوں۔ مگر دجال وکذاب، فریبی ومکار انسان عموماً گول مول الفاظ میں پیش گوئی کرتے ہیں۔ جس میں کوئی جھوٹ کا پہلو نہیں نکل سکتا۔ پہلے سے ہی ان کی پیش گوئی کے الفاظ میں بہت گنجائش ہوتی ہے۔ گویا موم کی ناک کی طرح ہوتی

ہے۔جس طرف کو چاہیں پھیر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کو ہر وقت یہ خطرہ دامن گیر رہتا ہے کہ اگر انہوں نے کوئی ایسی پیش گوئی کی جس میں کوئی تفصیل یا تشریح ہو اور وہ اپنی تفصیل یا تشریح کے مطابق پوری نہ ہو تو وہ کذاب ٹھہریں گے اور دنیا کو ان کے دجل وفریب کا پتہ چل جائے گا اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

مجھے نہایت ہی افسوس ہے ان لکھے پڑھے انسانوں پر جو ایسے گول مول الہاموں سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے گول مول الہام جن میں کہانت و مالیخولیا وغیرہ کا اثر ہو نبی نہ ہونے کی دلیل ہیں۔ کاش! کہ میرے مرزائی دوست اس پر غور کرتے۔

اس کے بعد اگرچہ مرزا قادیانی کی کسی پیش گوئی پر تنقید کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر پھر بھی ہم خلیفہ قادیانی بشیرالدین محمود صاحب کے رسالہ ''سرزمین کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور'' پر ضروری قدر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

پہلی پیش گوئی اور اس کا رد

خلیفہ صاحب! آپ نے جو یہ تحریر کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو دعویٰ مجددیت سے پہلے ''شاتان تذبحان'' (دو بکریاں ذبح کی جائیں گی) کا الہام کر کے کابل میں دو خونوں کی خبر دی تھی، جو وہاں ناحق کئے جانے والے تھے۔'' سراسر جھوٹ اور دروغ بے فروغ ہے۔

ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ آپ اپنے ابا جان مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی ایسی مطبوعہ تحریر پیش کریں جو ان کے دعویٰ مجددیت سے پہلے کی ہو اور اس میں مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ''شاتان تذبحان'' کا الہام کر کے کابل میں دو خونوں کی خبر دی ہے۔ جو وہاں ناحق قتل کئے جائیں گے۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ نہیں دکھا سکتے۔ آپ نے محض لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت سے پہلے براہین احمدیہ ص۵۱۲، خزائن ج۱ ص۶۱۰ میں صرف ''شاتان تذبحان'' کا گول مول الہام لکھا ہے اور اس کی کوئی کسی قسم کی تشریح نہیں کی۔ بلکہ یہ گول مول الہام سترہ برس تک یونہی بغیر کسی قسم کی تشریح کے پڑا رہا اور تشریح کرتے بھی کیوں؟

یہ تو ان کی خانہ ساز نبوت کے مقاصد کے برخلاف تھا۔ مرزائے آنجہانی کی یہ عادت تھی کہ چند گول مول خود ساختہ الہام لکھ چھوڑتے تھے۔ پھر جب طبیعت چاہتی، تو کسی نئے واقعہ اور تازہ حادثہ کے مطابق گول مول الہام کی تشریح کر کے اس واقعہ پر چسپاں کر لیتے اور اپنے

مریدوں میں اپنی صداقت کا خوب ڈھنڈورا پیٹتے۔ مثلاً یہی الہام ’’شاتان بذبحان‘‘ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی، کو دیکھ لیجئے کہ اپنے گول مول ہونے میں نظیر نہیں رکھتا۔ دنیائے جہاں کا سب سے بڑا کاذب بھی یہ جملہ کہے اور اس کو پیش گوئی ٹھہرائے تو کوئی شخص اس کی تکذیب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ گول مول الہام ہر زمان و ہر مکان میں صادق آسکتا ہے۔

قادیان میں دو بکریاں ذبح کی جائیں تو بھی صادق ہے۔ قصور میں ذبح کی جائیں جب بھی۔ لاہور میں کی جائیں جب بھی، پشاور میں کی جائیں تو بھی، کابل میں کی جائیں تب بھی (وغیرہ وغیرہ)

اس میں تو جھوٹ کا پہلو نکل سکتا ہی نہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں جب تک بکریاں موجود ہیں، ذبح ہوتی رہیں گی۔ خواہ مختلف تقریبات پر ذبح کی جائیں یا یونہی گوشت کھانے کے شوق سے۔ اگر بکریوں سے مراد انسان ہیں تو بھی ہر وقت صادق ہے۔ کیونکہ جب تک دنیا میں انسان رہیں گے، مرتے رہیں گے اور جس امر کی وجہ سے یہ گول مول الہام پیش گوئی بن سکتا تھا، وہ اس میں ہے نہیں کہ دو بکریوں سے مراد مرزا قادیانی کے دو مرید ہیں۔ جو کابل میں ناحق قتل کئے جائیں گے۔ بلکہ اس الہام کے نزول کے تقریباً ۲۳ سال بعد جب مرزا قادیانی کے دو مرید یکے بعد دیگرے کابل میں خاص جرم کے ماتحت قتل کر دیئے گئے۔ تو اس الہام میں یہ معنی ٹھوس دیئے کہ دو بکریوں سے مراد مرزا قادیانی کے یہی دو مرید ہیں، جو کابل میں قتل کئے گئے۔

اے اصحاب دانش وعقل اور اے ارباب علم وفضل! ان لوگوں کی عقل کا ماتم کیجئے۔ جو اس قسم کے گول مول بے معنی اور بے مغز خود ساختہ الہاموں کا نام پیش گوئی رکھتے ہیں اور جو لوگ علوم شرعیہ سے ناواقف ہیں۔ ان کی ناواقفیت سے ناجائز فائدہ حاصل کر کے اپنی جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

اے مرزائی دوستو! اگر کوئی مدعی نبوت آپ سے یہ کہے کہ میں نے یہ پیش گوئیاں کی ہیں۔ اگر یہ سچی نکلیں تو مجھے بھی سچا تسلیم کر لینا وہ پیش گوئیاں یہ ہیں۔

۱...... دو بیل خرید کئے جاویں گے۔

۲...... دو درخت لگائے جاویں گے۔

۳...... دو مکان تعمیر کئے جائیں گے۔

۴...... دو روٹیاں کھائی جائیں گی۔

اور وہ قبل از وقت اس کی کوئی کسی قسم کی تشریح نہیں کرتا۔ تو میرے دوستو خدا لگتی کہنا کہ

کیا آپ ان گول مول جملوں کا نام پیش گوئیاں رکھنے کے لئے تیار ہوں گے (ہرگز نہیں) آپ یہی کہیں گے کہ یہ ایسے جملے ہیں جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہیں اور دنیا میں عموماً ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ آپ صرف اس پر ہی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ اس پر تمسخر بھی اڑائیں گے۔ پھر اگر وہ آپ کے اس تمسخر کو اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرائے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ہر ایک نبی سے تمسخر کیا گیا ہے۔ تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

مرزا قادیانی کی پریشانی

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ ''شاتان تذبحان'' (براہین احمدیہ ص۵۱۲، خزائن ج۱ ص۶۱۰) (دوبکریاں ذبح کی جائیں گی۔) براہین احمدیہ میں سترہ سال تک یونہی بغیر کسی قسم کی تشریح کے پڑا رہا اور پھر اس قدر طویل مدت کے بعد جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ ان کا آسمانی خسر محمدی بیگم منکوحہ آسمانی کا والد مرزا احمد بیگ فوت ہو چکا ہے۔ گویا ایک بکری تو مر چکی ہے اور دوسری بکری (مرزا سلطان محمد منکوحہ آسمانی کا ارضی خاوند مرزا قادیانی کا رقیب) بھی مر جائے گی اور سب رکاوٹیں دور ہونے کے بعد محمدی بیگم از سر نو باکرہ ہوکر مرزا قادیانی کے حرم سرائے میں داخل ہوگی۔ تو اس الہام کی یہ تشریح کرتے ہیں۔

''اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلے بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (مرزا سلطان محمد۔) پھر فرمایا ''تم سست مت ہو اور غم مت کرو ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱)

ہائے ہائے نفسانی تیرا ستیاناس! بھلا کوئی مرزائی مبلغ اس امر پر روشنی ڈال سکتا ہے کہ منکوحہ آسمانی کے باپ اور اس کے خاوند کی موت کے متعلق پیش گوئی کرنے کا کیا فلسفہ ہے؟ ''بیّنوا توجروا''

پھر تقریباً سات برس کے بعد جب مرزا قادیانی کے دو مرید عبدالرحمٰن وعبداللطیف اپنے کئے ہوئے جرم کے بدلے قتل کر دیئے گئے تو مرزا قادیانی کو خیال پیدا ہوا کہ منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد تو ابھی تک مرا نہیں ہے اور ''شاتان تذبحان'' کی جو تشریح ضمیمہ انجام آتھم (ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱) پر کی ہے کہ ایک بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔ ممکن ہے کہ غلط نکلے (جو یقیناً غلط نکلی کیونکہ منکوحہ آسمانی کا خاوند اب تک زندہ موجود ہے) اور اب یہ ایک سنہری موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ چلو اب ''شاتان تذبحان'' کی یہ تشریح کئے دیتے ہیں کہ ایک بکری سے مراد عبدالرحمٰن ہے اور

دوسری بکری سے مراد عبداللطیف ہے۔ جو کابل میں قتل کئے گئے اور فوراً ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام ''تذکرۃ الشہادتین'' ہے اور اس میں لکھ دیا کہ ہماری پیش گوئی پوری ہوگئی۔

مگر افسوس کہ مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم) میں ''شاۃ'' (بکری) اور ''ذبح'' (ذبح کرنا) کے تقابل کو مدنظر رکھا کیونکہ مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کے مرزا قادیانی کے حرم سرائے میں داخل ہونے سے مانع تھے۔ جس کی وجہ سے وہ ذبح کر دینے کے قابل تھے اور تذکرۃ الشہادتین میں اس تقابل کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا اور اس پر مہر لگا دی کہ ان کے دو مخلص مرید عبدالرحمٰن اور عبداللطیف دونوں واقعی ذبح کر دینے کے قابل تھے۔

ناظرین! کیا یہ صادقوں کی شان ہے کہ ایک گول مول الہام گھڑ لیا اور موم کی طرح جس طرف چاہا پھیر کر اپنا الو سیدھا کر لیا اور جب کبھی کوئی نیا واقعہ رونما ہوا تو فوراً اپنی پٹاری میں سے کوئی گول مول الہام نکالا اور اس میں اپنی طرف سے معنی ڈال کر بعید از قیاس تشریح کرتے ہوئے اس واقعہ پر چسپاں کر لیا۔ یہ ہیں متنبّی قادیان کے الہام۔ کیا ایسے گول مول الہام خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں۔ یہ تو شیطانی الہامات ہیں۔ کیونکہ: ''وہ گنگا ہے فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۲)

خلیفہ قادیانی سے سوالات

۱...... اگر آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو دعویٰ مجددیت سے پہلے ''شاتان تذبحان'' کا الہام کر کے کابل میں ان دو خونوں کی خبر دی تھی۔ جو وہاں ناحق قتل کئے جانے والے تھے۔ تو مرزا قادیانی نے اس الہام کے نزول کے سترہ برس بعد (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱) پر اللہ تعالیٰ کی مرضی و مراد اور اس کی بتلائی ہوئی خبر کے برخلاف ''شاتان تذبحان'' کی تشریح یہ کیوں کی کہ ایک بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے اور پھر اس کی تائید اس الہام سے کیوں کی کہ: ''سست مت ہو اور غم مت کرو۔ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔'' (ایضاً)

۲...... ''سچا نبی اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ زندہ کے ہاتھ میں۔'' (ریویو جلد ۱ ص ۷۵) اور مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی تئیس سال تک مخالفت کرتے رہے۔ یعنی جب تک مرزا قادیانی کے دو مرید کابل میں قتل نہیں کئے گئے اس وقت تک ''شاتان تذبحان'' کی تشریح اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی خبر اور اس کی مرضی و مراد کے برخلاف کرتے رہے۔ یہ وہ سنگین جرم ہے جو شان نبوت کے سراسر خلاف ہے اور نیز اس سے یہ بھی معلوم

ہوتا ہے کہ مفتری کو ۲۳ سال سے زیادہ مہلت مل جاتی ہے اور غیرت الٰہی اس کو نہیں پکڑتی۔

۳...... اگر کوئی وظیفہ خوار مرزائی مولوی یہ کہے کہ ’’شاتان تذبحان‘‘ کے الہام کے وقت اس کی تشریح مرزا قادیانی کی سمجھ میں نہیں آئی یا نہیں سمجھے تو سترہ سال تک مرزا قادیانی کا غبی، کند ذہن اور اسرار الٰہیہ سے ناواقف ہونا لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جاہل اور عاجز ٹھہرتا ہے کہ ایک کند ذہن اور غبی کی غباوت معلوم نہ کر سکا اور اس کی غباوت کے مطابق مشرح و مفصل کلام کرنے سے عاجز رہا۔ نعوذ باللّٰہ من ذلك!

اور جب مرزا قادیانی نے ۱۷ سال کے بعد اس کی تشریح کی بھی تو وہ بھی غلط مراد الٰہی کے برخلاف اور چھ سال تک اس پر ڈٹے رہے اور اس کی صورت میں بھی وہی دوسرا اعتراض وارد ہوگا۔

۴...... جو شخص اپنی مزعومہ وحی کا مطلب ۲۳ سال تک سمجھ نہیں سکتا اور اگر سمجھتا ہے تو مراد الٰہی کے برخلاف۔ وہ کتاب اللہ اور نبی کریم ﷺ کی وحی کیا سمجھ سکتا ہے اور اس کے خود ساختہ حقائق و معارف قرآنی پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

خلیفہ صاحب! آپ ان مذکورہ سوالات کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں دے سکتے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں پر قرآن وحدیث کے غلط اور خود ساختہ معنوں کی آڑ میں الزام لگائیں کہ دیکھو فلاں نبی نے اپنی وحی کے معنی غلط سمجھے۔ فلاں رسول کو غلط فہمی ہوئی۔ گویا مطلب یہ کہ وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح سچے نبی نہ تھے۔ (العیاذ باللہ)

خلاصہ کلام

’’شاتان تذبحان‘‘ (دو بکریاں ذبح کی جائیں گی) یہ ایک گول مول الہام ہے۔ ہم اس کے قائل کو خواہ وہ کذاب اعظم ہی کیوں نہ ہو، ہرگز ہرگز جھٹلا نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ فقرہ ہر زماں و مکان میں صادق ہے اور مرزا قادیانی کے فتویٰ کی رو سے پیش گوئی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس میں کوئی کھلا کھلا تاریخی واقعہ نہیں ہے اور حیرت انگیز یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آسمانی خسر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی وفات کے بعد (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱) پر اپنے اس گول مول الہام کی جو تشریح کی تھی کہ ایک بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کا خاوند) ہے۔

اس تشریح کے مطابق یہ گول مول الہام غلط نکلا۔ کیونکہ مرزا احمد بیگ کا داماد مرزا سلطان محمد اب تک زندہ موجود ہے اور پھر اس گول مول الہام کو عبدالرحمٰن اور عبداللطیف کے کابل

میں قتل کئے جانے کے بعد ان پر چسپاں کرنا اس بات کی دلیل بیّن ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام تشریح مذکور کے ساتھ غلط نکلا اور وہ الہام بھی جس سے اس مشرح الہام کی تائید کی تھی، شیطانی ثابت ہوا کہ: ''تم سست مت ہو غم مت کرو ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔'' (ایضاً) اور ایسا ظہور میں نہ آیا۔ میں اس تردید کو یہاں پر ختم کرتا ہوں۔ طالبان حق کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

دوسری پیش گوئی اور اس کا رد

خلیفہ قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''جب یہ پیش گوئی (جس کی تردید ہو چکی ہے) ۱۹۰۳ء کو تکمیل کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے متعلق پھر خبر دی کہ اب تین اور آدمی وہاں (کابل میں) شہید کئے جائیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا الہام ہے تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ یہ الہام ۱۹۲۴ء میں آکر پورا ہوا جبکہ امیر امان اللہ خان صاحب کے عہد میں دوبارہ احمدیوں پر ظلم ہوا۔

خلیفہ قادیانی نے اس میں بھی کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو اس الہام میں کابل کے تین خونوں کی بالکل کوئی کسی قسم کی خبر نہیں دی۔ یہ محض خلیفہ صاحب نے اپنے ابا جان پر افتراء کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے موروثی دجل وفریب سے بھی کام لیا ہے کہ الہام کی تاریخ تو لکھ ماری۔ مگر حوالہ نہیں دیا کہ مرزا قادیانی کی کس کتاب یا اخبار ورسالہ سے نقل کیا ہے۔ محض اس لئے کہ ان کے دجل وفریب کا پردہ چاک نہ ہو۔

اے طالبان حق! مرزا قادیانی تو اس الہام کا خاتمہ کر چکے ہیں اور اس کو پیش گوئی قرار نہیں دیتے۔ دیکھئے (اخبار بدرج ۳ نمبر اص ۲) جہاں یہ الہام لکھا ہوا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی اس کی تشریح بھی موجود ہے کہ: ''مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ ظاہر پر حمل کر کے آج ہم نے تین بکرے ذبح کرا دیئے ہیں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۵۸۹، طبع۳)

اے خلیفہ قادیانی کے مریدو! خدارا تھوڑی دیر کے لئے انصاف سے کام لو اور دیکھو کہ مرزا قادیانی نے اس الہام کے ظاہری معنی لے کر تین بکرے ذبح کرا دیئے اور الہاموں کا خاتمہ کر دیا۔ مگر آپ کے لیڈر خلیفہ صاحب اپنے ابا جان کے برخلاف ان کے اس گول مول الہام کو پیش گوئی بنا کر سادہ لوح انسانوں کو صریح دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیا آپ لوگوں میں ایسا کوئی رشید انسان نہیں ہے۔ جو خلیفہ صاحب کی عقل کے ناخن لے؟

خلیفہ صاحب! کابل میں تین مرزائیوں کے سنگسار ہونے کے بعد جو اس الہام کا باطنی مطلب آپ کو معلوم ہوا ہے۔ اگر یہی اللہ تعالیٰ کا مطلب تھا تو مرزا قادیانی نے اس الہام کے

ظاہری معنی لے کر اللہ تعالیٰ کی کیوں مخالفت کی اور اس مخالفت کو اپنے ساتھ لے کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے کیوں چل بسے اور خدا تعالیٰ نے ان کے مرنے سے پہلے ان کو تنبیہ تک نہ کی؟ عصمت انبیاء ہو تو ایسی ہی ہو اگر آپ یہ کہیں کہ اس الہام کے ظاہری اور باطنی دونوں معنی مراد ہیں۔ تو آپ مرزا قادیانی کی تحریر سے اس کا ثبوت پیش کریں اور یہ محال ہے۔

علاوہ ازیں یہ گول مول الہام مرزا قادیانی کے اپنے فتوے کے مطابق کسی طرح پیش گوئی نہیں بن سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ خلیفہ قادیانی اپنے والد مرزائے آنجہانی کی مخالفت کرنے سے بالکل نہیں ڈرتے۔ حالانکہ مرزا قادیانی ان کے نزدیک باعث کون ومکان اور قمر الانبیاء وغیرہ ہیں۔ اس الہام پر اور بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ مگر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

تیسری پیش گوئی اور اس کا رد

پیش گوئی کے الفاظ صرف یہ ہیں: ''ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے۔'' (۱۵راپریل ۱۹۰۷ء، تذکرہ ص۷۰۵ طبع۳)

اس الہام میں محل وقوع تو بتلا دیا گیا ہے مگر وقت کا اندازہ ندارد اور یہ بھی نہیں لکھا کہ کیسے مریں گے؟ کسی وبا کا شکار ہوں گے یا میدان جنگ میں کام آئیں گے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مریں گے یا ان کے بعد؟ بہرحال یہ ایک ایسی پیش گوئی ہے جس میں کوئی ایسی تفصیل نہیں جس کی وجہ سے اس کو پیش گوئی کہہ سکیں ہم اس گول مول فقرے کے قائل کو جھٹلا نہیں سکتے۔ کیونکہ ایسے وسیع ملک میں روزانہ کئی اموات ہوتی رہتی ہیں۔ جب ان کی تعداد پچاسی ہزار کے قریب ہو جائے تو قائل کہہ سکتا ہے کہ دیکھو، میری پیش گوئی صحیح نکلی۔ کوئی نہیں جو اس کو جھٹلا سکے۔

یہ فقرہ ایک گونہ پیش گوئی اس وقت بن سکتا تھا کہ جب اس میں وقت کا تعین اور موت کا سبب مذکور ہوتا۔ مگر مرزا قادیانی کے فتویٰ کی رو سے یہ فقرہ بھی پیش گوئی نہیں بن سکتا۔ (ازالہ اوہام ص۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶) ''کیا یہ بھی کوئی پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی۔''

خلیفہ قادیانی لکھتے ہیں: ''جب امیر امان اللہ خان صاحب تاج وتخت چھوڑ کر قندھار کو روانہ ہوئے تو ملک میں خانہ جنگی کی آگ پھیل گئی اور اس خانہ جنگی میں عام طور پر ایک لاکھ آدمیوں کے مارے جانے کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی کی ایک تیسری پیش گوئی پوری ہوئی۔ جس کے یہ الفاظ تھے کہ ''ریاست کابل میں پچاسی ہزار کے قریب آدمی مریں گے۔''

ناظرین! الہامی الفاظ تو ''قریب پچاسی ہزار'' ہیں۔ یعنی الہام میں مرنے والوں کی

تعداد پچاسی ہزار کے قریب بتلائی گئی ہے اور مرنے والے ایک لاکھ ہیں۔ کیا کوئی عقلمند انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی مزعومہ پیش گوئی الہامی الفاظ کے مطابق پوری ہوئی؟ ہرگز نہیں بلکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا کہ کابل میں جو خانہ جنگی ہوگی۔ اس میں ایک لاکھ آدمی مریں گے۔ صرف اٹکل سے مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ ریاست کابل میں پچاسی ہزار کے قریب آدمی مریں گے۔ مرزا قادیانی کو جس سرکار کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک پندرہ سولہ ہزار کا فرق کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا ایسے الہام علام الغیوب کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟

اس الہام سے پہلے جو الہام ہے۔ ہم نے اس سے قطع نظر کر کے اس نفس الہام پر گفتگو کی ہے۔ اب ہم اس کے ساتھ ملا کر گفتگو کرتے ہیں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ الہام اپنے پہلے ہمہ گیر الہام کا نتیجہ وتتمہ ہے۔ ہم سب نقل کئے دیتے ہیں۔

۹...... ''یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی۔ جو بہت ہی سخت ہوگی۔'' (تذکرہ ص۷۰۵، طبع۳)

۱۰...... ''ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے۔''

(البشریٰ ج۲ص۱۲۶، تذکرہ طبع سوم ص۷۰۵)

ان دو الہاموں کے درمیان کوئی اور الہام مرزا قادیانی کو نہیں ہوا۔ اب مطلب بالکل واضح ہے کہ ریاست کابل میں جو قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے۔ وہ خاص قسم کی طاعون سے مریں گے۔ جو بہت ہی سخت ہوگی اور خاص قسم کی طاعون جو بہت ہی سخت ہو۔ ۱۹۰۷ء سے لے کر اب تک نہ یورپ میں پھیلی ہے اور نہ دوسرے عیسائی ممالک میں اور نہ کابل میں خاص قسم کی طاعون سے پچاسی ہزار کے قریب آدمی مرے ہیں۔

گویا آج تک ان میں سے کوئی الہام بھی پورا نہیں ہوا اور علاوہ ازیں خلیفہ قادیانی نے کوئی معتبر شہادت پیش نہیں کی۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ انقلاب افغانستان کے وقت خانہ جنگی کی آگ سے ایک لاکھ آدمی مر گئے تھے۔ خلیفہ قادیانی کا فرض تھا کہ پہلے اس کو ثابت کرتا پھر مرزا قادیانی کے الہام میں غور کرتا۔

چوتھی پیش گوئی اور اس کا رد

باطل کی دھجیاں فضائے آسمانی میں

خلیفہ قادیانی (ص۶) پر رقمطراز ہیں: ''وہ پیش گوئی کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضرت

مسیح موعود (مرزا) بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۵ء میں شائع کی تھی اور دو الہاموں پر مشتمل تھی۔ یہ الہام آپ کو ۳/مئی ۱۹۰۵ء کو ہوئے تھے اور ان کے الفاظ یہ تھے (۱)'' مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ '' (۲)'' آہ نادر شاہ کہاں گیا؟'' (تذکرہ ص۵۴۷، طبع۳)

خلیفہ قادیانی کی اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ دونوں الہام ایک ہی پیش گوئی کے دو جزو ہیں۔ جو کابل سے تعلق رکھتی ہے اور اس پر دس ورق سیاہ کئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلا الہام بچہ سقا اور امیر امان اللہ خان صاحب کی جنگ کے متعلق ہے۔ بچہ سقا اور اس کے ہمراہی مرزائے آنجہانی کی کنکریاں ہیں۔ جو امیر امان اللہ خان صاحب کو لگیں اور وہ بڑی بھاری شکست کھا کر ملک سے بھاگ گئے اور یہ شکست ان کو اس لئے ہوئی کہ وہ فتنہ مرزائیت کی مخالفت کی وجہ سے عذاب کے مستحق قرار پا چکے[۱] تھے۔

خلیفہ قادیانی نے اس امر موہوم کو جنگ بدر کا نمونہ قرار دیا ہے اور دوسرا الہام غازی محمد نادر خان شاہ افغانستان کی موت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے۔

اے طالبان حق! خلیفہ قادیان نے اپنے دجل وفریب کا خوب مظاہرہ کیا ہے اور اپنے ابا جان کی تشریحات کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر سینہ زوری سے ان گول مول الہاموں کو پیش گوئی قرار دیا ہے اور اپنے مریدوں میں اضافہ کرنے کے لئے خوب ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔

پہلا الہام اور اس کی حقیقت

اے حق وصداقت کے تلاش کرنے والو! آؤ اور دیکھو کہ خلیفہ قادیانی نے کس قدر

[۱] قادیانی کے سرکاری گزٹ (الفضل مجریہ ۱۹/اگست ۱۹۲۴ء ص۹ کالم۳) پر لکھا ہے کہ:'' امیر کابل (امان اللہ خان) نے ملانوں کے ڈر سے اپنی غیر احمدیت کا ثبوت دینے کے لئے یہ راہ اختیار کی ہے۔''

لاہوری مرزائی جماعت کے واحد اخبار'' پیغام صلح'' نے عدالت کابل کے وحشیانہ فعل سے امیر امان اللہ خان کی بیزاری کے زیر عنوان وزیر خارجہ قونصل جنرل افغانستان کا ایک تار نقل کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ:'' حکم سنگساری نعمت اللہ حکم خصوصی شاہانہ اعلیٰحضرت غازی نیست بل حکم محکمہ عالیہ قضات شرعیہ افغانستان است۔ (پیغام صلح مجریہ ۲۶/اکتوبر ۱۹۲۴ء ص۱)

پس سمجھ میں نہیں آتا کہ جس حالت میں نعمت اللہ مرزائی کے قتل کو امان اللہ خان پسند نہ کرتے تھے۔ بلکہ بقول پیغام صلح اس سے وہ بیزار تھے تو قدرت نے اس قتل کی سزا امان اللہ خان کو کیوں دی؟ (کرے مونچھوں والا پکڑا جائے داڑھی والا) چہ خوب؟ (محمد بہاء الحق قاسمی عفاء اللہ عنہ)

لوگوں کو صریح دھوکہ دیا ہے۔ میں آپ کے سامنے ’’البشریٰ‘‘ (جو مرزا قادیانی کے الہامات کی پٹاری) کی (جلد۲ص۹۷) کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ آپ اس میں غور کریں اور چار چار آنسو بہائیں کہ اس پرآشوب زمانے میں سادہ لوح مسلمانوں کے متاع ایمانی پر ڈاکہ ڈالنے میں سرتوڑ کوششیں کی جارہی ہیں اور ان فرزندان توحید کو جو سرور کائنات، فخر موجودات، رحمت للعالمین، شفیع امم، فخر آدم، سید الاولین والآخرین ﷺ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ خدمت اسلام کا دانہ ڈال کر دام تزویر میں کس کس طرح پھانسنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، عبارت ملاحظہ ہو:

’’۳؍مئی ۱۹۰۵ء‘‘ مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ ‘‘ (تذکرہ ص۵۴۶، طبع۳)
یعنی تو نے مٹھی خاک نہیں پھینکی تھی جب پھینکی تھی مگر اللہ نے پھینکی تھی۔

تشریح...... حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے جو حال میں شائع ہو رہے ہیں۔

۲...... ’’آہ نادرشاہ کہاں گیا؟‘‘

(کشف نمبر۱۶۳، بدر جلد۱ نمبر۴ ص۱، البشریٰ ج۲ ص۹۷، تذکرہ طبع سوم ص۵۴۷)

خلیفہ صاحب! اب فرمایئے کیا حال ہے؟ مرزا قادیانی آپ کے ابا جان اس الہام کے مالک مٹھی خاک سے اشتہارات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں یا بچہ سقا کی طرف؟ اس قدر صریح دھوکہ، خدایا تیری پناہ!۔ جس الہام میں ماضی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے اس کو مستقبل کے معنوں میں لے کر پیش گوئی بنایا۔ کیا یہ مرزا قادیانی کے کلام میں صریح خیانت نہیں ہے؟

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ خلیفہ قادیانی نے جس قصر دجل وزور کی بنیاد اپنے اوہام باطلہ پر رکھی تھی۔ ان کے ابا جان مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ہی ضرب سے منہدم ہوگیا اور سب بنا بنایا مداری کا کھیل بگڑ گیا۔ مجھے سخت افسوس ہے ان قادیانی مولویوں پر جو علم وفضل کا دعویٰ کرتے نہیں تھکتے اور اب اپنے خلیفہ کی اس قدر فحش غلطی پر منہ میں گھنگھیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ شاید قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہو جانے کی امید پر جہنم کی آتشیں قینچیوں اور لگاموں سے نہیں ڈرتے اور ممکن ہے کہ خلیفہ قادیانی نے ان کے منہ میں خاک کی مٹھی ڈال دی ہو۔

سنا گیا ہے کہ سرور شاہ صاحب قادیانی خلیفہ صاحب کے استاد ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے شاگرد رشید کو سمجھائیں کہ وہ اپنے مضامین میں مرزا قادیانی کی تصریحات کے برخلاف صریح دھوکہ نہ دیں ورنہ بہت سے مریدان کے دام تزویر سے نکل جائیں گے۔

اے خلیفہ قادیانی کے گریجویٹ مریدو! آپ نے جس تقدس مآب خلیفہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا ہوا ہے اور جس کو آپ صفحہ ہستی پر بہترین انسان اور روحانیت کا مجسمہ خیال کرتے ہیں۔ میں نے آپ پر واضح کر دیا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی تشریحات کے برخلاف لوگوں کو عمداً صریح دھوکہ دے رہے ہیں۔ جو مسیح موعود کے جانشین کے لئے کسی طرح موزوں نہیں ہوسکتا۔ آپ خدارا بنظر انصاف میرے ان چند اوراق کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ میں نے آپ کی رہنمائی کے لئے بہت سا سامان مہیا کر دیا ہے۔ بخدا سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کے ساتھ ہمدردی کا ایک بحر ناپید کنار موجزن ہے۔ مگر کیا کروں کہ آپ کو جہاں کوئی حب رسول اور خدمت اسلام کو ڈھونگ رچا کر اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتا ہے۔ آپ وہاں فوراً بری طرح پھنس جاتے ہیں کہ پھر چھڑانا مفید نہیں ہوسکتا۔

آمدم برسر مطلب کہ ’’مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ‘‘ (تذکرہ ص۵۴۶، طبع سوم) یہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام ہے۔ جب مرزا قادیانی اس الہام کے مالک اس الہام کو پیش گوئی نہیں کہتے بلکہ صاف الفاظ میں یہ تشریح کرتے ہیں کہ مٹھی خاک سے مراد وہ اشتہارات ہیں جو مرزا قادیانی کی طرف سے شائع ہوئے تو خلیفہ کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اس کو پیش گوئی قرار دیں۔ پس مرزا قادیانی کی تشریح سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اس الہام کو کابل کی سرزمین سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اور خلیفہ قادیانی نے صریح دھوکہ دیا ہے۔

ناظرین! یہ بات کس قدر مضحکہ انگیز ہے کہ کنکر مارنے والا بیس سال پیشتر بہشتی مقبرے میں دفن ہو جاتا ہے اور کنکر بیس سال بعد امیر امان اللہ خان صاحب کو آ لگتے ہیں اور جنگ بدر کا نمونہ مرزا قادیانی کے فوت ہو جانے کے بیس برس بعد دکھایا جارہا ہے اور لطف یہ ہے کہ بچہ سقا امیر امان اللہ خان ہر دو فریق مرزا قادیانی کے نزدیک کافر تھے۔ بلکہ کابل کے بعض مقتدر اور سرکردہ علماء جن کے فتویٰ کی تعمیل کے لئے مرزائیوں کو سنگسار کیا گیا تھا، بچہ سقاء کے ساتھ تھے۔ جن کی وجہ سے بچہ سقا کی جماعت مرزائی شریعت میں سخت کافروں کی جماعت تھی۔ جو امیر امان اللہ خان کے سیاحت یورپ کے زمانہ میں کافی زور پکڑ چکی تھی اور حاسدین کے پروپیگنڈے سے امیر کی رعایا کا ایک معتد بہ حصہ بچہ سقا کا حامی بن گیا تھا۔ اندریں حالات اس کو جنگ بدر کا نمونہ کہنا کس قدر تاریخی حقائق سے چشم پوشی کرنا ہے۔

خلیفہ قادیانی نے جس پیش گوئی کے دو جز بنائے تھے۔ میں اس کے ایک جزو کو مرزا قادیانی کی تشریح سے باطل کر چکا ہوں اور انتقال جز کل کے انتفا کو مستلزم ہوتا ہے۔ پس خلیفہ

قادیانی کی پیش کردہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔ اگرچہ اس بناء پر پیش گوئی کے دوسرے جزو ’’آہ نادرشاہ کہاں گیا‘‘ پر تنقید کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مگر پھر بھی اس پر کچھ لکھنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

آہ نادرشاہ کہاں گیا؟

معزز ناظرین! یہ ایک گول مول کشف ہے۔ اس کے لفظوں میں نادرشاہ کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی کہ کہاں کا رہنے والا ہے اور اظہار افسوس کرنے والے کا بھی بالکل کسی قسم کا پتہ نہیں دیا گیا اور صاحب کشف مرزاغلام احمد قادیانی نے بھی کوئی کسی قسم کی تشریح نہیں کی۔ اندریں حالات قرینہ معنویہ یہ ہے کہ اظہار افسوس مرزا قادیانی کی جانب سے ہو۔ کیونکہ ان کو یہ کشف ہوا ہے اور نادرشاہ بھی کوئی مرزا قادیانی[1] کا مرید ہوتا کہ آسمان قادیان سے اس پر اظہار افسوس کیا جائے۔ کیونکہ جس شخص نے مرزا قادیانی کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ وہ مرزا قادیانی کے نزدیک ’’حرام زادہ اور کافر‘‘ ہے۔ اس پر اظہار افسوس کرنے سے کیا مطلب؟

پس غازی محمد نادرخان صاحب مرحوم والی کابل جو صحیح العقیدہ حنفی المذاہب تھے اور خلیفہ قادیانی کے فتویٰ کی رو سے کافر تھے۔ وہ اس گول مول کشف کا مصداق کیسے بن سکتے ہیں؟

اور نیز اس کشف میں ’’گیا‘‘ صیغہ ماضی کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کشف سے پہلے کوئی نادرشاہ مر گیا ہوگا یا اس کی غیر حاضری میں اس کی ضرورت پڑی ہوگی۔ پھر بعد میں مرزا قادیانی کے ملہم (الہام کرنے والے) نے اس کشف کے ذریعہ اظہار افسوس کا حکم دیا۔ ورنہ

[1] بیشک اس نام نہاد پیش گوئی سے یہی متبادر ہوتا ہے کہ مرزا کے کسی مرید کی نسبت ہے۔ اسی بناء پر ایک مرزائی نادر علی شاہ کو جب اس پیش گوئی کا علم ہوا۔ تو وہ گھبرایا ہوا خلیفہ قادیانی مرزامحمود کے پاس گیا۔ چنانچہ خود خلیفہ جی کہتے ہیں: ’’ہمارے ایک دوست نادر علی شاہ صاحب ہیں۔ ایک دفعہ وہ میرے پاس گھبرائے ہوئے آئے اور کہنے لگے، حضرت مسیح موعود (مرزا) کا یہ الہام کہ ’’آہ نادرشاہ کہاں گیا؟‘‘ کیا میرے متعلق تو نہیں؟ میں نے کہا آپ کا نام تو نادر علی شاہ ہے اور الہام میں نادرشاہ کا ذکر ہے۔ کہنے لگے شاید میرا نام مخفف کر دیا گیا ہے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۳۴ء ص۴) اس کے جواب میں خلیفہ جی نے سکوت اختیار کیا اور اس کا کوئی مفہوم متعین نہ کیا تاکہ یہ سکوت سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔‘‘ غرض ایک مرزائی نے بھی اس پیش گوئی کے لب ولہجہ اور طرز بیان سے یہی سمجھا کہ یہ کسی ایسے شخص ہی کے متعلق ہے جو مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت پر ایمان لاچکا ہو۔ (بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ)

فعل ماضی کو مستقبل کے معنوں میں استعمال کرنے کے لئے وجوہات درکار ہیں۔ جو یہاں معدوم ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ اظہار افسوس گزرے ہوئے واقعہ پر کیا جاتا ہے۔ پس اس کشف کا مرزا قادیانی کی زندگی میں خاتمہ ہو چکا ہے۔

اس لئے یہ کشف غازی محمد نادر خان صاحب مرحوم والی کابل پر چسپاں نہیں ہو سکتا۔ اگر ان قرائن سے قطع نظر کر کے اس کشف کو دیکھا جائے کہ کس زبان میں ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اردو زبان میں ہے اور یہ ایک ایسا واضح قرینہ ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کشف کا تعلق اس ملک کے ساتھ ہے۔ جس کی زبان اردو ہے۔ کیونکہ اظہار افسوس کا جملہ ہے جو اظہار افسوس کرنے والوں کے افسوس کی حکایت ہے اور کابل کی زبان اردو نہیں ہے۔

پس شاہ شہید پر اس کو چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔ کابل میں اظہار افسوس فارسی میں کیا گیا۔ اگرچہ خلیفہ قادیانی اور ان کے مرید اس کشف میں نادر شاہ افغانستان یا کابل کا لفظ دکھا دیتے تو ہم اس کو واضح قرینہ قرار نہ دیتے اور بے چون وچرا تسلیم کر لیتے۔

میرے مرزائی دوستو! یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں سے تو یہ پرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ کسی حدیث سے من السماء کا لفظ دکھائیں۔ حالانکہ یہ لفظ حدیث کی بعض مستند کتابوں میں موجود ہے اور بعض آیات شریفہ کا سیاق وسباق بھی ''رفع الی السماء'' پر دلالت کرتا ہے۔ مگر خلیفہ قادیانی سے یہ مطالبہ نہیں کیا جاتا کہ وہ ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' میں شاہ افغانستان کا لفظ دکھائیں۔

علاوہ ازیں ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' ایسے الفاظ سے کسی ملک کے بادشاہ کی موت پر اظہار افسوس نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ ایک عامیانہ جملہ ہے۔ اگر ان تمام قرائن کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس گول مول الہام کو دیکھا جائے تو یہ جملہ اجمال کا ہر ایک نمایاں پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اب دیکھئے اسلامی دنیا میں بیسیوں نادر شاہ نام کے آدمی گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ دنیا میں جو نادر شاہ نام کا آدمی کہیں چلا جائے اور اس کے چلے جانے کے بعد اس کی ضرورت پڑے یا وہ مر جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا۔''

خواہ وہ نادر شاہ قادیان کا رہنے والا ہوں یا امرتسر کا۔ لاہور کا ہو یا پشاور کا۔ کلکتہ کا ہو یا بمبئی کا۔ کراچی کا ہو یا ملتان کا۔ قصور کا ہو یا ہوشیار پور کا۔ دیوبند کا ہو یا بریلی کا۔ غرضیکہ دنیا کے ہر ایک نادر شاہ کی موت یا اس کی غیر حاضری میں اس کی ضرورت پڑنے کے وقت کہہ سکتے ہیں کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا؟

مثلاً دیکھئے یہاں قصور میں ایک سید نادر شاہ صاحب رہا کرتے تھے۔ جن کو مارشل لاء کے زمانہ میں عبور دریائے شور کی سزا ملی تھی اور ابھی تک وہ سزا بھگت رہے ہیں۔ ان کی غیرحاضری میں ان کے اقارب احباب کی زبان سے کئی دفعہ یہ جملہ نکلا کہ ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا۔‘‘ اسی طرح امرتسر کے ایک شخص نادر شاہ صاحب ہیں۔ جو کلکتہ میں پشمینہ کی تجارت کرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی ان کے حلقہ احباب میں یہ جملہ کئی دفعہ استعمال کیا گیا۔ اسی طرح ایک اور بزرگ مولوی نادر شاہ صاحب ہوشیار پوری ہیں۔ ان کی غیرحاضری میں بھی یہ جملہ استعمال کیا گیا اور لیجئے جب سید نادر شاہ صاحب تحصیلدار برادر اور ڈاکٹر محمد حسین مرزائی نواح سرگودھا میں قتل کر دیئے گئے تو ان پر بھی اظہار افسوس کیا گیا اور مرزائیوں نے بھی شور مچایا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ’’آہ نادر شاہ کہاں گیا‘‘ پوری ہوگئی اور اب غازی محمد نادر خان صاحب پر چسپاں کرتے ہیں۔

ناظرین! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نادر شاہ کہاں گیا یہ ایک ایسا جملہ ہے جو ہر ایک نادر شاہ کی موت اور اس کی ضرورت کے موقع پر بولا جاسکتا ہے۔ ایسے جملے کو پیش گوئی کہنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ ایسے جملے کو پیش گوئی قرار دینے والا جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ وہ کذاب اعظم ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جب تک دنیا میں کوئی نادر شاہ موجود ہے، یہ جملہ صادق ہے

اور مرزا قادیانی آنجہانی کے فتویٰ کی رو سے بھی یہ گول مول کشف پیش گوئی نہیں بن سکتا۔

پیش گوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۲۲، خزائن ج۱۷ ص۳۰۱) میں اس کو یہاں ختم کرتا ہوں اور آپ کی توجہ مرزا قادیانی کی ان پیش گوئیوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو انہوں نے بڑی تحدی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیں اور وہ جھوٹی نکلیں۔

سچے نبی کی پیش گوئیوں کا پورا ہونا ضروری ہے

پیش گوئی کرنا اور اس کا سچا نکلنا اگرچہ نبوت یا بزرگی کی دلیل نہیں ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ سچا نبی جو بھی پیش گوئی کرے وہ پوری[1] نکلے۔

کیونکہ سچا نبی اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیش گوئی کرتا ہے۔ اگر سچے نبی کی پیش گوئی پوری نہ ہو تو اللہ تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ وہ عالم الغیب نہیں ہے اور وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور اپنے رسولوں کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے۔ ملاحظہ ہو آیت کریمہ: ’’فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ

[1] خود مرزائے آنجہانی کو بھی اقرار ہے کہ ’’ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔‘‘ (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵) محمد بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ!

ان اللہ عزیز ذوانتقام (ابراھیم ع۷) ’’﴿اے مخاطب تو ایسا خیال اور گمان ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔﴾

مرزا قادیانی کی بعض جھوٹی پیش گوئیاں

زلزلہ کی پیش گوئی

۱…… پیش گوئی متعلقہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور مرزا قادیانی کی زندگی میں آئے گا۔ مگر نہ آیا۔ پیش گوئی غلط نکلی۔ مرزا قادیانی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۷۴، ۱۷۵) پر لکھتے ہیں: ’’قولہ (مولوی محمد اکرام اللہ صاحب کا اعتراض مندرجہ اخبار ’’پیسہ اخبار ۲۲؍مئی ۱۹۰۵ء آپ نے (مرزا قادیانی) اس الہام میں یہ بھی نہیں بتایا کہ زلزلہ سے مراد کیا ہے؟

اقول…… ظاہر وحی الٰہی میں زلزلہ کا لفظ ہے۔ مگر ایسا زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا۔ بلکہ قیامت کا زلزلہ ہوگا اور یہ کہ اس سے ہزارہا مکان گریں گے اور کئی بستیاں نابود ہو جائیں گی اور اس کی نظیر پہلے زمانہ میں نہیں پائی جائے گی۔ ناگہانی طور پر ہزارہا آدمی مرجائیں گے……پس بہرحال وہ معجزہ ہے۔ ہاں اگر وہ شدید آفت ظاہر نہ ہوئی جو دنیا میں ایک زلزلہ ڈال دے گی جو وحی الٰہی کے ظاہر الفاظ کی رو سے زلزلہ کے رنگ میں ہوگی یا کوئی معمولی امر ظہور میں آیا جس کو دنیا ہمیشہ دیکھتی ہے۔ جو خارق عادت اور غیر معمولی نہیں ہے اور جو سچ مچ قیامت کا نمونہ نہیں اور یا وہ حادثہ میری زندگی میں ظاہر نہ ہوا تو بیشک نقارہ بجا کر میری تکذیب کرو اور مجھے جھوٹا سمجھو۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۷۴، ۱۷۵، اپریل ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا)

مرزا قادیانی اس زلزلے کا موسم اور وقت بتاتے ہیں: ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پوری ہوئی۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت موسم بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً ’’وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب۔‘‘

(حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸)

اور سنئے! ’’آئندہ زلزلہ کوئی معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۹۲، ۹۳، خزائن ج۲۱ ص۲۵۳)

خلیفہ صاحب! فرمائیے کہ کیا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی؟ اور ان کی زندگی

میں ایسا زلزلہ آیا جو قیامت کا نمونہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ اب آپ کا فرض ہے کہ آپ نقارہ بجا کر اعلان کریں کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہ تھے۔ ورنہ آپ مرزا قادیانی کے نافرمان ٹھہریں گے اور قیامت کے دن جوابدہی مشکل ہوگی۔

منکوحہ آسمانی کی پیش گوئی

۲...... پیش گوئی متعلقہ منکوحہ آسمانی محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری جو بالکل جھوٹی نکلی اور دنیا اس کی گواہ ہے۔ ہم اس پیش گوئی کے متعلق مرزا قادیانی کے اس حلفیہ بیان کا اقتباس نقل کرتے ہیں جو انہوں نے عدالت میں دیا تھا۔

''عورت (محمدی بیگم) اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔''

(اخبار الحکم قادیان ۱۰راگست ۱۹۰۱ء ص۱۴ کالم۳)

یہ مرزا قادیانی کا اپنا حلفیہ بیان ہے جو کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے ساتھ ضرور بیاہی جائے گی اور یہ بیاہ اس دنیا ہی میں ہوگا اور کوئی شرط یا کسی کی گریہ وزاری اس نکاح کو نہیں روک سکتی۔

۲...... ''میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں ٹلتی اور میرے آگے کوئی انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔'' (اشتہار مورخہ ۶رستمبر ۱۸۹۴ء ص۴، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۳)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ ضرور ہوگا اور کوئی چیز اس نکاح کو نہیں روک سکتی اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس نکاح کے لئے کوئی کسی قسم کی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ تقدیر ہے جو نہیں ٹلتی۔ اگر کوئی شرط ہوتی تو اس کو تقدیر معلق کہتے نہ کہ مبرم۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ منکوحہ آسمانی ایک منٹ کے لئے بھی مرزا قادیانی کے آغوش میں نہیں آئی اور مرزا قادیانی باصد حسرت وارمان دنیا سے کوچ کر گئے اور محمدی بیگم منکوحہ آسمانی بفضلہ تعالیٰ اب تک اپنے خاوند مرزا سلطان احمد کے گھر میں آباد ہے۔

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

مرزا قادیانی کے مریدو! منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی کو جس قدر الہام ہوئے

ہیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے تو نکاح کا ہونا نہایت ضروری امر تھا۔ مگر نکاح نہیں ہوا۔[۱]
جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام مرزا قادیانی کی ہوائے نفسانی کا نتیجہ تھے۔
اگر ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام امور غیبیہ کا علم نہیں
ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اس کو علم تو تھا مگر اس نے مرزا قادیانی کو فریب دیا ہے۔ بہر حال وعدہ خلافی کا
الزام ثابت ہے۔

۱ اس پیش گوئی کی مرزائی امت عجیب وغریب تاویلیں کرتی ہے۔ لاہوری مرزائی
پارٹی کے ایک سرکردہ لیڈر ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن گجرات نے تو محمدی بیگم سے مراد
عیسائی قوم اور نکاح سے مراد تبلیغ لے کر مرزا آنجہانی کو ’’دلہا‘‘ ثابت کردیا اور یہ لکھ کر اپنا جی خوش کر
لیا کہ ’’ہم ہر روز اسی دلہا (مرزا قادیانی) کی برات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں۔
ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کا تزوج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں
عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا۔ ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے
مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا۔ ہمیں ایک گھوڑا ملے گا۔ وہ تو نہ ملا (الی قولہ) پس محمدی بیگم سے مراد
وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمر ہے اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا۔‘‘
(منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۲ر جولائی ۱۹۲۴ء ص ۳،۴)
اب مرزائی امت کے بڑے میاں حکیم نورالدین آنجہانی کی سنئے، وہ لکھتے ہیں ’’جب
مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کا جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی
لڑکی (محمدی بیگم) یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی؟ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات
البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں؟ میں نے بارہا عزیز میاں
محمود کو کہا کہ اگر حضرت (مرزا) کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی (محمدی بیگم) نکاح میں نہ آئے تو
میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔ (منقول از رسالہ وفات مسیح موعود ص ۲۳)
غرض قادیانی پیش گوئیاں کیا ہیں؟ سراسر فریب، مکاری اور ڈھیٹ پنے کی بولتی چالتی
تصویریں ہیں۔ اسی ہیرا پھیری سے یہ لوگ سادہ لوحوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں
کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے

ظفر علی خان

ناظرین! مرزا قادیانی کے وظیفہ خوار مولویوں نے ان کو سچا ثابت کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بڑی رکیک وسخیف تاویلیں کی ہیں۔ مگر یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے جملہ الہامات متعلقہ نکاح آسمانی ان تاویلات باطلہ کا رد کرنے کے لئے کافی ہیں جو مرزا قادیانی کی دو عبارتیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ ان میں غور کرنے سے ان تمام تاویلات کا جواب مل سکتا ہے۔

۳...... منکوحہ آسمانی کے خاوند مرزا سلطان محمد کی موت کے متعلق پیش گوئی

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کے آسمانی نکاح میں سب سے بڑی رکاوٹ منکوحہ آسمانی کا ارضی خاوند مرزا سلطان محمد تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے مرزا سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی کر دی کہ وہ روز نکاح کے بعد اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ مگر جب وہ میعاد مقررہ کے اندر نہ مرا اور ہر طرف سے مرزا قادیانی پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی۔ تو اپنی ذلت اور رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے (حاشیہ انجام آتھم ص۲۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹) پر لکھتے ہیں:

’’رہا داماد اس کا (احمد بیگ) سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مر گیا۔‘‘

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر مرزا سلطان محمد ڈر گیا تھا اور موت سے پہلے مر گیا تھا تو اپنی منکوحہ محمدی بیگم کو طلاق دے کر مرزا قادیانی کے حوالے کیوں نہ کر دیا۔ بلکہ سلطان محمد بقول مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مرزا قادیانی کے سینہ پر مونگ دلتا رہا۔ بے چارے سلطان محمد کا تو جرم ہی یہی تھا کہ اس نے مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی سے نکاح کیوں کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

’’احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔‘‘

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۹۵)

اور اس کے ساتھ ہم مرزا سلطان محمد کی چٹھی کی نقل پیش کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔ یہ چٹھی (اخبار اہلحدیث ۱۴؍مارچ ۱۹۲۴ء) میں شائع ہوئی تھی، ملاحظہ ہو: ’’جناب مرزا غلام احمد

صاحب نے جو میری موت کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔ ۳؍مارچ ۱۹۲۴ء دستخط مرزا سلطان محمد از پٹی۔‘‘

مرزا قادیانی کے اپنے بیان اور مرزا سلطان محمد کی تحریر سے ثابت ہوگیا ہے کہ سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا اور نہ اس نے اپنے قصور سے توبہ کی اور یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ اگر وہ ڈرتا اور اپنے جرم سے توبہ کرتا تو ضرور محمدی بیگم سے دست بردار ہو جاتا اور محمدی بیگم از سرنو باکرہ ہوکر مرزا قادیانی کے حرم سرائے میں داخل ہو جاتی اور ’’بستر عیش[1]‘‘ والا الہام پورا ہوتا۔

اور سنئے! اب مرزا قادیانی میعاد مقررہ کو نظر انداز کر کے فرماتے ہیں: ’’............ میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

(حاشیہ انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

’’یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو (سلطان محمد کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کی افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتی ہیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کس بلند آہنگی اور شد و مد کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ سلطان محمد کا ان کی زندگی میں مرجانا تقدیر مبرم اور اٹل ہے اور اقرار کرتے ہیں کہ اگر سلطان محمد ان کی زندگی میں نہ مرا تو وہ ہر ایک بد سے بدتر ٹھہریں گے۔ اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا سے کوچ کر گئے اور مرزا سلطان محمد منکوحہ آسمانی کا خاوند مارچ ۱۹۳۴ء تک زندہ ہے۔ اب آپ انصاف فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنے بیان کے مطابق ہر ایک بد سے بدتر نہیں ٹھہرے اور خبیث مفتری ثابت نہیں ہوئے؟ یہ دونوں مرزا قادیانی کی اپنی اقراری ڈگریاں ہیں۔ مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے غلط اور جھوٹا نکلنے سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوئے۔

۱...... خدا تعالیٰ اپنے حتمی وعدہ پورے نہیں کرتا۔

[1] یہ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۸۸، تذکرہ طبع سوم ص۴۹۹)

۲...... اور اپنے رسولوں کو فریب دیتا ہے۔
۳...... اور وہ امور غیبیہ سے بے خبر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

مرزا قادیانی نے ایسی پیش گوئیاں کر کے غیر مسلموں کے لئے اسلام پر ہنسی اڑانے کا کافی سامان بہم پہنچایا ہے۔ آپ اسلام کے مسلم نما دشمن ثابت ہوئے ہیں۔ ہر ایک شخص ببانگ دہل کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا اپنے سچے وعدے بھی پورے نہیں کرتا اور اس کی اٹل باتیں بھی ٹل جاتی ہیں۔ اس کو امور غیبیہ کا بھی علم نہیں ہے۔ کیا اب مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں؟ اور دنیا کا کون عقلمند انسان مرزا قادیانی کے پیش کردہ اسلام کو قبول کر سکتا ہے؟ یہ اچھے مسیح دنیا میں آئے کہ کافروں کو مسلمان کرنے کی بجائے الٹا ان کو اسلام سے سخت بدظن کر دیا اور دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے خارج کر دیا۔ یہ ہے وہ خدمت اسلام جو مرزا قادیانی نے انجام دی۔

۴......پیش گوئی ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کے متعلق

مرزا قادیانی کا ایک مباحثہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ ہوا تھا۔ جو پندرہ دن تک رہا۔ جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو مرزا قادیانی نے اپنی غیب دانی اور تقدس کا رعب اس پر ڈالا اور آخری دن یعنی ۵/جون ۱۸۹۳ء کو مرزا قادیانی نے مسٹر آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی شائع کر دی جس کے الفاظ مرزا قادیانی کی کتاب جنگ مقدس سے نقل کئے جاتے ہیں:

’’جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ہوگی اور اس وقت جبکہ یہ پیش گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔‘‘

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

مگر یہ پیش گوئی لفظ بلفظ غلط نکلی۔ کیونکہ (۱) نہ تو مسٹر آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا (مسلمان نہ ہوا) (۲) نہ وہ پندرہ ماہ کے اندر فوت ہوا۔ نہ ہاویہ میں گرایا گیا۔ (۳) نہ اس کی ذلت ہوئی۔ (۴) نہ مرزا قادیانی کی عزت ہوئی۔ (۵) نہ بعض اندھے سوجاکھے کئے گئے۔ (۶) نہ بعض لنگڑے چلنے لگے۔ (۷) نہ بعض بہرے سننے لگے۔

البتہ اس پیش گوئی کے غلط نکلنے پر مرزا قادیانی کے بعض مرید مرزا قادیانی کی صداقت میں شک کرنے لگے۔ مرزا قادیانی اس پیش گوئی کے پورا نہ ہونے سے بہت پریشان ہوئے اور اپنی کذب بیانی پر پردہ ڈالنے کے لئے خوب زور تحریر دکھایا۔ سینکڑوں صفحے سیاہ کر ڈالے مگر پھر بھی کچھ نہ بنا سکے۔

مرزا قادیانی نے (ضیاء الحق ص۱۲،۱۳، خزائن ج۹ ص۲۶۵) پر آتھم کے سراسیمہ ہونے اور بھاگے پھرنے کا نام ''رجوع الی الحق'' رکھا ہے اور (انوار الاسلام ص۵،۷، خزائن ج۹ ص۷) میں اسی کا نام ہاویہ رکھا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی نے رجوع الی الحق اور ہاویہ دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ حالانکہ پیش گوئی کے الفاظ کی رو سے رجوع الی الحق اور ہاویہ جمع نہیں ہو سکتے۔ دیکھا مرزا قادیانی کس قدر پریشان ہیں۔ گویا خود ہاویہ میں ہیں اور بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید گریجویٹ اس پر ایک نوٹ لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ''مضمون صاف ہے کہ اگر آتھم رجوع الیٰ الحق نہ کرے تو ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ یعنی اگر رجوع کرے گا تو ہاویہ کی سزا سے بچ جائے گا۔ رجوع الیٰ الحق اور سزائے ہاویہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا قادیانی نے آتھم کے بھاگے پھرنے اور سراسیمہ ہونے کا نام رجوع الی الحق بھی رکھا ہے اور ہاویہ میں گرنا بھی اب سوال یہ ہے کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کی رو سے ناممکن ہے۔ بے چارہ اگر رجوع کر چکا تو پھر ہاویہ اس پر کہاں سے آ گیا یا تو رجوع ہی کرتا یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع ضدین ہے: ''ماینطق عن الھویٰ...... '' والے الہام کے ماتحت ہو کر وحی الٰہی سے ہوا تھا یا نہیں۔'' (النجم الثاقب)

مرزا قادیانی نے اس رسوائی اور ذلت کے بدنما داغ کو اپنے چہرے سے مٹانے کے لئے ایک اشتہار دے دیا کہ مسٹر آتھم اگر قسم کھائیں کہ انہوں نے رجوع الیٰ الحق نہیں کیا تو دو ہزار روپیہ پھر لکھا کہ چار ہزار روپیہ انعام لیں۔

مسٹر آتھم رجوع کرنے سے بالکل انکاری تھا۔ اس نے جواب دیا کہ حلف ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ جیسا کہ سور کھانا اسلام میں جائز نہیں۔ اگر مرزا قادیانی بھرے جلسے میں سور کھائیں تو میں ان کو انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔

آخر جب آتھم جو ستر سال کا بوڑھا تھا، بحکم ''کل نفس ذائقة الموت '' مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی میعاد ختم ہونے کے تیس ماہ بعد فوت ہو گیا تو مرزا قادیانی نے فوراً پیش گوئی کا پورا ہونا مشتہر کر دیا اور بعض تصانیف میں لکھ دیا کہ:

’’میں نے مباحثہ کے وقت قریباً ساٹھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، وہ پہلے مرے گا۔ سو آتھم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔‘‘

(اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ ص ۷، اربعین نمبر ۳ ص ۱۱، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۷، کشتی نوح ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶)

ناظرین! اب دیکھ لیجئے کہاں پندرہ ماہ کا تعین اور کہاں جھوٹے کا سچے سے پہلے مرنا۔ یہ پچھلا فقرہ بالکل جھوٹ اس لئے تراشا گیا کہ آتھم میعاد مقررہ میں فوت نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی (اشتہار انعامی چار ہزار مرتبہ چہارم مورخہ ۲۷ ٫ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے ص ۱۶، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۵، ۱۱۶) پر لکھتے ہیں: ’’میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں۔ تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔‘‘

یہ ظاہر ہے کہ پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم پر کوئی مہلک عذاب آیا نہ محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کا نکاح ہوا۔ نہ حاسدوں کا منہ بند ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ دونوں پیش گوئیاں اللہ کی طرف سے نہیں تھیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی کر کے عیسائیوں کو اسلام پر خوب تمسخر اڑانے کا موقعہ دیا ہے۔ عیسائیوں کو اس سے یقین ہو گیا کہ مرزا قادیانی جو اسلام ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بالکل جھوٹا مذہب ہے اور ان کے قدم عیسائیت پر بڑی مضبوطی سے جم گئے اور اسلام سے ان کو کلی نفرت ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی ہندوستان کے چند عیسائیوں کو بھی اپنے حلقہ بیعت میں داخل نہ کر سکے اور جھوٹا کسر صلیب کا وعدہ کرتے رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب اور فوت شدہ قرار دے کر عیسائیت کے بنیادی عقیدے (کفارہ) کی تائید کرتے ہوئے دنیا سے چل بسے۔

۵…… مولوی ثناء اللہ صاحب کے قادیان نہ آنے کی پیش گوئی

رسالہ (اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) پر لکھا ہے کہ: ’’وہ ہرگز قادیان میں نہیں آئیں گے۔‘‘ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے ۱۰ ٫ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو غلط ثابت کر دیا۔

۶...... ’’عالم کباب‘‘ کے متعلق پیش گوئی

(۱) بشیر الدولہ۔ (۲) عالم کباب۔ (۳) شادی خاں۔ (۴) کلمۃ اللہ خان۔ (نوٹ ازمرزا قادیانی۔)

’’بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔‘‘

(البشریٰ ج دوم ص۱۱۶، تذکرہ طبع سوم ص۶۶۳، ۶۵۵)

مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے شائع ہوجانے کے بعد میاں منظور محمد کی بیوی محمدی بیگم فوت ہوگئی اور کباب صاحب پیدا نہ ہوئے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ الہامی پیش گوئی غلط نکلی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے الہامات کے جامع نے مجبور ہوکر اس پیش گوئی کو متشابہات میں قرار دیا۔

(مندرجہ اشتہار تبصرہ ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵ تا ۵۹۲)

۷، ۸، ۹، ۱۰...... الہامی پیش گوئیاں

۷...... ’’مبارک احمد جو میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ اس کی جگہ دوسرا مبارک احمد بعینہ دیا جائے گا۔ کوئی پہچان نہیں سکے گا۔‘‘

مگر دوسرا مبارک احمد پیدا نہ ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی خود اس الہام کے شائع کرنے کے چھ ماہ بعد دنیا سے چلتے بنے اور حمل میں بھی کچھ نہ چھوڑا۔

۸...... ’’ڈاکٹر عبدالحکیم خان (مرزا قادیانی کا بدری صحابی جو تائب ہوگیا تھا) میرا دشمن میری موت چاہتا ہے۔ وہ میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح تباہ ہوگا۔‘‘

مگر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی عمر بڑھ گئی اور مرزا قادیانی ان کی زندگی میں خود اصحاب فیل کی طرح نیست ونابود ہوگئے۔

۹...... ’’تیری عمر بڑھا دوں گا۔‘‘

مگر مرزا قادیانی کی عمر ایسی بڑھی کہ مشکل سے چھ ماہ پورے کئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو مارتے مارتے خود موت کا شکار ہوگئے۔

۱۰...... ’’اس ملک یا دوسرے ملک میں اس سال یا آئندہ سال میں سخت طاعون پڑے گی۔ جس کی نظیر پہلے کبھی دیکھی نہیں گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانہ کردے گی۔‘‘

مگر نہ تو ۱۹۰۷ء میں کوئی اس قسم کی طاعون پڑی، نہ ۱۹۰۸ء میں بلکہ مرزا قادیانی خود ۱۹۰۸ء کو چلتے بنے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

ناظرین! اگر زیادہ تفصیل درکار ہے تو حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے تصنیف کردہ رسائل ’’فیصلہ آسمانی‘‘ ہرسہ حصہ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ جن کا جواب آج تک مرزائی صاحبان نہیں دے سکے۔ اس کے ساتھ ’’تحقیق لاثانی‘‘ کو بھی ضرور ملاحظہ فرمائیں کہ وہ نکاح آسمانی کے متعلق بے نظیر کتاب ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ جس قدر معرکہ کی پیش گوئیاں بطور تحدی کے مرزا قادیانی نے کی ہیں۔ اس قدر صریح نکلیں کہ تاویل ان کو معنی پہناتے پہناتے شرمانے لگی۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی نے وہ طریق اختیار کیا جو نہایت ہی خطرناک ہے کہ خدا کے برگزیدہ رسولوں کو زبردستی کھینچ کر جھوٹے اور کاذب نبیوں کی صف میں لاکھڑا کر دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرتﷺ کو خاطی قرار دیا اور (ازالہ اوہام ص۷۰۴، خزائن ج۳ ص۳۱۱) پر صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھ دیا کہ آپ نے پیش گوئیوں کی حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔ ’’نعوذبالله من ذلك‘‘

حضرت یونس علیہ السلام کو مطعون کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خوب اچھی طرح سے کوسا۔ ’’عیاذاًبالله‘‘

میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں۔ جو مرزا قادیانی کو پیش آئیں۔ کیونکہ ان کی معرکہ کی عظیم الشان پیش گوئیاں غلط نکلیں۔ اگر مرزائے آنجہانی قرآن مجید اور حدیث شریف کے غلط اور خودساختہ معنوں کی آڑ میں خدا کے برگزیدہ رسولوں پر غلط فہمی اور ناسمجھی اور خدا کی ذات ستودہ صفات پر وعدہ خلافی کی تہمت نہ لگاتے تو ایک مرید بھی ان کے قبضے میں نہ رہتا۔

اے اصحاب عقل ودانش! کیا مرزا قادیانی کے اس طریق سے شریعت الٰہی کی بنیادیں متزلزل نہیں ہوتیں؟ قرآن مجید غیر معتبر نہیں ٹھہرتا؟ اور اس کی مقدس کتاب میں مسلمانوں کے لئے جو وعدے ہیں اور منکروں کے لئے جو وعیدیں ہیں۔ وہ بیکار ثابت نہیں ہوتیں؟ اور نبی کی ہر ایک وحی ناقابل اعتبار نہیں ٹھہرتی اور اس کے تمام وعدوں پر زلزلہ نہیں پڑتا؟

کیا پھر گنہگار بندوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا جاسکتا ہے اور اندریں حالات اعمال خیر کی ترغیب دینا بے سود نہ ہوگا اور قرآن کریم اور رحمۃ للعالمین کا بشیر ونذیر ہونا لغو نہ ٹھہرے گا؟

پھر اس پر طرہ یہ کہ ان تمام لغو وبیہودہ باتوں کو قرآن مجید اور حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ محض اس لئے کہ سادہ لوح مریدان کے دام تزویر میں پھنسے رہیں اور ان

بے چاروں کو اس طرح بھی ڈرایا جاتا ہے کہ یاد رکھو جو اعتراضات مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر کئے جاتے ہیں۔ آنحضرتﷺ پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ اگر تم مرزا قادیانی کا انکار کرو گے تو اس سے تم کو نبی کریمﷺ اور دیگر انبیاء کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ گویا پورے طور پر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

چنانچہ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی مسلمان نے مرزا قادیانی کی کسی پیش گوئی پر کوئی سوال کیا تو مرزائی صاحبان نے فوراً بڑی بے باکی سے آنحضرتﷺ کی پیش گوئی پر زبان طعن دراز کی۔ حالانکہ رحمۃ للعالمینﷺ کی پیش گوئیاں اس قدر صفائی کے ساتھ سچی نکلیں کہ آپ کے زمانے کے سخت ترین دشمن بھی کوئی کسی قسم کا اعتراض نہ کر سکے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء سلف کو کافروں کے مقابلہ میں آپﷺ کی پیش گوئیوں کے متعلق مستقل کتابیں تصنیف کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

اسلامی عقائد کو متزلزل کرنے میں مرزائیت کا حصہ

حضرات یہ ہے وہ رخنہ اندازی جو مرزا قادیانی نے اسلام میں کی۔ جس کی شہادت آریوں اور عیسائیوں کے اخبار و رسائل دے رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ ویر، احمدیت کا اثر اسلام پر کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے:

’’اسلامی عقائد کو متزلزل کرنے میں احمدیت نے آریہ سماج کو ایسی امداد دی ہے کہ جو کام آریہ سماج صدیوں میں انجام دینے کے قابل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدوجہد نے برسوں میں کر دکھایا ہے۔ بہرحال آریہ سماج کو مرزا قادیانی اور ان کے مقلد و مرید مرزائیوں کا مشکور ہونا چاہئے۔‘‘ (آریہ ویر۱۴، ۲۲/مارچ ۱۹۳۳ء ص۱۲ کالم۱)

ناظرین! کیا عقل اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سچا رسول اللہ تعالیٰ سے علم پا کر کوئی پیش گوئی کرے اور وہ غلط نکلے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس سے اس رسول کا جھوٹا اور مفتری ہونا لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی کاذب ٹھہرتا ہے۔ ’’نعوذ باللہ من ذلک‘‘

قرآن پڑھئے (زمر ع:۲، رعد ع:۴، روم ع:۱، یونس:ع۶، حج:ع۶، ابراہیم:ع۷) اور دیکھئے کہ کس طرح آیات کریمہ بآواز بلند پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اس کا کوئی وعدہ وعید نہیں ٹلتا اور اس پر امت مرحومہ کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔ خواہ وہ امکان کذب (توسیع قدرت) کے قائل ہوں یا امتناع کذب کے (دیکھو کتب کلامیہ) اور مرزا قادیانی نے بھی

اپنی متعدد تصانیف میں اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ:

’’ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں اور خدا کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘

(کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ص۵، ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸)

اور میں آپ پر دلائل و براہین کے ساتھ واضح کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کی معرکہ کی پیش گوئیاں جن کے سچا نکلنے کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار مقرر کیا اور بڑے زور کے ساتھ ان کے اٹل ہونے کا اعلان کیا اور بار بار ان کو تقدیر مبرم ٹھہرایا۔ وہ روز روشن کی طرح غلط نکلیں۔ اگر مرزا قادیانی خدا کے سچے نبی تھے تو یہ ان کی پیش گوئیاں کیوں غلط نکلیں؟

اس کا صحیح جواب مرزا قادیانی کے تحریر کے مطابق کہ: ’’ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔‘‘ (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ص۵) یہی ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی سچے نبی نہ تھے اور یہ ان کی پیش گوئیاں خدا کی طرف سے نہ تھیں، کیونکہ: ’’اس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘

ناظرین! میں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر بقدر ضرورت تنقید کر چکا ہوں اور طالب رشد وہدایت کے لئے ضروری باتیں بیان کر چکا ہوں۔ اس سے میری غرض اپنے ان بھائیوں کی اصلاح ہے جو دھوکے میں آ کر ہم سے جدا ہو چکے ہیں اور رحمۃ للعالمین کے دامن کو ناکافی سمجھتے ہوئے مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ مجھے امید واثق ہے کہ اگر یہ میرے بچھڑے ہوئے بھائی تعصب کی عینک اتار کر اپنی خداداد سمجھ سے کام لے کر میرے اس مختصر رسالہ کا بغور مطالعہ فرمائیں گے تو ان کی ہدایت ایک یقینی امر ہے۔

کیونکہ میں نے نہایت متانت کے ساتھ مرزائیوں کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے واقفیت کا اظہار کیا ہے اور عقلی ونقلی دلائل سے مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو پرکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو انابت الی اللہ اور استغفار کی توفیق عنایت فرمائے اور واپس دین محمدی میں لائے اور اسلام پر خاتمہ کرے۔ آمین!

مسلمانو! آپ بھی میرے اس رسالہ کا بغور مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ اس کے مطالعہ سے آپ کے قلوب نور ایمان سے بھرپور ہو جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے قادیانی دجل وفریب کے اثر سے محفوظ رہو گے:

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو
تجھ کو گر ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ ہو

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

خضری روحانی مشن
اور
مسئلہ ختم نبوت

جناب غلام نبی میرناسک رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی من قال لانبی بعدی!

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج
کون رہبر ہو بھلا جب خضر بہکانے لگے

’’پیراں نمی پرند ومریداں می پرانند‘‘ کی مثل تو آپ نے بارہا سنی ہوگی۔ آج اس کا صحیح مصداق ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں اور وہ ہیں پیر دیول جو آج کل بزعم خود عالم لاہوت کی بلندیوں کی انتہا سے بھی اوپر پرواز کررہے ہیں۔ اس بلند پروازی کے لئے پیر دیول جن شہ پروں کو کام میں لا رہے ہیں۔ اہل بصیرت پر ان کی حقیقت مخفی نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عالم ناسوت کے اندر بھی اپنے ترّھات وہفوات کے خلاف تقریر وتحریر کے ذریعہ مقابلہ کرنے والے علماء دین کو مرعوب کرنے کے لئے آئے دن اخبارات وملفوظات میں وقت کے برسراقتدار اشخاص کو اپنا ارادت مند ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

گویا پیر دیول نے ان حضرات کے اقتدار کو اپنے لئے حصن حصین تصور فرما رکھا ہے۔ لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ یہ پیر دیول کی بھول ہے۔ حکمرانان وقت ایسے بے انصاف نہیں جیسے کہ پیر دیول نے سمجھ لئے ہیں۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ وہ پیر دیول کو تو کتاب وسنت کے خلاف اپنی لاف وگزاف کی نشر واشاعت کی کھلی چھٹی دے دیں اور دوسروں کی جائز اور صحیح تنقید پر بھی پابندی لگادیں۔

ایک جمہوریت کی علمبردار صداقت کے راج میں ایسے اندھیر کا تصور بھی گناہ ہے۔ جن دانش مندوں نے ملفوظات خضری اور شجرۂ خضری کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ پیر دیول کے مؤقف اور اس کے دعاویٰ کی حقیقت خوب جانتے ہیں۔ پیر دیول کے رویاء وکشوف اور ملفوظات آیا کسی باطل پرست محکوم اور غلامانہ ذہنیت کی غمازی کرتے ہیں یا حق پرست آزاد ذہنیت کی۔ ہمارا یقین ہے کہ اسے پیر دیول خود بھی بخوبی سمجھتے ہوں گے۔

اپنے رویائی نوشتہ کے مطابق پیر دیول کا یہ دعویٰ ہے کہ: ’’اللّٰہ رب العلمین‘‘ اور ’’محمد رحمۃ اللعٰلمین‘‘ کے بعد وہ یعنی محمد عبدالمجید احمد ’’امام العٰلمین‘‘ ہے۔ لیکن پیر دیول کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان علمائے حق کے متفقہ فیصلہ کے مطابق کسی زمانے کا بڑے سے

بڑا ولی، غوث یا قطب بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گرد پا کو نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ وہ امام العلمین ہونے کا دعویٰ کرے۔ حالانکہ ایسا دعویٰ کسی بڑے سے بڑے صحابی حتیٰ کہ خلفائے راشدین میں سے کسی نے نہیں کیا۔

پیر دیول کے ملفوظات کا کاتب (مرتب) مونس زبیری بھی پیر دیول کی معیت میں ''ولی الرسول ''بن جانے کا مدعی ہے۔ کیونکہ اس کے سر پر بزعم خود متعدد اولیائے کرام کی دستخطی ٹوپی ہے۔ یہ ٹوپی بھی کسی سلیمانی ٹوپی کی قسم سے ہوگی۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کس رسول کا ولی ہے۔ کہیں در پردہ پیر دیول بھی رسالت کا دعویٰ کرنے کی تیاری تو نہیں کر رہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر امام العلمین ہونے کا دعویٰ اس کی ابتدائی کڑیوں میں سے ہے۔

جن لوگوں نے ''دلق ملمع ''کا مطالعہ کیا ہے۔ انہیں معلوم ہوگا کہ میں نے اس کے (صفحہ ۱۶) پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ آئندہ صفحات میں آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ پیر عبدالمجید بھی اگرچہ سردست نبی تو نہیں تھے۔ لیکن شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت سید مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پایہ تو خود کو سمجھنے لگ گئے ہیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

قریب قریب ان چودہ صدیوں میں روحانیت کا روپ دھار کر یہودیت اور مجوسیت کی معجون مرکب ایرانی عجمی باطنی تحریک نے جس کا بنیادی مقصد اسلام کی تخریب کے سوا کچھ بھی نہیں، ایسے ہزاروں افراد پیدا کئے جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حب اہلبیت اور حب رسول کے دعویٰ کی آڑ میں وہ وہ ستم اسلام پر ڈھائے کہ اگر:

کسی بت کدے میں بیان کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

پیر دیول کو بھی اپنی روحانیت پر بڑا ناز اور اپنے مبایعین کو محض مرید ہونے کی بناء پر بخشوا لینے کا دعویٰ ہے۔ لیکن ہمیں اس سے بحث نہیں کیونکہ یہ پیر دیول بھی اپنے پیشرو عجم پرست باطنیوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی بزرگی اور کرامات کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ ہم تو پیر دیول کے صرف اس بیان پر تنقید کریں گے جو براہ راست ملت اسلامیہ کی جڑ پر کلہاڑے کی ضرب کا کام کر رہا ہے اور جسے کتاب وسنت کی تعلیمات پر یقین رکھنے والے مسلمان کسی حال میں بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

راولپنڈی کے روزنامہ تعمیر کی اشاعت سہ شنبہ مورخہ ۷/نومبر ۱۹۶۰ء میں پیر دیول کا

ایک خطبہ بہ عنوان (اسلامی روحانی مشن) شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ’’ختم نبوت‘‘ کے متعلق اپنے عقیدے کا اظہار کیا ہے۔ پھر یہی مضمون ’’ملفوظات خضری حصہ دوم‘‘ میں بعنوان ’’اسلامی خضری روحانی مشن (ص۱۲۶) پر چھپا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

’’ایسی حالت میں منافقین اسلام نے مذہب کی دوسرے رنگ میں بنیادیں ڈالنی شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو بھی فرقہ وارانہ شکل میں ہوا دی گئی اور اسلام کی جامعیت کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اسلام کو صرف ایک علمی اور کتابی چیز ہی متصور کرایا گیا۔ اس کی لچک کو اپنے اغراض نفسانی کی خاطر مجوب فرمایا گیا۔‘‘

کیا اس عبارت کا مطلب اس کے سوا کچھ اور بھی ہوسکتا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں جن پاکستانی مسلمانوں نے ختم نبوت کی تحریک۔ قادیانی ٹولے کو خارج از اسلام ثابت کرنے اور منوانے کے لئے چلائی تھی۔ وہ سب منافق ہیں اور انہوں نے اسلام کی جامعیت اور لچک کو نقصان پہنچایا ہے؟

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ کی حیثیت صرف رسول اللہ ﷺ ہی کی نہیں بلکہ وہ خاتم النّبیین بھی ہیں اور یہی وہ وصف ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیگر سابقہ انبیاء ورسل سے ممتاز کرتا ہے۔ اسی لئے ان کی رسالت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ہمیں ان کی ختم نبوت پر ایمان رکھنا بھی فرض اور ضروری ہے۔ ورنہ ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔ جو لوگ ختم نبوت کے اقرار و اعلان اور حفاظت کے اقدامات کو اسلام کی جامعیت اور لچک کے منافی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے اسلام وایمان کی خیر منائیں۔ حق پرست مسلمان باطل کی خوشنودی کے لئے ختم نبوت کے اقرار واعلان سے دست بردار نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں یہ حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی۔

دنیا جانتی ہے اور تواریخ اسلامیہ میں یہ بات بالکل صاف اور واضح ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی ہی میں عرب کے مختلف نقاط میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور ذوالتاج لقیط وغیرہ اشخاص نے جن کو متعدد قبیلوں اور ہزاروں لوگوں کی معیت حاصل تھی۔ جب نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو حضرت محمد ﷺ نے اسی وقت ان کے کاذب اور دجال ہونے کا اعلان فرمادیا تھا اور مسیلمہ کے خط کے جواب میں اس کے نام کے ساتھ کذاب کا لفظ لکھا۔ جو اس کے نام کا جزو بن کر رہ گیا۔ کیا حضور علیہ السلام پر یہ حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی کہ ایسا لکھنے سے یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور اسلام کی لچک کو نقصان پہنچے گا؟ پھر یہی نہیں بلکہ اسی وقت ان مرتدین کے مقابل

کارروائی کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن جب اسی اثناء میں حضورﷺ نے اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو ان کے اولین جانشین خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان نبوت کاذبہ کے دعوے داروں کے مقابل زبردست لشکر روانہ کئے۔ جن کی کمان حضرت خالد بن ولیدؓ اور عکرمہؓ جیسے بہادر صحابہ کے ہاتھوں میں تھی۔ پھر ان جنگلوں میں ہزاروں کی تعداد میں جو مرتدین قتل ہوئے کیا اس سے اسلام کی جامعیت کو نقصان پہنچا؟

اسود عنسی مارا گیا اور یمن کے علاقہ میں اس کے ہزاروں مددگار قتل کئے گئے۔ عمان میں ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی نبوت کاذبہ کا دعویدار اپنے ہزار ساتھیوں سمیت قتل ہوا۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھ جنگ یمامہ میں چالیس ہزار کے لگ بھگ مرتد قتل ہوئے اور وہ باغ جس کا نام حدیقۃ الرحمٰن تھا اور جس میں مسیلمہ کذاب اپنے ساتھویں سمیت محصور ہو گیا تھا اور بعد میں یہ سب کے سب اسی جگہ قتل ہوئے۔ مقتول مرتدین کی کثرت سے حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کیا حضرت صدیق اکبرؓ، رسول اللہﷺ کے یار غار اور ان کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہیں جانتے تھے کہ اس طرح ہزاروں مرتدین کو محض ختم نبوت کے مسئلہ کی بناء پر خارج از اسلام قرار دینے اور قتل کرنے سے اسلام کی جامعیت کو نقصان پہنچے گا اور اس کی لچک ختم ہو جائے گی؟ کیا خیر القرون کے یہ مسلمان صحابی منافق تھے؟ کیا انہوں نے اپنی اغراض نفسانی کی بناء پر ختم نبوت کے منکرین کو خارج از اسلام اور واجب القتل سمجھا تھا؟ یا آج کا یہ پیر دیول جو امام العٰلمین ہونے کا مدعی ہے۔ اسلام کی جامعیت اور لچک کی حقیقت کو حضرت محمدﷺ اور ان کے جانشین خلفائے راشدین سے زیادہ سمجھتا ہے؟

حرف درویشاں بدزدو مردوں زاں فسوں تا بخواند بر سلیمی
کارمرداں روشنی و گرمی است کاردوناں حیلہ و بے شرمی است
شیر پشمیں از برائے گد کنند بو مسیلمہ رالقب احمد کنند
بومسیلمہ رالقب کذاب ماند مرمحمد را اولوالالباب ماند

ختم نبوت کا مسئلہ کسی فردواحد یا کسی ایک آدھ سیاسی یا مذہبی جماعت کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ یہ اسلام کا ایک بنیادی اور مرکزی مسئلہ ہے۔ جس پر تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ فقہاء، علماء حق، اولیاء الرحمٰن کا اتفاق رہا ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد بھی عرب یا عجم میں جہاں کہیں بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسے اور اس کے پیروکاروں کو وہی سزا دی گئی جو مسیلمہ

کذاب اوراس کے ساتھیوں کوایران میں بابی اور بہائی مذہب کا جوحشر ہوا یہ کل کی بات ہے۔ان لوگوں کے تاریخی حالات اٹھا کر دیکھئے یہ بھی شروع شروع میں روحانیت کے علمبردار بن کر آئے۔ جب ذرا جمعیت حاصل ہوئی تو حصول اقتدار کی خاطر حکومت کے خواب دیکھنے لگے۔ حسن بن صباح اوراس کے فرقہ کی اسلام کش کوششوں سے کون واقف نہیں۔تاریخ بتاتی ہے کہ اس قسم کے مدعی تمام کے تمام دنیا کے جاہ وجلال اور اقتدار کے بھوکے تھے۔انہوں نے اسلام اور روحانیت کا نام صرف حصول اغراض کے لئے اپنایا۔ورنہ حقیقت میں وہ اول درجہ کے بے دین اورنفس پرست تھے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ملت اسلامیہ پر بڑا احسان ہے کہ جب بھی ایسے افراد پیدا ہوئے۔ان کی ریاکاری کا پردہ باوجودان کی ظاہر داری کے ان کے اپنے ہی اقوال وافعال سے چاک ہورہا ہے۔ایسے لوگوں کی تقریریں اور تحریریں ہمیشہ ہی تضاد کی حامل رہی ہیں اور یہ تضاد ہی ان کی اندرونی منافقت اور ریاکاری پر دلالت کرتا رہا ہے۔اس کے مقابل علماء حق کی تحریر وتقریر ہمیشہ سادگی اور حقیقت کی آئینہ دار رہی ہے۔ان کے ہاں دعوؤں کی بجائے عجز وانکسار کا اظہار رہوتا ہے۔وہ:’’مکذبین اولی النعمة (مزمل:۱۱)‘‘ سے دور بھاگتے ہیں اوراپنے قول وفعل سے کبھی بھی ان کی تائید یا تعریف نہیں کرتے۔کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ قانون الٰہی کی قولاً وفعلاً تکذیب کرنے والوں کے مداح اولیاء الرحمٰن ہی نہیں۔ بلکہ اولیاء الشیطٰن ہوتے ہیں۔ جو اپنے مبایعین اور ارادت مندوں کواسلام کی سیدھی اورنورانی راہ سے ہٹا کر الحاد وارتداد کی تاریک راہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔وہ منہ سے تو خدا کا نام لیتے ہیں۔لیکن در پردہ لوگوں سے اپنی عبادت چاہتے ہیں۔وہ خودکو حاجت روااور مشکل کشا کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

سوئے خود خوانند بانام خدا
رہزناں اندر لباس رہبراں

(مؤلف)

افسوس صدافسوس! کہ آج مسلمان قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ ہو چکا ہے۔ورنہ ان عیاروں کے ہتھے نہ چڑھتا۔اگر یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت یاحدیث کی کوئی عبارت کبھی اپنے ارادتمندوں کے سامنے پڑھیں بھی تواس کی تاویل ہی کچھ عجیب وغریب کرتے ہیں۔ ایسے ہی علماء سوٗ اوراولیاء الشیطٰن کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا:

زمن بر صوفی و ملّا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شان در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

ان حیدری لباس میں ملبوس مفتریوں کی پیشوائی کا تمام تر سہارا من گھڑت رویاء و کشوف اور کرامات پر ہوتا ہے۔ اسی لئے سادہ لوح لوگ خصوصاً عورتیں ان کی زیادہ شکار ہوتی ہیں اور آج کل تو ہر باطل پرست اور عیار اپنے تمام کاموں کی تکمیل کے لئے عورت ہی کو استعمال کر رہا ہے۔ ایسے لوگوں کی جوان عیاروں کے مرید ہوتے ہیں۔ اگر کبھی آپ کو باتیں سننے کا اتفاق ہو تو آپ دیکھیں گے کہ وہ تمام تر کرامات کے مبالغہ آمیز قصے ہوں گے۔ حالانکہ ولایت و اتباع سنت کا ان سے کوئی ایسا تعلق نہیں۔

کسی بزرگ کی مجلس میں اس کے چند مرید بعض لوگوں کی کرامات کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ فلاں بزرگ بڑا صاحب کرامت ہے۔ کیونکہ وہ ہوا میں اڑتا ہے۔ دوسرے نے دوسرے کے متعلق کہا کہ وہ پانی پر چلتا ہے۔ تیسرے نے ایک اور بزرگ کے متعلق کہا کہ وہ چشم زدن میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا ہے۔ ان کے بزرگ پیشوا نے، جو بڑے باکمال تھے، مسکرا کر فرمایا اس میں کون سی برتری ہے۔ پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ انسان اڑا تو کیا کمال حاصل کر لیا؟ حیوان بھی پانی پر چلتے ہیں اور شیطان تو ایک آن میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے۔ انسان بنو کہ انسان بننا ہی اصل کمال ہے۔ مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ۔

دجال کے متعلق آپ نے سنا ہوگا کہ اسے یہ قدرت ہوگی کہ انسان کو مار کر زندہ کر دے گا اور جسے مار کر زندہ کرے گا۔ وہی شخص اس کے دجال ہونے کی شہادت دے گا اور کہے گا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے دجال کی یہ نشانی بتائی تھی۔ مطلب یہ کہ اسلام عمل بالقرآن و اتباع سنت کا نام ہے۔ کشف و کرامات کا نہیں اور کشف و کرامات کو سمجھنے والا بھی کون۔ آج تو لوگ مداریوں کے شعبدوں اور جوگیوں کے استدراج کو بھی کرامت اور معجزہ کہہ دیتے ہیں۔ عالم کو علم والا اور ولی کو صاحب ولایت ہی پہچان سکتا ہے۔ سنا نہیں ”ولی را ولی می شناسد“

لیکن آج عالم یا ولی وہ ہے جسے جاہلوں، فاسقوں، فاجروں، چوروں، رہزنوں، دنیا پرستوں کی حمایت حاصل ہو۔اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

بہ ہرکو رہزنان چشم و گوش اند
کہ درتاراج دل ہا سخت کوش اند
گراں قیمت گنا ہے باپشیزے
کہ ایں سوداگراں ارزاں فروش اند
زفہم دوں نہاں گوچوراست
ولے ایں نکتہ راگفتن ضروراست
بہ ایں نوزادہ ابلیساں نسازد
گنہگارے کہ طبع اوغیوراست

مسئلہ توختم نبوت کا تھا اور میں کہیں کا کہیں آ پہنچا۔ بہرحال ظاہر ہے کہ اس ختم نبوت کے مسئلہ میں لچک پیدا کرنے کے خواہش مند وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے مستقبل کے دعوؤں کے لئے کسی غرض کی خاطر زمین ہموار کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی نبی بننے کے دعوے سے پہلے مہدی، مجدد اور خدا جانے کیا کیا دعوے کئے[۱] تھے۔ اسی طرح پیر دیول بھی غوث زماں اور قطب دوراں کے دعوؤں سے امام العالمین کے دعویٰ تک پہنچ ہی گئے ہیں۔

گر خدا خواہد پس از سالے خداخواہد شدن

خدا بخشے اکبر الٰہ آبادی کو، کیا پتے کی بات کہہ گئے:

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح اگلی امتوں پر یہ فرض تھا کہ اپنی آئندہ نسل کو نبی وقت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آنے والے نبی کی بشارت کے ساتھ اس پر بھی ایمان لانے کی تلقین کرجایا کرتے۔ اسی طرح آج مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی موجودہ نسل کے ذہن

۱؎ میں کبھی عیسیٰ کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

نشین یہ بات کردیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ دجال وکذاب ہوگا اور تم پر اس کی تردید وتکذیب فرض ہوگی۔ ورنہ تم مسلمان نہیں رہو گے اور جو شخص اس مسئلہ میں لچک پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ وہ اسلام اور ایمان کی نسبت الحاد وارتداد کے زیادہ قریب ہے۔ اس سے بچنا واجب ولازم ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مسئلہ ختم نبوت کی مزید وضاحت کے لئے ذیل میں آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال مفسرین ملاحظہ فرماویں۔ جن کے اقتباسات ترجمان السنہ جلد اول تالیف مولانا بدر عالم صاحب سے لئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں فرماتے ہیں: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین وکان اللّٰہ بکل شئی علیما (الاحزاب:۴۰)‘‘یعنی اب تک جتنے رسول آئے ہیں وہ صرف رسول اللہ تھے۔ آپ رسول اللہ ہونے کے علاوہ خاتم النّبیین بھی ہیں۔ اس بناء پر آنحضرت ﷺ کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے۔ وہ یہ کہ آپ رسول اللہ ہیں اور یہ کہ آپ خاتم النّبیین بھی ہیں۔ آپ کے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور آپ کی ذات کا ادھورا اور نا تمام تصور ہے۔ بلکہ ان ہر دو تصورات میں آپ کا امتیازی تصور خاتم النّبیین ہی ہے۔ ختم نبوت بھی عالم کے ان بنیادی اور بدیہی مسائل میں داخل ہے۔ جن کا علم سب پر فرض ہے اور جن میں اب کسی تبدیلی وترمیم کی گنجائش نہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ (ج۶ص۳۸۴) میں فرماتے ہیں:

’’وقد اخبر اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ ورسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعیٰ ھذا المقام فھو کذاب افّاک، دجال، ضال مضل ‘‘یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں اور اس کے رسول نے احادیث متواترہ میں ختم نبوت کا اعلان اس لئے فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص اب اس منصب کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، مفتری، دجال اور پرلے درجے کا گمراہ ہوگا۔

علماء محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہو جائے کہ اب یہ پیغمبر آخری پیغمبر ہے اور یہ دین آخری دین ہے۔ جس کو حاصل کرنا ہے کرلے۔ اس کے بعد دنیا کی پیٹھ اجڑنے والی ہے۔ جیسا شام کے وقت ایک دکاندار اعلان کرتا ہے کہ اب میں دکان بڑھاتا ہوں۔ جسے جو سودا لینا ہے لے لے۔ یا جیسا ایک حاکم بوقت رخصت آخری

اسپیچ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری تم سے اب یہ آخری ملاقات ہے۔ جو کہتا ہوں خوب غور سے سن لو۔ اسی طرح خالق زمین وزماں کو جو آخری ہدایات دینا تھیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کی معرفت دے دیں اور اعلان کر دیا کہ اب یہ رسول آخری رسول ہے۔

ایمانیات، اخلاقیات، معیشت، تمدن کے سب اصول مکمل کر دیئے گئے۔ اس لئے یہ دین آخری دین ہے۔ جسے جو عمل کرنا ہے کر لے۔ حیل وحجت کا وقت نہیں کر رہا۔ بحث وجدل کی بجائے عمل کی فرصت نکالنی چاہئے۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور حساب کی ذمہ داری سر پر ہے۔

''اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون (الانبیاء:۱)'' ﴿لوگوں کے حساب کتاب کی گھڑی قریب آ پہنچی اور وہ غفلت میں منہ موڑے چلے جا رہے ہیں۔﴾

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اب نہ کوئی رسول آئے گا، نہ نبی، نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ ظلی نہ بروزی مگر اس معنی سے نہیں کہ آئندہ نفوس انسانیہ کو کمال وتکمیل سے محروم کر دیا ہے۔ بلکہ اس معنی سے کہ اب یہ منصب ہی ختم ہوگیا ہے۔ پہلے عالم کی عمر میں بہت وسعت تھی اور اس منصب پر تقرر کی گنجائش بھی کافی تھی۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام برابر آتے رہے۔ اب دنیا کی عمر ہی اتنی باقی نہیں رہی کہ اس میں اور تقرر کی گنجائش ہوتی۔ اس لئے اس کے خاتمہ پر آپ ﷺ کو بھیج کر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اب نبی نہیں آئیں گے۔ قیامت آئے گی۔

چونکہ سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ختم فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو کامل ہی ختم کر دیتا ہے۔ ناقص ختم نہیں کرتا۔ نبوت بھی اب اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب تم فطرت عالم پر غور کرو گے تو تم کو جزو کل میں ایک حرکت نظر آئے گی۔ ہر حرکت ایک ارتقاء اور کمال کی متلاشی ہوتی ہے۔ پھر ایک حد پر پہنچ کر یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے اور جہاں ختم ہوتی ہے۔ وہی اس کا نقطہ کمال کہا جاتا ہے۔ انواع پر نظر ڈالئے تو جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات پھر حیوانات سے انسان کی طرف ایک ارتقائی حرکت نظر آ رہی ہے۔

مگر انسان پر پہنچ کر یہ ارتقائی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان تمام انواع میں کامل تر نوع ہے۔ یہی تدریج عالم نبوت میں بھی نمایاں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام شریعتوں پر نظر ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام نبوتیں کسی ایک کمال کی

طرف متحرک ہیں۔ ہر پچھلی شریعت پہلے سے نسبتاً ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے۔ اس لئے اس طبعی اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حرکت بھی کسی نقطہ پر جا کر ختم ہو۔ جس کو اس کا کمال کہا جائے۔ لیکن جب نبوت ہمارے ادراک سے بالاتر حقیقت ہے تو اس کے آخری نقطہ کمال کا ادراک بدرجہ اولیٰ ہماری پرواز سے باہر ہونا چاہئے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ قدرت خود ہی اس کا تکفل فرمائے اور خود ہی اس کا اعلان کر دے کہ نبوت کا ارتقاء جہاں ختم ہوا ہے، وہ مرکزی اور کامل ہستی آنحضرتﷺ کی مبارک ہستی ہے۔ اس لئے...... قرآن مجید میں: ''ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین '' کے بعد فرمایا ہے: ''وکان اللّٰہ بکل شي علیما (احزاب:۴۰) '' یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز کا علم ہے۔ وہی یہ جانتا ہے کہ نبیوں میں خاتم النّبیین اور آخری کون ہے۔ یہ بات تمہاری دریافت سے باہر ہے کہ تم معلوم کر سکو کہ اس کے رسولوں کی مجموعی تعداد کتنی ہے۔ ان میں اول کون ہے اور آخر کون؟

اگر اسے عالم کا بقاء اور منظور ہوتا تو شاید وہ آپ کی آمد ابھی کچھ دن کے لئے اور مؤخر کر دیتا۔ لیکن چونکہ دنیا کی اجل مقدر پوری ہو چکی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ نبوت کی آخری اینٹ بھی لگا دی جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ دنیا کی عمر کے ساتھ قصر نبوت کی بھی تکمیل ہوگئی ہے۔ نبوت نے اپنا مقصد پا لیا ہے۔ آپﷺ کے بعد اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نبوت اب اپنے ارتقائی کمال کو پہنچ چکی ہے۔ اب اور کوئی کمال منتظر اس کے لئے باقی نہیں رہا۔ اس لئے اس فطری اصول کے مطابق اسے ختم ہو جانا چاہئے: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:۳) '' ﴿یعنی تمہارا دین کمال کو پہنچ چکا ہے۔ اب ناقص نہ ہوگا۔ خدا کی نعمت پوری ہو چکی ہے۔﴾ اب آئندہ اس سے زیادہ اس کے تمام کی توقع غلط ہے اور نظر ربوبیت اب ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو پسند کر چکی ہے۔ اس لئے کوئی دین اس کا ناسخ بھی نہیں آئے گا۔

عربی زبان میں کمال وتمام دونوں لفظ نقصان کے مقابل ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ کمال اوصاف خارجیہ کے نقصان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور تمام اجزاء کے لحاظ سے مثلاً اگر انسان کا ایک ہاتھ نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ یعنی اسے ناتمام انسان کہا جائے گا۔ خواہ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو اور اگر اسکے اعضاء پورے ہیں۔ مگر صورت اچھی نہیں، اخلاق نادرست ہیں۔ خصائل درشت وناہموار ہیں تو اس کو بجائے ناتمام کے ناکمل انسان کہا جائے گا۔

آیت بالا میں یہاں دونوں لفظوں کو جمع کر کے یہ بتلا دیا گیا ہے کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے۔ نہ اس میں اجزاء کا نقصان باقی ہے نہ اوصاف کا۔ اس لئے اب اس کی حرکت ارتقائی ختم ہوگئی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ آپ کا آخری نبی ہونا صرف ایک تاخر زمانی نہیں ہے۔ کسی شخص کا صرف آخر میں آنا فضیلت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی بلکہ سنت اللہ چونکہ یہ ہے کہ ہر شے کا خاتمہ کمال پر کیا جائے۔ اس لئے یہاں آپ ﷺ کا تاخر زمانی آپ ﷺ کے انتہائی باکمال ہونے کی دلیل ہے۔ اسی حقیقت کو آنحضرت ﷺ نے قصر نبوت سے ایک بلیغ تشبیہ دے کر فرما دیا تھا۔ یہود کو جب خدا کے اس اکمال واتمام کی خبر پہنچی تو ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے از راہ حسد کہا کہ اے عمرؓ! اگر کہیں یہ آیت ہمارے حق میں اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ حافظ ابن کثیرؒ (ج۳ص۲۲) میں فرماتے ہیں:

’’ھذہ اکبر نعم اللّٰہ علی ھذہ الامۃ حیث اکمل تعالی لھم دینھم فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیھم صلوٰۃ اللّٰہ وسلام علیہ ولھذا جعلہ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الجن والانس‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اس امت کا دین کامل کر دیا کہ اب اسے نہ کسی دین کی ضرورت رہی، نہ کسی اور نبی کی۔ اسی لئے آپ کو خاتم النّبیین بنایا ہے اور انسان وجن سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

معلوم ہوا کہ ختم نبوت دینی ارتقاء اور خدا تعالیٰ کے انتہائی انعام کا اقتضاء ہے اور وہ کمال ہے کہ اس سے بڑھ کرامت کے لئے کوئی اور کمال ہو نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ یہود کو بھی ہمارے اس کمال پر حسد ہے۔ پھر حیرت ہے کہ اتنے عظیم الشان کمال کو برعکس محرومی سے کیسے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟

پس خدا برما شریعت ختم کرد ۔۔۔ بر رسول مارسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را ۔۔۔ او رسل را ختم ما اقوام را
لانبی بعدی زاحسان خداست ۔۔۔ پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است
قوم را سرمایہ قوت ازو ۔۔۔ حفظ سر وحدت ملت ازو

(اقبال)

اب قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کی اسلام میں کیا اہمیت ہے اور یہ کہ اس کی حفاظت کے اقدامات نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی شروع ہو گئے تھے اور ہزاروں صحابہ نے اس کی خاطر اپنی جانیں دیں اور ہزاروں مرتدوں کو جہنم واصل کیا۔ تب سے اب تک اس مسئلہ کی حفاظت کے لئے علماء اسلام نے جو کچھ کیا وہ کتاب وسنت کی روشنی میں اور پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کی تقلید میں کیا۔ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد علماء تحریر وتقریر سے اس کا رد کرتے رہے۔ لیکن حکومت برطانیہ کی پشت پناہی سے اس کا یہ خود کاشتہ پودا پھلتا پھولتا رہا۔

پھر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے شدت کے ساتھ اس کی مدافعت کا انتظام کیا۔ ان کی بصیرت نے دنیا کی دو عظیم شخصیات کو چنا۔ ایک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مدظلہ العالیٰ جو دنیا کے بے مثال خطیب ہیں اور دوسرے علامہ اقبال مرحوم، جن کو دنیا نے حکیم مشرق تسلیم کیا ہے اور جو بقول پاکستانی مسلمانوں کے تخیل پاکستان پیش کرنے والے تھے۔ ایک نے خطابت کے ذریعے اور دوسرے نے شاعری کے ذریعے اس نبوت کاذبہ کی تردید شروع کی اور سب سے پہلے انگریز سے قادیانی جماعت کو مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ علامہ اقبال نے کیا اور جن کی تفصیلات اس وقت اخبار سٹیٹس میں شائع ہوتی رہی اور آج بھی ان کا اردو ترجمہ حرف اقبال نامی کتاب میں بعنوان ''اسلام اور قادیانیت'' آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

یہاں اس تحریر کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ علامہ اقبال مرحوم نے قادیانی تحریک کے ختم نبوت کے مسئلہ سے انکار کو کس صورت میں دیکھا اور اس کے کون سے نتائج بھانپے جن کی بناء پر انہوں نے اس گروہ کو مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دینے کا نعرہ بلند کیا۔ کیا اس نعرہ کے بلند کرنے میں بقول پیر دیول علامہ اقبال کی جو نفسانی غرض تھی؟ کیا وہ بھی منافق تھے؟ اگر نہیں تو پھر انہوں نے اسلام کی جامعیت کو نقصان پہنچانے اور لچک کو ختم کرنے کی کیوں ٹھانی؟ اس کے لئے ذیل میں علامہ اقبال مرحوم کے بیانات کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ اسلام اور دیگر مذاہب کے فرق کے متعلق اقبال لکھتے ہیں:

''ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت زیادہ گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بنیاد کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی، اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے اور چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔

اسی لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے۔ جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر تو اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنائی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔'' (حرف اقبال ص۱۲۱،۱۲۲)

ختم نبوت کا انکار اسلام کی وحدت کو توڑنے کے مترادف ہے۔ اسی حقیقت کو علامہ اقبالؒ نے ''رموز بے خودی'' میں بعنوان ''رسالت'' یوں بیان فرمایا ہے۔

ایں گہراز بے پایان اوست ماکہ یکجا از احسان اوست
تانہ ایں وحدت زدست ما رود ہستی ماباابد ہمدم شود
پس خدابر ما شریعت ختم کرد بررسول مارسالت ختم کرد
لانبی بعدی زاحسان خداست پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است
قوم راسرمایہ قوت ازو حفظ سروحدت ملت ازو

ترجمہ...... ہم مسلمان جو یک جان ہیں۔ انہیؐ کا احسان ہے اور یہ (وحدت کا) موتی انہیؐ کے اتھاہ سمندر سے ملا ہے۔ اس لئے کہ یہ وحدت ہم سے چھن نہ جائے اور ہماری ہستی ابد تک قائم رہے۔ خداتعالیٰ نے ہم پر شریعت ختم کردی اور ہمارے رسول ﷺ پر رسالت ختم کردی۔ اب زمانے کی محفل کی رونق ہمارے ہی دم سے ہے۔ انؐ پر رسالت ختم ہے اور ہم پر قومیت۔ ''لانبی بعدی'' اﷲ کا احسان ہے اور یہ عقیدہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے ناموس کا پردہ ہے۔ قوم کی قوت کا سرمایہ اسی (ختم نبوت کے عقیدے) سے ہے۔ ملت کی وحدت کے راز کی حفاظت کے لئے جب مسلمان اٹھتا ہے تو نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان اسے رواداری سے عاری اور جاہل تصور کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ علامہ اقبال لکھتے ہیں: ''نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اس قسم کے معاملات میں جو لوگ ''رواداری'' کا نام لیتے ہیں۔ وہ لفظ رواداری کے استعمال میں بے حد غیر محتاط ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ اس لفظ کو بالکل نہیں سمجھتے۔ رواداری کی روح ذہن انسانی کے مختلف نقاط نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ گبن کہتا ہے:

’’ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ ایک رواداری مؤرخ کی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری مدبر کی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں۔ ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر وعمل کے طریقوں کو روا رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر وعمل سے بے تعلق ہوتا ہے۔ ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے۔ جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت کو جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص سے روا رکھی جاتی ہے، برداشت کر لیتا ہے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس قسم کی رواداری اخلاقی قدر سے معراء ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اس شخص کے روحانی افلاس کا اظہار ہوتا ہے۔ جو ایسی رواداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے۔ جو روحانی حیثیت سے قوی ہوتا ہے اور اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کو روا رکھتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔‘‘ (حرف اقبال ص۱۴۳،۱۴۴)

پھر ختم نبوت کے اسلامی معنی اور مرزائیوں کے استدلال کے متعلق لکھتے ہیں: ’’ختم نبوت کے معنی بالکل سلیس ہیں۔ محمد ﷺ کے بعد جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسا قانون عطاء کر کے جو ضمیر انسان کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے، آزادی کا راستہ دکھا دیا ہے اور کسی انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت سے سر تسلیم خم نہ کیا جائے۔ دینیاتی نقطہ نظر سے اس نظریہ کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں، مکمل اور ابدی ہے۔ محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی (مرزا قادیانی) ایسے الہام کا حامل تھا۔ لہٰذا وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ خود بانی احمدیت کا استدلال یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا ہو سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کہ پیغمبر اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی، اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد ﷺ کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں بلکہ …… میں آخری نبی ہوں۔ اس امر کے سمجھنے کی بجائے کہ ختم نبوت کا اسلامی تصور نوع انسان کی تاریخ میں بالعموم اور ایشیاء کی تاریخ میں بالخصوص کیا تہذیبی قدر رکھتا ہے، بانی

احمدیت کا خیال ہے کہ ختم نبوت کا تصور ان معنوں میں کہ محمد ﷺ کا کوئی پیرو نبوت کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ خود محمد ﷺ کی نبوت کو نامکمل پیش کرتا ہے۔ جب میں ''بانی احمدیت'' کی نفسیات کا مطالعہ اس کے دعویٰ نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی ''تحریک احمدیت'' کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ ''نیا پیغمبر'' چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہوجاتا ہے۔'' (حرف اقبال ص۱۵۰،۱۵۱)

انہی حقائق کے مدنظر علامہ اقبال نے اس وقت کی حکومت کے فرض کے متعلق لکھا کہ ''حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہئے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے...... سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا طریقہ کیا ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین (دین کے ساتھ مذاق) کرتے پائے۔ اس کے دعاویٰ کو تحریر وتقریر کے ذریعے جھٹلائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔'' (حرف اقبال ص۱۲۶)

پھر اس وقت کی حکومت کو اس امر میں بہترین طریق کار بتلائے اور قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت قرار دینے کے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے تین باتیں بتائیں جن میں سے آخری یہ ہے کہ: ''ثالثاً...... اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ تعداد انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلاسکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت دانستہ اس نئے

مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔‘‘ (حرف اقبال ص۱۳۷،۱۳۸)

ختم نبوت سے متعلق علامہ اقبال کی مذکورہ بالا تصریحات پڑھنے کے بعد اب آپ ہی غور فرمائیں کہ وہ کون سے تقاضے ہیں جن کی بناء پر پیر دیول نے اس شخص پر جسے ساری قوم حکیم مشرق اور حکیم الامت کے القاب سے یاد کرتی ہے۔ منافقین اسلام میں شمار کیا اور پھر ان ہستیوں کو جنہوں نے مدعیان نبوت اور ختم نبوت کے انکاری گروہ سے قلم اور زبان سے نہیں، بلکہ تلوار سے جہاد کیا، اور انہیں کسی قسم کی رعایت نہ دی، شمار کرنے لگیں تو ان میں سرفہرست خلیفہ اول، جانشین سرور دو عالمﷺ حضرت ابوبکرؓ کا نام نامی واسم گرامی ہے۔ جن کے عہد حکومت میں مسیلمہ کذاب کو اس کے چالیس ہزار مرتد سپاہیوں سمیت حدیقۃ الموت میں قتل کر دیا گیا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

مرزائیت کے متعلق میری جو بات چیت پیر دیول سے ۱۹۵۶ء میں ہوئی تھی۔ وہ میں نے ’’دلق ملمع‘‘ میں شائع کر دی تھی۔ وہ بھی یہاں نقل کئے دیتا ہوں تاکہ مسلمانوں کو پیر دیول کا مؤقف صحیح صحیح معلوم ہو جائے۔

’’میں نے پھر کہا اچھا بتایئے آپ لوگ ’’علم غیب‘‘ اور ’’حاضر وناظر‘‘ کے فضول اور غلط مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں منافرت کیوں پھیلا رہے ہیں؟ مری روڈ پر آپ بارہا گزرتے ہوں گے۔ وہاں مرزائیوں کی عبادت گاہ ضرار سے باہر بورڈ پر ’’احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے‘‘ کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ جو میرے آپ کے اور تمام مسلمانوں کے منہ پر ایک چپت ہے اور جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوا کہ ہم سب جھوٹے ہیں اور نعوذ باللہ ہمارا اسلام جھوٹا ہے اور جس کی طرف ہم یہ اسلام منسوب کرتے ہیں۔ بلحاظ اس استدلال کے نعوذ باللہ وہ مبارک ہستی بھی جھوٹی ہی ٹھہری۔ آپ اس فتنے کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟‘‘

اس کے جواب میں پیر صاحب نے فرمایا: ’’دیکھئے سورج اپنے وقت پر طلوع ہوتا ہے اور اپنے وقت پر غروب پاتا ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ طلوع وکو روک دیں تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ کی مشیت ہی یہی ہے۔ اسی طرح جو فتنہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت پر عروج پاکر رہے گا اور اپنے وقت پر ہی فنا ہوگا۔ ہماری روک تھام اور مدافعت بے سود ہے۔ نیز ملک میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔‘‘ میں نے کہا سبحان اللہ! قربان جایئے، اس جواب کے، اگر یہی خیال ہے تو پھر علم غیب اور حاضر وناظر کے مسائل پر مسلمانوں میں سر پھٹول کرانے کی کیا ضرورت؟ جو اس کے منکر ہیں خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ جہاں مقابلے کی ضرورت ہے وہاں تو آپ فرار اختیار کرتے ہیں اور جہاں

ضرورت نہیں، وہاں آپ شور مچاتے ہیں۔ اب میں سمجھا کہ تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں مولوی عارف اللہ نے جیل سے آکر اس تحریک کے قائدین کو کیوں کوسا اور اس کے مقابل اپنی انجمن تحفظ شان رسالت قائم کر کے مسلمانوں کو مرزائیت کے مقابلے سے موڑ کر پھر سے مفروضہ وہابیوں اور حضورﷺ کو عالم الغیب اور حاضر ناظر نہ ماننے والوں کے خلاف کیوں اکسانے لگے۔ اگر مرزائیت کا مقابلہ کرنا فتنہ ہے تو کیا یہ فتنہ نہیں ہے۔ جس کے ذریعے تمام اہل سنت والجماعت کا شیرازہ منتشر کر رہے ہو؟ کہنے لگے، تمہارا کیا خیال ہے، ختم نبوت کی تحریک چلا کر لوگوں نے کیا کر لیا، کیا مرزائی ختم ہوگئے؟

میں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہر فتنے کی پیدائش اور اس کے عروج کا وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ جن مسلمانوں کی موجودگی میں کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ایمان کا امتحان منظور ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں: ’’احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا، وہم لا یفتنون (عنکبوت:۲)‘‘ ﴿کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف زبان سے ہم ایمان لے آئے کہنے سے چھوٹ جائیں گے اور وہ آزمائے نہ جائیں گے۔﴾ تو جو مومن اور مسلم ہوگا وہ تو دل وجان سے اس فتنے کا مقابلہ کرتا رہے گا۔ خواہ اس میں اس کی جان جاتی رہے اور فتنہ برقرار رہے۔ کیونکہ فتنے کا مٹانا تو اللہ کی مرضی پر ہے۔ مومن ومسلم کا کام تو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ لیکن جو منافق ہوتے ہیں وہ مصلحت وقت کو اپنا شعار بنا کر پہلوتہی کر جاتے ہیں۔

اب میں ’’دلق ملمع‘‘ میں پیر خضری کے متعلق لکھے ہوئے اپنے دو شعر لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:

یہ پیر دیولی ہیں یا کہ اوجھڑی شریف ہیں
یہ دین حق کے واسطے بڑے ستم ظریف ہیں
عیار قادیان کے یہ اولیں حریف ہیں
وہ حاصل ربیع تھے یہ حاصل خریف ہیں

فقط: والسلام علی من التبع الھدیٰ!

احقر العباد غلام نبی میر ناسک۔ مدرسہ خام الاسلام گلی نمبر۲ سید پوری گیٹ راولپنڈی۔

۲۷؍اپریل ۱۹۶۱ء!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزائیت کے ناپاک ارادے، حکومت پاکستان اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

جناب غلام نبی میرناسک رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاد رکھئے

مرزائی مغربی استعمار کے ایجنٹ اور اس کی پیدا کردہ ایک سیاسی جوڑ توڑ کرنے والی جماعت ہے۔ جس نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے تاکہ وہ اس طرح اپنے سیاسی منصوبوں کو ’’رویاء‘‘، ’’کشف‘‘ اور ’’الہام‘‘ کی صورت میں شائع کر سکے اور وقت پڑنے پر عذر کی گنجائش بھی رہے۔

اب میں حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان کی توجہ مرزائیوں کے سردار مرزابشیر محمود کے چند تازہ ’’رویاء‘‘ و ’’کشوف‘‘ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو اس نے ۲۷؍جنوری ۱۹۵۱ء کو بمقام ’’ربوہ‘‘ (چناب نگر) بیان کئے اور جن کو محمد یعقوب مولوی فاضل نے مرتب کیا اور جو روزنامہ ’’الفضل‘‘ مورخہ یکم فروری ۱۹۵۱ء میں دوسرے صفحہ پر شائع ہوئے۔

اس صفحے پر تین ’’رؤیا‘‘ یا ’’کشوف‘‘ ہیں اور تینوں سیاسی اتار چڑھاؤ سے متعلق ہیں۔ پہلے رؤیا یا کشف میں ایران میں روسی غلبے کے متعلق پیش گوئی کر کے کمیونسٹوں کی دلجوئی کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسرا رؤیا یا کشف جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں کہ: ’’میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں اور گویا میرے ساتھ ریاست قنوج کے کچھ امراء باتیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سردار یا خود راجہ جے چند راجہ قنوج ہے یا اس کا بڑا وزیر۔‘‘ مرزائی جماعت کی بھارتی حکومت کے ساتھ سازباز کی غمازی کرتا ہے۔

تیسرا رؤیا یا کشف ہی دراصل وہ منصوبہ ہے۔ جو پاکستان میں ۱۹۵۱ء میں رونما شدہ ہولناک سازش اور قتل شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم کے واقعات اور نتائج کو بے نقاب کرتا ہے۔ اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

’’میں نے دیکھا کہ مجھے کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں صوبہ کے افسر سے چارج لے لیا ہے۔ میں دونوں آدمیوں کو جانتا ہوں۔ لیکن صوبہ کا افسر تو مجھے یاد رہ گیا ہے اور دوسرے آدمی کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ مگر مصلحتاً میں اس صوبہ کے افسر کا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ خواب میں، میں حیران ہوں کہ ابھی تو ان کے چارج دینے کا وقت نہیں آیا تھا۔ انہوں نے چارج

کیوں دیا ہے اور میں سوچتا ہوں کہ وہ بیمار ہوگئے ہیں یا ان کو کہیں بدل دیا گیا ہے یا انہیں ہٹا دیا گیا ہے۔فوت ہونے کا لفظ خاص طور پر میرے ذہن میں نہیں ہے۔لیکن سارے خیالات کے نتیجہ میں اس کا بھی طبیعت پر اثر ہے اور میں سوچتا ہوں کہ وہ کون سی وجہ ہے۔ جوان کے عہدہ سے قبل از وقت ہٹنے کا باعث ہوسکتی ہے۔‘‘

اس ’’رویائی بیان‘‘ کے ٹھیک اکتالیسویں (۴۱) روز یعنی ۹ر مارچ ۱۹۵۱ء کو وہ سازش پکڑی گئی۔جس میں بڑے بڑے مرزائی افسر ماخوذ ہیں اور جو اچھا خاصا مرزائیت اور کمیونزم کا گٹھ جوڑ تھا۔اگر یہ سازش اپنے وقت پر کامیاب ہوجاتی تو خان لیاقت علی خان اسی وقت شہید کئے جاتے۔مگر سازش کے بے نقاب ہونے سے وہ اس وقت تو بچ گئے۔لیکن بعد میں قتل کردیئے گئے۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

(اقبال)

مرزائیوں نے انگریزی حکومت کے زمانہ میں کبھی انگریزی حکومت کے خلاف کسی سازش میں شمولیت نہیں کی۔اس لئے کہ انگریز بقول مرزاغلام احمد قادیانی ان کا ’’اپنا‘‘ تھا اور یہ اس کے ’’خودکاشتہ پودے‘‘ لیکن آج پاکستانی حکومت کے خلاف جو بقول سرظفر اللہ خان مرزائی ایک ’’کافر حکومت‘‘ ہے۔مرزائی جماعت سازشیں کر رہی ہے اور اپنی حکومت کے خواب دیکھ رہی ہے۔

مرزائیوں کے سردار مرزابشیرمحمود کے نام، فضل محمد خان مرزائی ڈپٹی اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزر، آرڈیننس ڈپو، راولپنڈی کا خط!

نقل بمطابق اصل

(اصل خط کا عکس مقابل کے صفحہ پر ملاحظہ ہو) بتاریخ ۲۴ر فروری ۱۹۴۹ء

’’بسم اللہ الرحمن الرحیم...... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم‘‘

عالی جناب سیدنا مخدومی قبلہ گاہی حضرت خلیفۃ المسیح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔التماس ہے کہ میں چار پانچ ماہ سے وارد راولپنڈی ہوا ہوں۔جس قدر تبلیغی جمود اس شہر میں ہے۔وہ شاید کہیں نہ ہو۔اس لئے درخواست ہے کہ شہر

راولپنڈی جب کہ یہ آرمی ہیڈکوارٹر بھی ہے۔ اس میں تبلیغی ہیڈکوارٹر بھی ہونا چاہئے۔ حضور کی توجہ کا محتاج ہے۔ اس پر قبضہ ساری آرمی پر قبضہ کے مترادف ہے۔ حضور نے اس شہر کو بار بار ملاحظہ فرمایا ہے۔

معلوم نہیں کہ اس کو کیوں توجہ کے نہ قابل سمجھا گیا۔ اول تو میں خود روحانی اور جسمانی کمزوریوں سے پر ہوں۔ لیکن ماحول سے متاثر ہوتا ہوں۔ حالات یہ چاہتے ہیں کہ ہر احمدی پہلے سے زیادہ چست ہو۔ لیکن وقوعہ یہ ہے کہ ہر احمدی پہلے سے سست ہے۔ علی ہذا القیاس مجھ پر بھی اثر ہے۔ میں ایک عام احمدی کی طرح کہ جتنی کوشش وہ کرسکتا ہے، کرتا رہتا ہوں اور ہر ماہ سال رواں میں اوسطاً ایک بیعت بھی کروا دیتا ہوں۔ لیکن مالی طور پر خوشحال نہیں ہوں۔ تالیف وتربیت نومبائعین بے حد ضروری ہے۔ جس کے نا قابل ہونے کی وجہ سے کوشش معطل ہو جاتی ہے۔ بے حد ذہنی پریشانی ہوتی ہے۔ آدھی درجن سے زیادہ میجر، کیپٹن، کرنل وغیرہ ہیں۔ سب کے سب ماشاءاللہ ہوش مند ہیں۔ لیکن تبلیغی کارگزاری نہیں ہے۔

میں دفتر میں بہت پرانا ملازم تھا اور خدا کے فضل ورحم کے ماتحت گزٹیڈ افسر ہو گیا ہوں۔ اس لئے غیراحمدی حکام کا ایک بڑا حصہ میرے خلاف ریشہ دوانیاں کرتا رہتا ہے۔ پارٹی بازی اور خویش پروری میں مبتلا ہے۔ اب اگر میں پختہ ہو جاؤں تو پنشن میں کافی فائدہ ہوگا۔ لیکن خدا محفوظ رکھے اگر لپیٹ میں آ گیا تو بے حد پریشانی ہوگی۔ حضور سے التجا ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مولا کریم مجھے ہر قسم کے آفات و حادثات سے محفوظ رکھے۔ میری سب روحانی اور جسمانی کمزوریوں کو دور فرمائے اور مجھ پر اپنی رضا کی راہیں کھول دے اور ہر قسم کی قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور کا ادنیٰ خادم، فضل محمد خان احمدی، راولپنڈی

میرا پتہ یہ ہے:

Deputy Asstt financial Adviser

Centeral Ordnance Depot

Rawalpindi.

اس خط میں مندرجہ ذیل باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱...... خلیفہ قادیان کو جنرل ہیڈکوارٹرز آرمی پاکستان پر قبضہ کرنے کی دعوت۔

۲...... جی۔ایچ۔کیو (جنرل ہیڈ کوارٹرز آرمی) پر قبضہ ساری آرمی (فوج) پر قبضہ کے مترادف ہے۔

۳...... سرکاری دفاتر میں مرزائیت کا پرچار۔

۴...... مرزائی افسروں کی اکثریت جو کلیدی عہدوں پر فائز ہے۔

۵...... ہر ماہ ایک دو مسلمانوں کو مرتد بنایا جاتا ہے۔جن کی تالیف وتربیت کے لئے خلیفہ قادیان سے مال وغیرہ کی فرمائش ہے۔

۶...... مسلمان افسروں پر پارٹی بازی اور خویش پروری کا الزام۔

۷...... بعض حساس مسلمان آفیسروں کا مجبور ہوکر ردعمل پر آمادہ ہونا۔

جی ایچ کیو میں آج بھی مذہب سے بے خبر عموماً مسلمان افسروں کو مرتد بنانے کی کوشش جاری ہے۔جن کو مختلف لالچ دے کر پھانسا جارہا ہے۔جس کے ثبوت ہیڈ کوارٹرز میں موجود ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ افسر مرزائی ہوجائیں تاکہ جنرل ہیڈ کوارٹرز پر قبضہ آسان ہو جائے۔

آج پاکستان کے سرکاری دفتروں میں مرزائی افسروں کا مسلمان ملازمین سے بالکل وہی سلوک ہے۔جو انگریز کی موجودگی میں ہندوؤں کا تھا۔ہندو کی کوشش حتیٰ الامکان یہ ہوتی تھی کہ مسلمان کی جگہ ان کا اپنا ہم مذہب آجائے یا بصورت مجبوری مسلمان ان کا جی حضوری بن کر رہے۔بالکل یہی ذہنیت مرزائیوں کی ہے۔وہ ہر خالی جگہ پر مرزائیوں کو متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ماتحت مسلمانوں کو بہلا پھسلا کر مرتد بناتے ہیں اور جو مسلمان مقابل آجائے۔اس کو حکام بالا کے ذریعے دبانے اور معطل کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔مرزائی آفیسر مرزائی کو جگہ دلانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور مسلمان کو ہر طرح سے رد کرتا ہے۔

مرزائیت کے عزائم

یہ واقعہ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مدظلہ کے ساتھ پیش آیا۔وہ لکھتے ہیں:’’ رمضان کے دن تھے۔میں روزے کی حالت میں اپنی مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب مسجد میں آئے اور مجھے کہا کہ آپ نے ہماری جماعت کا لٹریچر پڑھا ہے؟ میں نے پوچھا کون سی جماعت؟ توانہوں نے بتایا’’جماعت احمدیہ۔‘‘میں نے پوچھا قادیانی جماعت کا لٹریچر نہ میں نے پڑھا ہے اور نہ ہی میں پڑھنا چاہتا ہوں۔وہ شخص بڑے متکبرانہ لہجہ میں کہنے لگا آپ کو

پڑھنا پڑے گا اور اگر آپ نہیں پڑھیں گے تو آپ کو ملک چھوڑنا پڑے گا۔‘‘

(منقول از ہفت روزہ ’’حکومت حیدر‘‘ آباد سندھ، مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۵۱ء، ج۵ ص۹۲)

مسلمانوں کو تازہ دھمکی

مرزئیوں کے سردار بشیر محمود کی مسلمانوں کو تازہ دھمکی (جو دسمبر ۱۹۵۱ء کے آخر میں بمقام ربوہ چوتھی سالانہ کانفرنس میں دی گئی) پر روزنامہ ’’آفاق‘‘ لاہور کے تأثرات، رائے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ۔

(آفاق لاہور، مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۲ء) مرزا بشیر نے کہا: ’’وہ وقت آنے والا ہے۔ جب یہ لوگ (مسلمان) مجرموں کی حیثیت سے ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔ میں ان اخبارنویسوں سے کہتا ہوں کہ اس وقت تم بھی میرے یا میرے قائم مقام کے سامنے آکر یہی کہو گے کہ آپ یوسف ہیں اور ہمارے ساتھ یوسف کے بھائیوں جیسا سلوک کرو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں جو جی میں آئے کہو اور کرو۔ اس موقع پر میں یا میرا قائم مقام تمہارے ساتھ یوسف علیہ السلام[۱] والا سلوک کرے گا۔‘‘

مرزا کی اس تقریر کو پڑھنے کے بعد تو ہمارے خیال میں ہر شخص کو ہمارے اس مطالبے سے پورا اتفاق ہوگا کہ اگر اس ملک کے عوام کی حالت کو بہتر بنانا ہے اور انہیں خون آشام سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے نجات دلانا ہے۔ تو سب سے پہلے اس قسم کے عوام دشمن اور اسلام کے نام سے ظلم کی حمایت کرنے والے مامورین من اللہ اور ملہمین کے فتنے کا سدباب کیجئے جو کسانوں اور مزارعوں پر ظلم کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو ابوجہل اور اپنے آپ کو نعوذ باللہ رسول اکرم کہتے ہیں۔

ایک شخص جو اپنے آپ کو مصلح موعود کہتا ہے اور اسے دعویٰ ہے کہ میں اس دور کا مامور من اللہ ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور اسلام وہی ٹھیک ہے جس کی سند میں دوں۔ میں ناطق حق ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ ایسا شخص اگر یہ کہے اور نہ صرف کہے بلکہ اس پر کتاب لکھے اور اسے بڑے بڑے زمینداروں میں نشر کرے کہ زرعی اصلاحات اسلام کے نزدیک ناجائز ہیں اور اسلام غیرمحدود ملکیت کی اجازت دیتا ہے اور اس کے ثبوت میں وہ آیات اور احادیث سے

[۱] مرزا بشیر محمود کا بزعم خود حضرت یوسف علیہ السلام سے تقابل اس امر کا شاہد ہے کہ وہ اپنی حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ (مرتب)

غلط استناد کرے اور محض مصلح موعود اور مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اپنے ان غلط استناد کو لوگوں سے منوانا چاہے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ’’فساد فی الارض‘‘ کو روکے اور جس طرح وہ اسمبلی سے اوقاف بل منظور کرا رہی ہے۔ اسی طرح وہ اسمبلی میں ایسی انجمنوں کی تنظیم اور نگرانی کا بھی بل لائے۔ جن کے ذریعے سادہ لوح اور زود اعتقاد لوگوں سے چندہ بٹور کر اس قسم کی گمراہیاں پھیلائی جاتی ہیں۔

ایک مصلح موعود اور مامور من اللہ کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے کئی سو مربعہ زمین بچانے کے لئے اسلام کے نام کو اس طرح ملوث کرے اور دنیا کے سامنے اسلام کو جلد مٹنے والے جاگیرداروں اور زمینداروں کا حامی ثابت کرے۔ یہ اسلام کی توہین ہے۔ نعوذ باللہ! قرآن مجید کی توہین ہے اور اسلام کے ساتھ سب سے بڑی دشمنی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہماری حکومت اس قسم کے مامور من اللہ اور مصلحین موعود کو کھلی چھٹی نہ دے اور جس طرح برطانوی حکومت کے دور میں کبھی کبھی کوئی ایمرسن یا کوئی ڈپٹی کمشنر بلکہ اے، ڈی، ایم ان، خلیفۃ اللہ فی الارض کو بتادیا کرتا تھا کہ حضرت! آپ کی یہ حیثیت ہے اس سے آپ تجاوز نہ کریں۔ اسی طرح اب بھی انہیں یہ تلخ حقائق گوش گزار کر دیئے جائیں اس میں جماعت احمدیہ کا بھی فائدہ ہے اور حکومت کو بھی آنے والے فتنوں سے نجات مل جائے گی۔‘‘ (روزنامہ آفاق لاہور یکم جنوری ۱۹۵۲ء)

سامرین مغرب کا پاکستان میں مرزائیت کی فتنہ پردازیوں پر تکیہ

برادران ملت! تحریک مرزائیت سامرین مغرب کی طرف سے تحریک اسلامی کا سوچا بچارا ہوا جواب ہے۔ یہ کفر کا دست شمشیر افگن نہیں، بلکہ دام صید شکار ہے۔ وہ تلواروں سے جسم اسلامی کو مجروح کرسکتا تھا۔ لیکن خلش جراحت پر مسکرادینے والی روح اسلامی کا کیا علاج تھا۔

مرزائیت روح اسلامی کو مفلوج اور مجروح کرنے کی تدبیر ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے بہاء اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

اوز ایراں بودو ایں ہندی نژاد — اوز حج بیگانہ وایں از جہاد
تا جہاد و حج نہ ماند از واجبات — رفت جاں از پیکر صوم و صلوٰۃ
روح چوں رفت از صلوٰۃ واز صیام — فرد ناہموار و ملت بے نظام
سینہ ہا از گرمی قرآن تہی — از چنیں مرداں چہ امید بہی

قادیانی اور یہودی

آج جبکہ تمام ممالک اسلامیہ کی فطرت آزاد حلقہ ہائے دام کو توڑ کر پھر سے فضائے حیات پر چھا جانے والی ہے۔ ایران ہو یا مصر، فلسطین ہو یا پاکستان، سبھی آزادی کی دھن میں سرشار نظر آتے ہیں اور ایک ہی طرح کے مردانہ طرز عمل پر گامزن ہیں۔ سامرین مغرب عربستان میں صیہونیت اور پاکستان میں مرزائیت کی فتنہ پردازیوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اہل نظر حضرات ان آستین کے سانپوں سے محتاط رہیں۔ مرزائیت کی طرح صیہونیت بھی اپنے قیام و بقاء میں افرنگ کی محتاج ہے۔ صیہونیت امریکی سامراج کا مرغ دست پروردہ ہے تو مرزائیت برطانوی استعمار کا خودکاشتہ پودا، مقصد دونوں کا اسلام دشمنی اور داخلی ریشہ دوانیاں ہیں۔ آج جبکہ بقائے پاکستان کے لئے ہر پاکستانی کا سربکف ہوجانا لازم ہے اور جبکہ خیبر سے کراچی تک نعرہ جہاد گونج رہا ہے اور کفر مغرور جوناگڑھ اور کشمیر کے بعد خود پاکستان کی سالمیت کو چیلنج کر رہا ہے۔ منکرین جہاد اور پرستاران فرنگ کا پاکستان میں وجود نہ صرف وجود بلکہ غیر معمولی اثر ورسوخ بہت ہی تشویشناک مسئلہ ہے۔ یہ ایک داخلی امر ہے۔ جو ہمارے ملی قویٰ کو مفلوج اور ماؤف کرتا چلا جارہا ہے۔

لہٰذا اس کا انسداد لازم ہے۔ اگر مرزائی شریف اور وفادار بن کر رہیں تو بہرحال ان کے جان ومال کا تحفظ ہونا چاہئے۔ لیکن ان کی ذہنی پرداخت اور اعتقادی ساخت کے پیش نظر ان کا وفادار پاکستانی بن کر رہنا بظاہر امر محال ہے۔ ان کے مذہبی پیشوا مرزابشیرالدین محمود قادیانی کی وہ رؤیا ہمارے سامنے ہیں۔ جس میں انہوں نے گاندھی صاحب سے اپنے اختلاط اور مکالمہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہاں اختلاط کی صورت سے مجھے بحث نہیں۔ اس مسئلہ پر تو ماہرین نفسیات ہی بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ کیونکہ ان باپ اور بیٹے کی خوابوں میں قابل اعتراض اختلاط کے جلوے نظر آتے ہیں۔ مجھے تو صرف مکالمہ کا ملخص آپ کے پیش کرنا ہے۔ جس کا ٹیپ کا بند یہ ہے کہ مرزا قادیانی گاندھی صاحب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ: ”تقسیم ملک فی الوقت ناگزیر ہے۔ گو ہمیں ناگوار بھی ہے۔ تاہم ہماری یہ انتہائی کوشش ہوگی کہ دونوں ملک پھر ایک ہو جائیں۔ یعنی بھارت اکھنڈ ہو جائے۔“

اب آپ ہی فرمایئے کہ امین الملک جے سنگھ بہادر کے صاحبزادے کے خواب کے مضمون اور ٹنڈن یا شیا، پرشاد و مکرجی کے بیانات میں کیا فرق ہے؟ صرف یہی کہ دونوں یہ بیان

دے کر پاکستان کے دشمن قرار دیئے جا چکے ہیں اور مرزا محمود قادیانی اپنے خواب کی تعبیر کو عملی شکل دینے کے لئے پاکستان میں قیام فرما کر مسلمانوں کے خوان کرم سے متمتع ہو رہے ہیں (یاد رہے کہ مرزائیوں کے نزدیک اس ملک کے تمام باشندے کافر ہیں حتیٰ کہ قائداعظم کی نماز جنازہ بھی ہمارے وزیر خارجہ نے نہیں پڑھی)

ترک جہاد کے فلسفہ کے علمبرداروں کا وجود رسوخ اور تبلیغی جدوجہد اس وقت ہمارے ملی عزائم کو کیا کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے؟ یہ اہل نظر حضرات سمجھ سکتے ہیں۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ یہ ریاست بہاولپور کے معرکۃ الآراء فیصلہ کے پیش نظر جس کو میں عہد حاضر کی بہت بڑی اسلامی خدمت سمجھتا ہوں اور ریاست کو تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مومنانہ اقدام پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس میں پاکستان اور ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر دلائل و براہین سے مرزائیوں کے ارتداد کو ثابت کر دیا ہے۔ مرزائیوں کو مسلمانوں سے قطعاً الگ ایک علیحدہ اقلیت قرار دے دیا جائے اور ان کو ان کے تناسب آبادی کے مطابق حقوق تفویض کئے جائیں۔ لیکن ان کا ختم نبوت اور تکفیر مسلمانان عالم کے بعد ان کو اسلام کا لیبل استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ حق وباطل میں امتیاز باقی رہے کہ کفر واسلام میں امتیاز کا باقی نہ رہنا سب سے بڑا فتنہ ہے۔'' (ہفت روزہ حکومت، کراچی، ۲۳؍جنوری ۱۹۵۲)

آئینہ

قادیانی ٹولی کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

۱...... ''قادیانی ایک ہی وقت میں ہندوستان اور پاکستان کے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں؟''
(زمیندار)

۲...... ''وہ بہت منحوس گھڑی تھی۔ جب چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔'' (مغربی پاکستان)

۳...... ''سر ظفر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔'' (نوائے وقت)

۴...... ''پاکستان کے قادیانی پاکستان کو اپنا وطن نہیں سمجھتے بلکہ قادیان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔''
(احسان)

۵...... ’’قادیانی پاکستان کے مہاجن بننے کے جتن کررہے ہیں۔‘‘ (آفاق)

۶...... ’’چوہدری ظفراللہ خان اپنے ذاتی رجحانات کی بناء پر پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کا بیڑا غرق کررہے ہیں۔‘‘ (شعلہ)

ہندوستان سے وفاداری

الف...... ’’پاکستان کے قادیانی قادیان آنے کے لئے بے تاب ہیں۔‘‘

(پیغام مرزامحمود برموقع جلسہ سالانہ منعقدہ قادیان دسمبر۱۹۴۹ء)

ب...... ’’ہمارے نبی کا حکم ہے کہ حکومت وقت (بھارتی حکومت) کی وفاداری کرو۔‘‘

(یعقوب علی قادیانی)

ج...... ’’آج تک کسی بھی قادیانی نے (بھارتی) حکومت کے خلاف شورش یا بغاوت میں حصہ نہیں لیا۔‘‘ (جلسہ قادیان، دسمبر۱۹۴۹ء، روزنامہ آزاد لاہور۲؍نومبر۱۹۵۱ء)

آخر میں مسلمان علماء ومجتہدین سے دردمندانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ وقت کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھیں اور اپنے فرائض منصبی کو بلاخوف لومۃ لائم بجالاکر سرگرمی کے ساتھ اس اسلام کش فتنے کا سدباب کریں۔ اس وقت ملک میں ’’شیعہ اور سنی‘‘ ’’دیوبندی اور بریلوی‘‘ بحثیں کھڑی کرنے والے ملت اسلامیہ کے بدترین دشمن اور مرزائیوں کے ایجنٹ تصور کئے جائیں گے۔

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتار ابوبکرؓ و علیؓ ہشیار باش
چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانے میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے دنیا سے مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

نیز مرزائیت کی حقیقت سے ناواقف مسلمان حکام سے انصاف اور اسلام کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اصل جماعت یعنی جمہور مسلمانوں کی جن کی بے مثال قربانیوں کا نتیجہ پاکستان کی صورت میں رونما ہوا اور جنہوں نے اپنی عزت وآبرو، جان ومال اودین وایمان کی پاسبانی اور حفاظت کے فرائض، آپ حضرات کو اہل سمجھ کر سونپ دیئے ہیں۔ ملت اسلامیہ اور پاکستان کے

ازلی اور بدترین دشمن مرزائیوں کی غلط اطلاعات کی بناء پر جائز اور حق پر مبنی آواز دبانے کی کوشش نہ کریں ورنہ اس کا نتیجہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہوگا۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

(ظفر علی خان)

''ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنافی امرنا، وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔''

عصر حاضر کا کذاب ودجال یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی

عصر من پیغمبرے ہم آفرید آنکہ در قرآن بجز خودرانہ دید

میرے زمانے نے ایک پیغمبر (مرزا غلام احمد قادیانی) بھی پیدا کیا۔ جسے قرآن میں اپنے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

تن پرست و جاہ مست و کم نگاہ اندرونش بے نصیب از لاالہ

وہ مدعی تن پرست، جاہ کا بھوکا اور کم نگاہ ہے۔ اس کے دل میں خدا بالکل نہیں۔

در حرم زادہ و کلیسا را مرید پردۂ ناموس مارا بردرید

وہ پیدا تو مسلمانوں میں ہوا۔ مگر مرید کلیسائے (برطانیہ) کا ہوگیا۔ اس نے ہماری مذہبی اور ملی عزت خاک میں ملادی۔

گفت دیں رارونق از محکومی است زندگانی از خودی محرومی است

اس نے کہا اسلام کی رونق برطانوی غلامی میں ہے۔ زندگی خود کو مٹا دینے کا نام ہے۔

دامن اور اگرفتن ابلہی است سینۂ اوازدل روشن تہی است

ایسے مدعی کا دامن تھامنا حماقت ہے۔ کیونکہ اس مدعی کے سینے میں روشن دل نہیں ہے۔

مے کند بندغلاماں سخت تر حریت می خواند اور ابے بصر

یہ غلامی کی زنجیروں کو بجائے توڑنے کے مضبوط کرتا ہے۔ شرافت اور آزادی کے مذہب میں اس مدعی کو جاہل شمار کیا گیا ہے۔

الحذرراز گرمی گفتار او! الحذر از حرف پہلودار او!

اس کی لفظی بحثوں سے پرہیز کرو، اس کے منافقانہ بیانات سے بچو!

از شراب ساتگینش الحذر! از قمار بدنشینش الحذر!

اس کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرو، اس کی بری صحبت سے بچو۔

قوت فرمانروا معبود او! درزیان دین و ایمان سود او

برطانوی حکومت اس کا خدا ہے۔ یہ دنیا کے لئے دین وایمان بیچنے والا ہے۔

دین او عہد وفا بستن بہ غیر یعنی از خشت حرم تعمیر دیر

اس کا مذہب کیا ہے؟ اغیار سے وفاداری یعنی اسلام کو برباد کر کے برطانوی استعمار کو مضبوط کرنا۔

اونہ داند از حلال و از حرام حکمتش خام است وکارش ناتمام

یہ مدعی حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا۔ اس کا علم خام اور اس کا عمل ناقص ہے۔

چشم ہا از سرمہ اش بے نور تر بندۂ مجبور از و مجبور تر

اس کا سرمہ لگانے سے تمہاری آنکھیں اندھی ہوجائیں گی اور تم مجبور سے مجبور تر ہوجاؤ گے۔

حریت خواہی! بہ پیچا کش میفت تشنہ میر و برنم تاکش میفت

اگر شرافت اور آزادی چاہتے ہو تو اس کے پھندے سے بچو۔ پیاس سے مرجاؤ مگر اس کی شراب نہ پیو۔

دولت اغیار رارحمت شمرد رقصہا گرد کلیسا کردومرد

اس نے برطانوی حکومت کو ''رحمت'' کہا اور ساری عمر انہی کا کلمہ پڑھتا رہا۔

ازدم اووحدت قومے دونیم کس حریفش نیست جز چوب کلیم

اس مدعی کی بدولت ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی اس مدعی کا علاج ''موسوی ڈنڈے'' کے سوا کچھ نہیں۔ (اقبال)

نوٹ…… مندرجہ بالا اشعار علامہ اقبال کی مثنوی ''پس چہ باید کرد'' سے ماخوذ ہیں۔ جن کو میں نے ایک ترتیب میں جمع کردیا ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بھیڑ نما بھیڑیئے

جناب غلام نبی میرناسک رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیت کی جو درگت بنی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جمہور مسلمین نے جن میں سنی اور شیعہ سب ہی متفق تھے اور ایک ہی پلیٹ فارم پر سے متفقہ آواز کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی امت کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دے رہے تھے۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ مرزائیوں کو الگ اقلیت قرار دے اور اس مسئلہ کے لئے ہزاروں مسلمانوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں اور خون دے کر ثابت کر دیا کہ وہ کسی صورت میں بھی مرزائیوں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن حکومت پاکستان جس کے تمام تر اراکین انگریز کے دست پرورده تھے اور ہیں۔ وہ بھلا کب برداشت کر سکتے ہیں کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا جوان کا پیر بھائی ہے، وجود سے عدم کی تاریکیوں میں کھو جائے۔ اس لئے انہوں نے اصل ملت کا مطالبہ تو نظر انداز کر دیا۔ لیکن مکار گروہ کی ہر ممکن اعانت کی اور کر رہے ہیں۔

آج مرزائیوں میں موجودہ خلیفہ پر عدم اعتماد کی وجہ سے پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور روز بروز بگڑتے ہوئے حالات نے اس جماعت کی پوزیشن کو سخت خطرے میں ڈال دیا ہے۔ پھر انہی دنوں میں مرزا محمود نے کچھ ایسے خطبات اور کشف ورویا شائع کئے جس سے پاکستان کا قریب قریب تمام پریس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرنے لگا کہ ان پر ایکشن لیا جائے۔ ان تمام تر پیش آمدہ حالات سے مرزائی گروہ بوکھلا رہا ہے اور وہ اپنا فائدہ اسی میں سمجھ رہا ہے کہ پاکستان کے اندر بدامنی پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آئے دن ایسی حرکات کرتا رہتا ہے۔ لیکن حکومت اپنے اس پیر بھائی گروہ کو من مانی کرنے کے لئے کھلی چھٹی دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس گروہ پر تو نہیں، البتہ ان لوگوں پر ایکشن لیتی ہے جو اس فتنہ پرداز گروہ کی فتنہ پردازیوں کا سدباب کرنا چاہتے ہیں اور یہ تمام تر حقائق ''منیر رپورٹ'' میں وضاحت کے ساتھ درج ہیں۔

مرزائیت کی ابتداء بھی مکاری سے ہوئی تھی۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے مخالفین اسلام کے مقابلہ کے بہانے سے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملایا اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کر کے مغربی سامراج کی جڑوں کو ہندوستان میں مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں جہاد کو بھی حرام قرار دیا۔

خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز

آج دم توڑتی ہوئی مرزائیت پھر اسلام کے نام پر عیسائیت کے مقابلہ کا بہانہ بنا کر میدان میں آنا چاہتی ہے اور اس کے لئے مرزائیوں نے سارے پاکستان میں راولپنڈی کے شہر کا انتخاب کیا۔ کیونکہ یہ پاکستان آرمی کا جنرل ہیڈکوارٹر ہے اور اس کے وفاق میں اکثر کلیدی عہدوں پر مرزائی آفیسر متمکن ہے۔ حکام شہر میں ان کا اثر ورسوخ ہے اور وہ وقت پر اپنی مرضی کے مطابق احکام جاری کر سکتے ہیں۔

چنانچہ مدرسہ تعلیم القرآن کو سالانہ اجلاس کے لئے تین دن تک کی تگ ودو کے بعد مشکل سے اجازت ملی او مرزائیوں کو جلسہ کی اجازت باتوں ہی باتوں میں مل گئی۔ بقول ان کے ''جلسہ کی اجازت زبانی حاصل کر لی گئی تھی۔ اس کی اطلاع پولیس کو بھی دے دی گئی تھی۔'' کیوں نہ ہو پیر بھائی جو ٹھہرے۔

جب سیاں بنے کوتوال پھر ڈر کاہے کا؟

۲۹؍مارچ کو اس مرتد گروہ نے راولپنڈی کے ٹرنک بازار میں کھلا جلسہ کرنا چاہا اور بہانہ یہ رکھا کہ وہ ایک پادری کی بکواس کا جواب دیں گے۔ بھلا جمہور مسلمین ان کے اس فریب کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے احتجاج کیا اور حکام نے بروقت مداخلت کر کے ان کا جلسہ بند کرا کر اپنے بہترین حسن تدبر کا ثبوت دیا۔ مرزائیوں کو حکام کا گلہ اور شکوہ کرنے کی بجائے ان کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ کیونکہ مشتعل ہجوم کو روکنے کے لئے وہاں کوئی ایسی فورس نہ تھی جو مرزائیوں کی خاطر خواہ حفاظت کر سکتی۔ دوسری طرف یہ فتنہ سارے پاکستان کے لئے بارود میں چنگاری کا مصداق بن جاتا۔

ان کے جلسے کی مثال تو ڈاکوؤں کے اس گروہ کی سی ہے جو سوداگروں کا بھیس بدل کر کسی بستی میں داخل ہو جائے اور وہ عوام وحکام کی اصل حال سے بے خبری کی بناء پر شہر میں اپنا کاروبار شروع کر دے اور موقع کا منتظر رہے۔ لیکن جب ان کا راز کھل جائے تو عوام اور حکام ایک منٹ کے لئے بھی ان کا شہر میں رہنا اور کاروبار کرنا برداشت نہ کریں۔ دیکھئے ...... یہ مرتد گروہ پاکستان کا کھاتا ہے اور پاکستان ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ خود چور ہے اور دوسروں کو چور بناتا ہے۔

ملک دشمن عنصر کون ہے؟

ذرا مرزا محمود کے مندرجہ ذیل رؤیا، جو مرزائیوں کے گزٹ ''الفضل'' میں شائع ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور انصاف کریں کہ پاکستان کی تخریب اور بھارت کی تائید کون کر رہا ہے اور

اول و آخر پاکستان کی ’’پ‘‘ کی سالمیت کا دشمن کون ہے؟

ملفوظات حضرت امیر المومنین

’’ایک صاحب نے پاکستان کے متعلق سوال کیا کہ اس بارے میں حضور (مرزا محمود) کا کیا خیال ہے؟ حضور نے فرمایا میں اصولی طور پر اس کا قائل نہیں۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ہندوستان میں اس لئے پیدا کیا کہ سارا ہندوستان اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اور وہ احمدیت کی ترقی کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد کا کام دے۔ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے ’’آریوں کا بادشاہ‘‘ ’’اگر ہم آریوں کو الگ کر دیں اور مسلمانوں کو الگ تو حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کس طرح پورا ہو سکتا ہے۔ بس ضروری ہے کہ ہندوستان کے سب لوگ متحد رہیں۔ اگر ہندوستان نے الگ الگ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود پاکستان کے بادشاہ کہلاتے۔ آریوں کے بادشاہ نہ کہلاتے۔ پس بیشک مسلمان زور لگاتے رہیں۔ جس قسم کا پاکستان وہ چاہتے ہیں۔ وہ کبھی نہیں بن سکتا۔ پاکستان قائم کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں، اکھنڈ ہندوستان میں ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہندوستان میں اتحاد رہے اور اس کے حصے الگ الگ نہ ہوں۔ مسلمان پاکستان پر تو زور دیتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ ان کے پاس نہ روپیہ ہے اور نہ ہی کوئی اور سامان ہے۔ روپیہ تو ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ پس یہ ایک مشغلہ ہے۔ جو چند تعلیم یافتہ لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو ایسے معاملات میں دلچسپی نہیں لینی چاہئے۔ بلکہ اگر کسی کے دل میں کوئی ایسی بات آئے تو اسے استغفار کرنا چاہئے۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں۔ ہمارا ان باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔‘‘ (بیان مرزا محمود، مندرجہ اخبار الفضل ۱۸ر جون ۱۹۴۴ء)

۲...... ’’میں نے دیکھا کہ میں کسی شخص کو کہہ رہا ہوں کہ ہم تو قادیان جاتے ہیں۔ اب یہاں جو میرے پاس زمینیں ہیں اور گورنمنٹ نے الاٹ کی ہیں۔ وہ کسی مہاجر کو دے دیں یا گورنمنٹ کو واپس کر دیں۔‘‘ (الفضل ۳۱ر جنوری ۱۹۵۷ء)

۳...... ’’میں نے دیکھا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ امتہ الحفیظ بیگم میرے ساتھ ایک جگہ ٹہل رہی ہیں اور ارد گرد دوسرے لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ نہایت ہی آہستہ آواز میں میرے کان کے پاس منہ کر کے کہتی ہیں کہ ابھی مکانوں پر زیادہ خرچ نہ کرو۔ (دار الحمد) کو سجانے کی طرف توجہ کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کسی نے کہلا بھیجا ہے کہ قادیان تو ہمیں ملنے والی ہے۔ اس لئے کسی دوسری جگہ مکان بنوانے سے کیا فائدہ ہے؟ مگر میں خواب میں اس مشورے کو غلط سمجھتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ کسی جماعت کا مرکز کے بغیر تھوڑا عرصہ رہنا بھی بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے بڑے جوش میں بلند آواز

میں کہا کہ آہستہ آہستہ یہ بات کیوں کہتی ہو۔ ہر ایک جانتا ہے کہ قادیان ہم کو ملنے والی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم دوسری جگہ مکان نہ بنائیں۔ جب قادیان ملے گی تو یوں ہی آہستگی سے تھوڑی ہی ملے گی۔ جب قادیاں ملے گی تو اس کے ساتھ شملہ بھی ملے گا۔ ڈلہوزی بھی ملے گی اور دوسرے اضلاع بھی ملیں گے۔ شملہ کا لفظ تو مجھے خوب یاد ہے۔ ڈلہوزی کا لفظ پورے یقین سے یاد نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ میں نے شملہ کے ساتھ ڈلہوزی کا ہی نام لیا تھا۔ اسی طرح دوسرے اضلاع کا میں نے ذکر کیا کہ ہمیں وہ بھی ملیں گے۔ بلکہ اس وقت مجھ پر یہ اثر معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کا علاقہ بشمولیت دلی یا دلی کے پاس تک کا علاقہ ہم کو اس وقت ملے۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۵۷ء)

۴...... ''یہ رویا اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جانا امرتسر کی طرف ہوگا۔ لیکن رستے اصل چیز نہیں۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر ان علاقوں کو آپس میں ملا دے اور مسلمان عزت و احترام کے ساتھ وہاں جائیں۔ ہمارا ظاہری طور پر بھی ہمیشہ یہی خیال رہا ہے۔'' (خطبہ مرزامحمود، الفضل یکم فروری ۱۹۵۷ء)

۵...... پھر اسی سلسلہ میں گاندھی جی اور مس مرور لاسارابائی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: ''سارے مسلمانوں کو اجازت اور سب مسلمانوں کو کہو کہ وہ آزادی سے اسی طرح رہیں گے۔ جیسے انگریزوں کے زمانے میں رہتے تھے اور پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کوئی بانڈری نہیں ہو گی۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۵۷ء)

۶...... ''سات آٹھ دن ہوئے میں نے رویاء میں دیکھا کہ جنرل آئزن ہاروے نے احمدیت کا تعریف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ ایک مجلس میں بیان ہوا تو کسی نے کہا کہ یہ کونسی بات ہے۔ تو اس پر میں نے کہا کہ ظاہر میں تو بات کچھ بھی نہیں۔ مگر اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ احمدیت کی اہمیت دور دور تک واضح ہوگئی ہے۔''

کہئے! پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے کے عزائم کا اظہار رویاء اور کشوف کے پردے میں کون کر رہا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں ظاہر طور پر بھی کرتا ہے اور بھارت اور پاکستان کی سرحدوں کو ختم کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء قرار دیتا ہے۔

لااکراہ فی الدین کی نئی تفسیر

''بترس آہ مظلوماں'' کے عنوان سے ۳۱؍مارچ ۱۹۵۷ء کو شائع ہونے والے پمفلٹ میں صفحہ تین پر مرزائی لکھتے ہیں کہ ''یقیناً اسلام کی تعلیم ''لااکراہ فی الدین'' کی حامل ہے اور اس کی رو سے غلط سے غلط خیال بیان کرنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے اور اسی میں انسانیت کی

بہتری ہے۔ ورنہ انسان ارتقاء کی کبھی ایک بھی منزل طے نہیں کرسکتا اور قدامت پسندی اور تحکم، سائنس، فلسفہ اور دیگر علوم میں ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہیں دیتی۔ اگر کوئی چیز کشتنی ہے تو وہ یہی روح ہے جو آزادیٔ خیال کو کچلنا چاہتی ہے۔‘‘

خوب پتے کی کہی۔ واقعی مرزائیت نے اپنے ارتقاء کی منزلیں ایسے ہی غلط سے غلط خیالات بیان کر کے طے کی ہیں اور اس کا ثبوت مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی الماری اور موجودہ مرزا محمود کی ہفوات وخرافات کی پٹاری سے بخوبی مل جاتا ہے۔ مشتے نمونہ ازخروارے...... ملاحظہ فرمائیں فرانس وبرطانیہ کی مدح سرائی میں مرزا محمود قادیانی کا الہامی بیان۔

’’انگریزوں کی مثال درحقیقت ایسی ہی ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ یتیم بچوں کا خزانہ ایک دیوار کے نیچے دبا ہوا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دیوار بوسیدہ ہوکر گرنے کے قریب ہوگئی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی نے اس دیوار کو پھر بنا دیا۔ اسی طرح بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اور فرانسیسی وہ دیوار ہیں جن کے نیچے احمدیت کا خزانہ مدفون ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دیوار (یعنی فرانس اور برطانیہ) اس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے اصل حق دار جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانہ پر قبضہ نہیں کرسکتی۔ اس لئے اگر اس وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے اس پر قبضہ جما لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم پھر ایسی دیوار بنادیں تاکہ جب احمدیت اپنی بلوغت کاملہ کو پہنچ جائے تو اس وقت وہ اس خزانہ کو سنبھال لے۔ پس اس وقت احمدیت کا فائدہ انگریزوں کی فتح میں ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنگ میں انگریزوں کو فتح دے۔ پس حضرت مسیح موعود کی سنت کی اتباع ہمارا فرض ہے کہ ہم انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ اس وقت انگریزوں یا فرانسیسیوں کا سوال نہیں، بلکہ احمدیت کی تبلیغ کی آزادی کا سوال ہے۔ پس نہایت ہی درد اور کرب کے ساتھ دعا کریں۔ کیونکہ معاملہ معمولی نہیں، بلکہ نہایت خطرناک ہے۔‘‘ (بیان مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل ۴؍جون ۱۹۴۰ء)

دیکھا: ’’واما الجدار فکان لغلٰمین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز الهما (کہف:۸۲)‘‘ پڑھ لی آپ نے اس آیت کی غلط سلط تاویل...... مرزائی کہتے ہیں کہ جب تک ایسی غلط بیانی نہیں کی جائے گی۔ انسانیت کا ارتقاء رکا رہے گا۔

تو جناب عالی سن لیجئے...... اس غلط بیانی کی اجازت دنیا تو تم کو دے سکتی ہے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا اسلام ہرگز اس کی اجازت نہ دے گا اور نہ ہی اس مقدس ومحترم ہستی کے

نام لیوا کبھی اس خرافات کو برداشت کریں گے۔ خواہ انہیں خون کے سمندروں میں کیوں نہ تیرنا پڑے۔ مسلمان کے کامل ایمان کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ ایسی لغویات کو قوت بازو سے روک دے۔’’من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ‘‘

خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر

پھر لکھتے ہیں:’’احرار تو ہمیشہ احمدیوں کے جلسوں میں اس قسم کی شورانگیزی کرتے آئے ہیں۔ کیا وہ گذشتہ ۶۰،۷۰ سال کے عرصے میں ایک مثال بھی اس کی پیش کر سکتے ہیں کہ احمدیوں نے بھی ان کے جلسہ کو کبھی خراب کیا ہے؟ شاید وہ یہ کہیں کہ احمدیوں کو اتنی طاقت ہی کہاں ہے کہ وہ شور ڈال سکیں۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ احرار کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ’’حلیم‘‘ کا غصہ بڑا سخت ہوتا ہے۔‘‘

قربان جایئے ان کی حلیمی کے حلیمی پر۔ حلیمی ہے یا بزدلی۔ سخت غصے کی بنیاد سے ہم بھی بخوبی واقف ہیں۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ دعا دیجئے انگریزوں اور فرانسیسیوں کو۔ دعا دیں امریکہ اور اس کے کاسہ لیسوں کو، جو تمہاری حلیمی اور سخت غصے کے رکھوالے ہیں...... ایک مثل ہے:

جس نوں جھکدا دیکھے اس نوں بھلا نہ جان
تنوں جھک کے مار دے چیتا، تیر، کمان

تمہاری حلیمی اور سخت غصہ یا بالفاظ دیگر بزدلی کے کارنامے قادیان میں دیکھے۔ جبکہ تم نے ۱۹۳۰ء میں مولوی عبدالکریم مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کرایا اور نتیجہ میں حاجی محمد حسین شہید ہوگئے اور اس کے قاتل محمد علی پشاوری کو پھانسی کے بعد بہشتی مقبرہ میں دفن کیا اور مرزامحمود نے اس کے جنازے کو کندھا دیا۔ کیا اس وقت’’لااکراہ فی الدین (بقرہ:۲۵۷)‘‘ کی تفسیر بالا ذہن میں نہ تھی کہ ایک حق پرست کے قاتل کی اتنی توقیر کی۔ آج چلّا رہے ہو کہ اگر کوئی چیز کشتنی ہے۔ تو وہ یہی روح ہے جو آزادی خیال کو کچلنا چاہتی ہے۔ حالانکہ جب غازی علم الدین شہید نے رنگیلے رسول کے مصنف راجپال کو قتل کیا تو مرزامحمود نے کہا:’’قتل راجپال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ وہ بھی اور جوان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ وہ بھی قانون کا دشمن ہے۔ جو لیڈران کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ وہ خود مجرم ہیں، قاتل اور ڈاکو ہیں۔ جو لوگ توہین انبیاء کی وجہ سے قتل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار کرنا چاہئے اور ان کو دبانا چاہئے۔ یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ نادانی ہے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہوسکتی۔‘‘ (خطبہ جمعہ مرزامحمود، مندرجہ الفضل ۱۹؍اپریل ۱۹۲۹ء)

لیکن اپنی ذات پر نکتہ چینی کرنے والے کے قتل کے لئے محمد علی پشاوری کو بلوانا اور پھر اس قاتل کے جنازے کو کندھا دینا اور اسے بہشتی مقبرے میں دفن کرنا یہ کیا ہے؟ بہ بین تفاوت رہ

از کجاست تا بکجا۔

اس کے بعد محمد امین بخارا کا قتل اور پھر فخر الدین ملتانی کا قتل اور پھر حاجی عبدالغنی رئیس اعظم بٹالہ کا قتل۔ پھر قادیان کے قبرستان میں وہاں کے مسلمانوں کو اپنے مردوں کو دفن نہ کرنے دینا بلکہ مسلمانوں کی قبریں اکھاڑ پھینکنا اور ان کا اپنے مردوں کے دفن کرنے کے لئے مجبوراً بٹالہ آنا...... کیا یہ حلیموں کے کام ہیں یا بزدلوں کے؟ بزدل ہمیشہ غیروں کے کھونٹے پر ناچا کرتے ہیں۔

سوال کیا گیا ہے کہ آخر احرار چاہتے کیا ہیں؟ ابھی تک ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ احرار کیا چاہتے ہیں۔ سنئے! احراری نہیں، بلکہ تمام مسلمان خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، حنبلی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنفی یا اہلحدیث، سب یہ چاہتے ہیں کہ مرزائیوں کو جمہور مسلمین سے الگ تھلگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور یہی مطالبہ تمہارے مرزا محمود نے بھی کیا تھا۔ ملاحظہ ہو (الفضل ۱۳؍نومبر ۱۹۴۶ء) مطالبہ حسب ذیل الفاظ میں ہے۔

’’میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور ہم ایک مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کرو۔ اس کے مقابلہ میں میں دو، دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔‘‘

مرزائیوں کے پمفلٹ کا عنوان ’’بترس از آہ مظلوماں‘‘ ہے۔ کیا حلیمی شجاعت کا خاصہ ہے یا مظلومیت کا؟ شجاع بردبار بھی ہوتا ہے اور غیور بھی لیکن بے غیرت نہیں ہوتا۔

آخر میں ہم حکومت پاکستان سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ اگر وہ ملک میں واقعی طور پر امن چاہتی ہے تو اسلام دشمن عناصر کے منہ میں لگام دے۔ خواہ وہ مرزائی ہوں یا عیسائی یا کوئی اور۔ ان دشمنان اسلام کو دریدہ ذہنی کی کھلی چھٹی دے دینا اور جمہور مسلمین کو پابند کرنے کی کوشش کرنا کسی صورت میں بھی جائز اور مفید نہ ہوگا۔ ہم پاکستان کے اندر اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کے خلاف کسی قسم کی بکواس سننے کے لئے تیار نہیں۔ خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

عرض مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا ہمیں
صاف ہے نیت اگر اپنی تو کیا پرواہ ہمیں
بندۂ مومن کا دل ہم بیم ریا سے پاک ہے
قوت فرمانروا کے سامنے بے باک ہے

(اقبالؒ، بہ تغیر الفاظ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اظہار الحق،
المعروف رد مرزائیت

حضرت مولانا حافظ حکیم عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی پیاری امت کو یہ نصیحت فرما گئے ہیں کہ میرے بعد کئی ایسے دجال کذاب پیدا ہوں گے۔ جن کا دعویٰ نبی ہونے کا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی ہے۔ سب جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق دجالوں وکذابوں کی جماعت میں سے پہلے مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد پھر آہستہ آہستہ یہ دکانداری بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ پنجاب ضلع گورداسپور قادیان میں بھی ایک آدمی کو اس تجارت کے کرنے کا شوق ہوا۔ اس نے بھی ظلی بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی صداقت ان تین باتوں پر رکھی۔

۱...... ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آسمان پر زندہ نہیں گئے۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔ (تریاق القلوب ص ۵۲، خزائن ج ۱۵ ص ۲۴۴، ۲۴۵)

۲...... سرور کائنات خاتم النّبیین کے بعد شرعی رسالت ختم ہو چکی۔ اب غیر شرعی نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

۳...... جس ابن مریم کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ دوبارہ نازل ہوں گے۔ وہ میں ہی ہوں۔ (شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

چنانچہ مرزا قادیانی کی تجارت یہاں تک عروج پکڑ گئی کہ بڑے بڑے رئیس انگلش خواں اور عالم بھی اس دکانداری کے منافع میں شریک ہوگئے۔ اہل علموں کا اس منافع میں شریک ہونا ہمارے نزدیک دو طرح پر ہے۔ ایک جماعت تو اہل علم مرزا قادیانی کی اطاعت اس لئے کر رہی ہے کہ ان کو دنیا کی عیش وعشرت اور شکم پروری کے لئے کافی سے زیادہ روپیہ ملتا رہتا ہے۔ دوسری جماعت زیر آیت ’’وما یضل بہ کثیراً‘‘ کے تحت خود برے عملوں سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ یہ ہر دو جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سخت ترین دشمن ہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ ’’اے میری امت! میرے بعد پہاڑ پہاڑوں سے ٹکرائیں گے۔ مری پڑے گی اور بھونچال بھی آئیں گے۔ اس وقت بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہی ہوں۔ وہ جھوٹے ہوں گے۔‘‘ (انجیل اردو لوقا باب ۲۲)

مرزا قادیانی (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ص۱۶) پر لکھتے ہیں: ’’جس نے رسول خدا کے مقبرے کے اندر دفن ہونا ہے، وہ میں ہی ہوں۔‘‘ انجیل مقدس اور کشتی نوح کے الفاظ یکساں ہیں۔ جب کہ مرزائی نبی بناوٹی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جھوٹا قرار دیا۔ تو بھلا پھر ان کی امت اور مرزا قادیانی کیوں ان سے عداوت نہ رکھیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی وہ جماعت جن کو اول اہل علم لکھ آیا ہوں۔ ایسی دشمن ہے جیسے ابن زیاد شمر لعین وغیرہ، جنہوں نے دنیا کی خواہشوں کو مدنظر رکھ کر یزید پلید کی طرف سے تحفہ تحائف کی خاطر ایک معصوم بے گناہ حضور آقا نامدار ﷺ کے پیارے نواسے کو بڑی بے دردی سے کربلا کی زمین پر شہید کردیا۔‘‘ انا اللّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘

مرزا غلام احمد قادیانی کے علماء دین کی رات دن تقریریں یہی رہتی ہیں۔ برادران اسلام! یوں تو بڑے بڑے علماء دین نے ان کو دندان شکن جواب دیئے اور دے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ جیسے: ’’لا یبصرون‘‘ پھر بھی اس ناچیز کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ایک رسالہ ایسا تالیف کیا جائے جس میں ان کے دلائل پیش کر کے پھر قرآن مجید و معتبر تفاسیر واحادیث شریف واقوال صحابہؓ وفقہ شریف واقوال بزرگان دین سے جواب دیئے جائیں تاکہ ہر مسلم بھائی ان مرزائیوں کو اچھی طرح سے جواب دے سکے۔ آمین!

حکیم حافظ عبداللطیف منددراں والا تعلقہ ڈگری ضلع میر پور خاص

اعتراض (۱)

’’ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین (البقرۃ:۳۶)‘‘ ﴿اے بیٹو آدم کے واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے مدت تک۔﴾

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے لئے یہ قانون مقرر فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! تمہارے سب کے لئے زمین قرارگاہ ہے۔ اس میں ہی زندگی بسر کرنا تمہارے لئے فائدہ ہے اور ’’ولکم‘‘ صیغہ جمع مخاطب جو کہ تمام اولاد آدم پر حاوی ہے اور ابن مریم بھی اولاد آدم ضرور ہیں۔ ’’انی عبداللّٰہ (مریم:۳۰)‘‘ میں جیسے ذکر ہے۔ پھر کیونکر ’’ولکم‘‘ صیغہ جمع سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہو کر آسمان پر جاسکتے ہیں۔ اگر بقول تمہارے ابن مریم کو آسمان پر زندہ سمجھ لیا جائے تو قانون الٰہی اور صیغہ جمع ٹوٹ جائے گا۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ پر زد آئے گی۔ اس لئے ہمارا اعتقاد از روئے کتاب اللہ یہی ہے کہ وہ بیشک مرزا قادیانی کے فرمانے کے مطابق فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی دوبارہ آمد کا انتظار خیال وخواب ہے۔

الجواب نمبرا

جو آپ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر ''ولکم'' سے اعتراض کیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔اس لئے کہ پہلے اس آیت کا شان نزول دیکھئے۔ پھر برابر علم ہو جائے گا کہ واقعی وہ ''ولکم'' صیغہ جمع سے مستثنیٰ ہوکر آسمان پر چلے گئے ہیں۔ دوبارہ پھر قریب قیامت اس دنیا پر تشریف لائیں گے۔ آؤ میں آپ کو قرآن مجید سے ان کی حیات پر چند دلائل پیش کرتا ہوں۔ مگر اس سے قبل آپ مخاطب کی گردان سن لیجئے۔ پھر آپ کو جلدی سمجھ آئے گی۔

تذکیروتانیث	واحد	ترجمہ	تثنیہ	ترجمہ	جمع	ترجمہ
مذکر	لہ	واسطے ایک مرد کے	لھما	واسطے دومردوں کے	لھم	واسطے تین مرد کے بہت مردوں کے
مونث	لھا	واسطے ایک عورت کے	لھما	واسطے دوعورتوں کے	لھن	واسطے تین عورتوں کے، بہت عورتوں کے
مذکر	لک	واسطے ایک مرد کے	لکما	واسطے دومردوں کے	لکم	واسطے تین مردوں کے، بہت مردوں کے
مونث	لک	واسطے ایک عورت کے	لکما	واسطے دوعورتوں کے	لکن	واسطے تین عورتوں کے، بہت عورتوں کے
مونث، مذکر	لی	واسطے ایک عورت کے واسطے مرد کے			واسطے واسطے	تین عورتوں کے بہت عورتوں کے تین مردوں کے بہت مردوں کے
مذکر	ھو	وہ ایک مرد	ھما	وہ دومرد	ھم	وہ تین مرد، بہت مرد
مونث	ھی	وہ ایک عورت	ھما	وہ دوعورتیں	ھن	وہ تین عورتیں، بہت عورتیں
مذکر	انت	تو ایک مرد	انتما	تم دومرد	انتم	تم تین مرد، بہت مرد
مونث	انت	تو ایک عورت	انتما	تم دوعورتیں	انتن	تم تین عورتیں، بہت عورتیں
مذکرمونث	انا	میں ایک مرد میں ایک عورت			نحن	ہم تین مرد، بہت مرد ہم تین عورتیں، بہت عورتیں

میرے خیال میں اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ صیغہ جمع کتنے آدمیوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے ’’ولك ‘‘صیغہ واحد ایک مرد کے لئے استعمال ہے۔ ’’ولکما‘‘ دو مردوں پر اور ’’ولکم ‘‘ تین مردوں سے لے کر ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں تک استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ’’ولکم ‘‘ جو صیغہ جمع حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استعمال کیا ہے۔ آؤ میں آپ کو قرآن مجید سے سمجھا دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہو، ساری آیت پڑھ کر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ پھر آپ جلدی سمجھ جاؤ گے۔ آیئے قرآن مجید فرماتا ہے:

’’وقلنا یادم اسکن انت وزوجك الجنة وکلا منها رغداً حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین فازلهما الشیطن عنها فاخرجهما مما کان فیه وقلنا اهبطوا بعضکم لبعض عدّو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (البقرة:۳۶)‘‘ ﴿اللہ، کہا ہم نے اے آدم رہ تو اور بیوی تیری بہشت میں اور کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جہاں چاہو تم دونوں اور نہ قریب جاؤ تم دونوں اس درخت کے، پس ہو جاؤ گے تم دونوں ظالموں سے۔ پس پھسلایا ان دونوں کو شیطان نے اس سے پس نکال دیا ان دونوں کو اس چیز سے کہ تھے بیچ اس کے اور کہا ہم نے اترو سارے اب بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے اب بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ایک مدت تک۔﴾

مرزائیو اللہ تعالیٰ نے آیت ’’یادم اسکن ‘‘ سے لے کر ’’فاخرجهما مما کان فیه ‘‘ تک ان چند آیتوں میں صیغہ مخاطب تثنیہ ہی استعمال فرمایا۔ مثلاً ’’وکلا منها ‘‘ صیغہ تثنیہ کھاؤ پیو دونوں بہشت سے پھر ’’حیث شئتما ‘‘ صیغہ تثنیہ جہاں چاہو تم دونوں، آگے ’’ولا تقربا ‘‘ صیغہ تثنیہ مت قریب جانا دونوں اس درخت کے ’’فتکونا من الظالمین ‘‘ صیغہ تثنیہ پس ہو جاؤ گے تم دونوں ظالموں سے ’’فازلّهما الشیطن ‘‘ صیغہ تثنیہ پس پھسلایا ان دونوں کو شیطان نے پھر ’’فاخرجهما ‘‘ صیغہ تثنیہ پس نکلوا دیا ان دونوں کو۔

یہاں تک عبارت عربی میں صیغہ تثنیہ ہی استعمال ہے اور جب ان کو نکل جانے کا یعنی زمین پر اترنے کا حکم نازل ہوتا ہے تو ’’وقلنا اهبطوا ‘‘ صیغہ جمع امر ہے، یہی سمجھنے کی بات ہے کہ یہاں پر کیوں نہیں کہا گیا۔ ’’وقلنا اهبطا ‘‘ جو صیغہ تثنیہ ہے کہ تم اترو دونوں۔ مگر بجائے اس کے صیغہ جمع استعمال کیا گیا۔ اب مرزائیوں سے ایک سوال، جس وقت اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے ’’وقلنا اهبطوا ‘‘ حکم نازل فرمایا۔ کیا اس وقت اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجود تھی؟

جوصیغہ جمع مخاطب استعمال کیا گیا۔’’وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدّو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (البقرة:۳۶)‘‘اگرنہیں تھی تو پھر خداوند عالم نے صیغہ تثنیہ’’وقلنا اھبطا‘‘ کیوں استعمال نہیں کیا؟اس کی کیا وجہ؟

اگر یہ جواب دو کہ ان کی تمام اولاد کے پیدا ہونے کا سبب ان کے اندر موجود تھا۔اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا تو پھر میں یہ کہوں گا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو داخل بہشت کیا تھا۔کیا اس وقت ان کی اولاد کے پیدا ہونے کا سبب ان کے جسم میں موجود نہ تھا؟ کیونکر پھر صیغہ تثنیہ استعمال کیا گیا؟اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ’’ولکم‘‘صیغہ جمع اولاد آدم کے لئے استعمال نہیں ہوا۔بلکہ ان کے لئے استعمال ہوا ہے جن چیزوں نے عزازیل کا ساتھ دیا ہوگا۔یا جنہوں نے عزازیل کے مشورہ پر’’نعم‘‘کہا ہوگا۔یہ قانون بس ان کے حق میں نازل ہے۔آؤ میں آپ کو شیخ المحدثین ایک معتبر صحابی حضرت ابن عباسؓ سے تصدیق کرادیتا ہوں کہ ’’ولکم‘‘اولاد آدم کے لئے یہ قانون نازل نہیں بلکہ عزازیل وغیرہ کے لئے ہے۔

الجواب نمبر۲

حضرت ابن عباسؓ اپنی تفسیر میں زیر آیت’’قلنا اھبطوا‘‘راقم ہیں، ملاحظہ ہو:

’’وقلنا لادم وحواء وطاؤس وحیة وابلیس اھبطوا انزلوا الی الارض بعضکم لبعض عدّو ولکم فی الارض مستقرا منزل ومتاع منفعة ومعاش الی حین الموت‘‘ ﴿وقال اللہ، کہا ہم نے واسطے آدم علیہ السلام کے اور ماں حوا کے اور واسطے مور اور سانپ کے اور ابلیس کے اترو سارے طرف زمین پر اب بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے اب بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور اس میں تمہیں فائدہ ہے۔ایک مدت تک یعنی اپنی موت تک۔﴾

واہ مرزائیو! کہاں کی بات اور کہاں لگا رہے ہو۔ان فریب بازیوں سے باز آجاؤ۔وقت بالکل قریب ہے۔اتنا ظلم ایک معصوم نبی حضرت ابن مریم علیہا السلام پر کر رہے ہو کل کو جب وہ دوبارہ آسمان سے تشریف لے آئیں گے تو یہ سارے بدلے تمہیں بھگتنے پڑیں گے۔کیونکہ وہ آیت’’ولکم‘‘سے مستثنیٰ ہیں۔آسمان پر زندہ ہیں۔پھر دوبارہ عنقریب آنے والے ہیں۔دیکھا صاحب سیدنا حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے ہماری تصدیق میں کیسی گواہی دی ہے۔اگر یہ گواہی بھی منظور نہیں۔تو آؤ کسی مفسر سے بھی گواہی کرادیتا ہوں۔انشاء اللہ الرحمٰن!

الجواب نمبر۳

چنانچہ مفسر ابوالبرکات حضرت عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ اپنی تفسیر مدارک زیر آیت ''وقلنا اھبطوا'' راقم ہیں۔''وقلنا اھبطوا الھبوط النزول الیٰ الارض والخطاب لادم وحواء وابلیس وقیل و الحیة والصحیح (مدارك ج۱ ص۵۸)'' ﴿قال اللہ تعالیٰ، پھر کہا ہم نے اترو تم سارے زمین پر یہ کہا گیا واسطے آدم علیہ السلام اور ماں حوا کے اور ابلیس کے اور کہا گیا واسطے سانپ کے یہ صحیح ہے۔ مرزائیو! اب تو ہمارے حق میں شہادت تفسیر مدارک والوں کی بھی گزر چکی ہے کہ''قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (البقرة:۳۶)'' کے مصداق حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوا اور ابلیس اور سانپ ہیں۔ کیا اب ایمان لے آؤ گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں:

ایک نقطہ ہی مومن تائیں رستہ حق دکھاوے
کل قرآں بے عقلاں تائیں کچھ نہ اثر پہنچاوے

الجواب نمبر۴

''یاایھاالذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکراللہ (المنٰفقون:۹)'' ﴿لوگو جو ایمان لائے ہو نہ ہلاک کردیں تم کو مال تمہارے اور نہ اولاد تمہارے اللہ کی یاد سے۔﴾

مرزائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات نے ایمان والوں کو پکار کر کہا ہے کہ نہ ہلاک کردیں تم کو مال تمہارے اور نہ اولاد تمہاری۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہ صیغہ جمع مخاطب نہیں ہے؟ اگر ہے تو کیا ہر مسلمان کے گھر مال اور اولاد موجود ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہزاروں لوگ بے اولاد ہماری نظروں میں موجود ہیں اور ہزاروں لوگ بغیر مال کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ صیغہ جمع استعمال ہے۔

اب تو قرآن مجید کا قانون نہیں بدلا۔ مرزا قادیانی یا آپ لوگوں نے خداوند عالم کو برا بھلا تو نہیں کہا۔ اس لئے کہ صیغہ جمع اور ہزاروں لوگ مستثنیٰ ہیں اور ابن مریم تو اکیلے ہی ولکم سے مستثنیٰ ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے۔ تمہارا شور ساری دنیا پر کیا ہوگیا۔ بڑی شرم کی بات ہے۔ جیسے یہاں صیغہ جمع میں سے ہزاروں نہیں، لاکھوں انسان مستثنیٰ ہیں۔ قانون خداوندی اور صیغہ جمع اپنی جگہ قائم ہے۔ اسی طرح''ولکم فی الارض'' صیغہ جمع سے مستثنیٰ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر چلے گئے ہیں۔''فلا ریب فیه''

الجواب نمبر۵

''یاایھاالذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدولکم فاحذ رواھم (التغابن:۱٤)'' ﴿اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تحقیق عورتیں تمہاری اور اولاد تمہارے دشمن ہے واسطے تمہاری پس بچو ان سے۔﴾

مرزائیو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ چاروں جگہ صیغہ جمع استعمال فرماتا ہے۔ مسلمانو! تمہاری عورتیں اور اولاد دشمن ہیں واسطے تمہارے پس ان سے بچو۔

سوال...... کیا ہر مسلمان کے گھر بیوی اور اولاد ہے۔ واللہ۔ اگر فہرست بنائی جائے تو ہمارے ہی گاؤں میں کافی رنڈوے موجود ہیں۔ اگر دنیا ساری کے مسلمانوں کی فہرست تیار کی جائے تو لاکھوں تک تعداد پہنچے گی۔ اب صیغہ جمع باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا اور قانون الٰہی تو تغیر وتبدل نہیں ہوگا۔ جبکہ اتنے انسان صیغہ جمع سے مستثنیٰ ہوسکتے ہیں۔ تو کیا صرف ایک آدمی کے آسمان پر جانے سے صیغہ جمع ٹوٹ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر کیوں نہیں مرزا غلام احمد کذاب کو چھوڑ کر مدینہ والے کی آغوش کو اختیار کر لیتے......؟

اعتراض نمبر۲

''واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵)'' ﴿اور جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ علیہ السلام تحقیق میں مارنے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے زندہ اٹھانا ہوتا تو قرآن مجید میں پہلے ''رافعک الیّ'' آتا اور بعد ''متوفیک'' ہوتا۔ مگر خلاف اس کے پہلے ''متوفیک'' اور بعد میں ''رافعک'' جیسے قرآن مجید میں آیا ہے۔ اب کس طرح حضرت ابن مریم علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھ لیا جائے۔ یہ تو عقیدہ کھلم کھلا قرآن مجید کے خلاف ہے۔ ''متوفیک ورافعک الیّ'' سے کسی صورت حضرت ابن مریم علیہ السلام نکل نہیں سکتے۔ وہ تو بہرحال فوت ہوچکے ہیں۔

الجواب نمبر۱

مرزائیو! آپ نے جو ''متوفیک ورافعک الیّ'' کی آیت سے جو یہ استدلال پکڑا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں، یہ غلط ہے۔ متوفی کے معنی موت کرنا یہ آپ کو کس استاد

نے پڑھایا ہے اور متوفیک کا ترجمہ موت کرنا ایسا ہے جیسے دن کو کوئی بیوقوف یہ کہہ دے کہ اب رات ہے۔ یہاں تمہارے استاد کا ایسا ترجمہ پڑھایا ہوا کام نہیں دے سکتا۔ ’’متــــوفیك‘‘ مادہ وفا کا ہے۔ آؤ میں آپ کے لئے قرآن مجید سے چند آیتیں پیش کرتا ہوں۔ پھر معتبر تفاسیر کی سیر کراؤں گا کہ مفسرین کے نزدیک ’’متــوفی‘‘ کا معنی کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، قرآن مجید کی آیت پیش کرتا ہوں۔

الجواب نمبر۱ (الف)

’’واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیهم اجورهم (آل عمران :۵۷)‘‘ ﴿اور تحقیق جو لوگ ایمان اور عمل کریں گے صالح، پس پورا کردوں گا ان کو اجران کا۔﴾

مرزائیو! کیا اب تمہارے نزدیک یہ معنی ہوگا کہ جو لوگ ایمان لے آئے اور عمل کریں گے صالح پس فوت کردوں گا عمل ان کے یعنی ضائع کردوں گا عمل ان کے؟ ہرگز نہیں بلکہ پورے دیئے جائیں گے ان کو اجران کے، نہیں ضائع کیا جائے گا ان کے عملوں سے کچھ۔ معلوم ہوا کہ متوفی کا معنی موت نہیں ہے۔ دوسری آیت بھی ملاحظہ ہو۔

الجواب نمبر۲

’’ثم تـوفى كل نفس ماكسبت وهم لايظلمون (البقرة:۲۸۱)‘‘ ﴿پھر پورے دیئے جائیں گے جو کچھ کمایا ہر جی نے اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے۔﴾

مرزائیو! اس آیت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے پورے اجر دینے کا وعدہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ نہ کہ عمل ضائع کرنے کا۔ اب کیا سمجھو گے کہ متوفی کا معنی موت ہے؟ ہرگز نہیں۔

الجواب نمبر۳

’’ثم توفى كل نفس ماعملت وهم لا يظلمون (البقرة:۲۸۱)‘‘ ﴿اور پورا دیا جائے گا۔ ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے۔﴾

مرزائیو! اللہ وحدہ لاشریک اپنے بندوں سے وعدہ فرماتا ہے کہ میں ہر جان کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا اجر دوں گا۔ نہ یہ کہ ان کے عملوں کو فوت کردوں گا۔ یعنی ضائع کردوں گا۔ ہرگز نہیں۔ پس ہمیں ان آیتوں سے معلوم ہوا ہے کہ ’’متــوفیك‘‘ کے معنی بھی یہی ہیں کہ ’’پورا لینے والا ہوں تجھ کو۔‘‘ نہ یہ کہ موت دینے والا ہوں تجھ کو۔ ایسے معنی کرنا قرآن مجید کے خلاف ہے۔

الجواب نمبر۴

’’لیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضله (فاطر:۳۰)‘‘ ﴿تو کہ پورا دیوے ان کو ثواب ان کا فضل اپنے سے اور زیادہ دے گا ان کو۔﴾

مرزائیو! اللہ تبارک تعالیٰ قرآن مجید کے اندر تو یہی حکم صادر فرماتا ہے کہ میں پورے پورے اجر دوں گا ان لوگوں کو جن لوگوں نے میرے خوف سے عمل صالح کئے ہیں۔ بلکہ میں اور زیادہ دے دوں گا اپنے فضل سے معلوم ہوا کہ ’’متوفیك‘‘ کا معنی بھی موت نہیں ہے بلکہ پورا لینے کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔

الجواب نمبر۵

’’انما یوفی الصٰبرون اجرهم بغیر حساب (الزمر:۱۰)‘‘ ﴿سوائے اس کے نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ثواب ان کا بے حساب۔﴾ قادیانیو! اس آیت کا ترجمہ کیا کروگے؟ فرمایا جائے۔

الجواب نمبر۶

’’وهوالذی یتوفّٰکم باالیل ویعلم ماجرحتم باالنهار ثم یبعثکم فیه لیقضیٰ اجل مسمی (الانعام:۶۰)‘‘ ﴿اور وہی ہے اللہ تعالیٰ جو قبض کرتا ہے تم کو بیچ رات کے اور جانتا ہے جو کچھ کماتے ہو تم بیچ دن کے پھر اٹھاتا ہے تم کو بیچ اس کے تو کہ پورا کیا جاوے وقت مقرر کیا ہوا۔﴾

مرزائیو! اللہ تعالیٰ رات کو بلاناغہ ہماری روحوں کو قبض کرتا ہے اور دن اٹھاتا رہتا ہے تاکہ جو وقت مقرر زندگی کا ہے موت تک پورا ہو جائے۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیند بھی موت کے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے تو مفسرین کی جماعت نے ’’متــــوفیك‘‘ معنی بھی قبض کرنے والا ہوں کیا ہے۔ ’’متوفیك‘‘ شان نزول! جب حضرت ابن مریم علیہ السلام یہودیوں کی طرف چند معجزوں کے ساتھ تشریف لائے اور خداوندی حکم احکام سنائے تو انہوں نے آپ کی تکذیب کرنے کے علاوہ آپ کو قتل کرنے کے بھی مکروفریب کئے اور مکمل ارادہ کر لیا کہ ان کو صلیب پر چڑھا کر جان سے مار دیا جائے۔

چنانچہ آپ کو یہود کے مکروفریب کا علم ہوا۔ فوراً بارگاہ الٰہی میں درخواست کر دی کہ یا اللہ مجھے ان کے مکروفریب سے نجات دے۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی درخواست کو

مستجاب فرما کر یہ چند کلمات بطور تسلی نازل فرمائے۔’’متوفيك ورافعك اليّ ‘‘یعنی غم نہ کریں ان کے تمام مکروفریب کو رد کر کے تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔جیسے مکروا ومکر اللّٰہ ، واللّٰہ خیر الماکرین!

مرزائیو! خداوند تعالیٰ کی ذات بابرکات نے حسب وعدہ ابن مریم علیہ السلام سے یہود کو دور رکھ کر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔جیسا کہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ سے ظاہر ہے۔اللہ تعالیٰ دن قیامت کے ابن مریم علیہ السلام کو یہ احساس بھی یاد کرائے گا اے عیسیٰ! وہ وقت یاد کر۔

الجواب نمبر۷

’’اذكففت بنی اسرائيل عنك اذجئتهم بالبينت فقال الذين كفروا منهم ان هذا سحر مبين (مائده:۱۱۰)‘‘ ﴿جب میں نے بنی اسرائیل کے ہاتھوں کو تجھ سے دور رکھا اور آئے تھے تم جب ان کے پاس ساتھ دلیلوں ظاہر کے اور کہا ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے کہ جادوگر ہے ظاہر۔﴾ اور تجھ کو قتل کرنے کے مکروفریب کئے۔میں نے بھی اپنی حکمت عملی سے ایسا کام لیا کہ وہ قریب بھی نہ پہنچے تھے کہ تجھ کو آسمان پر اٹھالیا اور ططیانوس جو تیرا سخت دشمن تھا۔ان کے ہاتھوں سے اس کو صلیب پر چڑھا کر اس کی روح کو قبض کیا۔جس کا رونا آج تک یہود روتے آئے ہیں۔

الجواب نمبر۸

’’اناقتلنا المسيح عيسیٰ ابن مريم رسول اللّٰه وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفی شك منه مالهم به من علم الا الاتباع الظن، وما قتلوه يقينا بل رفعه اللّٰه اليه وكان اللّٰه عزيزاً حكيما (النساء:۱۵۷)‘‘ ﴿بقول یہود کہ تحقیق ہم نے قتل کر ڈالا مسیح بیٹے مریم کے کو جس کا دعویٰ اللہ کے رسول ہونے کا تھا، اور نہیں قتل کیا اس کو اور نہ سولی دیا اس کو اور لیکن شبہ ڈال دیا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ اختلاف کرتے ہیں بیچ ان کے البتہ وہ بیچ شک کے ہیں نہیں ہے واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر وہ پیروی کرتے ہیں ظن کی اور نہیں قتل کیا اس کو یہ یقین ہے بلکہ اٹھالیا اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔﴾

مرزائیو! بقول یہود کے قتل کر ڈالا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو جن کا دعویٰ خدا کے رسول

ہونے کا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے قول ’’ان قتلنا‘‘ کی تردید نہیں کی کہ یہودیوں نے کسی آدمی کو بھی قتل نہیں کیا اور نہ صلیب دیا بلکہ ’’وما قتلوہ وماصلبوہ‘‘ سے صرف اس بات کی نفی کی ہے کہ ان لوگوں نے میرے رسول کو نہ تو قتل ہی کیا اور نہ سولی دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی مشابہت شکل کو صلیب دے کر ’’انا قتلنا‘‘ قول کے قائل ہوچکے ہیں۔

جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے اور لیکن شبہ ڈال دیا میں نے واسطے ان کے ططیانوس کا اس لئے وہ اختلاف میں ہیں اور شک میں ہیں کہ ہم نے ابن مریم علیہ السلام کو ہی صلیب پر دیا ہے۔ حالانکہ ان کو مسیح ابن مریم کے حالات سے کچھ بھی علم نہیں۔ وہ صرف پیروی کرتے ہیں ظن کی۔ ’’وما قتلوہ یقیناً‘‘ اے میرے حبیب یہ یقین کیجئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان لوگوں نے ہرگز قتل نہیں کیا۔ وہ اس کے بجائے ططیانوس کو قتل کر چکے ہیں۔ ان کو یہی شبہ ہے بلکہ میں نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے اور میں زبردست حکمت والا ہوں۔ ان کی تجویز اور صلاح یہی تھی کہ پکڑ کر مکان سے صلیب دے دیا جائے۔

میں نے ان کے مکروفریب کو رد کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے دشمن ططیانوس کی شکل بدلی تھی کہ یہودیوں نے ابن مریم سمجھ کر اس کو قتل کر دیا جس کے وہ آج تک قائل ہیں۔ ’’انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ‘‘ یہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی زبردست حکمت ہے۔

مرزائیو! آپ ططیانوس کا صلیب دیئے جانا سن کر افسوس کرتے ہوگے کہ وہ کیوں صلیب دیا گیا۔ یہ بھی قانون الٰہی ہے آؤ میں آپ کے سامنے قرآن مجید پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہو: ’’ولا یحیق المکر السیّٔ الا باھلہ (فاطر:۴۳)‘‘ ﴿اور نہیں گھیرتا برا مکر مگر کرنے والوں کو۔﴾

مرزائیو! قرآن مجید کی شہادت ہمارے حق میں گزری ہے اس لئے کہ ططیانوس نے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر سولی دینے کی تجویزیں اپنی قوم سے پاس کرائی تھیں۔ جو اس کے پیش آگئیں۔ کیونکہ یہ قانون الٰہی ہے۔ دوسرے نبی کا اس کے زمانے میں ایک دشمن ضرور ہوتا رہا ہے اور دشمن کو اللہ تعالیٰ پہلے ہلاک کرتا آیا جیسے قرآن مجید بھی اس بات کی شہادت دیتا ہے۔

الجواب نمبر۹

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کا دشمن نمرود بن کنعان تھا۔ آپ سے پہلے ہلاک ہوا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام زندہ تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا دشمن جالوت تھا، پہلے قتل ہوا۔ ’’وقتل داؤد جالوت‘‘ ﴿جیسے قتل کیا داؤد نے جالوت کو آپ زندہ تھے۔﴾ حضرت موسیٰ

کلیم اللہ کا دشمن فرعون تھا۔ ’’واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون ‘‘فرعون غرق ہوگیا حضرت کلیم اللہ زندہ تھے اور ططیانوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا۔ یہودیوں نے قتل کردیا اور آپ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیونکہ یہ سنت قدیمہ چلی آرہی ہے اور محمد رسول ﷺ کا دشمن ابوجہل تھا۔ جنگ بدر میں قتل کردیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول زندہ تھے۔

مرزائیو! اس عقلی نقلی دلائل سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ’’متــوفيك ‘‘ کا معنی ہرگز موت نہیں۔ بلکہ قبض کرنے والا ہوں تجھ کو درست ہے۔ آیئے آپ کو اب معتبر تفاسیر سے بھی متوفیک کے معنی موت نہیں۔ شہادت کرا دیتا ہوں تاکہ تمہارے عقائد صحیح اور درست ہو جائیں کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور دوبارہ پھر نزول فرمائیں گے۔

تفسیر ابن عباس نمبر۱

حضرت ابن عباسؓ اپنی (تفسیر ابن عباس ص۶۲،۶۳) میں زیر آیت: ’’مكروا ومكر الله (آل عمران:٥٤) ‘‘راقم ہیں، ملاحظہ ہو’’ومكرو ارادوا يعنى اليهود قتل عيسىٰ ومكر الله اراد الله قتل صاحبهم تطيانوس والله خير الماكرين اقوى المريدين ويقال افضل الصالعين اذ قال الله يعيسىٰ انى متوفيك ورافعك مقدم و مؤخر يقول انى رافعك الىّ ومطهرك منجيك من الذين كفروا بك‘‘

مکر کیا یہود نے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا اور اللہ تعالیٰ بڑی تدبیریں کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ان کے ططیانوس کے قتل کردینے کا اور کہا اللہ تعالیٰ نے’’انى متوفيك ورافعك ‘‘شروع اور آخر یعنی ان دونوں جملوں کا یہی مطلب ہے کہ میں اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی ومطہرک کا معنی ہے کہ نجات دینے والا ہوں تجھ کو یہود سے جو کفر کرتے ہیں ساتھ تیرے۔

مرزائیو! مطلب حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بھی متوفیک کا معنی موت نہیں کرتے اور حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور جماعت صحابہؓ کی اتباع کرنا لازمی ہے اس لئے قال رسول اللہ ﷺ’’من كان على مثل ما انا عليه واصحابى‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا، میرے بعد میری امت اوپر ۷۳ فرقوں کے جدا ہوگی۔ سب دوزخی ہوں گے لیکن وہ فرقہ نجات پانے کے قابل ہوگا جو میری اور میرے صحابہ کی اتباع پر قائم ہو

گا۔ آ ؤ مرزائیو! جہنم کے ٹکٹ نہ خریدو، حضور اور حضورﷺ کے صحابہ کا دامن پکڑلو تاکہ نجات مل جائے۔ آمین!

تفسیر صاوی نمبر۲

مفسر تفسیر صاوی والے زیر آیت ’’مکر اللّٰہ (آل عمران:٥٤)‘‘ راقم ہیں، ملاحظہ ہو۔

قوله بان القى شبه عيسىٰ الخ حاصل (على قتله) ’’ذالك انهم لما تجمعوا على قتله جاء ہ جبريل فوجده فى مكان فى سقفه فرجة فرفعه من تلك الفرجة الى السماء وامرملك اليهود رجلا اسمه ططيانوس ان يدخل على عيسىٰ فيقتله فلما دخل فلم يجده خرج وقد القى اللّٰه شبه عيسىٰ عليه فلما راؤه ظنوه عيسىٰ...... فقتلوه وفتشوا علىٰ عيسىٰ فوقع بينهم قتال عظيم (تفسير صاوى بحواله جلالين ص٥٢ حاشيه نمبر٩)‘‘

یعنی شکل ڈال دی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک یہود پر جبکہ جمع ہوئے تھے ان کے قتل کرنے کے لئے اور آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دیکھا مکان میں ایک سوراخ پس اٹھالیا اس میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طرف آسمان کے اور حکم کیا بادشاہ یہود نے اس کو کردو۔ نام اس کا تھا ططیانوس۔ یہ پکڑنے گیا تھا مکان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے کہ ان کو قتل کردیا جائے۔ پس جب داخل ہوا اور نہ پایا مکان میں ابن مریم علیہ السلام کو اور پھر بدل دیا اس کی شکل کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ابن مریم کے جب دیکھا یہود نے اس کو اور ظن کیا اس پر کہ یہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پس قتل کیا اس کو یہ واقع گزرا در میان ان کے قتل عظیم کا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ططیانوس کو قتل کر کے ’’انا قتلنا‘‘ کے قائل ہوئے ہیں۔ ابن مریم الحمدللہ اب تک زندہ ہیں۔

تفسیر کبیر نمبر۳

تفسیر کبیر میں زیر آیت ’’واللّٰه خير الماكرين ‘‘ راقم ہیں، ملاحظہ فرمائیں: ’’قوله ورفع عيسىٰ الى السماء وذلك ان ملك اليهود ارادقتل عيسىٰ عليه السلام وكان جبريل عليه السلام لايفارقه ساعة وهو معنى قوله وايدناه بروح القدس فلما ارادوا ذلك أمره جبريل عليه السلام ان يدخل بيتاً فيه روزنة فلما دخلوا البيت اخرجه جبريل عليه السلام من تلك الروزنة وكان قد القى شبه على غيره فاخذ وصلب (تفسير كبير ج٤ جزء٨ ص٦٩)‘‘

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا اللہ نے اوپر آسمان کے اس وقت جبکہ یہودیوں کے بادشاہ نے ارادہ کیا تھا ابن مریم علیہ السلام کے قتل کا اور اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی قرآن مجید کے اندر اطلاع بھی دی ہے جیسے ''وایدنٰہ بروح القدس ''اور ہم نے قوت دی ابن مریم علیہ السلام کو۔ اور پھر حکم کیا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو آئے جبرائیل علیہ السلام اس مکان میں جس میں ابن مریم علیہ السلام بند کئے ہوئے تھے۔ اس مکان میں ایک سوراخ تھا۔ پس داخل ہو کر لے گئے اس سوراخ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ابن مریم علیہ السلام کو آسمان پر اور ڈال دی اللہ تعالیٰ نے مشابہت شکل ابن مریم کی ططیانوس پر یہودیوں نے اس کو پکڑ کر سولی دے دیا۔

مرزائیو! تفسیر والوں کا عقیدہ ماشاء اللہ ہمارے مطابق ہے:

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے
کبھی نصرت نہیں ملتی درموسیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

تفسیر جلالین نمبر۴

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر جلالین میں زیر آیت ''انی متوفیک'' راقم ہیں، ملاحظہ ہو: ''اذقال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک قابضک ورافعک الیّ من الدنیا من غیر موت (جلالین ص۵۲) ''یعنی جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! تحقیق میں اٹھانے والا ہوں یعنی قبض کرنے والا ہوں تجھ کو اور اوپر اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی، بغیر موت کے اس دنیا سے فی الحال۔

مرزائیو! علامہ جلال الدین سیوطیؒ بھی متوفیک کا معنی قابضک کرتے ہیں اور ابن مریم علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان کی تفسیر جلالین سے ظاہر ہے۔

تفسیر مدارک نمبر۵

مفسر ابوالبرکات حضرت عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ اپنی تفسیر مدارک میں زیر آیت ''مکروا'' راقم ہیں، ملاحظہ ہو: ''ای کفار بنی اسرائیل الذین احس عیسیٰ منهم الکفر حین قتله (وصلبه ومکر اللہ) ای جازاهم علی مکرهم بان رفع عیسیٰ الی السماء والقی شبه علی من اراداغتیاله حتی قتل ولا یجوزاضافة المکر

الی اللّٰہ تعالیٰ الّا علی معنی الجزاء لانہ مذموم عندالخلق وعلی ھذاالخداع والا ستھزاء کذافی شرح التاویلات (واللّٰہ خیر الماکرین) اقوی المجازین واقدرھم علی العقاب من حیث لا یشعرالمعاقب (اذقال اللّٰہ) ظرف لمکراللّٰہ (یا عیسیٰ انی متوفیك) ای مستوفی اجلك ومعناہ الی عاصمك من ان یقتلك الکفار وممیتك حتف انفك لا قتلا بایدیھم (ورافعك الیّ) الی سمائی ومقرملائکتی و(مطھرك من الذین کفروا) من سوء جوارھم وخبث صحبتھم وقیل متوفیك قابضك من الارض من توفیت مالی علی فلان اذااستوفیتہ اوممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان اذالواولا توجب الترتیب قال النبی ﷺ ینزل عیسیٰ خلیفة علے امتی یدق الصلیب ویقتل الخنازیر ویلبث اربعین سنة ویتزوج ویولدلہ ثم یتوفی وکیف تھلك امة انا فی اولھاو عیسیٰ فی اخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا اومتوفی نفسك بالنوم ورافعك وانت نائم حتیٰ لایلحقك خوف وتستیقظ وانت فی السماء آمن مقرب (تفسیر مدارك عربی مطبع مصر ج۱ ص۱۸۷،۱۸۸)‘‘

یعنی کافر ہوئے جولوگ بنی اسرائیل سے انہوں نے مکمل ارادہ کرلیا کہ ابن مریم علیہ السلام کوقتل کر دیا جائے یا سولی دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکے اس ارادہ کورد کر کے اپنے رسول کو آسمان پر اٹھالیا اور ابن مریم علیہ السلام کے سخت ترین دشمن کی شکل بدل دی۔ یہودیوں نے ططیانوس کوحضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کرسولی پر لٹکا دیا۔ وہاں پر ہی اس کوموت نصیب ہوئی۔ کیونکہ یہ اس کے ظلم کا جائزہ تھا جولیا گیا۔ اگر یہ جائزہ نہ لیا جاتا تو نزدیک مخلوق کے ایمان والوں کی دل شکنی کا باعث تھا۔ قال اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ! تحقیق میں قبض کرنے والا ہوں تجھ کو یعنی پورا کرنے والا ہوں تیری زندگی کو تیری اجل تک اور معنی یہ ہوا کہ تحقیق میں بچانے والا ہوں تجھ کو ان کافروں سے جو تجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تیرے دشمن کو ان سے ہی قتل کراؤں گا اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو آسمان پر اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے جو کافر ہوئے اور ارادہ رکھتے ہیں تیرے ساتھ برائی کا۔ اور پورا لینے والا ہوں تجھ کو یعنی قبض کرنے والا ہوں تجھ کو زمین سے پھرنازل کرنے کے بعدموت دوں گا تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو فی الحال۔

مرزائیوں کا اعتراض، بقول تمہارے اگر ابن مریم زندہ ہیں تو اس آیت کی ترتیب ایسے نہ ہوتی ''متوفيك رافعك الیّ '' سے بعد ہوتا۔اس کا جواب بھی انشاءاللہ قرآن مجید سے برابر دیا جائے گا۔احادیث شریف میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابن مریم نازل ہوں گے اوراس وقت خلیفہ ہوں گے میری امت پر اور توڑیں گے صلیب کے قانون کو اور قتل کریں گے دجال، خنازیر کو اور ٹھہریں گے زمین میں چالیس سال اور پھر نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی ان کے لئے پھر فوت ہوں گے۔ میری امت کیونکر ہلاک ہوسکتی ہے۔جس کا اول میں ہوں اور آخری ان کا خلیفہ ابن مریم علیہ السلام ہے اور درمیان میرے اہل بیت سے امام مہدی ہوگا ان میں۔اے عیسیٰ قبض کرنے والا ہوں تجھ کو اس حال میں کہ تو ہوگا نیند میں پھر اٹھالوں گا طرف اپنی۔ پھر تجھے کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔

مرزائیو! تفسیر مدارک والوں نے بالتفصیل نہیں سمجھایا؟ اب ایمان لے آنا تمہارے اختیار میں ہے۔اگر اب بھی ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر شبہ ہو تو آؤ، میں آپ کو ہر طرح تسلی کرانے کے لئے تیار ہوں۔

کذافی الصراح فی القاموس نمبر۶

''انی متوفيك اسم فاعل من التوفی بمعنی تمام گرفتن حق (کذافی الصراح وفی القاموس) ''یعنی تحقیق میں قبض کرنے والا ہوں تجھ کو۔ یہ اسم فاعل توفی سے، معنی اس کے یہ ہیں کہ میں قبض کرنے والا ہوں۔

فی العباسی نمبر۷

''التوفی اخذالشئ وافيا وفی ابی البقاء متوفيك ورافعك الیّ کلا هما للمستقبل والتقدير رافعك ومتوفيك لانه رفع الی السماء ثم يتوفی فی العباسی ثم متوفيك قابضك''

تفسیر معالم التنزیل نمبر۸

''بعد النزول و فی معالم التنزيل قال الحسن والكلبی وابن جريج انی قابضك ورافعك من الدنيا الی من غير موت (معالم التنزيل ج۱ ص۱۶۲)''

تفسیر کبیر نمبر۹

''فی تفسير الكبير انی متوفيك ای متمم عمرك فحينئذ اتوفاك فلا

اترکهم حتیٰ یقتلوك بل انا رافعك الی سمائی ومقربك هذاتاویل حسن (تفسیر کبیر ج٤ جز٨ ص٧١)‘‘

یعنی توفی کا معنی ہے کسی چیز کو پکڑنے کے اور پورا کرنے کے ’’متوفیك ورافعك الیّ‘‘ یہ دونوں کلمے واسطے مستقبل کے ہیں اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اور قبض کرنے والا ہوں تجھ کو طرف آسمان کے پھر فوت کروں گا دوبارہ نازل کرنے کے بعد اور کہا حسنؒ والکلبیؒ اور ابن جریجؒ نے متوفی معنی قبض کرنے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اس دنیا سے طرف اپنی بغیر موت کے۔

یہ عبارت بیچ تفسیر کبیر کے موجود ہے۔ تحقیق قبض کرنے والا ہوں تجھ کو اور باقی تیری عمر جو باقی ہے، اس کو پورا کروں گا اور تیرے دشمن کو قتل کراؤں گا اور وہ ارادہ رکھتے ہیں تیرے قتل کا۔ بلکہ اٹھاؤں گا تجھ کو طرف آسمان کے اور رکھوں گا ساتھ ملائکہ کے بے خوف۔

مرزائیو! کون مفسر ہے جو تمہاری تصدیق کرتا ہے۔ کوئی نہیں، تمہیں شرم کرنی چاہئے۔ متوفیک کا ترجمہ موت کرنا قرآن مجید، احادیث شریف معتبر تفاسیر کے کھلم کھلا خلاف پایا گیا۔

اعتراض نمبر۳

اگر اللہ تعالیٰ نے ابن مریم کو آسمان پر اٹھانا تھا تو ’’متوفیك‘‘ کیوں پہلے بیان کیا گیا۔ پہلے ’’رافعك‘‘ کیوں نہیں آیا۔ بقول تمہارے اگر زندہ ہوتے تو آیت کی ترتیب غلط نہ ہوتی۔ جیسے ’’متوفیك ورافعك‘‘ موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ واقعی ابن مریم علیہ السلام اس دنیا سے وفات پاچکے ہیں۔

الجواب نمبر۱

’’الذی خلق الموت والحیوٰة لیبلوکم ایّکم احسن عملا (الملك:۲)‘‘

﴿وہی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تاکہ آزماوے تم کو تاکہ تم میں سے کون سا بہتر عمل میں۔﴾

مرزائیو! اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اے انسان میں نے موت زندگی تمہاری اس لئے بنائی ہے کہ دیکھوں تم میں سے پرہیزگاری کو کون اختیار کرتا ہے۔

سوال...... کیا پہلے موت پیدا ہوتی ہے یا زندگی؟ معاذ اللہ۔

قرآن مجید کی یہ عبارت تمہارے نزدیک غلط ہوگی۔ کیونکہ پہلے زندگی بیان ہوتی بعد موت۔ مگر ایسا نہیں حالانکہ پہلے موت ہے۔ اب تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ اگر بالفرض آیت متوفی کے

معنی موت ہیں اور خداوند عالم نے اس آیت کی طرح ترتیب رکھی ہو۔ پھر تمہیں ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر ایمان لانے میں کیا مضائقہ ہے۔اس صورت سے بھی آپ کی زندگی ثابت ہوئی۔آؤ،اور بھی دلائل پیش کرتا ہوں۔

الجواب نمبر۲

''یٰمریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران:۴۳) ''﴿اے مریم!فرمانبرداری کرواسطے رب اپنے کےاور سجدہ کیا کراور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔﴾

مرزائیو! یہ آیت بھی تمہاری نظروں میں صحیح تو نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک پہلے سجدہ کرنے کا حکم نازل فرماتا ہےاور بعد رکوع کرنے کا۔حالانکہ پہلے رکوع کیا جاتا ہے بعد سجدہ۔اب کیا تجویز کرنا چاہئے جیسے ان ہر دو آیت کی ترتیب ظاہری صورت میں ٹیڑھی نظر آتی ہے۔بعینہ متوفی والی آیت کو اس کے یکساں سمجھ لیجئے۔ابن مریم انشاءاللہ ہر صورت میں زندہ ہی نظر آتے ہیں۔آؤ بھلا میں آپ سے ایک الفاظ کے معنی پوچھتا ہوں۔ذرا سوچ کر اس کے معنی کو حل کرنا ہوگا۔ پھر تمہیں شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ازروئے قرآن مجید پتہ معلوم ہو جائے۔

الزامی جواب نمبر۳

''لقد کفرالذین قالوا ان اللّٰہ هو المسیح ابن مریم،قل فمن یملك من اللّٰہ شیئاً ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعاً (المائده:۱۷) ''﴿البتہ تحقیق کافر ہوگئے وہ لوگ کہا انہوں نے تحقیق اللہ وہی ہے ابن مریم، کہہ دے اے محمد رسول اللہ (ﷺ) پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام سے کچھ اگر چاہے اللہ تو ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو اور ماں اس کی کو اور ان لوگوں کو جو بیچ زمین کے ہیں سارے۔﴾

مرزائیو! پہلے ''یهلك'' کے معنی بعد یہ کہ صیغہ مضارع تو نہیں ہے۔اگر بھائی مضارع ہے تو ابن مریم ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔کیونکہ الفاظ ''یهلك'' کے معنی ہلاک،اور ہلاک کے معنی موت ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں اپنی مشیت بیان فرمائی ہے۔اگر میں چاہوں تو ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کچھ زمین کے بیچ ہے، ہلاک کردوں۔

معلوم ہوا کہ ابھی نہ تو ابن مریم ہلاک ہوئے اور نہ مریم علیہ السلام اور نہ ہی دنیا ساری۔اس آیت سے ابن مریم علیہ السلام کی کھلم کھلا زندگی ثابت ہوتی ہے۔اب دریافت طلب

دو چیزیں ہیں کہ ’’یہلك‘‘ صیغہ مضارع ہے یا نہیں اور معنی اس کے ہلاک کے ہیں یا کہ نہیں اور ہلاک موت کو کہتے ہیں یا نہیں۔

اگر آپ ہلاک سے مراد موت تصور نہ کرتے ہوں تو آؤ میں تمہیں قرآن مجید سے ہلاک کے معنی موت دکھا سکتا ہوں اور رہا مریم علیہا السلام کی زندگی کا سوال تو وہ آپ کوئی آیت ڈھونڈ کر پیش کیجئے کہ مریم بنت عمران اس آیت سے فوت ہوئی۔ مرزائیو! اپنی ضد سے باز آؤ۔ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر ایمان لاکر اسلام میں داخل ہو جاؤ تاکہ نجات حاصل ہو جائے۔

دلائل

’’ولما جاء ت رسلنا ابراهیم بالبشریٰ قالوا انّا مهلکوا اهل هذه القریة ان اهلها کانو اظٰلمین، قال ان فیها لوطا (العنکبوت:۳۱)‘‘ ﴿اور جب آئے بھیجے ہوئے ہمارے ابراہیم علیہ السلام کے پاس ساتھ بشارت کے، کہا انہوں نے تحقیق ہم ہلاک کرنے والے ہیں اہل اس بستی کے کو تحقیق رہنے والے اس کے ہیں ظالم، کہا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تحقیق بیچ اس کے لوط علیہ السلام ہیں۔﴾

مرزائیو! یہ لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔ الفاظ ’’مهلکوا‘‘ سے ثابت ہے کہ ساری قوم ہلاک یعنی ماردی گئی۔ اب ’’یهلك‘‘ سے کیا موت نہ سمجھو گے؟ مرزائیو! کیا اب بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو آؤ، سرکار مدینہ ﷺ کے پاس اس مقدمہ کو پہنچاتے ہیں جو آپ فیصلہ دیں، ہمیں سرِ چشم منظور ہے۔ آیئے۔

حدیث نمبر ۱

’’عن حذیفة ابن اسیدن الغفاری قال اطّلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالو انذکرالساعة قال انها لن تقوم حتیٰ ترون قبلها عشر اٰیات فذکرالدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ ابن مریم علیه السلام ویاجوج وماجوج (مسلم شریف ج۲ ص۳۹۳)‘‘ ﴿حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آئے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم ذکر کر رہے تھے روز قیامت کا۔ فرمایا حضور ﷺ نے کس چیز کا ذکر کرتے ہو؟ ہم نے ذکر کیا یعنی عرض کی کہ ہم ذکر کرتے ہیں قیامت کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں آئے گی قیامت، یہاں تک کہ نہ دیکھو پہلے اس کے دس نشان۔ آپ ﷺ نے ذکر کیا دھوئیں کا اور دجال کا اور دابۃ الارض کا اور سورج کا نکلنا

مغرب سے اور ابن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا۔﴾

مرزائیو! آپ ﷺ نے صاف الفاظ میں نازل ہونا ابن مریم کا ذکر کیا ہے نہ کہ ابن چراغ بی بی کا۔ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے، جو پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر۱

''وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتّبعون (الزخرف:٦١)'' ﴿اور تحقیق وہ البتہ نشان ہے قیامت کا پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری۔﴾

مرزائیو! ابن مریم علیہ السلام قیامت کا نشان ہے۔ یعنی جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف نہیں لائیں گے۔ قیامت نہیں آئے گی اور اس آیت کی تفسیر حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ جو احادیث اس کے قبل پیش کر آیا ہوں۔ اگر اب بھی شبہ ہے تو آیئے ایک معتبر صحابی سے بھی شہادت کرادوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے۔ سیدنا ابن عباسؓ اپنی تفسیر ابن عباس میں زیر آیت ''وانه لعلم للساعة'' راقم ہیں۔

''(وانه) ''یعنی نزول عیسیٰ ابن مریم'' (لعلم للساعة) لبیان قیام الساعة ویقال علامة لقیام الساعة ان قرات بنصب العین واللام فلا تمترون بما فلا تشكن بها بقيام الساعة واتبعون'' (ص۵۲۲)

یعنی نازل ہوں گے ابن مریم علیہ السلام، البتہ آپ نشان ہیں قیامت کے، تحقیق بعض کے نزدیک لعلم للساعۃ قرات ل اور ع ساتھ نصب کے۔ پس نہ شک لاؤ ساتھ اس کے۔ مرزائیو! یہ آیت بھی حضرت ابن مریم علیہ السلام کے نزول پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قرب قیامت پھر تشریف لائیں گے۔

حدیث نمبر۲

''وعن النواسؓ بن سمعان قال ذكر رسول الله ﷺ...... اذبعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقیّ دمشق بين مهروذتين واضعاكفيّه على اجنحة ملكين (مسلم ج۲ ص٤٠١)'' روایت کرتے ہیں حضرت نواسؓ فرمایا نبی کریم ﷺ نے بھیجے گا اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دمشق میں نازل ہوں گے نزدیک سفید منارے کے اور اتریں گے درمیانی دو فرشتوں کے یعنی دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہوں گے۔ یہ حدیث لمبی ہے۔ روایت کیا اس کو امام مسلم نے۔

حدیث نمبر۳

’’وعن جابرؓ قال قال رسول اللہﷺ لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرهم تعال صلّ لنا فیقول لاان بعضکم علی بعض امرآء تکرمة اللّٰه هذه الامة (مسلم شریف ج۱ ص۸۷)‘‘

یعنی حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریمﷺ نے ہمیشہ ایک جماعت پر میری امت سے لڑتی رہے گی وہ جماعت لوگوں سے اوپر حق کے دن قیامت تک فرمایا پس اتریں گے حضرت ابن مریم علیہ السلام پس کہیں گے امام مہدی علیہ السلام آؤ نماز پڑھاؤ واسطے ہمارے۔ پس کہیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہے حق امامت کا بعض تمہارے اوپر بعض کو، کیونکہ یہ بزرگی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ روایت کیا اس کو امام مسلم نے اپنی کتاب میں۔

حدیث نمبر۴

’’عن عبداللّٰہ ابن عمرؓ قال قال رسول اللہﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (ابن جوزی کتاب الوفا، مشکوٰة ص ۴۸۰)‘‘

یعنی حضرت عبداللہؓ بیٹے حضرت عمرؓ کے روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریمﷺ نے نازل ہوں گے ابن مریم علیہ السلام طرف زمین کے اور نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی ان کے لئے اور ٹھہریں گے زمین میں ۴۵ سال پھر فوت ہو جائیں گے۔ پس دفن ہوں گے بیچ مقبرے میرے کے پس اٹھوں گا میں اور ابن مریم ایک مقبرے سے آگے ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے۔ روایت کیا اس کو امام ابن جوزیؒ نے بیچ کتاب الوفا کے ملاحظہ ہو۔

حدیث نمبر۵

’’وعن ابیهریرةؓ قال قال رسول اللہﷺ قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)‘‘ یعنی حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریمﷺ نے کیونکر ہوگا حال تمہارا جبکہ نازل ہوں گے ابن

مریم بیچ تمہارے اور امام ہوگا تمہارا تم میں سے۔
روایت کیا اس کو بخاری مسلم شریف نے۔

حدیث نمبر۶

”عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتیٰ لایقبله احد حتّٰی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرة واقرؤا وان شئتم وان من اھل الکتٰب الالیؤمنن به قبل موته (بخاری شریف ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)“

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ضرور نازل ہوں گے بیچ تمہارے ابن مریم علیہ السلام حالانکہ حاکم ہوں گے عادل ہوں گے پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے دجال خنازیروں کو اور رکھ دیں گے جزیہ اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور ہوگا ایک سجدہ بہتر ساری دنیا سے پھر پڑھی سیدنا ابوہریرہؓ نے یہ آیت اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ ابن مریم کے پہلے موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دن قیامت کے گواہ ہوں گے ان کے اسلام قبول کرنے کے۔ اس حدیث کو روایت کی بخاری شریف اور مسلم شریف نے

حدیث نمبر۷

”عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہﷺ...... فاذا جاؤا الشام خرج فبینا ھم یعدّون للقتال ویسوون الصفوف اذاقیمت الصلوٰة فینزل عیسیٰ ابن مریم علیه السلام فاذاراہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلوترکه لا نذاب حتیٰ یھلك ولکن یقتله اللہ بیدہ فیریھم دمه فی حربته (رواہ مسلم ج۲ ص۳۹۲)“

روایت ہے ابوہریرہؓ سے جبکہ مسلمان لڑتے آئیں گے درمیان شام ملک کے کناروں کے پھر قائم کی جائیں گی صفیں اور نماز پڑھائیں گے ابن مریم علیہ السلام اور دشمنوں میں ہوگا۔ جب دشمن اللہ کا یعنی دجال ابن مریم علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگھل جائے گا۔ جیسے پگھل جاتا ہے نمک بیچ پانی کے اور اگر چھوڑ دیا جائے تو خود بخود ہلاک ہو جائے۔ لیکن قتل کرائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے اور اس کو قتل کرنے کے وقت خون آلود ہوگا

حربہ ابن مریم کا۔ پھر دکھائیں گے لوگوں کو اس روایت کو بیان کیا ہے حضرت امام مسلمؒ نے۔

حدیث نمبر۸

’’وعن عبداللّٰه ابن سلامؓ قال مکتوب فی التوراة صفه محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معه فقال ابوموادود قد بقی فی البیت موضع قبر (رواه الترمذی ج۲ ص۲۰۲)‘‘ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہؓ بیٹے سلام کے کہ لکھا ہوا دیکھا ہے میں نے بیچ تورات کے صفت رسول اللہ ﷺ اور ابن مریم علیہ السلام کی کہ دفن ہوں گے دونوں یہ اللہ کے رسول ایک مقبرہ میں اور کہا حضرت ابوموادودؓ نے کہ تحقیق باقی ہے اس مقبرہ میں ایک قبر کی جگہ۔ روایت کیا اس کو امام ترمذی نے بیچ کتاب اپنی کے۔

حدیث نمبر۹

’’عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال لاتقوم الساعة حتّٰی ینزل عیسیٰ ابن مریم حکما مقسطا واماما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لایقبله (ابن ماجه ص۲۹۹)‘‘

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ نقل کرتے ہیں نبی ﷺ سے کہ فرمایا نہیں ہوگی قیامت یہاں تک کہ اتریں گے ابن مریم علیہ السلام حالانکہ حاکم عادل ہوں گے۔ امام ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنازیر کو اور رکھ دیں گے جزیہ اور بہت ہوگا مال حتیٰ کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بیچ کتاب اپنی کے۔

حدیث مشارق الانوار نمبر۱۰

’’عن النبی ﷺ انه قال ان عیسیٰ نازل فیکم وهو خلیفتی علیکم فمن ادرکه فلیقرئه سلامی فانه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویحج فی سبعین الفا فیهم اصحاب الکهف فانهم یحجون ان عیسیٰ علیه السلام ینزل عند المنارة البیضاء شرق دمشق بین مهزودتین (مشارق الانوار مطبع مصر ص۱۲۷)‘‘

نقل کیا ہے نبی ﷺ سے تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے بیچ تمہارے اور خلیفہ ہوگا میرا اوپر تمہارے۔ پس پہنچایا جائے گا سلام میرا پس قتل کریں گے خنزیروں کو اور توڑیں گے صلیب کو اور حج کریں گے ساتھ ۷۰ ہزار آدمیوں کے بیچ ان کے ہوں گے اصحاب کہف وہ بھی

حج کریں گے۔ تحقیق نازل ہوں گے ابن مریم نزدیک سفید منارے کے جو دمشق میں درمیان دو زرد رنگ کی چادروں میں ہوں گے مجھے امید ہے کہ آپ نے سردار مدینہ کے فیصلہ کو منظور کر لیا ہوگا کہ ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں۔

مرزائیو! رسول خدا ﷺ کا فیصلہ تو آپ نے سن لیا کہ ابن مریم علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ پھر قرب قیامت تمہاری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے رسول پاک کا یہ عقیدہ مصمم ثابت ہوا تو صحابہ کرام کا عقیدہ یہ کیوں نہیں ہوگا کہ ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں۔ ضرور ہوگا اور تھا بھی۔

آؤ اب آپ کو آئمہ اربعہ سے بھی اس بات کی شہادت کرادوں کہ ابن مریم علیہ السلام بیشک زندہ ہیں۔ حضرت نعمان بن ثابت یعنی امام اعظمؒ سے بھی تصدیق کرادوں۔ اس سے پہلے آپ کا تعارف کرا دینا چاہتا ہوں۔ امام اعظمؒ وہ پاک ہستی ہے جنہوں نے چند صحابہؓ سے ملاقات بھی کی ہے۔ آپؒ بھی ابن مریم علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور لطف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً ۷۰ سال بعد پیدا ہوئے۔ اس وقت چار صحابیؓ ماشاءاللہ زندہ سلامت تھے اور آپ کی ملاقات بھی ہوئی۔ پھر آپ کا ابن مریم علیہ السلام کی نسبت عقیدہ کہ وہ زندہ ہے۔ آج ۱۳۰۰ ہجری میں ایک آدمی پیدا ہو کر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ ابن مریم علیہ السلام از روئے قرآن مجید فوت ہیں، بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام و آئمہ اربعہ سے قرآن مجید کو زیادہ سمجھنے والا کہاں سے پیدا ہو گیا۔ دیکھئے امام اعظمؒ اپنی کتاب فقہ اکبر میں راقم ہیں۔

قول امام اعظمؒ نمبر ۱

”ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء (الفقه الاکبر ص۸،۹) “نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے۔ آؤ رئیس المحدثین حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی اس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا حیات مسیح علیہ السلام پر عقیدہ ہے یا نہیں، ملاحظہ ہو۔

قول حضرت عبدالقادر جیلانی نمبر ۲

”رفع اللہ عزوجل، عیسیٰ علیہ السلام لیٰ السماء فیه والعاشرة“

اٹھایا اللہ نے ابن مریم علیہ السلام کو طرف آسمان کے اس روز عاشورہ تھا۔

(کتاب ترجمہ فتوح الغیب باب عاشورہ مطبع رفیق عام لاہور ص ۶۸۱) مرزائیو! شاہ عبدالقادر جیلانیؒ بھی حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔

قول مرزا غلام احمد قادیانی بر حیات مسیح نمبر۳

مرزائیو! آپ کے انڈین نبی بھی حیات مسیح کے قائل تھے۔ آؤ ملاحظہ فرماؤ، چنانچہ کتاب (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

مرزائیو! مرزا قادیانی بھی ابتداً حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔

اعتراض مرزائی نمبر۴

جناب مرزا قادیانی بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہونے کے پہلے زندہ ہی سمجھتے رہے ہیں اور جب نبوت اتری اور وحی انڈین یعنی ٹیچی آیا تو معلوم ہوا کہ رب العالمین کے نزدیک یہ عقیدہ تو بالکل غلط ہے۔ آپ فوراً تائب ہوئے اور اس بات کا اعلان کر دیا کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ جو ان کو زندہ سمجھے وہ مشرک ہے۔ (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ص۱۶،۱۷ ملخص) مرزا قادیانی کا عقیدہ پہلے ایسا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ کا۔ آپ بھی تقریباً ڈیڑھ سال مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب حکم خداوندی نازل ہوا تو آپ نے قبلہ بدل لیا اور مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھائی۔ بس اسی طرح مرزا قادیانی بھی پہلے حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ جب خداوند عالم نے ان پر بھید افشاں کیا، آپ تائب ہوگئے۔

الجواب محمدیؐ نمبر۱

مرزائیو! تمہارے نزدیک حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا غلط بلکہ شرک ہے۔ سوال، جو آدمی تقریباً ۵۲سال شرک کرتا رہا ہو۔ وہ بھی نبی ہونے کے لائق رہ سکتا ہے؟ شرک ایسا کبیرہ گناہ ہے جو تمام نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات نے اطلاع دی، ملاحظہ ہو:''ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطنّ عملك ولتکونن من الخسرین (الزمر:٦٥)''

﴿اور البتہ تحقیق وحی بھیجی جاتی ہے طرف تیرے اور اسی طرح بھیجی گئی تھی طرف ان رسولوں کے جو تجھ سے پہلے آئے تھے۔ میں تاکید کرتا ہوں اس بات کی اگر تو نے شرک کیا تو سارے عمل تیرے ضائع کر دیئے جائیں گے اور ہو جائے گا تو خسارہ پانے والا۔﴾

بھلا جو پورے ۵۲ سال شرک کرتا رہا ہو۔ کیا وہ نبی ہونے کا حق دار ہے؟ ہرگز نہیں۔ نبوت تو بہت دور۔ وہ تو ولی اللہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مرزائیو! یہ سارا مکر و فریب تو ٹیچی کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کی طرف پیغام لے کر عزازیل صاحب کے آتا رہا۔ ابن مریم کی وفات بھی اس نے ہی ظاہر کی ہے کہ لوگوں کو کہہ دو ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ ہم اس ٹیچی کے واقف ہیں۔ یہ ہمارے باوا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک خدا کے بندوں کو خراب یعنی گمراہ کرنے کی کوششوں میں رہا ہے اور رہے گا۔ مت بھولئے رسول خدا ﷺ کا راستہ اختیار کر لو، بہتر ہے۔

دوسرے جو آپ نے حضور ﷺ کے متعلق یہ کہا کہ رسول خدا ﷺ بھی پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے ہیں۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے کیا نماز پڑھنا شرک تھا یا خداوند تعالیٰ کے نزدیک یہ گمراہی تھی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ حکم الٰہی تھا جیسے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے قرآن مجید کے ذریعہ اپنے نبی کو اطلاع دی ہے، ملاحظہ ہو۔

''فبھدا ھم اقتدہ'' ﴿اے نبی جس مسئلہ کے لئے آپ کو ابھی اطلاع نہیں دی گئی۔ پس آپ سابقہ نبیوں کے راستہ پر عمل کرتے رہنا۔﴾

کیا پہلے رسولوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ نہ تھی؟ اگر تھی تو کیا وہ اپنے ارادہ سے قبلہ تصور کرتے تھے یا حکم الٰہی تھا؟ اگر حکم الٰہی تھا تو کیا ادھر کو نماز پڑھنا پڑھانا شرک ہوا یا اتباع خداوندی؟ جب تک قبلہ کے متعلق حکم نازل نہیں ہوا۔ آپ نماز پڑھتے پڑھاتے رہے اور جب اطلاع آ گئی۔ آپ فوراً اس قبلہ کو چھوڑ کر مسجد الحرام کی طرف ہو گئے۔

مرزائیو! حیات مسیح پر عقیدہ جو مرزا قادیانی نے تقریباً ۵۲ سال رکھا ہے۔ یہ تمہارے نزدیک بالکل غلط بلکہ شرک ہے خلاف قرآن مجید اور خلاف احادیث شریف۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے خلاف اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے خلاف۔ پھر سوچو تو سہی ایسا عقیدت مند شخص نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ آپ حزب اللہ جماعت کے نبی نہیں ہیں۔ بلکہ دجالوں کذابوں اور ثلاثون کی نبوت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ آپ اس جماعت کے نبی ضرور ہوں گے۔ ہمارا ایمان ہے۔

مرزائیو! اعتراض کرنا تمہارے ٹیچی کا یہ سبق تمہیں جو حاصل ہے، چھوڑ دو۔ قرآن مجید وحدیث رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ انشاء اللہ نجات حاصل ہو گی۔ کہیں ان شعروں کے مصداق نہ ہو جاؤ اور کہنا پڑے:

گئے دونوں جہاں سے پانڈے
نہ حلوا ملا اور نہ مانڈے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اعتراض نمبر۵

’’وما محمد الا رسول،قدخلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘
﴿اور نہیں ہے محمدﷺ مگر رسول، تحقیق گزرے اس سے پہلے تمام رسول۔﴾

یعنی محمدﷺ بھی آپ کے پہلے آنے والے رسول تمام فوت ہوگئے ہیں۔ چونکہ ابن مریم علیہ السلام سے بھی آپ کے پہلے ہی اس دنیا پر رسالت لے کر آئے تھے۔ وہ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضور آقا نامدارﷺ کی عین وفات کے وقت ایک اعرابی نے یہ کہہ دیا کہ رسول خداﷺ فوت ہوگئے تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنی تلوار اس کو قتل کرنے کے لئے نکال لی اور ابوبکر صدیقؓ نے دیکھ کر آپ کو روکا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور آیت:’’وما محمد الّا رسول قد خلت من قبله الرسل ‘‘پیش کی اور ابوبکرؓ کا اس آیت کو پڑھ کر سنانا، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پر یہ اثر ہوا کہ سب خاموش ہوگئے اور سمجھ گئے۔ جبکہ تمام رسول فوت ہو چکے ہیں تو کیا سردار دو جہاں رسول اللہﷺ ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس رہتے؟ ہرگز نہیں اور نہ ہی کسی صحابیؓ نے یہ اٹھ کر کہا کہ یا خلیفۃ المسلمین ابن مریم علیہ السلام تو آسمان پر زندہ ہیں۔ کسی نے نہیں کہا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔

الجواب محمدیﷺ نمبر۱

’’واذالقوا الذين امنوا قالوا امنا واذاخلوا الى شيطٰنهم قالوا انا معكم انمانحن معكم انما نحن مستهزؤن (البقرة:۱٤)‘‘﴿اور جب ملتے ہیں منافق ان لوگوں سے جو ایمان لائے، کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف سرداروں اپنوں کے کہتے ہیں تحقیق ہم ساتھ تمہارے ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ ہم مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔﴾

مرزائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت میں منافقین کا ذکر فرماتا ہے۔ اے میرے نبی

جب یہ منافق مسلمانوں سے ملاقات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب پھر اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کو کہتے ہیں کہ حقیقتاً ہم تو تمہارے ساتھی ہیں۔ مسلمانوں سے تو ہم ٹھٹھے کرتے ہیں۔

مرزائیو! کیا منافقین مسلمانوں کے پاس ہو کر پھر فوت ہو جاتے تھے یا منافقین کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کے متعلق مذاق اڑاتے تھے۔ خلت کے معنی ہرگز ہرگز موت نہیں۔ اگر خلت کے معنی ہیں گزرنا اور گزرنے کے معنی ہیں موت۔ پھر تو ریلوے محکمہ کے اچھے شریف انسان ہیں۔ جنہوں نے ہر اسٹیشن جنکشن ریلوے لائن کو عبور کرنے کے لئے جو پل بنایا ہے۔ اس کے راستہ پر لکھ دیتے ہیں مسافروں کے گزرنے کا راستہ، یہ تمہارے نزدیک ہوا مر جانے کا راستہ۔

کیا وہ موت کا راستہ ہے یا ادھر سے ادھر جانے کا؟ خلت کے معنی موت کرنا جہالت اور نادانی ہے۔ یہ قرآن دانی نہیں بے ایمانی ہے۔ یہ معنی رحمانی نہیں بلکہ شیطانی ہے۔ اگر معنی موت کیا جائے تو معاذ اللہ، اللہ وحدہ کی ذات پر دھبہ آئے گا۔ آؤ آیت پیش کرتا ہوں۔

الجواب محمدیؐ دوئم

ترجمہ آیت: عادت اللہ کی جو تحقیق گزری ہے پہلے اس سے اور ہرگز نہ پاوے گا تو اے محمدؐ! واسطے عادت کے بدلی جانا۔

مرزائیو! الفاظ بھی خلت لیکن معنی تمہارے خلاف دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کی جو عادت پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ مثلاً پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کو نیکوں پر رحم کرنے کی عادت اور گنہگاروں پر قہر کرنے کی عادت، غریبوں کو امیر کرنے کی عادت اور امیروں کو غریب کرنے کی عادت۔ اچھوں کو بیمار کرنے کی عادت اور بیماروں کو اچھا کرنے کی عادت۔ محکوم کو حاکم بنانے کی عادت اور حاکموں کو محکوم بنانے کی عادت۔ گمراہ کو ہدایت کرنے کی عادت۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اللہ تعالیٰ کی تمام عادتیں جو پہلے تھیں، اب بھی ہیں اور رہیں گی۔ مگر تمہارے نزدیک اگر خلت کا معنی موت ہے تو معاذ اللہ یہ سب عادتیں اللہ تعالیٰ کی فوت ہو چکی ہیں۔ دریافت طلب بات اب یہ معنی صحیح ہے یا غلط؟ اگر تمہارے نزدیک موت ہی معنی صحیح ہے تو پھر تمہارے کافر ہونے پر بھی جو شبہ رکھے، وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ خدا کی عادت نہیں بدلے گی۔ بدل جائے گی دنیا ساری۔ قرآن نہ بدلا جائے گا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

الجواب محمدیؐ سوئم

’’تلك امة قدخلت لها ماكسبت ولكم ماكسبتم (البقرة:۱۴۱)‘‘ ﴿یہ ایک امت تھی کہ تحقیق گزر گئی واسطے ان کے جو کچھ کمایا انہوں نے واسطے تمہارے جو کچھ کمایا تم نے۔﴾

مرزائیو!’’تلك امة ‘‘ سے مراد یہودی اور نصاریٰ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خلت کے الفاظ کو استعمال فرما کر اپنے نبی کو تسلی وتشفی عطاء فرمائی۔اے میرے حبیب!اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور آپ کی اولاد یہودی اور نصاریٰ تھے تو آپ کہہ دیجئے کہ اے یہود و نصاریٰ تم اس چیز سے زیادہ واقف ہو۔یا اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو ان کا زیادہ علم ہے۔سوال، الفاظ خلت استعمال لیکن یہود اور نصاریٰ موجود ہے؟اب خلت کا معنی موت نہ سمجھو گے یا جگہ کی تبدیلی ادھر یا ادھر اگر خلت کا معنی موت ہوتا تو انشاء اللہ ان لوگوں کا وجود بھی نظر نہ آتا۔خلت کے معنی موت نہیں۔

کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید کے اندر’’قل یاهل الكتٰب لستم على شى ‘‘یہود اور نصاریٰ کو بذریعہ رسول خداﷺ کے پکار رہا ہے۔معلوم ہوا کہ خلت کے معنی موت کرنا ازروئے قرآن مجید غلط اور’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴) ‘‘سے ابن مریم علیہ السلام کی موت کا اظہار کرنا آپ کی نادانی یا بے ایمانی کا ثبوت ہے۔ابن مریم علیہ السلام ازروئے قرآن مجید آسمان پر زندہ موجود ہیں۔دوبارہ قرب قیامت پھر تشریف لائیں گے۔

اعتراض مرزائی ششم

’’واذ قال الله يعيسىٰ ابن مريمء انت قلت للناس اتخذونى وامى الهين من دون الله......ان اعبدالله ربى وربكم وكنت عليهم شهيداً مادمت فيهم فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شى شهيدا (المائد:۱۱۷)‘‘

﴿اور جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا واسطے لوگوں کے کہ پکڑو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے۔عرض کریں گے ابن مریم باری تعالیٰ میں تو لوگوں کو یہی کہتا رہا ہوں کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے اور تھا میں اوپر ان کے گواہ جب تک رہا بیچ ان کے پس جب تو نے مجھے موت دے دی پھر تھا تو ہی نگہبان ان کے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے﴾

غیر احمد یو! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ یعنی روز قیامت کو اللہ تعالیٰ جبکہ عدالت کے لئے ابن مریم کو بلائے گا، آپ حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا اے ابن مریم! کیا تو نے دنیا میں لوگوں کو اس قسم کی تبلیغ کی تھی کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود پکارو سوائے اللہ کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے باری تعالیٰ! میں نے ان کو یہ نہیں کہا۔ بلکہ میں تو یہی کہتا رہا ہوں کہ اے لوگو عبادت کرو ایک وحدہ لاشریک کی جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ یہ نہیں کہا میں نے ان کو اور میں گواہی دیتا ہوں اوپر ان کے اس بات کی جب تک رہا ہوں میں بیچ ان کے جب تو نے مجھے موت دے دی پھر تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے۔

معلوم ہوا کہ ابن مریم علیہ السلام اپنی امت کی گمراہی سے بالکل بے خبر ہوں گے۔ اگر بقول تمہارے زندہ ہوں اور دوبارہ تشریف لے آئیں تو ضروری ہے کہ وہ قوم نصاریٰ سے سن لیں گے۔ اس لئے کہ یکدم کسی قوم نے کسی بھی نبی کو قبول نہیں کیا۔ عیسائی فوراً کہیں گے کہ تم ابن مریم نہیں۔ ابن مریم علیہ السلام تو خدا کے بیٹے ہیں۔ یا ویسے دنیا میں دوبارہ آنے سے ان کو اطلاع ہو جائے گی۔ پھر وہ روز قیامت رب العالمین کے دربار میں کس طرح اپنی قوم کی گمراہی سے بے خبری ظاہر کر سکتے ہیں۔ بس معلوم ہوا کہ قوم نصاریٰ آپ کی وفات کے بعد گمراہ ہوئی ہے۔ اس لئے آپ بلاشک بے خبر ہوں گے اور ’’توفیتنی‘‘ کا معنی موت ثابت ہوا اور ابن مریم علیہ السلام زندہ نہیں ہیں، یہ غلط ہے:

غیرت کی جا ہے عیسیٰ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں پر شاہجہاں ہمارا

الجواب محمدیؐ اول

مرزائیو! جو آپ نے اس آیت سے ظاہر کرنا چاہا ہے کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب قیامت کے دن ابن مریم علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو معبود پکارو۔ تو آپ عرض کریں گے کہ باری تعالیٰ میں تو نبوت سے لے کر توفیتنی تک لوگوں کو یہی تبلیغ کرتا رہا ہوں کہ اللہ کی پوجا کرتے رہو جو تمہارا اور میرا حقیقی معبود ہے اور میں اپنی امت پر گواہی دیتا ہوں نبوت سے لے کر توفیتنی تک اس بات کی کہ مجھے میری قوم نے یعنی امت نے معبود نہیں پکارا۔ جب تک رہا میں بیچ ان کے اور جب

تو نے مجھے قبض کر لیا تھا۔ پھر تھا تو نگہبان اوپر میری امت کے۔ بیشک ابن مریم علیہ السلام توفیتنی سے تا نزول تک اپنی امت کی گمراہی سے بے خبر تھے اور ابن مریم علیہ السلام کی گواہی بھی امت کے اوپر اس عرصہ تک کی ہے جب تک ان میں موجود رہے۔

اگر اب نزول کے وقت کوئی عیسائی یہ کہہ بھی دے گا کہ ابن مریم آپ نہیں بلکہ ابن مریم تو خدا کا بیٹا ہے۔ یا ویسے اطلاع ہو جائے گی کہ آپ کے چلے جانے کے بعد آپ کی امت نے آپ کو اور ماں مریم کو معبود پکارا تھا۔ تو کیا اعتراض، ابن مریم کی گواہی تو صرف اپنی امت پر اس عرصہ تک کی ہے۔ جب تک ان میں رہے۔ اب جب دوبارہ نزول ہوگا۔ تو ان کی امت کی طرف نہیں۔ بلکہ امت محمدیہ کی طرف تشریف لائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ زندہ ہیں۔ اگر ابن مریم علیہ السلام قیامت کے روز دربار عالیہ میں یہ بیان دیتے کہ ''وکنت علیهم شهیدامادمت حیا'' یعنی میں گواہ ہوں اوپر ان کے جب تک رہا ہوں میں جیتا۔ تو بیشک ابن مریم فوت تھے۔ پھر دوبارہ آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہتی۔ لیکن قرآن مجید نے ''وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم'' جو بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ کیونکہ آپ کی گواہی صرف اس عرصہ تک کی ہے۔ جب تک ان میں رہے اور جب قبض کر لئے گئے تو پھر باری تعالیٰ کی نگہبانی عائد ہوگئی۔ رہا ''توفیتنی'' کے متعلق آپ کا اعتراض کہ اس کا معنی موت ہے، ہرگز نہیں۔ آپ قرآن مجید دیکھئے: ''وان کل لما لیوفینهم ربك اعمالهم (هود:۱۱۱)'' ﴿اور تحقیق ہر ایک جب آوے گا رو برو پروردگار کے البتہ پورا دے گا ان کو رب تیرا عمل ان کے۔﴾

مرزائیو! پورے عمل دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے نہ یہ کہ فوت کروں گا عمل ان کے۔ دیکھئے اور غور کیجئے

الجواب محمدیؐ دوئم

''ولکل درجٰت مما عملوا ولیو فیهم اعمالهم (الاحقاف:۱۹)'' ﴿اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں جو کیا انہوں نے اور یہ کہ پورا دے گا ان کو عمل ان کا۔﴾

مرزائیو! ہر ایک آدمی کا جو عمل اچھا یا برا کیا ہوگا، برابر ملے گا اس کو قیامت کے روز۔

الجواب محمدیؐ سوئم

''یومئذ یوفیهم الله دینهم الحق ویعلمون ان الله هوالحق المبین

(النور:۲۵) ''﴿اس دن پوری دے گا اللہ ان کو جزا ان کی اور جان لیں گے یہ کہ اللہ وہی ہے حق کرنے والا ظاہر۔﴾

مرزائیو! شاید تمہارے نزدیک یہ ترجمہ غلط ہوگا۔ کیونکہ لفظ ''یوفیهم الله'' اس آیت میں موجود ہے۔ آپ ترجمہ کرو گے یعنی فوت کردے گا اللہ تعالیٰ ان کے اعمالوں کو جیسے توفیتنی کا ترجمہ موت کرتے ہو۔

الجواب محمدیؐ چہارم

''ووفیت کل نفس ماعملت وهواعلم بما یفعلون (الزمر:۷۰)'' ﴿اور پورا دیا جائے گا ہر ایک جی کو جو کچھ کیا تھا اور وہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ کرتے ہو۔﴾

اس آیت سے بھی پورے اجر دینے کا وعدہ ہے۔ آؤ ہم ''توفیتنی'' کا معنی سیدنا ابن عباسؓ سے دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ اپنی تفسیر ابن عباس میں زیر آیت ''توفیتنی'' راقم ہیں، جو ملاحظہ کیجئے۔

الجواب پنجم تفسیر ابن عباسؓ

''وکنت علیهم شهیدا بالبلاغ مادمت فیهم، ماکنت فیهم فلما توفیتنی، رفعته من بینهم کنت انت الرقیب علیهم الحفیظ والشهید علیهم (تفسیر ابن عباسؓ ص۱۳۷)''

''اور تھا میں اوپر ان کے شاہد یعنی اللہ کی رسالت پہونچانے پر جب تک رہا ہوں میں بیچ ان کے۔ پس جب پورا کیا مجھ کو یعنی اٹھا لیا مجھ کو درمیان ان کے سے تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے یعنی حافظ اور گواہ اوپر ان کے۔''

مرزائیو! ''توفیتنی'' کے موت معنی نہیں کیا۔ بلکہ اٹھا لیا مجھ کو جب تو نے تھا پھر تو ہی نگہبان اوپر ان کے۔

الجواب ششم تفسیر جلالین

حضرت جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر جلالین میں زیر آیت: ''وکنت علیهم'' جیسے قال اللہ تعالیٰ بقول عیسیٰ علیہ السلام ''وکنت علیهم شهیدا رقیبا امنعهم مما یقولون مادمت فیهم فلما توفیتنی قبضتنی بالرفع الی السماء کنت انت الرقیب علیهم الحفیظ لا عمالهم (جلالین ص۱۱۱)''

''اور تھا میں اوپر ان کے شاہد یعنی نگہبان جو منع کرتا ان کو ساتھ اس چیز کو جو کہتے ہیں جب تک رہا میں بیچ ان کے پس جب قبض کر لیا تو نے مجھ کو یعنی اٹھا لیا طرف آسمان کے، تھا تو ہی نگہبان پھر اوپر ان کے یعنی حفاظت کرنے والا ان کے اعمالوں کی۔''

مرزائیو! ''توفیتنی'' کا معنی موت نہیں، ملاحظہ کیجئے۔

الجواب ہفتم تفسیر صاوی

مرزائیو! تفسیر صاوی والے زیر آیت ''توفیتنی'' راقم ہیں: ''فلما توفیتنی یستعمل التوفی اخذ الشی وافیاے کاملا'' (بحوالہ جلالین ص۱۱۱ حاشیہ نمبر۱۲)

''پس جب قبض کیا مجھ کو یعنی استعمال کیا جاتا ہے الفاظ ''توفنی'' بیچ کسی چیز کے پکڑنے کو اور پورا کرنے اور مکمل کرنے کو۔'' لیکن موت اس کا معنی کرنا جہالت ہے۔ آیئے قرآن مجید سے بھی ثابت کرتا ہوں۔

الجواب ہشتم قرآن مجید

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منا مھا (الزمر:۴۲)''

﴿اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو نزدیک موت ان کی کے اور جو نہیں مرے ان کو قبض کرتا ہے بیچ نیندان کی کے۔﴾

مرزائیو! ابن مریم علیہ السلام بیشک اس وقت نیند میں تھے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام کے آسمان پر اٹھایا۔ اس لئے تو حضرت ابن مریم علیہ السلام کی درخواست میں لفظ ''توفیتنی'' موجود ہے۔ جبکہ یہودی حضرت ابن مریم علیہ السلام کو قتل کرنے کی تیاری میں تھے کہ آپ کو علم ہوا اور فوراً بارگاہ الٰہی میں دعا کی یا اللہ تو مجھے میرے دشمنوں سے محفوظ رکھنا۔ جیسے تفسیر مدارک میں مذکور ہے۔

الجواب محمدی نہم

تفسیر مدارک میں زیر آیت: ''ولکن شبہ لھم'' راقم ہیں، ملاحظہ ہو

''ولکن شبہ لھم روی ان رھطامن الیھود سبوہ وسبوا امہ فدعا علیھم اللھم انت ربی وبکلمتک خلقتنی اللھم العن من سبنی وسب والدتی فمسخ اللہ من سبھما قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فاخبرہ اللہ

بانہ یرفعہ الی السماء ویطھرہ من صحبة الیھود‘‘

(تفسیر مدارک عربی مطبع مصری ج اول ص۳۰۴)

’’اور لیکن شبہ ڈال دیا گیا واسطے ان کے روایت ہے کہ تحقیق یہودی برا کہتے تھے حضرت ابن مریم علیہ السلام کو اور آپ کی والدہ کو اس کے علاوہ قتل کرنے کی ابن مریم علیہ السلام کو ان کی تجویز بھی تھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے دربار میں عرض کی، اے الٰہی! تو میرا رب ہے۔ ساتھ کلمات اپنے کے پیدا کیا تو نے مجھ کو۔ اے الٰہی! لعنت کر میرے اور میری والدہ کے دشمنوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے صورت بدل دی، ان کی ہو گئے بندر اور سور۔ پس جمع ہوئے یہودی ابن مریم کو قتل کرنے کے لئے اور اللہ وحدہ لاشریک نے اطلاع دی اور اٹھالیا ابن مریم علیہ السلام کو طرف آسمان کے اور پاک کیا یعنی بچالیا یہودیوں کے مکروفریب سے۔‘‘

مرزائیو! ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر بہت دلائل موجود ہیں۔ آپ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔ بہرحال وہ زندہ سلامت ہیں۔

الجواب محمدیؐ دہم

مرزائیو! (مشارق الانوار عربی باب نزول عیسیٰ علیہ السلام مطبع مصر ص۱۱۷) میں مرقوم ہے، ملاحظہ فرمائیں: ’’وسئل الجلال السیوطی عن حیاة عیسیٰ ومقرہ فقال ھوحی فی السماء الثانیة لایاکل ولا یشرب ملازم للتسبیح کالملائکة‘‘

’’سوال کیا گیا حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے ابن مریم علیہ السلام کے متعلق۔ آپ نے جواب دیا ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں اور دوسرے آسمان پر ان کا ٹھکانہ ہے۔ نہیں کچھ کھاتے اور پیتے لازم ہے واسطے ان کے تسبیح جیسے فرشتوں کی خوراک اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اب آسمان پر ابن مریم علیہ السلام کی خوراک سوائے عبادت کے اور کچھ نہیں۔‘‘

مرزائیو! حیات مسیح کے قائل سردار مدینہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور آئمہ اربعہ مفسرین ومحدثین وفقہا وبزرگان دین ہیں۔ سوائے تمہاری جماعت کے سب متفق اس مسئلہ پر ہیں کہ ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ قرب قیامت ان کا نزول ہوگا۔

اعتراض مرزائی ہفتم

’’قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (الاعراف:۲۵)‘‘ ﴿بیچ اس کے زندہ رہو گے تم اور بیچ اس کے مرو گے تم اور اس سے اٹھائے جاؤ گے تم۔﴾

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون بنی آدم کے لئے مقرر ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے بنی آدم! تم زمین میں ہی زندہ رہو گے اور زمین میں مرو گے اور زمین سے ہی اٹھائے جاؤ گے۔ افسوس صد افسوس کہ ابن مریم علیہ السلام اس قانون الٰہی سے کیونکر مستثنیٰ ہوکر اپنی زندگی آسمان پر بسر کر سکتے ہیں۔ کیا وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر یہ ضروری ہے کہ ان کی زندگی اس زمین پر ہی گزرتی۔ قانون الٰہی تو بیشک ٹوٹ جائے لیکن اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گے۔ دوستو! اگر تمہارا ایمان قرآن مجید پر خدا کا کلام ہونے کا ہے تو پھر اس آیت پر عمل کر کے ایمان لے آؤ کہ ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔

الجواب محمدیؐ اول

مرزائیو! واہ آپ کی ہوشیاری...... ''قال فیہا تحیون'' جو آپ نے اس آیت کو قانون بنی آدم کے لئے قرار دیا ہے۔ سوال کیا اس آیت کے پہلے ''یابنی آدم'' الفاظ قرآن مجید کے اندر موجود ہیں؟ اگر ہیں تو دکھایئے پھر میں مبلغ پچاس روپے انعام دوں گا۔ مگر قرآن مجید کے اندر اس آیت کے قبل ''یا بنی آدم'' نہیں ہے۔ یہ صرف تمہاری ہوشیاری، مکاری کا جال ہے۔ شرم کرو، جو بات قرآن مجید نے مخلوق خدا کے لئے پیش نہیں کی، تم اپنی طرف سے کیوں بنا کر کلام الٰہی قرار دے رہے ہو؟ یہی مکروفریب یہود ونصاریٰ کے اندر موجود تھے۔ وہ بھی اپنی طرف سے بناوٹی باتیں بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا کرتے اور پھر اس کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے جو آپ نے اس آیت سے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر اعتراض کیا ہے کہ وہ زندہ اس لئے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''قال فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون'' وہ اپنی زندگی اس قانون الٰہی سے باہر ہوکر آسمان پر بسر نہیں کر سکتے، لہٰذا فوت ہوگئے۔

مرزائیو! یہ آیت تو ان کے لئے ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اتارے گئے۔ عربی عبارت قرآن مجید کی پیش کرتا ہوں۔

''قال اہبطوا بعضکم لبعض عدولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین،قال فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون(اعراف:۲۴،۲۵)''

﴿کہا ہم نے اترو سارے اب بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے موت تک اور بیچ اس کے زندہ رہو گے اور بیچ اس کے مرو گے اور اس سے اٹھائے جاؤ گے۔﴾

برادران اسلام! اس آیت کے پہلے یا بنی آدم الفاظ آئے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ عاجز ’’قال اهبطوا ‘‘ سے ’’متاع الی حین ‘‘ تک اعتراض مرزائی نمبراول پر مکمل بحث کر کے آیا ہے۔ آپ دیکھ لیجئے گا۔ اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیا ’’قال تحیون ‘‘ کی آیت کے تحت بنی آدم ہیں یا حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا اور عزازیل ملعون اور سانپ اور طاؤس یعنی جانور مور۔ آیئے کسی مفسر سے تصدیق کرادوں۔ لیکن مفسر بھی کون سیدنا ابن عباسؓ اپنی تفسیر ابن عباس میں زیر آیت ’’قال اهبطوا ‘‘ راقم ہیں، ملاحظہ ہو۔

’’قال اهبطوا انزلوا من الجنة لبعضكم لبعض عدو یعنی آدم و حواء والحية والطاؤس ولكم فی الارض مستقرا ماؤی ومنزل ومتاع معاش الی حین حین الموت قال فیها فی الارض تحیون تعیشون وفیها فی الارض تموتون ومنها من الارض تخرجون یوم القیامة‘‘ (تفسیر ابن عباس ص۱۶۵)

’’کہا اترو سارے جنت سے اب بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں۔ یعنی حکم کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام کو اور حواء کو اور طاؤس کو اور سانپ کو کہ واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ یعنی روزی معاش موت تک فرمایا بیچ اس کے یعنی زمین میں زندہ رہو گے اور بیچ زمین کے مرو گے اور زمین سے نکالے جاؤ گے دن قیامت کو۔‘‘

مرزائیو! اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اس لئے ابن مریم علیہ السلام آسمان پر اپنی زندگی بڑے آرام کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔ اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ اگر یہ کہو جیسا کہا کرتے ہو کہ یہ صیغہ جمع ہے۔ اس لئے صیغہ جمع سے ابن مریم مستثنیٰ ہو کر کیوں کر چلے گئے۔ آؤ آپ کو میں قرآن مجید کی سیر کراؤں تاکہ معلوم ہو جائے کہ صیغہ جمع کی تعریف کیا ہے۔

بھئی! اگر ایک آدمی ہو، تو کہا جائے گا ’’ولك ‘‘ اور اگر دو ہوں گے تو کہا جائے گا ’’ولکما ‘‘ اور تین ہو گے تو ’’ولکم ‘‘ مثلاً ایک آدمی ہے۔ اس کو کہا جائے گا ’’السلام علیك ‘‘ یعنی سلام ہو اوپر تیرے ایک کے، اور اگر دو ہوں گے تو کہا جائے گا ’’السلام علیکما ‘‘ یعنی سلام ہو اوپر تمہارے دونوں کے، اگر تین ہوں تو کہا جائے گا ’’السلام علیکم ‘‘ یعنی سلام ہو اوپر تمہارے تین آدمیوں کے۔ یہ ہے صیغہ جمع۔

مگر صیغہ جمع تین آدمیوں سے شروع ہو کر ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، عربوں کھربوں تک استعمال کر سکتے ہیں۔ خواہ تین مذکر ہوں یا مؤنث ان پر صیغہ جمع ہی استعمال کیا جاوے گا۔ آؤ اب قرآن مجید کی آیات ان دلائل پر پیش کرتا ہوں۔

الجواب محمدیؐ دوئم

''ان الذین یکفرون بایات اللہ ویقتلون النّبیین بغیر حق (آل عمران:۲۱)'' ﴿تحقیق جو لوگ کافر ہوگئے ساتھ نشانیوں اللہ کی کے قتل کئے انہوں نے نبی ناحق۔﴾

مرزائیو! کیا کفار نے تمام انبیاء کو قتل کیا ہے یا چند نبی کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوئے؟ اگر اب تمہاری طرح کہا جائے کہ صیغہ جمع ہے کیوں نہیں۔ تمام نبی قتل کئے گئے؟ درست ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ نحویوں کے نزدیک یقتلون النّبیین صیغہ جمع ہے۔ پھر بے شمار نبی کیوں مستثنیٰ ہیں۔ چاہئے تھا کہ سارے نبی معاذ اللہ قتل کئے جاتے پھر صیغہ جمع تمہارے نزدیک نہ ٹوٹتا۔ مرزائیو! کفار نے چند نبی شہید کئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے صیغہ جمع ہی استعمال فرما کر کفار کے اس فعل کو اپنے حبیب کے سامنے پیش کیا۔ جس طرح اس صیغہ جمع سے ہزاروں نبی مستثنیٰ ہیں۔ بعینہ ابن مریم علیہ السلام اس صیغہ جمع سے مستثنیٰ ہو کر آسمان پر چلے گئے جو کہ دوبارہ قریب قیامت پھر تشریف لائیں گے۔

الجواب سوئم

''یایھا الرسل کلوا من الطیبت واعلموا صالحا (المومنون:۵۱)''

﴿اے پیغمبرو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور کام کرو اچھے۔﴾

مرزائیو! ''یایھا الرسل'' صیغہ جمع ہے۔ کیا تمام رسول اس وقت موجود تھے؟ جن کو کہا گیا کہ اے پیغمبرو کھاؤ پاکیزہ کھانے یعنی حلال روزی۔ سوال، کیا یہ لفظ، لفظ ندا نہیں صیغہ حاضر نہیں، اور رسل صیغہ جمع نہیں؟ تو پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے ''یایھا الرسل'' کہہ پکارا۔ کیا تمام رسول اس آیت کے نازل ہوتے وقت موجود تھے۔ کیونکہ صیغہ جمع استعمال کیا جارہا ہے، ہرگز نہیں تھے۔ اب بتلائیے ابن مریم علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے۔ اگر ایمانداری کی بات کرو تو ماننا پڑے گا کہ آپ بلاشک زندہ ہیں۔ اول تو ''قال فیھا تحیون'' اولاد آدم کے لئے یہ قانون ہی نہیں۔ اگر بقول تمہارے قبول کر لیا جائے کہ صیغہ جمع ہے۔ پھر بھی ابن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔

کیونکہ تین ذی روح مذکر ہوں یا مونث اپنی زندگی اس زمین پر بسر کر لیں اور فوت ہو جائیں اور اس زمین سے نکالے جائیں قیامت کے روز، اور باقی ''کلھم'' مخلوق خداوند عالم کی

اپنی زندگی آسمان پر گزارے تو بھی یہ صیغہ جمع ٹوٹ نہیں سکتا۔ بس روشن خیال اہل علم ایماندار لوگ حیات مسیح کے اس لئے ہی قائل ہیں۔

اعتراض ہشتم مرزائی

’’یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا (الاعراف:۲۶)‘‘ ’’یعنی‘‘ اے بیٹو آدم کے تحقیق اتارا ہم نے اوپر تمہارا پہناوا کہ ڈھانکتا ہے شرمگاہ تمہاری کو اور پہناوا زینت کا۔‘‘

غیراحمدیو! یہ قانون تو اولاد آدم کے لئے مکمل ہے۔ یعنی ہر انسان کو ضروری ہے کہ وہ لباس پہنے۔ اس سے ہر انسان کی زینت زیب دیتی ہے اور دوسری آیت میں یہ بھی حکم موجود ہے۔ جیسے ’’یابنی آدم خذوازینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا (اعراف:۳۱)‘‘ ’’یعنی‘‘ اے اولاد آدم علیہ السلام، پکڑو زینت اپنی نزدیک ہر نماز کے اور کھاؤ اور پیو اور نہ اسراف کرو۔ یہ قانون تمام اولاد آدم کے لئے مکمل ہے۔ اگر بقول تمہارے ابن مریم کو آسمان پر زندہ سمجھا جائے تو پھر وہاں لباس اپنی نماز یا غیر نماز کے لئے کہاں سے لیتے ہوں گے۔ کیونکہ وہاں پر نہ تو جولاہے ہی کپڑے کا کام کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی کارخانے۔ پھر نماز کیسے پڑھتے ہوں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں پڑھا کہ آسمانوں میں کپڑوں کی دکانیں ہیں اور کپڑا پہننا اولاد آدم کے لئے فرض ہے یا معاذ اللہ وہاں پر ابن مریم ننگے ہی زندگی کے روز گزار رہے ہیں۔ ان تمام باتوں سے مکمل پتہ چلتا ہے کہ اگر ان کو خداوند تعالیٰ نے زندہ رکھنا ہوتا تو زمین پر ہی زندہ رہتے۔ پھر کوئی اعتراض اس قسم کا ہرگز پیش نہ آتا۔ معلوم ہوا کہ وہ ضرور فوت ہو چکے۔ دوبارہ ان کا انتظار بے کار ہے۔

الجواب اول محمدیؐ

مرزائیو! آپ نے اس آیت سے حیات مسیح علیہ السلام پر ایسے اعتراض کئے ہیں جو کہ نامعقول ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کو کبھی پڑھا نہیں ہوگا یا پڑھا تو ہوگا لیکن قرآن مجید کے معنوں کی سمجھ نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جو آپ نے اس آیت کی تشریح کرنے کے وقت یہ الفاظ جو بار بار دھرائے ہیں کہ آسمانوں پر نہ تو کوئی دکان اور نہ کوئی جولاہا ہے اور نہ کارخانے تو ابن مریم کہاں سے لباس پہن کر نماز پڑھتے ہوں گے۔ افسوس! آپ کے خیال میں کپڑے یا تو جولاہے تیار کر سکتے ہیں یا کارخانے۔

مرزائیو! جنت میں جو لباس جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات عطا فرمائے گی وہ کس کارخانے کا کپڑا سمجھتے ہو؟ قادیان کے کارخانے کا یا انگلش یا جرمنی یا فرانسیسی یا روسی یا جاپانی، فیصلہ دیں؟ اس کے علاوہ قرآن مجید نے سورۂ نجم کے پہلے رکوع میں جو جنت کا قصہ مختصر بطور اشارہ کے نازل فرمایا ہے۔ آپ پڑھ کر دیکھئے کہ جنت کہاں ہے اور جب معلوم ہو جائے تو پھر سوچئے کہ ابن مریم علیہ السلام بھی آسمان پر ہیں اور جنت بھی۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے تو کیا وہاں سے پھر اللہ تعالیٰ کو ابن مریم کے لئے لباس بھیج دینا تمہاری نظروں میں مشکل ہے؟ ہرگز نہیں۔ آؤ قرآن مجید کی آیت پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔

''عند سدرۃ المنتھیٰ، عند ھا جنۃ الماوی (نجم:۱۴،۱۵)'' ﴿سدرۃ المنتہیٰ نزدیک اس کے ہے جنت ماویٰ۔﴾

مرزائیو! سدرہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور قریب اس کے جنت ماویٰ بھی ہے۔ بھلا سوچو تو سہی جبکہ جنت بھی اوپر، ابن مریم بھی اوپر، تو کیا جنت سے آپ کو لباس نہیں مل سکتا؟ بھلا جس نے کفار کے مکر وفریب سے نجات دلا کر آسمان پر اٹھا لیا کیا اس پر یہ مشکل بات ہے کہ جنت سے ہی ابن مریم علیہ السلام کو لباس عطاء فرماتا رہے؟ مرزائیو! سردار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے سبز رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ آیئے احادیث پیش کرتا ہوں۔

الجواب دوئم محمدیؐ

''وفی روایۃ الترمذی قال رای رسول اللہ ﷺ جبرئیل فی حلۃ من رفرف قد ملامابین السماء والارض''

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''دیکھا میں نے جبرائیل علیہ السلام کو بیچ لباس سبز اور بھرا ہوا تھا آسمان آپ کے قد وقامت سے زمین تک۔''

مرزائیو! یہ لباس جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہنا ہوا رسول خدا ﷺ نے دیکھا اور وہ بھی اتنا بڑا جس سے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے تھے۔ یہ کس نے عطاء کیا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کیا ابن مریم علیہ السلام کی شان کم ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کیا ان کو نہیں مل سکتا؟ آیئے ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔

الجواب سوئم محمدی

''وعن النواس ابن سمعان قال ذکر رسول اللہ ﷺ...... اذ بعث

الله المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهروذتین و اضعا کفیه علی اجنحة ملکین (مسلم ج۲ ص۴۰۱) ''حضرت نواسؓ سے روایت ہے ذکر کیا رسول خداﷺ نے کہ ''جب بھیجے گا اللہ تعالیٰ ابن مریم علیہ السلام کو پس آپ اتریں گے نزدیک سفید منارے شرق دمشق میں درمیان زرد رنگ دو چادروں کے۔''

مرزائیو! یہ وہ حدیث شریف ہے جس کی تصدیق جناب مرزا قادیانی نے اس طرح کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ: ''رسول اللہﷺ نے فرمایا تھا کہ جب ابن مریم نازل ہوں گے تو اس نے دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوں گی۔ یہ حدیث میرے وقوع میں اس طرح آئی۔ مجھے دو بیماریاں دی گئی ہیں۔ ایک تو اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق۔ دوسری نیچے کے دھڑ کی یعنی کثرت بول۔'' (اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰،۴۷۱ ملخص) مرزا قادیانی نے اس حدیث شریف کو صحیح سمجھا تو تاویل کی۔

مرزائیو! جب نزول کے ٹائم لباس پہنا ہوا نظر آئے گا تو کیا آسمان پر اب ننگے رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ایسے اعتراض تمہارے بے کار ہیں۔ کیا ایسے اعتراضات پر ابن مریم علیہ السلام کی زندگی کے منکر ہو گئے ہو۔ افسوس۔

اعتراض نہم قادیانی

قرآن مجید اور احادیث میں ابن مریم کے لئے جو نزول کا لفظ آیا ہے۔ کیا نزول کا مطلب تمہارے نزدیک یہ ہوگا کہ وہ آسمان سے اتریں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ آپ نے نزول کے معنی غلط سمجھے۔ نزول کے معنی یہ ہرگز نہیں بلکہ زمین پر ہی پیدا ہو کر دنیا کو دعوت اسلام دیں گے۔ اگر نزول کا مطلب تمہارے نزدیک یہی ہو۔ تو آیئے ہم تمہارے سامنے قرآن مجید کی آیت پیش کرتے ہیں۔ پھر دریافت کریں گے کہ جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ حدید میں کرتا ہے: ''وانزلنا الحدید فیه باس شدید ومنافع للناس (الحدید:۲۵)'' یعنی'' اور اتارا ہم نے لوہا بیچ اس کے سخت لڑائی ہے اور فائدہ ہے واسطے لوگوں کے۔''

غیراحمدیوں سے ایک ضروری سوال، کیا یہ لوہا مثلاً ٹی آر، گارڈر، چادریں وغیرہ وغیرہ آسمان سے نازل ہوتی ہیں یا زمین میں سے لوہے کو نکال کر ان چیزوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس آیت کے قبل الفاظ ''انزلنا'' موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ جیسے لوہے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ''انزلنا'' کے الفاظ کا استعمال کیا۔ حالانکہ یہ نکلتا تو زمین سے ہے۔ اسی طرح مسیح بھی آسمان

سے نہیں اترے گا۔ وہ بھی زمین پر پیدا ہو کر دعویٰ مسیحیت کر کے دنیا کو غلطیوں سے پاک کرے گا۔ وہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جن کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ آپ ہی ابن مریم کی صفت پر پیدا ہو کر دنیا کو راہ راست پر لگا کر فوت ہو گئے۔

الجواب اول محمدیؐ

مرزائیو! اس آیت کا آپ نے مطلب نہیں سمجھا نہ ہی ''انزلنا'' کے الفاظ پر غور کیا اور نہ ہی کسی مفسر سے دریافت کیا کہ ''انزلنا'' الفاظ لوہے کے لئے ''وحدہ لاشریك'' نے کیوں استعمال کیا۔ اگر کسی اہل علم سے دریافت کر لیتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ واقعی اس آیت سے پیشتر الفاظ چاہئے تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اتارا ہم نے لوہا بیچ اس کے سخت لڑائی ہے اور فائدہ ہے لوگوں کے واسطے۔''

کیا لڑائیوں میں شروع سے لوہے کے ہتھیار استعمال نہیں ہوتے رہے؟ چنانچہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اس لوہے کو استعمال کرنے کا طریقہ سمجھایا اور جنگی سامان بنانے کے لئے حکم نازل فرمایا۔ یہی لوہا پھر ''فیه باس شدید'' کے الفاظ سے تعریف کیا گیا۔ اگر اس کے استعمال کا طریقہ امر من اللہ نہ ہوتا تو لوہے کو جنگوں میں کبھی استعمال نہ کر سکتے۔ اس لئے کہ آپ نے شاید اس کی پہلی حالت نہ دیکھی ہو۔ جبکہ اس کی گاڑیاں بھر کر آتی ہیں۔ تو یہ مانند کیچڑ کے ہوتا ہے۔ پھر اس کو ٹاٹا کمپنی جو کلکتہ کے پاس ہے۔ وہاں صاف کر کے مختلف سامان بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی اگر اس کے ہتھیار بنانے کا اللہ کی طرف سے حکم نازل نہ ہوتا۔ تو کیا اس کیچڑ سے لڑائی کی جاتی۔ یا اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں اس کو ''فیه باس شدید'' فرماتا؟ ہرگز نہیں۔ ''انزلنا'' صرف لوہے کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس چیز کے لئے جس سے اس میں طاقت ''فیه باس شدید'' پیدا ہوئی۔ اس کی پیدائش ''امر من اللہ'' سمجھے۔ کیونکہ قرآن مجید شاہد ہے۔

''وعلّمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم فهل انتم شاكرون (الانبیاء:۸۰)'' ﴿اور سکھلائی ہم نے داؤد علیہ السلام کو صنعت یعنی کاریگری ایک پہناوے تمہارے کی کہ بچاوے تم کو لڑائی تمہاری سے پس کیا ہو تم شکر کرنے والے۔﴾

مرزائیو! لوہے کو استعمال کرنے کا حکم اللہ کی جانب سے نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم نازل ہونے کے باعث یہ ''فیه باس شدید'' ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہتھیار بنانے کی صنعت

حضرت داؤد علیہ السلام کو سکھلائی۔ بس انزلنا کا معنی نزول کاریگری سکھلانے کے باعث حکم نازل ہوا۔ اگر اس کے استعمال کرنے کے لئے خداوند عالم حضرت داؤد علیہ السلام پر کوئی حکم نازل نہ کرتا۔ تو لوہے کے لئے کبھی ''انزلنا الحدید'' الفاظ صادر نہ ہوتے۔

پس اس کے استعمال کا طریقہ ''امر من اللّٰہ'' ہے۔ اس لئے ''انزلنا'' خداوند عالم نے استعمال فرمایا اور ''انزلنا'' ہمیشہ آسمان سے کسی چیز کے اترنے پر ہی استعمال کیا گیا۔ اسی طرح ابن مریم کے لئے بھی احادیث میں ''فینزل'' الفاظ موجود ہیں۔ لہٰذا آپ بلاشک قریب قیامت آسمان سے ضرور نزول فرمائیں گے۔

الجواب دوئم محمدیؐ

مرزائیو! لوہے کے استعمال کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کو امر من اللہ ہوا اور سامان بنانے کے لئے جو اوزار کاریگر کے پاس ہوتے ہیں۔ ان کا نزول بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ جن کے باعث ہتھیار جنگی تیار ہونے لگے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ''انزلنا الحدید فیہ باس شدید'' قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ آیئے آپ کی کسی مفسر سے تصدیق کرادوں تاکہ مکمل تسلی ہو جائے۔

(تفسیر مدارک عربی مطبع مصر ج چہارم ص۲۷۸) میں زیر آیت ''انزلنا الحدید فیہ باس شدید'' راقم ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

''وانزلنا الحدید قیل نزل آدم من الجنۃ ومعہ خمسۃ اشیاء من حدید السندان والکلبتان و المیقعۃ والمطرقۃ والابرۃ '' یعنی فرمایا جب نازل ہوئے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تو ساتھ آپ کے پانچ چیزیں لوہے کی اتاری گئی تھیں۔ مثلاً آرن، سنی، ہتھوڑا، کلہاڑی وغیرہ، وغیرہ۔ مرزائیو! معلوم ہوا کہ یہ چیزیں اترنے کے باعث ہر قسم کا سامان اس دنیا پر تیار ہونے لگا۔ اس لئے ''انزلنا الحدید'' خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا۔ جس طرح یہ چیزیں اوپر سے نازل ہوئی ہیں۔ ابن مریم بھی آسمان سے اسی طرح تشریف لائیں گے۔

الجواب سوئم محمدیؐ

تفسیر کبیر میں زیر آیت ''انزلنا الحدید'' رقم ہے، ملاحظہ فرمائیں۔ ''روی ابن عمر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اللّٰہ تعالیٰ انزل اربع برکات من السماء

الی الارض انزل الحدید والنار والماء والملح‘‘

روایت ہے ابن عمرؓ سے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں چار چیزیں آسمان سے طرف زمین کے اتارا اللہ نے لوہا اور آگ اور پانی اور نمک۔

مرزائیو! نزول کے معنی آسمان سے اترنا کیا آپ لوگ قبول نہیں کرتے پھر تو قرآن مجید کے لئے بھی تمہیں کہنا پڑے گا کہ یہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ خود رسول اللہ ﷺ کا تیار کردہ ہے۔ حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید کے لئے بھی الفاظ ’’نزلنا الذکر‘‘ استعمال کئے ہیں۔ آؤ پوری عبارت پیش کرتا ہوں۔

الجواب چہارم

’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (الحجر:۹)‘‘ ﴿تحقیق ہم ہی اتارنے والے قرآن مجید کو اور تحقیق ہم ہی واسطے اس کے محافظ ہیں۔﴾

مرزائیو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو نازل کیا ہے کیا تم اس کے نزول پر ایمان لے آؤ گے کہ واقعی آسمان سے اترا ہے پہلے یہ دیکھ لیجئے یہی الفاظ ابن مریم علیہ السلام کے لئے سردار مدینہ ﷺ نے استعمال کئے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر یہ ایمان لے آؤ کہ بیشک آسمان سے اترا ہے تو پھر ابن مریم علیہ السلام کے نزول سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔

الجواب پنجم

مرزائیو! سردار مدینہ ﷺ کا دعویٰ رسالت کیا ہوا تھا کہ ایک روز کفار مکہ جمع ہو کر آنحضرت ﷺ کی خدمت کی آئے اور چند معجزات کے متعلق سوال کیا۔ آخری معجزہ طلب یہ بات تھی کہ آپ ﷺ آسمان پر چڑھ جاؤ۔ لیکن آپ ﷺ کے چڑھ جانے سے بھی ہم لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ اتار لاوے تو اوپر ہمارے کتاب، پڑھیں ہم اس کو انصاف کی نظر سے دیکھئے جن لوگوں کی زبان عربی قرآن عربی رسول عربی وہ ’’تنزل‘‘ کے معنی آسمان سے اتارنے کے لیتے ہیں۔ حالانکہ تنزل کے قبل آسمان پر چڑھ جانے کا ذکر بھی قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ پھر یہ غیر انصافی کیوں کہ نزول کا معنی آسمان سے اترنا نہیں۔ افسوس کیا تم زبان عربی کے زیادہ ماہر ہو یا وہ لوگ جن کی موجودگی میں کتاب اللہ نازل ہوئی۔ مجھے افسوس تمہاری ضد پر۔ خدا سے ڈرو۔ ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر ایمان لاؤ۔

اعتراض دہم

’’یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا (اعراف:۲۶)‘‘ یعنی’’ اے اولاد آدم تحقیق اتارا ہم نے اوپر تمہارے لباس جو کہ ڈھانکتا ہے شرمگاہیں تمہاری کو اور پہناوا ہے زینت کا۔‘‘

غیر احمدیو! کیا یہ کپڑا آسمان سے اترتا ہے یا کہ زمین میں تیار ہوتا ہے۔ یہ لاکھوں رنگ کے کپڑے کیا آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ہم نے آج تک کسی آدمی سے نہیں سنا کہ فلاں شہر میں کپڑے آسمان سے اترے تو پھر انزلنا کیوں استعمال کیا گیا؟ حالانکہ رات دن زمین پر ہی بذریعہ مشینوں کے تیار کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نزول کے یہ معنی نہیں کہ آسمان سے ہی کوئی چیز اترے۔ جیسا کہ آیت’’انزلنا علیکم لباسا یواری ‘‘ سے ثابت ہے۔ اسی طرح ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنے کا عقیدہ غلط ہے۔ آپ بیشک قیامت تک انتظار کرلو۔ وہ آسمان سے نہیں اتریں گے۔

الجواب اول محمدیؐ

’’وانزلنا من السماء ماء فاخرجنا به ازوجا من نبات شتّٰی (طٰہٰ:۵۳)‘‘ ﴿اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس نکالا ہم نے بذریعہ اس کے اقسام روئیدگی کی مختلف۔﴾

مرزائیو! آیئے میں سمجھاؤں کہ کپڑوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے’’انزلنا‘‘ کے الفاظ کو کس لئے استعمال کیا۔ چونکہ یہ بنائے تو مشینوں کے ذریعے جاتے ہیں۔ لیکن الفاظ’’انزلنا‘‘ کو استعمال کیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ انزلنا اس لئے استعمال کیا ہے کہ خداوند عالم نے پانی جبکہ آسمان سے نازل کیا اور اس کے بسبب رنگ رنگ کی چیزیں پیدا ہوکر بڑی ہوتی ہیں۔ ان تمام باغات کھیتیاں وغیرہ کا پیدا ہونے کا ذریعہ صرف پانی ہے۔ اگر یہ پانی نازل نہ ہو تو کوئی چیز تمہیں دنیا میں نظر نہ آئے۔ آپ نے پانی تو نازل ہوتا ہزاروں دفعہ دیکھا ہوگا۔

انڈیا ہی کے بعض صوبوں میں تقریباً ۵ ماہ، ۶، ۷ ماہ بارش ہر سال ہوتی ہے۔ اگر یہ نازل نہ ہو تو دنیا کے تمام کارخانے بند ہو جائیں۔ جبکہ اس پانی کے سبب غلہ ہر قسم کا اور کپاس وغیرہ ہوتی ہے۔ تو کیا کپاس سے روئی نکال کر کپڑا تیار نہیں ہوتا اور کپڑے بنانے کا دارومدار روئی پر ہے۔ اگر روئی یعنی کپاس پیدا نہ ہو تو کیا مشینیں روئی کے بغیر کپڑا ہر قسم کا تیار کرسکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اس لئے ہی اﷲتعالیٰ نے کپڑوں کے لئے ’’انزلنا‘‘ لفظ استعمال کیا۔ معلوم ہوا کہ نازل کا لفظ آسمان سے کوئی چیز اترنے پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ ورنہ دوسری اشیاء پر ہرگز نہیں۔ پس جس طرح پانی آسمان سے اترا اور اس کے سبب سے کھیتیاں پیدا ہوئیں۔ اس لئے کپڑوں کے متعلق اﷲتعالیٰ نے ’’انزلنا من السماء ماء‘‘ فرمایا۔ جیسے پانی کے ’’انزل‘‘ کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح مسیح کے لئے بھی ’’فینزل‘‘ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے۔

الجواب دوئم عقلی

تمہاری مثال تو ایسی ہے کہ کہیں کسی بے وقوف کو سینما دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور ٹکٹ خریدا۔ اندر جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چنانچہ جب کھیل شروع ہوا تو سامنے چادر پر دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ واہ! یہ چادر بڑی قیمتی ہوگی۔ کیا عجیب کھیل اس پر پیدا ہوتے ہیں۔ اس نے سمجھا یہ سب کاریگریاں اس چادر میں بھری ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ ریل گاڑی ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ چلتے جب اس کو نظر آئے تو بڑے تعجب میں واہ، واہ کرتے کھیل ختم ہوگیا۔ اس کا ایمان اس بات پر مضبوط ہوگیا کہ یہ چادر ہی کے کرشمے ہیں۔ بڑی قیمتی ہوگی۔

باہر آیا تو کسی تعلیم یافتہ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے سامنے بھی اس بے وقوف نے چادر کے متعلق ذکر کیا کہ بابوجی وہ چادر بڑی قیمت سے آتی ہوگی۔ انہوں نے ہنس کر جواب دیا اے میاں! اس چادر میں کیا رکھا ہے؟ وہ تو پیچھے ایک مشین ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے عکس اس چادر پر پڑتے ہیں۔ اگر وہاں سے بجلی کے ذریعہ عکس نہ آئیں تو چادر کوئی کھیل دکھا نہیں سکتی۔ تمہاری مثال بھی اس بے وقوف جیسی ہے کہ کپڑا زمین پر تیار ہوتا ہے۔ جولاہے یا کارخانے بناتے ہیں۔ اگر آسمان سے پانی نازل نہ ہو۔ یہ زمین مانند چادر کے کچھ پیدا نہیں کر سکتی۔ اوپر سے پانی نازل ہوتا ہے۔ پھر اس کے بذریعہ ہر چیز پیدا ہوکر ہمارے کام آتی ہے۔ اس لئے اﷲتعالیٰ نے ’’انزلنا من السماء ماء‘‘ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نزول کا معنی آسمان سے اترنے کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

الجواب سوئم

مرزائیو! کیا آپ الفاظ نزول کو آسمان سے اترنے کے لئے استعمال نہیں کرتے؟ چنانچہ اﷲتعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا، ملاحظہ ہو: ’’شہر رمضان الذی انزل فیہ القران ہدی للناس (البقرۃ:۱۸۵)‘‘ دوسری جگہ ’’انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (القدر:۱)‘‘ یعنی رمضان کی رات کو میں نے اس قرآن مجید کو لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر اتارا

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اندر ارشاد فرمایا: ’’والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزّل علی محمد وھو الحق من ربھم (محمد:۲)‘‘ ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے صالح اور ایمان لائے ساتھ اس چیز کے جو اتاری یعنی کتاب اللہ او پر محمد ﷺ کے اور وہ حق رب اپنے سے۔﴾

سوال، کیا قرآن مجید اوپر سے یعنی آسمان سے نازل نہیں ہوا؟ یا تمہارا خیال ہے کہ زمین پر بنایا گیا؟ اگر خدا کی کلام سمجھتے ہو پھر تو اس کے نازل ہونے پر بھی ایمان لانا ایمان والوں کی شان ہے ورنہ کفار کا مقولہ قرآن مجید نے پیش کیا: ’’وما انزل الرحمن من شی (یٰسین:۱۵)‘‘ ﴿اور اتاری اللہ نے کوئی چیز۔﴾ کیا اس پر ایمان ہے؟ فیصلہ دیں۔

قرآن مجید نے فرمایا: ’’تنزل الملائکة والروح فیھا باذن ربھم (القدر:۴)‘‘ ﴿اترتے ہیں فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام بیچ رات لیلۃ القدر کے ساتھ حکم رب اپنے کے۔﴾ ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ الفاظ نزول کا استعمال آسمان سے اترنے کے لئے ہی جائز ہے۔ لہٰذا ابن مریم علیہ السلام بھی آسمان سے قریب قیامت نزول فرمائیں گے۔

اعتراض گیارھواں مرزائی

’’والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون، اموات غیر احیاء، وما یشعرون ایان یبعثون (النحل:۲۰،۲۱)‘‘ ’’اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے معبود، نہیں پیدا کرتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے جاتے ہیں مردے ہیں نہیں زندے اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔‘‘

غیر احمدیو! قوم نصاریٰ نے حضرت ابن مریم کو معبود پکارا ہے۔ جیسے قرآن مجید فرماتا ہے: ’’قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم ‘‘یعنی’’ کہا نصاریٰ نے تحقیق اللہ وہی ہے ابن مریم۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ عیسائیوں نے آپ کو معبود پکارا اور معبود باطلہ تمام فوت ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اموات غیر احیا (النحل:۲۱)‘‘ بڑا افسوس! خداوند تعالیٰ کی ذات تو فرماتی ہے کہ معبود باطلہ تمام فوت ہو چکے ہیں اور تم کہو کہ ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب ان کا انتظار کرنا بے کار اور خلاف قرآن مجید ہے۔

الجواب اول محمدی

مرزائیو! آپ ابن مریم علیہ السلام کی حیات سے انکار اس لئے کر رہے ہو کہ خداوند

تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر’’والذین یدعون من دون اللّٰہ ‘‘آیت کو پیش کیا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مریم فوت ہوگئے۔ کیونکہ قوم نصاریٰ نے ابن مریم علیہ السلام کو معبود پکارا۔ یعنی خداوند کا بیٹا ہے اور آیت’’اموات غیر احیا (النحل:۲۱)‘‘ثابت ہوا یعنی معبود باطلہ فوت ہوچکے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ابن مریم علیہ السلام کو عیسائیوں نے معبود پکارا وہ بھی فوت ہوگئے ہیں۔

الجواب

مرزائیو!ان فریب بازیوں سے جو اپنا کام اس دنیا میں نکال رہے ہو۔قیامت کے روز حقیقی معبود کو کیا جواب دو گے؟’’والذین یدعون من دون اللّٰہ ‘‘سے کیا اکیلے ابن مریم ہی خدا کے بیٹے معبود پکارے گئے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ کفار نے ہر چیز کو معبود پکارا۔آیئے میں آپ کو قران مجید پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہو۔

’’فاستفتھم الربک البنات ولھم البنون، ام خلقنا الملائکة اناثا وھم شاھدون (الصفت:۱۴۹،۱۵۰)‘‘ ﴿کفار نے فرشتوں کو خداوند تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب ﷺ پوچھو ان لوگوں سے کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور واسطے ان لوگوں کے بیٹے، اور جب پیدا کیا ہم نے فرشتوں کو جب عورتیں تو کیا یہ موجود تھے۔﴾

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار نے فرشتوں کو بھی معبود پکارا۔مثلاً جس طرح قوم نصاریٰ نے ابن مریم کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔بعینہ اسی طرح کفار نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیا اور اب دریافت طلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو خدا کے بیٹے پکارنے کے باعث زندہ نہیں تو ملائکہ بھی زندہ کیسے رہ سکتے ہیں؟ کیا ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں نہیں پکارا گیا؟

میرے خیال سے اب اسی لئے اللہ تعالیٰ کی ذات نے پیغام لانے کے لئے ٹیچی کو مقرر کیا ہے کہ معاذ اللہ ملائکہ تمام فوت ہوگئے۔اب جبرائیل علیہ السلام کی جگہ ٹیچی صاحب اس عہدہ کو انجام دیں گے۔دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو جواب دیا ہے جنہوں نے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہا تھا۔’’وقالوا اتخذالرحمن ولداً سبحانه بل عباد مکرمون (الانبیاء:۲۶)‘‘ ﴿اور کہا انہوں نے کہ پکڑی ہے اللہ نے اولاد۔پاک ہے وہ بلکہ وہ میرے بندے ہیں، عزت دیئے گئے۔﴾

مرزائیو! اگر ’’والذین یدعون من دون اللّٰہ و اموات غیر احیاء ‘‘ابن مریم علیہ السلام فوت ہیں تو معاذ اللہ ملائکہ بھی زندہ نہیں۔ کیونکہ جیسے ابن مریم علیہ السلام کو نصاریٰ نے معبود پکارا۔ اسی طرح ملائکہ بھی خدا کی بیٹیاں قرار دیں۔ پھر دونوں کو فوت سمجھئے۔ یہ غیر انصافی کیوں؟ مرزائیو! یہ آیت صرف ان بتوں کے لئے ہی نازل کی گئی ہے جن کو کفار نے اپنے ہاتھ سے تراش تراش کر بنایا اور رات دن پوجا کرتے رہے۔ آؤ کسی معتبر مفسر سے بھی تصدیق کرادیتا ہوں تاکہ تمہیں مکمل تسلی ہوجائے۔

الجواب دوئم محمدی

تفسیر جلالین عربی میں زیر آیت ’’والذین یدعون من دون اللّٰہ ‘‘راقم ہیں۔

’’والذین یدعون با التاء الیاء تعبدون من دون اللّٰہ وھوالاصنام لا یخلقون شیٔا وھم یخلقون یصورون من الحجارۃ وغیر ھا اموات لاروح فیھم خبر ثان غیر احیاء تاکید وما یشعرون ای الاصنام (جلالین ص۲۱۷)‘‘

’’اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں ساتھ ت یا ی۔ یعنی عبادت کرتے ہیں۔ سوائے اللہ کے اور وہ بت ہیں۔ نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان کی صورتیں بناتے ہیں۔ پتھروں سے اور سوائے اس کے۔ مردے ہیں نہیں روح بیچ ان کے۔ نہیں زندہ یہ تاکیدی الفاظ ہیں اور نہیں شعور پتھروں کو۔‘‘

مرزائیو! علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے شہادت ہمارے حق میں دی ہے کہ اس آیت میں ان بتوں کا ذکر ہے جن کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ اب تو تمہیں شرم سے کام لینا چاہئے کہ اس آیت کے مصداق ابن مریم نہیں ہیں۔ وہ خدا کے فضل وکرم سے آسمان پر زندہ ہیں۔

الجواب سوئم

مرزائیو! کفار نے سورج اور چاند اور سیاروں کی پوجا تو کی ہے۔ کیا یہ بھی فوت ہوچکے ہیں۔ ان کی روشنی زائل ہوگئی؟ کیونکہ ’’والذین یدعون من دون اللّٰہ ‘‘ان کو بھی پکارا گیا۔ پھر کیوں ان کو ’’اموات غیر احیاء ‘‘کے مصداق نہیں سمجھتے؟ افسوس ہے ہمیں تمہاری قرآن بینی پر۔ آیئے قرآن مجید کی آیات مبارکہ پیش کرتا ہوں۔ مثلاً

’’لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدو اللّٰہ الذی خلقھن (حم السجدہ:۳۷)‘‘ ﴿نہ سجدہ کرو کا فرواسطے سورج کے اور نہ چاند اور سجدہ کرو واسطے اللہ تعالیٰ کے جس نے پیدا کیا ان چیزوں کو۔﴾

مرزائیو! کفار ان کی پوجا پر بھی کمر بستہ تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کو سمجھایا۔ بے وقوفو! یہ چیزیں تو تمہاری خدمت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ تم اس کی پوجا کرو جس نے ان کو تمہارے لئے پیدا کیا۔ مرزائیو! تمہارے نزدیک ان کا فوت ہوجانا بھی ضروری تھا۔ اس لئے علاوہ کفار نے آگ کی پوجا کی اور اب بھی کرتے ہیں پانی کی پوجا کی اب بھی کرتے ہیں گائے کی پوجا کی اب بھی کرتے ہیں۔ درخت پیپل کی پوجا۔ اب بھی کرتے ہیں چاند، سورج کی پوجا کی اب کرتے ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں فوت ہوگئیں؟ کیونکہ ''یدعون من دون اللہ'' یہ بھی پکاری گئی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں آگ کا برابر اثر جاری ہے۔ پانی برابر جاری ہے۔ پیپل دنیا پر بے انتہاء نظر آتے ہیں اور گائے ہزاروں ذبح روزانہ ہوتی ہیں مگر ختم نہیں ہوتیں۔

معلوم ہوا کہ ابن مریم علیہ السلام کے لئے تمہاری نفسانی خواہش ہے کہ فوت ہو جائیں۔ تو مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ چلتا رہے۔ افسوس صد افسوس!

اعتراض بارھواں مرزائی

''وماجعلناهم جسداً لا يأكلون الطعام وما كانوا خٰلدين (الانبیا:۸)'' ''اور نہیں کیا ہم نے ان کا ایسا بدن کہ نہ کھاتے کھانا اور نہ تھے ہمیش رہنے والے۔''

غیر احمدیو! اگر ابن مریم علیہ السلام بقول تمہارے زندہ ہیں۔ تو وہ کھانا کہاں سے کھاتے ہوں گے؟ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں نے کسی نبی کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھائے۔ اگر بالفرض کھانا ان کو مل جاتا ہوگا تو وہ بیت الخلاء کہاں جاتے ہوں گے؟ کیونکہ جب انسان کھانا کھائے گا تو پیشاب پاخانہ کی تو لازمی حاجت ہوگی اور اگر انسان کھانا نہ کھائے تو اس کی زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ ان کو تو آج ۱۹۵۲ سال کا عرصہ گزر گیا۔ اتنے عرصے میں بغیر خوراک کے زندہ کیسے رہ سکتے ہیں؟ اگر وہ نہیں کھاتے تو صیغہ جمع ٹوٹ جائے گا۔ قانون الٰہی پر زد آئے گی۔ معلوم ہوا کہ وہ مرزا قادیانی کے فرمانے کے مطابق ضرور فوت ہوچکے۔ اب ان کی آمد کا انتظار باعث غلطی ہے۔

الجواب اوّل محمدی

مرزائیو! بیشک رب العزت نے تمام پیغمبروں کے لئے اس قانون مقرر کو اپنے حبیب کے سامنے پیش کیا کہ میں نے کسی نبی کا ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھائے اور حضرت ابن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو کیا کھاتے ہوں گے۔ جب وہ کھاتے نہیں تو زندگی مشکل۔ اس آیت سے یہ راز افشاں ہوگیا کہ وہ بہرحال فوت ہیں۔ کیونکہ کھانا کھانے کے سوا انسان زندہ نہیں رہ

سکتا۔ مگر آپ کو یہ بھی یاد ہونا چاہئے کہ اس آیت سے مستثنیٰ کون ہیں ابن مریم۔ اب دیکھنا کہ ابن مریم علیہ السلام پہلے بھی کسی قانون سے مستثنیٰ کئے گئے ہیں یا نہیں۔

اگر کئے جانا ثابت ہو جائے پھر لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ آپ اس قانون سے بھی بالضرور باہر ہیں۔ مثلاً قانون الٰہی پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

''انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلنٰه سميعا بصيرا (الدھر:۲)'' ﴿تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو نطفہ ملے ہوئے سے پھر کیا ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا۔﴾ آگے چل کر اللہ تعالیٰ اس کی پیدائش کا ذریعہ مفصل الفاظ میں بیان فرماتا ہے: ''يخرج من بين الصلب والترائب (الطارق:۷)'' ﴿نکلتا ہے یعنی نطفہ باپ کی پیٹھ سے اور چھاتیوں ماں کی سے۔﴾

یہ کتنا بڑا قانون انسان کی پیدائش کا۔ مگر ابن مریم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ آپ اس قانون سے الگ ہیں۔ آپ ہی الگ نہیں بلکہ پیدائشی بہرے، اندھے بھی مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''کیا ہم نے سننے والا اور دیکھنے والا۔''

دوسرا قانون الٰہی دیکھئے۔

الجواب دوئم محمدی

''ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية (الرعد:۳۸)'' ﴿اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول پہلے تجھ سے اور کیں ہم نے واسطے ان کے بیویاں اور اولاد﴾ آپ یعنی ابن مریم علیہ السلام اس قانون سے باہر ہیں۔ یعنی تمہارا صیغہ جمع ٹوٹ گیا ہے۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی نے بھی تصدیق کردی۔

چنانچہ اپنے رسالہ (تریاق القلوب ص۹۹، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳ ملخص) میں راقم ہیں۔ ''ابن مریم کی نہ کوئی بیوی تھی اور نہ اولاد۔'' لہٰذا ابن مریم علیہ السلام اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ اگر کوئی مرزائی معتبر احادیث یا تفاسیر سے ثابت کردے کہ ابن مریم علیہ السلام نے نکاح کیا، اولاد ہوئی۔ خدا کی قسم پچاس روپے بطور انعام فی الفور پیش کروں گا۔ نفی کے لئے ہمارے پاس کافی دلائل ہیں کہ آپ نے نہ تو نکاح کیا اور نہ اولاد ہوئی۔

مرزائیو! ذرا سوچو اس بات کو کہ ان دونوں صیغوں سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے یہاں اس قانون سے باہر ہیں۔ وہاں بھی انشاء اللہ باہر ہوں گے۔ اب آؤ، آپ کے سامنے ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔

الجواب سوئم

اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے دجال کے زمانے کا حال ایک روز بیان فرمایا کہ اس وقت غلے کی تکلیف اتنی ہو جائے گی کہ کھانے تک کے لئے ملنا بڑا محال ہوگا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی طرف سے سرکار عالیہ میں سوال کیا گیا۔ جو حسب ذیل ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

''وعن اسماء بنت یزید قالت کان النبی ﷺ فکیف بالمؤمنین یومئذ قال یجزئھم مایجزی اھل السماء من التبسیح والتقدیس (رواہ احمد ج۶ ص ۴۵۴)'' یعنی روایت کرتی ہیں حضرت اسماءؓ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال کے زمانے میں غلے کا ملنا محال ہوگا۔ تو عرض کیا گیا کیونکر حال ہوگا اس وقت مسلمانوں کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کفایت کرے گی وہ چیز ایمانداروں کو جو کفایت کرتی ہے آسمان والوں کو یعنی اللہ کی تسبیح وتقدیس۔

مرزائیو! جبکہ یہ حال ہوگا اور مسلمان اللہ کی عبادت پر مانند فرشتوں کے گزارہ کریں گے۔ تو کیا ابن مریم علیہ السلام کی عبادت میں مشغول ہو کر اس نفسانی خواہش کو پورا نہیں کر سکتے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

الجواب چہارم محمدیؐ

''وسئل الجلال السیوطی عن حیاۃ عیسی و مقرہ فقال ھو حی فی السماء الثانیۃ لا یاکل ولا یشرب ملا زم للتسبیح کالملائکۃ (مشارق الانوار عربی ص۱۷)''

یعنی سوال کیا گیا حضرت جلال الدین سیوطیؒ سے بابت ابن مریم علیہ السلام کے۔ فرمایا وہ زندہ ہیں اوپر آسمان دوسرے کے، نہیں کھاتے اور نہیں پیتے۔ لازم ہے واسطے ان کے تسبیح جیسے ملائکہ کے لئے۔

مرزائیو! یہ تمہارا عقیدہ کے خلاف قرآن مجید واحادیث میں پایا گیا۔ لہٰذا ابن مریم خدا کے فضل وکرم سے بلاشک زندہ ہیں۔

اعتراض تیرھواں مرزائی

''قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)''
''کہہ دے میرا رب پاک ہے میں تو ہوں ایک بشر پیغام پہنچانے والا۔''

غیر احمدیو! اگر ابن مریم علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو سردار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ آسمان پر کیوں نہیں گئے؟ حالانکہ آپ سے کفار مکہ نے یہ معجزہ طلب کیا تھا کہ آپ آسمان پر چڑھ جاؤ۔ ہم ایمان لے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ حکم نازل فرمایا اے میرے حبیب! کہہ دیجئے ان کفار کو کہ میرا رب پاک ہے۔ میں تو ہوں ایک بشر صرف پیغام پہنچانے والا رب اپنے کا۔

معلوم ہوا کہ جب رسول پاک ﷺ آسمان پر تشریف نہیں لے جاسکے تو ابن مریم علیہ السلام میں اتنی طاقت کہاں کہ وہ آسمان پر چلے جاتے؟ لہٰذا آسمان پر جانا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اس لئے تو حضور ﷺ بھی نہیں گئے۔ حالانکہ اس وقت جانے کی بڑی ضرورت تھی۔ کفار مکہ کا یہی مطالبہ تھا مگر نہیں گئے۔ معلوم ہوا انسان کا آسمان پر جانا قانون الٰہی نہیں۔ اس لئے ابن مریم فوت ہیں۔

الجواب اول محمدیؐ

مرزائیو! تمہاری مثال بعینہ اس آدمی کے مانند ہے۔ جو قرآن مجید سے نکال کر لوگوں کو دکھلائے کہ دیکھئے جناب قرآن مجید میں ''لا تقربوا الصلوٰۃ'' موجود ہے۔ ہو بہو اسی طرح تم اپنے مطلب کی آیت کو پکڑ کر اعتراض کر دیتے ہو۔ آگے پیچھے اس آیت کے معنی کی طرف ذرا غور نہیں کرتے۔ آؤ پوری آیت پیش کرتا ہوں۔ پھر سمجھ آئے گی کہ واقعی یہ اعتراض غلط ہے۔

''او ترقی فی السماء ولن نو من لرقیك حتیٰ تنزل علینا کتبا نقروہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشر رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)'' ﴿معجزہ طلب کیا چڑھ جاؤ بیچ آسمان کے اور ہرگز نہیں ایمان لائیں گے چڑھ جانے تیرے پر۔ یہاں تک کہ اتار لاوے تو اوپر ہمارے کتاب پڑھیں ہم اس کو۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب پاک ہے میں ہوں بشر پیغام پہنچانے والا۔﴾

آپ انصاف کی نظر سے دیکھئے کہ کفار مکہ کا مطالبہ صرف یہی ہے کہ آپ آسمان پر چڑھ جاؤ۔ ہم ایمان لے آئیں گے یا ساتھ کتاب آنے کے متعلق بھی ان کا اظہار ہے کہ جب آپ آسمان سے اترو تو ہاتھ میں مکمل کتاب ہونی چاہئے۔ پھر پڑھ لیں اس کو۔ بھلا جس کتاب نے ۲۳ سال کے اندر خداوند عالم کی طرف سے مکمل ہونا تھا۔ وہ یکدم کس طرح نزول کے ٹائم ساتھ لاسکتے تھے۔ اگر چڑھ جاتے پھر نزول کے وقت کتاب نہ ہوتی وہ ایمان لانے پر ہرگز تیار نہ

تھے۔اس لئے ان کو چند الفاظ سے اطلاع دے کر واپس بھیج دیا گیا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے۔

’’واذاخاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (فرقان:۶۳)‘‘اگر ساتھ کتاب کا مطالبہ نہ ہوتا تو خدا کی قسم ہم کبھی اس بات کو قبول نہ کرتے کہ ابن مریم علیہ السلام آسمان پر تشریف آور ہیں۔مگر ان کا مطالبہ یہی تھا کہ جب اترو تو کتاب ساتھ لے کر آنا۔بھلا سوچئے! تئیس سال میں مکمل ہونے والی کتاب کو یکدم ان کے سامنے کس طرح پیش کرتے اور ان کا اعتراض تھا کہ زبور اور تورات اور انجیل کی طرح یہ قرآن مجید اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوتا۔اگر یہ ٹیڑھا سوال آنحضرتﷺ کے پیش نہ کرتے تو ضروری تھا کہ آپ آسمان پر ان کے سامنے تشریف لے جا کر پھر واپس آتے۔مگر ان کا خیال تھا کہ قرآن مجید اکٹھا نازل ہو۔جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو قرآن مجید کے اندر بیان کیا ہے،ملاحظہ ہو۔

’’وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ (الفرقان:۳۲)‘‘﴿اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس کے قرآن اکٹھا ایک بار۔﴾

مرزائیو! یہ تھا ان کفار مکہ کا مطالبہ جو رسول اللہﷺ کسی صورت پورا نہیں کرسکتے تھے۔آؤ کسی مفسر سے بھی تصدیق کرادیتا ہوں۔آیئے۔

الجواب دوئم محمدیؐ

’’قال الذین کفروا ابوجھل واصحابہ لولا ھلا نزل علیہ القران جملۃ واحدۃ کما انزلت التوراۃ علی موسیٰ والانجیل علی عیسی والزبور علی داؤد کذالک یقول انزلنا الیک جبرئیل بالقران متفرقا (تفسیر حضرت ابن عباسؓ مطبع مصر ج۳ ص۲۲۶)‘‘

’’اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کیوں نہیں اتارا اوپر محمدﷺ کے قرآن مجید اکٹھا جیسے اتاری گئی تورات اوپر موسیٰ کلیم اللہ کے اور انجیل اوپر عیسیٰ روح اللہ کے اور زبور اوپر داؤد علیہ السلام کے اسی طرح۔اور کہا تھا اللہ تعالیٰ نے اتاریں گے ہم طرف تیرے قرآن مجید کو ساتھ جبرائیل علیہ السلام کے تھوڑا تھوڑا۔‘‘

مرزائیو! انصاف کی ضرورت ہے۔جبکہ خداوند عالم کا وعدہ یہی تھا کہ نازل کروں گا میں اس قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا ساتھ جبرائیل علیہ السلام کے اوپر تیرے پھر کیونکر اکٹھا ایک دفعہ

رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے کر آ جاتے؟ اس لئے آپ آسمان پر نہیں گئے۔ یقین کیجئے۔

اعتراض چودھواں مرزائی

’’ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف:۶)‘‘ یعنی’’ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہدایت فرمائی کہ اے لوگو! میں تمہیں تورات سے اس بات کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد آوے گا ایک رسول نام اس کا احمد ہے۔ غیر احمدیو! اگر ابن مریم علیہ السلام کا تمہارے نزدیک بعد نہیں ہوا، یعنی فوت نہیں ہوئے تو یقین کیجئے کہ محمد ﷺ بھی تشریف نہیں لائے۔ مگر یہ بات روشن ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے۔ جیسا کہ آیت میں بعدی سے ظاہر ہے۔ جب تک ابن مریم علیہ السلام فوت نہیں ہوتے۔ رسول خدا ﷺ کو بھی اس دنیا میں نہیں آنا تھا۔ اس لئے’’من بعدی‘‘ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے ہیں اور ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے۔

الجواب اول محمدیؐ

مرزائیو! کیا آیت’’من بعدی‘‘ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ظاہر ہوتی ہے یا زندگی؟ آیئے میں آپ کے پیش قرآن مجید کی ایک آیت کرتا ہوں کہ الفاظ بھی’’من بعدی‘‘ ہو۔ لیکن زندگی پر دلالت کرتی ہو۔ کیا پھر ابن مریم علیہ السلام کی حیات کے قائل ہو جاؤ گے؟ آیئے اور ملاحظہ فرمایئے۔

’’واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة ثم اتّخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون (البقرة:۵۱)‘‘ ﴿اور جب وعدہ لیا ہم نے موسیٰ کلیم اللہ سے چالیس راتوں کا پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو پیچھے اس کے اور تھے تم ظالم۔﴾

مرزائیوں سے سوال ہے کہ کیا موسیٰ کلیم اللہ اس وقت فوت ہو گئے تھے؟ جبکہ یہودیوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کی تھی؟ ہرگز نہیں۔ وہ زندہ تھے۔ پھر کیوں آیت’’من بعدی‘‘ سے ابن مریم علیہ السلام کی موت کے قائل ہیں۔ حالانکہ’’من بعدی‘‘ موسیٰ کلیم اللہ کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کو بیشک از روئے قرآن مجید آیت’’بل رفعه الله الیه (النساء:۱۵۷)‘‘ اپنی طرف یعنی آسمان پر خداوند تعالیٰ نے ابن مریم علیہ السلام کو اٹھایا ہوا ہے۔ پھر دوبارہ عنقریب قیامت تشریف لائیں گے۔

اعتراض پندرھواں مرزائی

غیراحمدیو! قرآن مجید میں آیت ’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ (النساء:۱۵۷)‘‘ جو نازل ہوئی ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ابن مریم علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے۔ ترجمہ تو اس آیت کا یہ ہے کہ میں نے ابن مریم کو اپنی طرف اٹھالیا۔ خداوند عالم کی ذات کہاں پر ہے۔ اس کی ایک طرف کوئی مقرر نہیں۔ وہ تو ہر طرف موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ’’فاینما تولوافثم وجہ اللّٰہ (البقرۃ:۱۱۵)‘‘ یعنی پس سوائے اللہ کے نہیں پس جدھر کو منہ کرو تم ادھر ہی منہ اللہ کا ہے۔‘‘

لہٰذا اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی ذات بابرکات تو ہر طرف موجود ہے۔ اب فرمایئے کہ ابن مریم علیہ السلام کس طرف اٹھائے گئے؟ مشرق یا مغرب، جنوب یا شمال؟ دوسری آیت ملاحظہ فرمایئے: ’’ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق:۱۶)‘‘ ’’اور ہم بہت قریب تر ہیں طرف اس کی رگ جاں سے۔‘‘

اب اس آیت سے بھی خداوند کریم کی کوئی طرف مقررہ معلوم نہیں ہوتی۔ تو کیسے سمجھ لیا جائے کہ وہ آسمان پر ہی اٹھائے گئے ہوں تیسری آیت تو بالکل اچھی طرح سے واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی طرف خالی نہیں۔ حتیٰ کہ نہ آسمان اور نہ زمین۔ وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ ابن مریم کو کس طرف اٹھایا۔ مثلاً ’’وھو اللّٰہ فی السموات والارض (الانعام:۳)‘‘ ’’وہی ہے اللہ بیچ آسمانوں اور زمین کے۔‘‘

عدل وایمان سے فیصلہ کریں کہ اگر ’’الیہ ‘‘ سے ابن مریم آسمان پر جاتے ہیں۔ کیا زمین کی طرف نہیں جاسکتے ہیں؟ فیصلہ وہی ہو جو عام مخلوق کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا ہو۔ بس ہمیں معلوم ہے کہ جیسے ہر جان فوت ہوکر خداوند کریم کی طرف چلی جاتی ہے۔ لہٰذا ابن مریم علیہ السلام ان سب کی طرح فوت ہوکر خداوند عالم کی طرف چلے گئے۔ جیسے کسی آدمی کی موت سن کر فوراً پڑھ لیا جاتا ہے: ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ‘‘ یعنی ہم تحقیق واسطے اللہ کے ہیں اور تحقیق ہم اس کی طرف جانے والے ہیں۔ کیا یہ مطلب ہوگا کہ ہم آسمانوں پر چڑھنے والے ہیں؟ نہیں۔ بلکہ فوت ہونے والے ہیں۔ لہٰذا آج تک کوئی بشر زندہ خدا کی طرف نہیں گیا۔ ہر کوئی فوت ہوکر اللہ کی طرف جاتا ہے۔ اس لئے ’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ (النساء:۱۵۷)‘‘ سے ہمارا ایمان بالکل مکمل ہے کہ ابن مریم فوت ہوکر خداوند عالم کی طرف چلے گئے۔

الجواب اول محمدیؑ

مرزائیو! آیت ’’فاینما تولوافثم وجه اللّٰه (البقرة:۱۱۵)‘‘ کا یہ مطلب نہیں جو آپ نے سمجھ لیا۔ غالباً آپ اس آیت کے شان نزول سے واقف نہیں۔ اگر واقفیت ہوتی یا کسی اہل علم سے دریافت کیا ہوتا تو آپ کا یہ عقیدہ بدل جاتا اور صحیح راستہ کو ضرور اختیار کر لیتے۔ آؤ میں آپ کو ’’فاینما تولوافثم وجه اللّٰه‘‘ کے شان نزول کے متعلق سمجھا دوں۔ چنانچہ سیدنا ابن عباسؓ اپنی تفسیر میں زیر آیت ’’فثم وجه اللّٰه‘‘ راقم ہیں، ملاحظہ ہو۔

’’فثم وجه اللّٰه فتلك الصلوٰة برضااللّٰه نزلت فی نفرمن اصحاب رسول اللّٰه ﷺ صلوافی سفر الیٰ غیر القبلة بالتحری ویقال وللّٰه المشرق والمغرب یقول اللّٰه لا هل المشرق والمغرب قبلة وهوالحرم فاینما تولوا وجوهکم فی الصلوٰة الیٰ الحرم فثم وجه اللّٰه قبلة اللّٰه (تفسیر ابن عباس ص۲۱،۲۰)‘‘

یعنی ایک دفعہ رسول خدا ﷺ کے چند اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے سفر میں نماز قبلہ کے خلاف بھول کر پڑھ لی۔ بعد نماز ادائیگی جبکہ علم ہوا کہ خلاف قبلہ نماز پڑھی گئی تو بڑا افسوس کیا اور رب العالمین سے معافی کے لئے دعا کی۔ تو خداوند تعالیٰ نے معافی فرما کر بطور تسلی کے یہ آیت اتاری اور آئندہ کے لئے بھی ہدایت کردی کہ اہل مشرق ہو یا اہل مغرب، بیشک ان کے لئے قبلہ مسجد الحرام ہی ہے۔ پس جب نماز ادا کرو پھیر لیا کرو منہ اپنوں کو طرف مسجد الحرام۔ پس ادھر ہی منہ اللہ کا ہے یعنی قبلہ اللہ کا۔

مرزائیو! اگر تمہارا ایمان اس بات پر پکا ہے کہ خداوند عالم کی ذات بابرکات چاروں طرف موجود ہے۔ پھر کیا آپ نے کبھی خلاف بیت اللہ نماز کو ادا کیا؟ پڑھا اور پڑھایا کرو کبھی مشرق اور کبھی مغرب کبھی جنوب اور کبھی شمال کی طرف۔ پھر تو ہمیں یقین ہو جائے کہ مرزائیوں کا عقیدہ ’’فاینما تولوافثم وجه اللّٰه‘‘ پر زبانی نہیں، بلکہ عملی ہے۔ پھر آپ کا دعویٰ سچا ہوسکتا ہے۔ ورنہ فریب بازی کے سوا کچھ صداقت نظر نہیں آتی۔ اس سے تمہارا مطلب حل نہیں ہوا۔ دوسری آیت ’’ونحن اقرب الیه من حبل الورید (سورة ق:۱۶)‘‘ ﴿ہم قریب تر ہیں طرف اس کی رگ جاں سے۔﴾ کیا آپ نے یہ مطلب سمجھا کہ خداوند تعالیٰ ہر جان کی شاہ رگ کے پاس بیٹھا ہے؟ استغفراللہ!

مرزائیو! ذرا انصاف کی ضرورت ہے۔ اس آیت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے علم کو روشن کیا کہ میرا علم انسان کی شاہ رگ سے بھی قریب ہے۔ آؤ میں آپ کو پوری آیت پیش کرتا ہوں: ’’ونحن اقرب الیه من حبل الورید، اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید (سورہ ق:۱۶،۱۷،۱۸)‘‘ ﴿اور ہم قریب ہیں طرف اس کی رگ جان سے جبکہ لے لیتے ہیں دو لینے والے ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے بیٹھا ہے اور نہیں بولتا کوئی بات مگر واسطے اس کے نگہبان ہیں تیار بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اطلاع کر دی کہ میرا علم اتنا وسیع ہے کہ میں نے دو فرشتے یعنی کراماً کاتبین ہر انسان کے ساتھ چھوڑ رکھے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر انسان کی نیکی اور بدی کا برابر حساب رکھیں۔ اے انسانو اور جنو! یہ خیال مت رکھنا کہ ہماری نیکی اور بدی کا کوئی حساب اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہوگا۔ جو دل میں آئے کریں، نہیں۔ ’’نحن اقرب الیه من حبل الورید (ق:۱۶)‘‘ ﴿ہم تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔﴾

مرزائیو! اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ ہمارا علم تمہاری شہ رگ سے قریب ہے۔ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جان کے ساتھ شہ رگ کے پاس بیٹھا ہے۔ تیسری آیت کے متعلق بھی عرض کر دوں مثلاً ’’وهو الله فی السموات والارض (الانعام:۳)‘‘ ﴿اور وہی ہے اللہ تعالیٰ بیچ آسمانوں اور زمین کے۔﴾ آپ نے مرزائیو! اس آیت کا غلط مطلب سمجھا۔ یہ نہیں کہ خداوند عالم زمین میں ہے۔

استغفر اللہ۔ کیا وہ ہمارے قدموں کے نیچے ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس آیت سے اپنی بادشاہت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تاکہ مخلوق ڈر کر برے عملوں سے بچ کر صالح عملوں پر کمربستہ ہو جائے۔ مثلاً جیسے ہمارے پہلے بادشاہ جارج ہشتم کا پایہ تخت تو انگلینڈ تھا۔ مگر حکومت چاروں طرف باقاعدہ چل رہی تھی۔ اگر کسی نے یہ سوچا کہ ہمارا بادشاہ تو انگلینڈ میں ہے۔ میں یہاں پر اگر کسی کو قتل کر دوں تو مجھے کون پوچھے گا۔ تو کیا ایسا قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ پھانسی نہیں دی گئی؟

اسی طرح خداوند عالم کا بھی پایہ تخت عرش معلیٰ ہے۔ لیکن اس کی حکومت ہر جگہ ہر طرف قائم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن مجید کے اپنی مخلوق میں کئی جگہ اطلاع پہنچائی۔ مثلاً ’’الرحمن علی العرش:طه:۵‘‘ ﴿رحمٰن اوپر عرش کے ہے۔﴾ اس آیت کی تفصیل آیت الکرسی میں دیکھئے۔ ’’وسع کرسیه السموات والارض‘‘ ﴿یعنی گھیرا ہوا ہے کرسی اس کی نے آسمانوں اور زمینوں کو۔﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کی کرسی کے اندر سب کچھ موجود ہے۔ پھر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون سی طرف خالی ہے۔ وہ تو ہر جگہ موجود ہے بغیر جسم کے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ زمین میں مقیم ہے۔ یعنی اس کا ٹھہراؤ زمین ہے۔ ٹھہراؤ اس لئے نہیں وہ جسم سے پاک ہے۔ لیکن اس کا علم اور بادشاہت ہر طرف ہر جگہ موجود ہے۔

مرزائیو! ''وهو الله فی السموات والارض'' سے بادشاہت کی طرف اشارہ ہوا نہ کہ وہ زمین میں اپنی مخلوق کے قدموں کے نیچے معاذ اللہ سمجھا جائے۔ لہٰذا تمہارا عقیدہ خلاف قرآن پایا گیا۔ اسی طرح خداوند عالم نے سورہ ملک کے اندر بھی اپنی مخلوق کو ڈرایا اور سمجھایا آؤ آپ کے پیش قرآن مجید کی آیت کرتا ہوں: ''ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا (الملك:۱۰)'' ﴿اے انسانو اور جنو! کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس خداوند عالم سے جو بیچ آسمانوں کے ہے۔ یہ کہ بھیج دیوے اوپر تمہارے بارش پتھروں کی۔﴾

مرزائیو! خداوند عالم کا پیغام بذریعہ قرآن سن لیا۔ اسی طرح ''وحده لاشریك'' نے فرمایا ''بل رفعه الله الیه (النساء:۱۵۷)'' یعنی یہودی بکواس کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ اے میرے حبیب! نہیں قتل کیا اس کو ان لوگوں نے یہ یقین کیجئے۔ بلکہ اٹھالیا اللہ نے ابن مریم علیہ السلام کو طرف اپنی وہ ہے غالب حکمت والا اگلی آیت میں نازل کرنے کے لئے بھی حکم نازل کر دیا ہے۔ جیسے قرآن مجید فرماتا ہے:

''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا (النساء:۱۵۹)'' ﴿اور نہیں رہے گا کوئی اہل کتاب سے اس وقت مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے، پہلے موت اس کی کے اور ہوگا دن قیامت کے گواہ اوپر ان کے یعنی ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے وقت جو یہود و نصاریٰ حاضر ہوں گے وہ کلھم ایمان لائیں گے۔ کس بات پر مثلاً یہودی ایمان لے آئیں گے کہ باری تعالیٰ بیشک ابن مریم سچا رسول ہے اور تو نے ہی ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور نصاریٰ کا ایمان یہ ہوگا کہ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور اس کے بندے ہیں، ابن اللہ نہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ غلط بلکہ کفر تھا۔

سوال...... اگر مرزا قادیانی وہی مسیح موعود ہیں تو اہل کتاب ''کلھم'' ایمان کیوں نہیں لائے؟

اعتراض مرزائیہ کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اس آیت کے مطابق اہل کتاب ان کے ساتھ ایمان بھی لے آئے۔ آپ کی موت کے پہلے پہلے مثلاً یہودی ایمان یہ لے آئے ہیں کہ

نعوذ باللہ ابن مریم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ وہ کسی نہ کسی کے بیٹے ضرور ہیں اور ہم نے ان کو قتل بھی ضرور کر دیا۔ یہ مرزائیوں کے نزدیک یہودیوں کا ایمان ہے اور عیسائی ایمان لے آئے کہ نعوذ باللہ آپ خدا کے بیٹے ہیں اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگئے۔ سولی کو قبول کر کے یہودیوں کے ہاتھ سے قتل ہوگئے۔

یہ مرزائیوں کے نزدیک یہودیوں نصاریٰ کا ایمان ہے۔ اگر ایمان اس کو کہتے ہیں تو پھر ہمیں غیر احمدی یا مرزا قادیانی کے دشمن یا جماعت کے باہر کیوں سمجھا جاتا ہے۔ پھر تو آج بڑا ایمان لانے والے ہمارے نزدیک مرزا قادیانی کے اوپر حضرت مولانا مولوی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری ہیں۔ جو رات دن اپنی تقاریر میں دجال اور کذاب کا فتویٰ دیتے ہیں اور بھی مزید الفاظ ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہیں۔ پھر آپ کے لئے دن رات کیوں رونا ہے جبکہ انہوں نے مرزا قادیانی کے ساتھ ایمان لایا ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد پکے سچے کافر ہیں۔ کذاب ہیں۔ ماشاء اللہ ہم بھی ایمان مرزا قادیانی کے ساتھ رکھتے ہیں کہ آپ پکے کافر ہیں۔

پھر فرمایئے تمہارے اور ہمارے مابین فرق کس چیز کا ہے۔ آپ مرزا قادیانی کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور ہم بھی۔ مرزائیو! شرم کی بات ہے کیا اس کا نام ایمان ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہودی ایمان لائیں گے کہ بیشک ابن مریم کو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ بغیر باپ کے پیدا کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔

اور نصاریٰ کا ایمان یہ ہوگا کہ آپ ابن اللہ نہیں بلکہ بشر اور اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کب ہوگا جبکہ وہ دوبارہ اس دنیا پر تشریف لے آئیں۔ پھر روز قیامت کو باری تعالیٰ کے روبرو ان پر گواہی دیں گے کہ اے میرے حقیقی معبود! یہ میرے ساتھ مکمل ایمان لے آئے تھے۔ پس آیت ''بل رفعه اللّٰه اليه (النساء:۱۵۷)'' سے ثابت ہوگیا کہ ابن مریم کو خداوند عالم نے بلاشک آسمان پر اٹھایا ہوا ہے۔ لہٰذا آپ ازروئے قرآن مجید اور احادیث شریف و معتبر تفاسیر و اقوال صحابہ کرام و آئمہ اربعہ زندہ ہیں۔

اے ہمارے پیدا کرنے والے حقیقی معبود! ہم تمام مسلمان تیرے دربار میں التجا کرتے ہیں کہ تو ہمیں دجالوں، کذابوں کے مکر و فریب سے محفوظ اور ہم سب کو اس راستہ پر چلا جس راستے کے لئے تیرے حبیب سردار مدینہ محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی۔ آمین ثم آمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دعوت الحق رحمانی، بجواب نصرۃ الحق قادیانی

حضرت مولانا حافظ حکیم عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت قادیانی کے عقائد باطلہ

نمبر۱...... ’’اللہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے کہ جس کے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔‘‘ (کتاب توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

نمبر۲...... ’’دانیال نبی نے میرا نام میکائیل رکھا۔ عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں یعنی خدا کی مانند۔‘‘ (کتاب اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

نمبر۳...... ’’میرے بھائی صاحب مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن کریم پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ’’انا انزلناہ قریبا من القادیان‘‘ تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

نمبر۴...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو آنحضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔‘‘ (ریویو قادیان جون ۱۹۳۵ء)

نمبر۵...... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص۳۵)

نمبر۶...... ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔‘‘

(انوار خلافت ص۹۰ از خلیفہ محمود احمد)

نمبر۷...... ’’غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے پر بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۳)

نمبر۸...... ’’اب جبکہ اجتہادی غلطی ہر ایک نبی اور رسول سے بھی ہوئی ہے تو ہم بطریق تنزل کہتے ہیں کہ اگر ہم سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی بھی تو وہ سنت انبیاء ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص۶۷ ابقیہ حاشیہ متعلقہ نمبر۵۰، خزائن ج۱۵ ص۲۹۰)

نمبر۹…… ’’پس جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین محمد ﷺ کے صحابہ میں داخل ہوا۔‘‘ (کتاب خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

نمبر۱۰…… ’’ھذا ھو موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین‘‘ یعنی یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے کہ جس کا اشارہ قرآن میں ہے کہ وہ زندہ ہے اور فرض ہے اوپر ہمارے کہ ایمان لائیں کہ وہ زندہ ہے بیچ آسمان کے اور نہیں ہے مردوں سے۔

(نور الحق ج اول ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸،۶۹)

نمبر۱۱…… ’’اور نیک ہوں یا بد ہوں بار بار دنیا میں ان کی امثال پیدا ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہی ہوں۔‘‘

(کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۸، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷،۱۱۸)

نمبر۱۲…… ’’آپ (مسیح بن مریم) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

نمبر۱۳…… ’’میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں اور میرا اپنا ارادہ خیال اور کوئی عمل نہ رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا۔‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

خدا شرمائے ان کو شرم آتی ہے بیاں کرتے
مجھے معلوم وہ وہ راز ہیں ان پارساؤں کے
چلو راہ مستقیم پر دیکھ کر بچ کر
کہ رہزن پھر رہے ہیں بھیس بدلے رہنماؤں کے

برادران اسلام! جماعت قادیانی کے عقائد باطلہ مذکورہ بالا پڑھ کر آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگیا ہوگا کہ جناب مرزا قادیانی بیماری مراق کی وجہ سے گرگٹ کی طرح ہزاروں رنگ بدلتے ہیں۔لہٰذا آپ جیسا مراقی آدمی نبی ہونے کا حق دار نہیں ہوسکتا۔

(ذیل میں ٹائٹل بار اوّل کی عبارت ملاحظہ ہو)

’’ھذا ھو موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء لم یمت ولیس من المیتین ‘‘’’یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور فرض ہے اوپر ہمارے کہ ایمان لائیں اس کی زندگی پر وہ نہیں مرا اور زندہ ہے بیچ آسمانوں کے اور نہیں ہے مردوں سے۔

(نور الحق جلد اول ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸،۶۹)

’’عن الحسن قال قال رسول اللّٰہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ‘‘﴿حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے واسطے یہود کے کہ ابن مریم فوت نہیں ہوئے۔وہ لوٹ کر آنے والے ہیں قیامت سے پہلے۔﴾

(تفسیر ابن جریر ج سوم ص۲۸۹)

ضروری التماس

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ خاکسار نے (رسالہ ’’خاتم النّبیین‘‘ شائع ہونے سے پیشتر) عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کے ثبوت میں رسالہ ’’اظہار الحق‘‘ طبع کرایا تھا اور جس کا جواب مولانا احمد علی صاحب مبلغ قادیانی سندھ نے ایک رسالہ نصرۃ الحق بجواب اظہار الحق ڈگری سندھ سے شائع کیا ہے۔جس میں مولانا موصوف نے (بزعم خود) وفات مسیح علیہ السلام پر قرآن مجید سے چودہ دلائل پیش کرتے ہوئے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام معاذ اللہ آسمان پر نہیں گئے اور نہ خدائے کریم عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر لے جانے کے لئے قادر ہے، بلکہ وہ بقول مرزا قادیانی سری نگر کشمیر میں ہی مدفون ہیں۔اب اس کا جواب رسالہ ’’دعوۃ الحق‘‘ دیا جارہا ہے۔

مولانا احمد علی قادیانی راقم ہیں کہ:’’حافظ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کو تجارت اور دکانداری فرمایا مگر یہ پرانا اعتراض ہے جو آنحضرت ﷺ پر کیا گیا تھا اور جس کا جواب خداوند کریم نے یہ دیا(آیت)’’یرجون تجارۃ لن تبور (فاطر:۲۹)‘‘﴿بیشک تجارت ہے مگر ایسی روحانی تجارت ہے جس میں خسارہ نہیں، کیونکہ اس کا منافع جنت ہے۔﴾ (نصرۃ الحق ص۵، مصنف احمد علی شاہ قادیانی)

مولانا احمد علی قادیانی پر واضح ہو کہ اس تجارت کی تو خداوند کریم نے ہمیں بے شمار جگہ قرآن کریم کے اندر ترغیب دلائی ہے۔ لیکن ہمارا اشارہ اس تجارت سے ہے (آیت)''یایها الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللّٰه (التوبه:۳٤)''﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تحقیق بہت سے عالموں میں سے اور درویشوں سے البتہ کھاتے ہیں مال لوگوں کا ناحق اور بند کرتے ہیں خدا کی راہ سے۔﴾ (دوسری آیت)''اولئك الذین اشتروا الضللة بالهدی فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین (البقرة:۱٦)''﴿یعنی یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خرید لیا گمراہی کو بدلے ہدایت کے، پس نہ فائدہ دیا ان کو ان کی تجارت نے اور نہ ہوئے وہ راہ پانے والے۔﴾

مولانا صاحب کیا یہ تجارت آپ کو فائدہ مند ثابت ہوگی یا کہ نقصان دہ؟ اس کے بعد مولانا احمد علی قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام پر (بزعم خود) انجیل سے کئی ثبوت پیش کئے ہیں۔

یعنی یہودیوں نے حضرت ابن مریم علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ وہ ایلیا کہاں ہے جس کے دوبارہ آنے کی ہمیں پیش گوئی دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ''جو ایلیا آنے والا تھا وہ یہی ہے۔'' یعنی وہ زکریا کا بیٹا ہے۔ (حوالہ انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۴) جس طرح ایلیا نبی آسمان سے خود نہیں آیا بلکہ اس کا مثیل ہو کر یحییٰ نبی آ گیا ہے اور اس کو دکھ دیا گیا۔ (اسی طرح میں بھی خود نہ آؤں گا بلکہ میرے نام پر نئی پیدائش میں میرا مثیل آئے گا) اور اس کو بھی دکھ دیا جائے گا۔ سو وہ آنے والا مثیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

(نصرۃ الحق ص ٦، مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

مولانا احمد علی نے اس عبارت میں فریب دہی سے کام لیا ہے اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے تاکہ یہ عبارت بھی انجیل ہی کی سمجھی جائے۔ حالانکہ اس عبارت کے لئے مولانا موصوف نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

مولانا احمد علی نے بندہ کے رسالہ ''اظہار الحق'' کا جواب لکھنے میں تو قلم اٹھایا مگر اس کا دیباچہ غالباً نہیں پڑھا۔ کیونکہ اس میں ایک حوالہ انجیل کا موجود ہے۔ جس کا جواب مولانا احمد علی صاحب نے پہلے کوئی نہیں دیا۔ اب بھی نقل کرتا ہوں، ملاحظہ ہو۔ یعنی حواریوں کا ابن مریم سے چند باتیں دریافت کرنا۔

’’اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آ کر کہا۔ ہم کو بتاؤ کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا کیا نشان ہو گا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار کوئی تم کو میرے نام سے گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے...... اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔‘‘

(حوالہ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۳ تا ۶ مطبوعہ امرت پریس ریلوے روڈ لاہور)

بیشک حضرت ابن مریم علیہ السلام کے فرمان کے مطابق جناب مرزا قادیانی کاذب ہیں۔ مرزا قادیانی راقم ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح میری قبر میں دفن ہوگا وہ میں ہی ہوں۔‘‘ (حوالہ کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

مولانا احمد علی صاحب کو معلوم ہو کہ کتاب انجیل کی رو سے بھی جناب مرزا غلام احمد قادیانی کاذب ہیں۔ مولانا احمد علی قادیانی راقم ہیں کہ ’’حافظ صاحب کے رسالہ کو دیکھ کر جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہوئی کہ آپ نے علمی رنگ میں قدم اٹھایا وہاں اس امر سے افسوس بھی ہوا کہ آپ نے اس رسالہ میں سخت کلامی اور طعن وتشنیع سے کام لیا ہے اور ہم اپنے امام کی ہدایت کے مطابق آپ کے حق میں دعا کرتے ہیں:

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے‘‘

(نصرۃ الحق ص ۷، مصنف احمد علی شاہ قادیانی)

مولانا احمد علی شاہ نے تو واقعی رحمدلی دکھائی۔ مگر آپ کے امام صاحب کا حال دیکھئے۔ ’’مولوی سعد اللہ حرامزادہ ہے۔‘‘ (حوالہ اخبار الفضل ۲۲ /جولائی ۱۹۳۳ء) ’’مولوی ثناء اللہ کتا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) ’’بدبخت مولویوں کا منہ کالا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲) ’’جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ حرام زادوں کی یہی نشانی ہے۔‘‘ (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱) ’’مولوی ثناء اللہ ابوجہل۔‘‘ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۸)

اہل حق کو گالیاں دینا ہے بس تیرا شعار
تیرے قول و فعل کا ہرگز نہیں کچھ اعتبار

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مولانا احمد علی صاحب نے اپنے امام کی عادت کے خلاف عمل کیا۔ کیونکہ امام صاحب کا فعل تو مخالفوں کو گالیاں دینا ہے۔

اب میں مولانا صاحب سے گذارش کرنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ کے امام جناب امام مرزاغلام احمد قادیانی کیا متحمل مزاج تھے یا غلیظ المزاج؟ مولانا احمد علی صاحب ایسی باتیں کرنا نبی کے شان سے بعید ہے۔

ہم اپنے حقیقی معبود، وحدہ لاشریک کے دربار میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ قادیانی یعنی مرزائیت سے محفوظ رکھ کر حضور آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت میں اپنی چندروزہ زندگیوں کو گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین ثم آمین!!

’’اللهم صل علی محمدوعلیٰ ال محمد وبارك وسلم وصل علیٰ جميع الانبياء والمرسلين وعلی عباد الله الصالحين، برحمتك ياارحم الراحمين‘‘ ہر شخص اس کتاب کو طبع وشائع کرسکتا ہے۔

الداعی الی الخیر...... حافظ عبداللطیف عفی عنہ...... ۴؍فروری ۱۹۵۳ء

نوٹ...... مولانا احمد علی صاحب نے اپنے امام کی عادت کے خلاف عمل کر کے سنت مرزائیہ کی سخت تکذیب کی ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی پہلی دلیل

’’واذ علّمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذني فتنفخ فيها فتكون طيرا باذني وتبرئ الاكمه والا برص باذني واذ تخرج الموتیٰ باذني واذ كففت بني اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبيّنٰت فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين (المائده:۱۱۰)‘‘

﴿اور جس وقت کہ سکھلائی میں نے تم کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل اور جس وقت بناتا تھا تو مٹی سے مانند صورت جانوروں کی کے، ساتھ حکم میرے کے، پس پھونکتا تھا تو بیچ اس کے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور اچھا کرتا تھا تو مادرزاد اندھوں کو اور سفید داغ والوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت نکالتا تھا تو مردوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے اور جب لایا تھا تو ان کے پاس دلیلیں۔ پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر۔﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری میں کہا تھا کہ اس کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھاؤں گا۔

لہٰذا قرآن مجید کے اندر جہاں بھی کتاب اور حکمت کا اکٹھا ذکر بصیغہ مضارع آیا ہے۔ وہاں پر سوائے قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کے اور کچھ مراد نہیں۔ جیسے فرمایا تھا: ’’ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (آل عمران:۴۸)‘‘ ﴿اور سکھلائے گا اس کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل۔﴾

لہٰذا قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس احسان کو پھر یاد کرائے گا کہ اے عیسیٰ وہ احسان یاد کر جو میں نے تجھے کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی سنت محمد ﷺ اور توراۃ اور انجیل سکھلائی تھی۔ کیونکہ کتاب سے مراد قرآن کریم اور حکمت سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں جس جگہ بھی کتاب اور حکمت کا ذکر بصیغہ مضارع یکجا کیا گیا ہے۔ وہاں پر سوائے قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کے اور کوئی مطلب نہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا تشریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام اپنی رسالت کے وقت توراۃ اور انجیل تو خداوند عالم سے سیکھ چکے۔ اب نازل ہونے کے وقت قرآن کریم اور سنت نبوی کا علم بھی اللہ تعالیٰ سے پڑھ کر آئیں گے۔

معلوم ہوا کہ فی الحال بلاشک آسمان پر زندہ ہیں۔ اگر بقول جماعت قادیانی یہ تصور کر لیا جائے کہ آپ فوت ہو چکے تو معاذ اللہ قرآن کریم کی ان آیتوں پر زد لازم آئے گی۔ (۲) انجیل اور قرآن کریم اور احادیث وغیرہ سے مکمل ظاہر ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ چند معجزے عطا فرما کر بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

مثلاً مٹی کی تصویر بنا کر پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اس میں پھونک دینا اور اس کا پرندہ کی طرح اڑ جانا۔ مادرزاد اندھوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اچھے کرنا۔ بیماری برص یعنی سفید داغ کو اچھا کرنا۔ مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کرنا، ان معجزوں میں شک کرنا شیوۂ کفار ہے۔ کیونکہ جس وقت یہ چند معجزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو دکھلائے تو انہوں نے دیکھ کر کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ پس وہ کافر ہو گئے۔

حالانکہ اس کے پہلے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قسم کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے ہدایت کے طور پر اطلاع کر دی۔ جیسے آیت: ’’سنۃ اللّٰہ التی قد خلت من قبل، ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا (الفتح:۲۳)‘‘ ﴿تحقیق جو گزر چکی ہے عادت اللہ تعالیٰ کی

اس سے پہلے بھی اور ہرگز نہ پائے گا تو اس کی عادت کو بدلی جانا۔﴾ یعنی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے باری تعالیٰ: ’’اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصر ھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء اثم ادعھن یا تینك سعیا (البقرة:۲۶۰)‘‘

﴿اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب میرے، دکھلا دے مجھ کو کیونکر زندہ کرتا ہے تو مردوں کو کہا کیا نہیں ایمان لایا تو، کہا ہاں ایمان لایا ہوں میں، لیکن تاکہ اطمینان پکڑے دل میرا، کہا پس لے چار جانوروں سے پس صورت پہچان رکھ طرف اپنے پھر کر دے اوپر ہر پہاڑ کے ان میں سے ایک ایک ٹکڑا پھر بلاؤ ان کو چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے۔﴾

لہٰذا فرمان الٰہی کے مطابق جناب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے چار جانوروں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑوں کو جدا جدا پہاڑوں پر رکھا۔ مثلاً ایک پہاڑ پر پَر اور دوسرے پر ان کے دھڑ اور تیسرے پر ان کے پاؤں اور چوتھے پر ان کے سر۔ پھر کھڑے ہو کر آوازیں دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر آپ کی طرف دوڑتے آئے۔ پھر فرمایا: ’’واعلم ان اللہ عزیز حکیم (البقرة:۲۶۰)‘‘ یعنی جان لے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

اگر بھلا بطور معجزے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی مٹی کی چڑیاں وغیرہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے نام سے ان میں پھونک دیا ہو اور وہ اڑتی ہوں تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل امر ہے؟ مگر جماعت قادیانی اس چیز کو مشکل سمجھتی ہے۔ اس لئے کہ سابقہ رسولوں کے معجزے عجیب وغریب تھے اور جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے تو کسی مرغے کی ٹانگ بھی سیدھی نہیں کی ہوگی۔ کیونکہ وہ تو خود ہزاروں قسم کی بیماریوں میں مبتلا تھے تو پھر ان کے ماننے والے کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں؟ کہ:

۱...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشاہدہ میں چار جانوروں کو زندہ ہوتے دیکھا اور نمرودیوں نے آپ کو آگ میں ڈالا تو صحیح سلامت نکلے۔

۲...... یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا لکڑی کا بطور معجزہ سانپ بن جایا کرتا تھا۔

۳...... یا حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے موت دے کر ایک سو سال کے بعد پھر زندہ کیا۔

۴...... مادرزاد اندھے اور برص کی بیماری والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے اچھے ہو جایا کرتے تھے۔

مولانا احمد علی صاحب! آپ انجیل سے کافی حوالے پیش کرتے آ رہے ہیں۔ آیئے، میں بھی تصدیق میں انجیل کو جناب کے سامنے پیش کرتا ہوں، دیکھئے۔

’’اور جب یسوع سردار کے گھر آیا اور بانسری بجانے والا اور بھیڑ کو غل مچاتے دیکھا تو کہا ہٹ جاؤ کیونکہ لڑکی مری نہیں ہے۔ بلکہ سوتی ہے وہ اس پر ہنسنے لگے مگر جب بھیڑ نکال دی گئی تو اس نے اندر جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور لڑکی اٹھی اور اس بات کی شہرت تمام علاقہ میں پھیل گئی اور جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو دو اندھے اس کے پیچھے پکارتے ہوئے چلے کہ اے ابن داؤد ہم پر رحم کر۔ جب وہ گھر میں پہنچا تو وہ اندھے اس کے پاس آئے اور یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم کو اعتقاد ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں؟ انہوں نے ان سے کہا کہ ہاں خداوند! تب اس نے ان کی آنکھیں چھو کر کہا کہ تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے لئے ہو اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔‘‘

(حوالہ انجیل متی باب ۹ آیت ۲۳ تا ۳۰ مطبوعہ امرت پریس لاہور)

مولانا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزوں کی کیفیت قرآن کریم و کتاب انجیل سے تو پیش کر آیا ہوں۔ اب آپ اپنے انڈین مسیح کی زبانی بھی سن لیجئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی راقم ہیں۔

مسیح علیہ السلام کے معجزوں کے متعلق مرزا قادیانی کا باطل ایمان

’’یہ حضرت مسیح کا معجزہ پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا، حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

’’اس سے کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ زمانہ حال میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی ہیں اور دم ہلاتی ہیں۔ سنا ہے بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں اور یورپ و امریکہ میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

’’اور یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے متعلق اور ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے سے حیران ہیں۔ بغیر اس کے یہ کہہ

دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں۔ کیونکہ قرآن نے ان کو نبی قرار دیا ہے اور دلیل کوئی بھی اس کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔'' (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

مولانا احمد علی صاحب! بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے ہماری مکمل تسلی ہوگئی کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کا آسمان پر چلا جانا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ آج بھی سائنسدان اس بات کا تجربہ کررہے ہیں کہ زہرہ اور مشتری چاند وغیرہ میں جاکر وہاں کے حالات دیکھے جائیں۔ کیا تعجب ہے کہ ان کو بھی کئی مشکلوں کے بعد کامیابی نصیب ہو ہی جائے۔ (اب تو دنیا چاند و مریخ پر پہنچ چکی ہے۔ مرتب!)

''واذ كففت بنى اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينت'' زیر آیت تفسیر خازن میں راقم ہیں:''واذاكففت بنى اسرائيل عنك يعنى واذكر نعمتى عليك اذ كففت وصرفت عنك اليهود و منعتك منهم حين ارادوا قتلك اذجئتهم بالبيّنٰت يعنى باالدلالات الواضحات والمعجزات الباهرات التى ذكرت فى هذا الاية وذلك ان عيسىٰ عليه السلام لما اتى بهذا المعجزات العجيبة الباهرة قصد اليهود قتله مخلصه الله منهم ورفعه الى السماء''

(تفسیر خازن ج۱ ص۵۳۹)

''اور یاد کرائے عیسیٰ علیہ السلام! اس نعمت کو جو کی گئی تھی اوپر تیرے کہ جس وقت بند کئے تھے میں نے تجھ سے یہود اور روکا میں نے ان کو جبکہ ارادہ کیا تھا انہوں نے تیرے قتل کا، جب لایا تھا تو ان کے پاس دلائل واضح طور پر اور معجزات تھے چمکتے ہوئے، بیچ اس آیت کے ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ان کے پاس عجیب عجیب معجزے تو ارادہ کیا یہودیوں نے قتل کرنے کا۔ پس نجات دی اللہ تعالیٰ نے اس کو یعنی اٹھا لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طرف آسمان کے۔''

ان تمام مذکورہ بالا حوالہ جات سے روشن ہوا کہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کو یہودیوں کے قتل سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا۔ آپ زندہ ہیں۔

وفات مسیح علیہ السلام پر پہلی دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''ولكم فى الارض مستقر ومتاع الى حين (البقرة:۳۶)'' ﴿تم اپنے

خا کی جسم کے ساتھ زمین پر رہو گے، یہاں تک کہ اپنی تمتع کے دن پورے کر کے مر جاؤ گے۔﴾

’’یہ آیت جسم خا کی کو آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔ کیونکہ اول تو یہاں ’لکم‘ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے۔ دوسرے ’’فی الارض ‘‘ظرف مقدم ہو کر اس بات پر بصراحت دلالت کرتا ہے کہ جسم خا کی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اس قانون کے تابع تھے۔اس لئے ثابت ہوا کہ آپ بھی عام انسانوں کی طرح زمین پر ہی طبعی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے ہیں۔‘‘ (حوالہ نصرۃ الحق ص۸ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’ولکم فیھا منافع ومشارب افلا تشکرون ‘‘﴿اور تمہارے لئے (ان چار پاؤں میں) منافع اور پینے کے لئے دودھ ہے۔ کیا پس نہیں شکر کرتے۔﴾

اگر آیت ’’ولکم فی الارض ‘‘سے جسم خا کی کا آسمان پر جانا منع ہے تو آیت ہذا میں سوائے چار پاؤں کے دودھ اور منافع دیگر کسی چیز سے ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا اور ان کے سوا اور کسی چیز میں نہ تو منافع اور نہ کسی اور چیزوں کا دودھ استعمال کر سکتے ہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے پانی پینے بھی منع ہو گئے۔ کیونکہ پیش کردہ آیت میں متبدا مؤخر ہے تو ہذا آیت میں منافع اور مشارب بھی وہی حکم رکھتا ہے۔ حالانکہ ہم کنوؤں اور نہروں اور تالابوں وغیرہ سے پانی پیتے ہیں اور جملہ اشیاء سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ چار پاؤں کی کوئی خصوصیت نہیں۔

کیونکہ بقول آپ کے اس آیت میں حصر ہے۔ سوائے چار پاؤں کے ہمیں اور کسی چیز کا نفع حاصل نہیں۔ خواہ کوئی بچے کی ماں ہو وہ دودھ نہیں پلا سکتی۔ کیونکہ مشارب کا لفظ اس سے بھی روکتا ہے۔ اگر ’’لکم ‘‘فائدہ حصر کا دیتا ہے تو غالباً یہ حصر مسند الیہ ’’مستقرا ‘‘کا مسند ہوگا۔ جیسا کہ مختصر معانی (ص۱۰۳) اور مطول سے مفہوم ہوتا ہے۔ تو بتلائیے اس حصر کا مطلب کیا ہوگا اور آیت پیش کردہ کے کیا معنی ہوں گے۔ وہی جو مختصر معانی میں لکھے ہیں۔

’’لا فیھا غول بخلاف خمور الدنیا فان فیھا غول ‘‘(حوالہ مختصر معانی ص۱۰۳) یعنی تمہارے لئے ہی زمین میں مستقرا جگہ ہے نہ کہ کسی اور جاندار کے لئے۔ پھر بھلا حصر مذکورہ سے سوائے انسان کے جو لکم کے مخاطب ہیں۔ کسی جاندار کی جگہ نہیں۔ ہاں اگر آپ کے ایجاد کردہ معنی ہوتے تو بیشک کلام خداوندی میں ’’فی الارض ‘‘مقدم ہوتا اور آیت پیش کردہ کی ترتیب یوں ہوتی۔

''فی الارض مستقرا ومتاع الی حین (البقرۃ:۳۶)'' لہٰذا مذکورہ بالا تشریحات سے ثابت ہوا کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام آیت پیش کردہ سے مستثنیٰ ہوکر بجسم خاکی آسمان پر تشریف فرما ہیں۔

جواب دوم

''احل لکم صیدالبحر وطعامه متاعا لکم وللسیارۃ (المائدہ:۹۶)'' ﴿حلال کئے گئے واسطے تمہارے شکار دریاؤں کے اور کھانا ان کا فائدہ ہے واسطے تمہارے اور واسطے مسافروں کے۔﴾

اب دریافت طلب یہ ہے کہ ان دریاؤں کے اندر جو بھی ذی روح جانور موجود ہیں کیا یہ حلال ہیں؟ مثلاً مینڈک، کچھوا، سنسار، جونک وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ ''صید البحر'' ہیں تو پھر ان کا کھانا کیوں جائز نہیں؟ کیونکہ یہ جانور بالاتفاق اہل اسلام کے حرام ہیں۔ کوئی بھی مسلمان ان کا کھانا جائز نہیں رکھتا۔

اگر ہاں جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کو کھانے کا فتویٰ دیا ہو تو مجھے علم نہیں۔ حالانکہ آیت مذکورہ بالا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ تمہارے لئے دریاؤں کا شکار حلال کر دیا گیا۔ بلکہ تمہیں اس میں فائدے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ سوائے مچھلی اور جھینگا وغیرہ کے دوسرے تمام جانوروں کو حرام سمجھا جاتا ہے۔ ان جانوروں کو آیت مذکورہ بالا سے کیونکر مستثنیٰ کیا گیا ہے؟ اگر ان کو مستثنیٰ کرنا اس آیت سے جائز سمجھتے ہو تو پھر ضروری ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام بھی آپ کی آیت ''ولکم فی الارض'' سے مستثنیٰ ہوکر آسمان پر بخوبی جاسکتے ہیں۔ جس سے قرآن مجید کی آیت پر ہرگز زد نہیں آسکتی۔

حیات مسیح علیہ السلام کی دوسری دلیل

''ومکروا ومکراللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)'' ﴿اور مکر کیا یہود نے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو بچانے کی ترکیب کی اور اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔﴾

جس طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ مکروفریب کیا تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ (بعینہ) کفار مکہ نے بھی حضرت محمد ﷺ کو قتل کرنے کا مکروفریب کیا تھا۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، ملاحظہ ہو۔

’’واذیمکربك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك اویخرجوك ویمکرون ویمکراللّٰه، واللّٰه خیر الماکرین(الانفال:۳۰)‘‘

﴿اور جس وقت مکر کرتے تھے ساتھ تیرے وہ لوگ کہ کافر ہوئے کہ پکڑ رکھیں تجھ کو یا قتل کریں تجھ کو یا نکال دیں تجھ کو اور مکر کرتے تھے، اور تدبیر کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے، اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! کفار مکہ نے بھی یہود کی طرح یہ مکر کیا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ہر خاندان سے ایک ایک آدمی بلوا کر آنحضرت ﷺ کے مکان کے چاروں طرف پہرے بٹھا دیئے اور ان کو یہ نصیحت کی گئی کہ جب رسول خدا ﷺ مکان سے باہر نکلیں تو ان کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار مکہ کا تمام مشورہ بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے حضور ﷺ کے پاس پہنچا کر یہ نصیحت کر دی کہ آپ ﷺ یہاں سے مدینہ شریف کو تشریف لے جائیں۔

چنانچہ رسول خدا ﷺ اپنے گھر سے نکل کر غار حرا میں تشریف لے گئے۔ مگر ان کفار کے پہرہ داروں کو اس بات کا علم بھی نہیں ہوا کہ حضور ﷺ کس وقت تشریف لے گئے۔ اسی طرح یہودیوں کو بھی علم نہیں ہوا کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے اور ان کے ایک آدمی پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی۔ یہودیوں نے اس کو حضرت ابن مریم علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا۔ جس کے وہ آج بھی قائل ہیں۔ اگر آپ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح زمین پر کیوں نہ رکھا گیا۔ یہ کوئی مصلحت ہوگی جو کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

کیونکہ اس نے کسی نبی کو کوئی معجزے عطاء فرمائے اور کسی کو کوئی۔ اسی طرح کسی کو کسی طرح کفار سے بچایا اور کسی کو کسی طرح۔ یہ اس کی مرضی ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ ہمیں کیا حق ہے کہ ہم اس قسم کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر اعتراض کریں کہ اس کو کیوں زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور اس کی مشابہت کیوں کسی آدمی پر ڈال دی؟

مولانا صاحب! آیئے کہ میں آپ کو اکثر مفسرین سے اس بات کی شہادت کرا دیتا ہوں، ملاحظہ ہو:

’’ومکروا، ارادوایعنی الیهود قتل عیسیٰ، ومکراللّٰه اراداللّٰه قتل صاحبهم تطیانوس واللّٰه خیر الماکرین‘‘ ﴿مکر کیا یعنی ارادہ کیا یہود نے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو قتل کرنے کا اور تدبیر کی یعنی ارادہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتقام کا کہ ان میں سے کوئی آدمی قتل کرایا جائے یعنی تطیانوس کو، اور بہتر تدبیریں کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ۔﴾

(تفسیر ابن عباس ص۶۲ طبع مصری)

''مکروا ای کفار بنی اسرائیل بعیسیٰ اذوکلوابه من یقتله غیلة ومکرالله بهم بان القی شبه عیسیٰ علیٰ من قصد قتله ''﴿اور مکر کیا یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اس کو اچانک قتل کر دیا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ایک بہتر تدبیر کی کہ ڈال دی ایک یہودی پر مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس کو قتل کرایا جائے۔﴾

''فقتلوه ورفع عیسیٰ والله خیر الماکرین ''﴿پس قتل کیا اس کو یہودیوں نے اور اٹھالیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔﴾

(تفسیر جلالین ص۵۲ سطر۶ مطبع کراچی)

''ومکروا ای کفار بنی اسرائیل الذین احس منهم الکفر حین ارادواقتله وصلبه ومکر الله ای جازاهم علی مکرهم بان رفع عیسیٰ الي السماء ''﴿اور مکر کیا یہودیوں نے جولوگ کافر ہوئے ان میں سے یہ کہ ارادہ کیا انہوں نے قتل کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور سولی دیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی یعنی انتقام لیا مکر ان کے کا اور اٹھالیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اور ان کے ہاتھوں سے ان کا ایک آدمی قتل کرا دیا۔﴾ (حوالہ تفسیر المدارک ج اوّل ص۱۸۷ مطبع مصر)

''ومکروا ای الذین احس منهم الکفر فی قتل عیسیٰ ومکرالله جازاهم علی مکرهم حین رفع عیسیٰ و القی شبه علي احد فاخذوه وقتلوه والله خیر الماکرین ''﴿اور مکر کیا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کہ قتل کر دیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور تدبیر کی اللہ نے اور انتقام لیا ان سے ان کے مکر کا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا اور ڈال دی مشابہت اوپر ایک آدمی کے ان میں سے۔ پس پکڑا انہوں نے اس کو قتل کیا اس کو، اور اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔﴾ (جامع البیان ص۵۲ مطبع نامی دہلی)

ان تمام حوالہ جات سے روشن ہوا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی غرض سے مکروفریب کئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بچانے کی تدبیر کی اور انتقام لیا کہ ان میں سے ایک آدمی کی صورت بدل دی اور کفار نے ان کو ابن مریم علیہ السلام سمجھ کر قتل کیا اور جولوگ اس واقعہ میں شک کرتے ہوں۔ وہ آیت ''والله خیر الماکرین ''پر انصاف کی ایک نظر ڈال کر دیکھ لیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ بہتر سب سے تدبیریں کرنے والا ہے۔مگر کفار کا یہی ایمان ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کو ہی مقتول اور مصلوب بنایا۔مگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس بات کی نفی کرتا ہے۔''وما قتلوہ وما صلبوہ''

وفات مسیح پر دوسری دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ (آل عمران:۵۵)''یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور تیرا رفع کرنے والا ہوں۔

خلاصہ...... اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ان کی وفات کے بعد ہوا۔ لفظ''متوفیك''کے معنی حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے''ممیتك''کئے ہیں۔یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں جو کہ صحیح بخاری شریف (کتاب التفسیر ج۳ص۸۰) سے نقل ہے۔

اس کے علاوہ مولانا احمد علی قادیانی نے باب تفعل سے چند آیتیں پیش کی ہیں،راقم ہیں:

۱...... ''والذین یتوفّون منکم (البقرۃ:۲۴۰)''﴿اور جو لوگ کہ مرجاتے ہیں تم میں سے۔﴾

۲...... ''توفّنا مع الابرار (آل عمران:۱۹۳)''﴿اور مار ہم کو ساتھ نیک بختوں کے۔﴾

۳...... ''ثم یتوفاکم (النحل:۷۰)''﴿پھر قبض کرے گا تم کو۔﴾

۴...... ''ومنکم من یتوفّی (الحج:۵)''﴿اور بعض تم میں سے وہ شخص ہے کہ قبض کیا جاتا ہے۔﴾

۵...... ''قل یتوفّٰکم ملك الموت (السجدۃ:۱۱)''﴿کہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا۔﴾

۶...... ''اللہ یتوفّی الانفس حین موتھا (الزمر:۴۲)''﴿اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو۔﴾

۷...... ''توفّنی مسلما (یوسف:۱۰۱)''﴿یعنی یوسف علیہ السلام نبی نے کہا کہ قبض کر مجھ کو مطیع اپنا۔﴾

ایسے ہی بخاری ومسلم شریف سے بھی چھ حدیثیں (توفی کے موت معنی) مولانا احمد علی قادیانی نے بیان فرمائے ہیں۔توفی کے معنی موت قبض روح ہیں نہ کہ آسمان پر اٹھانا یا پورا لینا۔

(نصرۃ الحق مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل متوفیک کے معنی میں مرزا قادیانی کی شہادت

مرزا قادیانی راقم ہیں: ''انی متوفیک ورافعک الیّ''

ترجمہ...... ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

(براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ص۶۲۰)

۱...... مولانا احمد علی قادیانی کو معلوم ہے کہ آپ کے نزدیک جناب مرزا قادیانی ''حکم'' ہیں۔ آپ کو حکم موصوف کا ترجمہ کیا ہوا ہر حال میں قبول کرنا پڑے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی ہر آیت کے مفہوم کو جو مرزا غلام احمد قادیانی سمجھ سکتے ہیں۔ کوئی بھی بعد رسول اکرم ﷺ کے ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ خواہ وہ حضرت ابن عباسؓ ہوں یا حضرت ابوہریرہؓ۔ غرضیکہ کوئی بھی ہوں۔ وہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب کوئی بھی انڈین مسیح کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ ضروری ہے کہ آپ کا کیا ہوا ترجمہ (عنداللہ) ضرور صحیح ہوگا۔

۲...... جناب خلیفہ دوئم میاں محمود احمد قادیانی بھی راقم ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔''

(خطبہ میاں محمود احمد، اخبار الفضل قادیان ۴؍جولائی ۱۹۲۳ء)

اب تو میاں محمود قادیانی کی زبانی بھی تصدیق کرادی گئی ہے۔ یعنی جناب مرزا قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ کسی حالت بھی خلاف ''اللہ تبارک وتعالیٰ'' اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نہیں ہو سکتا۔ ہم بھی آپ کے حکم کا ترجمہ کیا ہوا قبول کرتے ہیں۔ اگر آپ قبول نہ کریں تو پھر آپ کے حق میں لازمی کہنا پڑے گا کہ ''ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھلانے کے اور'' وہی حال آپ کا سمجھا جائے گا۔ چنانچہ تمام مفسرین جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح ہی اس آیت کا ترجمہ کرتے رہے ہیں۔ پہلے ان چند مفسروں کے حوالے پیش کر کے پھر میں اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کروں گا، چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔

جواب دوم

''ان التوفی هو القبض یقال وفانی فلان دراهمی الیّ وتسلمها منه وقد یکون ایضاً بمعنی استوفی وعلی لاحتمالین کان اخراجه من الارض واصعاده الی السماء'' ﴿علامہ رازیؒ راقم ہیں ''توفی'' معنی قبض کے ہیں۔ جیسے کہا جاتا

ہے پورے دیئے فلاں کو درہم میں نے اور پھر پورے پورے ہی لے لئے میں نے اس سے اور ان ہر دو وجوہ کی بناء پر ثابت ہوتا ہے چڑھنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے آسمان کی طرف۔﴾ (حوالہ تفسیر کبیر ج دوم ص۴۶۵ مطبع مصری ۱۳۰۸ھ)

جواب سوم

''انی متوفیك ورافعك الیّ فان التوفی اخذ الشئ وافیا''﴿تحقیق میں پورا لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف۔﴾

پس ''توفی'' کے معنی کسی چیز کو پورا لینے کے ہیں۔

(تفسیر ابی السعود بر حاشیہ کبیر ج سوم ص۲۶۹)

جواب چہارم

''متوفیك یعنی من الدنیا ولیس بوفات موت ای قابضك من الارض وافیا لم ینا لوا منك شیئا من توفیت ''﴿اے عیسیٰ میں تجھے بغیر موت کے دنیا سے پورا لینے والا ہوں۔﴾ (تفسیر جامع البیان ص۵۲ مطبع نامی دہلی)

جواب پنجم

''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ''﴿اے عیسیٰ تحقیق میں پکڑنے والا ہاں تیرا تے اٹھانے والا ہاں تیرا۔﴾ شعر

جد کہیا خدا اے عیسیٰ ٹھیک میں تینوں پورا لیساں
تے اپنی طرف اٹھاواں کنوں کفاراں پاک کریساں

(حوالہ تفسیر محمدی ص۲۹۲ پنجابی)

جواب ششم

''معناہ انی قابضك ورافعك الیّ من غیر موت من قولهم توفیت شیئا واستوفیته اذا اخذته وقبضته تاما قال ابوبکر الواسطی معناہ انی متوفیك عن شهواتك وعن حظوظ نفسك ورافعك الیّ ان عیسیٰ لمارفع الی السماء صارت حالته، حالت الملائکة فی زوال الشهوة، بقوله انی متوفیك ورافعك الیّ فاخبره اللّٰه تعالیٰ انه رفع بتمامه الی السماء بروحه وجسده جمیعا'' (حوالہ تفسیر خازن جلد اول ص۲۷۴ مطبع مصری)

﴿معنی اس کا یہ ہے کہ تحقیق میں قبض کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو بغیر موت کے اور کہنے ان کے سے، کہ پورا لیا میں نے اس کو اور جس وقت پکڑا میں نے اس کو اور قبض کیا میں نے اس کو پورا پورا اور کہا ابوبکر واسطیؒ نے کہ معنی اس کا، تحقیق میں فوت کرنے والا ہوں۔ شہوت تیری کو تیرے نفس کی لذتوں سے اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی، بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اٹھائے گئے طرف آسمان کے۔ تو ان کی حالت ہوگئی خواہشات سے فرشتوں جیسی۔ تحقیق میں پورا لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی۔ پس خبر دی اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تمام کے تمام آسمان کی طرف ساتھ روح اور جسم کے اکٹھے۔﴾

جواب ہفتم

’’انی متوفیك من الدنیا ولیس بوفات موت ‘‘﴿تحقیق میں پورا لینے والا ہوں تجھ کو دنیا سے بغیر موت کے۔﴾ (حوالہ تفسیر ابن کثیر جلد اول ص۳۶۶ مطبع مصری)

جواب ہشتم

’’یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك من الدنیا من غیر موت ‘‘﴿اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف بغیر موت کے۔﴾ (تفسیر جلالین ص۵۲)

جواب نہم

’’یعیسیٰ انی متوفیك ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان تقتلك الکفار وممیتك حتف انفك لا قتالا بایدیهم ورافعك الیّ سمائی ومقر ملائکتی ‘‘﴿اے عیسیٰ! تحقیق میں پورا لینے والا ہوں تجھ کو یعنی پوری کرنے والا ہوں مہلت تیری کو اور معنی اس طرح ہوگا کہ تحقیق بچانے والا ہوں تجھ کو کفار کے قتل سے اور طبعی موت دوں گا تجھ کو نہیں قتل ہوگا تو ساتھ ہاتھوں ان کے کے اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف یعنی طرف آسمان اپنے کے، اور جگہ دینے والا ہوں ساتھ فرشتوں کے۔﴾

(تفسیر مدارک جلد اول ص۱۲۴ مطبع مصری)

خلاصہ کلام

۱...... تفسیر کبیر۔ ۲...... تفسیر ابی السعود۔
۳...... تفسیر جامع البیان۔ ۴...... تفسیر محمدی۔

۵...... تفسیر ابن کثیر۔ ۶...... تفسیر خازن۔
۷...... تفسیر جلالین۔ ۸...... تفسیر مدارک۔
۹...... جناب مرزا قادیانی وغیرہ کے حوالہ جات سے اظہر من الشّمس ہے کہ:

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے زندہ آسمان پر اٹھایا ہوا ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ان تمام مذکورہ بالا بزرگوں کی اطاعت کریں۔‘‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا (النساء:۱۱۵)‘‘

﴿جو کوئی برخلافی کرے رسول کی پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت، جو کوئی پیروی کرے سوائے مسلمانوں کے راستہ کی، متوجہ کریں گے ہم ان کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی۔﴾

اب قابل غور امر یہ ہے کہ ان مذکورہ تفاسیر کے مصنفوں کو جنہوں کی ساری زندگی قرآن کریم کی مقدس خدمت میں گزری۔ ان کا یقین کریں یا مرزا قادیانی کی باتوں کا کہ جن کی ساری زندگی میاں رانجھے کی طرح محمدی بیگم کے عشق میں بسر ہوئی؟

’’متوفی‘‘ کا معنی موت بھی ہو تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیر بحث آیت میں سیدنا ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر نے لفظ ’’متوفیك‘‘ کا معنی ’’ممیتك‘‘ بیان کر کے اس بات کو ظاہر کیا ہے کہ اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ جیسے اکثر مقامات میں قران مجید کے اندر بھی تقدیم وتاخیر کے کئی واقعات ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد الرازی فخر الدین صاحب اپنی کبیر میں زیر آیت ’’متوفیك‘‘ راقم ہیں۔

جواب اوّل

’’ان یقول فیها تقدیم وتاخیر والمعنی انی رافعك الیّ و مطهرك من الذین کفروا متوفیك بعد انزالی ایّاك فی الدنیا و مثله من التقدیم و تاخیر کثیر فی القران‘‘ یعنی زیر بحث آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ یعنی قرآن کریم کی آیت میں لفظ ’’متوفیك‘‘ پہلے آیا ہے اور ’’رافعك‘‘ پیچھے۔ اصلی عبارت اس طور پر ہے کہ ’’رافعك‘‘ پہلے اور ’’متوفیك‘‘ پیچھے اور ترجمہ کرتے وقت بھی ان الفاظ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ یعنی ترجمہ یوں ہوگا: ’’اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان کافروں سے، اور

فوت کرنے والا ہوں تجھ کو دنیا پر نازل کرنے کے بعد اور ایسی مثالیں قرآن کریم کے اندر بکثرت موجود ہیں۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم ص۴۶۵،۴۶۶ مطبوعہ مصری ۱۳۰۸ھ)

جواب دوم

''واذاخذنا من النّبیین میثاقهم ومنك ومن نوح و ابراهیم و موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم (الاحزاب:۷)'' ﴿جس وقت لیا ہم نے نبیوں سے عہد ان کا اور تجھ سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے۔﴾

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کا تمام رسولوں سے پہلے ذکر کیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول خدا ﷺ کا نام تو آیت کے اندر پہلے ضرور لیا ہے۔ لیکن مفہوم سمجھنے میں بعد سمجھا جائے گا۔ اسی طور لفظ ''متوفیك'' پہلے ہے ''رافعك'' بعد۔ لیکن سمجھنے میں ''متوفیك'' بعد سمجھا جائے گا اور ''رافعك'' پہلے۔

معلوم ہوا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے پہلے اٹھا لیا ہے پھر نازل ہونے کے بعد فوت ہوں گے۔

جواب سوم

''خلق الموت والحیاة لیبلوکم ایکم احسن عملا (الملك:۲)'' ﴿پیدا کیا میں نے موت کو اور زندگی کو تاکہ آزمائے تم کو کہ کون سا بہتر ہے عمل میں۔﴾

مولانا احمد علی قادیانی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے موت کا ذکر بیان کیا اور بعد اس کے زندگی کا۔ حالانکہ آیت کے اندر پہلے زندگی کا لفظ بیان کرنا چاہئے تھا اور بعد اس کے موت کا۔ اس آیت میں بھی تقدیم اور تاخیر لازمی ہے۔

جواب چہارم

''والقی السحرة ساجدین، قالوا امنا برب العالمین، رب موسیٰ و هارون (الاعراف:۱۲۰،۱۲۱،۱۲۲)'' ﴿ڈالے گئے جادوگر سجدے میں، کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں کے، پروردگار موسیٰ کے اور ہارون کے۔﴾

''فالقی السحرة سجّدا قالوا امنا برب هارون وموسیٰ (طٰهٰ:۷۰)''

﴿پس ڈالے گئے جادوگر سجدے میں کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار ہارون اور موسیٰ کے۔﴾

پہلی آیت میں لفظ موسیٰ کا پہلے آیا ہے اور دوسری آیت میں بعد بیان کیا گیا۔ یہ تو لازمی امر ہے کہ جادوگروں نے ایک ہی طرح کہا ہوگا۔ یا پہلی آیت کے مطابق یا دوسری آیت کے مطابق۔

توان ہردو آیات سے معلوم ہوا کہ ان ہردو کے اندر بھی تقدیم وتاخیر الفاظ واقع ہیں۔ باقی اگر آپ کو الفاظ تقدیم وتاخیر کے متعلق مزید تسلی کی ضرورت ہو تو بڑی کتابیں ''اتقان'' وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں تقدیم اور تاخیر کی کافی مثالیں موجود ہیں۔

اسی طرح بعض الفاظ جو مقدم ہوتے ہیں۔ لیکن معنی اس کا مؤخر ہوتا ہے۔ جیسے ''انی متوفیك ورافعك '' بھی ان میں ہی شامل ہے۔ جیسے کہ تفاسیر بھی تقدیم وتاخیر کے متعلق شاہد ہیں کہ آیت ''متوفیك ''میں تقدیم وتاخیر ہے۔

جواب پنجم

''اذقال اللّٰہ یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك مقدم ومؤخر یقول انی رافعك الی ''یعنی اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ یعنی پہلے ''رافعك الی '' ہے اور بعد میں ''متوفیك ''اس میں گویا الفاظ آگے پیچھے واقع ہیں۔ (تفسیر ابن عباس ص۳۹ مطبوعہ مصری)

جواب ششم

''ان فی الایة تقدیم و تاخیر تقدیرہ انی رافعك الیّ و مطھرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انزالك الی الارض''

تحقیق اس آیت کے اندر تقدیم وتاخیر ہے۔ مثلاً میں اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو کافروں سے اور فوت کرنے والا ہوں تجھ کو بعد نازل ہونے طرف زمین کے۔ (تفسیر خازن جلد اول ص۲۱۴ مطبوعہ مصر ۱۳۴۷ھ)

جواب ہفتم

''انی متوفیك ورافعك الیّ فقال قتادۃ وغیرہ ھذا من المقدم والمؤخر تقدیرہ انی رافعك الیّ ومتوفیك یعنی بعد ذالك''

﴿پس کہا حضرت قتادہؒ اور دوسرے بزرگوں نے کہ اس آیت مذکورہ بالا میں الفاظ

آگے اور پیچھے ہیں اور ترجمہ اس طرح ہوگا۔ تحقیق میں اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پھر فوت کرنے والا ہوں تجھ کو پیچھے اس کے۔﴾ (تفسیر ابن کثیر ص۳۶۶ جلد اول مطبوعہ مصری)

جواب ہشتم

متوفیک کہن توفی موت ایہی جو معنی پچھے اگے
اوہ موتوں پیش گیا آسمانی رلیا فرشتیاں سنگے
پھر پیش قیامت آ زمین پر چالی سال گذارے
پھر مرسی، مومن پڑھن جنازہ آکھیا نبی سوہارے

(تفسیر محمدی منزل اوّل ص۲۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۲۹ء)

تمام مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا ہوا ہے اور قیامت کے نزدیک نازل ہوکر دنیا میں اپنی عمر کا بقایا حصہ پورا کر کے پھر فوت ہو جائیں گے۔

مولانا احمد علی قادیانی! ہم اب آپ کو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے چند حوالے پیش کرتے ہیں جو کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے متعلق اپنے دعویٰ مسیح کرنے کے بعد لکھے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا باطل ایمان

قول مرزا نمبر۱...... ’’پس اس بیان کی رو سے ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے۔ جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

قول مرزا نمبر۲...... ’’میں اس سے ہرگز انکار نہیں کرسکتا، اور نہ کروں گا کہ شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں۔ ظاہری طور پر اس جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔‘‘

(مرزا قادیانی کا خط بنام مولوی عبدالجبار مورخہ ۱۱ر فروری ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۴۲۴)

قول مرزا نمبر۳...... ’’چنانچہ براہین احمدیہ میں قبل علم قطعی جو خدا سے منکشف ہوا۔ اپنے خیال سے یہی لکھا گیا تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئے گا۔ مگر خدا نے اپنی متواتر وحی سے اس

عقیدہ کو فاسد قرار دیا اور مجھے کہا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۶۰، خزائن ج۱۵ص۴۸۵)

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھے وہ خلیفہ محمود کے نزدیک مشرک ہے

قول خلیفہ محمود احمد

’’ان اختلافات کے طوفان کے وقت میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا۔ سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں۔ آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان علماء تین قسم کا شرک مانتے تھے۔ علماء تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے۔ مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے۔ بڑے بڑے توحید پرست وہابی بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ کہتے کہ وہ آسمان پر کئی سو سال سے بیٹھے ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔‘‘ (حضرت مسیح موعود کے کارنامے ص۲۹ تقریر خلیفہ محمود احمد)

خلاصہ کلام...... مرزا قادیانی کی زبانی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ بھی حضرت ابن مریم علیہ السلام کو تقریباً ۴۰، ۴۵ سال آسمان پر زندہ سمجھتے رہے اور خلیفہ محمود احمد کے نزدیک حضرت ابن مریم علیہ السلام کو زندہ سمجھنا شرک ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مشرک کے لئے خداوند تعالیٰ کیا سزا مقرر کرتا ہے؟

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:’’ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخٰسرین (الزمر:۶۵)‘‘ ﴿اور البتہ وحی کیا ہم نے طرف تیرے اور طرف ان لوگوں کے کہ پہلے تجھ سے تھے (یعنی تمام رسول) اگر شرک کیا تو نے البتہ ضائع ہو جاویں گے عمل تیرے اور البتہ ہوگا تو خسارہ پانے والا۔﴾

مشرک نبی نہیں ہو سکتا

مولانا احمد علی قادیانی! بھلا جو آدمی چالیس سال تک شرک کرتا رہا ہو۔ کیا وہ بھی نبی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ نبی تو کیا وہ تو قرآن کریم کے نزدیک اپنے آپ کو ایک نیک آدمی بھی کہلوانے کا حق دار نہیں۔ کیونکہ مشرک کے ہر نیک عمل ساتھ کے ساتھ ہی ضائع ہوتے رہتے ہیں اور نبی تو بچپن سے لے کر موت تک کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اور جناب انڈین مسیح تو پورے ۴۰ یا ۴۵ سال خدا کے ساتھ شرک کرتا رہا کہ حضرت ابن مریم زندہ ہے۔ پھر وہ کیونکر نبی ہو گئے؟

مذکورہ بالا حالات سے مکمل روشنی ہوگئی کہ ابن مریم علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کی تیسری دلیل

’’ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك (آل عمران:۵۵)‘‘ ﴿اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) ان لوگوں سے جو کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ اطاعت کریں گے تیری۔﴾

مولانا احمد علی قادیانی! اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہودیوں کا کفر کیا تھا کہ جس سے پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے؟ آیئے میں جناب کو پیش کرتا ہوں۔

’’يا اخت هارون ما كان ابوك امراسوء وما كانت امك بغيّا (مریم:۲۸)‘‘ ﴿اے بہن ہارون کی (یعنی مریم) نہیں تھا باپ تیرا اور ماں تیری بدکار۔﴾

یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کا الزام لگایا تھا کہ تو یہ لڑکا بغیر نکاح کیئے کہاں سے لائی؟ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر دوسری جگہ بھی یہ قصہ بیان فرمایا ہے۔

’’وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما (النساء:۱۵۶)‘‘ ﴿اور بسبب کفر، ان کے کے اور کہنے ان کے کے اوپر مریم علیہا السلام کے بہتان بڑا۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) کے نسب پر طعن (نقل کفر کفر نہ باشد) اس وجہ سے ہی یہودیوں نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے مکروفریب بھی کئے تھے۔ کہتے تھے کہ دعویٰ اس کا اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کا ہے۔ مگر ہے بغیر نکاح کے پیدا ہوا۔ (معاذ اللہ) اس کی سزا یہی ہے کہ قتل کر دیا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر بقول جناب مرزا قادیانی حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکیزگی جس کا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ وہ کب پورا ہوا اور کب ہوگا؟ پاکیزگی تو تب ہی ہوسکتی ہے کہ آپ زندہ ہوں۔ پھر آسمان سے نازل ہوکر تشریف لائیں اور یہودی اس بات پر ایمان لے آئیں کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے ہی پیدا کیا تھا۔ آپ بیشک اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام عائد کردہ الزامات سے بالکل مبرا تھی۔

جماعت قادیانی کے گھر کی شہادت

چنانچہ ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی قادیانی اپنی پاکٹ بک احمدیہ میں زیر آیت ''مطھرك'' راقم ہیں ''تطہیر سے مراد اس آیت میں کافروں کے الزامات سے بری کرنا ہے نہ کہ ان کے ہاتھوں سے زخمی ہونے سے بچانا۔''

اب ہمارا یہ مطلب ہے کہ آیا وہ یہودی حضرت مریم صدیقہ پر الزامات لگانے سے باز آ گئے اور انہوں نے اپنے آبائی عقیدہ جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق تھا کیا بدل دیا؟ وہ تائب ہو گئے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ اپنے اس عقیدہ پر قائم ہیں۔ تو پھر خداوند کریم کا سچا وعدہ جو کہ سچی کتاب میں ہے: ''ومطھرك من الذین کفروا'' کیا پورا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ابھی تک ساری دنیا کے یہودیوں کا یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب ثابت نہیں۔

ان حالات سے ظاہر ہوا کہ ابن مریم علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور نازل ہونے پر تمام یہودی اس بات پر ایمان لائیں گے کہ واقعی ابن مریم علیہ السلام کو خدا تبارک وتعالیٰ نے بغیر باپ کے ہی پیدا کیا تھا۔ آپ بیشک اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کی چوتھی دلیل

''انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ، وما قتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷)'' ﴿تحقیق قتل کر ڈالا ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کے کو جو رسول اللہ تھا اور نہیں قتل کیا اس کو اور نہ سولی دی اس کو۔﴾

اس آیت کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول تو صریحاً اس بات کا رد کیا کہ جو یہود ونصاریٰ کے دلوں میں شبہ پڑا ہوا تھا کہ ہم نے ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔

دوم...... اس بات کی اطلاع بھی کر دی کہ یہودیوں نے ایک آدمی کو قتل تو ضرور کیا ہے۔ مگر حضرت ابن مریم علیہ السلام کو نہیں۔ نہ اس کو قتل کیا اور نہ سولی دیا۔

مولانا احمد علی قادیانی! یہود شروع سے حضرت ابن مریم علیہ السلام کو قتل کرنے کے قائل ہیں۔ سولی پر چڑھانے کے وہ ہرگز قائل نہیں اور قرآن کریم نے ان کا کوئی ایسا قول دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کے قائل ہیں۔ جبکہ یہودی قرآن کریم کی شہادت کے ہوتے ہوئے اس بات کے قائل ہی نہیں کہ ہم نے ابن مریم

علیہ السلام کوسولی پر چڑھایا۔تو پھر قادیانیوں نے یہ قصہ من گھڑت کیوں تیار کرلیا کہ ابن مریم علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے اور وہاں پر ان کو بیہوشی طاری ہوگئی اور یہودیوں نے مردہ سمجھ کر اتار دیا پھران کے حواری گھر لے گئے۔زخموں پر مرہم لگائی اور صحت یاب ہوکر وہاں سے نکل کر کشمیر آ کر فوت ہوگئے

برادران اسلام! جماعت قادیانی نے قرآن کریم کو چھوڑ کر کتاب انجیل کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ کیونکہ انجیل میں ہے کہ یہودیوں نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کوسولی پر چڑھایا۔لیکن قرآن کریم کا فتویٰ انجیل کے خلاف ہے۔’’وما قتلوہ وما صلبوہ‘‘

نصاریٰ اور جماعت قادیانی ان دونوں کا کام تب ہی درست ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوسولی پر چڑھائے جانا قبول کرلیں۔

جماعت قادیانی کے عقیدہ سے عیسائیت کوتقویت

عیسائی مذہب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوسولی پر چڑھائے جانا قبول نہ کریں تو ان کے مذہب کا تانا بانا سب ٹوٹ جاتا ہے۔کیونکہ ان کے مذہب کی بنیاد کفارہ پر ہے۔جب آپ سولی ہی نہیں دیئے گئے تو کفارہ کیسا؟

یہ فقط جماعت قادیانی نے ان کے اس عقیدے کوتقویت دے دی ہے۔مگر حضرت مسیح علیہ السلام کوسولی پر چڑھائے جانا قبول نہ کیا جائے تو عیسائیت پر زبردست اعتراض واقع ہے۔ اس لئے ان لوگوں نے انجیل کی عبارت کو بگاڑ کر قتل کی بجائے صلیب لکھ دیا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کا کفارہ ثابت ہو جائے۔مگر میں جماعت قادیانی کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ آپکو اپنے بناسپتی نبی کی ہدایت کو یاد رکھنا چاہیئے۔اس لئے کہ ان کے پیچھے تو آپ نے قرآن کریم اور سنت نبی کو خیر باد کہہ دیا ہے۔پھران کے قول کو تو نہ بھول جاؤ۔چنانچہ مرزا قادیانی راقم ہیں۔

چاروں انجیلیں قابل اعتبار نہیں

’’غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی ترجمہ ہوکر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں۔ایک ذرہ بھر قابل اعتبار نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں۔خدا کا جلال اس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہے۔بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۴۲)

جماعت قادیانی کے فرقہ کا دارومدار حضرت ابن مریم علیہ السلام کی وفات پر ہے۔اگر یہ انجیل کی اتباع نہ کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کسی طور ثابت نہیں ہوسکتی۔

حالانکہ جناب مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ یہ انجیلیں قابل اعتبار نہیں۔ مگر قادیانی جماعت کے مبلغ مرزا قادیانی کے فرمان پر بھی عمل نہیں کرتے۔ تف ایسی امت پر۔ اگر انجیل پر عمل نہ کریں تو حیات مسیح کا ثبوت آیت پیش کردہ ایک ہی کافی ہے۔ کیونکہ یہود تو فقط اس بات کے ہی قائل ہیں کہ ''اناقتلنا'' ہم نے قتل کیا۔

اگر قادیانی جماعت یہ تسلیم کرتی ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام ہی قتل کر دیئے گئے تو پھر بھی ان کو مصیبت، کیونکہ مرزا قادیانی ہزاروں جگہ لکھ کر چلے گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سری نگر میں فوت ہوئے۔ وہاں پر ان کی قبر ہے۔

اگر قتل اور صلیب دونوں باتوں کو قبول نہ کریں تو پھر لازمی ہماری طرح کہنا پڑے گا کہ ابن مریم کی جگہ کوئی دوسرا آدمی قتل کیا گیا۔ اس لئے یہود ''انا قتلنا'' کہ ہم نے قتل کیا قائل ہیں۔ تو پھر زندگی ثابت ہوئی۔ اس لئے ان لوگوں نے قرآن کریم اور نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر مناسب سمجھا کہ انجیل پر عمل کیا جائے۔

مسیح ہی صلیب پر لٹکائے گئے

''بیشک آپ کو ہی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) صلیب پر لٹکایا گیا۔ مگر چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کی بیہوشی سے یہود نے یہ گمان کیا کہ آپ فوت ہوگئے ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں نے بھی مسیح کی جان کی حفاظت کی خاطر اس قسم کا پروپیگنڈہ کیا۔ حالانکہ اس زمانہ کی صلیب کے لحاظ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے اڑھائی یا ۳ گھنٹے صلیب پر رہنے سے موت واقع نہیں ہوسکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں چوروں کی ہڈیاں توڑ کر مارا گیا۔ مگر یہ ظاہر کر کے کہ آپ فوت ہوگئے ہیں۔ آپ کی ہڈی نہ توڑی گئی۔'' (نصرة الحق ص۲۹ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

مولانا احمد علی قادیانی بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے کاذب ہیں کہ جو ان انجیلوں پر خود عمل کر کے اور لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ جو مسئلہ تمہیں قرآن کریم میں تمہارے خلاف ملے تو اس کو چھوڑ کر انجیل پر عمل کر لیا کرو۔ مولانا احمد علی صاحب! جو آدمی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھتا ہے وہ قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ کر کبھی انجیل کی طرف نہیں جائے گا۔ میں جماعت قادیانی کو علی الاعلان اس بات کا چیلنج دیتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا سولی پر چڑھایا جانا اور بقول مولانا احمد علی قادیانی ان کو بھالا مارنا اور خون وغیرہ نکلنا قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کردو تو خدا کی قسم! مبلغ ۵۰ روپیہ نقد انعام حاصل کرنے کے علاوہ میں تمہارے مؤقف کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔

خدارا رسول اللہ ﷺ کی امت کو یہ ہدایت مت کرو کہ وہ قرآن کریم کو چھوڑ کر انجیل کی اتباع کریں۔ ورنہ یاد رکھو ٹھکانا جہنم ہوگا۔ حیرت ہے کہ جب قادیانی جماعت کے مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ہونا قبول نہیں کرتے تو پھر یہ لوگ کیوں آپ کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی راقم ہیں۔

مسیح مصلوب نہیں ہوئے

’’اور یاد رہے کہ عیسائی مذہب اس قدر دنیا میں پھیل گیا ہے۔ ان کے مذہب اور ان کے اصولوں کا واقعات حقہ سے تمام تانا بانا توڑ دیا جائے اور ثابت کر دیا جائے کہ حضرت مسیح کا مصلوب ہونا اور پھر آسمان پر چڑھ جانا دونوں باتیں جھوٹ ہیں۔ یہ طرز ثبوت ایسی ہے کہ بلاشبہ اس قوم میں ایک زلزلہ پیدا کر دے گی۔ کیونکہ عیسائی مذہب کا تمام مدار کفارہ پر ہے اور کفارہ کا تمام مدار صلیب پر اور جب صلیب ہی نہ رہی تو کفارہ بھی نہ رہا اور جب کفارہ نہ رہا تو مذہب بنیاد سے گر گیا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۲۲، خزائن ج۱۵ ص۱۶۸، ۱۶۹)

مذکورہ بالا حوالہ سے مکمل روشنی ہوگئی کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی تو قرآن کریم کے خلاف ہیں اور جماعت قادیانی کے علماء قرآن کریم کے خلاف ہونے کے علاوہ جناب مرزا قادیانی کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ جناب مرزا فرماتے ہیں:

’’حضرت ابن مریم کو سولی پر چڑھائے جانا اور ماننا عیسائیت کو ترقی دینا ہے۔‘‘ تو معلوم ہوا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت تو رات دن عیسائیت کو ترقی دے رہی ہے اور مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے کہ ان کے عقیدے سے عیسائیوں کو ترقی ہوئی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم تو اس بات کی نفی کر رہا ہے کہ: ’’وماقتلوہ وماصلبوہ‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ سولی پر دیا گیا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے زندہ آسمان پر اٹھا کر ایک یہودی پر مشابہت ڈال دی جس کو یہودیوں نے قتل کر دیا۔ لہٰذا اس قول پر آج تک وہ چلے آ رہے ہیں کہ ’’انا قتلنا‘‘ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔

حیات مسیح علیہ السلام پر پانچویں دلیل

’’ولکن شبہ لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه مالهم به من علم (النساء:۱۵۷)‘‘ ﴿اور لیکن شبہ ڈال دیا گیا واسطے ان کے اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے البتہ وہ بیچ شک کے ہیں نہیں ہے واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم۔﴾

یعنی جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام ہی مقتول یا مصلوب ہوئے وہ شک میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں میں سے ایک آدمی کی صورت کو مانند مسیح کے بدل دیا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر مکمل اعتماد ہوگیا کہ یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔ اس کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

قادیانی جماعت یہ سن کر بڑا تعجب کیا کرتی ہے کہ کسی کی شکل کا تبدیل ہونا عقل ونقل کے خلاف ہے۔ افسوس ہے کہ جماعت قادیانی کو یہ بات تو عقل ونقل کے خلاف نظر آرہی ہے (اور وہ ایک انسان کو انسان کی شکل میں تبدیل ہو جانا تسلیم نہیں کرتے) حالانکہ خداوند کریم نے انسان کو بندروں کی شکل میں تبدیل فرما کر قرآن کریم میں اس کا تذکرہ بھی فرمادیا ہے ”کونوا قردة خاسئین“ مگر ان لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کو پڑھ کر نہیں دیکھا۔ آپ راقم ہیں۔

مرزا قادیانی دس ماہ حاملہ بھی رہے

”کہ مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زائد نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

مرزا قادیانی کے حیض سے بچہ بن گیا

”الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

مرزا قادیانی خوبصورت عورت کی شکل میں بمع ڈاڑھی

”حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ اپنی حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوگئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔“

(اسلامی قربانی ص۱۲، تصنیف قاضی یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض ہند امرتسر)

کیا اب میں مولانا احمد علی صاحب سے دریافت کرسکتا ہوں کہ کسی آدمی کی شکل تبدیل ہوجانا تو آپ کو عقل اور نقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر جناب مرزا قادیانی کی حالتوں کا تمہیں علم نہیں کہ حیض کا آنا، حاملہ ہونا اور نہایت خوبصورت عورت کی شکل بدل جانا۔ خوبصورتی بھی ایسی

کہ خداوند عالم کو دیکھ کر بھی عشق پیدا ہو گیا۔ (معاذ اللہ) کیونکہ پہلی پیدائش آدمی پھر عورت حاملہ ہوگئی۔ بچہ پیدا ہو گیا تو پھر جناب مرزا قادیانی یعنی مرزا قادیانی ہی رہ گئے۔ خدا کی قسم! جناب مرزا قادیانی نے مداریوں کی بھی ٹانگ توڑ دی۔

اب آیئے مفسرین سے بھی آیت ''ولکن شبہ لھم'' کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۱…… ''والقی شبه علی المنافق فدخلوا علیه فقتلوه وهم یظنّون انه عیسیٰ علیه السلام وقیل ان تطیانوس الیهودی دخل بیتاکان هوفیه فلم یجده والقی اللّٰه تعالیٰ علیه شبه فلما خرج ظن انه عیسی فاخذ وقتل'' یعنی ڈال دیا گیا شبہ اوپر منافق کے پس جب داخل ہوئے اوپر اس کے یہودی پس گمان کیا انہوں نے کہ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پس قتل کیا اس کو اور تھا یہ تطیانوس یہودی داخل ہوا وہ بیچ اس گھر کے جس میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور نہ پایا ان کو مکان میں اور اللہ تعالیٰ نے ڈال دی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اوپر تطیانوس کے جب دیکھا اس کو یہودیوں نے تو گمان کیا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پس ٹکڑا اس کو اور قتل کیا۔ (تفسیر کبیر جلد سوم ص۳۴۰ طبع مصری)

۲…… ''ولکن شبه لهم القی شبه عیسیٰ علی تطیانوس فقتلوه بدل عیسی'' یعنی اور لیکن شبہ ڈال دیا گیا واسطے اس کے۔ یعنی ڈال دی گئی مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اوپر تطیانوس کے پس قتل کیا اس کو بدلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔

(تفسیر ابن عباسؓ ص۶۸ مطبوعہ مصر)

مولانا احمد علی قادیانی کو ایک یاددہانی

یہ تطیانوس یہودی وہی ہے جس کے متعلق جناب نے چک ۱۵۱ تعلقہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ میں مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۵۳ء بروقت مناظرہ (میرے ساتھ کرتے ہوئے) فرمایا تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے اور نہ سولی چڑھا دیئے گئے مگر ان کی جگہ یہودیوں نے اور کسی آدمی کو قتل کر دیا۔ اگر اس کا نام کسی معتبر حوالہ سے مجھے بتلا دیا جائے تو میں مبلغ پانچ روپے انعام دوں گا۔ مولانا، خاکسار نے تفسیر سیدنا ابن عباسؓ سے مذکورہ بالا حوالہ آپ کے پیش نظر کیا تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آپ باوجود ایک مولوی فاضل کی حیثیت رکھتے ہوئے اپنے ایفائے عہد کو کیوں پورا نہیں کر سکے تھے۔ غالباً شرمندگی کی وجہ سے حالانکہ سامعین حضرات نے اس بات

پر اصرار بھی کیا کہ جو انعام مقرر کیا گیا تھا وہ ادا کر دیا جائے۔ مگر آپ ماشاء اللہ بڑے ہوشیار ہیں کہ اب دیتے دیتے ہضم ہی کر گئے۔

خلاصہ کلام...... اب بھی غور کر لیجئے یہی تطیانوس ہے جس کا ذکر کر آیا ہوں۔

۳...... ''فالقی اللّٰہ شبہ عیسیٰ علی ذالك المنافق الذی دل علیہ فاخذوہ فقتلوہ وھم یظنون انہ عیسی ''پس ڈال دی اللہ نے مشابہت حضرت عیسیٰؑ کی اوپر اس منافق کے۔ ڈال ہے اوپر اس کے۔ پس پکڑا اس کو۔ قتل کیا اس کو اور گمان کیا انہوں نے کہ یہی حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ (تفسیر خازن جلد اول ص۳۸۶ مطبع مصری)

۴...... ''شبہ لھم من قتلوہ بان القی اللّٰہ علی رجل من الیھود وشبہ فقتل ''یعنی مشابہت ڈال دی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں میں سے ایک آدمی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ پس قتل کیا اس کو۔ (تفسیر جامع البیان ص۹۰ مطبوعہ نامی دہلی ۱۳۴۴ھ)

۵...... ''وقال ابن جریر عن مجاھد صلبوہ رجلا شبہ بعیسیٰ ورفع اللّٰہ عزوجل عیسی الی السماء حیا ''یعنی حضرت ابن جریرؒ نقل کرتے ہیں حضرت مجاہدؒ سے کہ یہودیوں نے اس آدمی کو سولی دیا تھا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی گئی تھی اور اٹھا لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے طرف آسمان کے زندہ۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص۵۷۶ مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ)

۶...... مولانا احمد علی قادیانی نصرۃ الحق میں راقم ہیں کہ تطیانوس کی تردید کے لئے ہم کافی لکھ چکے ہیں۔ تاہم حضرت ابن عباسؓ کا بیان بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا تھا۔ ''ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی فیکون فی الجنۃ ''یعنی تم میں سے کون میری شبیہ میں میری جگہ قتل ہو کر جنت حاصل کرنے کا خواہاں ہے؟ تو ایک مخلص نوجوان حواری نے لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ (تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین ص۵۰) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ شبیہ تطیانوس نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا مخلص حواری اور شاگرد تھا جو جنتی بن گیا۔'' (نقل از نصرۃ الحق ص۳۴، مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

مولانا احمد علی قادیانی پھر راقم ہیں۔

''حالانکہ تبدیلی شکل کا خیال عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ مثلاً پہچان کا تمام دار و مدار شکل پر ہوتا ہے۔ سو جب مسیح کی شکل تطیانوس کو مل گئی اور یہودیوں نے صلیب پر مار دیا تو ان کا دعویٰ ''انا قتلنا المسیح ''ہم نے مسیح کو قتل کر دیا، بالکل صحیح ٹھہرا۔ (نصرۃ الحق ص۳۱)

جواب اوّل

مولانا احمد علی قادیانی! ہماری اس بات پر ہرگز ہرگز بحث نہیں کہ ضرور تطیانوس پر ہی اللہ تعالیٰ نے مشابہت ڈالی تھی۔ حواری ہو یا کہ تطیانوس، ہماری بحث تو فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی پر ہے۔ سو وہ میرے مخاطب کی زبانی بھی اللہ تعالیٰ اس بات کی تصدیق کرارہا ہے کہ بلاشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ کوئی دوسرا آدمی قتل کیا گیا۔ نہ کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام۔ تمام جماعت قادیانی کو سیدنا حضرت ابن عباسؓ کا قول بھی دوسرے مفسرین سے زیادہ پسند ہے اور مولانا احمد علی قادیانی حوالہ تفسیر کمالین کا پیش کرنے سے قبل یہ بھی لکھ گئے کہ یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے کہ تطیانوس شبیہ نہیں بلکہ حواری ہے۔

اب تو جماعت قادیانی کو یہ ماننا لازمی ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ دوسرا کوئی آدمی یہودیوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ جب کوئی دوسرا قتل ہوا تو پھر لازمی امر ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام زندہ ضرور آسمان پر اٹھائے گئے۔

جواب دوم

افسوس کہ مولانا احمد علی قادیانی نے قرآن کریم کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا ذکر کہیں نہیں پڑھا ہوگا۔ جو کہ فرعونیوں کے مقابلہ میں لکڑی سے سانپ بن جایا کرتا تھا۔ ایک غیر جنس لکڑی کو خداوند کریم سانپ ذی روح کی شکل تو بنا سکتا ہے۔ مگر کیا آدمی کو اللہ تعالیٰ دوسرے آدمی کی شکل میں تبدیل نہیں کرسکتا؟ جیسے موسیٰ کلیم اللہ کے عصاء کا سانپ کی شکل اختیار کرنا عقل اور نقل کے خلاف نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل تطیانوس کو اختیار کرنا کس طرح خلاف عقل و نقل ہوسکتا ہے؟ آیت قرآن کریم:

’’فالقلها فاذاهيى حية تسعى (طه:۲۰)‘‘ ﴿پس ڈال دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا اپنا پس ناگہاں وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔﴾

مولانا صاحب! کیا لکڑی کا سانپ نہیں بنا؟ اگر آپ کو قبول ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تطیانوس کی شکل کو تبدیل کر کے یہودیوں کے ہاتھوں سے ہی قتل کرا دیا۔

مولانا احمد علی صاحب، کمترین نے چک ۱۵۱ تعلقہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ میں مورخہ ۲۴؍فروری ۱۹۵۳ء کو مناظرہ عام پبلک میں آپ سے کرتے وقت اس روز بھی ’’ولكن شبه لهم‘‘ کے تحت مذکورہ بالا آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا والی پیش کی تھی۔ مگر جب آپ کو اس دلیل کا جواب نہ آیا تو فرعونیوں کی طرح جادو اور نظر بندی کا کھیل بتایا گیا۔ کیا یہ کفار جیسا فعل تو نہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے ایک رسول کے معجزہ کو نظر بندی کہنا کیا احمدیت ہے؟ (استغفر اللہ)

جواب سوم، ایک عجیب واقعہ

’’ایک سترہ سالہ طالب علم لڑکی بن گیا۔ (لاہور، ۲۶؍فروری) میو ہسپتال میں ایک حیرت انگیز مریض زیر علاج ہے۔ ایک نوجوان طالبعلم مرد کے اوصاف کھو کر عورت بن رہا ہے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خالصہ کالج امرتسر کا ایک طالب علم جس کی عمر اس وقت ۱۷سال کے قریب ہے۔ مردانہ نشانات کھو کر عورتوں کے نشانات پا رہا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا اس کے جسم میں درد شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس کے فوطے گھٹنے شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ گولیاں معدوم ہوگئی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد عضو مخصوص گھٹنا شروع ہوا اور گھٹتے گھٹتے اس کا بھی نشان باقی نہ رہا۔ پھر چھاتی میں درد شروع ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد اس لڑکے کی چھاتی اس طرح ابھر آئی جیسے عورتوں کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی نقل وحرکت بھی عورتوں جیسی ہوتی گئی۔ اب اسے ہسپتال میں لایا گیا اور کرنل ہار پرنیس انچارج میو ہسپتال کے سامنے پیش کیا گیا۔‘‘ (حمایت الاسلام لاہور ۳؍مارچ ۱۹۳۲ء ص۵)

مولانا احمد علی قادیانی! لڑکے سے لڑکی اللہ تعالیٰ بنا سکتا ہے تو کیا تطیانوس کی شکل کو تبدیل کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا؟ ممکن ہے کہ فقط جماعت قادیانی کو ہی سمجھانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے کام کر کے لوگوں کو بتاتا ہو کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ جو چاہوں کر سکتا ہوں اور جو چاہا سو کیا اور جو کچھ چاہوں گا کروں گا۔ اس کے ارادہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

حیات مسیح علیہ السلام کی چھٹی دلیل

’’بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما (النساء:۱۵۸)‘‘ ﴿بلکہ اٹھا لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔﴾

مولانا صاحب! کو معلوم ہو کہ اس آیت پیش کردہ میں رفع کا صلہ الیٰ موجود ہے۔ جو جسم مع الروح کے مرفوع ہونے پر برہان ہے۔ نیز جناب مرزا غلام احمد قادیانی ’’رفعه الله اليه‘‘ سے ’’رفع الى السماء‘‘ تسلیم کرتے ہیں۔

کیونکہ آیت ’’انی متوفيك ورافعك الىّ‘‘ میں رفع حضرت مسیح کا ذکر ہے اور آیت ’’بل رفعه الله اليه‘‘ میں ایفائے عہد کا بیان ہے۔ رفع کے معنی عزت کی موت کرنا مولانا صاحب کا اپنا ایجاد ہے۔ کیونکہ لغت عرب میں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ بلکہ خلاف منشاء اللہ تعالیٰ کے ہے۔ کیونکہ یہود کا قول ’’انا قتلنا المسيح‘‘ ہے اور ظاہر ہے کہ قتل اور سولی کے قابل جسم ہے نہ کہ روح۔ جیسا کہ یہود کا خیال تھا کہ ہم نے سولی پر چڑھایا اور آیت ’’وما قتلوه وما

صلبوہ ‘‘ سے بھی نفی قتل وسولی جسم ہی سے کی گئی ہے اور جملہ ضمائر’’ ما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ ’’وما قتلوہ یقینا ‘‘ راجع ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف،اور’’المسیح عیسیٰ ابن مریم ‘‘معتبر ہے’’جسد مع الروح ‘‘اور جسم عیسیٰ کو ہی قتل اور سولی سے بچایا گیا۔

پس اس ابن مریم کو ہی زندہ اپنی طرف اٹھایا گیا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ آیت’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ ‘‘قطعی طور پر حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دال ہے۔جیسا کہ(صحیح بخاری مع فتح الباری ج۹ ص۹۳۱، باب اذا وکّل رجلا) میں حدیث موجود ہے، ملاحظہ ہو۔

’’لا رفعنك الی رسول اللّٰہ ﷺ ‘‘یعنی ابو ہریرہؓ نے چور سے کہا کہ تجھ کو رسول خدا ﷺ کی طرف ضرور لے جاؤں گا۔

دوسری حدیث’’وعن اسامۃ بن زید......فرفع الی رسول اللّٰہ ﷺ الصبی (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۰ باب البکاء علی المیت) ‘‘اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کا لڑکا رسول خدا ﷺ کی طرف اٹھایا گیا۔ان ہر دو حدیث میں جسم کو لے جانا مراد ہے نہ کہ محض روح کو۔پس محاورات عرب وحدیث سے ثابت ہوا کہ رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا۔ وہاں اس سے مراد نیچے سے اوپر کو لے جانا ہوگی اور اگر رفع کا متعلق ومعمول کوئی معنی ہوگا تو اقتضائے مقام پر محمول ہوگا۔

جیسے محاورہ’’رفعتہ الی الحاکم ‘‘میں اگر ضمیر منصوب سے مراد کوئی جسم ہے تو اس سے مراد رفع جسم ہی ہوگی اور اگر کوئی امر ومعاملہ ہو تو صرف اس کا پیش کرنا مراد ہوگا۔اس بیان کی تصدیق کے لئے مصباح منیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

’’فالرفع فی الاجسام حقیقۃ فی الحرکۃ والانتقال وفی المعانی علی ما یقتضیہ المقام ‘‘اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ رفع کے حقیقی اور وضعی معنی نیچے سے اوپر کو حرکت اور انتقال کے ہوتے ہیں۔جیسا کہ عام تفاسیر بھی شاہد ہیں۔

’’عن ابن عباسؓ قال کنا فی المسجد نتذاکر فضل الانبیاء الی ان قال فذکرنا عیسیٰ برفعہ الی السماء فدخل رسول اللّٰہ ﷺ فقال فیم انتم فذکرنا لہ ‘‘یعنی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم نے مسجد میں انبیاء کا ذکر کرتے کرتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چڑھنے کا بھی ذکر کیا۔پس رسول خدا ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے پھر سارا قصہ بیان کیا۔

(تفسیر کبیر جلد دوئم ص۳۰۲ مطبوعہ مصر)

اس حدیث سے اظہر من الشمّس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے پر تمام صحابہؓ کا اتفاق تھا اور رسول خدا ﷺ نے سن کر تصدیق فرمائی۔

آیت ''بل رفعه الله اليه'' میں رفع کا صلہ الی موجود ہے جو جسم مع الروح کے مرفوع ہونے پر برہان ہے۔ نیز جناب مرزا غلام احمد قادیانی ''رفع الله اليه'' سے ''رفع الی السماء'' تسلیم کرتے ہیں۔

''قال الحسنؓ ان عیسیٰ رفعه الله اليه فهو عنده فی السماء'' یعنی حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آسمان پر زندہ ہیں۔

ان تمام مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے جسد مع الروح ہی آسمان پر اٹھایا ہوا ہے۔

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

لفظ ''رفع'' کے معنی اٹھانا کرنا سراسر تحکم اور زبردستی ہے۔ کیونکہ (اول) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا نام رفیع الدرجات (المومن:۱۵) آیا ہے۔ یعنی وہ مومنوں کو درجہ میں بلند کرنے والا ہے۔ اس میں رفع کے معنی آسمان پر اٹھانا نہیں۔ بلکہ درجات بلند کرنا اور عزت دینا ہیں۔ جیسا کہ شاہ رفیع الدین صاحب کے مندرجہ ذیل آیات کے ترجمہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

۱...... ''ان ترفع (النور:۳۶)'' یہ کہ بلند کئے جائیں۔

۲...... ''لا ترفعوا اصواتكم (الحجرات:۲)'' مت بلند کرو آواز اپنی کو۔

۳...... ''يرفع الله الذين اٰمنوا منكم (المجادلة:۱۱)'' بلند کرے گا اللہ ان کو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے۔

۴...... ''مرفوعة مطهرة (عبس:۱٤)'' بلند کئے گئے، پاک کئے گئے۔

ان تمام آیات میں لفظ ''رفع'' ہر طریق سے بلندی اور عزت دینے کے معنی میں مستعمل ہے نہ کہ جسم کو آسمان پر اٹھائے جانے کے لئے۔ (نصرۃ الحق ص۲۹،۳۰ مصنفہ احمد علی قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی قادیانی نے مذکورہ بالا آیتوں کے اندر بڑی فریب دہی اور دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ پہلی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا ہے کہ تم مسجدوں کے اندر بلند کرو میرے ذکر کو۔ کیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اذکار مساجد میں کیا جاتا ہے۔ وہ غالباً

جماعت قادیانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں پہنچتا۔ حالانکہ قرآن کریم کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام سمیع وعلیم بھی ہے۔ مولانا موصوف نے قرآن کریم کی پوری آیت کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے کہ پوری آیت کو لکھنے سے سلسلہ قادیانی کی تردید ہوتی تھی۔ مولانا نے آیت پیش کردہ کے آگے اور پیچھے کے لفظوں کو چھوڑ کر درمیانی لفظ پیش کر دیئے۔ کیا یہ تحریف قرآنی کی بدترین مثال نہیں؟ آؤ پوری آیت پیش کرتا ہو۔

''فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکرفیھا اسمہ (النور:۳۶)'' ترجمہ: حضرت شاہ رفیع الدینؒ صاحب، بیچ گھروں کے حکم کیا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ بلند کیا جائے اور یاد کیا جائے بیچ اس کے نام اس کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بقول مولانا موصوف کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اذکار مسجدوں وغیرہ میں کیا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جاتا؟ یعنی اس کے پاس نہیں پہنچتا۔ (استغفر اللہ) پوری آیت سے معلوم ہوا کہ تمام ذکر جلی اور خفی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں۔ وہ برابر سنتا ہے۔

جواب دوم

''یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروالہ (الحجرات:۲)'' ﴿اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مت بلند کرو آوازیں اپنی اوپر آواز نبی ﷺ کے اور مت آواز بلند کرو واسطے اس کے۔﴾

مولانا احمد علی قادیانی! آپ اس آیت کے شان نزول سے تو بخوبی واقف ہوں گے۔ لیکن فقط تنخواہ حاصل کرنے کے لئے حق کو چھپایا گیا۔ یعنی جن لوگوں نے آقائے نامدار ﷺ کو یہ آوازیں دی تھیں کہ یارسول اللہ آپ مکان سے باہر آیئے ایک کام ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بلند آوازوں کو سن کر بذریعہ جبرئیل یہ پیغام نہیں پہنچایا تھا کہ آئندہ تم میرے نبی محمد مصطفی ﷺ کو اس طرح مت پکارنا۔ جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ورنہ یاد رکھو تمہارے نیک اعمال تمہاری بے خبری میں ضائع ہو جائیں گے۔ جبکہ ان لوگوں کی آوازیں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ پھر ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ان کے اس فعل سے منع فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ''رفع'' سے اٹھانا مراد ہے نہ کہ کچھ اور۔

جواب سوئم

''یایھا الذین امنوا اذاقیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذاقیل انشزوافانشزوا یرفع اللہ الذین امنو امنکم والذین

اوتوا العلم درجات (المجادلۃ:۱۱) ’’﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جس وقت کہا جائے واسطے تمہارے کشادگی کرو بیچ مجلسوں کے۔ پس کشادہ کرو کشادہ کرے گا واسطے تمہارے اللہ تعالیٰ اور جس وقت کہا جائے اٹھ کھڑے ہو، پس کھڑے ہو جاؤ۔ بلند کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور ان لوگوں کو کہ کردیئے گئے علم درجے۔﴾

مولانا احمد علی قادیانی نے اس آیت میں بھی بڑی فریب دہی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ مولانا موصوف نے آدھی آیت کو تو لوگوں کے پیش کردیا اور آدھی آیت اس لئے چھوڑ دی کہ اس میں درجات کا ذکر ہے۔ یعنی ’’یرفع اللّٰہ الذین امنوا ‘‘ کا صلہ ’’درجٰت‘‘ موجود ہے اور آیت ’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ ‘‘ میں رفع کا صلہ الیٰ موجود ہے۔ جو جسم مع الروح کے مرفوع ہونے پر برہان ہے۔

خلاصہ...... ’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ ‘‘ سے ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کو جس کا نام عیسیٰ ہے، زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

جواب چہارم

’’فی صحف...... مکرمۃ عند اللّٰہ تعالیٰ مرفوعۃ فی السماء مطہرۃ ‘‘

﴿بیچ صحیفوں تعظیم کئے گیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بلند کئے گئے اور پاک کئے گئے۔﴾

(تفسیر جلالین ص۴۹۰)

مولانا احمد علی قادیانی کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس آیت پیش کردہ کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحیفوں کا ذکر بیان فرمایا ہے جو کہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے لوح محفوظ میں موجود ہیں۔ اس سے بھی آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جماعت قادیانی کے عقیدہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ رفع پر تو مولانا احمد علی قادیانی کا بھی اتفاق ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وہ رفع سے مراد رفع درجات سمجھتے ہیں ’’رفع جسم‘‘ نہیں۔

اگر رفع سے مراد رفع درجات سمجھا جائے تو یہودیوں کی آیت ’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ ‘‘ سے تردید نہیں ہوتی۔ بلکہ تائید ہوتی ہے۔ رفع درجات تو تب ہوسکتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا ہو اور قتل کیا ہو۔ کیونکہ ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دینداری کے باعث آپ کو مقتول یا مصلوب کیا ہوگا اور جب دینداری کے باعث آپ مقتول یا مصلوب ہوئے تو بیشک رفع درجات ہوسکتا ہے۔ اس کے بغیر ہرگز نہیں۔ جیسا کہ شہداء کی بابت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر عام طور پر بلندی مراتب کی خبر دی ہے۔

’’ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرۃ:۱۵۴)‘‘یعنی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اگر رفع سے مراد رفع درجات سمجھا جائے تو پھر یہودیوں کی تائید ہوئی۔ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے قتل کر ڈالا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں نے اس کے درجے بلند کر دیئے۔ درجہ تو بلند تب ہی ہوسکتا ہے کہ ابن مریم کو ان لوگوں نے قتل کیا ہوتا۔ مگر قرآن کریم اس بات کی تردید کرتا ہے کہ’’وما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ان عقلی اور نقلی دلائل سے ظاہر ہوا کہ رفع درجات نہیں بلکہ رفع سے مراد رفع جسمانی ہے۔ جیسا کہ عام تفاسیر معتبرہ اس بات کی بشارت دے رہی ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کی ساتویں دلیل

’’وان من اهل الکتاب الالیؤمننّ به قبل موته (النساء:۱۵۹)‘‘﴿اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (یعنی ساتھ حضرت عیسیٰ کے، پہلے موت اس کی کے) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قبل۔﴾

اس آیت میں’’لیؤمنن‘‘نون تاکید ثقیلہ مع لام قسمیہ موجود ہے۔ کتب نحو میں بالتصریح لکھا ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔ ماضی اور حال کے لئے نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ نہیں آتا۔ اس میں کسی نحوی کو خلاف نہیں اور نہ کوئی آیت اور حدیث اور کلام عرب اس کے برخلاف ہے۔

چنانچہ ابن ہشام راقم ہیں:’’واما المضارع فان کان حالالم یوکد بهما وان کان مستقبلا اکدبهما وجوبا نحو تاالله لاکیدن اصنامکم (مغنی ص۲۲ ج۲)‘‘یعنی اگر مضارع حال کے معنی میں ہو تو ان ہر دو (ثقیلہ وخفیفہ) سے تاکید نہیں کی جاتی۔ اگر مستقبل کے معنی میں ہو تو اس کی تاکید ان میں سے کسی کے ساتھ ضرور ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت’’لا کیدن اصنامکم‘‘میں موجود ہے اور اسی طرح (شرح جامی ص۳۷۹) پر بھی مذکور ہے۔

’’وانما اختصت هذه النون بهذه المذکورات الدالة علی الطلب دون الماضی والحال لانه لایؤکدالا مایکون مطلوبا لان وضعه لتاکیدطلب حصول شی والمطلوب لایکون ماضیا ولا حالا‘‘

اس آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں سب اہل کتاب یہود ونصاریٰ جو اس وقت موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے

مرنے سے پہلے ضرور ایمان لے آئیں گے اور آپ ان پر قیامت کے روز شاہد ہوں گے۔ موافق محاورہ کتاب وسنت وقواعد نحو وکلام عرب میں آیت کے صحیح معنی یہی ہیں اور جتنے معنی اس کے سوا ہیں۔ وہ سب غلط اور باطل اور قرآن کریم اور حدیث کے برخلاف ہیں۔ پس چونکہ ابھی تک سب اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لہٰذا آپ تاہنوز فوت بھی نہیں ہوئے۔ اس آیت سے حیات مسیح بالتصریح ثابت ہوئی۔

۲...... (حدیث) ’’حدثنا اسحٰق انا یعقوب ابن ابراهیم ثنا ابی صالح عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب سمع ابا هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب و یفیض المال حتیٰ لا یقبله احد حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابی هریرةؓ واقروا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا‘‘ (بخاری شریف جلد دوم ص۴۹۰)

﴿حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریمﷺ نے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور نازل ہوں گے تم میں حضرت ابن مریم، حاکم ہوں گے۔ عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے قانون صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیروں کو اور رکھیں گے لڑائی کو اور بہت ہوگا مال حتیٰ کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور ہوگا ایک سجدہ بہتر ساری دنیا سے۔ پھر کہا حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھو اگر چاہو تم۔ نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے موت اس کی کے اور ہوگا دن قیامت کے اوپر ان کے گواہ۔﴾

اس حدیث شریف سے نہ صرف اس امر کو ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ دوبارہ آئیں گے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوا کہ حیات مسیح اور نزول پر سب اصحاب کرامؓ کا اتفاق اور اجماع تھا۔ اب جس کی تاویل کرنی بالکل ناممکن ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ راقم ہیں۔

’’ولاحمد من وجه اٰخر عن ابی هریرةؓ اقرؤه من رسول الله وان من اهل الکتاب (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۸۱ جز۱۳)‘‘ یعنی حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس آیت کی یہ تفسیر خود رسول اللہﷺ نے فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے اس پر اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔ جب وہ نازل ہوں گے۔

''قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلنّ ابن مریم حکما عادلا...... ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها ولتذهبن الشحنا...... ولیدعون الی المال فلا یقبله احد (مسلم شریف ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ) ''یعنی رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! حضرت ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور حاکم ہوں گے اور عادل ہوں گے اور اونٹوں کو بیکار کریں گے کہ ان پر کوئی سواری نہیں کرے گا اور آپس میں دشمنی کو دور کریں گے اور مال دینے کے لئے لوگوں کو بلائیں گے مگر اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں چند امور بیان فرمائے گئے ہیں۔ جن کا حیات مسیح علیہ السلام سے خاص تعلق ہے۔

اول...... یہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی نازل ہوں گے نہ کہ ان کا کوئی مثیل۔

دوم...... حضرت ابن مریم علیہ السلام تمام دنیا پر حکمران ہوں گے کسی دوسری حکومت دنیاوی کے ماتحت نہیں رہیں گے۔

سوم...... یہ کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگ مال و دولت سے مالا مال ہوں گے۔ لہٰذا معاملات دنیاوی کی حاجت نہیں پڑے گی۔

چہارم...... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے زمانہ میں آپس کی تمام عداوتیں اور دشمنیاں کٹ جائیں گی۔ سب کے سب مسلمان ہوں گے۔ آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہیں گے۔ (مگر جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی آمد سے عداوتوں میں مزید اضافہ ہو گیا)

پنجم...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے زمین اپنے برکات اندرونی و بیرونی کو ظاہر کر دے گی۔ مال و دولت اس قدر عام ہوگا کہ کوئی کسی کا زیر احسان اور حاجت مند نہیں رہے گا۔ (مگر قادیانی مسیح کی آمد سے لوگوں کا افلاس روز بروز ترقی پذیر ہے)

شہادت جناب مرزا غلام احمد قادیانی بابت حدیث مذکورہ ''والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه '' (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) یعنی رسول خدا ﷺ نے جس حدیث میں قسم کھائی ہو اس کے ظاہری معنی مراد لینا لازمی اور ضروری ہیں۔ جس کی تاویل بالکل منع ہے۔ مولانا احمد علی قادیانی حدیث مذکورہ بالا کی تصدیق جناب مرزا غلام احمد قادیانی سے کرادی گئی ہے۔ اب عمل کرنا تمہارا فرض ہے۔

''عن عبداللہ ابن مسعودؓ قال لما کان لیلة اسری برسول اللہ ﷺ لقی عیسیٰ ابن مریم فقال عهد الیّ فیما دون وجبتها فانزل فاقتل الدجال (ابن ماجه باب خروج المهدی ص ۳۰۹) ''

’’وفی روایة لا حمد قال رسول اللّٰہ لقیت لیلة اسری بی (مسند امام احمد ص۳۷۵ ج۱) ‘‘یعنی حضرت عبداللہؓ ابن مسعود نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں اور ان سے قیامت کے متعلق تذکرہ ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ قیامت کی تاریخ کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ قیامت سے پہلے میں نازل ہوں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے وعدہ کے مطابق آسمان میں تشریف فرماہیں۔

’’عن الحسنؒ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن جریر ص۲۸۹ ج۳) ‘‘یعنی حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے یہود کے لئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں۔ تحقیق وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الیٰ الان کا بالتصریح بیان ہے۔

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’آیت کے یہ معنی کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے، سراسر غلط ہے۔ تفسیر محمدی میں ہے کہ ضمیر طرف عیسیٰ علیہ السلام کے ممنوع ہے اور ضعیف ہے اور یہ تفسیر مظہری کے مصنف نے بیان کیا ہے۔ اس آیت کے صحیح معنی جس سے معلوم ہوگا کہ یہ بھی اہل کتاب کی برائی کی بات ہے، یہ ہیں۔ ہر ایک اہل کتاب (خواہ یہودی ہو یا عیسائی) اسی مذکورہ بالا بات پر اپنے مرنے تک ایمان ویقین واعتقاد رکھے گا کہ مسیح صلیب پر مرکر بزعم یہود ملعون اور بخیال نصاریٰ گناہوں کا کفارہ ہوگئے۔ یہ وہ معنی ہیں جو بانی جماعت احمدیہ نے فرمائے اور جو قرآن وحدیث اور واقعات تاریخی اور حالات کے عین مطابق ہیں اور یہی صحیح معنی اور مطلب ہے۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۱۳۰ مصنفہ احمد علی قادیانی)

جواب اوّل

مولانا صاحب! پہلے آپ کے سامنے آپ ہی کے خلیفہ حکیم نورالدین جن کے علم و فضل کا تمام قادیانیوں کو بمع جناب مرزاغلام احمد قادیانی کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ زیر آیت ’’ان من اهل الکتاب‘‘ راقم ہیں، سن لیجئے۔

’’نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی

کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔‘‘ (فصل الخطاب جلد دوئم ص ۸۵ حاشیہ نمبر۲)

مولانا احمد علی صاحب! غور کیجئے۔ کیا یہ ترجمہ خلیفہ نورالدین کا تمہارے اور تفسیر محمدی اور تفسیر مظہری اور جناب غلام احمد قادیانی کے مطابق ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارے حق میں شہادت دے رہے ہیں۔ کیونکہ لفظ بہ اور موتہ کی یعنی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔

جواب دوم

’’عن الحسنؒ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته، قال قبل موت عیسیٰ واللّٰه انه الان حیی عند اللّٰه ولکن اذانزل امنوا به اجمعون (تفسیر درمنثور ص ۲٤۱ جلد دوم)‘‘

﴿حضرت امام حسنؒ آیت مذکورہ بالا کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں کہ نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا (ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی کے، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ وہ زندہ ہیں نزدیک اللہ کے اور لیکن نازل ہونے کے بعد تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے ساتھ اس کے۔﴾

جواب سوئم

’’قال رسول اللّٰه ﷺ ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء (کنز العمال برحاشیه مسند امام احمد ص٥٦ ج٦)‘‘

یعنی فرمایا نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ میرا بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ فی الحال وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

جواب چہارم

’’عن ابن عباسؓ ایضاً والمعنی وما من احد من اهل الکتاب الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وذلك عند نزوله من السماء فی اٰخرالزمان فلا یبقی احد من اهل الکتابین الا امن بعیسیٰ حتی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام قال عطاء اذانزل عیسیٰ الی الارض لا یبقی یهودی ولا نصرانی ولا احد یعبدغیر اللّٰه الا اٰمن بعیسیٰ وانه عبداللّٰه ‘‘

(تفسیر خازن جلد اول ص ۳۸۷ مطبوعہ مصر ۱۳۴۷ھ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے موت اس کی کے، نازل ہونے کے بعد آسمان سے، بیچ آخری زمانہ کے۔ اس وقت تمام زمین پر فقط دین اسلام ہی ہوگا اور حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو اس وقت کوئی بھی یہودی اور نصرانی سوائے خدا تبارک وتعالیٰ کے اور کسی کی عبادت کرنے والے نہ ہوں گے اور ایمان لائیں گے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

جواب پنجم

’’ان قوله قبل موته ای قبل موت عیسیٰ والمراد ان من اهل الكتاب الذين يكونون موجودين فی زمان نزوله‘‘ (تفسیر کبیر جلد۶ ص۱۰۴ جز۱۱، مطبع مصری)

یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے موجودہ اہل کتاب جو نازل ہونے کے وقت ہوں گے، ضرور ایمان لائیں گے۔

جواب ششم

’’وان من (ومامن) اهل الكتاب، اليهود و النصاریٰ احد الا ليؤمنن به بعيسیٰ انه لم يكن ساحراً ولاالله ولا ابنه ولا شريكه قبل موته ‘‘(ایضاً)

﴿اور نہیں کوئی اہل کتاب سے یہودی اور نہ نصاریٰ مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ تحقیق آپ نہیں تھے جادوگر اور نہ اللہ اور نہ بیٹے اس کے اور نہ شریک اس کے پہلے موت حضرت عیسیٰ کی کے۔﴾

جواب ہفتم

’’وقال ابومالك فی قوله الا ليؤمنن به قبل موته قال ذلك عند نزول عيسیٰ موت عيسیٰ ابن مريم عليه السلام لايبقیٰ احد من اهل الكتاب الا اٰمن به وقال الضحاك عن ابن عباسؓ وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته يعنی اليهود خاصةً قال الحسن البصری يعنی النجاشی واصحابه رواهما ابن ابی حاتم وقال ابن جرير حدثنی يعقوب حدثنا ابورجاء عن الحسن وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسیٰ والله انه لحيی الان عند الله ولكن اذانزل امنوا به اجمعون‘‘ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص۵۷۶ مطبوعہ مصر)

﴿حضرت ابومالکؒ فرماتے ہیں جبکہ حضرت مسیح اتریں گے اس وقت کل اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے خاص کر یہودی ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں یعنی نجاشی اور آپ کے ساتھی مروی ہیں کہ قسم خدا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب خدائے تعالیٰ کے پاس زندہ موجود ہیں۔ جبکہ آپ زمین پر نازل ہوں گے اس وقت اہل کتاب میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا جو آپ پر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔﴾

جواب ہشتم

''وان من اہل الکتاب وقیل کلا الضمیرین لعیسیٰ والمعنی وما من اہل الکتاب موجودین عندہ نزولہ عیسیٰ ینزل من السماء فی اخر الزمان فلا یبقیٰ احدمن اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ حتی تکون الملۃ واحدۃ ملۃ الاسلام یھلک اللہ فی اخر الزمان الدجال'' (تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ج۳ ص۴۸)

یعنی بہ اور موتہ یہ دونوں ضمیریں واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور معنی ہیں کہ کوئی ایسا یہودی اور نصرانی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود نہ ہوگا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے ایمان نہ لے آئے اور روایت ہے کہ وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے بیچ آخر زمانے کے۔

پس کوئی بھی اہل کتاب باقی نہیں رہے گا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے پیشتر یہ ایمان نہ لے آئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اس وقت فقط ایک ہی دین اسلام ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہلاک کرے گا اس زمانہ میں دجال کو۔

جواب نہم

''واجمعت الامۃ علی ماتضمنہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانہ ینزل فی الاخرالزمان'' (تفسیر بحر محیط سورۂ آل عمران ص۴۷۳)

﴿اور اجماع ہے امت تمام کا اوپر اس حدیث متواتر کے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیچ آسمان کے زندہ ہیں اور وہ نازل ہوں گے بیچ زمانہ آخر کے۔﴾

جواب دہم

''فقال رسول اللہ ﷺ الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان

عیسیٰ یأتی علیه الموت'' (تفسیر خازن آل عمران جلد اول ص۱۸۹ مطبوعہ مصر)

﴿پس فرمایا نبی ﷺ نے واسطے نصاریٰ کے کیا تم جانتے ہو یہ کہ رب ہمارا ہمیشہ زندہ ہے۔نہیں موت اس کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔﴾

اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا صاف ذکر ہے کہ کسی آنے والے زمانہ میں فوت ہوں گے۔

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة (آل عمران:۵۵)''''والقینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة(المائدہ:٦٤)''

یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والے اور انکار کرنے والے دونوں اگر وہ قیامت تک باقی رہیں گے اوران میں باہمی بغض وعداوت قائم رہے گی۔مگر خدا آپ کے ماننے والوں کو منکروں پر ہمیشہ غالب رکھے گا۔لیکن اگر کسی وقت سب یہودی ایمان لے آئیں تو غلبہ کن پر اور بغض وعداوت باہمی کیسے ہوسکتا ہے۔غرض یہ دونوں قومیں قیامت تک رہیں گی۔''

(نصرۃ الحق ص۱۲۸ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اول

پہلی آیت پیش کردہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چار وعدوں کو پورا کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

وعدہ اول...... ورافعک الیّ یعنی اٹھانے والا ہوں (آسمان پر) تجھ کو طرف اپنی۔

وعدہ دوم...... ''ومطهرك من الذین کفروا''اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے جو کافر ہوئے۔یعنی اس الزام سے جو حضرت مریم علیہا السلام پر لگایا گیا تھا کہ ابن مریم علیہ السلام بغیر نکاح کئے کیونکر پیدا ہوگیا؟ معاذ اللہ!ان کے نسب پر طعن کیا۔(نقل کفر کفر نہ باشد) یہ وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت پورا ہوگا اور یہودی اس بات پر ایمان لے آئیں گے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کو واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر باپ کے ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا تھا۔آپ بیشک اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

وعدہ سوم...... ''یعیسیٰ انی متوفیك''اے عیسیٰ!میں تجھ کو طبعی موت سے فوت کرنے والا ہوں۔یہ وعدہ،وعدہ اول اور دوم کے بعد پورا ہوگا۔

چوتھا وعدہ...... ''وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم

القیامۃ ’’اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اور غالب رکھوں گا ان لوگوں کو اوپر تیرے منکروں کے دن قیامت کے۔

یعنی جو لوگ تیرے آسمان سے نازل ہونے کے بعد تجھے قبول نہیں کریں گے کہ یہ حضرت ابن مریم ہیں اور کہیں گے کہ حضرت ابن مریم تو محلّہ خانیار سری نگر میں مدفون ہیں۔ آپ حضرت عیسیٰ نہیں بلکہ اس کے مثیل اور وہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی ہوکر آچکے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے یہودی اور نصاریٰ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا منکروں پر بیشک دن قیامت تک غالب رہیں گے۔

جواب دوم

’’وقالت الیہود یداللّٰہ مغلولۃ والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (المائدہ:٦٤)‘‘ ﴿اور کہا یہود نے کہ ہاتھ اللہ کے بند ہیں اور ڈال دی درمیان ان کے ہم نے عداوت اور بغض دن قیامت تک۔﴾

یہودیوں کے درمیان یعنی آپس میں عداوت اور بغض قیامت تک قائم رہے گا۔ جس طرح برطانیہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے والا اور جرمنی بھی مگر آپس میں ان کی عداوت رہی جس کو دنیا جانتی ہے۔ اسی طرح یہودیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ لوگ بھی اپنے قول پر پختہ نہ رہے۔ ان کے درمیان بھی میں نے دنیاوی بغض اور عداوت ڈال دی ہے جو کہ قیامت تک رہے گی۔

اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ سمجھا جائے کہ یہود اور نصاریٰ کے درمیان بغض اور عداوت قیامت تک رہے گی تو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ابھی حال کا واقعہ ہے کہ فلسطین کے خلاف عربوں نے جہاد کیا کہ فلسطین فتح ہوجائے اور یہودیوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ مگر آخران کو برطانیہ اور امریکہ یعنی عیسائیوں نے ہی امداد دے کر خودمختار اسرائیلی اسٹیٹ قائم کرادی۔ بھلا اگر تمہارے زعم کے مطابق یہودیوں اور نصرانیوں کے درمیان اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغض وعداوت ڈال دی ہے تو پھر آپس میں یہود اور عیسائیوں کی اصلاح کیونکر ہوگئی؟

خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ قوم نصاریٰ کا بغض نصاریٰ میں رہے گا اور یہود کا بغض یہود میں۔ اگر ایسا بغض قیامت تک بھی رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے لئے کوئی امر مانع نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے لئے تو دونوں قومیں متفق ہوں گی جو بھی حضرات ابن مریم کو یہ مان لیں گے کہ آپ اللہ کے رسول اور بندے ہیں اور آج تک ان کو

اللہ تعالیٰ نے آسمان پر بلاشک زندہ رکھا ہوا تھا۔اب دنیا میں آسمان سے نازل ہوکر آئے ہیں وہ ضرور ضرور عیسیٰ علیہ السلام کے منکروں پر قیامت تک حسب وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غالب رہیں گے۔(انشاءاللہ)

اس لئے آپ کی پیش کردہ آیت وفات مسیح علیہ السلام پر مذکورہ بالا واقعات کے لحاظ سے غلط ثابت ہوئی۔خلاصہ کلام تفسیر درمنثور اور کنزالعمال اور تفسیر خازن اور تفسیر کبیر اور تفسیر ابن عباس اور تفسیر ابن کثیر اور تفسیر خازن اور تفسیر ابی السعود اور تفسیر بحرمحیط اوران کے علاوہ جناب حکیم نورالدین کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابن مریم آخری زمانہ میں آسمان سے ضرور نازل ہوں گے اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

حیات مسیح کی آٹھویں دلیل

’’عن عبداللہ ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمساواربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبرواحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ شریف ص ٤٨٠)‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے۔پس بیوی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔۴۵ سال زندہ رہ کر پھر فوت ہوں گے اور میری قبر میں میرے نزدیک دفن ہوں گے۔میں اور حضرت عیسیٰ بن مریم ایک ہی جگہ سے ابی بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان سے اٹھیں گے۔مولانا احمد علی قادیانی! اس حدیث سے چند وجوہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کا بجسد عنصری اس وقت تک زندہ رہنا ثابت ہے۔

مولانا احمد علی صاحب! اگر تمہارے خیال کے مطابق حضرت ابن مریم علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اوران کی جگہ جناب مرزاغلام احمد قادیانی مثیل مسیح ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں تو کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق زمین میں ۴۵ سال حکمران رہے؟ اور مدینہ شریف میں رسول اللہ ﷺ کے مقبرہ کے اندر دفن ہوئے؟ ہرگز نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ فی الحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔قریب قیامت آسمان سے نازل ہوکر اس زمین میں ۴۵ سال زندہ رہ کر پھر فوت ہوں گے اور دفن ہوں گے بیچ مقبرہ رسول اللہ ﷺ کے۔

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

اس حدیث میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں اور اس کے الفاظ ’’یدفن معی فی قبری ‘‘ بھی ظاہر پر محمول نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ وہ کون سا بے غیرت اور بے حیا مسلمان ہے جو آنحضرتﷺ کی قبر اکھاڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے ساتھ دفن کرنے کی جرأت کرے گا اور قبر سے مراد مقبرہ بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حدیث شریف میں دونوں دفعہ ’’قبر‘‘ کا لفظ آیا ہے نہ کہ مقبرہ کا اور لغت میں بھی قبر کے معنی مقبرہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ نیز معی اور فی قبر واحد کے الفاظ بھی مقبرہ مراد لینے کے خلاف ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا وہ کشف جس کی تعبیر حضرت ابوبکرؓ نے فرمائی تھی کہ آپ کے حجرہ میں تین ہی چاند دفن ہونے والے تھے یعنی آنحضرتﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مگر مسیح کے لئے وہاں کوئی چوتھی قبر کی گنجائش نہیں بتائی گئی۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۵۲ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ اپنی اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں زیر بحث حدیث میں راقم ہیں: ’’ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد ‘‘پس گور کردہ می شود بامن در مقبرہ من۔ پس می خیزم من وعیسیٰ از یک مقبرہ بین ابی بکر وعمر میان ابوبکرؓ وعمرؓ کہ دراں مقبرہ مدفون اند (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا) پس معلوم شد کہ مراد قبر مقبرہ است و دراخبار آمدہ است کہ در مقبرہ شریف آنحضرتﷺ جائے یک قبر خالی است و ہیچ کس را آنجا میسر نہ شدہ۔ چنانکہ امام المسلمین حسنؓ بن علیؓ را خواستند کہ دراں جابنہند وعائشہؓ کہ خانہ او بود بداں راضی شد بنی امیہ آمدند ونگزاشتند کہ اورا در مقبرہ جدوے نگاہدارند وعبدالرحمٰن بن عوف رانیز باآنکہ عائشہؓ شد میسر نیامد وعائشہؓ رانیز گفتند کہ خانہ تست ترا اینجا بنہیم گفت من براں راضی نیم مرا با صواحبات من در بقیع بنہید۔ می گویند کہ حکمت دراں آں بود کہ ایں جائے قبر عیسیٰ خواہد بود۔

﴿پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ایک قبر سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان میں سے جو کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتﷺ کے مقبرہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور کسی شخص کو بھی وہ جگہ میسر نہیں ہوئی۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت حسنؓ بن علیؓ کے لئے خواہش کی گئی کہ یہاں دفن کریں اور حضرت عائشہؓ جو کہ ان کا گھر تھا۔

اس بات پر راضی بھی ہوگئیں۔ لیکن بنوامیہ آئے اور انہوں نے کہا کہ ان کو اس کے آبائی مقام میں دفن کریں اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے لئے بھی حضرت عائشہؓ راضی ہوگئی تھیں۔ مگر وہ جگہ میسر نہ ہوئی اور حضرت عائشہؓ کو کہا گیا کہ یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ کو اس جگہ دفن کریں۔ کہا میں اس جگہ راضی نہیں ہوں۔ مجھ کو میری صاحبات کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیجئے۔ حکمت اس میں یہ تھی کہ یہ قبر کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہونی چاہئے۔‘‘

(اشعۃ اللمعات ترجمہ فارسی مشکوٰۃ ج۴ ص۳۷۵)

جواب دوم

’’عن عبداللّٰہ ابن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللّٰہ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً‘‘ (تفسیر درمنثور ج۲ ص۲۴۵)

روایت ہے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی چوتھی قبر ہوگی۔

قبر سے مراد مقبرہ جناب مرزا قادیانی کی شہادت

’’مگر حسینؓ جو تمام انبیاء کا شفیع ہے۔ اس کا سارے قرآن پاک میں ذکر ندارد پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسینؓ کو یہ شرف بھی حاصل نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا۔ مگر ابوبکرؓ و عمرؓ جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہوکر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۴۷، خزائن ج۱۸ ص۴۲۵)

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

بحث نزول کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے

’’اور پھر قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کے لئے بھی لفظ نزول آیا ہے۔’’قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات اللّٰہ مبینٰت (الطلاق:۱۰،۱۱)‘‘ تحقیق اتارا ہے اللہ نے طرف تمہارے ذکر کہ پیغمبر ہے جو پڑھتا ہے اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی بیان کرنے والی۔ کیا کوئی آنحضرت ﷺ کو بھی آسمان سے نازل شدہ (مسیح کی طرح) یقین کرتا ہے۔ (نصرۃ الحق ص۴۶، نمبر۲ تا۳ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا ھوالقران ‘‘(تفسیر جامع البیان ص۴۷۴مطبوعہ نامی دہلی)
﴿تحقیق اتارا اللہ تبارک وتعالیٰ نے طرف تمہارے ذکر یعنی وہ قرآن مجید۔﴾

جواب دوم

’’قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا القرآن ‘‘﴿تحقیق اتارا اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر یعنی قرآن مجید۔﴾ (حوالہ تفسیر سیدنا ابن عباسؓ ص۲۵۹مطبوعہ مصر)

مولانا احمد علی صاحب! ذکراً سے مراد رسول خداﷺ نہیں بلکہ قرآن مجید ہے اور قرآن کریم کے لئے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے نزول کا لفظ استعمال فرمایا ہے نہ کہ رسول خداﷺ کے لئے۔ اگر تمہارے خیال کے مطابق نزول سے مراد آسمان سے اترنا نہیں تو پھر قرآن کریم کے لئے کیا خیال ہے کہ یہ آسمان سے بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نہیں اترا؟

اگر اترنا مانتے ہو تو لازمی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام بھی آسمان سے نازل ہوں گے۔ کیونکہ قرآن مجید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، ملاحظہ کیجئے۔

’’انا نحن نزلنا الذکر انا لہ لحٰفظون (الحجر:۹)‘‘﴿تحقیق اتارا ہم نے ذکر یعنی قرآن مجید اور تحقیق ہم واسطے اس کے نگہبان ہیں۔﴾

’’والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت واٰمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (محمد:۲)‘‘﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کریں گے صالح اور ایمان لائے ساتھ اس چیز کے جو اتاری گئی اوپر حضرت محمدﷺ کے اور وہ حق ہے رب اپنے سے۔﴾

مولانا احمد علی نے پیش کردہ آیت میں بڑی فریب بازی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ زیر بحث آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نزول کا لفظ قرآن کریم کے لئے استعمال فرمایا۔ مگر جماعت قادیانی کے عالم مولانا احمد علی شاہ قادیانی رسول اللہﷺ کے لئے استعمال کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے لئے لفظ نزول آیا ہے۔ حالانکہ رسول خداﷺ کے لئے کہیں بھی نزول کا لفظ قرآن کریم میں بیان نہیں کیا۔ یہ فقط جماعت قادیانی کا خود ایجاد کردہ قصہ ہے، جو غلط ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی نویں دلیل

’’وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون (الزخرف:۶۱)‘‘﴿اور تحقیق

وہ البتہ (یعنی حضرت عیسیٰ) علامت قیامت کی ہیں۔ پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور تابعداری کرو۔

مولانا احمد علی صاحب! قرآن کریم کا فرمان موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کا نشان ہے۔ کیونکہ ''انہ'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام طرف راجع ہے۔ یعنی جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوں گے، قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ معلوم ہوا کہ فی الحال حضرت ابن مریم علیہ السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں اور قریب قیامت ان کا آسمان سے زمین کی طرف نزول ہوگا۔

''عن حذیفة ابن اسید الغفاری قال اطلّع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالوانذکرالساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر اٰیات فذکرالدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ ابن مریم (مشکوٰة باب العلامات ص ۴۷۲)''

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ تشریف لائے رسول اکرم ﷺ اوپر ہمارے اور ہم قیامت کا ذکر کررہے تھے۔ پس فرمایا کیا ذکر کررہے ہو تم؟ کہا ہم نے کہ ذکر کرتے ہیں ہم قیامت کا۔ فرمایا کہ اس کو ہرگز نہ دیکھو گے (یعنی قیامت قائم نہیں ہوگی) یہاں تک کہ نہ دیکھ لو پہلے اس کے دس نشان پس ذکر کیا آپ نے دھوئیں کا اور دجال کا اور دابۃ الارض کا اور نکلنا سورج کا مغرب سے اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ (نہ کہ ابن چراغ بی بی کا)

یہ حدیث مذکورہ بالا آیت ''وانه لعلم للساعة'' کی تفسیر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سنائی۔ معلوم ہوا کہ بیشک حضرت ابن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ ان کا نازل ہونا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''الضمیر للقران فان فیه الدلالة علیها'' (تفسیر جامع البیان ص ۴۰۷)

یعنی ''انہ'' ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ قرآن مجید ہے جو قیامت کی نشانی ہے۔ جس میں مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہورہے ہیں۔ پس اس سے حیات مسیح علیہ السلام کا استدلال بے بنیاد ٹھہرا۔''

(نصرۃ الحق ص ۴۹ مصنفہ احمد علی قادیانی)

جواب اوّل

''وانه عیسیٰ لعلم للساعة علامتها '' (تفسیر جامع البیان ص۴۸۱ مطبوعہ نامی دہلی)

﴿اور تحقیق وہ عیسیٰ علیہ السلام البتہ ضرور ہے نشان قیامت کا۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! آپ نے تو حوالہ تفسیر جامع البیان کا دیا ہے۔ لیکن اس کی عبارت نقل کرنے میں بڑی فریب دہی سے کام لیا۔ افسوس صد افسوس کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ذرا خوف نہیں رکھا۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے تفسیر جامع البیان کی عبارت پڑھ کر اپنے رسالہ میں نقل کی تھی یا کہ ویسے کسی قادیانی کی زبانی سن کر حوالہ تفسیر جامع البیان کا دے دیا اور عبارت کسی اور تفسیر کی پیش کردی۔ اگر آپ تفسیر جامع البیان دیکھ کر نقل کرتے تو اتنا بڑا دھوکہ نہ کھاتے۔ کیونکہ تفسیر جامع البیان میں زیر آیت ''وانه عیسی لعلم للساعة '' صاف لکھا ہوا ہے۔ اگر تفسیر جامع البیان میں زیر آیت ''وانه عیسی لعلم للساعة '' الفاظ نہ ہوں تو خدا کی قسم نقد آپ کو مبلغ پچاس روپے بطور انعام پیش کرنے کے لئے تیار ہوں یا آپ نقل کرتے وقت بھول گئے۔ (کیونکہ دروغ گورا حافظہ نباشد)

جواب دوم

''وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة تعلم بنزوله '' (تفسیر جلالین ص۴۰۹ مطبوعہ کراچی) ﴿اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام البتہ قیامت کی نشانی ہے۔ ان کے نازل ہونے کے بعد قیامت آئے گی۔﴾

علامہ حضرت جلال الدین سیوطیؒ کی شہادت بھی ہمارے حق میں موجود ہے۔

جواب سوم

''وانه یعنی نزول عیسیٰ ابن مریم لعلم للساعة '' (تفسیر سیدنا ابن عباسؓ ص۵۲۲) ﴿اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔﴾

لہٰذا تفاسیر مذکورہ بالا معتبر حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ لفظ ''انـــــه '' کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ آپ کا نزول بھی قیامت کا نشان ہے اور قرآن کریم کی طرف لوٹانا سراسر تحکم اور زبردستی ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر تیسری دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولا احمد علی قادیانی

’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘
یعنی حضرت محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں اوراس سے پہلے کے تمام رسول گزر گئے۔
اسی آیت سے مسیح ناصری کی وفات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔تفسیر جلالین میں لکھا ہے’’قد خلت ای هلكت‘‘(تفسیر جلالین ص۳۹۶) یعنی خلا کے معنی فوت ہونا ہے۔
(نصرۃ الحق ص ۶۸ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی صاحب آپ اگر تفسیر جلالین سے زیر آیت’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ‘‘لفظ’’هلكت‘‘ نکال کر دکھادیں تو خدا کی قسم! آپ کو مبلغ پچیس روپیہ بطور انعام پاکستانی نوٹ دیئے جائیں گے۔مولانا احمد علی قادیانی نے اس جگہ بھی بڑی فریب دہی سے کام لیا ہے۔اگر آپ کے نزدیک لفظ خلت کا معنی ضرور موت ہے تو جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر کیونکر تسلیم کیا؟
معلوم ہوا کہ جماعت قادیانی و جناب مرزا قادیانی کو فقط ضد ہے کہ میرے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتے ہیں تو ہم موسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھیں گے۔نہ معلوم اس جماعت قادیانی اوراس کے بانی جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا ضد ہے۔؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر جناب مرزا قادیانی کا ایمان

’’وكلمه ربه على طور سينين وجعله من المحبوبين هذا هو موسىٰ فتى الله الذى اشار الله فى كتابه الى حياته و فرض علينا ان نؤمن بانه هى فى السماء ولم يمت وليس من الميتين‘‘اوراس کا (یعنی حضرت موسیٰ) کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اوراس کو پیارا نبی بنایا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن کریم میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ آسمان میں زندہ موجود ہیں اور ہرگز موت نہیں آئی اور نہیں مردوں سے۔
(نور الحق ص ۵۰، خزائن ج۸ ص ۶۹)

مولانا احمد علی صاحب! بقول مرزا قادیانی کے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ آپکے مسیح انڈین کا فرمان موجود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل نہیں۔ اس لئے کہ ان کی زندگی ماننے سے سلسلہ قادیانی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ جب آیت ''ومامحمد الا رسول قدخلت '' سے رسول خدا ﷺ سے پہلے تمام نبی فوت ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟ اگر ان کو بلا شک مرزا غلام احمد قادیانی کے مطابق زندہ تسلیم کرتے ہو تو پھر مسیح علیہ السلام کو بھی زندہ لازمی ماننا پڑے گا۔

آیت ''ماالمسیح ابن مریم ''یعنی سورۂ مائدہ کا نزول

جواب دوم

''ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (المائدہ:۷۵) ''(ترجمہ از جناب مرزا قادیانی کتاب ازالہ اوہام ص۶۰۳، خزائن ج۳ ص۴۲۵) نہیں حضرت مسیح ابن مریم مگر رسول، اس سے پہلے رسول فوت ہو چکے ہیں۔'' ہم تھوڑی دیر کے لئے مرزا قادیانی کا ترجمہ تسلیم کر کے اس آیت سے حیات مسیح ثابت کرتے ہیں۔

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! یہ سورۃ المائدہ قرآن کریم کی سب سورتوں سے آخر میں نازل ہوئی ہے۔ جس کا نزول ۹ ہجری تک ہوتا رہا اور آیت ''ومامحمدالا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱٤٤) ''﴿اور نہیں محمد مگر رسول تحقیق گزرے اس سے پہلے رسول۔﴾ یہ آیت غزوہ احد ۳ ہجری میں آیت ''ما المسیح ابن مریم الا رسول '' سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ جس میں مسیح بھی داخل تھے۔ یعنی رسول خدا ﷺ سے پیشتر تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔

حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھر سورۂ مائدہ کے اندر آیت ''ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل '' نازل کر کے اس بات کی اطلاع کر دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو زندہ ہیں۔ ان سے پہلے کے رسول تمام فوت ہو چکے ہیں۔ گویا اس آیت مذکورہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔ پس جس طرح آیت ''وما محمد الا رسول '' کے نازل ہونے کے وقت رسول خدا ﷺ زندہ تھے۔ اسی طرح آیت ''ما المسیح ابن مریم الا رسول '' میں بطور خبر بیان فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت شدہ انبیاء سے

مستثنیٰ ہیں۔ گویا آپ زندہ ہیں۔ ابھی فوت نہیں ہوئے۔

پس اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا مکمل ثبوت ہو چکا ہے۔

جواب سوم

’’سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجدلسنة الله تبدیلا (الفتح:۲۲)‘‘ ﴿عادت اللہ تعالیٰ کی جو گزری ہے پہلے اس سے اور ہرگز نہ پاوے گا تو عادت اللہ کی کو بدلی جانا۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! اگر خلت کا معنی تمہارے نزدیک موت ہے تو ترجمہ یوں کیا جائے گا کہ عادت اللہ تعالیٰ فوت ہو چکی ہے۔ پہلے اس سے (استغفر اللہ) اگر آپ کے نزدیک خلت کا معنی موت ہے تو کیا اس معنی سے خدائے تبارک وتعالیٰ کی زبردست صفات پر حملہ نہیں ہوتا؟ یعنی اللہ کی جو عادتیں پہلے تھیں گویا کہ وہ اب فوت ہو چکی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ خلت کا معنی ہرگز موت نہیں۔ اس لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے استعمال فرمایا۔ جو شخص خلت کا معنی موت کرتا ہے۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مردہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے۔ اگر جناب مرزا قادیانی نے خلت کا معنی موت کیا ہو تو وہ ان کا اپنا ایجاد کردہ ہے۔

جواب چہارم

’’قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (الاعراف:۳۸)‘‘ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا (کہے گا) داخل ہو جاؤ بیچ ان جماعتوں کے کہ تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے جنوں سے اور آدمیوں سے بیچ آگ کے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! اگر تمہارا ترجمہ یہاں کیا جائے کہ خلت کا معنی موت ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ بیچ ان جماعتوں کے جو فوت ہو چکی ہیں۔ پہلے تم سے جنوں سے اور آدمیوں سے بیچ آگ کے۔ کیا آپ قیامت کو زندہ ہونے کے بعد پھر موت آنا تسلیم کرتے ہو کہ جہنمیوں کو موت آئے گی۔ حالانکہ قرآن کریم اس بات کی نفی کرتا ہے۔

’’ثم لا یموت فیها (الاعلیٰ:۱۳)‘‘ پھر نہیں موت آئے گی بیچ اس کے۔ جبکہ جہنم میں ان کو موت نہیں آئے گی۔ پھر کیونکر قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے لئے لفظ خلت کو استعمال کیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ خلت کا معنی ہرگز موت نہیں بلکہ یہ جماعت قادیانی کا اپنا ایجاد کردہ معنی ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر چوتھی دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''واذ قال اللّٰہ یعیسیٰ ابن مریم أنت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللّٰہ، قال سبحٰنك مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك، انك انت علام الغیوب، ما قلت لهم الا ماامرتنی به ان اعبدوا اللّٰہ ربی و ربکم وکنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شی شهید (المائدہ:۱۱۶،۱۱۷)''

''اور جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! تو نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا خدا مانو۔ تو مسیح نے جواب دیا اے خدا تو پاک ہے میرے لئے جائز نہ تھا کہ ایسی بات کہتا۔ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا تو تو اسے خوب جانتا ہے۔ کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے۔ مگر میں تیرے رازوں کو نہیں جانتا۔ بیشک غیب کی باتیں تو ہی جانتا ہے۔ میں نے تو ان کو وہی کچھ کہا تھا جس کے کہنے کا تو نے مجھے ارشاد فرمایا اور وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے اور میں ان کے اوپر نگرانی کرتا رہا۔ جب تک میں ان میں رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔''

اور مسیح علیہ السلام یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ جب تک میں اپنی قوم نصاریٰ میں موجود اور ان کا نگران رہا اس وقت تک ان میں خرابی اور شرک کا بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ بگاڑ کب ہوا؟ جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ کیونکہ اس وقت میری نگرانی جاتی رہی اور صرف تیری نگرانی باقی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قوم نصاریٰ کے اندر شرک پھیلنے سے پہلے ہی مسیح وفات پا چکے تھے۔

اس کے علاوہ موصوف نے قرآن کریم سے باب تفعل کی آٹھ آیتیں ایک حدیث بخاری شریف سے یہ پیش کی ہیں کہ ''توفیتنی'' کا معنی موت ہے۔ ہم بھی ''توفیتنی'' کا معنی موت مانتے ہیں۔ اس لئے پیش کردہ مثالیں خارج از بحث ہوگئیں۔ اب ہم مولانا احمد علی قادیانی کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی زیر بحث آیت ''فلما توفیتنی'' کے متعلق دریافت کر لیں کہ آپ اس آیت کی بابت کیا ارشاد فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

''(حضرت مسیح علیہ السلام) جناب باری میں عرض کرتے ہیں کہ جب تک میں اپنی امت میں تھا۔ میں نے وہی تعلیم امت کو دی جس کی تو نے مجھے ہدایت دی تھی اور جب تو نے مجھے

وفات دے دی۔ تو بعد کے حالات کا مجھے کچھ علم نہیں اور ان آیات سے صاف طور پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے ورنہ لازم آتا ہے کہ قیامت کے دن وہ خداتعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں دوبارہ آئے ہوتے تو اس صورت میں ان کا یہ کہنا کہ مجھے کچھ علم نہیں کہ میری امت نے میرے بعد کیا عقیدہ اختیار کیا۔ صریحاً جھوٹ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دنیا میں آئے اور بچشم خود دیکھ جائے کہ اس کی امت بگڑ چکی ہے اور نہ صرف ایک دن بلکہ برابر چالیس سال تک ان کے کفر کی حالت دیکھتا رہے وہ کیونکر قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ اپنی امت کی حالت سے محض بے خبر ہوں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۱۷، خزائن ج۲۱ ص۲۸۲)

حیات مسیح علیہ السلام کی دسویں دلیل

جواب اوّل

برادران! جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور آپ کی جماعت نے آیت ''فلما توفیتنی'' کو وفات مسیح علیہ السلام کے لئے ایک زبردست دلیل بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ اس آیت پیش کردہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا مکمل ثبوت ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ یہ سوال کرے گا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو اس امر کی تبلیغ کی تھی۔ ''الٰهين من دون الله'' یعنی مجھے اور میری ماں کو سوا اللہ کے دو معبود پکارو حضرت ابن مریم علیہ السلام عرض کریں گے ''ان اقول مالیس لی بحق'' باری تعالیٰ یہ میرا کیونکر حق تھا کہ میں لوگوں کو اس قسم کی تبلیغ کرتا۔ میں تو ''ان اعبدوا الله ربی وربکم'' کہتا رہا ہوں کہ عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ (یعنی وحدہ لاشریک کی) ''وکنت علیهم شهیداً'' اور میں ہوں اوپر ان کے شاہد (اس بات کا کہ میں نے ان کو کبھی نہیں کہا کہ تم میری عبادت کرو۔ ''مادمت فیهم فلما توفیتنی'' پس جب تک رہا ہوں میں بیچ ان کے پس جب تو نے مجھے موت دے دی۔ تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے۔

الف...... مذکورہ بالا آیت کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے بگڑنے سے بخوبی خبردار ہوں گے۔

ب...... اگر بے خبری ہوتی جیسا کہ جناب مرزا قادیانی اور آپ کی جماعت کا عقیدہ ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور پکار پکار کر عرض کرتے کہ باری تعالیٰ! میں نے ایسی تبلیغ نہیں کی کہ مجھے اور میری ماں کو دو معبود پکارو اور نہ میری قوم نے ہی مجھے معبود پکارا ہے۔

ج…… حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے بگڑ جانے کی خبر معلوم ہونے کی وجہ سے یہ عرض بھی نہیں کریں گے کہ یا اللہ مجھے اور میری ماں کو میری قوم نے معبود نہیں پکارا۔

د…… جبکہ باری تعالیٰ یہ سوال بھی نہیں کرے گا کہ تجھ کو اور تیری ماں کو تیری قوم نے معبود پکارا ہے یا نہیں؟ پھر کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر سوال کئے ہوئے یہ جواب دیں گے کہ مجھے کسی نے بھی میرے مولا، معبود نہیں کہا۔

اگر بالفرض اللہ تبارک وتعالیٰ یہ سوال بھی کرے کہ کیا تمہاری قوم بگڑ گئی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ مجھے علم نہیں۔ پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تمام انبیاء کے متعلق سورۂ مائدہ کے اندر ذکر ہے۔ ’’یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا انک انت علام الغیوب (المائدہ:۱۰۹)‘‘ ﴿جس دن اکٹھا کرے گا اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم۔ کہیں گے نہیں علم ہم کو تحقیق تو ہی جاننے والا غیب کا ہے۔﴾

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے فرمان کے مطابق اگر یہ یقین کرلیا جائے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی قوم بگڑی تھی۔ اس لئے وہ بے خبری کے باعث انکار کر دیں گے کہ مجھے علم نہیں۔ تو کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ کہ جن کے ساتھ ظالموں نے کتنے ظلم کئے۔ وہ قیامت کے روز کیونکر کہیں گے کہ ہمیں علم نہیں۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرودیوں نے آگ میں نہیں ڈالا اور زکریا علیہ السلام کو آرے سے نہیں چیرا اور یحییٰ علیہ السلام کو بکری کی طرح نہیں ذبح کیا گیا؟ وہ کیونکر کہیں گے کہ ہمیں علم نہیں۔

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باوجود امت کے بگڑنے کی خبر رکھتے ہوئے یہ عرض بھی کر دیں کہ مجھے نصاریٰ کے بگڑ جانے کا نہیں پتہ، تو کیا ان کے انکار سے موت ثابت ہوگی؟ ہرگز نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ضرور اس بات کو کانوں سے سن لیں گے کہ میری قوم نے مجھے اور میری ماں کو دو معبود پکارا ہے۔ اس لئے تمام رسولوں کے روبرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا قیامت کے روز اقرار کریں گے کہ میں آج تمہاری شفاعت عنداللہ کرنے سے مجبور ہوں۔ شرما رہا ہوں کہ میں دنیا میں معبود پکارا گیا ہوں۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ’’عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ…… یطول یوم القیامۃ……

فیقول بعضهم لبعض انطلقوا بناالی ادم…… فلیشفع لنا الی…… ان قال فیقول موسیٰ ولکن ائتوا عیسیٰ روح اللّٰہ فیا تون عیسیٰ…… فیقول انی لست هنا کم انی اتخذت الها من دون اللّٰہ'' (مسند احمد ج۱ ص۲۸۱، ۲۸۲)

﴿حدیث شفاعت میں طویل ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن قیامت کا بڑا لمبا ہوگا۔ کئی لوگ آپس میں کہیں گے چلو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چل کر عرض کریں کہ دربار الٰہی میں چل کر ہماری خلاصی کے لئے شفاعت کریں۔ آدم علیہ السلام انکار کریں گے۔ الغرض چلتے چلتے موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے پاس جاؤ۔ جب وہاں جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں بھی تمہاری سفارش نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنایا گیا ہوں۔﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے بگڑنے کی پوری خبر رکھتے ہوں گے۔ اس لئے کہ نازل ہونے کے بعد ان کو سب کچھ یہ معلوم ہو جائے گا کہ قوم نصاریٰ نے ہمیں معبود پکارا ہے۔ اگر وہ فوت ہوں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے کیونکر قوم کی حالت سے مطلع ہوسکتے ہیں۔

وفات مسیح علیہ السلام پر پانچویں دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''وماجعلنهم جسدالا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین (الانبیا:۸)'' یعنی اے رسول ہم نے تم سے پہلے کسی رسول کا جسم ایسا نہیں بنایا کہ جو زندہ تو ہو مگر کھانا نہ کھاتا ہو اور ہمیشہ رہنے والا ہو۔ ''کانا یاکلان الطعام (المائدہ:۷۵)'' یعنی مسیح اور ان کی والدہ جب زندہ تھے تو کھانا کھایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ہے کہ وہ دونوں اب زندہ نہیں۔

(نصرۃ الحق ص۹۹، ۱۰۰ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دقیانوس کے زمانہ کا ایک قصہ سورۂ کہف میں قرآن کریم کے اندر یوں بیان فرمایا ہے کہ بادشاہ دقیانوس اپنی رعایا کو مجبور کر کے کئی بتوں کی پوجا کرایا کرتا تھا۔ اس شہر میں چند آدمی اس خیال کے بھی موجود تھے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے، کسی غیر کی پوجا نہ کی جائے تو وہ بے چارے اس بات کو سوچتے ہوئے شہر سے نکل پڑے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ

ہمیں اس بات پر مجبور کرے کہ ان بتوں کو سجدہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے کہ شہر بدر ہو چلیں۔

چنانچہ وہ دقیانوسی کچھ پیسے وغیرہ لے کر نکلے اور ایک غار کے اندر جا کر لیٹ گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم کے اندر ارشاد فرماتا ہے ''فضربنا علی اذانهم فی الکهف سنین عددا (الکهف:۱۱)'' ﴿پس پردہ مارا ہم نے اوپر کانوں ان کے کے یعنی سلادیا بیچ غار کے کئی برس گنتی کے''ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعا (الکهف:۲۵)'' ﴿اور سوئے رہے وہ بیچ غار اپنی کے پورے ۳۰۹ برس۔﴾

جناب مولانا احمد علی صاحب! حضرات اصحاب کہف اپنی غار کے اندر پورے ۳۰۹ سال سوتے رہے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو جگایا جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے: ''وکذالك بعثنهم لیتساء لوابینهم قال قائل منهم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما اوبعض یوم...... قال فابعثوا احد کم بورقکم هذه الی المدینة فلینظر ایّها اذکی طعاماً فلیأتکم برزق منه (الکهف:۱۹)''

﴿اور اسی طرح اٹھایا ہم نے اس کو کہ سوال کریں ایک دوسرے سے آپس میں۔ پھر کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے کتنا رہے تم کہا انہوں نے رہے ہم ایک دن یا تھوڑا ان میں سے کہا انہوں نے پروردگار تمہارا خوب جانتا ہے۔ جتنا رہے تم پس بھیجو ایک آدمی اپنے کو ساتھ روپے اپنے کے جو یہ شہر ہے۔ پس چاہئے کہ دیکھئے کون سا ان میں پاکیزہ ہے کھانا۔ پس لے آئے تمہارے پاس رزق ان میں سے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب کو معلوم ہو کہ اصحاب کہف بغیر کسی کھانے کے اور پینے کے پورے ۳۰۹ سال غار میں زندہ رہے۔ تو کیا اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر کھانے کے اور پینے کے آسمان پر زندہ نہیں رکھ سکتا؟ لہٰذا مذکورہ بالا حوالہ جات سے تمہاری دلیل ایجاد کردہ کی مکمل بیخ کنی ہوگئی۔

وفات مسیح علیہ السلام پر چھٹی دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

''والذین یدعون من دون الله لایخلقون شیئا وهم یخلقون اموات غیر احیاء، وما یشعرون ایّا نبعثون (النحل:۲۰،۲۱)'' یعنی جن لوگوں کی اللہ کے سوا پوجا کی جاتی ہے وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ خود پیدا شدہ ہیں۔ وہ سب لوگ مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب انہیں اٹھایا جائے گا۔

۲...... ’’ویوم نحشرھم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا ءانتم وشرکاء کم فزیّلنا بینھم وقال شرکاء ھم ماکنتم ایّانا تعبدون فکفیٰ بااللّٰہ شھیدا بیننا وبینکم ان کن عن عبادتکم لغافلین (یونس:۲۸،۲۹)‘‘یعنی جب ہم سب لوگوں کو قیامت کے روز اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے معبود اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر ہم ان میں جدائی ڈال دیں گے اور معبودان باطلہ اپنے پجاریوں سے کہیں گے کہ تم ہرگز ہماری عبادت نہ کرتے تھے۔ ہمارا خدا ہمارے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے۔ ہم تو تمہاری عبادت کرنے سے ہی بے خبر اور غافل تھے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی قوم معبود مانتی ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ بھی ’’اموات غیر احیاء‘‘ کے فرمان کے موافق زندہ نہیں، بلکہ فوت ہوچکے ہیں اور اسی لئے آپ قیامت کو ان کی عبادت سے ناواقفیت اور بے خبری کا اظہار کریں گے۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۹۷،۹۸ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اول

’’فاالضمیر فی یشعرون للا صنام وفی یبعثون الخلق وقیل الضمیر ان للاصنام ای لایعلمون‘‘ ﴿یعنی’’یشعرون‘‘ کا مرجع اصنام ہے۔ یعنی اس کی ضمیر بتوں کی طرف راجع ہے جو پتھروں کے بت کفار نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے تھے۔﴾ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں شامل ہیں۔ (تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین ص۲۱۷)

جواب دوم

’’والذین یدعون بالتاء والیاء تعبدون من دون اللّٰہ وھو الاصنام یصورون من الحجارۃ وغیرھااموات لاروح فیھا‘‘ ﴿اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں ساتھ’’ت‘‘یعنی تدعون یا یدعون کے عبادت کرتے ہیں۔ ان کی سوائے اللہ کے اور وہ بت بناتے ہیں پتھروں سے، سوائے اس کے مردے ہیں نہیں روح بیچ ان کے۔﴾ (حوالہ تفسیر جلالین ص۲۷۱)

لہٰذا ثابت ہوا کہ زیر بحث آیت میں نہ ممات عیسیٰ علیہ السلام اور نہ حیات عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ بلکہ ان مشرکوں کا ذکر ہے جو خدا کریم کے سوا اوروں سے کسی قسم کی اعانت کے معتقد ہیں۔ ان کا اس آیت سے رد کیا گیا اور اس سے ممات عیسیٰ علیہ السلام کا استدلال تحریف فی القرآن کریم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

نمبر۲ والی آیت کا جواب

مولانا احمد علی قادیانی! آپ کی دلیل کی بنیاد آیت ’’عن عبادتکم لغافلین (یونس:۲۹)‘‘ پر ہے۔ یعنی جن کی سوائے اللہ تعالیٰ کے عبادت کی گئی تھی۔ وہ روز قیامت اپنے پجاریوں کو کہیں گے کہ ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت آپ کے فوت ہونے کے بعد بگڑی ہے۔ اگر آسمان پر زندہ ہوتے تو دنیا میں نازل ہونے کے بعد لوگوں سے سن کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مجھ کو میری قوم نے معبود نہیں پکارا یا میں بے خبر ہوں۔

لیکن صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی پوجا کرنے سے باخبر ہوں گے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ہے (ج اول ص۲۸۲،۲۸۳) ’’عن ابن عباس قال قال رسو اللہ ﷺ فیأتون عیسیٰ فیقول لست هناکم انی اتخذت الها من دون اللہ‘‘ ﴿حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کا دن بڑا ہوگا کہ چلو عند اللہ شفاعت کرائیں۔ چنانچہ حضرت آدم سے چلتے چلتے حضرت عیسیٰ سے آکر عرض کریں گے کہ آپ ہماری اللہ تعالیٰ کے پاس شفاعت کیجئے۔ آپ جواب دیں گے کہ نہیں ہوں میں شفاعت کرنے والا۔ کیونکہ میں دنیا میں معبود بنایا گیا ہوں۔ (سوائے اللہ تعالیٰ کے)﴾

اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق فوت شدہ ہیں تو واقعی قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کے بگڑنے کی خبر نہ ہوتی۔ معلوم ہوا کہ زندہ ہیں۔ کیونکہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد ان کو یہ تمام حالات معلوم ہو جائیں گے کہ مجھے اور میری ماں کو میری قوم نے معبود پکارا ہے۔ اسی لئے روز قیامت وہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے ہی اس بات کا اظہار کریں گے کہ میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے اور میری ماں کو میری قوم نے معبود پکارا تھا۔ ان تمام مذکورہ بالا حالات سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں۔

وفات مسیح علیہ السلام پر ساتویں دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’قال فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (الاعراف:۲۵)‘‘ یعنی اے قوم بنی آدم تم زمین ہی میں زندگی بسر کرو گے اور زمین میں ہی مرو گے اور زمین ہی سے نکالے جاؤ گے۔ اس آیت میں فعل ’’تحیون‘‘ پر ظرف ’’فیها‘‘ کو مقدم کر کے تمام بنی آدم کے

لئے ایک قانون بیان فرمایا ہے جس میں ازروئے قواعد نحو حصر اور کوئی استثنیٰ ممکن نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں زندگی بسر کرنے کی بجائے دو ہزار برس تک آسمان پر زندہ رہ سکیں۔‘‘
(نصرۃ الحق ص۸۴ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’یایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ (المنافقون:۹)‘‘ ﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ غافل کردیں تمہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! کیا آیت مذکورہ بالا میں تمام مسلمان مخاطب نہیں؟ پھر کیوں ہر مسلمان کے گھر مال اور اولاد اللہ تعالیٰ نے عطاء نہیں فرمائی؟ حالانکہ اس قانون اعظم سے ہزاروں مسلمان مستثنیٰ ہیں۔ اگر بے اولادوں اور بے مال والوں کی فہرست تیار کی جائے تو ہزاروں آدمی قانون مقررہ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اسی طرح آیت پیش کردہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مستثنیٰ ہوکر آسمان پر بجسم خاکی تشریف فرما ہیں۔

جواب دوم

’’ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب (آل عمران:۵۹)‘‘ ﴿تحقیق مثال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جیسے مثال ہے حضرت آدم کی پیدا کیا اس کو مٹی سے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب کو معلوم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثیل آدم علیہ السلام فرمایا ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام جیسے بغیر ماں باپ کے پیدا کئے گئے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام لوگوں سے عمر زیادہ دی گئی تھی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عمر دراز دی گئی۔ کیونکہ آپ مثیل آدم ہیں اور ممکن ہے کہ اتنی عمر دراز اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمین پر گزرتی تو شاید آپ کو کیا کیا تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بات کو موزوں سمجھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھایا ہوا ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی آدمی کا مثیل ہوکر آتا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی بعض صفتیں مثیل میں پائی جائیں۔ جیسا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی بقول آپ کے اللہ تعالیٰ نے مثیل آدم علیہ السلام کر کے بھیجا ہے اور بعض صفات آپ کو بھی حضرت آدم علیہ السلام

جیسے دیئے گئے، ملاحظہ ہو۔

جناب مرزاغلام احمد قادیانی کا مثیل آدم ہونے کا دعویٰ

’’اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا۔ جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الہامات سے ظاہر ہے اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا گیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔ جیسا کہ الہام ’’یادم اسکن انت وزوجك الجنة‘‘ میں اس کی طرف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے۔ اپنی جسمانی خلقت کی رو سے جوڑا پیدا ہوگا۔ یعنی حضرت آدم کی طرح مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا۔ اب یادرہے کہ اس بندۂ احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیش گوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام بھی ہوا کہ ’’یادم اسکن انت وزوجك الجنة‘‘ جو آج سے بیس برس پہلے (براہین ص۴۹۷) میں درج ہے۔ اس میں جنت کا لفظ ہے۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔ اس کا نام جنت تھا۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوجہ کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

مولانا احمد علی صاحب! آپ کے جناب مرزاغلام احمد قادیانی فقط اپنی ہمشیرہ جنت کے ساتھ پیدا ہونے کے باعث ہی مثیل آدم ہیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا تو بقول مرزا قادیانی ساتھ پیدا ہونے والی حواء علیہا السلام کے نکاح بھی ہوا تھا۔ لیکن جناب مرزا قادیانی اس تمثیل کو بھی پورا نہیں کر سکے اور بغیر نکاح کے زوج ہونے کا اطلاق فرمانے لگے۔

جناب مرزاغلام احمد قادیانی کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

جناب مرزاغلام احمد قادیانی راقم ہیں کہ ’’میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ میں جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں۔ احادیث میں میرے جسمانی علامات میں سے یہ دو علامتیں

بھی لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ دو زرد رنگ چادروں سے بیماری مراد ہے کہ جیسا کہ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ کی چادروں کا ذکر ہے۔ ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر حصہ کی ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دوران سر ہے۔ جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے۔ جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھ کو ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۱، خزائن ج۲۱ ص۳۷۴)

مرزا قادیانی کا تمام نبیوں کے مثیل ہونے کا دعویٰ

''اور نیک ہوں یا بد ہوں بار بار دنیا میں ان کی امثال پیدا ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہی ہوں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷، ۱۱۸)

مولانا احمد علی قادیانی سے ایک سوال

آپ کے مسیح قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں تمام نبیوں کا مثیل ہو کر آیا ہوں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جن نبیوں کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے کس نبی کو یہ کثرت بول کی شکایت تھی کہ رات دن میں تقریباً ایک سو مرتبہ تک جناب مرزا قادیانی کو پیشاب آیا کرتا تھا؟ براہ مہربانی ہمیں بتلایئے تاکہ شک دور ہو جائے اور قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کا مثیل بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور عمر دراز عطاء فرمائی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کر کے عمر دراز عطاء فرما کر زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھا لیا۔ جو ماشاء اللہ آج تک آسمان پر زندہ ہیں۔ پھر قریب قیامت نازل ہو کر فوت ہوں گے۔ لہٰذا آپ کی زیر بحث آیت سے بالکل مستثنیٰ ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کی گیارھویں دلیل

''ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل (آل عمران:٤٨)''

﴿اور سکھلاؤں گا اس کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل۔﴾

جناب مولانا احمد علی صاحب! قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی کتاب اور حکمت کا اکٹھا ذکر بصیغہ مضارع آیا ہے۔ وہاں بجز قرآن کریم اور سنت نبوی کے اور کچھ مراد نہیں۔ اس لئے پیش کردہ آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توراۃ اور انجیل کا تو علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم اور سنت نبوی کا علم دینے کے لئے آسمان سے دوبارہ نازل فرمائے گا۔

''وابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایتك ویعلمهم الکتاب والحکمة (البقرة:۱۲۹)'' ﴿اور بھیج بیچ ان کے رسول ان میں سے (یعنی مکہ شریف میں) جو پڑھے اوپر ان کے نشانیاں تیری اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت (سنت)﴾

چنانچہ آپ کی دعا کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ معظمہ میں ظہور پذیر ہوئے اور نبوت حاصل کرنے کے بعد آپ نے لوگوں کو کتاب یعنی قرآن کریم اور سنت سکھائی۔ معلوم ہوا کہ واقعی کتاب سے مراد قرآن کریم اور حکمت سے مراد سنت رسول ﷺ ہی ہے۔

یہی وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ میں تجھے کتاب یعنی قرآن مجید اور سنت نبوی سکھاؤں گا۔ جو نازل ہونے کے بعد ان دونوں یعنی کتاب اور سنت پر بلاریب عمل کریں گے اور یہ وعدہ بھی اس عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے جو بنی اسرائیلیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، نہ کہ کسی مثیل کے ساتھ۔

''یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمة (البقرة:۱۵۱)'' ﴿(یعنی نبی محمد ﷺ) پڑھتے ہیں اوپر تمہارے نشانیاں میری اور پاک کرتے ہیں تم کو اور سکھاتے ہیں تم کو کتاب اور حکمت۔﴾ مولانا احمد علی صاحب! اس آیت میں بھی کتاب سے مراد قرآن کریم اور سنت نبوی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

''لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة (آل عمران:۱٦٤)'' ﴿تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا ان میں رسول ان ہی میں سے، پڑھتے ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی اور پاک کرتے ہیں ان کو اور سکھاتے ہیں ان کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی سنت اپنی۔﴾

''رسولاً منهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة

(الجمعہ:۲) ’’﴿بھیجا بیچ اَن پڑھوں کے رسول ان میں سے جو پڑھتے ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) اور پاک کرتے ہیں ان کو اور سکھاتے ہیں ان کو کتاب یعنی قرآن کریم اور حکمت یعنی سنت۔﴾

لہٰذا ان تمام پیش کردہ آیات میں کتاب سے مراد قرآن کریم اور حکمت سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہی ہے۔ پس مطلب صاف ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب اور حکمت سکھانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ توراۃ اور انجیل تو پہلے سکھائی گئی تھی۔ اب نازل ہونے کے وقت قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم بھی حاصل کر کے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ پس آیت پیش کردہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی ’’الیٰ الان‘‘ اور نزول ’’من السماء‘‘ کے بارہ میں نص قطعی ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر آٹھویں دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’وجعلنی مبارکاً این ماکنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا (مریم:۳۱)‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے لئے بابرکت بنایا ہے۔ خواہ میں کہیں بھی رہوں اور مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اب آپ آسمان پر کون سی نماز پڑھتے ہیں اور قبلہ کون سا ہے۔ کیونکہ اگر آپ عیسائیوں والی نماز پڑھتے ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ’’ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران:۸۵)‘‘ یعنی اب اسلامی عبادت کے سوا کوئی اور عبادت مقبول ہی نہیں اور کہا جائے کہ آپ مسلمانوں والی نماز پڑھتے ہیں تو بتایا جائے کہ آپ نے یہ نماز کب اور کس سے اور کیسے سیکھی؟ آپ کو جب تک زندہ ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ہے۔ سو آپ آسمانوں پر زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں اور اس وقت آپ پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب بھی ہے کہ نہیں؟‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۱۴،۱۱۵ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم (طبری)‘‘ (تجرید الاحادیث ص۱۳ حدیث نمبر ۲۵۵۵ مطبوعہ گیلانی اسٹیم پریس لاہور) یعنی زمینیں سات ہیں جس طرح تمہارے نبی

ہوئے ہیں۔اسی طرح ہر زمین میں نبی ہیں۔

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! آپ بتایئے کہ اس موجودہ زمین کے علاوہ باقی چھ زمینوں والے باشندے کس نبی اور کس شریعت کے تابع ہوں گے؟

’’اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)‘‘ ﴿اللہ پسند کر لیتا ہے فرشتوں سے رسول اور انسانوں سے۔﴾ یعنی جیسے ہر زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ نبیوں کو بھیجتا رہا ہے۔اسی طرح آسمانوں میں بھی فرشتوں سے رسول بنا کر بھیجتا رہا۔اب اگر کوئی نادانی کے طور پر یہ سوال کرے کہ باقی چھ زمینوں اور آسمانوں میں ہماری طرح یا عیسائیوں کی طرح روزے اور نمازیں ہیں، یہ غلط ہے۔پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز وغیرہ اور دیگر احکام کیسے بجالاتے ہوں گے۔تو معترض کو چاہئے کہ پہلے وہ شریعت ملائکہ کا مطالعہ کرے اور آسمانوں پر جو بیت المعمور یعنی فرشتوں کا کعبہ ہے۔اس پر غور کرے۔کیونکہ جس طرح ملائکہ احکام خداوند کے بجالاتے ہوں گے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی عمل کرتے ہوں گے۔کیونکہ جو طور و طریقہ عبادت کا فرشتوں کے لئے مقرر ہوگا، وہی ان کا ہوگا۔

جیسے کسی غیر ملک کا بادشاہ ہمارے ملک پاکستان میں آ جائے تو اس کو پاکستان کے قوانین پر عمل کرنا پڑے گا نہ کہ کسی اور ملک کے قوانین اس پر مسلط ہوں گے پس اسی طرح حضرت ابن مریم علیہ السلام بھی چونکہ ملائکہ کی حکومت کے اندر فی الحال رہائش پذیر ہیں۔اس لئے وہاں کے قوانین ان پر مسلط ہوں گے۔

’’لما رفع عیسیٰ الی السماء صارحالہ کحال الملائکۃ فی زوال الشھوۃ والغضب‘‘ (حوالہ تفسیر کبیر جلد دوم ص۴۵۸) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تو غضب اور خواہش نفسانی ان سے دور ہوگئی اور حالت ہوگئی ان کی فرشتوں جیسی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ آپ پر قانون بھی فرشتوں جیسا مقرر کر دیا۔

باقی رہا اعتراض زکوٰۃ کے متعلق تو اس کا جواب مولانا احمد علی قادیانی نے خود ہی اپنی کتاب نصرۃ الحق میں ظاہر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو، راقم ہیں: ’’جیسے ’’اتوالزکوٰۃ‘‘ میں زکوٰۃ کا حکم تو سب مومنوں کے لئے ہے۔لیکن عمل انہی پر واجب ہوگا جو صاحب نصاب ہوں۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۰،۱۱ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

(ہذا جوابنا) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اس دنیا کا مال ہوگا تو زکوٰۃ واجب ہے۔اگر ان کے پاس مال ہی نہیں تو زکوٰۃ واجب کیسے ہوگی؟

وفات مسیح علیہ السلام پر نویں دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم:۳۳)‘‘
یعنی مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے اہم واقعات صرف تین ذکر کئے گئے ہیں جو کہ بعینہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بھی بیان ہوئے ہیں۔ اگر مسیح علیہ السلام کی زندگی میں رفع جسمانی اور دوبارہ نزول کے دو اہم واقعات بھی رونما ہونے والے ہوتے تو ان کو خصوصیت سے بیان کیا جاتا۔ یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی اور دوبارہ آمد کا خیال محض فسانہ اور برخلاف قرآن مجید ہے۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۱۱۳ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی قادیانی خود اپنے رسالہ میں راقم ہیں:’’کان النبیؐ یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یؤمر فیه ‘‘یعنی حضورﷺ کو جس امر کے متعلق ابھی کوئی حکم نہ ملا ہوتا آپ اس میں اہل کتاب کے طریق کو محبوب جانتے تھے۔ (بخاری ج۲ ص۸۷۷، کتاب العباس باب الفرق) اس سے ظاہر ہے کہ نبیوں کو تمام ضروری علم یکدم نہیں دیا جاتا۔ آنحضرتﷺ کو بھی علوم قرآنیہ پہلے ہی دن نہیں بلکہ ۲۳ سال کے عرصہ میں کامل طور پر عطاء ہوئے۔ لیکن اگر کوئی یہودی آنحضرتﷺ کے اس سابقہ طریق عمل کو اپنے قبلہ بیت المقدس کی تائید میں پیش کرے تو اس کی صریح بے وقوفی ہے۔ بانی جماعت احمدیہ تحریر فرماتے ہیں’’کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو...... اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۶۴)

مولانا احمد علی قادیانی کو اپنی تحریر کے مطابق یہ تو ثابت ہو چکا کہ کوئی رسول بھی عالم الغیب نہیں...... جب کوئی رسول بھی عالم الغیب نہیں تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام جو کہ آپ نے حضرت مریم علیہا السلام کی گود میں لوگوں کے ساتھ کیا تھا، اس پر یہ اعتراض کرنا کہ آپ نے تین ہی واقعات کا ذکر کیا ہے۔ یعنی ولادت، موت اور بعثت۔ اگر ان کو آسمان پر اتنا عرصہ زندگی گزارنی تھی تو ضرور پانچ واقعات کا ذکر کرنا چاہئے تھا جو نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ آسمان پر وہ زندہ نہیں۔

اور مولانا احمد علی قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین واقعات کی مثال جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تین واقعات سے دی ہے۔ مجھے پڑھ کر سخت افسوس ہوا کہ مولانا موصوف اپنے رسالہ نصرۃ الحق میں تو مولوی فاضل ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔ مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق جو قرآن کریم نے آیت وسلام علیہ فرمایا ہے (ترجمہ، اور سلام ہے اوپر ان کے) مولانا احمد علی قادیانی! یہ لفظ ''علیہ'' صیغہ واحد مذکر غائب کے لئے استعمال ہوا کرتا ہے۔ یعنی اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام سے کلام کر رہا ہے اور حضرت یحییٰ کو خوشخبری عطا فرما کر تین واقعات میں سلامتی کا بیان فرما رہا ہے اور دوسری آیت ''والسلام علیّ'' یعنی سلامتی ہے اوپر میرے، یہ صیغہ واحد مذکر متکلم ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں سے کلام کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام...... پہلی آیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو خوشخبری عطاء فرمائی کہ ''وسلام علیه'' اور دوسری آیت میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلام کر رہے ہیں۔ مولانا احمد علی صاحب! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے جو کہتے کہ میں جب آسمان پر جاؤں گا اور آؤں گا۔ حالانکہ آپ (نصرۃ الحق ص۶۴) میں لکھ چکے ہیں کہ کوئی رسول عالم الغیب نہیں۔ پھر ایسے اعتراضات کرنے دانشمندی ہے یا بے وقوفی؟ یہ دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر لطف یہ ہے کہ دعویٰ تو مولوی فاضل ہونے کا مگر لفظ ''والسلامُ'' کی جگہ ''والسلامَ'' لکھ رہے ہیں۔ مولانا صاحب! اس جگہ لفظ ''والسلامَ'' نہیں بلکہ قرآن کریم نے ''والسلامُ'' فرمایا ہے۔ (نصرۃ الحق ص۱۱۳ مصنفہ احمد علی قادیانی)

پس مذکورہ بالا تشریحات سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ پھر قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا۔

وفات مسیح علیہ السلام پر دسویں دلیل کی بیخ کن تردید

''وماجعلنا لبشرمن قبلك الخلد، افان مت فهم الخالدون، كل نفس ذائقة الموت (الانبیاء:۳۴،۳۵)'' اور نہیں کیا ہم نے واسطے کسی بشر کے پہلے تم سے ہمیشہ رہنا، پس کیا تم مر جاؤ گے اور یہ ہمیشہ رہیں گے۔ تفسیر جلالین میں ہے یعنی جب کفار نے کہا عنقریب محمد ﷺ فوت ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد! ﷺ ہم نے تم سے پہلے کسی بھی بشر کو اس دنیا میں بقاء نہیں دی۔ پھر اگر تم فوت ہو گئے تو کیا یہ باقی رہیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس دنیا میں ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا لازم ہے۔ (جلالین ص۲۷۰)

آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: ’’ایہا الناس بلغنی انکم تخافون من موت نبیکم ھل خلد نبی قبلی فیمن بعث فاخلد فیکم الا اننی لاحق بربی و انکم لاحقون بی ‘‘یعنی اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے نبی کی وفات سے خائف ہو۔ مگر کیا مجھ سے پہلے کوئی بھی نبی اپنی قوم میں باقی رہا کہ میں تم میں ہمیشہ رہ سکوں؟ ہرگز نہیں۔ سن لو! میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی مجھ سے ملنے والے ہو۔ قارئین کرام غور فرمائیں کہ کیا یہ ارشاد نبوی جس کا کوئی صحابی انکار نہیں کرسکا۔ مسیح علیہ السلام کی وفات کا واضح اعلان نہیں؟‘‘ (نصرۃ الحق ص۱۱۶،۱۱۷ مصنفہ احمد علی قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی صاحب! بیشک آیت پیش کردہ سے یہ معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم حضرت محمد ﷺ سے پہلے کوئی ایسا نبی پیدا نہیں ہوا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ کیونکہ ہر ایک نفس کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کیونکر ثابت ہوئی؟ کیا ہمارا مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ ایمان ہے کہ آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی؟ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسی رسالہ کے اندر لکھ چکا ہوں کہ ’’قال رسول اللہ ﷺ ثم یموت فید فن معی ‘‘یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے پھر دفن کئے جائیں گے میرے مقبرے میں۔

معلوم ہوا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے کسی کو بقاء نہیں خواہ کوئی فرشتہ ہو یا انسان۔ لیکن آیت پیش کردہ میں جو لفظ ’’خلد‘‘ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الحال زندہ ہیں۔ اگر فوت ہوتے تو آیت زیر بحث کی ترتیب یوں ہوتی۔

’’وماجعلنا لبشر من قبل الحی ‘‘یعنی نہیں کیا ہم نے واسطے کسی بشر کے پہلے تجھ سے زندہ رہنا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت میں ’’من قبلك الخلد ‘‘اسی لئے فرماتا ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ یعنی تم سے پہلے ہمیشہ زندہ رہنے والا کوئی نہیں۔

۲...... مولانا احمد علی قادیانی نے حدیث حضور ﷺ کی مرض الموت والی کا ترجمہ کرنے میں بڑی دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ رسول خدا ﷺ کے الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی پر دال ہیں۔ ’’ھل خلد نبی قبلی ‘‘یعنی مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو ہمیشہ

رہنے والا ہو۔ مگر مولانا احمد علی قادیانی نے ان بریکٹ عبارت کا ترجمہ ’’مجھ سے پہلے کوئی نبی اپنی قوم میں باقی رہا؟ کر کے یہ ناپاک کوشش کی ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

حالانکہ آیت اور حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابن مریم زندہ ہیں۔ مگر ان دونوں کا ترجمہ گول مول کر کے مولانا احمد علی قادیانی نے بڑی ہوشیاری اور مکاری سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ظاہر کرنا چاہا۔ یہ فریب اور دجل کا جال ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر گیارھویں دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (الصف:۶)‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک رسول کی تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ جو کہ میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ اس آیت سے بھی مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر مسیح ناصری اب تک اس عالم فانی سے نہیں گزرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی اس جہان میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ آیت بتاتی ہے کہ جب اس عالم سے گزر جائیں گے تب آنحضرت ﷺ اس عالم میں تشریف لائیں گے۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۰۹،۱۱۰ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’واذواعدنا موسیٰ اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون (البقرة:۵۱)‘‘ ﴿اور جب وعدہ لیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا۔ پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو پیچھے اس کے اور ہو تم ظالم۔﴾

کیا موسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد بچھڑے کی پوجا کی گئی تھی یا کہ زندگی میں؟ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ’’من بعدی‘‘ کا معنی ہرگز موت نہیں۔ کیونکہ بچھڑے کی پوجا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی کی گئی تھی۔

جواب دوم

’’فبای حدیث بعده یؤمنون (المرسلت:۵۰)‘‘ ﴿پس اس بات کے بعد یعنی کتاب قرآن کریم کے بعد کس چیز پر ایمان لاؤ گے۔﴾

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! اگر آپ کے نزدیک بعد کا معنی موت ہے تو پھر اس

آیت کا کیا معنی ہوگا کہ کتاب قرآن کریم کے فوت ہو جانے کے بعد کس چیز پر ایمان لاؤ گے۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیت ظاہر کرتی ہے کہ ’’من بعدی‘‘ کا معنی ہرگز موت نہیں۔ اگر معنی موت لیا جائے تو معاذ اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام پاک کو بھی مردہ سمجھا جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کو ہرگز فنا نہیں۔ اگر بالفرض من بعدی سے موت مراد ہو تو خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے کلام پاک کے لئے اس لفظ کو استعمال نہ فرماتا۔ تو معلوم ہوا کہ ’’من بعدی‘‘ سے موت مراد لینا قرآن کریم کے خلاف ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ثابت ہوئے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر بارھویں دلیل کی بیخ کن تردید
اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکیلا یعلم من بعده علم شیئا (الحج:۵)‘‘ یعنی سنت اللہ دوہی طرح سے تم پر جاری ہے۔ بعض تم میں سے عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض عمر طبعی کو پہنچتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ’’ارذل العمر‘‘ کی طرف رد کئے جاتے ہیں اور نوبت اس حد تک پہنچتی ہے کہ علم ہونے کے بعد وہ بچے کی طرح نادان محض ہو جاتے ہیں۔ ’’عن علی انه خمس وسبعون سنة ففيه ضعف القویٰ وسوء الحفظ وقلة العلم‘‘ (جامع البیان ص۲۲۰) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ارذل العمر ۷۵ سال کی عمر ہے جس میں قویٰ کی کمزوری حافظہ کی خرابی اور علم کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں ’’قتل هو خمس وتسعون سنة وقيل خمس وسبعون‘‘ (حوالہ بیضاوی ص۴۴۷) یعنی بعض ائمہ کے نزدیک ’’ارذل العمر‘‘ ۹۵ برس اور بعض کے نزدیک ۷۵ سال کی عمر ہے۔ یہ آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر بصراحت دلالت کرتی ہیں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۱۱۹،۱۲۰ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

’’ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما (العنکبوت:۱۴)‘‘ ﴿اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو طرف قوم اس کی کے، پس ٹھہرا بیچ ان کے عرصہ نوسو پچاس سال۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ آپ کے پیش کردہ حوالہ جات سے جو ہمیں ارذل العمر ۷۵ یا ۹۵ سال معلوم ہوئی ہے کہ ارذل العمر میں ہر انسان کا علم و

حافظہ اور عقل اور دیگر اعضاء میں خرابی ہونا لازمی امر ہے تو بتائیے کہ آپ کے نزدیک تو ارذل العمر کا اندازہ فقط ۷۵ تا ۹۵ سال واقع ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر تو کئی گنا زیادہ ہوئی۔ ان کا حال کیا ہو کیا ہوگا؟ اگر رسول اللہﷺ کی امت کے لئے حضرت علیؓ اور تفسیر بیضاوی والوں نے ذکر کیا ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تو تمہاری پیش کردہ آیت سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ آپ بہت عرصہ پہلے کے نبی ہیں۔

مولانا احمد علی صاحب! اگر آپ کے نزدیک خدانخواستہ کسی آدمی کی عمر ۷۵ یا ۹۵ سال سے بڑھ جائے تو اس کو زندہ دفن کر دینا شاید جائز ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ مقرر شدہ قانون کی حد بندی توڑ رہا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضور آقائے نامدار کی امت کے اندر یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عمر طبعی اور ارذل العمر کس قدر تھی۔ چنانچہ نمونے کے طور پر کچھ نقل کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔

۱...... ''ھوابوالطفیل عامر ابن واثلة......مات سنة مائة واثنین'' (حوالہ نقل اسمائے رجال مشکوٰۃ ص۶۰۱) یعنی حضرت ابوالطفیلؓ کی عمر ایک سو دو برس تھی۔

۲...... ''لبید ابن ربیعة......وله من العمر مائة واربعون و قیل مائة وسبع و خمسون'' (اسمائے رجال مشکوٰۃ ص۶۱۴) یعنی حضرت لبیدؓ بن ربیعہؓ کی عمر ۱۵۷ سال تھی۔

۳...... ''لیث بن سعدؒ......مات فی شعبان سنة خمس و سبعین ومائة'' (اسمائے رجال مشکوٰۃ ص۶۱۵) یعنی حضرت لیثؒ بن سعد تابعیؒ کی عمر شریف ۱۷۵ سال کی ہوئی۔

مولانا احمد علی صاحب! علاوہ ازیں اور بھی اکثر اصحاب رسول اللہﷺ کی کافی کافی عمریں گزری ہیں اور آپ نے جو ۷۵ تا ۹۵ سال کی عمر مقرر کی ہے۔ وہ سراسر غلط ثابت ہوئی۔ آپ نے جو فرمایا ہے کہ ارذل العمر میں ہر انسان کا علم و حافظہ اور عقل وغیرہ میں خرابی پیدا ہونا لازمی ہے۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ ان تمام باتوں سے اللہ تعالیٰ کے رسولﷺ اور آپ کے اصحاب بلاشک مستثنیٰ ہیں۔

لہٰذا مذکورہ بالا حوالہ جات سے آپ کے اعتراض کی مکمل طور پر بیخ کن تردید ہوگئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے فضل وکرم سے آسمان میں زندہ ہیں اور نازل ہونے کے بعد ہمارے آقائے نامدار کی تابعداری کریں گے۔ جس سے حضورﷺ کی شان اور بھی تمام انبیاء پر بالاتر سمجھی جائے گی۔ کیونکہ تمام رسولوں کے اندر کوئی ایسا رسول نہیں گزرا کہ جس کی اطاعت کسی شریعت والے نبی نے کی ہو۔ یہ رتبہ سردار مدینہﷺ کو حاصل ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر تیرھویں دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’واذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدقا لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا أقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین (آل عمران:۸۱) ‘‘یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں سے اقرار لیا کہ کچھ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت سے دیا ہے۔ پھر اس کے بعد تمہارے پاس رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہو۔ اس کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس کے اوپر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو؟ اور میرے عہد کا بوجھ لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں اور جو کوئی اس کے بعد پھر جائے گا تو وہ فاسق ہے۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جو نبی بھی آنحضرتﷺ کی بعثت کے وقت زندہ ہو۔ اس کو آنحضرتﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا واجب ہے۔ ورنہ وہ فاسق کہلائے گا۔ پھر کیا کوئی حیات مسیح کا قائل یہ ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرتﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ ایمان لائے اور جنگوں وغیرہ میں آپؐ کی مدد کی۔ اگر نہیں تو پھر آپ کو وفات یافتہ ماننا ہوگا۔ یا ’’فاسق‘‘ یہ کہ آنحضرتﷺ کی بعثت کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو بموجب اس پختہ اقرار کے ضرور آنحضورﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرتے۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۲۴ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

دوئم...... دوسرے اس آیت اور اس کی تفاسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر ایک نبی سے پچھلے آنے والے نبی کے متعلق یہ پختہ عہد واقرار لیا گیا تھا کہ اگر وہ نبی زندہ ہو تو خود اس پر ایمان لائے اور اپنی امت کو حکم دے جائے کہ وہ اس آنے والے نبی پر ایمان لائے اور سورہ الاحزاب میں یہ بھی فرمایا ہے ’’واذا خذنا من النّبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسیٰ و عیسی ابن مریم واخذنامنھم میثاقا غلیظا (الاحزاب:۷) ‘‘یعنی یاد کرو جب ہم نے تمام نبیوں سے پختہ عہد و پیمان لیا۔ یعنی تم سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام وغیرہ سب سے پختہ عہد لیا تھا۔ گویا نوح علیہ السلام سے اس لئے عہد لیا گیا تھا کہ ان کے بعد بھی نبی آنے والا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے بھی اسی لئے عہد لیا گیا تھا کہ ان کے بعد بھی نبی آنے والا تھا۔ لیکن اگر سیدنا

حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہاں ''منك'' کا لفظ کیوں رکھا اور آپ سے عہد لینے کا کیوں ذکر کیا؟ غرض کہ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی ہوسکتا ہے جو آپ کا خادم اور امتی ہو اور آپ کی شریعت کا مفسر اور چلانے والا ہو۔ سو وہ حضرت مرزاغلام احمد قادیانی ہیں۔''

(نصرۃ الحق ص۱۲۴،۱۲۵ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بخود بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی کے نہ تو بجسم خاکی آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور نہ ہی آسمان سے اپنی مرضی کے مطابق نازل ہوکر زمین پر آسکتے ہیں۔ کیونکہ کوئی ایسا رسول نہیں گزرا کہ جس نے اپنی منشاء کے مطابق جس وقت بھی چاہا، لوگوں کو کوئی معجزہ دکھایا ہو۔ کیونکہ قرآن کریم شاہد ہے۔

''وماكان لرسول ان ياتي بآية الا باذن الله (الرعد:۳۸)'' ﴿اور نہ تھا واسطے کسی رسول کے یہ کہ لے آئے کوئی نشانی مگر ساتھ حکم اللہ کے۔﴾

افسوس مولانا احمد علی صاحب! اپنی پتلیوں کے آگے سے جہالت کا تل ہٹائیے۔ جس نے ایمان کے منور پہاڑ کو آپ کی آنکھوں سے پوشیدہ کردیا ہے اور آنے والے مسلم الثبوت نبی کو چھپا کر ایک بیمار دماغ والے مدعی نبوت کو سامنے لاکر کھڑا کردیا ہے۔ ذرا غور کیجئے تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ جس نبی کے لئے میثاق لیا گیا ہے وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں نہ کہ مرزاغلام احمد قادیانی۔

ہماری ایمانی آنکھوں سے دیکھئے کہ جس طرح ملائکہ مقربین خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام پر بھی ایمان لاچکے ہیں اور مدد دینے کے لئے نزول فرمائیں گے۔ (یعنی مسیح الدجال کا خاتمہ کریں گے)

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام سے تو آپ عدم ایمان اور امداد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے آپ نے اپنی زبان کیوں بند کرلی۔ کیونکہ بقول مرزاغلام احمد قادیانی کے حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں انہوں نے بھی آپکے علم کے مطابق حضور ﷺ کی بیعت نہیں کی اور نہ جنگوں میں مددگار رہوئے۔ چنانچہ مرزاغلام احمد قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔

''وكلمه ربه على طور سينين وجعله من المحبوبين هذا هو

موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین ''یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ سینا میں ہمکلام ہوا اور اس کو اپنے پیاروں سے بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن کریم میں اشارہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہے۔ وہ ہرگز نہیں مرا اور نہیں وہ مردوں سے۔ (حوالہ نور الحق ج اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹)

مولانا احمد علی قادیانی صاحب! جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے انڈین مسیح کے نزدیک آسمان پر زندہ ہیں تو کیا انہوں نے حضرت رسول خداﷺ کی بیعت کر لی ہے۔ اگر نہیں کی تو وہ کیونکر زندہ ہیں؟ پس اس طرح بغیر بیعت کئے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آپ سمجھ لیجئے۔ مولانا احمد علی صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو رسول خداﷺ کی بیعت کرنے کا شرف معراج کی رات حاصل ہو چکا ہے اور جماعت قادیانی کو بھی یہ امر تسلیم ہے کہ معراج کی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رسول خداﷺ کی ملاقات ہوئی اور جب ملاقات ہوئی تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جو یہ عہد لیا ہوا تھا کہ اگر تمہاری زندگی میں رسول خداﷺ کو بھیج دوں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ کیا اپنا عہد پورا نہیں کیا ہوگا؟ ضرور کیا ہوگا۔ کیونکہ کوئی نبی بھی اپنے وعدے کے خلاف عمل نہیں کر سکتا۔

لہٰذا مذکورہ بالا تشریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام بلاشک آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں جو کہ قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا۔

جواب دوم

مولانا احمد علی صاحب! جو سورۂ احزاب کی آیت آپ نے پیش کی ہے کہ رسول خداﷺ سے بھی یہ عہد لیا گیا تھا کہ آپ کے بعد آنے والے نبی کے متعلق لوگوں کو اطلاع دینا۔ اگر حضورﷺ کے بعد نبوت ختم تھی تو پھر آپ سے عہد کیوں لیا گیا؟ اس آیت میں اس عہد کا ہرگز ذکر نہیں۔ بلکہ یہ عہد لیا گیا تھا کہ تمہارا سب نبیوں کا ایک ہی دین ہے۔ اس میں تفرقہ بازی نہ کرنا۔ جیسا کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

''شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

(الشوریٰ:۱۳) ’’﴿مقرر کیا ہے واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا تھا ساتھ اس کے نوح علیہ السلام کو اور جو وحی کی ہے ہم نے طرف تمہارے اور جو حکم کیا تھا ہم نے ساتھ اس کے ابراہیم علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کہ دین قائم رکھو اور مت متفرق ہو بیچ اس کے۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! یہ عہد تھا قرآن کریم نے مذکورہ بالا آیت کے اندر بیان فرمایا نہ یہ کہ حضورﷺ سے یہ عہد تھا کہ اپنے بعد کے آنے والی نبی کے متعلق لوگوں کو اطلاع دینا۔

مولانا صاحب! اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے تمہاری بات کو مان بھی لیا جائے کہ حضورﷺ سے بھی دوسرے نبیوں کی طرح عہد لیا گیا تھا تو بھی ہمارا خیال عنداللہ ضرور صحیح ہے۔ کیونکہ آنحضرتﷺ کے بعد حضرت ابن مریم علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہونا تھا۔ آپﷺ نے ہی ان کے آنے کی اپنی امت کو اطلاع دے دی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں ذکر کیا گیا۔

’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم‘‘﴿قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ ضرور نازل ہوں گے بیچ تمہارے ابن مریم۔﴾(نہ یہ کہ مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی) یعنی وہی ابن مریم نازل ہوں گے جن کا ذکر قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا پھر بھی عنداللہ ہمارا عقیدہ صحیح ہوا۔

مولانا احمد علی صاحب! حقیقتاً رسول اللہﷺ سے وہ عہد نہیں لیا گیا کہ جس کا ذکر سورۂ آل عمران میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کے اندر جبکہ آنحضرتﷺ کو ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین‘‘ فرمایا ہے۔ یعنی رسول اللہﷺ کے بعد کوئی نبی شرعی ہو یا غیر شرعی، ظلی ہو یا بروزی، نہیں آئے گا۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اب دنیا میں آئے۔ کیونکہ خاتم النّبیین کا حقیقی معنی خود جناب مرزا قادیانی نے کتاب تریاق القلوب میں بیان فرمایا ہے، جو حسب ذیل ہے۔

’’اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

مولانا احمد علی صاحب! آپ نے اپنے انڈین نبی کی زبانی خاتم کا معنی سن لیا۔ اب آپ کو خاتم النّبیین کا معنی بھی اسی طرح کرنا چاہئے کہ رسول خداﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو

چکی۔ لہٰذا اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ عند اللہ کاذب اور ملعون ہے۔

۲...... جناب مرزا غلام احمد قادیانی راقم ہیں: ’’سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج دوم ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰،۲۳۱)

۳...... ’’مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

۴...... ’’ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج ششم ص۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

۵...... ’’آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ’’لا نبی بعدی‘‘ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔‘‘

(کتاب البریہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۳ ص۲۱۸)

جناب مولانا احمد علی صاحب! آپ کی مثال تو ایسی ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ یعنی جناب مرزا غلام احمد قادیانی تو رسول خدا ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں اور آیت ’’خاتم النّبیین‘‘ سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی شرعی یا غیر شرعی دنیا میں نہیں آئے گا۔ حوالے تو جناب مرزا قادیانی کی کتب سے اخذ کئے ہوئے اس قسم کے میرے پاس بے شمار ہیں۔ لیکن سمجھداروں اور ایمانداروں کے لئے تو بطور نمونہ یہی کافی ہیں۔ ان پر ہی غور کر کے اس بات پر ایمان لے آئیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کاذب اور ملعون ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام پر چودھویں دلیل کی بیخ کن تردید

اعتراض مولانا احمد علی قادیانی

’’او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ، قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)‘‘ یعنی ہم

تجھے نہیں مانیں گے جب تک کہ تو کوئی کتاب بھی آسمان پر سے نہ لائے جسے ہم پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی اے پیغمبر! ان کو کہہ دو کہ میرا رب ہر نقص سے پاک ہے۔ میں تو صرف ایک رسول ہوں۔ غرضیکہ اگر بشر کے لئے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا ممکن ہوتا تو کفار کے مطالبہ پر ان کو معجزہ دکھانے اور اتمام حجت کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کو بھی ضرور آسمان پر لے جایا جاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بشر کا بجسم خاکی آسمان پر جانا مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۰۵تا۱۰۷ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اوّل

مولانا احمد علی صاحب! کیا کفار کا فقط یہی مطالبہ تھا جو دکھایا جاتا؟ نہیں، بلکہ سات مطالبے تھے جو پیش کرتا ہوں۔

۱…… ’’وقالوا لن نؤمن لك حتیٰ تفجرلنا من الارض ینبوعا (بنی اسرائیل:۹۰)‘‘ ﴿کہا انہوں نے ہرگز نہیں مانیں گے یہاں تک کہ پھاڑ لاؤ تم زمین سے واسطے ہمارے چشمے۔﴾

۲…… ’’اوتکون لك جنة من نخیل وعنب فتفجر الانهر خللها تفحیرا (بنی اسرائیل:۹۱)‘‘ ﴿یا ہو واسطے تمہارے باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا۔ پس پھاڑ لاؤ تم نہریں پھاڑ لانے کو۔﴾

۳…… ’’اوتسقط السماء کمازعمت علینا کسفا (بنی اسرائیل:۹۲)‘‘ ﴿یا ڈال دو تم آسمان کو جیسا کہا کرتے ہو تم اوپر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے۔﴾

۴…… ’’اوتاتی باللّٰہ والملائکة قبیلا (بنی اسرائیل:۹۲)‘‘ ﴿یا لے آؤ تم اللہ اور اس کے فرشتوں کو ہمارے مقابل۔﴾

۵…… ’’اویکون لك بیت من زخرف‘‘ ﴿یا ہو جائے واسطے تمہارے گھر سونے کا۔﴾

۶…… ’’اوترقی فی السماء‘‘ ﴿یا چڑھ جائے تو بیچ آسمان کے۔﴾

۷…… ’’ولن نؤمن لرقیك حتیٰ ینزل علینا کتابانقرؤہ، قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)‘‘ ﴿اور ہرگز نہ مانیں گے ہم تمہارے چڑھ جانے کو یہاں تک کہ نہ اتار لاؤ اوپر ہمارے کتاب کہ پڑھیں ہم اس کو۔ کہہ دیجئے کہ پاک ہے پروردگار میرا نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغام پہنچانے والا۔﴾

ان تمام مذکورہ حوالہ جات سے اس بات پر مکمل روشنی پڑ گئی کہ کفار کا یہی مطالبہ نہیں تھا

کہ آپ ﷺ آسمان پر چڑھ جائیں۔ بلکہ ساتھ کتاب لانے کا بھی ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو جواب دیا اس سے بھی ظاہر ہے کہ مطالبہ ان کا کتاب لانے کا تھا۔ اس لئے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو کہہ دو کہ یک بارگی کتاب کو اتارنا میرا کام ہرگز نہیں۔ میں تو جو حکم اوپر سے جتنا بھی نازل ہوتا ہے۔ فقط اس کو تمہارے پاس پہنچانے والا ہوں۔

اس آیت سے ممات عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت کرنا پرلے درجہ کی جہالت اور نادانی ہے۔ کیونکہ اس کے قبل تو رسول خدا ﷺ کو جسمانی معراج کرائی گئی تھی۔ جیسا کہ تفاسیر بھی شاہد ہیں، ملاحظہ ہو۔

جواب دوم

’’والحق الذی علیه اکثر الناس ومعظم السلف وعامة المتاخرین من الفقهاء والمحدثین والمتکلمین انه اسری بجسده‘‘(علامہ ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) یعنی متفق ہیں اس بات پر معظم سلف اور بزرگ فقہاء وغیرہ اور محدثین ومتکلمین یہ کہ سیر کرائی گئی رسول خدا ﷺ کو ساتھ جسم کے۔

یعنی آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے سیر کرائی۔ ساتھ روح اور جسم کے مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیداری کی حالت میں۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی بھی اس واقعہ کو بعید از عقل کہہ کر انکار نہ کرتے اور نہ حضور ﷺ سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات ہی کرتے۔

ان کو سوال اس لئے ہی کرنے کی ضرورت ہوئی جبکہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں اس خاکی جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں آج بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں۔ تو مذکورہ بالا حالات سے بخوبی ظاہر ہوا کہ کفار کا مطالبہ صرف یہی نہ تھا کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ بلکہ ’’لن نؤمن لرقیك‘‘ یعنی تیرے ساتھ آسمان پر چڑھ جانے سے بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک کہ ’’حتیٰ تنزل علینا کتابا نقرؤه‘‘ یعنی ہمارے اوپر آسمان سے آتے ہوئے کتاب لے کر نہ آؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا یہ اعتراض قرآن کریم کے خلاف ہے کہ بشر آسمان پر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور رسول کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس خاکی جسم کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی۔ جیسا کہ حدیثوں میں ذکر ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی بارھویں دلیل

۱…… ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی (بنی اسرائیل:۱)‘‘ ﴿پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔﴾ یعنی آنحضرتﷺ کو باری تعالیٰ نے اسی خاکی جسم کے ساتھ معراج کرائی۔ چنانچہ قرآن کریم میں لفظ عبد کا روح مع الجسم ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ فقط روح کی طرف۔ جیسا کہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے، ملاحظہ ہو۔

۲…… ’’ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی (طٰہٰ:۷۷)‘‘ ﴿اور البتہ تحقیق وحی بھیجی ہم نے طرف موسیٰ علیہ السلام کے کہ سیر کراؤ میرے بندوں کو۔﴾

مولانا احمد علی صاحب! کیا اس سے مراد روحوں کو سیر کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا ہے یا کہ روح مع الجسم کو؟ اگر آپ اس آیت سے روح مع الجسم کا مفہوم لیتے ہیں تو پیش کردہ آیت ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ‘‘میں عبد سے مراد روح مع الجسم کیوں نہیں لیتے؟

۳…… ’’وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (البقرۃ:۲۳)‘‘ ﴿اگر تم کو شک ہو کہ میں نے اپنے بندے (حضرت محمدﷺ) پر قرآن کریم نہیں اتارا۔﴾

سوال…… کیا آنحضرتﷺ کی روح مبارک پر قرآن کریم نازل ہوا تھا یا کہ روح مع الجسم پر؟

۴…… ’’الحمدللّٰہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب (الکہف:۱)‘‘ ﴿سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے جس نے اتارا اوپر بندے اپنے کے اس قرآن کریم کو۔﴾ کیا یہاں ’’عبد‘‘ سے مراد روح لوگے یا روح مع الجسم؟

۵…… ’’تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان:۱)‘‘ ﴿بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اتارا قرآن کریم کو اوپر بندے اپنے کے یہ کہ ہو واسطے جہاں کے ڈرانے والا۔﴾

کیا مولانا احمد علی صاحب! یہ قرآن کریم تمہارے نزدیک آقائے حضورﷺ کی روح مبارک پر نازل ہوا تھا یا روح مع الجسم پر؟ اگر روح مع الجسم پر نازل ہونا آپ کو قبول ہے تو آیت ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ‘‘ میں بھی یہ لازمی ماننا پڑے گا کہ رسول خداﷺ کو جسمانی معراج ہوئی نہ کہ روحانی۔ جیسا کہ قرآن کریم ’’عبدہ‘‘ سے مراد روح مع الجسم فرمایا ہے۔

۶…… ’’قال الشیخ الاکبر قدس سرہ ان معراجہ علیہ السلام اربع

وثلاثون مرة واحدة بجسده والباقی بروحه،والذی یدل علیه علی انه علیه الاسلام عرج سرة بروحه وجسده معاً قوله اسری بعبده فان العبد اسم للروح والجسد ’’یعنی حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ رسول خداﷺ کو۳۴ بار معراج ہوئی اور ایک بار روح مع الجسم کرائی۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے’’سبحان الذی اسری بعبده‘‘ بیشک عبد نام ہے روح اور جسم یعنی دونوں کا۔

(تفسیر روح البیان برحاشیہ جلالین ص۲۲۹ مطبوعہ کراچی)

۷...... ’’والحق الذی علیه اکثر الناس ومعظم السلف وعامة الخلف من المتاخرین من الفقهاء والمحدثین والمتکلمین انه اسریٰ بروحه وجسده و یدل علیه قوله سبحانه وتعالیٰ سبحان الذی اسری بعبده لیلا ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد ’’یعنی اکثر لوگ معظمین سلف اور خلف اور فقہا اور محدثین و متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ بیشک آنحضرتﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی۔ یعنی معراج جو کہ اس پر دال ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی بندے کو ایک رات میں اور لفظ ’’عبد‘‘ روح اور جسم کا نام ہے۔

(تفسیر خازن ج۳ ص۱۶۴ مطبع مصری)

باقی رہا حضرت عائشہؓ کا قول جو پیش کیا جاتا ہے۔ سو اس قدر معتبر قرآن کریم کے حوالہ جات کے ہوتے ہوئے ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ عائشہؓ کبھی بھی ایسا غلط عقیدہ جو صریحاً قرآن کریم کے خلاف ہو، نہیں رکھ سکتیں اور نہ ہی ایسی غلط روایت کی آپ راوی ہوسکتی ہیں۔ اس واسطے یہ کسی غیر معتبر آدمی کا اپنا خیال ہے جو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

مولانا احمد علی قادیانی بعنوان عقیدہ حیات مسیح ناصری علیہ السلام کے نقصانات کے تحت لکھتے ہیں: ’’عیسائیوں پر یہ بات ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح علیہ السلام ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب کردو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کردو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہوسکتا۔‘‘

(نصرۃ الحق ص۱۳۴،۱۳۵ مصنفہ احمد علی شاہ قادیانی)

جواب اہل اسلام اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا احمد علی صاحب! یہ آپ کا باطل خیال ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت عیسائیوں پر کسی صورت ظاہر کردی جائے تو ان کا مذہب دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

حالانکہ عیسائی شروع سے اس بات کے قائل ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا کر مار دیا۔ یعنی وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگئے جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو خود تسلیم کرتے ہیں۔ پھر ان کا مذہب کیوں ترقی کرتا گیا؟ مولانا صاحب، یہودی اور عیسائی تو دونوں مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہاں تک درست ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے سے عیسائیت کی ترقی ہوئی۔

حقیقتاً آپ نے جناب مرزا قادیانی کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ معلوم ہو جاتا کہ عیسائیت کو ترقی کیونکر حاصل ہوئی؟ آیئے میں جناب مرزا قادیانی کی زبانی تصدیق کرادوں کہ عیسائیت کی ترقی عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے سے نہیں بلکہ آپ کو مصلوب ماننے سے ان کے دین کی ترقی ہوئی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو مصلوب ماننے سے عیسائیت کی ترقی
از مرزا غلام احمد قادیانی

”یاد رہے کہ عیسائی مذہب اس قدر دنیا میں پھیل گیا ہے کہ صرف آسمانی نشان بھی اس کے زیر کرنے کے لئے کافی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مذہب کو چھوڑنا بڑا مشکل امر ہے۔ لیکن یہ صورت کہ ایک طرف تو آسمانی نشان دکھائے جائیں اور دوسرے پہلو میں ان کے مذہب اور ان کے اصولوں کا واقعات حقہ سے تمام تانا بانا توڑ دیا جائے اور ثابت کردیا جائے کہ حضرت مسیح کا مصلوب ہونا اور پھر آسمان پر چڑھ جانا دونوں باتیں جھوٹ ہیں (یعنی مردہ آسمان پر کیسے چڑھ سکتا ہے) یہ طرز ثبوت ایسی ہے کہ بلاشبہ اس قوم میں ایک زلزلہ پیدا کردے گی۔ کیونکہ عیسائی مذہب کا تمام مدار کفارہ پر ہے اور کفارہ کا تمام مدار صلیب پر اور جب صلیب ہی نہ رہی تو کفارہ بھی نہ رہا اور جب کفارہ نہ رہا تو مذہب بنیاد سے گر گیا۔“ (تریاق القلوب ص۲۲، خزائن ج۱۵ ص۱۶۸،۱۶۹)

مولانا احمد علی صاحب! اب تو آپ کو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی یہ تصدیق ہوچکی کہ عیسائیت کو ترقی دینے والی جماعت، قادیانی ہے کہ جن کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سولی پر چڑھائے گئے۔ لہٰذا کچھ تو عیسائی مذہب کے پادریوں نے اس بات کی لوگوں کو تبلیغ کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی کو قبول کر کے ہمارے گناہوں کا کفارہ کر گئے۔ دوسرے جماعت قادیانی نے ان کی مدد کے لئے قدم اٹھایا کہ ہم تمہاری تصدیق کرتے ہیں کہ بیشک حضرت ابن مریم کو ہی سولی پر چڑھایا گیا۔

واہ مولانا احمد علی صاحب! گناہ تو اپنا اور بدنام راہ حق پر چلنے والے۔ ذرا تو خوف خدا کیا ہوتا۔ آخر قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر وفات مسیح کا عقیدہ نزدیک اللہ کے صحیح ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ہم مسلمانوں کو یہ تلقین نہ کرتا: ”غیر المغضوب علیهم ولا الضالین، امین“ ﴿جن پر تو نے غضب کیا اور گمراہ ہوئے ہیں ان کے راستے سے ہمیں بچائے رکھنا۔ آمین۔﴾

وہ یہودی اور نصاریٰ ہیں۔ لہٰذا ان کے مغضوب اور ملعون اور گمراہ ہونے کا سبب منجملہ دیگر اسباب کے ایک حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا عقیدہ ہے جس کی وجہ سے وہ مغضوب وملعون ہوئے۔ پس صاف ثابت ہوا کہ جس نے مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی ”الیٰ السماء“ اور ”حیات الی الآن“ سے انکار کیا۔ اس کو صراط مستقیم نصیب نہیں ہوسکتا اور مغضوب ملعون ہو کر یہود ونصاریٰ میں داخل ہے۔ شعر

الا لا یعلم الاقوام انا تضعضعنا وانا قد نبینا
الا لا یجعلن اخر علینا فجهل فوق جهل الجاهلینا

برادران اسلام کمترین نے مولانا احمد علی صاحب قادیانی کے رسالہ نصرۃ الحق کا جواب قرآن کریم واحادیث وتفاسیر وغیرہ سے مکمل ومدلل طور پر دے دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے میرے رسالہ ہذا کو مسلمانوں کے لئے بابرکت اور ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین ثم امین! ”اللهم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم“

الداعی الیٰ الخیر!

خاکسار حافظ عبداللطیف مندراں والا ضلع تھرپارکر سندھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیت کا جال، لاہوری مرزائیوں کی چال

حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے شائع کیا ہے۔ جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے۔ چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر میں دھوکہ دینا مطلوب ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی۔

مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ لاہوری وقادیانی دونوں مرزائی جماعتیں مرزا قادیانی کی متبع ہیں جب تک مرزا قادیانی زندہ تھے ہر دو جماعتوں کے ایک ہی اعتقادات تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک جماعت (محمودی قادیانی) خزانہ عامرہ پر جو مرزا قادیانی کا اندوختہ تھا قابض ہوگئی۔ دوسرے حصہ دار خواجہ کمال الدین ومولوی محمد علی صاحبان باوجود دیرینہ خدمات اس سے بالکل محروم رہ گئے۔ انہوں نے اس رنج سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنالی، وہ لاہوری احمدی کہلانے لگے۔ اب بھی دونوں جماعتوں کے ایک ہی عقائد ہیں۔ دونوں مرزا صاحب کے پیرو ہیں۔ ان کی تعلیم کو سچا مانتی ہیں۔ ان کے الہامات اور دعاوی کی بھی قائل ہیں۔ قادیانیوں نے یہ جرأت کی کہ جیسا مرزا جی کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ورسول ہیں اور اس کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

دوسری جماعت (لاہوری) نے بزدلی سے کام لیا۔ وہ جانتے تھے کہ ایسے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے وہ دوسرے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہے جو عام مسلمانوں سے ملے گا۔ انہوں نے طریق منافقت اختیار کر کے لکھنا شروع کیا کہ ”ہم مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔“

لاہوری جماعت کا طریق عمل

لاہوری احمدی جماعت کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ وہ درحقیقت مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ لاہوریوں کا امیر جماعت (مولوی محمد علی) لاہور میں رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کی شاہی مسجد میں مسلمانوں سے مل کے ان

کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا عملی ثبوت دیتا کہ وہ فی الواقع مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور نمازوں اور جنازوں میں ان سے اشتراک عمل کر سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایسا کھلا معیار ہے جس سے ہر ایک مسلمان لاہوریوں کے اصلی عقیدہ سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

لاہوری احمدی مرزا قادیانی کی رسالت کے قائل ہیں

اگر لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی رسالت کی قائل نہیں ہے تو وہ صاف اعلان کر دے کہ مرزا قادیانی کی کتابوں اور ان کے دعاوی سے ہمیں اتفاق نہیں ہے یا کم سے کم ان کی تصانیف کے اس حصہ سے ہم متفق نہیں ہیں۔ جس سے ادعائے نبوت ورسالت پایا جاتا ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے علی الاعلان نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعاوی ان کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہیں تو جو شخص مرزا قادیانی کو مجدد تو کیا ایک سچا انسان بھی سمجھے۔ اس کو ان کی نبوت و رسالت کا ضرور قائل ہونا پڑے گا۔

مرزا قادیانی کا ادعائے نبوت ورسالت

مرزا قادیانی کی اول سے آخر تک ایسی کوئی کتاب نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ ذیل میں ان کے چند رسالہ جات سے عبارات لکھی جاتی ہیں۔

۱...... ’’یٰس انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم ‘‘(اے سردار تو مرسل ہے سیدھی راہ پر۔) (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

۲...... ’’انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا‘‘ (ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔)

(حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۳...... ’’انا ارسلنا احمد الی قومه فاعرضوا وقالواکذاب اشر ‘‘(ہم نے احمد (مرزا) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہہ دیا بڑا جھوٹا ہے)

(اربعین نمبر۳ ص۳۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

۴...... ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۵...... ’’الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۶...... ’’جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھے گا۔کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

۷...... ’’میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمدﷺ ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

ان عبارات کو پڑھ کر ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی خود کو نبی و رسول کہتے ہیں۔پھر لاہوری احمدی جماعت مرزا قادیانی کو سچا اور ان کی تصانیف کو درست مان کر اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتی کہ وہ ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ جو ان کا انکار اور تکفیر و تکذیب کرے یا ان کی صداقت میں اس کو تردد ہو وہ کافر ہے۔اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔حوالجات ذیل ملاحظہ کیجئے۔

۱...... ’’پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ۱۷ ص۴۱۷)

۲...... ’’سوال ہوا کہ کسی جگہ امام حضور (مرزا) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں۔فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو۔پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر، ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب کرے تو بھی وہ منافق ہے۔اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ص۲۸۴)

۳...... ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

۴...... ’’کفر دو قسم ہے۔اول یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرتﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا...... پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

ان عبارات میں تصریح ہے کہ مرزا قادیانی ایسے شخص کو جو ان کی رسالت کا کلمہ نہیں پڑھتا، کافر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک وہ مرزا قادیانی کو سچا نہ ماننے سے ایسا ہی کافر ہو جاتا ہے جیسا اسلام کے انکار اور خدا اور رسول کے نہ ماننے سے۔ مرزا قادیانی اپنی جماعت کو ہدایت کرتے ہیں کہ جو مرزا قادیانی کی تصدیق رسالت نہیں کرتا ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ جو ان کی تکفیر و تکذیب کرتا ہو یا ان کے معاملہ میں بالکل خاموش ہو۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ پھر ہم کیونکر مان سکتے ہیں کہ ٹریکٹ لکھنے والا (مولوی محمد علی ایم۔اے) اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں مانتا یا ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔

لاہوری احمدی جماعت کے عقائد

اب ہم ان عقائد احمدیہ (مرزائیہ) پر جو انہوں نے اپنے ٹریکٹ میں لکھے ہیں، بالترتیب روشنی ڈالتے ہیں۔

عقیدہ نمبر۱...... ’’ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔‘‘

ہم کہتے ہیں کہ یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ اللہ کی توحید کے قائل ہوتے تو مرزا قادیانی کے حسب ذیل کلمات شرک کی تکذیب کرتے۔

مرزا قادیانی کے مشرکانہ کلمات

۱...... ’’انت منی وانا منك‘‘ (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔)

(دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

۲...... ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ (تو بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔)

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۳...... ’’انت من مائنا وهم من فشل‘‘ (تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے خشکی سے۔)

(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

۴...... ’’الارض والسماء معك كما هو معی‘‘ (زمین و آسمان تیرے (مرزا کے) تابع ایسے ہی ہیں جیسے (خدا کے) تابع ہیں۔)

(حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

۵...... ’’یتم اسمك ولا یتم اسمی‘‘ (تیرا ’’مرزا‘‘ کا نام کامل ہوگا اور میرا (خدا کا) نام ناتمام ناقص رہے گا۔)

(اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳)

۶...... ’’انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب‘‘(میں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دیتا ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی)(کیا مرزا کا خدا خطا کار بھی ہے)

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

یہ ایسے کلمات ہیں جو شرک جلی بلکہ اجلیٰ ہیں۔ پھر جب آپ کے مرشد جی شرک میں مبتلا ہوں تو آپ کا دعویٰ توحید ’’ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور‘‘ کا مصداق ہے۔

ایسا ہی آپ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل ہوتے تو مرزا قادیانی کو جو آپ سے مساوات بلکہ افضلیت کے مدعی ہیں، مرشد نہ بناتے۔

مرزا قادیانی کی توہین رسولؐ

۱...... ’’وما ارسلناك الا رحمة للعٰلمین‘‘(ہم نے تجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے)

(حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۲...... ’’لولاك لماخلقت الافلاك‘‘(اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)

(حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

۳...... ’’سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا‘‘(پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے کو رات کی سیر (معراج) کرائی)

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

۴...... ’’اثرك اللّٰه علی کل شی‘‘(خدا نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے)

(حقیقت الوحی ص۸۳، خزائن ج۲۲ ص۷۰۹)

۵...... ’’آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

۶...... ’’له خسف القمر المنیر وان لی...... غسا القمران المشرقان اتنکر‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

نمبر اول میں مرزا قادیانی حضور ﷺ کے خطاب رحمۃ للعالمین کے جو آپؐ سے مختص ہے، ساجھی بنتے ہیں۔

نمبر۲...... میں باعث تکوین عالم بنتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا نہ ہوتے تو حضور ﷺ بھی نہ ہوتے۔ (معاذ اللہ)

نمبر۳...... میں معراج کے رتبہ اعلیٰ میں جو حضورﷺ کے لئے مخصوص تھا، شریک بنتے ہیں۔
نمبر۴...... میں تمام چیزوں سے برتری کا دعویٰ ہے۔ حتیٰ کہ محمد مصطفیٰﷺ سے بھی۔ (استغفراللہ)
نمبر۵...... میں یہ ادّعا ہے کہ مرزا کا تخت سب سے بلند ہے۔ حتیٰ کہ رسالت مآبﷺ سے بھی۔ (چھوٹا منہ بڑی بات)
نمبر۶...... میں یہ ڈینگ ہے کہ حضورﷺ کے لئے صرف خسوف قمر ہوا تو کیا ہوا۔ میرے لئے شمس وقمر دونوں کا خسوف ہوا۔

غرض ان کلمات میں نبی اکرمﷺ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کا متبع آنحضرتﷺ کی رسالت کا کیسے قائل ہوسکتا ہے؟

عقیدہ نمبر۲

’’ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰﷺ خاتم النّبیین ہیں۔‘‘

یہ بھی کہنے کی بات ہے۔ جب مرزا قادیانی آنحضرتﷺ کے بعد اپنی نبوت و رسالت کے قائل ہیں۔ تو جب تک آپ ان کو (اس دعویٰ کو) جھوٹا نہ سمجھیں، خاتم النّبیین کے کبھی قائل نہیں ہوسکتے۔

عقیدہ نمبر۳

’’ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔‘‘

یہ بھی صرف زبانی ہے۔ آپ کے مرشد کہتے ہیں کہ ان کا کلام بھی مثل قرآن ہے۔ پھر اگر ان کو سچا مانتے ہیں تو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مان سکتے۔ جس میں تحدی سے کہا گیا ہے کہ ایسا کلام کوئی بنا نہیں سکتا۔

مرزا قادیانی کا قول

’’میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ: ’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام مانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

اب آپ ہی فرمائیں کہ جو شخص قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے انسان کے کلام کو بھی قرآن کے برابر سمجھتا ہو۔ وہ خدا کے اس فرمان پر کب ایمان رکھتا ہے۔ ’’لا یاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیراً‘‘ (الاسرا:۸۸)

عقیدہ نمبر۴

’’ہم حضرت مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے۔‘‘

یہ غلط ہے۔ ہم جیسا اوپر لکھ چکے ہیں کہ جب تک آپ مرزا قادیانی کی ان تحریرات کو جن میں صریح طور پر ادّعاء نبوت و رسالت کیا گیا ہے، غلط نہ سمجھیں اور اس کا اعلان نہ فرمائیں۔ ہم آپ کے اس قول کو شیعہ کا تقیہ سمجھیں گے۔

عقیدہ نمبر۵

’’ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں مجدد کہلاتے ہیں۔ اسی پر اولیاء کی اصطلاح میں ظلی نبوت کا استعمال ہوتا ہے ورنہ جیسے ظل اللہ، اللہ نہیں۔ ظلی نبی، نبی نہیں۔

دنیا میں بہت سے اولیاء اللہ ہوگزرے ہیں۔ سوائے مرزا قادیانی کے کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ باوجودیکہ کشف و کرامات میں مرزا قادیانی ان کے پاسنگ بھی نہیں اور ظلی بروزی کی اصطلاح تو مرزا کی ایجاد ہے۔ کیا اس اصطلاح کا کوئی پتہ قرآن و حدیث سے دیا جا سکتا ہے۔ آپ ظل اللہ اور ظل نبی ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی نرالی منطق ہے۔ ظل اللہ مضاف و مضاف الیہ ہے اور ظلی نبی صفت موصوف۔ مضاف، مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے۔ جیسا غلام زید میں غلام اور ہے اور زید اور۔ لیکن صفت و موصوف ایک ہوتے ہیں۔ اس لئے ظل اللہ پر ظلی نبی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

عقیدہ نمبر۶

’’ہم ہر اس شخص کو جو ’’لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ‘‘ پر ایمان لاتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں۔‘‘ آپ بموجب فرمان جناب مرزا قادیانی بحیثیت ان کے متبع ہونے کے مجبور ہیں کہ جو کلمہ گو مسلمان مرزا قادیانی کی رسالت کی تصدیق نہ کرے، اسے مسلمان نہ سمجھیں جیسا کہ گزر چکا۔

عقیدہ نمبر۷

’’ہم تمام اصحاب کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔‘‘

مگر آپ کے مرزا قادیانی تو فرماتے ہیں: ’’ایک تم میں ہے جو علیؓ سے افضل ہے۔‘‘ (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲) دوسری جگہ فرماتے ہیں:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

پھر آپ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وامام حسین رضی اللہ عنہ کی قرابت رسولؐ کے قائل بھی نہ ہوں۔ ان کی صحابیت سے تو انکار نہ کرسکیں گے۔ پھر جو شخص حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کی یوں توہین کرتا ہو۔ اس کو سچا مان کر صحابہ کرام اور بزرگان دین کی کیا عزت کریں گے۔ مرزا قادیانی نے اولیاء تو کیا انبیاء کی بھی وہ عزت کی ہے کہ الامان۔ اور تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لیجئے۔ جن کے آپ مثیل بھی بنتے ہیں اور ان کو صلواتیں بھی سناتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱...... ’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۲...... ’’آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت

درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

تو جب لاہوری احمدی جماعت ایسے شخص کو اپنا ہادی و رہبر سمجھتی ہے۔ جس نے ایک الوالعزم پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی نسبت: ''وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین'' قرآنی شہادت موجود ہے، یوں گالیاں دی ہوں اور آپ کی مغلظ گالیوں سے کوئی بزرگ عالم، صوفی کسی فرقہ کا نہ بچا ہو اور جو اپنے نہ ماننے والوں کو جیسا کہ آئینہ کمالات میں ہے ''ذریۃ البغایا'' (کنجریوں کی اولاد) کا خطاب دیتے ہوں۔ بزرگان دین ائمہ وصحابہ کی عزت واحترام کی امید رکھنا بالکل محال ہے۔

عقیدہ نمبر۸

''مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں اور جو لوگ کسی مسلمان کی یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کریں۔ ان سے اظہار نفرت کے طور پر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جو لوگ تکفیر کے فتوؤں سے متنفر ہیں۔ ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔''

اگر آپ فی الواقع مسلمانوں کی تکفیر کو قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں تو پھر آپ مرزا قادیانی کو کیا کہیں گے جنہوں نے جہاں دنیا کے تمام مسلمانوں کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا ہے جو ان کی تصدیق نہ کریں۔ خواہ تکذیب بھی نہ کرتے ہوں بلکہ خاموش ہوں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ جو لوگ تکفیر کا فتویٰ نہیں دیتے ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔ صرف ایک دھوکہ کی بات ہے۔ آپ تو مرشد جی کے فتویٰ کے پابند ہیں۔ جب وہ ایسے خاموش لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں تو آپ عدول حکم کب کر سکتے ہیں۔

عقائد جماعت احمدیہ کی بحث ہو چکی۔ اب ہم آپ کو مرزا قادیانی کے چند اعجب العجائب اقوال بھی سنا دیں۔

مرزا قادیانی کا عورت بن کر حاملہ ہو جانا اور بچہ جننا

مرزا قادیانی کا، چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے حالانکہ آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ

بن مریم ہے اور آپ کا یہ نام نہیں نہ مریم کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ نے عیسیٰ بن مریم بننے کی ایسی توجیہ فرمائی کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ فرماتے ہیں: ’’جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزرے تو جیسا کہ براہین احمدیہ میں ہے، مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ اس طور سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

عیسائیوں کی تثلیث تو سنا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی ان سے بھی بڑھ گئے۔ آپ مرد سے عورت بن گئے۔ دو سال عورت کی صفت میں پرورش پائی۔ پھر آپ کو حمل بھی ہوگیا۔ وہ دس مہینے رہا۔ پھر بچہ (عیسیٰ) جنا۔ مرزا قادیانی تھے تو ایک، مگر، آپ ہی مرد غلام احمد، آپ ہی عورت (مریم) آپ ہی بچہ (عیسیٰ) ہیں۔ سبحان اللہ!

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔ بھلا ان رازوں کو کون سمجھے؟

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے...... کوئی جانے تو کیا جانے

پیش گوئیوں پر خدا کے دستخط

اور انبیاء سے تو مکالمہ بذریعہ وحی ہوا کرتا تھا۔ مرزا قادیانی کے پاس (معاذ اللہ) خود اللہ میاں تشریف لاتے۔ پیش گوئیوں کی مسل پیش ہو جاتی ہے۔ سرخی کے قلم سے دستخط کئے جاتے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷) میں بالتفصیل اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ مرزا نے اپنی پیش گوئیوں کی مسل دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر تامل کے دستخط کر دیئے۔ دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا تو سرخی کے قطرات اڑ کر مرزا قادیانی کے کرتے اور ان کے مرید عبداللہ کی ٹوپی پر جا پڑے۔ اب تک نشانات موجود ہیں۔ (مرزا قادیانی نے معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو ایک خام نویس طفل مکتب بنالیا۔ جو لکھتے ہوئے ہاتھ منہ اور کپڑے سیاہ کر لیتا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایک عجیب فرشتہ

مرزا قادیانی بقول شخصے ''جیسی روح ویسے فرشتے'' خود بدولت پنجابی نبی تھے۔ آپ کے پاس فرشتے بھی پنجابی آتے ہیں اور وحی بھی پنجابی ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

''۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ آخر کچھ نام تو ہونا چاہئے۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خداتعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جتنا خیال وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آیا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

کیا آج تک کسی نے فرشتہ کا یہ انوکھا نام ٹیچی ٹیچی سنا؟ مرزا قادیانی نبی بنیں تو فرشتوں کے ایسے ایسے عجیب وغریب نام بتائیں۔ واہ کیا کہنا۔ مرزا قادیانی کے یہ الہام نہیں بلکہ ''اضغاث احلام'' ہیں۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے ''بلی کا خواب چھچھڑے'' مرزا قادیانی کو روپیوں کے ہی خواب آتے ہیں اور ایسے ایسے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ نام سن کر ہی دنگ رہ جائیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ کیا کوئی ذی بصیرت ایک منٹ کے لئے بھی ایسے شخص کو ملہم، مجدد یا رسول اور نبی تسلیم کر سکتا ہے؟ مرزا قادیانی نے چندروزہ اپنی دکان خوب چلائی، روپے خوب ملے۔ اولاد کے لئے بھی ایک سبیل پیدا کر گئے۔ مقبرہ بہشتی میں جو شخص دفن ہوکر جنت لینا چاہے۔ وہ آپ کی اولاد کے نام اپنی کچھ زمین بیع کردے اور براہ راست بہشت بریں میں چلا جائے۔

بھائیو! اگر اس نازک وقت میں ایمان کی سلامتی مطلوب ہے تو مسلمانوں کی بڑی جماعت (سواد اعظم) مقلدین اہل سنت والجماعت سے مل جاؤ۔ ''اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار''

الراقم خاکسار ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر، متوطن بھیں ضلع جہلم مؤلف آفتاب ہدایت

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوستانہ نصیحت

جناب علاؤالدین احمد بی۔اے، بی۔ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچا واقعہ

برادران اسلام! میرے دوست احمدی نے باوجود علم دین سے بے خبری کے ایک سچے بزرگ پر مخلوق پرستی کا سخت الزام لگایا تھا۔ جن کے علم وفضل اور کمال دین داری کے وہ بھی نہایت معتقد تھے۔ اس کی وجہ کوئی سمجھ میں نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ باوجود نیک ہونے کے احمدی مرزائی ہونے کا ایسا اثر ہوا کہ خیال پرستی اور خود پرستی اس قدر سما گئی کہ ایک بڑے فاضل سچے بہی خواہ سے بدگمان ہوکر انہیں ناجائز الزام لگایا اور تیرہ درونی کا یہ حال ہے کہ میں نے ان کے خیال کی غلطی نہایت روشن کر کے دکھائی اور بت پرستوں کی طرح ان کی مرزا پرستی ثابت کی اور وہ اس کے جواب سے عاجز رہے۔

مگر اپنے خیال سے نہ ہٹے۔ اب پھر خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ اگر میری لاجواب تحریر کی وہ وقعت نہیں کرتے تو ایسے بزرگ عالم وفاضل کے رسالوں کو دیکھیں جن کا علم وفضل ہندوستان کے علاوہ عرب وعجم میں مشہور ہے۔ ان کے معتقدین اور مریدین تمام ہندوستان کے علاوہ حرمین شریفین، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور شام وروم اور افریقہ میں بھی ہیں۔ میں اس وقت دو رسالوں کا حوالہ دیتا ہوں۔ وہ دو رسالے ایسے محققانہ اور بے نظیر طریقہ سے لکھے گئے ہیں کہ ان کے دیکھنے اور سمجھنے کے بعد کوئی حق پرست مرزا قادیانی کو ایک منٹ بھی سچا نہیں مان سکتا۔

۱...... فیصلہ آسمانی سہ حصہ۔ ۲...... شہادت آسمانی۔

(بحمدہ تعالیٰ احتساب قادیانیت ج ۷ کے اوّل میں یہ چاروں رسائل شائع ہوگئے ہیں)

ان دونوں رسالوں میں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی دلیلیں صراحۃً اور ضمناً اس قدر بیان کی ہیں کہ ہر ایک حق پرست انہیں دیکھ کر متحیر ہو جاتا ہے کہ ایسے سچے رہنماء رسالوں کو دیکھ کر حضرات مرزائی کیوں بہک رہے ہیں اور ایسے صریح کذب کو کیونکر مان رہے ہیں؟ یہ دوسری شہادت آسمانی پہلے سے بہت بڑی اور نہایت ہی عمدہ ہے۔ ان رسالوں میں قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے اور صحیح حدیث سے اور عقلی دلیلوں سے اور مرزا قادیانی کے پختہ اقراروں سے انہیں کاذب اور درپردہ مخالف اسلام ثابت کیا ہے۔ خیر خواہ اسلام!

علاؤالدین احمد، بی۔اے۔بی۔ایل۔ بھاگلپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ!

بعد حمد خدا اور نعت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاکسار علاء الدین احمد بھاگل پوری مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اتفاقاً میں نے اپنے قدیم دوست مولوی عبدالمجید صاحب بی۔اے، احمدی کو خط لکھا تھا۔ اس کا سبب صرف رابطہ قدیمانہ تھا۔ میں ان کی پہلی حالت سے پورا واقف ہوں کہ ہمیشہ سے وہ نیک خیال اور راست باز تھے اور صالحین اور بزرگوں کی قدر کرنے والے۔ مگر جب سے احمدی ہوئے اور قادیان ہوکر آئے، اس وقت سے میں ان میں پہلی سی حالت نہیں دیکھتا۔ چونکہ رابطہ اور دوستی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے دوست کی خیر خواہی سے باز نہ رہے۔ اس لئے میں نے انہیں خط لکھا اور مرزا قادیانی کی واقعی حالت کی طرف انہیں متوجہ کرنا چاہا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ متوجہ نہ ہوئے اور میری کسی بات کا جواب نہ دیا۔ فضول باتیں بنا کر چند اوراق سیاہ کر دیئے۔

میرے اعتراضوں کے جواب میں یہ کہا کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں۔ پھر کیا اعتراضوں کی وجہ سے مذہب کو چھوڑ دیا جائے۔ مگر سمجھدار حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ اعتراضات ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ سچوں نے جھوٹے مدعیوں پر اعتراضات کر کے انہیں لاجواب کیا ہے اور جھوٹوں نے سچے انبیاء پر بھی اعتراضات کئے ہیں۔ پھر کیا یہ دونوں قسم کے اعتراضات یکساں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جس طرح تثلیث پرستی اور بت پرستی پر اہل حق نے لاجواب اعتراضات اٹھائے ہیں یا جس قسم کے اعتراضات مرزا قادیانی پر کئے گئے ہیں اور کوئی ان کا مرید جواب نہیں دے سکتا۔ کیا آپ کے خیال میں اسلام پر بھی ایسا ہی کوئی اعتراض ہوتا ہے؟

اگر آپ کا خیال ایسا ہے تو آپ کا اسلام ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔ اپنے عقیدے کو صاف کیجئے۔ اسلام پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہوسکتا۔ جیسے اعتراضات مرزا قادیانی پر ہوتے ہیں اور اس کا امتحان اس طرح ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی پر تو ہم نے اعتراضات کئے ہیں۔ اس کا جواب تم یا کوئی تمہارا بھائی جو بڑے سے بڑا مولوی ہو، وہ جواب دے اور تم اسلام پر اعتراض کرو اس کا جواب ہم خود دیں گے۔ یا کسی عالم سے دریافت کر کے لکھیں گے۔ اس سے مذہب اسلام کا اور تمہارے مذہب کا فرق بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ میں پورے استحکام سے کہتا ہوں کہ جو اعتراضات مرزا قادیانی پر کئے گئے ہیں، نہایت صاف طور سے قرآن وحدیث اور خود ان کے اقراروں سے کاذب ثابت کیا گیا ہے۔

ان کا جواب آپ یا آپ کا کوئی مولوی یہاں سے قادیان تک نہیں دے سکتا اور اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹا جانا نہایت معقول سزا ہے۔ جس کی وجہ سے عامہ خلائق کی کمائی محفوظ رہ سکتی ہے۔ اگر چند مجرم اس جرم کے اسی طرح سزایاب ہو جائیں تو اس بادشاہ کے ملک سے یہ جرم گویا جاتا رہے اور تمام رعیت کا مال ومتاع محفوظ ہو جائے۔ کسی کو چوری کا خیال بھی نہ رہے۔ عام نفع کے لئے ایک خاص کا ضرر عقل بے تأمل جائز رکھتی ہے۔ جس طرح بعض جرم میں بڑے بڑے دانشمندوں نے دائم الحبس کی سزا مقرر کی ہے اور قتل کی سزا میں ساری دنیا کے دانشمند سولی کی سزا تجویز کرتے ہیں۔

حالانکہ جو شبہات آپ نے چور کی سزا پر کئے ہیں۔ وہ اس سولی پر بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ خوب غور کر لیجئے مگر کوئی دانشمندان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ خوب سمجھ لو کہ اسلام پر اگر کوئی اعتراض کرے گا تو میرے خیال میں وہ صرف اس کی بدگمانی ہوگی۔ یا اس کی عقل ناقص کے ڈھکوسلے، جیسے تم نے کئے ہیں اور یہ کوئی اعتراضات نہیں ہیں۔ اگر کہو گے تو تفصیل کر دی جائے گی۔ مگر پہلے میں نے اعتراضات کا سلسلہ چھیڑا ہے اور عرصے سے تمہارے گروہ پر اس قسم کے اعتراضات ہو رہے ہیں۔ تم ان کا جواب دو اس کے ختم کے بعد میں حاضر ہوں۔

دوسری بات یہ کہی کہ مرزاقادیانی کو آپ معیار ولایت پر جانچتے ہیں اور ہم معیار نبوت پر۔ آپ کا یہ مقولہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نہایت مشتاق ہوں کہ اول دونوں معیاروں کو آپ بیان کریں۔ خصوصاً معیار نبوت کو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ کیسا معیار ہے کہ جس مدعی کو قرآن حدیث کاذب قرار دیں اور خود اس کے اقوال اسے کاذب ٹھہرائیں۔ مگر وہ معیار اسے صادق بنادے، یہ عجیب بات ہے۔

میں نے یہ خیال کیا کہ میرے خط سے میرے دوست کو تو فائدہ نہ ہوا۔ مگر اس خیال سے کہ شاید کسی دوسرے کو فائدہ پہنچے۔ اس لئے میں نے قصد کیا کہ اس خط کو مشتہر کروں جو خط میں نقل کروں گا۔ مرسلہ خط سے اس میں کہیں کہیں بغرض توضیح کچھ زیادہ کر دیا گیا ہے اور کہیں ان کے جواب الجواب کی طرف اشارہ کیا ہے اور خط کے بعد بھی کسی قدر اجمالی جواب دیا جائے گا۔ چونکہ میں ان کے خط سے یہ سمجھا کہ انہیں اس قسم کی خط وکتابت پسند نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اصلی جواب سے سکوت اختیار کیا۔ ورنہ جی تو چاہتا تھا کہ ان کے تمام خیالات کی نسبت کچھ لکھوں۔ خصوصاً ان اعتراضوں کا مفصل جواب دوں جو انہوں نے اسلام پر کئے ہیں اور اپنے ناقص خیال میں انہیں لاجواب سمجھتے ہیں۔ وہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تمہید

میرے کرم فرما، آپ کا رسالہ اظہار حق اتفاقاً مجھے ملا۔ میں نے دیکھنا شروع کیا۔ صفحہ۵ میں میں نے یہ جملہ دیکھا کہ ہمارے جناب مولوی عصمت اللہ صاحب میں مخلوق پرستی آ گئی ہے۔ ورنہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔ اسے دیکھ کر مجھے افسوس ہی نہیں بلکہ صدمہ ہوا اور دو وجہ سے ہوا۔

اوّل! تو تمہاری پہلی حالت یاد آئی کہ پہلے کیسے نیک خیال اور مولانا کے معتقد تھے اور اب کیا انقلاب ہوگیا۔ نہ وہ حق پرستی رہی اور نہ وہ راست بازی۔ دوسرے یہ کہ حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب سے باخدا اور بزرگ شخص کو تم مخلوق پرست کہتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ میں نے مانا کہ مولانا نے پہلے مرزا قادیانی کی بہت سی کتابیں نہایت توجہ اور عقیدت سے دیکھیں اور مرزا قادیانی کی طرف انہیں رجحان ہوا۔ یہ ان کی حق جوئی تھی۔ جس طرح بعض اور علماء بھی ان کے طرف متوجہ ہوئے تھے۔ مگر جب ان کے دعوؤں میں ترقی ہوتی گئی اور غلط نشانات کا غل مچنے لگا۔ اس وقت یکے بعد دیگرے ان سے علیحدہ ہونے لگا۔

مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم چونکہ مستقل مزاج اور بہت زیادہ نیک تھے۔ انہیں دیر تک حسن ظن رہا۔ مگر نکاح والی پیشین گوئی نے انہیں پہلے کچھ بدگمان کیا اور مکرر انہوں نے کہا کہ یہ پیشین گوئی پوری ہوتی نظر نہیں آتی اور اس پر لاجواب اعتراضات ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت مولانا سید محمد علی صاحب کی توجہ اس طرف ہوئی اور مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم سے گفتگو مرزا قادیانی کے باب میں ہوتی رہی۔ چونکہ کمال علم وفضل کے ساتھ سچے خداپرست اور طالب حق تھے۔ مرزائیوں کی طرح مرزاپرست نہیں ہوگئے تھے اور باطل پرستی سے ان کا دل تاریک نہیں ہوا تھا اور پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے سے بدگمانی کا تخم بھی دل میں جم گیا تھا اور واقف تھے کہ نبی کی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی اور مرزا قادیانی کے بڑے دعوے کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی۔

جس کے ضمن میں کئی پیشین گوئیاں[1] ان کی جھوٹی ہوئیں اور بہت سی باتوں میں ان کی بناوٹ[2] ثابت ہوئی۔ جن سے بالیقین ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں یقیناً جھوٹے ہیں۔

۱؎ فیصلہ آسمانی حصہ۳ میں اس کی پوری تفصیل ملاحظہ کی جائے۔ اس میں قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت کیا ہے کہ نبی کی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوتی۔ صفحہ۷۱ سے ۸۹ تک اس کی تشریح کی ہے۔ اس کے بعد ص۹۰ سے آخر کتاب تک مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کی ہیں اور پھر اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے مرزا قادیانی نے جو کوشش کی تھی۔ اس کی کیسی دھجیاں اڑائی ہیں کہ سبحان اللہ، بیان نہایت لائق دید ہے۔

۲؎ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی کے حصہ اوّل میں دیکھنا چاہئے۔

ان وجوہ سے ان کی کامل تشفی ہوگئی۔ان میں مخلوق پرستی کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔علم دینی میں کمال رکھتے تھے۔کامل درجہ کے راستباز تھے۔حق گو تھے۔ایک سکول کے ہیڈ مولوی تھے۔کسی کے محتاج نہ تھے۔کسی وقت ان کے حالات سے ان کے عادات سے حرص وطمع کی بوبھی نہیں پائی گئی۔حضرت مولانا سید محمد علی صاحب ان کے پیر بھائی تھے۔کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ایسا ذی علم اور اس صفت کا شخص ایک پیر بھائی کے کہنے سے ایسے شخص کو چھوڑ دے جنہیں مجدد وقت اور مسیح موعود مان چکا ہو۔بغیر اس کے کہ اپنے خیال کی غلطی اور اس مدعی کا کذب نہایت روشن طریقے سے بالیقین معلوم نہ کرے۔ایسا خیال کرنا نہایت حماقت ہے۔

مشفقم سچی بات یہ ہے کہ وہ پورے عالم دین اور طالب حق تھے۔تمہاری طرح نیم ملا خطرہ ایمان کے مصداق اور مرزا قادیانی کی محبت میں عقل وفہم کھو نہیں بیٹھے تھے۔اس لئے وہ ہلاکت سے بچ گئے۔تم اپنی حالت پر نظر کرو کہ مرزا قادیانی نے کیسی ہی علانیہ غلطی کی ہواور کوئی خیر خواہ تمہیں اس غلطی کو بلکہ اس کے صریح کذب کو دکھائے۔مگر تمہیں وہ نظر نہیں آتا۔تم دکھانے والے ہی کو جھوٹا جانتے ہواور مرزا قادیانی کی موافقت میں کوئی محض جھوٹی بات کہہ دے تو تم اسے فوراً سچا مان لیتے ہو۔مثلاً مرزا قادیانی کے غلط دعویٰ کے اظہار میں فیصلہ آسمانی میں صالح بن طریف کو دکھایا اور کتاب کا اور مقام کا پورا پتہ لکھ دیا۔مگر تم حق طلب کی فریاد میں لکھتے ہو کہ ہم نے سارا ابن خلدون چھان مارا،مگر صالح کا حال کہیں نہ ملا۔

اب جاہل مرزائی تو یہی سمجھیں گے کہ یہ حوالہ غلط ہے۔غرضیکہ ایک نہایت سچے بزرگ کو شائستہ عنوان سے جھوٹا ٹھہرایا۔اب صحیفہ رحمانیہ نمبر ۸،۹ (نوٹ: صحائف رحمانیہ کے ۲۴ نمبرات شائع ہوئے جو تمام کے تمام احتساب قادیانیت ج ۵ میں شائع ہو چکے ہیں۔ فلحمدللّٰہ!) میں ابن خلدون کی عبارت معہ اس کے ترجمہ کے دیکھ لو تاکہ آپ کی اور آپ کے مرزائی جماعت کی حالت معلوم ہوجائے۔

اب موافقت کی حالت دیکھئے کہ مرزا قادیانی کے الہام ’’کن فیکون‘‘ پر جو اعتراض کیا گیا تو کسی مرزائی نے کہہ دیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو بھی یہ الہام ہوا تھا اور فتوح الغیب کا حوالہ بھی دے دیا۔اسے تم نے یقین کرلیا اور اپنے رسالہ ’’حق نما‘‘ میں لکھ کر مشتہر کردیا۔حالانکہ محض غلط ہے فتوح الغیب میں حضرت شیخ نے ہرگز نہیں لکھا کہ مجھے ایسا الہام ہوا۔اے مہربان! جب تمہاری یہ حالت ہے کہ صریح جھوٹ کو سچ باور کرلیتے ہواور سچی بات جو کتاب میں موجود ہے، وہ تمہیں نظر نہیں آتی۔پھر تم اپنے تئیں اس لائق خیال کرتے ہو کہ تم مرزا قادیانی کو معیار نبوت پر

جانچ سکتے ہو اور جانچتے ہو اور اس معیار پر مرزا قادیانی کو جانچ کر انہیں نبی مانتے ہو اور مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کو یہ قابلیت نہ تھی۔ دوست ذرا ہوش کر کے بات کرو۔

مرزائی جماعت کی خوشامد اور تعریف سے اپنے نفس کو خراب نہ کرو۔ مرزا قادیانی کی محبت میں یا نفسانی زد میں سرشار ہو کر عاقبت برباد نہ کرو۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ اس میں شبہ نہیں کہ اگر تم میں مرزا پرستی غالب نہ ہوتی اور ناجائز شغف محبت سے تمہارا دل تاریک نہ ہوتا تو مرزا قادیانی پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور نبی کی تو بڑی شان ہے۔ تم انہیں مقدس بزرگ بھی نہ مانتے جیسے تمہاری دوسری جماعت مان رہی ہے۔

مونگیر میں جو رسالے اس کی نسبت لکھے گئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں صادق نہ تھے اور ایک دلیل سے نہیں متعدد دلیلوں سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے۔

اصل خط

مشفقم ...... اب میں بنظر خیر خواہی آپ سے کہتا ہوں کہ مولانا مرحوم تو نہایت حق پرست طالب حق، کلمۃ الحکمۃ، ضالۃ المومن پر عمل کرنے والے تھے۔ مگر آپ کامل مخلوق پرست یعنی مرزا پرست ایسے ہی ہیں جیسے ہنود بت پرست ہیں۔ چنانچہ میرا اخطاب بھی آپ کو یاد ہوگا جس طرح بت پرستی کے غلط ہونے کے بدیہی دلائل موجود ہیں اور ایسے روشن ہیں کہ کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں ہیں اور ان پر پیش کئے جاتے ہیں اور بہت سے ہنود صاحب عقل ذی رائے بھی ہیں۔ مگر بت پرستی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ ان کے دلوں میں بھی شبہات آتے ہیں۔ مگر جب پنڈت جی نے اس سے کوئی مہمل سی بات کہہ دی۔ لالہ نے مان لی۔

مجید یاد کرو اپنے اس ریمارک کو جو تم نے ایک ایم۔اے۔بی۔ایل پر کیا تھا جو کامرلے کر ننگے سر اور ننگے پیر بیجناتھ جی جا رہے تھے اور ہم اور تم پورینی سے بھاگل پور آ رہے تھے۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے کہ مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ کیا اور اس کے ثبوت میں کوئی شرعی و عقلی دلیل نہیں لا سکے اور جس قدر باتیں بنائیں۔ جن کو دلیل میں پیش کیا۔ وہ محض غلط ثابت ہوئیں مگر آپ اپنے عقیدہ سے نہ ہٹے۔

اہل حق نے نہایت واضح طور پر ان کے کذب کے دلائل دکھائے۔ انہیں کے پختہ اقراروں سے انہیں کاذب ثابت کیا۔ مگر جس طرح بت پرست اپنی بت پرستی سے باز نہیں آتے

اور کچھ نہ کچھ بات بنا کر اپنی تسلی کر لیتے ہیں۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے۔ آپ خفا نہ ہوں۔ میں نہایت صحیح واقعہ آپ سے کہہ رہا ہوں اور اس کی صحت کا ثبوت دینا اس طرح بخوبی ہوسکتا ہے کہ آپ کوئی دلیل مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی بیان کریں اور قرآن مجید سے یا حدیث سے اور کم از کم کسی عقلی دلیل سے مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ثابت کریں۔ میں اس کی غلطی نہایت روشن طریقے سے دکھا دوں گا۔

غالباً یہ تو دکھا دیا جائے گا کہ خود مرزا قادیانی کے قول سے یہ دلیل لائق اعتبار نہیں ہے یا حوالہ دے دیا جائے گا کہ اس دلیل کا غلط ہونا فلاں بزرگ نے فلاں کتاب یا رسالہ میں لکھا ہے اور اس کا جواب کسی احمدی نے نہیں دیا اور اگر دیا ہے تو وہ جواب محض غلط ہے اور بالفرض اگر کوئی نئی دلیل پیش کریں گے تو اس کا نہایت معقول جواب دیا جائے گا۔ مگر یہ بتائیے کہ اس کا فیصلہ کس طرح ہوگا۔ آپ تو کسی طرح نہ مانیں گے۔ جس طرح بت پرست نہیں مانتے یا یوں دیکھ لیجئے کہ غلبہ صفرا کے وقت، صفراوی کو مزیدار کھانا بھی تلخ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے حکم ہونا چاہئے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہ کرسکیں تو ہم ان کے کذب کے دلائل کو پیش کریں اور آپ ان کا جواب دیں۔ اب میں آپ کی مخلوق پرستی ثابت کرنے کے لئے وہی دلیل پیش کروں گا جو ہمارے علماء پیش کر چکے ہیں اور اس کا جواب نہ مرزا قادیانی سے ہوسکا اور نہ ان کے کسی مرید سے۔ مگر چونکہ آپ پورے مرزا پرست ہوگئے ہیں اور باطل پرستی نے دل کو ایسا تاریک کر دیا ہے کہ حق و باطل آپ کو نہیں سوجھتا اور ''حبك الشی یعمی ویصم'' نہایت مشہور اور سچا مقولہ ہے۔ اس لئے آپ کو وہ حقانی باتیں جن سے مرزا قادیانی کی راست بازی خاک میں ملتی ہے۔ وہ آپ کے ذہن میں نہیں آتیں۔

یہ میں جانتا ہوں کہ اوروں کی طرح آپ کسی بدنیتی سے ایسا نہ کریں گے۔ مگر علم دین سے بے خبری اور غلبہ محبت کی وجہ سے مجبور ہیں اور اس پر مزید یہ ہے کہ بعض خود پرست مولوی آپ کو پڑھانے والے اور سابق خیال پر روکنے والے آپ کو مل گئے۔ پھر تو کریلا اور نیم چڑھا ہوگیا۔ جیسا بت پرست بت کی عبادت پر مجبور ہوتا ہے اور کوئی پنڈت اس کی تائید کرتا رہتا ہے۔ آپ شاید یہ کہیں کہ ہم اپنے رسالے حق طلب کی فریاد میں مرزا قادیانی کی حقانیت کی دلیلیں لکھ چکے ہیں۔ مگر آپ سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے۔ وہ سب خام خیالی اور محض آپ کی غلطی ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کی صداقت کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتی۔ اس کا اجمالی جواب ملاحظہ کیجئے۔

پہلا جواب

اس رسالہ کا نہایت شافی جواب آپ کے دوست مولوی عبدالمعز صاحب لکھ چکے ہیں۔اس کا ایک حصہ ایک سو چوبیس صفحہ کا نہایت عمدہ چھپ کر آ گیا ہے اور آپ کے پاس بھیجا جا چکا ہے۔ وہ ایسا کافی جواب ہے کہ کسی صاحب عقل کو اس کے ماننے میں تامل نہیں ہوسکتا۔ اس میں دیکھا ہوگا کہ مرزا قادیانی کے کس قدر الہامات اور پیش گوئیوں کو غلط ثابت کیا ہے۔ پھر کیا نبی کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ اس کے الہامات اور پیشین گوئیاں غلط ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی یہی ایک دلیل کافی ہے۔

ہاں! آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ باوجود پیشین گوئیوں کے غلط ہونے کے لوگ انہیں مان رہے ہیں، حیرت ناک بات ہے۔ مسیلمہ کذاب کے ماننے والے بہت تھوڑے سے دنوں میں ایک لاکھ کے قریب ہوگئے تھے اور اس وقت میں کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفی ﷺ موجود تھے۔ اس بابرکت عہد میں اس قدر ماننے والے اور اس جھوٹے مدعی پر جاں نثار کرنے والے ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنی جان دے دی۔ مگر مسیلمہ کذاب کو نہ چھوڑا تو آپ کے نزدیک مسیلمہ کا یہ بہت بڑا معجزہ ہوگا۔ اس طرح بتوں کی برائی میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جاتا ہے۔ مگر بت پرست ان کی پرستش سے باز نہیں آتے تو آپ کے نزدیک یہ بتوں کا بہت بڑا معجزہ ہونا چاہئے۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ آپ کی حالت بت پرستوں کے کیسے مشابہ ہوگئی ہے۔ ذرا ہوش کرو جس بات کو قرآن شریف اور توریت جھوٹے مدعی کی علامت بتائے تم اسے بڑا معجزہ مان رہے ہو، یہی اسلام ہے؟

دوسرا جواب

ہم آپ کو اسی وقت نہایت مختصر بات میں مرزا قادیانی کا کاذب ہونا دکھائے دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوجائے گا کہ جن کو آپ نے حقانیت کے دلائل سمجھا ہے۔ وہ آپ کی غلطی ہے۔ مرزا قادیانی کا شغف محبت اس غلطی پر پردہ ڈالے ہوئے ہے۔ کیونکہ جب مدعی یا شاہد کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہوجائے تو حاکم کے نزدیک اس کی دوسری باتیں لائق اعتبار نہیں رہتیں۔ میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے ناراست اقوال کا انبار ہے۔ اس وقت بطور مثال بیان کرتا ہوں، ملاحظہ ہو شہادت القرآن میں جہاں منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کا نہایت عظیم الشان ہونا بیان کیا ہے۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ ”پیشین گوئی کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض خدا کے اختیار میں ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص۸۰،۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۵،۳۷۶)

اب اس دعویٰ کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے، نہ حدیث سے اور نہ عقل اور نہ تجربہ سے بلکہ عقل اور تجربہ نہایت صفائی سے بتاتے ہیں اور اہل دنیا مشاہدہ کررہے ہیں کہ اہل دانش صاحب فراست، اپنی فراست اور دوربینی سے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ رمال، نجومی، جوتشی اپنے اپنے علم کے ذریعہ سے پیشین گوئی کرتے ہیں اور بہت پیشین گوئیاں مشتہر ہوتی ہیں اور سچی بھی نکلتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ پیشین گوئی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ کیسا صریح کذب ہے اور ایسا کذب ہے کہ کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس کا معائنہ اور مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ جب ایسی بدیہی بات میں مرزاقادیانی راستی کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ جس کی ناراستی عوام پر بھی روشن ہوسکتی ہے۔ تو ان کی ایسی بات پر کوئی حق طلب اعتماد نہیں کرسکتا۔ جس کی واقعی حالت ہم مشاہدہ نہ کرسکیں۔

اب اس کے بعد اگر بہت سی باتیں ایسے شخص کی صحیح بھی ہو جائیں تو ہر ایک ہوش مند اس کی صحت اتفاقیہ سمجھے گا۔ اس سے مدعی کا صادق ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ ثبوت کذب کے لئے ایک جھوٹ کا ثبوت کافی ہے۔ کیا ایسا صریح کذب آپ حضرات سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی بیان کرسکتے ہیں اور ہمارے مذہب پر ایسا اعتراض آپ دکھا سکتے ہیں (استغفراللہ) آپ کیا سارے مخالفین اسلام بھی ایسا نہیں کرسکتے۔ جس کو دعویٰ ہو وہ دکھائے اور خواہ مخواہ یہ کہہ دینا کہ ایسا اعتراض رسول اللہ ﷺ پر بھی ہوتا ہے، عوام کو فریب دینا ہے۔

تیسرا جواب

جس پیشین گوئی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو اپنی صداقت کا بہت ہی عظیم الشان نشان رکھتے ہیں۔ اس مبالغہ کو ملاحظہ کیجئے کہ اس نشان کو عظیم الشان نشان نہیں کہا۔ اس سے زیادہ عظمت بیان کرنے کے لئے بہت عظیم الشان کا لفظ تھا وہ بھی نہیں کہا۔ بلکہ نہایت اعلیٰ مرتبہ کے لئے جو لفظ اردو میں بولا جاتا ہے۔ اس لفظ سے اس نشان کی عظمت بیان کی اور لکھا کہ بہت ہی عظیم الشان نشان ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جن سے عظمت کی انتہاء ثابت ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر عظمت کا کوئی مرتبہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس معمولی بات کی ایسی بے انتہاء عظمت بیان کرنا صریح کذب بلکہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے۔ مرزاقادیانی اس بڑی عظمت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے چھ جز ہیں۔ یعنی اس پیشین گوئی میں چھ پیشین گوئیاں ہیں۔ مگر پیشین گوئی کوئی مجسم چیز نہیں ہے۔ جس کے چھ ٹکڑے ہوسکتے ہیں اور انہیں علیحدہ علیحدہ پیشین گوئی کہنا

غلط ہے۔ ایسا خیال کسی ذی عقل کا نہیں ہوسکتا۔ البتہ ایک مرتبہ وقت میں ایسی پیشین گوئی کی گئی۔ جس میں متعدد پیشین گوئیاں ہیں۔ ممکن تھا کہ انہیں علیحدہ علیحدہ بیان کر کے پیشین گوئیاں کرتے۔ مگر دونوں کا نتیجہ ایک ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ بہت اچھا! چھ نہیں بلکہ اٹھارہ سہی مگر ان پیشین گوئیوں کی وجہ سے وہ نشان ایسا عظیم الشان کیوں ہوگیا۔ اس کی عظمت کی کوئی وجہ تو بیان کیجئے۔ یہ تو راستے گلیوں میں پنڈت کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں کی شادی اس سے ہوگی اور فلاں اتنی مدت میں مرے گا اور فلاں کے لڑکا پیدا ہوگا۔ کیا آپ کو اس کا تجربہ نہیں ہے۔ آپ یا آپ کے احباب میں سے کسی نے ضرور اس کا معائنہ کیا ہوگا۔ بعض وقت نجومی رمال ایسا کہتے پھرتے ہیں۔ بالخصوص پنجاب سے ایسے لوگ آتے ہیں۔ اب اگر ایسی پیشین گوئیاں پانچ، چھ، دس، بیس، سو، پچاس بھی سچی ہو جائیں تو اسے مدعی کی صداقت کا نشان کہنا محض غلط ہے۔ چہ جائیکہ اسے نہایت ہی عظیم الشان کہا جائے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایسا دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا کہا جائے گا اور اگر میں غلط کہتا ہوں تو اس کی عظمت کی وجہ بیان کیجئے۔ مگر میں آپ سے قطعی طور سے کہتا ہوں کہ آپ اس قول میں مرزا قادیانی کو کسی طرح صادق ثابت نہیں کر سکتے۔ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ایسی پیشین گوئی کو صداقت کا نشان کہا جائے۔ پھر عظیم الشان کہنا تو بڑی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی نے اپنی صداقت کی دلیل میں اپنی پیشین گوئیوں کو پیش نہیں کیا۔ قرآن شریف موجود ہے۔ دیکھئے کفار نے بار بار معجزہ طلب کیا ہے مگر سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا عجز اور خدا کا اختیار بیان کیا ہو، کہیں نہیں کہا کہ ہم نے اس قدر پیشین گوئیاں کی ہیں۔ انہیں دیکھو اور فلاں پوری ہوگئی اور فلاں کا انتظار کرو۔ پیشین گوئیوں کو صداقت میں پیش کرنا مرزا قادیانی ہی کا ایجاد ہے۔ کسی نبی نے ایسا نہیں کیا۔

الغرض پیشین گوئی کو انسانی قدرت سے باہر بتانا اور پھر چند پیشین گوئیوں کو نہایت عظیم الشان نشان کہنا صریح دو جھوٹے دعوے ہیں۔ پھر جو شخص ایک جگہ ایک وقت دو باتیں محض ناراست بیان کرے۔ اسے کوئی عقلمند راست باز نہیں کہتا۔ مگر آپ اسے اعلیٰ درجہ کا راست باز سمجھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نبوت کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ غلبہ محبت وعقیدت سے عقل کو بے کار کر دیا ہے اور بت پرستوں کے مانند مرزا پرستی کر رہے ہیں۔ آپ کے رسالے کی دلیلیں واقع میں دلائل نہیں ہیں۔ آپ نے محض غلطی سے بلکہ ناجائز غلبہ محبت سے انہیں صداقت کی دلیل سمجھ رکھا ہے۔ معاف فرمائے گا آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم ذی علم ہیں۔ سمجھ دار ہیں۔ حق کی طلب رکھتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر ایسی صریح غلطی سے آگاہ نہیں ہوسکتے۔

مشفق میرے، خفانہ ہوجایئے۔ تثلیث پرستوں کو ملاحظہ کیجئے کیسے کیسے ذی علم اور ذی فہم ہیں آپ سے بہت زیادہ علم وفہم رکھتے ہیں۔ مگر تثلیث کے ماننے پر نجات کو منحصر بتاتے ہیں اور اس بدیہی البطلان دعویٰ کی غلطی ان کے خیال میں نہیں آتی۔ غلطی کی ہزار دلیلوں کو وہ محض غلط سمجھتے ہیں۔ علماء اسلام نے تثلیث کے بطلان میں بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر وہ ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔ اسی طرح مرزاقادیانی کے کذب اوران کے دعویٰ کی غلطی باوجود اظہر من الشّمس ہونے کے اور حقانی علماء کے دکھانے کے آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔

آخر میں کہوں گا کہ آپ کے نزدیک اسلام پر ایسے پختہ اعتراض ہوسکتے ہیں؟ کیا آپ کے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے (نعوذباللہ) ایسے صریح جھوٹے دعوے کئے ہیں۔ جن کا جواب نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کے علم میں ہوتو ضرور اطلاع دیجئے اور اگر آپ ایسا نہیں دکھا سکتے تو مرزاقادیانی پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ انہیں ویسے ہی اعتراضات خیال کرنا جیسے محض اپنی بدگمانی اور خام عقلی کی بنیاد پر بے دین اور منکر اسلام کرتے ہیں۔ کیسی ناسمجھی اور بے عقلی کی بات ہے۔ بھائی میرے اس پر غور کرو۔ مرزاقادیانی کے یہ دو جھوٹ ایسے صریح ہیں کہ ان کے جھوٹ ہونے میں کسی ذی علم اور عامی کو تامل نہیں ہوسکتا۔

مگر آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک یہ جھوٹ ہیں یا نہیں؟ اگر جھوٹ ہیں تو آپ کے معیار میں یہ بھی ہے کہ نبی جو خدا کی طرف سے ہدایت اور راست بازی پھیلانے کے لئے آیا ہے وہ ایسے صریح جھوٹ بھی بولتا ہے۔ باوجود اس کے جھوٹا ہونے کے وہ خدا کا رسول ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب ہاں یا نہیں میں ضرور دیجئے اور اس کی وجہ بھی بیان کر دیجئے۔

چوتھا جواب

وہی پیشین گوئی جسے مرزاقادیانی نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا۔ وہ بالکل غلط ثابت ہوئی اور اس میں جو متعدد وعدہ خداوندی بیان کئے گئے تھے، وہ سب غلط ہو گئے۔ اس لئے بموجب ارشاد خداوندی اور نصوص قرآنیہ کے مرزاقادیانی کاذب ٹھہرے۔ ان نصوص کا بیان متعدد رسالوں میں کیا گیا ہے اور انہیں آپ نے دیکھا ہے۔ فیصلہ آسمانی کے حصہ ۳ کو ذرا ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کیجئے۔ اس میں وہ نصوص معہ ان کی تشریح کے آپ کو مل سکتے ہیں اور میں آپ کو یقینی طور سے کہتا ہوں کہ ان نصوص کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ آپ کے حضرت اگر تمام عمر ایڑی سے چوٹی تک زور لگائیں۔ مگر کوئی واقعی جواب نہیں دے سکتے۔

اور جو کچھ انہوں نے اپنے القاء میں لکھا ہے وہ محض ان کی ناسمجھی اور صریح غلطی ہے۔

زیادہ کہنا آپ کی ناخوشی کا باعث ہوگا۔ اس لئے نہیں کہتا۔ اس کا نمونہ (۱) انوار ایمانی۔ (۲) محکمات ربانی۔ (۳) صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰ و نمبر۱۱، ۱۲ میں ملاحظہ کر لیجئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی پر ایمان لانے سے اہل علم کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ ہر مسلمان کو اس پر ایمان رکھنا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا متین اور غیور ہے کہ اس کے ایک وعدہ میں تخلف نہیں ہو سکتا۔ اس کے تمام وعدے پورے ہوتے ہیں اور نہ اس کے وعدے میں کوئی پوشیدہ شرط ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے بندہ اسے شیطانی وعدہ خیال کر لے اور اس کریم قادر کے وعدہ اور شیطانی وعدہ میں وہ فرق نہ کر سکے۔ اسے خوب سوچیے۔ اس کی کامل تحقیق نہایت محققانہ طریقے سے حصہ۳ فیصلہ آسمانی میں کی گئی ہے۔ ص۳۷ سے ۸۷ تک ملاحظہ کیجئے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو بات مرزا قادیانی کے خلاف ہوگی۔ اگرچہ وہ کیسی ہی سچی اور قرآن اور حدیث سے ثابت ہو۔ مگر آپ اسے نہ مانیں گے اور پھر آپ اس پر اور روغن قاز ملیں گے۔ باایں ہمہ میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا اور آپ کی خیر خواہی کرنے پر تیار ہوں۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔ آپ خیال کیجئے کہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا وعدہ الٰہی نہایت پختہ طور پر مرزا قادیانی نے برسوں بیان کیا۔ مگر دونوں صاحب اس جہاں سے تشریف لے گئے اور اس وعدہ کا ظہور[۱] نہ ہوا۔

[۱] باایں ہمہ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح یہاں منکوحہ آسمانی پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پادری حضرت زینبؓ کے نکاح پر کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایک لفظ کے مشترک ہونے سے پورا اعتراض یکساں ہوگیا۔ کیسی عقل سلب ہوگئی ہے۔ حضرت زینبؓ کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ آپ کا نکاح آسمان پر ہوا تھا۔ ایسی مشابہت پیدا کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگیا آسمان پر مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس بناوٹ کو دنیا پر ظاہر کر دیا اور دنیا نے جان لیا کہ یہ دعویٰ ان کا محض غلط تھا ورنہ ضرور تھا کہ ان کا نکاح دنیا میں ہوتا اور محمدی بیگم ان کی بیوی ہوتیں۔

جس طرح حضرت زینبؓ نکاح میں آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوئیں۔ کسی مسلمان کا ایمان اسے کیونکر باور کر سکتا ہے کہ وہ قادر مطلق جس کا نکاح آسمان پر کر دے۔ اس کا ظہور زمین پر نہ ہو۔ پھر یہ محمدی بیگم کا فرضی اور خیالی نکاح حضرت زینبؓ کے واقعی اور سچے نکاح کے کیونکر مشابہ ہوگیا؟ ذرا غور کرو حضرت زینبؓ کی نسبت جو بدگمانیاں کی گئی ہیں۔ ان کے دندان شکن جوابات ہمارے علماء نے دیئے ہیں۔ ردنصاریٰ کی کتابیں دیکھئے۔

محمدی بیگم کی نسبت جو پختہ اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات کوئی مرزائی نہیں دے سکا اور جس نے کچھ لکھا اس کی غلطی ظاہر کر دی گئی۔ فیصلہ آسمانی اور تتمہ اور تنزیہ ربانی اور معیار صداقت وغیرہ رسالے دیکھے جائیں۔ اب ہمارے دوست دکھائیں کہ کس مرزائی نے ان کا جواب دیا ہے۔

یہ وعدہ کس طرح کیا گیا ہے اور کس کس طریقے سے وعدہ کے ظہور کا یقین دلایا گیا ہے۔ وہ اقوال لائق ملاحظہ ہیں۔ (حصہ۳ فیصلہ آسمانی ص۱۰۹ سے۱۱۲) اس پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے سے مرزا قادیانی یقیناً کاذب ثابت ہوا۔ کیونکہ اگر یہ وعدہ الٰہی ہوتا تو ضرور پورا ہوتا، مگر نہیں ہوا۔ اس لئے یقیناً معلوم ہوا کہ یہ وعدہ الٰہی نہ تھا۔ اب اس اعتراض کا بہت پرانا بوسیدہ جواب تو وہی ہے جو خود مرزا قادیانی نے دیا ہے۔ یعنی یہ وعدہ مشروط بشرط تھا اور شرط کے پورا ہو جانے سے مشروط فسخ ہوگیا یا التواء میں پڑ گیا۔

اس جواب کا بوسیدہ ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ ساری دنیا کے نزدیک یہ بات تو مسلم اور یقینی ہے کہ شرط پائی جائے تو مشروط کا پایا جانا ضرور ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر نکاح کے لئے کوئی شرط تھی اور وہ شرط پوری کر دی گئی تو نکاح ہونا ضرور تھا۔ مگر یہ الٹا بدیہی البطلان قاعدہ مرزا قادیانی بیان کر رہے ہیں کہ شرط کے پائے جانے سے مشروط فسخ یا ملتوی ہوگیا۔ یہ مرزا قادیانی کی کوئی الہامی منطق ہوگی۔ جو کسی ذی علم اور ذی ہوش کے خیال میں نہیں آسکتی۔ بجز ان کے جنہوں نے اپنی عقل کو مرزا قادیانی پر قربان کر دیا اور مثل بت پرستوں کے مرزا پرستی ان کے رگ و پے میں سما گئی ہو۔

اگر کسی صاحب کو مرزا قادیانی کے اس جواب کی بوسیدگی معلوم کرنی ہو۔ تو (فیصلہ آسمانی حصہ۳ ص۱۱۴) آخر تک ملاحظہ کرے۔ نہایت مستحکم نو دلیلیں اس جواب کے غلط ہونے کی لکھی گئی ہیں۔ مگر میں نے کسی مقام پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ کی تسلی اس طرح پر ہوئی کہ اس وعدہ کا پورا ہونا اس وجہ سے ملتوی ہوا کہ وعید پوری ہوتی، اور یہ وعید اس لئے پوری نہ ہوئی کہ اس کا شوہر اپنے خسر کے مر جانے سے نہایت خائف ہوگیا تھا اور خوف کی وجہ سے وعید کا ٹل جانا سنت اللہ میں داخل ہے۔ یعنی اللہ کی عادت ہے کہ خوف کی وجہ سے اپنے وعید کو پورا نہیں کرتا۔

۱...... اب جو دریافت کیا جائے گا کہ اس کے شوہر کے اس قدر خائف ہونے کا کیا ثبوت ہے تو بجز اس کے آپ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ مرزا قادیانی نے فرمایا ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے۔ مگر واقعہ میں مرزا قادیانی کا یہ بھی ایک کذب ہے۔ احمد بیگ کا داماد کسی وقت خائف نہ ہوا۔ رسالہ اشاعت السنۃ میں اس کے خائف نہ ہونے کا پورا ثبوت دیا ہے۔ اب اگر یہ پوچھا جائے گا کہ بغیر ایمان لائے صرف خوف سے وعید الٰہی کا ٹل جانا کہاں سے ثابت ہے قرآن سے، حدیث سے؟

اس کے جواب میں آپ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کہیں سے نہیں، مرزا قادیانی کا ارشاد ہے اور ہم ان پر ایمان لا چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک بیشک صحیح ہے۔ مگر واقعہ میں مرزا قادیانی کا یہ چوتھا جھوٹ ہے۔ شخصی وعید کسی طرح نہیں ٹلتی۔ اس کا کافی ثبوت فیصلہ آسمانی میں موجود ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس جواب کی بنیاد دو دعوؤں پر ہے اور وہ دونوں غلط ہیں اور بالخصوص دوسرا دعویٰ یعنی صرف خوف کی وجہ سے وعید کا ٹل جانا ہرگز ثابت نہیں ہے اور شخصی وعید کا پورا ہونا نصوص قرآنیہ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے یہ جواب غلط ہے۔ بھائی صاحب! اس کا نام مخلوق پرستی ہے کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو مانا جاتا ہے اور ان کی صریح جھوٹی باتوں پر نظر نہیں کی جاتی۔ مولانا عصمت اللہ مرحوم نے یہ نہیں کیا اس لئے وہ آپ کے نزدیک مخلوق پرست ہو گئے۔ اگر وہ قرآن وحدیث اور عقل کو چھوڑ کر آنکھ بند کر کے مرزا قادیانی کی باتوں کو مان لیتے تو اس وقت وہ آپ کے نزدیک مخلوق پرست نہ ہوتے، بلکہ خدا پرست ہوتے جو مرزا پرستی میں آپ کے نزدیک حاصل ہے۔

افسوس اسی طرح تثلیث پرست اور بت پرست بھی خیال کرتے ہیں۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو آپ اس کی وجہ بیان کریں۔ ہم اس کے سننے کے بہت مشتاق ہیں۔

مشفقم، جب خدا کے رسول بھی ایسی جھوٹی باتیں کہیں تو پھر ان کے دعویٰ رسالت پر کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے مہربان ذرا تو سوچئے۔

۲...... اب میں آپ کے خیال کی غلطی دوسرے طریقے سے بیان کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ توجہ سے آپ ملاحظہ کریں گے۔ آپ اس اشتہار کو دیکھئے۔ جس میں سب سے پہلے اس رشتہ کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی نے احمد بیگ سے کہا ہے کہ اگر یہ رشتہ دوسری جگہ ہوگا تو اس کا شوہر اڑھائی سال میں اور اس کا باپ تین برس کے اندر مرجائے گا اور انجام کار وہ لڑکی میرے نکاح میں آئے گی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

یہاں دو باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ یہ وعدہ اس علام الغیوب کا ہے۔ جس پر گذشتہ اور آئندہ کی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

دوسرے دونوں وعیدوں کی مدت کو دیکھا جائے۔ یعنی اس کے شوہر کے مرنے کی مدت کم بیان ہوئی ہے بہ نسبت اس کے والد کے۔ کیونکہ شوہر کے موت کو ڈھائی برس کی وسعت

دی اور اس کے والد کے موت کو تین برس کی۔ اس بیان کا اقتضاء یہ ہے کہ پہلے اس کا شوہر مرے۔ اس کے بعد اس کا باپ، ورنہ اس کی مدت میں زیادہ وسعت دینے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اگر معاملہ برعکس ہو تو یہ بیان جاہلانہ ہو جائے گا۔ جس کا منجانب اللہ ہونا کسی مومن کے خیال میں نہیں آ سکتا۔

اب اگر اس وحی کے مطابق ظہور میں آتا تو نہ وعید کی وجہ سے رکتی اور نہ وعدہ کے ظہور میں کوئی مانع پیش آتا اور بموجب نصوص قطعیہ کے وعدہ اور وعید دونوں پورے ہوتے اور خدائے کریم کے صادق الوعد ہونے میں کسی طرح کا خلل نہ آتا اور کسی ملحد بے دین کو اعتراض کا موقع نہ ملتا۔ یعنی اس کا شوہر ڈھائی برس کے اندر اپنے خسر کے انتقال سے پہلے مر جاتا۔ اس کے بعد احمد بیگ اس کا خسر مرتا اس صورت میں احمد بیگ کے داماد کو اور اس کے رشتہ داروں کو خوف وہراس کی نوبت ہی نہ آتی اور وعید پوری ہو جاتی اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آ جاتی اور وعدہ الٰہی پورا ہو جاتا۔ کہئے کیسی عمدہ صورت میں نے وعدہ اور وعید دونوں کے پورا ہونے کی بیان کی۔ کیا یہ بھی کی آپ کے سمجھ میں نہیں آتی؟

۳...... اب اگر ہم اس جواب سے بھی قطع نظر کریں اور آپ کی خاطر سے یہ کہہ دیں کہ اس کے والد کو پہلے ہی مرنا تھا اور اس وجہ سے اس کے شوہر کو غم والم اور خوف کا ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اس لئے ایسا ہوا تو آپ یہ فرمایئے کہ خدا تعالیٰ کو اس شدنی امر کی خبر نہ تھی کہ مرزا قادیانی سے حتمی وعدہ کر لیا اور کہہ دیا کہ انجام کار تیرے نکاح میں ضرور آئے گی اور سب مانع دور ہوں گی۔ ذرا لفظ انجام کار پر غور کیجئے اور نکاح میں آنے کے لئے لفظ ضرور کو دیکھئے۔ جن سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جس قدر موانع ہیں۔ وہ سب دور ہوں گے اور انجام کار وہ نکاح میں ضرور آئے گی۔ اب خیال کیجئے کہ جو مانع پیش آیا اس کا علم بھی اسے ہوگا۔ اگر وہ مانع دور نہیں ہو سکتا تھا تو یہ کہنا کہ سب مانع دور ہوں گے، صریح غلط ہوا یا نہیں۔

باایںہمہ وعدہ کرنے میں خلاف وعدگی اور کذب کا الزام اسے ضرور آئے گا۔ نہایت ظاہر ہے کہ باوجود مانع معلوم ہونے کے اس نے مکرر حتمی وعدہ کیا اور نہایت زور سے اس کے نکاح میں آنے کا یقین دلایا۔ اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہوگا کہ اس نے قصداً جان کر ایک جھوٹا وعدہ کیا۔ جس طرح پکے دنیادار کیا کرتے ہیں۔

اے مہربان تم مسلمان ہو کر خدائے پاک کی نسبت ایسی بدگمانی جائز رکھتے ہو۔ افسوس

ذرا ہوش کرو، کیسی غلطی پر پڑے ہو۔ آپ کو یہاں ضرور کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام قطعاً شیطانی تھا یا مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا۔

مہربان میرے! کیا اس میں شک ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی عظمت آپ کے دل میں ایسی بیٹھی ہے کہ خدائے قدوس پر یہ سخت الزام آپ کے ذہن میں نہ آیا اور ایک نہایت غلط بات سے آپ کی تسکین ہوگئی اور اس دعویٰ کے تحقیق کی طرف آپ کو توجہ نہ ہوئی۔

مشفقم مخلوق پرستی اسے کہتے ہیں کہ اسے مخلوق کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ خدا پر الزام آئے اسے بھی کچھ خیال نہ کریں گے۔ اس کی پرستش میں ایسے سرشار ہیں کہ کچھ خبر ہی نہیں ہے۔ یہی خیال پیش نظر ہے کہ ہمارا محبوب الزام سے بچے۔ اس کا ہوش نہیں کہ اس الزام سے بچانے میں خدا پر الزام آتا ہے۔

۴...... اب میں چوتھے طریقے سے آپ کے خیال کی غلطی ظاہر کرتا ہوں اور یہ طریقہ نہایت ظاہر اور بہت آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہام کن فیکون کے بموجب ارادہ کرتے کہ اس کا شوہر طلاق دے دے اور کن کہہ دیتے، یعنی طلاق ظہور ہو۔ اس کہنے سے اس کا ظہور ہو جاتا۔ دوسری مرتبہ ارادہ کرتے کہ محمدی میرے نکاح میں آجائے اور کن کہہ دیتے، وہ نکاح میں آجاتی۔ اب آپ فرمائیں کہ اس میں کون مانع تھا۔ اب تو کوئی وعید مانع نہیں ہوسکتی۔ اس طریقے سے اس کے شوہر کا مرنا ضرور نہیں ہے۔

۵...... پانچواں طریقہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ محمدی بیگم اپنے شوہر سے لڑ کر یا خوشامد سے کچھ دے کر طلاق لیتی۔ اگر اس کے پاس دینے کے لئے نہ ہوتا تو مرزا قادیانی سے طلب کرتی اور مرزا قادیانی چندہ کر کے دیتے۔ جس طرح تمام باتوں کے لئے ان کی عادت تھی اور ممکن تھا کہ مرزا اسی طریقہ سے طلاق کا ارادہ کرتے اور ان کے کن کہہ دینے سے طلاق کا ظہور اسی طرح ہو جاتا یعنی طلاق کا ظہور دو طور سے ہوسکتا تھا۔ ایک یہ کہ محمدی کے بغیر طلب کئے اس کا شوہر اسے طلاق دے دیتا۔ دوسرا یہ کہ محمدی کے طلب کرنے کے بعد طلاق دیتا۔

کہئے جناب! یہ دونوں طریقے آپ کے خیالی جواب کو کیسا غلط بتا رہے ہیں۔ مگر بایں ہمہ آپ کچھ خیال نہیں کرتے۔ حق طلب کی سچی فریاد میں آپ کا یہی اعتراض چھپا ہے۔ مگر یہاں آکر آپ اسے بھی بھول جاتے ہیں۔ اسی الہام کن فیکون کی نسبت آپ لکھتے ہیں کہ اگر اس الہام کی کچھ بھی اصلیت تھی۔ یعنی اگر صرف بات ہی بات نہ تھی تو کیوں نہیں۔ حضرت مرزا قادیانی نے

لفظ کن سے اپنا سب کام کرلیا۔ احمد بیگ اور اس کی ہمشیرہ کے پاس خوشامد اور دھمکی کے خط لکھنے کی زحمت اٹھانے کے بدلے کیوں نہیں ایک کن سے سب کو راضی کر کے شادی کرلی؟

بالفرض اگر غیر سے شادی ہوچکی تھی تو ایک یا دو یا حد تین کن سے سب موانع دور ہوسکتے تھے اور پھر محمدی بیگم کے ساتھ عقد کرلیتے۔

۶...... ان اعتراضات کو قوت حافظہ میں محفوظ رکھ کر بیان ذیل کو غور سے ملاحظہ کیا جائے۔ یہاں کئی باتیں معلوم کرنا ضرور ہیں۔

۱...... مرزاقادیانی کا الہام ’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون‘‘ (تذکرہ ص۷۱۵ طبع ۳) یعنی مرزاقادیانی اپنی یقینی وحی یہ بیان کرتے ہیں کہ میری نسبت اﷲتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تیری حالت یا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ تو جس چیز کا ارادہ کرے اور کہہ دے کن، یعنی ہوجا وہ فوراً ہوجائے گی۔ مرزاقادیانی اپنی وحی والہام کا یقینی ہونا ایسا ہی بتلاتے ہیں جیسا قرآن مجید اور اس پر ویسا ہی ایمان لانا فرض جانتے ہیں۔ جس طرح توریت وانجیل وقرآن پر۔

(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰) ملاحظہ ہو اس بنیاد پر اس الہام کی اصلیت میں کچھ تردد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کا یقین ہوجانا چاہئے کہ مرزاقادیانی کو یہ قدرت دی گئی ہے۔

۲...... ایسے قطعی یقینی اور الہام کی نسبت آپ کا یہ کہنا کہ اگر اس الہام کی کچھ بھی اصلیت تھی۔ یعنی صرف بات ہی نہ تھی۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ جب آپ کے حضرت کا الہام ہے اور اسے وہ قرآن کے مثل کہتے ہیں۔ پھر اس کی نسبت یہ کہنا چہ معنی دارد اور اگر اس کی کچھ اصلیت تھی اور بات ہی بات نہ تھی۔ اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے بعض الہامات ایسے بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کی کچھ اصلیت نہ ہو اور صرف بات ہی بات ہو۔ مگر پھر بھی قرآن مجید کی مثل یقینی، ایسا خیال اور ایسا اعتقاد لائق دید ہے۔ جب ایسی خوش فہمی ہو تو مرزاقادیانی کو نبی مان لینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

ہاں! اگر آپ یہ کہیں کہ یہ خیال اس وقت تھا جب ہم اس سلسلہ میں بیعت نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ خیال نہیں رہا۔ تو اس کی وجہ بیان کرنی چاہئے کہ وہ خیال کیوں پلٹ گیا؟ اس الہام کے غلط ہونے کی تو آپ نہایت صاف دلیل بیان کررہے ہیں۔ اس کے بعد کیا بات آپ نے دیکھی جو ایسی صاف اور روشن بات کا جواب ہوسکے اور مرزاقادیانی الزام سے بچ سکیں۔ مگر میرے خیال میں اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا اور مرزاقادیانی اس الہام کے بیان میں ضرور

کاذب ہیں۔ اگر الہام ان کا سچا ہوتا تو مرزا قادیانی کی رسوائی ہرگز نہ ہوتی جو محمدی کے نکاح میں نہ آنے سے ہوئی۔

۳...... رسالہ اظہار الحق آپ نے سچی فریاد کا جواب لکھا ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ جو اعتراض آپ کا اوپر نقل کیا گیا ہے۔ اس کا جواب آپ نے کیا دیا ہے۔ آپ نے اپنے حضرت کی تعلیم سے بے تکے حوالے تو کئی نقل کئے (جن کی حالت کسی وقت آپ کو معلوم ہوگی) مگر یہ بتائیے کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوا جو اوپر مذکور ہے۔ کسی صاحب عقل کی سمجھ میں یہ نہیں آسکتا کہ بی اے پاس کیا ہوا ذی علم یہ کہہ دے کہ مذکورہ اعتراض کے جواب کا اس بیان سے کوئی تعلق نہیں جو اظہار کے ص۱۲ میں لکھا گیا ہے۔

الغرض اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بایں ہمہ جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ اظہار حق سچی فریاد کا جواب ہے۔ ان کی تسکین کے لئے اس قدر کافی ہے۔ واقع میں جواب ہے یا نہیں اس سے انہیں بحث نہیں ہے۔

۴...... اس کے علاوہ میں ایک خاص بات کا ذکر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں اور نہایت حیرت اور تعجب کی نظر سے اسے نقل کرتا ہوں۔ ص۱۲ کے آخر سطر سے ان کی یہ عبارت ہے۔

''فتوح الغیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیران پیرؒ کو بھی یہ درجہ عطاء ہوا تھا دوسروں کو بھی عطا ہوسکتا ہے۔''

جناب من! فتوح الغیب میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ جس کسی نے آپ سے کہا، محض غلط کہا۔ کتاب موجود ہے۔ بتائیے کہاں ہے؟ جس مقام پر اس کا ذکر ہے وہ میرا دیکھا ہوا ہے۔ احمدی جماعت میں جھوٹ کی کثرت بہت ہے۔ مگر آپ سے نہایت تعجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے حضرت[۱] سے دریافت کیا ہے اور انہوں نے یہ کہہ دیا ہے اور آپ نے بے تامل باور کرلیا ہے۔

یا احمدی ہونے کا نتیجہ آپ میں بھی ظاہر ہوگیا۔ ذرا کچھ تو اپنی حالت پر غور کیجئے کہ کس درجہ مخلوق پرستی سما گئی ہے کہ ایک بزرگ نے بہ نظر خیر خواہی مرزا قادیانی کے خلاف میں صالح بن طریف کا حوالہ دیا تھا اور اس کا پورا پتہ ونشان بھی بتا دیا تھا۔ مگر تم اس کی نسبت لکھتے ہو کہ ہم نے سارا ابن خلدون چھان مارا۔ مگر صالح بن طریف کا پتہ نہ ملا۔

۱؎ عیاں راچہ بیاں آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

افسوس مرزا قادیانی کی محبت نے ایسا عقل کو سلب کر دیا ہے کہ کتاب کا حوالہ دے کر اس کی جلد بھی بتلائی ہے اور جلد میں وہ مقام بھی بتایا گیا ہے جہاں صالح کا ذکر ہے۔ مگر اس مقام کو نہیں دیکھتے اور لکھتے ہو کہ سارا ابن خلدون چھان مارا اور مرزا قادیانی کی موافقت میں جو کسی احمدی نے محض غلط مضمون بتا دیا۔ اس پر آپ کو ایمان جلدی سے آ گیا اور چھاپ کر مشتہر بھی کر دیا۔ کہئے یہ اعتراض تو خاص آپ پر ہے۔ اس کا جواب کیوں نہ دیا۔

اگر جواب نہیں دے سکتے تھے تو غلطی کا اقرار کرتے اور اس کی وجہ بیان نہ کرتے۔ اس قسم کی باتیں ہیں جو پہلے تم میں نہ تھیں۔ مرزا قادیانی کی محبت کے اثر نے تمہیں ایسا کر دیا۔ جب تم ایسے نیک انسان کا یہ خیال ہو گیا تو دوسرے جاہل یا دنیا پرستوں کا کیا ذکر کیا جائے؟

۵...... آپ کی اس فاحش غلطی کے علاوہ میں یہ کہتا ہوں کہ بالفرض اگر حضرت پیران پیر نے ایسا لکھا بھی ہوتا تو اس سے اس اعتراض کا جواب کیوں کر ہو جاتا جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔ اعتراض کا حاصل تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش گوئی کی تھی اور اس پیشین گوئی کو اپنی صداقت کا بہت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا۔ وہ پیشین گوئی یہ تھی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی اور اس کا شوہر مرے گا اور یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ برسوں یہی کہتے رہے، مگر کچھ نہ ہوا۔

اب اگر مذکورہ الہام سچ تھا تو کن کہہ کر یہ کام کیوں نہ کر لیا اور ساری دنیا کے روبرو جھوٹے اور کاذب کیوں ہوئے؟ اس دعویٰ کے غلط ہو جانے سے مرزا قادیانی کے تمام دعوے لائق اعتبار نہ رہے۔ اگر حضرت پیران پیر کو ایسا الہام ہوا تھا تو یہ بتایئے کہ ان کا کون سا کام اٹکا رہا جس کی وجہ سے اس الہام کو غلط کہا جاتا اور انہوں نے کون سی مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ کر کے اس کے ثبوت میں پیشین گوئی کی تھی اور وہ پوری نہیں ہوئی اور جب تک اس کا ثبوت نہ ہو، اس وقت تک جواب میں اس قول کو پیش کرنا کسی فہمیدہ ایماندار کا کام نہیں ہے۔

اے مہربان! ذرا تو سوچو، خط کے تیسرے نمبر میں جو اعتراضات تم نے خود کئے ہیں۔ جن کا ذکر بطور خلاصہ میں نے اوپر کیا ہے۔ ان کے جواب تم نے اپنے رسالہ اظہار حق میں دیئے ہیں۔ جو عوام پر یہ ظاہر کرتے ہو کہ ہم نے حق طلب کی سچی فریاد کا جواب دیا ہے۔ خواہ مخواہ چند آیتیں لکھ کر جاہل احمدیوں پر اپنی قابلیت دکھائی جس کو جواب سے کچھ واسطہ نہیں۔ کیا دیانت کا یہی مقتضاء ہے کہ امر حق پر پردہ ڈال کر عوام کو دھوکہ دیا جائے اور جو بات اعتراض کا جواب نہیں ہے۔ اسے جواب کے پیرایہ میں ذکر کر کے عوام کے خیال میں اسے جواب ٹھہرایا جائے۔ افسوس اے دوست تم پہلے اس خیال کے ہرگز نہ تھے۔ یہ تمہارے احمدی ہونے کا اثر ہے۔

۶...... اس کے سوا تیسری بات اور ملاحظہ کیجئے۔ بالفرض اگر ان کا الہام ایسا ہوتا اور وہ غلط بھی ثابت ہو جاتا تو کوئی الزام کی بات نہ تھی۔ کیونکہ ان کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میرا الہام ایسا ہی قطعی اور یقینی ہے۔ جیسا قرآن مجید یا یہ کہ میرے دعویٰ اور میرے الہامات کے ماننے پر نجات موقوف ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے۔ جب یہ نہیں ہے تو اگر ان کا کوئی الہام غلط ہو جائے تو ان پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ یہ بابہت مشہور ہے کہ اولیاء اللہ کے الہامات ظنی ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی چونکہ اپنے الہام کو مثل قرآن مجید کے قطعی اور یقینی سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان پر یہ اعتراض ضرور ہوگا۔ اب آپ مکرر غور کیجئے کہ آپ پر یہاں تین اعتراض ہوئے ہیں۔

اول...... یہ کہ آپ نے غلط حوالہ دیا۔ یعنی جو مضمون فتوح الغیب میں آپ بتاتے ہیں۔ وہ اس میں نہیں ہیں۔

دوم...... یہ کہ جس قسم کی عاجزی مرزا قادیانی کی ثابت ہوئی۔ حضرت پیران پیرؒ کی ثابت نہیں ہے۔ اس لئے ان پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا قادیانی پر ہوگا۔

سوم...... بالفرض اگر کسی وجہ سے ان کا الہام غلط ثابت ہو جائے۔ اس وقت بھی ان پر الزام نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا وہ دعویٰ نہیں ہے جو مرزا کا ہے۔

افسوس نہ آپ ایسی موٹی باتوں کو سمجھتے ہیں۔ نہ آپ کے مرشد آپ کو سمجھاتے ہیں۔ مگر جب مخلوق پرستی ہے تو سمجھ سے کیا واسطہ؟ کیا ان اعتراضوں کی نسبت آپ یہ کہیں گے کہ اسلام پر بھی ایسے اعتراض ہوتے ہیں۔ ذرا ہوش کر کے جواب دیجئے۔ فتوح الغیب میں جو کچھ حضرت پیران پیرؒ نے لکھا ہے۔ اس کا واضح مطلب صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ کے صفحہ ۳۳ کے حاشیہ میں ملاحظہ کیجئے۔ اس وقت آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

اصل کلام منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کے غلط ہونے کی جس بنیاد پر آپ کو تسکین ہوئی، وہ محض غلط ہے۔ اس کے غلط ہونے کے متعدد وجوہ بیان کر دیئے گئے۔ ان کے دیکھنے کے بعد کوئی صاحب عقل مذکورہ پیشین گوئی کے غلط ہونے میں تامل نہیں کر سکتا اور اس کے غلط ہو جانے سے مرزا قادیانی نصوص قرآنیہ کی رو سے کاذب ثابت ہوئے۔ مگر آپ نہیں مانتے۔ وہ نصوص آپ نے فیصلہ کے حصہ ۳ میں ملاحظہ کئے ہوں گے اور فتوح الغیب کا حوالہ آپ نے محض غلط دیا ہے۔ مگر آپ مخلوق پرستی میں ایسے سرشار ہیں کہ آپ کو امر حق نظر نہیں آتا۔

بہتر یہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں سے قابل شخص کو آمادہ کریں کہ ایک جلسہ عام میں یا خاص میں مرزا قادیانی کے دعویٰ کو ثابت کریں اور ہماری طرف سے ایک یا دو عالم اس پر گفتگو کریں اور کوئی ذی علم حکم مقرر کیا جائے۔ وہ فیصلہ کرے یا ہمارے عالم مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور پھر وہ مرزائی اس پر اعتراض کریں اور آہستہ آہستہ گفتگو ہو کر فیصلہ کیا جائے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ کی تسکین نہ ہو تو مجبوری ہے۔ مگر آپ کی اور آپ کے حضرت کی مخلوق پرستی خوب روشن ہو جائے گی۔

ہاں یہ طریقہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ آپ کے مرزا قادیانی نے تمام عمر مناظرہ اور مباہلہ کا غل مچایا ہے اور بڑے زور وشور سے مشہور علماء کو مناظرہ کے لئے بلایا ہے۔ خاص اسی غرض سے قادیان سے دہلی آئے تھے۔ اس لئے اپنے مرشد کی سنت ادا کرنے میں آپ کو تامل نہ ہوگا اور مرزا قادیانی کے علاوہ ان کے بعد ان کے اصحاب بھی اس کا غل مچاتے رہے ہیں۔ اس لئے ان کے اصحاب کی بھی یہ سنت ہوئی۔ البتہ مونگیر میں جب سے ایک بزرگ کو اس طرف خیال ہوا اور لاجواب رسالے لکھے۔ اس کے بعد سے احمدی جماعت پر خاموشی کا عالم طاری ہے اور مرزا قادیانی کی سنت کو بیکار اور لغو سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اپنے تئیں جواب سے عاجز سمجھتے ہیں۔ سچ ہے ہیبت حق اسی کا نام ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے حضرت آپ سے شہادت آسمانی کا جواب لکھوا رہے ہیں۔ میں خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ آپ اس میں بہت ذلت اٹھائیں گے اور مولوی صاحب اسی خوف سے خود نہیں لکھتے، آپ سے لکھواتے ہیں۔ کیونکہ القا کا نمونہ انوار ایمانی دیکھ چکے ہیں اور اور بھی دیکھنے کا انہیں خوف ہے اور یہ خوف ان کا بجا ہے۔ ابھی وہ متعدد نمونے دیکھیں گے اور اپنی ذہانت اور قابلیت کا حال آشکارا ہوتے معلوم کریں گے۔ اس کے علاوہ اس میں ذرا شک نہیں ہے کہ اگر آپ جواب لکھیں گے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسا فتوح الغیب میں وہ مضمون ہے۔ جسے آپ بیان کرتے ہیں۔

خوب یقین کیجئے کہ شہادت آسمانی ایسی کتاب ہے کہ مرزا قادیانی کو دوبارہ زندگی ملے اور وہ قیامت تک اس کے جواب میں مصروف رہیں۔ تو اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ مجھے اس تذکرہ کی ضرورت یہ ہوئی کہ حضرت مؤلف شہادت آسمانی نے اس پر نظر ثانی کر کے اس کے مضامین میں بہت اضافہ کیا ہے اور مضامین سابقہ کی خوب توضیح کی ہے۔ اگر آپ کے حضرت کو

اس کے جواب لکھنے کا خیال ہے تو دوسری شہادت آسمانی کا انتظار کریں۔ اگرچہ یہ یقینی بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اس کا ثبوت اس طرح ہوسکتا ہے کہ مولوی عبدالماجد صاحب سے کہئے کہ شہادت آسمانی میں متعدد طریقوں سے مرزا قادیانی کا کذب ظاہر کیا ہے۔ آپ ایک ہی طریقے کا غلط ہونا ثابت کردیں۔

مثلاً اس حدیث کی صحت ثابت کردیں جس کی صحت میں مرزا قادیانی نے بہت زور لگایا ہے اور شہادت آسمانی میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ لائق اعتبار نہیں ہے یا حدیث کے جو معنی مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔ ان کا صحیح ہونا ثابت کریں۔ اسی طرح اور باتیں بھی اس میں ہیں۔ مگر میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ وہ ہرگز سامنے نہ آئیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ میری پیشین گوئی کس خوبی سے صحیح ہوئی۔ آپ نے اس رسالہ میں متعجبانہ طور سے یہ بھی لکھا ہے کہ میرے اعتراضات کو کیوں شائع کیا۔ ان کی وقعت تو اس سے ظاہر ہے کہ میں مرزا قادیانی کا معتقد ہوں۔

مشفقم! نہایت تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ احمدی ہونے کا ایک یہ بھی اثر ہے۔ شائع کرنے کے متعدد وجوہ ہیں۔ ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کی طبع عالی اور قوت فہم کا امتحان اور مسلمانوں پر اس کا اظہار منظور ہے کہ سلسلہ مرزائیہ میں ایسے عالی فہم پختہ مزاج حضرات ہیں کہ ایسے ایسے مرزا کش عظیم الشان اعتراضات ان کے قلب میں خود موجود ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہونے کے لئے یہ شبہات کافی ہیں۔ ان کی عقل وفہم ایسی بیکار ہوگئی ہے کہ حق وباطل کے معیار کو نہیں پہچان سکتے اور بعینہ بت پرستوں کی طرح بت پر گرے پڑتے ہیں۔ دیکھا جائے کہ جو اعتراض میں نے ان کا نقل کیا ہے۔ اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ مگر سمجھتے ہیں کہ جواب دے دیا۔ یہ اعتراض قابل وقعت نہیں ہے۔ مسلمان اس پر نظر کریں گے اور سمجھیں گے کہ اس جدید گروہ میں ایسے عقل وفہم کے حضرات ہیں۔ جو ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے اور دعویٰ ہے سمجھنے کا۔ جہل کا مرکب اسی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ نے بعض انبیاء کا ذکر کیا ہے اور ’’یؤمنون بالغیب‘‘ کی پناہ میں اب چھپنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ بھی آپ کی بڑی غلطی ہے۔ اس کا پورا جواب تو حقانی علماء کا کام ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے انبیاء کا ذکر کیوں کیا ہے۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی حالت ان انبیاء کے مثل ہے جس طرح ان انبیاء پر اعتراضات کئے گئے۔ اسی طرح مرزا قادیانی پر کئے گئے۔ اس کے جواب میں میں وہی کہوں گا کہ یہ سب

اعتراضات یکساں نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کئے گئے اور جس قسم کے اعتراضات میں نے اوپر نقل کئے ہیں۔ کسی نبی پر ایسے اعتراضات نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا کاذب ہونا اور کئی طریقوں سے کاذب ہونا، معائنہ سے مشاہدے سے، صریح عقل سے، قرآن سے حدیث سے، ساری دنیا کے روبرو ثابت ہو گیا۔ یہاں ''یؤمنون بالغیب'' کو کچھ دخل ہی نہیں ہے۔ جن باتوں کو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جن باتوں کی خبر یقینی طور سے سن رہے ہیں۔ انہیں غیب کہہ دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دن کو یہ کہے کہ سورج میں روشنی نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہم اسے نہیں سمجھتے یا یہ کہے کہ یہ غیب کی باتیں ہیں۔ ہم نہیں جانتے یا شب ماہ میں چاند کا اور اس کی روشنی سے انکار کرے اور اسے غیب بتائے جو چیز ہمارے حواس سے معلوم ہوتی ہے، یا معلوم ہو سکتی ہے، وہ غیب کبھی نہیں ہو سکتی۔

مرزا قادیانی کا کذب تو معائنہ مشاہدہ اور تجربہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ بیان سابق کو دیکھئے جن انبیاء کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ ان کی نبوت تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے تسلیم کی ہے اب جو کوئی ان پر اعتراض کرے گا۔ تو ہم اسے اس لئے لائق توجہ نہ سمجھیں گے کہ حضرت سرور انبیاء ان کی نبوت کے شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ ان پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کرتا جس کی صحت کو ہمارا معائنہ اور مشاہدہ ثابت کرتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کو ان انبیاء سے کیا مناسبت ہے۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا کون سچا شاہد ہے؟

مرزا قادیانی تو اپنی لسانی کو اپنا شاہد بنانا چاہتے ہیں۔ البتہ آپ کے نزدیک لوگوں کو انہیں مان لینا اور پھر صریح ان کی جھوٹی باتیں دیکھ کر ان سے نہ ہٹنا ان کا بڑا معجزہ ہے۔ تو پھر شاہد ہی کوئی جھوٹا نکلے۔ بلکہ جتنے جھوٹے مدعی ہوئے ہیں۔ سب سچے ہو جائیں گے۔ کیونکہ جنہوں نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ ان کی قابلیت اور کوشش کے بموجب انہیں لوگوں نے مانا ہے اور پھر ان سے وہ پھرے نہیں۔ مگر شاذ ونادر، مسیلمہ کذاب ہی کو دیکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور ان کے خلیفہ اکبر کے روبرو اس پر بہت عرب ایمان لائے اور حضرت صدیقؓ نے ان پر جہاد کیا اور اس جھوٹے پر ایمان لانے والوں نے جانیں دے دیں مگر اس جھوٹے کو نہ چھوڑا جس کے جھوٹے ہونے کی شہادت سرور انبیاء دے رہے تھے۔

پھر مرزا قادیانی کے مریدوں کو تو یہ نوبت نہیں آئی۔ اگر ان کا قائم رہنا بڑا معجزہ ہے تو مسیلمہ کذاب کا بہت ہی بڑا معجزہ آپ کو ماننا چاہئے۔ اگر نہیں مانتے تو اس کی وجہ بیان کیجئے اور

فرق بتائیے۔ جس طرح مسیلمہ کا کاذب ہونا رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کا کاذب ہونا تیرہ سو برس پہلے بیان کر گئے تھے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ انہیں جھوٹا یقین کریں۔ اب جو کلام خدا اور رسول کو نہ مانیں اور باتیں بنا کر ٹالیں، یہ انہیں اختیار ہے۔ آپ نے بعض بزرگوں کے نام لکھے ہیں جنہیں بعض علماء نے کافر کہا ہے۔ پھر اس سے کیا مرزا قادیانی ان بزرگوں کے مثل ہو جائیں گے؟

اور جو اعتراضات یقینی طور پر ان پر ہوتے ہیں اور کلام خدا اور کلام رسول انہیں کاذب ٹھہراتا ہے۔ وہ اعتراضات اٹھ جائیں گے؟ ذرا سمجھ کر جواب دو۔ علماء نے جھوٹے مدعیوں کو بھی جھوٹا اور کافر کہا ہے اور بعض نے سچوں کو بھی ایسا کہا ہے۔ مگر یہ بتائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کو ان جھوٹوں میں داخل نہ کیا جائے اور سچوں میں سمجھا جائے؟ خصوصاً جبکہ ان کے خود اقوال اور ان پر ایمان لانے والوں کی حالت اور کلام خدا اور رسول انہیں جھوٹا بتلا رہا ہو۔

اے دوست! تم مرزا قادیانی کی صداقت میں ایسی باتیں بنا رہے ہو جو ہر ایک جھوٹے مدعی کا پیرو سچوں کے روبرو بنا سکتا ہے اور اس جھوٹے کی صداقت میں پیش کر سکتا ہے۔ اس پر غور کرو۔ **Negative prayer evasrve answer 2 position answer** یہ تمام تحریر بہت صاف لکھی گئی ہے۔

اس میں مجھے اب آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے اور ہر شخص جو کچھ بھی لکھا پڑھا ہے، بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ آپ تو اللہ کے فضل وکرم سے پڑھے آدمی ہیں اور بات پر غور کرنے کی عادت آپ میں تھی۔ اب نہ ہونے کی تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں مرزا قادیانی کی محبت میں ان سب کو آپ نے خیرباد کر دیا ہو تو اس کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔

تم نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مولویوں نے کافر کہا ہے۔ اس سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ اسی طرح مرزا کو علماء کہتے ہیں؟ اس کا مختصر جواب تو میں دے چکا ہوں۔ مگر آخر میں تمہاری خیرخواہی کا کچھ زیادہ جوش ہوا۔ اس لئے کچھ اور لکھتا ہوں۔ اس کا ایک جواب تو میں یہ بتاتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو صرف ظاہری علماء نے جھوٹا نہیں کہا۔ بلکہ اہل باطن کامل علماء نے بھی انہیں جھوٹا کہا ہے۔ جن کی شہرت بغیر اشتہار اور رسالہ بازی کے مرزا قادیانی سے بہت زیادہ ہوئی۔ جن کے اس قدر علماء مرید ہیں کہ میں شمار نہیں بتا سکتا۔

اور دوسرا محققانہ جواب صحیفہ رحمانیہ نمبر۷ کے آخر میں خوب دیا ہے۔ اسے دیکھو مگر اب تو تمہیں تحقیق سے گویا عداوت ہے، تم کیا دیکھو گے؟ اس لئے اب میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے کذب کی دلیلیں مونگیر کی تحریروں نے نہایت روشن کر کے دکھائی ہیں اور ایسی لاجواب تحریریں ہیں کہ ان کا جواب نہیں ہوسکتا۔ ذرا کچھ تو خیال کرو کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور فیصلہ آسمانی حصہ۳ میں اور صحیفہ رحمانیہ نمبر۶،۷ میں قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب رسول اللہﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی صریح قرآن وحدیث کی رو سے کاذب ہوئے۔ ان کی بہت سی پیشین گوئیاں غلط ہوئیں اور جس مدعی نبوت کی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوں اسے قرآن مجید اور کتب سابقہ جھوٹا کہتے ہیں۔ فیصلہ آسمانی حصہ سوم دیکھو اور خدا سے ڈرو۔

اب تم کہو کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ..

....

....

....

ان سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تم نہ کافر کہنے والوں کو جانتے ہو اور نہ ان کی دلیلوں سے واقف ہو اور بلاتحقیق آنکھ بند کئے ہوئے مرزا قادیانی کو بغیر کسی دلیل کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مثل ٹھہرانا چاہتے ہو اور مثال دے کر اپنے نفس کو اور جاہل مرزائیوں کو خوش کرتے ہو۔ میں دلیلوں کا حوالہ دے کر کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا کاذب ہونا اور علماء کا انہیں کاذب کہنا ایسا ہی صحیح ہے۔ جیسا مسیلمہ کذاب کا جھوٹا ہونا اور ان کے کاذب کہنے والے چونکہ..

....

....

اے عزیز! میں نہایت خیرخواہی سے تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ اس میں غور کرو اور کسی کے بہکانے میں نہ آؤ۔

والسلام ...... تمہارا قدیم رفیق علاء الدین احمد

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امروہی کے شمس کاسفہ کا دائمی کسوف

مولانا عبدالصمد سندوروی سیاح رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النّبیین واصحابہ اجمعین۔امابعد!

کافہ علماء اہل اسلام پر واضح ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے بمقابلہ لاف سولی مرزا غلام احمد قادیانی دربار عدیم المثل ہونے اپنے کے خداشناسی وتفسیر دانی میں امتحاناً اور محض اس کے اتنے بڑے دعوے توڑنے کے لئے کلمہ طیبہ کا معنی ظاہری طور پر اپنی کتاب شمس الہدایۃ کے ابتداء میں استفسار فرمایا تھا۔ جس کے جواب پر قادیانی باوجود بے تعداد اصراروں معتقدین وغیر معتقدین کے قادر نہ ہوسکا اور مولوی نورالدین صاحب نے تو بجواب سوالات عشرہ غلام حیدر ہیڈ ماسٹر صاحب چکوالی کے صاف الحکم میں جواب نہ لکھنے کا عذر مغلوب ہوجانے کا خوف ظاہر کیا۔ عبارت اس کی یہ ہے (ایسے رسائل کے جواب لکھنے میں غالب بھی مغلوب ہوجاتا ہے۔) بعد اس کے بڑی منت زاری سے امروہی صاحب کو پیشگی روپیہ دے کر جواب نویسی پر آمادہ کیا۔ سچ ہے:

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

یہاں پر امروہی عبدالدراہم کے جہالات مرکبہ کے ظاہر کرنے سے پیشتر پبلک کو اس طرف غور دلائی جاتی ہے کہ کامل سال کے عرصہ میں قادیانی کا جواب پر قادر نہ ہونا کیا اس کی لاف زنی مندرجہ (ایام الصلح ص۱۳۲، ایڈیشن فارسی) ”ایں وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت نہ دارد۔ لاف برابری بامن زند من آشکار میگویم وہرگز باک نہ وارم......

اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعوے محدثیت ومفسریت برمی فرازند۔ وطائفہ اند کہ از نازش ادب پابرزمین نگذارند وگرہے اند کہ دم بلند از خداشناسی زنند وخودرا چشتی وقادری ونقشبندی وسہروردی وچہا چہی گویند ایں جملہ طوائف رانزومن بیارید۔ کو خاک میں نہیں ملا اور ظاہر ہے کہ ممتحن کی کلمہ طیبہ میں استفسار کرنے کی غرض صرف اتنی ہی تھی جو پبلک پر ظاہر ہوچکی اور ”قد تبین الرشد من الغی“ کا ظہور ہوگیا ورنہ ان کے ادنیٰ شاگرد بھی ایسے سوالات وجوابات سے بخوبی اطلاع رکھتے ہیں۔

چنانچہ یہ عاجز بھی ایک عرصہ میں بہ رفاقت قدوۃ المحققین جناب مولوی میر عبداللہ

صاحب و مولوی ولی احمد صاحب اس نعمت سے مشرف ہوا تھا۔ اب ہم مختصر طور پر عبدالدراہم امروہی کی صرف عبارت متعلقہ جواب کو بعینہا اس کے مطاعن وبکواس کے بغیر نقل کر کے اس کی قلعی کھولتے ہیں اور محققین عصر و مدققین دہر سے مثل جناب مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر لاہوری و جناب مولوی محمد حسن المعروف بہ فیضی و جناب مولوی غلام احمد صاحب مدرسان مدرسہ نعمانیہ ونظائر ہم سے منصفانہ رائے چاہتے ہیں۔

کیا عبدالدراہم کی تحریر واقعی جواب ہے یا جہل مرکب اور فقط اردو خوانوں کو چند آیات کی تفسیر لکھنے پر خوش کر کے روپیہ کا ہضم کرنا۔ معلوم ہوا کہ جس شق کو امروہی نے لے کر جواب دیا ہے۔ اس کا حاصل تو یہ تھا کہ اگر الہ سے ''لا الہ الا اللہ'' میں واجب الوجود لیا جائے تو برہان استثنائی میں ترتب ''لفسدتا'' کا مقدم یعنی تعدد وجبا پر صحیح نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بجائے لفسدتا کے لما کانتا یا لما وجدتا چاہئے تھا۔ کیونکہ قدم چونکہ وجوب کا لازم ہے تو وجباء برتقدیر دسب کے سب قدیم ہی ہوں گے اور برتقدیر تخالف مرادان کے ایجاد عالم کا متصور ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہر ایک واجب مانع ہے نفوذ ارادہ دوسرے سے تو پھر فساد کہاں اور نیز مزعوم مخاطبین یعنی مشرکین عرب کا شرک فی العبادۃ ہے نہ شرک فی الوجوب بدلیل قولہ تعالیٰ: ''ولئن سئلتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله (لقمان:۲۵)'' باقی شقوق اعتراض چونکہ مجیب نے لئے نہیں اس لئے ہم بھی ان کی تشریح نہیں کرتے۔ امروہی کی عبارت متعلقہ جواب یہ ہے۔

واضح ولائح ہو کہ محاورہ[۱] قرآن مجید میں بلحاظ تخصیص عقلی اور شرعی کے لفظ الہ سے مراد وہ معبود حقیقی ہے جو واجب الوجود لذاتہ ہے۔ (صفحہ ۲۳ سطر ۸، ۹، ۱۰) بعد اس کے نفی تعداد اور انحصار واجب الوجود فی فرد واحد پر دلائل عقلیہ ونقلیہ لکھ کر فرماتے ہیں۔ پس معنی کلمہ توحید ''لا الٰہ الا اللہ'' کے واضح اور صاف ہیں یعنی نہیں کوئی معبود حقیقی موجود سوا اللہ کے۔

۱؎ ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ مضمون شمس الہدایہ کے مصنف کی کتاب تحقیق الحق سے چرایا ہوا ہے۔ جس مخلص کا ذکر امروہی نے دیباچہ کتاب میں لکھا ہے۔ اسی مخلص نے وہ کتاب اس کو قادیان میں پہنچائی تھی۔ باوجود اس کے پھر بھی جواب پر قدرت نہ پائی۔

حرف درویشاں بد وزد مردودن
تا بخواند برسلیمے اوفسوں۔ منہ

پس اس میں کذب کہاں ہے؟ بلکہ معترض خود محض کاذب ہے اور آیت: ’’لوکان فیھا آلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا‘‘ بھی تعدد الٰہہ کے بطلان کے لئے برہان قطعی ہے۔ جس کو دوسرے مقام پر خود جناب باری تعالیٰ نے مفصل طور پر بیان فرمایا ہے: ’’کما قال اللّٰہ تعالیٰ ماتخذ اللّٰہ من ولد وماکان معہ من الہ اذالذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض سبحن اللّٰہ عمایصفون (المومنون:۹۱)‘‘

حاصل اس استدلال کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد متصور نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ولد کے لئے ضروری ہے کہ اپنے والد کے اخص اوصاف میں مثلاً جیسا کہ یہاں پر وجوب الوجود ہے۔ مشارک ہو ورنہ وہ ولد کیا ہوا۔ لیکن ولد میں صفت وجوب الوجود ہرگز ممکن نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ولد تو والد سے مؤخر ہوتا ہے۔ فاین وجوب الوجود، اور نہ کوئی دوسرا الہ وجوب وجود میں اس کے ساتھ معیت رکھتا ہے۔

کیونکہ اس صورت میں ہم دریافت کرتے ہیں کہ ان دونوں الہ کا تمہارے نزدیک متخالف بالذات ہونا واجب ہے یا نہیں۔ بشق ثانی دونوا لہ بالضرور کسی ذاتی میں مشترک ہوں گے اور دوسری ذاتی میں متخالف ہوں گے۔ پس ترکیب لازم آئی۔ اندریں صورت دونوں کی احتیاج اپنے اجزاء ذاتیہ کی طرف لازم آوے گی۔ ’’وھو مناف لجوب الوجوب‘‘ اور بشق اول متخالفان بالذات کے افعال کا متخالف ہونا بھی ضروری ہوگا اور اس کا اقل درجہ یہ ہے کہ عالم کا فساد لازم آئے گا اور نظام وارتباط باہمی عالم کا بالضرور بگڑ جائے گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اور عالمان علوم طبیعات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایک اشیاء عالم کا ارتباط دوسرے اشیاء عالم کے ساتھ منضبط ہے اور تمام اشیاء عالم باہم منظّم ومرتبط ہیں۔

پس انتفاء تالی مستلزم ہے۔ انتفاء مقدم کو وھو المطلوب اور یہی حال مطلب ہے آیت: ’’وماکان معہ من الہ اذالذھب کل الہ بماخلق‘‘ کا اور دوسری دلیل ابطال تعدد الہ کی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک الہ دوسرے الہ پر علوم کامل چاہے گا۔ ’’اذالالہ من لہ غایۃ الکمال ولایکون علوالا لھیۃ الا بالعلوالکامل‘‘ اور دوسرا الہ اسی طرح پر علوم کامل میں کل الوجوہ کا مقتضی ہوگا۔ لیکن ہر ایک الہ کا علو کامل دوسرے الہ پر محال ہے اور یہی معنی ہیں ’’لعلی بعضھم علیٰ بعض‘‘ کے۔ پس اس کی طرف نسبت ولد اور شریک کے ہرگز جائز نہیں اور اس کی ذات پاک ہے ان دونوں بہتانوں سے اور یہ معنی ہیں ’’سبحٰن اللّٰہ عمایصفون‘‘ کے۔

’’فبطل التعدد وثبت التوحید بناء علیه ‘‘اگر ارادہ استحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر جو مساوق للوجوب ہے۔ عنوان موضوعی سے لیا جائے تو مستلزم لفسد تا کو ضرور ہوگا۔ ’’لما مراستدلا تفصیلا (انتهی ص ۲۳تا۲۶) ‘‘محرر سطور رعفا عنہ ربہ الغفور اہل علم کی خدمت میں ملتمس ہے کہ یہ تحریر دو ورق اس چھوٹے جیسے ٹکڑے سوال کا جواب ہے جو پہلے ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ یا صرف شرح آیات برائے خدا کوئی اس جاہل مرکب سے پوچھے کہ تجھے مرزا قادیانی نے زر نقد جماعت کے چندہ کی اس لئے عطا کی تھی کہ فقط چند آیات قرآنیہ کی تفسیر لکھے اور وہ بھی تفسیر کبیر وغیرہ کے دلائل محررہ کا ترجمہ اپنے نام سے منسوب کیا ہوا ہو۔

ہرگز نہیں، بلکہ انہوں نے تو مزید براں عطیہ منتیں اور زارئتیں کر کے اپنی جان کو جولا کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی تھی، خلاص کرنا چاہا تھا۔ سچ کہا ہے کسی نے:

زدریائے شہادت چوں نہنگ لابرآردسر
تیمم فرض گردد نوح رادرعین طوفانش

ادھر تو وہ بے چارہ جکڑا ہوا امن پکار رہا ہے اور ادھر مولوی نورالدین صاحب مغلوبیت کے خوف سے خاموشوں کے شہر میں جا بسے۔ مگر وہ بنابریں صداقت قابل آفرین ہیں۔ ہاں اتنا ہی قصور ہے کہ مرزاجیو کے برے دن وبیکار ثابت ہوئے بخلاف عبدالدراہم امروہی کے کہ زر نقد بھولی بھالی اور حیا کے پتلہ والی جماعت کی لے کر’’اذ تبرء الذین اتبعوا من الذین اتبعوا‘‘ کا مصداق بنا۔

علماء عصر پر عبارت مذکور امروہی سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ امروہی نے جہل مرکب کا پورا پورا ثبوت دیا۔ مگر اس کی چالاکی قابل آفرین ہے کہ اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے منہ تہ رقمیں لکھ دیا کہ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے اس جواب میں مؤلف کا ایسا تعاقب کیا ہے کہ جدھر کو مؤلف گیا ہے۔ ادھر ہی کو ہم بھی اس کے ساتھ ساتھ گئے ہیں۔ الخ! (حاشیہ ص۲۶)

میں کہتا ہوں کہ ہاں بیشک یہ کہنا آپ کا بجا اور سچ ہے۔ نافہم طالب علم کا یہی وتیرہ ہوتا ہے کہ معلم کے پیچھے طوطی کی طرح صرف الفاظ بعینہا کہتا چلا جاتا ہے۔ گویا مجیب نے صاف صاف سچ کہہ دیا کہ میں شمس الہدایت کے اس مقام میں بزاخفش ہوں اور سنیئے بعد اس کے (ص۲۷ سطر۴) پر لکھتے ہیں کہ (پس مؤلف پر ضروری ہے کہ صفات احدیت وصمدیت مسئلہ محولہ خود یعنی استیلا صفاتی بعضہا علی بعض کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اول ثابت کرے کہ صفات احدیت وصمدیت میں استیلا بعضہا علی بعض ہے۔

تب ہم بھی اس مسئلہ استیلا صفاتی بعضہا علی بعض پہ گفتگو کریں گے۔ انتھی۔ میں کہتا ہوں یہ چالاکی بھی قابل آفرین ہے ناک میں سانس بھی ہو اور پھر عجز و ناتوانی کا اقرار کیا معنی رکھتا ہے۔ آخری دم میں سکندر کا مقابل دارا بادشاہ اس کے ران پر سر رکھے ہوئے کہتا تھا:

مجنباں مرا تا بجنبد زمیں

پھر اسی صفحہ میں کودن طالب علم کی طرح شمس الہدایت کی عبارت کو پڑھے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ”اور سلمنا کہ ازلیت امکان مستلزم ہے امکان ازلیت کو مادہ وجوب میں لیکن ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ یعنی بعض الا الہ موجود بالامکان العام جو نقیض ہے ضروریہ سالبہ کلیہ کی یعنی لا الہ موجود بالضرورت اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا اس کا صدق یا کذب کلمہ توحید کے معنوں میں ہم پر کیوں وارد کیا جاتا ہے۔“

میں کہتا ہوں قولہ اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا صاف شہادت دے رہا ہے کہ مجیب نے اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھا۔ تب ہی عبارت مذکورہ شمس الہدایت کو بے ربط ٹھہرایا۔ ہم نے چونکہ یہ اوراق مصنف قدس سرہ و دام فیضہ سے سبقاً پڑھی ہیں۔ لہٰذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ مجیب عبدالدراہم اس سارے جواب میں: ایں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است کا مصداق ہو رہا ہے۔ ہم اس مقام کے سوال اور جواب مشرح لکھنے کے اسی صورت میں مجاز ہیں کہ قادیانی صاحب مع اپنے معاونوں کے صریح لفظوں میں اپنی جہالت کا تفسیر دانی سے اقرار کریں اور یہ بھی ناظرین کو معلوم ہوا کہ نہ تو یہ اعتراض لاحل تھا اور نہ شیخ اکبر وغیرہ۔ علماء کرام کے جواب پر اعتراض اعتقاداً کیا گیا تھا۔ بلکہ محض امتحاناً مدعی کا دعویٰ توڑنے کے لئے۔ الحمدللہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ جو شخص کلمہ طیبہ کے معنی ظاہری علمی طور پر نہیں لکھ سکتا۔ وہ تفسیر نویسی میں سرآمد ابناء زمان کیسے ہو سکتا ہے۔ بعد اس کے اسی صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ: ”اگر کلمہ توحید کو موجہات کا لباس پہنا کر سمجھنا ہے تو یوں کہئے کہ لا الہ غیر اللہ موجود بالضرورت کیونکہ یہاں پر حرف الا موجود ہے جو بمعنی غیر ہے اور الہ کی صفت نحوی واقع ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں علماء عصر کی خدمت میں التماس ہے کہ کلمہ الا بمعنی غیر لا الہ الا اللہ میں کہنا کیا جہالت نہیں ہے۔ کافیہ پڑھنے والا بھی کہہ سکتا ہے کہ الا بمعنی غیر ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ مشروط ہے بدیں شرط ”اذاکانت تابعته لجمع منکور غیر محصور نحولو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا“ اور یہ سوچنا کہ کلمات الاستثناء هل و ضعت لاحکام مخالفته لما قبلها ثابتةً لما بعد ها خراج مابعد ها وجعله فی حکم المسکوت عنه

والمشھور فی کتب الشافعته لیس مبینا علی ان رفع النسبة الابجابة ھو السلبة بل علی ان العم اصل فی الاشیا کما ان التحقیق لیس مناط ان المرکبات الاسنادیة عند الشافته موضوعته لمافی نفس الامرولا واسطة بین الثبوت والا نتفاء الواقعین وعند الحنیفته موضوعته للامور الذھنته فلا یلزم من نفی الحکم بالثبوت والا نتفاء الحکم بھما توبمراحل درکناررہا۔

ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سوال متعلق کلمہ طیبہ کا بمعہ جواب اس کے حضرت مصنف شمس الہدایت نے تین سال پہلے اس کے مطبع مصطفائی لاہور میں جمادی الثانی ۱۳۱۰ء میں طبع کرا کر شائع کر دیا تھا اور یہ جواب امروہی کا اسی کی نقل ہے۔ مگر علمی لیاقت کا ماشاءاللہ مجیب عیدالدراہم کو اتنا زور ہے کہ عرصہ سال کامل تک اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکا اور تاخیر جواب کا جس کو بزعم خود جواب سمجھے بیٹھے ہیں، عندیہ لکھتے ہیں کہ ہم کو کتاب شمس الہدایت نہیں بھیجی گئی۔ قسمیہ کہتا ہوں کہ مخدومی و معظمی جناب مولوی محمد غازی صاحب نے عیدرمضان سال گذشتہ سے کئی دن پہلے سب سے اوّل مرزا قادیانی کو ڈاک میں روانہ کی تھی۔

چنانچہ بعض مریدین مرزا قادیانی نے جو بروقت پہنچنے کتاب کے مرزا قادیانی موصوف کی مجلس میں حاضر تھے۔ بعد عید کے ہمارے پاس آ کر اس کا ذکر کیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ مولوی نورالدین کا خط مطبوعہ الحکم شاہد کافی ہے۔ آج بتاریخ ۲۹ رمضان اسی قدر لکھ کر ناظرین سے مہلت چاہتا ہوں کہ برسر راہ ہوں بعد اقامت انشاءاللہ مجیب کی جہالت کا تارو پودا کھاڑ کر پبلک کے سامنے رکھا جائے گا۔ ابھی ضلع گجرات میں سفر کی حالت میں مجیب کا اتنا ہی جواب دیکھنے کا موقع ملا۔ ہاں بل رفعہ اللہ کے متعلق بھی اس کی تحریر دیکھنے میں آئی۔ جس میں حسب قواعد فائدہ جلیلہ بزعم خود رفع روحانی کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر ہنوز دلی دوراست۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مابعد بل رفع جو کنایہ اعزاز وتکریم سے ہے اس میں اور ماقبل بل یعنی قتل صلیبی میں جو بحکم توریت مستلزم لعن ہے تنافی اور تضاد ہے کیونکہ ملعون معزز عنداللہ نہیں ہوتا۔ یہ ہی خلاصہ اس کے جواب کا اس مقام میں میں کہتا ہوں پبلک کی خدمت میں صرف اتنا ہی التماس ہے کہ ذرا ان حضرات سے یہ دریافت فرماویں کہ کہاں ہے تورات کا حکم کہ جو کوئی بذریعہ صلیب قتل کیا جائے وہ ملعون عنداللہ ہوگا خواہ بے گناہ ہی ہو۔

کیا مقتول بغیرالحق خواہ پتھر سے ہو یا تیر سے یا تلوار یا صلیب وغیرہ اسباب قتل سے۔ شہداء میں بموجب احکام تورات وقرآن مجید کے داخل نہیں۔ کوئی مومن بہ کتب سماویہ اس کا انکار

کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کو بمعہ چیلوں چانٹوں اپنے کے آیت تورات کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ صرف ۲۲،۲۳ آیت (کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے) نظر ہے اگر آیت کو پڑھ کر تدبر فرماویں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ہر ایک مصلوب کے لئے نہیں، بلکہ خاص وہ شخص جو کسی جرم کی سزا میں پھانسی دیا گیا ہو۔ بائیسویں آیت یہ ہے (اور اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جاوے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔۲۳ تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔''

ظاہر ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فی الواقع غیر مجرم تھے تو بناء بر واقع ماقبل بل یعنی قتل اور مابعد اس کے یعنی رفع اعزاز میں تنافی اور تضاد کہاں ہوا۔ بلکہ مقتول غیر مجرم معزز عنداللہ ہوا اور اگر مسیح کو مجرم بزعم یہود خیال کر کے تنافی پیدا کی جائے تو یہ کلام قصری یعنی ''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ'' یہود کا مقولہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب میں وماقتلوہ الخ فرماتا ہے۔ پس چاہئے کہ بحسب علم الٰہی مسیح مجرم ہو والعیاذ باللہ یہود کا مقولہ کلام قصری مشتمل برکلمہ بل نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہ ہے: ''انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (النساء:۱۵۷)''

اور نیز اگر مسیح کا مجرم ہونا حسب زعم یہود کے خیال کر کے تضاد و تنافی مانی جاوے تو تردید اس کی ''ما قتلوہ یقینا'' الخ! کے ساتھ مناسب نہیں۔ بلکہ اس تقدیر پر تردید میں زیادت یوں ہونی چاہئے تھی ''وماکان المسیح لعصمتہ ملعونا بحکم التوراۃ ولوکان مقتولا کما تزعمون فاتوابھا واتلوھا ان کنتم صادقین وما قتلوہ الخ'' ورنہ یہود کا یہ دھوکہ نکالنے سے یہ تردید یعنی وماقتلوہ الخ قاصر ہوگی۔ تفصیل اس کی دوسری کاپی میں جو بعد اقامت کے متعلق سائر مضامین مجیب کے لکھی جاوے گی ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آئندہ بھی ہم عبدالدراہم کے مضامین کو حذف کر کے صرف عبارت متعلقہ مضمون علمی کو نقل کریں گے۔''اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد ن المصطفی والہ وعترتہ اھل التقی والنقی''

الراقم ...... عبدالصمد السندوروی سیاح ...... حال وارد پنجاب

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیفۃ الولاء النظر الیٰ دافع البلاء

جناب واحد علی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

میرے ایک دیرینہ کرم فرمانے، جو مرزائی ہوگئے ہیں۔ رسالہ دافع البلاء میرے پاس بھیجا تھا۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے طاعون کے متعلق لکھا ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”میں مسیح موعود ہوں، ابن مریم سے بدرجہا اچھا ہوں، میں نبی ہوں، خاتم الانبیاء وخاتم الاولیاء ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین کے برابر ہوں۔ کیونکہ میں سچا شفیع ہوں اور ہر ایک زمانہ میں قیامت تک نجات دلانے والا ہوں۔ اہل بیت رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں، میں ابن اللہ ہوں، اور جس طرح میں اللہ میں سے بطور اولاد ہوں، اسی طرح اللہ مجھ سے بطور میری اولاد کے ہے، یعنی ابواللہ بھی ہوں، میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے، مجھ سے بیعت کرنا خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے برابر ہے، مجھے اس طرح نہ ماننے کی وجہ سے اور مجھے برا کہنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بطور سزا کے اس ملک میں طاعون کو بھیجا ہے اور اس کا علاج جسمانی اور روحانی جو آج تک دنیا نے سوچا اور اختیار کیا ہے، کوئی ٹھیک نہیں۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکانا اور یہ دعا مانگنا کہ ہمیں اس وبا سے محفوظ رکھ، یہ بھی ضلالت ہے۔ علاج صحیح یہ ہے کہ مجھ پر ان اوصاف وفضائل شرائط کے ساتھ ایمان لاؤ۔ جو اس طرح مجھ پر ایمان نہ لائے گا، مبتلائے طاعون ہوکر مرجائے گا، اور اپنے ان کل فضائل اور دعاوی کے صحیح اور برحق ہونے کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل گیا قادیان کے چاروں طرف دو، دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہے۔ مگر خاص قادیان اس سے پاک ہے اور ہمیشہ اس سے پاک رہے گا۔ بلکہ جو طاعون زدہ قادیان میں آیا، اچھا ہوگیا۔ جو آئے گا، اچھا ہوجائے گا۔

میں نے مرزا قادیانی کے ان دعاوی اور استدلال کو پڑھا اور جو میری رائے اس پر ہوئی۔ میں نے نہایت نیک نیتی سے بذریعہ ایک خط کے اپنے اس عنایت فرما دوست پر ظاہر کرنی چاہی۔ انہیں جو معلوم ہوا کہ میری رائے مرزائی معتقدات اور تفہیمات کے برخلاف ہے۔ تو انہوں نے مجھ کو بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا کہ میں اپنی رائے کو ظاہر نہ کروں۔ میرے دیگر ہم خیال احباب نے اس بات پر زور دیا کہ:

”لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

﴿سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔﴾ ’’(البقرۃ:۴۲)

میرے مرزائی دوست فرماتے ہیں کہ آپ کو مناسب نہیں ہے کہ آپ مرزا قادیانی کا یا مرزا قادیانی کے خدام کا مقابلہ کریں۔ جس وقت آپ اس مقابلہ میں پھنس جائیں گے اس وقت آپ کے تماشائی یار سب چلتے بنیں گے۔ کیونکہ یہ راستہ بڑا سخت راستہ ہے یہ (مرزا قادیانی) وہ شخص ہے جو کہتا ہے کر دکھاتا ہے۔ میں آپ کو مکرر لکھتا ہوں کہ آپ اوپن لیٹر کو بند رکھیں اور اس راہ میں قدم مارنے کی جرأت نہ کریں۔

میں اپنے ان محترم دوست کی خدمت میں اور کل ایسے احباب کی خدمت میں جو مرزائی ہوگئے ہیں، اور مجھے ان سے شرف نیازمندی حاصل ہے، عرض کرتا ہوں کہ اس رسالہ دافع البلاء پر اوپن لیٹر لکھنے سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ میں مرزا قادیانی سے یا ان کے خدام سے مقابلہ کروں۔ میں نے جو کچھ اس خط میں عرض کیا ہے۔ اس رسالہ کے مضمون پر یا اس تعلیم پر عرض کیا ہے۔ جو اس رسالہ میں ہے۔ مثلاً یہ رسالہ سکھاتا ہے کہ انسان کے بیٹے کو ابن اللہ کہو۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام اس کے برخلاف یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کا کوئی بیٹا نہیں۔ یہ رسالہ بتلاتا ہے کہ تم اللہ کو ایسا جانو جیسے تمہاری اولاد۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید اس کو کفر کہتا ہے۔ یہ رسالہ سکھاتا ہے کہ ایک معمولی انسان کو نبی مانو۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید اس کے برعکس محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین کہتا ہے اور خود وہ سچا رسول ﷺ فرماتا ہے کہ لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ رسالہ سکھاتا ہے کہ ایک کلمہ گو امتی کو اہل بیت رسول کریم ﷺ سے بدرجہا بہتر مانو میں کہتا ہوں کہ جس اہل بیت کے واسطے قرآن مجید میں آیت تطہیر موجود ہے۔ جن کی عزت نبی نے کلام اللہ کے برابر فرمائی ہے۔ جن کے مخالف کو جہنمی قرار دیا ہے۔ جن کو نبی نے کل جنتیوں کا سردار فرمایا ہے۔ وہ اپنے ایک ادنیٰ امتی سے تقرب الی اللہ اور علو مدارج میں کس طرح کم ہوسکتے ہیں؟ میں نے اپنے ہر ایک قول کی تائید میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کردی ہیں۔ پس اگر مقابلہ ہے تو اس رسالہ کا قرآن کریم سے یا حدیث نبوی سے مقابلہ ہے، نہ کہ مجھ ناچیز کا مرزا قادیانی سے یا ان کے خدام سے۔

ایک اور مرزائی دوست فرماتے ہیں کہ اگر تم اس خط کو شائع کرو گے تو تمہاری جان جوکھوں میں پڑجائے گی۔ اگر میرے ان نیک صلاح دینے والے مرزائی احباب کا مطلب یہ ہے کہ اس خط کی وجہ سے مجھ پر لائبل کی نالش ہوگی۔ تو یہ ان کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ مجھے مرزا قادیانی کی ذات سے کوئی بحث نہیں۔ میں نے ایک لفظ بھی ان کی شان میں برا یا بھلا نہیں لکھا اور نہ میں

نے ان کو کہیں مخاطب کیا ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے، مرزا قادیانی کی تعلیم پر لکھا ہے اور وہ بھی صرف وہیں تک جو اس رسالہ سے مجھے معلوم ہوئی ہے۔

اگر ان دوستوں کا یہ خیال ہے کہ مرزا قادیانی میرے واسطے کوئی بددعا کریں گے اور اس سے مجھے کچھ نقصان پہنچے گا۔ تو میں ان کے اس خیال پر افسوس کرتا ہوں۔ خدا جانے وہ کیوں غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ مہربانی فرما کر بنظر انصاف میرے اس خط کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس شخص کے یہ باطل دعاوی ہیں۔ جو قرآن مجید اور حدیث پاک کے رو سے کفرو شرک تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ مستجاب الدعوات کس طرح ہوسکتا ہے؟

اگر ان دوستوں کا یہ خیال ہے کہ مرزا قادیانی یا ان کے حواری اپنے کسی خادم کو میری جان لینے کے واسطے تعینات کر دیں گے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ مرزا قادیانی اس کیریکٹر کے آدمی نہ ہوں گے۔ شاید میرے دوستوں کا یہ خیال ان روایات پر مبنی ہو جو عیسائیوں نے یا آریہ لوگوں نے مرزا قادیانی کی نسبت شائع کی ہیں کہ مرزا قادیانی نے مسٹر عبداللہ آتھم کے مرواڈالنے میں طرح طرح کی سعی کی تھی یا پنڈت لیکھرام کے مارے جانے میں کچھ مرزا قادیانی کا دخل تھا۔ مگر یہ سب مرزا قادیانی پر بہتان ہے۔ وہ اس قسم کے آدمی نہیں معلوم ہوتے اور اگر بالفرض محال ایسا ہو بھی تو میرے ان نصیحت کرنے والے احباب کو خوش ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر میں کلمہ حق کہنے کے واسطے مارا بھی جاؤں تو میراث جدی پاؤں گا۔

یا شاید یہ دھمکی مرزا قادیانی کی تقلید میں ہو۔ کیونکہ مرزا قادیانی بھی اس قسم کی دھمکیاں اپنے مخالفین کو دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی رسالہ میں مرزا قادیانی نے مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو اس طرح دھمکایا ہے: ’’لیکن امروہہ بھی مسیح موعود کے محیط ہمت سے دور نہیں ہے۔ اس لئے اس مسیح کا کافر کش دم ضرور امروہہ تک بھی پہنچے گا۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸)
لیکن حضرات کوئی معقول آدمی اس دم میں نہیں آئے گا۔ یہ خالی خولی دم جھانسہ ہے۔ اس دم میں جس کا نام اس دم خم کے ساتھ ’’کافر کش‘‘ رکھا گیا ہے۔ کوئی دم نہیں ہے۔

بہر حال میں نہیں جانتا کہ ان کا مجھے دھمکانا ڈرانا کیا معنی رکھتا ہے۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ یوں تو شاید میں اس خط کو شائع نہ بھی کرتا۔ مگر ان کے اس دھمکانے اور ڈرانے نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اس کو ضرور شائع کروں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ میرا ضمیر کہتا ہے کہ اگر میں کلمہ حق کو اس خوف سے چھپاتا ہوں کہ اس کے اظہار سے مجھے کوئی ذاتی نقصان پہنچے گا تو میرا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تو گناہ گار

ہے۔لیکن اگر اس کو کوئی ڈرائے کہ اگر تو نماز پڑھے گا تو تجھ کو یہ نقصان ہوگا اور اس ڈر سے وہ تارک الصلوٰۃ ہو جائے، تو وہ شخص کافر ہے۔

اسی طرح جو چند تفہیمات مرزائیہ کہ اس رسالہ دافع البلاء سے مجھ کو خلاف اسلام معلوم ہوئیں اور میں نے ان کو بموجب حکم خدا اور رسول کفر وشرک سمجھا۔ مگر علانیہ ان کا اظہار نہیں کیا تو میں ایک حد تک گناہ گار تھا۔ لیکن جب مجھ کو یہ دھمکی دے کر ڈرایا گیا کہ اگر میں کلمۃ الحق کا اعلان کروں گا تو مجھ کو اس سے نقصان پہنچے گا۔ تو اب میرا دھمکی کی وجہ سے اعلان قال اللہ وقال الرسول سے باز رہنا اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے، جس کو کفر کہتے ہیں۔ پس اے میرے مرزائی دوستو! آپ مجھے معاف فرمائیں کہ میں اس خط کو شائع کرتا ہوں اور صرف اس نیت سے کہ میں اپنے اللہ اور اپنے نبی ﷺ کے سامنے ان سے منکر قرار نہ دیا جاؤں۔ نہ اس غرض سے کہ آپ کے نبی اور آپ کے ابن اللہ وغیرہ کو نیچا دکھاؤں اور اس طرح سے ناموری حاصل کروں۔ ’’واللّٰہ یعلم ما فی الصدور، وانما الاعمال بالنیات‘‘

مرزا قادیانی نے اپنے کل دعاوی کی تصدیق اس رسالہ میں اس بات پر رکھی ہے کہ ’’قادیان میں کبھی طاعون نہیں آئے گا اور جو میرا معتقد ہوگا، وہ کبھی اس مرض سے نہیں مرے گا۔‘‘ چونکہ اب قادیان میں طاعون آ گیا ہے اور خاص قادیان اور دیگر مقامات میں بہتیرے مرزائی طاعون سے مر چکے ہیں۔ جن کی فہرست اس خط کے ساتھ شامل ہے۔ میرے مرزائی دوست خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا قادیانی اب کہاں تک سچے رہے؟ اور جو سچا نہیں ہے کاذب ہے، اس کی نسبت قرآن کیا کہتا ہے؟

اے میرے مرزائی دوستو! ممکن ہے کہ آپ کا مجھے ڈرانا اور دھمکانہ حق دوستی ادا کرنے کے ارادہ سے ہو۔ کیونکہ تم خود کسی دھوکہ میں آ کر ڈر گئے ہو اور اسی طرح مجھے بھی ڈراتے ہو۔ تو میں بھی حق دوستی ادا کرنے کی نیت سے اور آپ کو صراط مستقیم پر لانے کی غرض سے اور اس جھوٹے ڈر سے نکالنے کے واسطے خالصۃ للہ عرض کرتا ہوں کہ اے میرے مکرم دوستو! مرزا قادیانی کی تحریرات اور خصوصاً یہ رسالہ جو میں نے غور سے پڑھا ہے، بتلاتا ہے کہ وہ نفس امارہ کے مطیع ہو کر اپنی بڑائی اور خودستائی کی دھن میں اس درجہ محو ہیں کہ ’’ابیٰ واستکبر‘‘ کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ ان کی تحریرات کو کوئی وقعت نہ دیں، چہ جائیکہ معتقدات میں شامل کر لیں۔

اے میرے مرزائی دوستو! میں نے اس خیال سے کہ ’’العاقل تکفیہ الاشارۃ‘‘ دو چار موٹی موٹی باتیں اس رسالہ میں سے مخلصانہ طریق سے آپ کے گوش گزار کر دی ہیں۔ ورنہ

اگر آپ اس رسالہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کریں تو یقین مانئے کہ مرزا قادیانی کا کوئی قول بھی اس قابل نہ پائیں گے کہ کوئی سلیم العقل اس کو تسلیم کرے۔ کوئی سلیم العقل انسان جس مذہب میں ہو، اس کو اس طرح خراب نہیں کرتا جس طرح قرآن کریم کو اور حدیث رسول اللہ کو یعنی اسلام کو مرزا قادیانی نے اس رسالہ میں خراب کیا ہے اور اب تو جو معیار انہوں نے اپنی سچائی پرکھنے کی اس رسالہ میں خود قرار دی تھی۔ اس کے بموجب وہ کاذب ثابت ہوگئے ہیں۔ اب تو آپ مرزائی معتقدات سے باز آئیں اور......

اول...... اللہ تعالیٰ کو انہی صفات کے ساتھ وحدہ لاشریک لہ مانیں جو قرآن پاک سکھاتا ہے۔

دوم...... قرآن مجید کو کلام اللہ مان کر اس امر کا یقین اپنے دل میں بطور ایمان کے رکھیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔

سوم...... اور چونکہ وہ نبی پاک دین کی کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ کے نہیں کہتا تھا۔ ''ان ھو الا وحی یوحی (النجم:٤)'' ﴿بلکہ یہ وہ وحی ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔﴾ پس یہ بھی ایمان لائیں کہ اس نبی کا یہ فرمانا ''لانبی بعدی'' برحق ہے۔

چہارم...... تصدیق قلب کے ساتھ کہو کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں ابن اللہ ہوں تو وہ کفر کہتا ہے۔

پنجم...... اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں تو سچے دل سے پکار کے کہہ دو کہ ایسا دعویٰ کرنے والا کاذب ہے۔ کیونکہ خاتم النّبیین کے اس قول کے بعد کہ ''لانبی بعدی'' کسی کا دعویٰ نبوت کرنا قرآن کریم اور نبی کریم کو جھٹلانا ہے۔

ششم...... جو شخص اہل بیت نبی کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے، ضلالت میں ہے۔

ہفتم...... اگر یہ دعویٰ برابری اور برتری کسی بغض اور نفسانیت کی وجہ سے ہے، تو وہ شخص جہنمی ہے۔ میرے اس قول کی تائید میں آپ کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی میرے اس خط میں مل جائیں گی۔ جو ایک مسلمان کو اطمینان قلب کے واسطے کافی اور وافی ہے۔

اے میرے پیارے دوستو! خدارا مجھ سے ناراض نہ ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ میں آپ کے مرزا قادیانی کو خدانخواستہ برا کہتا ہوں۔ میرا یہ ارادہ مطلق نہیں ہے۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ جو تعلیم یہ رسالہ دافع البلاء دیتا ہے، ضلالت ہے۔ جو شخص یہ تعلیم دیتا ہے، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر مسلمانی کا دعویٰ کرتا ہے تو سلیم العقل معلوم نہیں ہوتا اور جو شخص اس تعلیم کو اپنے معتقدات میں داخل کرے گا، خسر الدنیا والآخرۃ ہوگا۔

رباعی

کلام لغو میگوید وہم میخواند الہامش
ہم ابن اللہ شد است وہم رہ حق مینہد نامش
خودش گمرہ شد است وخلق راہم میکند گمراہ
کسے کو پیروش باشد نہ بینم نیک انجامش

والسلام علی من اتبع الھدیٰ!

خاکسار، واحد علی! ملتان، ۲۵؍جولائی ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد!

مخدوم ومکرم بندہ[۱]**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ مع ایک رسالہ موسومہ ’’دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفا‘‘ طبعزاد جناب مرزا غلام احمد قادیانی شرف صدور لاکر موجب افتخار ہوا۔ اس یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر اس رسالہ کے بھیجنے کا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ میرے سچے دوست ہیں۔ کیونکہ سچا دوست وہی ہے جو دکھ اور مصیبت کے وقت اپنے دوست کے کام آئے۔ آج کل جو مصیبت طاعون کی پنجاب میں آئی ہوئی ہے۔ فی الواقع بڑی مصیبت ہے۔ آپ کو جو تدبیر اس مصیبت سے بچنے کی ہاتھ آئی، اس سے آپ نے مجھے بھی مطلع فرمایا اور حق دوستی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

چونکہ آپ نے ایما، فرمایا ہے کہ میں اپنی رائے اس علاج کی نسبت جو مرزا قادیانی نے تجویز فرمایا ہے، ظاہر کروں۔ میں یہ عریضہ اس رسالہ کے متعلق لکھتا ہوں۔ لیکن پیش ازاں کہ میں ایک حرف بھی حوالہ قلم کروں، یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر اس خط میں کوئی بات جناب کی رائے کے برخلاف ہو تو وہ میرے اور آپ کے ذاتی تعلقات میں کسی ادنیٰ حد تک بھی فرق ڈالنے کا موجب قرار نہ دے دی جائے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مرزا قادیانی کے معتقدین میں سے ہیں۔ گو یہ معلوم نہیں کہ کس درجہ تک، مگر ہیں ضرور۔

۱؎ یہاں اس دوست کا نام تھا۔ جن کو یہ خط لکھا گیا۔ لیکن چونکہ وہ اس کا شائع ہونا نہیں چاہتے۔ ہم ان کا نام بھی ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اسی طرح تمام خط میں جہاں ان کا نام تھا۔ اس کی بجائے ** لکھ دیا ہے۔

پس اگر کوئی بات مرزا قادیانی کے خیالات یا منقولات کے برخلاف ہو تو خدارا مجھے معاف کرنا۔ میں آپ کا دیرینہ خادم ہوں۔ میں آپ کی عنایات کا بہت ہی ممنون اور مرہون ہوں اور آپ کی توجہات کی بہت ہی قدر کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی ایک بزرگ آدمی ہیں۔ نہ میری یہ مجال ہے کہ میں ان کی جناب میں کوئی گستاخانہ لفظ اپنے منہ سے یا قلم سے نکالوں۔ نہ میری یہ لیاقت ہے کہ ان کے کہے پر کوئی اعتراض کروں۔ نہ میرا یہ مدعا ہے کہ اس رسالہ پر نکتہ چینی کر کے مرزا قادیانی سے یا ان کے کسی حواری سے یا آپ سے یا آپ کے کسی ہم خیال صاحب سے کوئی مناظرہ قائم کروں۔ پس مہربانی فرما کر میرے اس خط کو ان تحریرات میں سے قرار نہ دیجئے گا جو مرزا قادیانی کے برخلاف لکھی جاتی ہیں۔

میں بلالحاظ ذاتیات اپنی رائے اس رسالہ کی نسبت اور اس علاج کی نسبت جو اس میں بتایا گیا ہے، عرض کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری تحریر مخلصانہ اور بے ریا سمجھی جائے گی۔ بلکہ اس تحریر کی ضرورت بھی نہ ہوتی مگر چونکہ مرزا قادیانی قرآن کو منزل من اللہ اور حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو پیغمبر برحق مانتے ہیں اور میں بھی مسلمان ہوں۔ ہمدردی اور دفع المغالطہ کے طور پر اس کا لکھنا ضروری سمجھا اگر کوئی غیر شخص یعنی جو کہ قائل قرآن نہ ہو یا پیغمبر ﷺ کا ماننے والا نہ ہو۔ وہ ایسی بات کہے تو اس کی کوئی شکایت نہیں۔ ایک غلام احمد سے ایسی باتیں سن کر صبر نہیں رہتا۔ خاص کر اس حالت میں جبکہ آپ کی طرف سے بھی اظہار رائے کی اجازت ہو چکی ہے۔

مرزا کے مجوزہ علاج طاعون پر ایک مختصر رائے

**صاحب میں نے اس رسالہ کو پڑھا اور جو علاج کہ طاعون سے بچنے کا اس میں لکھا ہے۔ وہ بعینہ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی شخص کو جو دھوپ میں کھڑا ہے، یہ کہا جائے کہ جناب تنور میں تشریف لے جایئے۔ دھوپ سے بچ جاؤ گے اور گرمی سے نجات پاؤ گے اور یہ رائے میں نے ان وجوہات سے قائم کی ہے۔

اوّل...... یہ کہ میں اس بات کا قائل نہیں کہ طاعون کی وبا اس ملک میں ہماری بداعمالیوں کی سزا کے طور پر آئی ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ رحمت للعالمین ہیں۔ اس رحمت للعالمین کے ظہور کی برکت سے ایسی سب سزائیں بنی آدم پر اس دنیا میں آنی بند کر دی گئی ہیں اور انسان کی بد اعمالیوں کی سزا یوم الآخر پر موقوف رکھی گئی ہے۔ ’’کما قال اللہ تعالیٰ فی کتاب الکریم وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (الانفال:۳۳)‘‘ ﴿اور (اے پیغمبر) خدا ایسا (بے مروت) نہیں ہے کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو اور وہ (تمہارے رہتے) ان کو عذاب دے۔﴾

ہیضہ، طاعون یا آفات سماوی حسب اقتضائے قانون طبعی جس کو شرعی اصطلاح میں عادت اللہ کہتے ہیں۔ دنیا میں آتی رہتی ہیں اور اسی قانون قدرت کے موافق ان کا مداوا بھی ہوتا رہتا ہے۔

دوم...... اگر ان آفات کا آنا ہماری بداعمالیوں ہی کی سزا ہے تو بھی اس کا علاج وہی معقول معلوم ہوتا ہے جو غریب انجمن حمایت اسلام لاہور نے اور کل اہل اسلام نے تجویز کیا ہے کہ ہم نہایت عجز وشرمساری کے ساتھ اس رب العزت کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور سچے دل سے توبہ کریں اور معافی مانگیں۔ نہ یہ کہ توحید ہی سے انکار کریں، رسالت کے منکر ہو جائیں اور بزرگان دین کی تحقیر اور توہین کریں جو یہ رسالہ بتاتا ہے۔

**صاحب آپ جانتے ہیں کہ میں موحد ہوں۔ یعنی سیدھا سادہ مسلمان۔ میرے معتقدات میں شرک فی الوحدت اور شرک فی النبوت یکساں ہیں۔ یعنی جس طرح میں اللہ کی ذات میں اس کی صفات میں اور اس کی عبادات میں کسی کو شریک کرنا کفر سمجھتا ہوں۔ اسی طرح اپنے پیارے نبی ﷺ کے برابر کسی کو سمجھنا کفر جانتا ہوں اور کلمہ توحید کے منافی سمجھتا ہوں۔

بھائی جان! برا نہ ماننا، فرط اعتقاد انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ آپ نے تو غالباً مرزا قادیانی کی کل تصانیف پڑھی ہوں گی۔ میں نے اس سے پہلے مرزا قادیانی کی چند تصانیف پڑھی ہیں۔ ان میں جو کچھ مجھ کو خلاف اسلام یا خلاف معقول معلوم ہوا ہے، اس کا کیا ذکر کرنا۔ اسی رسالہ سے جو آپ نے عنایت فرمایا ہے، مجھے مرزا کا شرک فی الوحدت اور شرک فی النبوت بلکہ اشتراک فی النبوت میں مبتلا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پس میرے خیال میں جو شخص بموجب معتقدات اسلام خود کفر اور شرک کے درجہ تک پہنچ چکا ہو۔ اس پر ایمان لانا طاعون سے بچنے کا ذریعہ ہونے کے بجائے سیدھا دوزخ میں جانے کا باعث ہے اور اسی واسطے میں نے عرض کیا ہے کہ جو علاج اس رسالہ میں بتلایا گیا ہے۔ وہ اس قسم کا ہے کہ دھوپ سے بچنے کے واسطے تنور میں پناہ لی جائے۔

مرزا قادیانی کا شرک فی الوحدت میں مبتلا ہونا

دیکھئے، مرزا قادیانی کے الہام کے الفاظ یہ ہیں۔

’’انت منی بمنزلة اولادی، انت منی وانا منك ‘‘(دافع البلاء ص۶،۷، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)اس سے اگر مرزا قادیانی کی مراد یہ ہے کہ ہر ایک چیز خدا کی بنائی ہوئی ہے اور اسی کی ہے:’’کماقال اللہ تعالیٰ فی کتابه ولله ما فی السموات وما فی الارض (نسا:۱۳۱) ‘‘﴿اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے، سب اللہ کا ہے۔﴾ یا یہ کہ

تمام مخلوق اس کی ذات کا اور اس کی ہستی کا ثبوت ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ ان فی ذلك لایات لقوم یتفکرون (النحل:٦٩)'' ﴿بیشک غور کرنے والوں کے لئے اس میں عین (قدرت خدا کی بڑی) نشانی ہے۔﴾ تو اس میں اللہ کی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق بھی شامل ہے۔ مرزا قادیانی کی کوئی تخصیص نہیں:

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتر یست معرفت کردگار

مگر نہیں، مطلب سعدی دیگر ست۔ مرزا قادیانی۔ ''انت منی بمنزلة اولادی'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) سے ابن اللہ بننا چاہتے ہیں۔ بننا کیا چاہتے ہیں، بن چکے ہیں۔ اب تو منوانا چاہتے ہیں اور بایں ادّعا کہ ان کے اس قول پر ایمان لانے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ پھر تماشہ یہ ہے کہ ابن اللہ بھی بن کر صبر نہیں آیا۔ آگے فرمایا ہے ''انت منی وانامنك'' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) تو مجھ میں سے اور میں تجھ میں سے۔

مرزا قادیانی خدا سے یا انہی کے الفاظ میں خدا میں سے ہو سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ مرزا قادیانی میں سے کیونکر ہو سکتا ہے؟ جب ان کا خدا میں سے ہونا بقول ان کے ''بمنزلة اولادی'' یعنی ابن اللہ ہوا تو لامحالہ ''انامنك'' کے معنی ہوں گے ''ابواللہ'' جو صریحاً ''لم یلد ولم یولد'' کے منافی ہے اور یہ ان کو بھی کھٹکی ہے۔ چنانچہ اس کفر صریح سے بچنے کے واسطے (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) کے حاشیہ میں انہوں نے ''الغریق یتبشث بالحشیش'' (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا)

بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں۔ کبھی اس کا نام مجاز رکھا ہے۔ کبھی استعارہ۔ کبھی متشابہات مگر:

مے تراود زسخن آنچہ درآوندل است

اپنے خیال کو چھپا نہیں سکے اور فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے۔** یہ فقرہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

اوّل تو دیکھئے یہ کیسی ظلم کی بات ہے کہ اپنے کلام کو خدا کا کلام کہنا۔ پھر نعوذ باللہ من ہذہ الکلمات والاعتقادات۔ ابن اللہ و ابواللہ ہونے کا دعویٰ کرنا۔ پھر اس سے شرمانا اور پھر اس

شرم سے ہٹی ہوتی دیکھ کر اس پر صرف ایمان لانے کی تاکید کرنا اور اس کی کیفیت اور حقیقت کو حوالہ بخدا کرنا:

آہوز تو آموخت بہ ہنگام دویدن
رم کردن واستادن ودیدن

معتقدات اسلام میں اگر کسی بات کی حقیقت اور کیفیت میں بحث اور غور کرنے کی ممانعت ہے تو وہ صرف ایک ذات باری ہے۔ کیونکہ ذات باری کی کیفیت اور حقیقت کو سمجھنا حواس انسانی کے ادراک سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہستی پر ایمان لانا کہ وہ ہے اور ایک ہے، مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے۔ ماہیت ذات باری معلوم کرنے کی اور اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میرے ابن اللہ اور ابواللہ ہونے پر ایمان لاؤ اور یہ ایمان لانا ہی نجات کے لئے کافی ہے۔

اس کی کیفیت اور حقیقت مت پوچھو اور اس پر غور نہ کرو۔ گویا ذات باری کی حقیقت اور مرزا قادیانی کی ابنیت اور ابویت باللہ ایک رتبہ رکھتی ہیں۔ ان میں غور وفکر کرنا ممنوع ہے اور اس کا ادراک قوائے بشری سے باہر ہے۔ اگر آپ فرمائیں کہ نہیں ''انت منی '' کے معنی ایسی اولاد نہیں جیسے ہماری تمہاری ہے۔ مجاز أمراد ہے'' بمنزلة اولادی ''یوں ہی سہی، پر'' انا منك '' کے کیا معنی ہوں گے؟'' بمنزله اولادك''

تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرزا قادیانی خدا کے مجازی بیٹے ہیں۔ اسی طرح نعوذ باللہ خداوند عالم وعالمیاں مرزا قادیانی کا مجازی بیٹا ہے۔

سب سے اچھی اور بچاؤ کی تاویل اس الہام کی یہ ہوسکتی ہے کہ مرزا قادیانی کا اس سے مطلب یہ ہے کہ:

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

مگر اس سے بھی'' انت منی بمنزلة اولادی ''(دافع البلاء ص۶ خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) تو شاید ثابت ہو جائے گا۔ مگر'' انا منك بمنزلة اولادك '' ثابت کیونکر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ خدا تعالیٰ خالق کل ہونے کی وجہ سے مجازاً باپ کہا جاسکتا ہے اور کل مخلوق عیال اللہ ہے۔ مگر وہ جو اس کل مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اپنی مخلوق کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔

یا یہ کہ مرزا قادیانی کا مطلب اس سے ہمہ اوست ہو مگر اس خیال کو تو بھنگیڑ خانوں کے بیٹھنے والے ورق الخیال کی دھن میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے:

ہے محمد حق سے آگے اور میں اس سے پرے
ہاتھ لا استاد! کیوں، کیسی کہی؟

دوسرا ہانک لگاتا ہے:

محمدؐ کی گر بادشاہی نہ ہوتی
جہاں میں خدا کی خدائی نہ ہوتی

تیسرا کہتا ہے:

میاں جی کی تو تو وہیں میں کو چھوڑو
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ایک کہتا ہے:

یہ طوطی و مینا کی اچھی سنائی
جدھر دیکھتا ہوں ادھر میں ہی میں ہوں

پھران میں اور مرزا قادیانی کے الہام میں کیا فرق ہوا؟ اگر کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ ان بھنگڑ جہلاء کی کوئی بات نہیں سنتا اور مرزا قادیانی کے فرمان کو ماوشما حرف شناس واجب الاذعان سمجھ کرٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

ان تاویلوں کو چھوڑ چھاڑ کر میں تو صریح الفاظ کے صاف معنی لیتا ہوں ''انت منی بمنزلة اولادی ''تو مجھ سے ہے یعنی جیسا باپ میں سے بیٹا ہوا کرتا ہے۔''انت منی ''تو مجھ سے ہے''وانا منك ''اور میں تجھ سے ہوں۔ بالفاظ دیگر تو میرا بیٹا اور میں تیرا بیٹا۔ میں تیرا باپ اور تو میرا باپ، اور یہ آیت قرآن مجید یعنی''لم یلد ولم یولد ''﴿نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا﴾ کے برخلاف ہے اور''ماتخذ صاحبة ولاولد ''﴿اس نے نہ تو کسی کو اپنی جورو بنایا اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی (سورہ جن:۳)﴾

بھائی جان! مثل مشہور ہے کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو ان کے حواریوں نے فرط محبت یا عقیدت میں ابن اللہ کہا تھا اور رفتہ رفتہ اللہ ہی بنالیا۔ خود عیسیٰ علیہ السلام نے جیسا کہ''أنت قلت للناس (المائدہ:۱۱۶)'' سے ثابت ہے کبھی ابن اللہ یا اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لیکن مرزا قادیانی ماشاءاللہ اپنے منہ سے ابن اللہ بلکہ خالق اللہ یا ابواللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پر صرف ایمان لاؤ۔ میرے ابن اللہ اور ابواللہ ہونے کی حقیقت کی تحقیق نہ کرو۔

بھائی صاحب! میں تو یہ ایمان کبھی نہیں لاسکتا اور نہ صرف اس ایمان کی حقیقت کو حوالہ بخدا کرتا ہوں جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا ہے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کو بنفس نفیس حوالہ بخدا کرتا ہوں ''ومن یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہ '' ﴿جس کو خدا گمراہ کرے تو پھر کوئی بھی اس کا راہ دکھانے والا نہیں۔﴾ اور دعا کرتا ہوں کہ ''ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃ، انك انت الوھاب (آل عمران:۷) '' ﴿اے ہمارے پروردگار! ہمکو راہ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت (کا خلعت) عطا فرما، کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔﴾

''انت منی وانا منك '' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) کا خیال مرزا قادیانی کو غالباً اس حدیث شریف سے پیدا ہوا ہے۔ ''علی منی وانا منہ ''یعنی رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ علی مجھ میں سے ہے اور میں اس میں سے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ باعتبار شرافت و نجابت جو انسان کا جوہر ذاتی ہے۔ علیؓ اور میں ایک ہیں۔ ''انا وعلی من نور واحد '' جو میرا جسم و جان گوشت و پوست ہے، وہی علیؓ کا ہے ''لحمك لحمی ودمك دمی '' ایک دادا کے دو نوں پوتے چچیرے بھائی ایک نہ ہوں تو دو کس طرح ہو سکتے ہیں؟ تو کیا مرزا قادیانی کا گوشت و پوست اور جسم و جان بھی ایسی ہے جیسے خدا کی؟ یا نعوذ باللہ مرزا قادیانی اللہ کو اپنی طرح مضغہ گوشت موجود فی الخارج جانتے ہیں اور خداوند عالم کے چچیرے بھائی بھی ہیں۔ یہ کیا خرافات ہے؟

پھر ابن اللہ و ابو اللہ کی تاویل کرتے کرتے دیکھئے جناب کہاں سے کہاں جا پڑے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ ''میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے ''قل انما بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد والخیر کلہ فی القرآن '' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷ حاشیہ) والخیر کلہ فی القرآن۔ مرزا قادیانی کے الفاظ میں، باقی آخیر حصہ ہے۔ سورۃ الکھف کا اور اس کے معنی کہ ''اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میں بھی تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں (مجھ میں تم میں صرف اتنا فرق ہے کہ) میرے پاس (خدا کی طرف سے) وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی اکیلا) ایک معبود ہے۔''

کجا بود مرکب کجا تاختم۔ قطع نظر اس بے ربطی سے مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن مجید کیا ہے؟ میاں نظیر اکبر آبادی کا کوڑی نامہ ہے کہ لونڈوں نے اپنی ضرورت کے موافق جس طرح چاہا ادل بدل کر کے بیت بازی کر لی۔

**بچپنے میں ایک کہانی سنی تھی کہ کسی بستی میں ایک ملا تھا اور تین اس بستی کے نمبردار تھے۔ایک کا نام ابراہیم تھا اور دوسرے کا موسیٰ اور تیسرے کا عیسیٰ ایک دن نماز فجر میں اس ملاّ نے سورۃ الاعلیٰ پڑھی اور جیسا کہ اس سورۃ کے کے اخیر میں ہے ”ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسیٰ (الاعلیٰ:۱۸،۱۹)“ ﴿یہی بات تو اگلے صحیفوں (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (بھی) ہے۔﴾ پر قرأت کو ختم کیا۔

اتفاق سے میاں عیسیٰ بھی اس دن نماز میں شامل تھے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے ساتھ اپنا نام نہ سن کر بہت بھنّائے۔ جوں توں بقیہ نماز بھگتا، کچھ بڑبڑاتے ہوئے مکان پر آئے۔ فوراً ملاّ جی کو طلب کیا اور فرمایا، کیوں ملا جی! آپ کی کچھ شامتیں تو نہیں آئیں؟ ملاّ گھبرایا کہ یہ بات ہی کیا ہے؟ پوچھا تو نمبردار صاحب نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ٹکڑے لگے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں اس گاؤں میں ایک ثلث کا مالک ہوں۔ تم نے آج صبح کی نماز میں دو نمبرداروں کا تو نام لیا اور میرا نام نہیں لیا۔ اگر روٹیاں کھانی منظور ہیں تو ہمارا نام بھی ان دونوں کے نام کے ساتھ لیا کرو۔ نہیں تو بوریا بدھنا باندھو اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔ ملاّ نے کہا جناب سہو ہوگیا۔

معاف فرمائیے اور مغرب کے وقت ضرور تشریف لائیے۔ مغرب کی نماز میں ملاّ جی نے پھر وہی صورت پڑھی اور ابراہیم و موسیٰ کے آگے عیسیٰ کا نام بڑھا کر قرأت کو اس طرح ختم کیا ”ان هذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراهیم وموسیٰ و عیسیٰ“ یہ کہانی سن کر بھائی جان یقین ماننا بڑا ہی استعجاب ہوتا تھا کہ یہ ملاّ نے بڑے بے ڈھب ہوتے ہیں کہ روٹیوں کی خاطر قرآن مجید میں بھی تصرف کر لیتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ غریب ملاّ ہی نہیں بڑے بڑے عالم فاضل جاگیردار بھی خود کو چرخ چہارم پر چڑھانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الہاموں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ان کا روزمرہ ہے۔ قرآن مجید میں تحریف اور تصریف کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جتنے الہام اس رسالہ میں لکھے ہیں۔ سب اسی قسم کے ہیں۔ بخوف طوالت صرف دو چار عرض کرتا ہوں۔

۱...... ”ان الله لا یغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انه اوی القریة“

(دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵)

(جو نعمت کسی قسم کو خدا کی طرف سے حاصل ہو جب تک وہ قوم اپنی صلاحیت کو نہ بدلے خدا اس نعمت میں کسی طرح کا تغیر وتبدل نہیں کرتا۔ (الرعد:۱۱))

۲...... ’’ماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم انہ اوی القریۃ‘‘

(دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۲۶)

’’اور (اے پیغمبر) خدا ایسا (بے مروت) نہیں ہے کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو اور وہ (تمہارے رہتے ان کو عذاب دے۔‘‘ (سورۃ الانفال:۳۳)

۳...... ’’عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا***‘‘

(دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)

’’عجب نہیں کہ (اس نماز تہجد کی برکت سے جس کا ذکر اس آیت میں ہے) تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) تم کو مقام محمود پر پہنچائے۔‘‘ (سورۃ بنی اسرائیل:۷۹)

۴...... ’’قل انما انابشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد والخیر کلہ فی القران‘‘ (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)

’’(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ میں (بھی) تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں (مجھ میں تم میں صرف اتنا فرق ہے کہ) میرے پاس (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی اکیلا) ایک معبود ہے۔‘‘ (سورۃ الکہف:۱۱۰)

بھائی جان! سوائے ان الفاظ کے جن کے اوپر میں نے لکیر دے دی ہے۔ باقی سب آیات قرآنی ہیں۔ مرزا قادیانی نے وہ الفاظ جن پر لکیر ہے، اپنی طرف سے زائد کر کے ان کل آیات کو نیا وحی قرار دیا ہے۔ یہ قرآن مجید میں تحریف اور تصریف نہیں تو اور کیا ہے؟

’’وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللّٰہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون‘‘ ’’ان میں کچھ لوگ ایسے بھی گزرے ہیں کہ کلام خدا سنتے تھے اور اس کے سمجھے پیچھے دیدہ ودانستہ اس کو کچھ کا کچھ کر دیتے تھے۔‘‘ (سورۃ البقرہ:۷۵)

’’فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللّٰہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا، فویل لھم ماکتبت ایدیھم وویل لھم ممایکسبون‘‘

’’پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھیں (پھر لوگوں سے) یوں کہیں کہ خدا کے ہاں سے (اتری) ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تھوڑے سے دام (یعنی دنیاوی فائدے) حاصل کریں۔ پس افسوس ہے ان پر کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں لکھا اور (پھر) افسوس ہے ان پر کہ انہوں نے ایسی کمائی کی۔‘‘ (سورۃ البقرۃ:۷۹)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس جسارت کے ساتھ تصرف کرنا جیسا کہ ان الہاموں سے ظاہر ہے، جو اس رسالہ میں درج ہیں اور آیات قرآنی میں ایک آدھ لفظ گھٹا بڑھا کر نئی وحی قرار دینا اور یہ کہنا کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ خود لکھنا اور اس کو اللہ کا کلام بتلانا۔ ''لم یلد ولم یولد'' کے برخلاف ابن اللہ وابواللہ بن جانا۔ بھائی جان خدا جانے آپ اس کو کیا خیال فرماتے ہیں۔ میں اس کو صریح شرک فی الوحدت اور کفر جانتا ہوں۔

''نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا''

مرزاغلام احمد قادیانی کا شرک فی النبوت میں مبتلا ہونا

مرزا قادیانی کا شرک فی التوحید میں مبتلا ہونا تو میں عرض کر چکا۔ ان کا شرک فی النبوت میں مبتلا ہونا مجھے ان کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے۔

''حقیقی منجی، ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔''
(دافع البلاء ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۱۹،۲۲۰)

''یہ شفیع آنحضرتﷺ سے جدا نہیں، بلکہ اس کی شفاعت آنحضرتﷺ کی شفاعت ہے۔''
(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

''سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کا اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہیں کیا۔'' (ایضاً)

''میں خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء ہوں۔'' (دافع البلاء ص۲۱، خزائن ج۱۸ ص۲۴۱)

اول تو نبوت کا دعویٰ کرنا پھر آنحضرتﷺ کا نام مبارک لے کر یہ کہنا کہ وہ اب پھر آیا۔ پھر یہ کہنا کہ سچا شفیع میں ہوں۔ بروز کے طور پر آیا ہوں۔ اس کا سایہ ہوں۔ اس کا ظل ہوں۔ اس کی شفاعت اور میری شفاعت ایک ہی ہیں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں اور خاتم الاولیاء ہوں۔ اس زمانہ کے اندھوں نے مجھے قبول نہیں کیا۔ صاف ضلالت ہے اور شرک فی النبوت۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ''ماکان محمد اباأحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)'' یعنی حضرت محمدﷺ رسول اللہ اور خاتم النّبیین ہیں اور ان کے بعد میں کسی کو رسول یا نبی کر کے دنیا میں نہیں بھیجوں گا اور خود محمد مصطفیﷺ نے فرمایا کہ ''لا نبی بعدی'' یعنی میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرزا قادیانی نے اسی رسالہ میں اس کے برخلاف بیسیوں جگہ فرمایا ہے کہ میں نبی ہوں۔ رسول ہوں۔

فرستادہ ہوں۔خاتم الانبیاء ہوں اور خاتم الاولیاء ہوں۔

بھائی جان! آپ کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی پہلے پہلے ابن مریم کے مثیل بنے تھے اور اپنا نام مثیل مسیح رکھا تھا۔اب اس رسالہ میں پکار پکار کے فرماتے ہیں کہ میں مسیح ابن مریم سے تقرب الی اللہ میں اعلیٰ اور ارفع ہوں۔اس وقت تک جیسا کہ اس رسالہ کے (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) میں درج ہے، مرزا قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد کہتے ہیں اور اس کا ظل اور بروز اور سایہ بنتے ہیں۔لیکن اگر علو مدارج کی یہی رفتار ہے تو آپ کوئی دن میں دیکھ لیں گے کہ احمد کی غلامی سے بھی آزاد ہو جائیں گے اور اس کے سایہ سے بھاگیں گے۔اس وقت یہ الہام ہوگا۔

''ماکان محمدابااحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین کمثلك''اور اس وقت صاف الفاظ میں یہ نہیں کیا گیا۔

کہ محمد جزایں نیست کہ یکے ہمچو من است

مگر خود کو رسول کہہ کر اور نبی ہونے کا دعویٰ کر کے خدا تعالیٰ کے اس قول کو کہ''ولکن الرسول اللّٰہ وخاتم النّبیین''اور رسول کریم کے اس فرمان کو کہ''لا نبی بعدی''تو نعوذ باللہ غلط بنادیا ہے۔

وہ کون مسلمان ہے جو یہ نہیں مانتا کہ محمد رسول اللہ کافہ انام کے لئے پیغمبر تھے، نہ صرف عرب کے لئے اور نہ کسی خاص قوم کے لئے''ولاشك انه مبعوث الی الابیض والا سود والا حمروالاسود''یعنی''الی کافة الناس الی یوم الدین''اور آپ نے مشیت ایزدی یا منشائے ربی کو اور اس تعلق کو جو کافہ انام کا اپنے خالق کے ساتھ ہونا چاہئے، نہایت اکمل اور اعلیٰ درجہ تک پورا کردیا۔

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:٤)''﴿اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر چکے اور ہم نے تم کو اپنا احسان پورا کردیا اور تمہارے لئے (اسی) دین اسلام کو پسند کیا۔﴾

پس وہ کون سی کمی ہے جس کے پورا کرنے کے واسطے اب کسی نبی کی ضرورت ہے اور چونکہ کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔اسی واسطے اس نبی حجازی کو خاتم النّبیین کا خطاب دیا گیا۔ان صریح شہادتوں کے ہوتے اب کسی شخص کا دعویٰ نبوت صاف کذب نہیں تو اور کیا ہے؟

اب بھائی جان! آپ کو اختیار ہے چاہے مرزا قادیانی کو نبی مانو یا''ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین''کو صحیح مانو۔میں تو نص صریح کے برخلاف ایمان نہیں لاسکتا۔

انی تبرات من هذه الاعتقاد وما توفیقی الا باللّٰه

آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس دلیل سے ہیچ اور پوچ کہا جاتا ہے کہ شریعت موسوی کے تابع تھے۔ (دافع البلاء ص ٹائٹل بار۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۹ حاشیہ) امید ہے کہ کل اس نبی حجازی کو جس کا آج بروزظل اور سایہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس دلیل پر کہ وہ ملت ابراہیم کا پیرو تھا۔ یہ خطاب اورانعام دیا جائے گا۔

آج بڑی مہربانی ہے جو یہ کہا گیا ہے کہ ’’قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا۔‘‘

(دافع البلاء ص ٹائٹل بار۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

کل آپ دیکھ لیں گے۔ اس سے صاف گریز ہوگا۔ کیونکہ یہ محض تمہید ہے، اظہار مطلب کی۔ اصل مطلب یہ ہے جو حضور عالی نے ’’آیا تھا‘‘ سے آگے ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ’’اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر‘‘ (ایضاً)

بالفاظ دیگر اس نبی حجازی کو تمام دنیا اور تمام زمانوں کے واسطے نجات کا پھل کھلانے والا صرف اس غرض سے کہا گیا ہے کہ وہ میں ہوں اور یہ اسی رسالہ میں بتغیر الفاظ بیسیوں جگہ کہا گیا ہے۔

پس حضرت، یقین مانئے کہ مثیل، ظل اور بروز سب لفّاظیاں ہیں۔ مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ میں بعض نبیوں سے اچھا ہوں اور محمد رسول ﷺ کے برابر ہوں۔ جو میری دانست میں صریح شرک فی النبوت ہے، بلکہ صرف وحی آنے کا ادّعا۔

’’ولكن رسول الله وخاتم النّبيين‘‘ کو غلط کہنا جو شرک فی النبوت اور کفر ہے۔

مرزا قادیانی بزرگان دین کی تحقیر بڑی جرأت سے کرتے ہیں

بموجب فرمان واجب الاذعان حضرت رسول کریم ﷺ خدا ورسول سے اتر کر جن چیزوں کی سب سے زیادہ تعظیم وتکریم ہم اہل اسلام پر فرض ہے وہ دو ہیں۔ ایک قرآن مجید اور دوسرا اہل بیت رسول اللہ ﷺ۔ سو مرزا قادیانی نے کتاب اللہ کے ساتھ تو جو کچھ سلوک کیا ہے۔ اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اب دیکھئے کہ آل رسول اللہ ﷺ کی شان میں کیا کیا درفشانیاں فرمائی ہیں۔

مگر پہلے یہ سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (الاحزاب:۳۳)‘‘ ﴿(اے پیغمبر کے) گھر والو! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) گندگی کو دور کرے اور تم کو ایسا پاک صاف بنائے جیسا کہ پاک صاف بنانے کا حق ہے۔﴾ اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

۱...... ’’انی تارك فیكم الثقلین كتاب اللّٰه وعترتی۔‘‘
۲...... ’’مثل اهل بیتی كمثل سفینة نوحٍ، من ركبها نجیٰ، ومن خلف عنها غرق‘‘
۳...... ’’علیؓ منی وانامنه‘‘
۴...... ’’انا مدینة العلم وعلیؓ بابها‘‘
۵...... ’’لحمك لحمی ودمك دمی‘‘
۶...... ’’من كنت مولاه فعلیؓ مولاه‘‘
۷...... ’’الناس من شجرشتیٰ انا وعلیٰ من شجرواحد‘‘
۸...... ’’الفاطمة سیدة النساء اهل الجنة‘‘
۹...... ’’الفاطمته بضعة منی‘‘
۱۰...... ’’الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة‘‘
۱۱...... ’’علیؓ مع القران والقران مع علیؓ‘‘
۱۲...... ’’اناوعلیؓ من نور واحد‘‘

فضائل اہل بیت کوئی لکھنا چاہے اور ہزار ہا صفحہ لکھے ممکن نہیں ہے کہ یکے از ہزار بھی لکھ سکے اور جو کچھ اس طرح لکھا بھی جائے گا، وہ شمع پیش آفتاب سے بڑھ کر نہیں ہوگا۔ جن کے واسطے قرآن مجید میں آیت تطہیر موجود ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک فرمایا۔ جن کو نبی نے کلام اللہ کے برابر کہا اور فرمایا کہ میں اپنے بعد اس دنیا میں تمہارے واسطے دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کلام اللہ دوسرے اپنے اہل بیت۔

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسی کشتی نوح جو میرے اہل بیت کا ہوگا۔ وہ نجات پائے گا اور جو ان کے برخلاف ہوگا۔ وہ غرق ہو جائے گا۔ پھر فرماتے ہیں کہ علیؓ اور میں ایک ہیں۔ جو میرا تابعدار ہے میں اس کا مولا ہوں۔ جس کا میں مولا ہوں، علیؓ اس کا مولا ہے۔ میں معرفت الٰہی کا منبع ہوں اور علیؓ معرفت الٰہی میں آنے کا راستہ یا ذریعہ ہے۔ علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کے ساتھ۔

حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں اور تو ایک ہیں۔ یہاں تک کہ تیری میری ساخت بھی ایک ہی ہے۔ جو خون تیری رگوں میں ہے۔ وہی میری رگوں میں ہے۔ جس درخت کا ثمر علیؓ ہے اسی کا میں ہوں۔ جس نور سے میں ہوں، اسی سے علیؓ ہے۔ فاطمہؓ مجھ میں سے ہے یعنی میرا

لخت جگر ہے اور سیدۃ النساء اہل الجنتہ اور ان کی اولاد حسنینؓ اچھے سے اچھے جنتیوں کے سردار ہیں۔

جن اہل بیت کی اللہ تعالیٰ نے اور اس کے نبی ﷺ نے یہ تعریف کی ہے اور جن کی اس حد تک عزت کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کلام اللہ کی۔ جن کو نبی نے اپنے برابر اور کل اہل جنت کا سردار فرمایا۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی استہزاء یا تحقیراً فرماتے ہیں کہ کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جس کے دروازے پر یہ شعر چسپاں نہ ہو۔

لی خمسة اطفی بھا حر الوباء الحاطمه

المصطفیٰ والمرتضیٰ وبنا ھما والفاطمه

’’پھر تو یا حسین کے نعرے کم ہوگئے۔‘‘ (دافع البلاء ص۳،۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۳،۲۲۴)

پھر اس استہزا اور تحقیر کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

’’اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

ایک ادنیٰ سا مسلمان بھی جسے کچھ بھی اسلامی روایات وتواریخ سے آگاہی ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ کیا بلحاظ قرابت کے کیا بلحاظ فضیلت کے۔ کیا بلحاظ لیاقت کے کیا بلحاظ ہمت و شجاعت کے کیا بلحاظ شرافت ونجابت کے جس پہلو سے دیکھو حضرت علیؓ کے اعلیٰ اور ارفع ہونے میں کچھ کلام نہیں۔

’’جند ابعلیؓ ولد فی بیت اللّٰہ و فتح بابه فی بیت اللّٰہ واستشھد فی بیت اله وھو باب مدینة علم رسول اللّٰہ‘‘

بعد جناب حضرت علیؓ کے ان کے صاحبزادے جناب امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہیں اور دیگر ائمہ معصومین واہل بیت رسول کریم ﷺ ہیں۔ اگر حضرت علیؓ یا ان کے صاحبزادوں کو یا ائمہ معصومین کو منجی قرار دینا کسی کا دل گوارہ نہیں کرتا تو جائے جہنم میں اور اس کا جہنم میں جانا یقینی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مثل اھل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبھا نجی ومن خلف عنھا غرق‘‘ مجھے اس سے کچھ تعرض نہیں۔ مگر ایسا دل کا اندھا کون مسلمان ہوگا جو پنجگانہ نماز میں ۱۸ بار ’’اللھم صل علی محمد‘‘ کے ساتھ ’’علی ال محمد‘‘ پڑھتا ہو اور پھر برابری کا دعویٰ کرے۔ مرزا قادیانی نے تو نہ صرف ان کی برابری کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ ان سے بہتر ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بزرگش نخوانند اہل خرد
کہ نام بزرگاں بزشتی برد

چنانچہ کل ادب ولحاظ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صاف صاف کہا ہے کہ:

''اس بات پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے۔ جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ سچا شفیع میں ہوں اور اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہیں کیا۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

جس بزرگ شفیع کی امت میں آ کر اور جس کا غلام بن کر جناب کو اس مرتبت کا دعویٰ ہے کہ میں خود شفیع ہوں تو وہ اہل بیت پاک جن کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پاک ہیں اور نیز اس بزرگ شفیع نے فرمایا ہے کہ نجات چاہتے ہو تو ان کی طرف رجوع کرو۔ ان کا رتبہ کلام اللہ کے برابر ہے۔ میرا اور ان کا رگ و پوست ایک ہے۔ جو میرے ہیں وہ ان کے ہیں۔ جو ان کا نہیں وہ دوزخ کا ہے۔ وہ اہل بیت اپنے ایک ادنیٰ امتی سے کس طرح کم ہو سکتے ہیں؟ برادر نبی اور جگر گوشہ نبی سے امتی کا مقابلہ اخی احمد سے اور نور چشم احمدؐ سے ایک غلام احمد برابری کرے۔ نوکر آقا کے مقابلہ میں خود کو بڑا کہے۔ کیسا ظلم ہے۔ اس سمجھ کو کیا کہا جائے؟

''ختم اللہ علی قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عليم (البقرة:۷)'' ﴿ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور (آخرت) میں ان کو بڑا عذاب ہونے والا ہے۔﴾

بھائی جان! آپ مرزا قادیانی کے معتقدین میں سے ہیں۔ سچ فرمانا کہ مرزا قادیانی نماز میں درود شریف بھی پڑھنا بتلاتے ہیں یا نہیں۔ ان کے عقیدہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ''اللّٰہم صل علی محمد وعلی آل محمد'' نہیں پڑھتے ہوں گے۔ کیونکہ جب وہ حضرت علیؓ کو خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کو ان کے صاحبزادوں جناب امام حسنؓ اور جناب امام حسینؓ کو نعوذ باللہ اپنے سے کم جانتے ہیں تو نماز میں ان کا نام لینا اور وسیلہ گردانا کیا معنے وہ غالباً یہ درود پڑھتے اور مریدوں سے پڑھواتے ہوں گے۔

''اللّٰہم صل علی محمد وعلیٰ غلام احمد'' واللہ ایسا کورنمک غلام بھی کوئی نہ ہو۔ جب حضرت علیؓ اور اہل بیت نبی کریم ﷺ کی مرزائی معتقدات میں یہ تعظیم وتکریم ہے تو میں حیران ہوں کہ دیگر اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وقعت اور عظمت کیا ہوگی۔ وہ تو کسی شمار و قطار ہی میں نہ ہوں گے اور جس قصر اسلام کے یہ چار رکن ہی نہ ہوں گے۔ کیا وہ زمین کے برابر نہ

ہو جائے گا اور جو انسان ایسے اسلام میں ہوں گے وہ خسر الدنیا والآخرہ نہ ہوں گے۔’’فاعتبروا یا اولیٰ الابصار[۱]‘‘

خلاصہ

تحریر بالا یہ ہے کہ مجھے اس رسالہ دافع البلاء سے ثابت ہوتا ہے:

۱...... مرزا قادیانی اللہ کو ان صفات کے ساتھ اللہ نہیں مانتے جن صفات سے قرآن مجید سکھاتا ہے۔

۲...... نہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اس شان کا نبی جانتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم بتلاتا ہے۔

۳...... نہ کسی اور نبی کی ان کے دل میں کوئی وقعت ہے۔

۴...... نہ اہل بیت رسول ﷺ کی ان کے دل میں وہ عظمت ہے جو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

۵...... وہ ابن اللہ اور ابو اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۶...... قرآن مجید میں تصرف کرتے ہیں اور اپنی کلام کو کلام اللہ بتلاتے ہیں۔

بھائی جان خدا جانے آپ ان معتقدات کے انسان کو کیا کہیں۔ میں تو ان معتقدات کے انسان کو مسلمان نہیں جانتا اور میرے خیال میں بجائے اس کے کہ وہ شخص کسی تکلیف سے بچاؤ کا موجب ہو، سیدھا دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔’’اللهم نسئلك العافية فی الدنيا والآخرة اللهم لاتقتلنا ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذالك‘‘

طاعون مرزا قادیانی کو برا کہنے کی وجہ سے نہیں آیا

ان دعاوی کے بعد جن کا کذب ہونا میں اوپر عرض کر چکا ہوں، مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:’’مجھ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اور مجھے برا کہنے کی وجہ سے طاعون کی بیماری آئی ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵)

اس مرض کے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زیر مشق ہندوستان میں دو شہر رہے ہیں۔ ایک بمبئی اور دوسرا کراچی۔ جہاں ہزارہا آدمی اس مرض کا شکار ہو چکے ہیں اور ان میں سے ایک فی ہزار بھی مرزا قادیانی کے نام سے واقف نہیں۔ مخالفت کرنا اور برا کہنا تو درکنار، اگر اس

[۱] پس اے لوگو جن کے (منہ پر) آنکھیں ہیں۔ اس واقعہ سے عبرت پکڑو کہ دنیا میں ایسے بھی انسان ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اہل بیت نبی سے خصوصاً حسنین سے برتری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعملنا!

مرض کے آنے میں کچھ مرزا قادیانی کا دخل ہوتا تو چاہئے تھا کہ سب سے پہلے بٹالہ، لدھیانہ، لاہور، امرتسر، دہلی میں جہاں مرزا قادیانی کو ہزاروں برا کہنے والے رہتے ہیں، آئی ہوتی۔

بمبئی اور کراچی میں حضور کو جانتا کون ہے؟ پس بھائی جان! مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میری مخالفت کی وجہ سے اور مجھے برا بھلا کہنے کی وجہ سے یہ بیماری ہندوستان میں آئی ہے، غلط ہے۔

پھر ایک اور پہلو سے مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کو دیکھئے کہ میری مخالفت اور مجھے برا کہنا اس بیماری کے آنے کا موجب ہے، کہاں تک صحیح ہے۔

سب سے زیادہ مخالفت اور سب سے زیادہ مرزا قادیانی کو برا بھلا کہنے والے عیسائی ہیں۔ مرزا قادیانی ان کے معبود کو ہیچ پوچ اور لچر کہتے ہیں اور طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) اور خود کو عیسیٰ علیہ السلام سے بدرجہا اعلیٰ وافضل بتاتے ہیں۔ عیسائی اس کے جواب میں مرزا کو بے نقط سناتے ہیں۔ عیسائیوں سے اتر کر مرزا قادیانی کو برا کہنے والے ہندو آریا ہیں۔ جن سے ان کی ہمیشہ چکری لگی رہتی ہے۔ تیسرے اور آخری درجہ پر اہل اسلام ہیں۔ پس اگر مرزا قادیانی کی مخالفت یا ان کو برا کہنا اس مرض کے آنے کا موجب ہوتا تو ضرور تھا کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اس مرض میں مبتلا ہونے والے عیسائی ہوتے۔ ان سے اتر کر ہندو اور ان سے کم اہل اسلام۔

مگر واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ کیونکہ عیسائی بالکل کم مرے ہیں۔ انگریزوں یا عیسائیوں کی تعداد سب سے زیادہ بمبئی اور کراچی میں ہے اور انہی شہروں میں سب سے زیادہ انسان اس موت سے مرے بھی ہیں۔ مگر انگریز کوئی بھی نہیں مرا۔ الا ماشاء اللہ سب سے زیادہ چوڑھے، چمار، کمہار وغیرہ نیچ قومیں اور ان سے اتر کر ہندو مسلمان مرے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ مرض نے ہر ایک جگہ طبعی طور پر عادت اللہ کے موافق نمو پایا ہے اور ہر ایک قوم اور ملت کا آدمی باقتضائے اپنی صحت اور طریق تمدن کے اس میں مبتلا ہوا ہے اور مرا یا جیا ہے۔ نہ یہ کہ مرزا قادیانی کو برا کہنے والے ہی طاعون میں مبتلا ہوئے ہیں۔

مشفق من! آپ نے سنا ہوگا کہ حال ہی میں سنٹ ونسنٹ میں ایک کوہ آتش فشاں پھوٹا ہے۔ جس کے صدمہ سے چالیس ہزار آدمی ۱۵ منٹ کے اندر مر گئے ہیں اور ہزاروں بے گھر اور بے در ہوگئے ہیں۔ یہ صدمہ تو بنی آدم کے واسطے جو اس ملک میں رہتے ہیں، شاید طاعون سے بھی زیادہ مہلک اور مضر ہوا ہے۔ اس میں مرزا قادیانی نے کوئی ٹانگ نہیں اڑائی۔ یہ کس کا فرکش دم کا نتیجہ ہے۔

ایک اور بات سب سے زیادہ قابل غور اس ضمن میں یہ ہے کہ ہمارے نبی کریمﷺ کی کس قدر مخالفت ہوئی۔ اس رحمت الٰہی کو کس قدر جسمانی تکالیف دی گئیں۔ ان کو یاد کر کے ہر ایک انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سلوکوں کے مقابلہ میں تو مرزاقادیانی کو کسی نے الف کے نام ب بھی نہیں کہا اور جسمانی تکلیف تو برائے نام بھی مرزاقادیانی کو کسی نے نہیں دی۔ قریش اور اہل عرب پر طاعون یا کوئی اور وبا اسی قسم کی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کیا اللہ تعالیٰ کی جناب میں مرزاقادیانی کی عزت اور وقعت رسول عربیﷺ کی عزت اور عظمت سے زیادہ ہے کہ اس نبی پاک کی تکلیفوں کو دیکھ کر تو رب العزت کو غصہ نہ آئے اور مرزاقادیانی کے ان لچر اور پوچ دعاوی کی مخالفت کرنے پر اللہ میاں ایسے ناراض ہوئے کہ طاعون بھیج دیا۔

بھائی جان! انہی دو چار باتوں پر غور کرنے سے ہر ایک سمجھدار آدمی قیاس کر سکتا ہے کہ وبائے طاعون کا آنا طبعی اسباب پر منحصر ہے جیسا کہ امراض آیا کرتے ہیں۔ اس میں مرزاقادیانی کے توّلا وتبرّا کو کچھ دخل نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا کہ میری مخالفت کی وجہ سے اور مجھے برا کہنے کی وجہ سے طاعون ہندوستان میں آیا ہے، دھوکہ دینا ہے۔ طاعون کیا آیا مرزاقادیانی کی اچھی چڑھ بنائی۔

طاعون سے بچنے کے ذرائع اور عبادت کے لم

اب ان ذرائع پر غور فرمائیے جو اس مرض سے بچنے کے واسطے دنیا نے نکالے ہیں۔ گورنمنٹ کو ڈاکٹروں کو حکماء کو جو کچھ بہتر نظر آیا کیا اور کر رہے ہیں۔ ان پر کچھ لکھنا اس خط کے موضوع سے خارج ہے۔ میں نے اس بات کو دیکھنا ہے کہ دیندار آدمیوں نے جو اپنی طبیعت اور نیک عادت کے اقتضاء سے اپنے معبود کی طرف توجہ کی ہے، کہاں تک صحیح ہے اور آیا یہ علاج صحیح ہے یا مرزاقادیانی کا بتلایا ہوا علاج صحیح ہے۔

توجہ الی اللہ اس منبع رحمت کی طرف اور اس خلوص کے ساتھ جو ایک سچے خداپرست کا ایمان ہے، وہ تو صرف اہل اسلام کا حصہ ہے اور اہل اسلام میں سے بھی انہی موحدین کا جنہوں نے حقیقت اسلام کو سمجھا ہے۔

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک ترک

بھائی جان! افسوس ہے کہ مرزاقادیانی جیسا کہ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کوچہ سے بالکل نابلد ہیں۔ کیونکہ تکبر اور ابائی عبادت کے دشمن ہیں اور یہ دونوں صفات جیسا کہ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے، مرزاقادیانی میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ انہیں جو الہام ہوتا ہے وہ انہی کی بڑائی کے متعلق ہوتا ہے۔ جو وحی آتی ہے، وہ انہی کے گیت گاتی ہے۔

غرضیکہ توجہ الیٰ اللہ خالصتاً اللہ والوں ہی کا حصہ ہے۔ لیکن چونکہ تخلیق بشر میں یہ مادہ ودیعت ہے کہ وہ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو۔ ہرایک انسان میں خواہ وہ کسی ملک کا رہنے والا ہو، خواہ وہ کسی قوم کا ہو، خواہ کسی مذہب اور ملت کا پیرو ہو، یہ مادہ عبدیت ایک نہ ایک وقت اس کے دل میں موجزن ہوتا ہے اور اس کے اظہار کا اصلی وقت وہ ہے جب انسان کے دل میں جلب منفعت یا دفع مضرت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جب تکلیف سے بچنے کا اور آرام پانے کا خیال انسان کے دل میں طبعی اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو اپنے سے ایک بڑی ہستی کی تلاش ہوتی ہے اور وہ خود بخود اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس سے ڈرتا ہے کہ مجھے تکلیف نہ دے۔ اس کے آگے روتا اور گڑگڑاتا ہے کہ مجھے تکلیف سے بچالے اور آرام دے۔ اس کی ناراضی سے بچنے کے اور اس کو خوش کرنے کے وسائل تلاش کرتا ہے اور ان کو عمل میں لاتا ہے۔ یہی عبادت کا موضوع ہے اور یہ ہرایک انسان کے دل میں ایک نہ ایک وقت خودبخود طبعی اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔

لیکن چونکہ انسان کی عقل کامل نہیں ہے وہ بسااوقات اس بڑی ہستی کے قرار دینے میں جو فی الواقع دفع مضرت یا منفعت پہنچانے کی قدرت رکھتی ہے غلطی کرتا ہے اور بہت تھوڑے ایسے ہیں جو خودبخود پکار اٹھتے ہیں۔

’’انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین (الانعام:۷۹)‘‘ ﴿میں نے تو ایک ہی کا ہوکر اپنا رخ اسی ذات پاک کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔﴾ اس واسطے اس منبع رحمت کو اپنے مرسلین بھیجنے کی ضرورت ہوئی کہ انسان کو اس غلطی سے بچالیں اور اس سچے اور حقیقی معبود کی طرف جھکادیں۔ جو دراصل اس عزت کا مستحق ہے۔ غرض کہ ایسے وقت میں اس بڑی ہستی کی طرف متوجہ ہونا فطرت انسانی کے بالکل موافق ہے اور اسی خیال نے ہرایک انسان کو معبود کی طرف توجہ دلائی ہے۔

کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان لینے میں اور ان کے کفارہ پر ایمان لانے میں نجات سمجھی ہے۔ کسی نے گوماتا کی رکھیا کو ذریعہ نجات جانا ہے۔ کسی نے ویدودیا ہی کو بچاؤ سمجھا۔ کسی نے خدائے وحدہ لاشریک لہ کے آگے سرجھکانا دفع مضرت وجلب منفعت کے واسطے ضروری سمجھا۔

مگر تعجب ہے کہ مرزاقادیانی نے سرے سے اس خیال ہی مخالفت کی ہے جو کہ قانون قدرت کی مخالف ہے اور سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکا ہے۔ بلکہ اوروں کا تو صرف ذکر ہی کر کے چھوڑ

دیا ہے جنہوں نے یہ کہا تھا کہ اے مسلمانو! اپنے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے روبرو اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ نہایت شرمساری کے ساتھ توبہ کرو اور معافی مانگو اور اس بلا کے دفع ہونے کے واسطے دعا کرو۔ ان کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ ''وما دعاء الکافرین الّا فی ضلال[1]'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۲)

گویا مرزا قادیانی کے خیال میں خدائے وحدہ لاشریک لہ کے آگے سجدہ کرنے والے اور بغیر سجدہ کرنے والے سب برابر ہیں اور کافر ہیں۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ مسلمانوں کا ایسے وقت میں اپنے خدا کی طرف توجہ کرنا اور ''ایاك نعبدو ایاك نستعین'' کہنا صحیح ہے یا توجہ لغیر اللہ جو مرزا بتلاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا بتلایا ہوا طاعون کا علاج

اہل اسلام کی توجہ الیٰ اللہ کو کفر اور ضلالت قرار دے کر مرزا قادیانی نے طاعون سے بچنے کا جو علاج تجویز کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ان باتوں پر ایمان لاؤ۔

۱...... ''میں تمام دنیا کا تمام زمانوں میں نجات دینے والا ہوں۔'' (دافع البلاء ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

۲...... ''مجھے سچے دل سے مسیح موعود مانو۔'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

۳...... ''مجھے اہل بیت رسول سے افضل مانو۔'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

۴...... ''میرے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ مانو اور میری بیعت کرو۔'' (دافع البلاء ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

۵...... ''مجھے ابن اللہ اور ابواللہ مانو اور مجھے برامت کہو۔'' (دافع البلاء ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

ان پانچ ارکان ایمان پر جو مرزا قادیانی نے اسلام کے پانچ ارکان کے مقابلہ میں قائم کئے ہیں۔ بہت کچھ لکھا اور کہا جا سکتا ہے۔ مگر مجھے بحث سے مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ جس قدر لچر پوچ اور خلاف اسلام یہ ہیں، ظاہر ہے جناب سے صرف اس قدر استدعا کرتا ہوں کہ آپ ہی بنظر انصاف دیکھیں کہ:

''خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لانا اور اس پر ایمان لانے کو ہر ایک دعاوی اور آخرت کی تکلیف سے بچاؤ قرار دینا درست علاج ہے یا ایسے شخص کو جو خود صریح کفر وضلالت میں

[1] کافروں کو عرض معروض کرنا محض رائیگاں ہوگا۔

گرفتار ہے، ان پانچ شرطوں کے ساتھ قبول کرنا۔

مرزا قادیانی کے زعم میں دنیا بھر میں کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں۔ جب تک وہ مرزا قادیانی پر ان پانچ ارکان کے ساتھ جو انہوں نے قرار دیئے ہیں، ایمان نہ لاوے۔ حالانکہ ہر ایک سمجھ دار انسان ان کو دیکھتے ہی فوراً کہہ دے گا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں، منافی اسلام ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ پھر دیکھئے کہ:

۱...... ابن مریم کو ابن اللہ یا اللہ مانتے ہیں۔

۲...... یا گائے کی حفاظت میں نجات سمجھتے ہیں۔

۳...... یا مرزا قادیانی کو ابن اللہ یا ابو اللہ مانتے ہیں۔

فرق ہی کیا ہے جس طرح پہلا عقیدہ کفر اور ضلالت ہے اسی طرح دوسرا اور تیسرا۔ ہر ایک سمجھدار یہی کہے گا کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کے آگے سر جھکانا اور اس سے استمداد کرنا جیسا کہ اسلام نے قرار دیا ہے صحیح اور درست علاج ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کس دلیری سے اس سچے علاج کی نسبت فرمایا ہے کہ ''وما دعاء الکافرین الا فی ضلال'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۲) حالانکہ خود ہی کفر اور شرک کی ضلالت میں مبتلا ہیں اور اپنے ساتھ اوروں کو بھی ڈبونا چاہتے ہیں۔ ''وما یضل بہ الا الفاسقین'' گستاخی معاف۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا گوید

وائے گردر پس امروز فردائے

مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ قادیان میں طاعون کبھی نہیں آئے گا

اس زہریلے اور جہنم میں لے جانے والے علاج پر بھروسہ کر کے مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''قادیان میری تخت گاہ ہونے کی وجہ سے آج تک طاعون سے محفوظ رہا اور آئندہ بھی ہمیشہ محفوظ رہے گا۔'' (دافع البلاء ص۶ خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

اول تو یہ دیکھئے کہ قادیان میں آج تک طاعون نہ آنے پر اپنی عظمت کا استدلال کیا بودا اور لچر ہے۔ گویا ہندوستان یا پنجاب میں کوئی بستی بھی طاعون سے خالی نہیں رہی۔ صرف ایک قادیان ہی ایسی بستی ہے، جہاں طاعون نہیں آیا یا مرزا قادیانی کے وحی لانے والے کو دنیا کی کچھ خبر نہیں۔ مگر ** صاحب آپ تو جانتے ہوں گے کہ ابھی ہزاروں اور لاکھوں بستیاں ایسی ہیں جہاں طاعون نہیں آیا۔ پس اگر کسی بستی میں طاعون کا نہ آنا وہاں اللہ کے پیغمبر یا نبی کے موجود ہونے کی دلیل ہے تو ہندوستان میں مرزا قادیانی جیسے ہزاروں اور لاکھوں نبی، رسول، ابن اللہ، ابو اللہ، نعوذ

باللہ موجود ہیں۔ وہ اپنے منہ میاں مٹھو کیوں بنتے ہیں۔ اس میں ان کی کرامت کو خاک دخل ہوا۔

بھائی جان! مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اگر ۷۰ برس بھی طاعون ہندوستان میں رہے تو بھی قادیان میں نہیں آئے گا۔ میں کہتا ہوں اگر سات سو برس بھی طاعون ہندوستان میں رہے تو بھی میں سات ہزار ایسی بستیاں دکھاؤں گا جہاں طاعون مطلق نہیں آیا ہوگا۔ مرزا قادیانی خواہ مخواہ خدائی کوتوال بن کر تمام زمانے کے منہ آتے ہیں کہ عیسائی کلکتہ کو بچالیں۔ ہندو بنارس کو بچالیں اور وہ صاحب اس شہر کو بچالیں اور وہ صاحب اس شہر کو بچالیں۔

یہ کیا بچوں کی سی باتیں ہیں۔ ہر ایک مرض کا پھیلنا اسباب طبعی پر منحصر ہے۔ اس میں کسی کی کرامت کو کیا دخل ہے۔ آپ قادیان کے واسطے ۷۰ برس کی گارنٹی کرتے ہیں اور اس پیشین گوئی پر اپنے کل دعویٰ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ مگر بھائی جان سنئے! میں مرزا قادیانی کی طرح دعویٰ نبوت کرنا کفر جانتا ہوں۔ یہ کہنا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے، یہ بھی کفر ہے۔ جنہیں الہام ہوتا ہے وہ کوئی اور ہی بزرگ ہوں گے۔ میں تو ایک گناہ گار مسلمان ہوں۔ صرف اللہ کی رحمت پر اور محمد ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ لیکن یہ میں ایسے ہی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں جیسا کہ مجھ کو اس وقت آسمان پر سورج دکھائی دیتا ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ وحی ’’انه اوی القریة لولا الاکرام لهلك المقام ‘‘ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶) بالکل کذب ہے۔ قادیان میں طاعون آئے گا اور ضرور آئے گا اور مرزا قادیانی کے حواری اور معتقد اس کا شکار ہوں گے اور ضرور ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ، وان اللہ قوی عزیز[1]

مرزا قادیانی کے سب الہام کذب ہوتے ہیں

اور یہ میں اس دلیل سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا کوئی بھی الہام سچا نہیں ہوتا۔ تفصیل دیکھنی ہو تو عصائے موسیٰ میں دیکھ لیجئے۔ میں نے ان کے آج تک صرف دو الہاموں کو غور سے دیکھا ہے۔ ایک مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق اور دوسرا یہ قادیان کے متعلق۔ مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق جو الہام مرزا قادیانی نے فرمایا تھا وہ جیسا کچھ لچر اور کذب ثابت ہوا تمام دنیا جانتی ہے اور جو ذلت کہ مرزا قادیانی کی اس وقت ہوئی، ان کا دل ہی جانتا ہوگا۔ اب یہ قادیان کی نسبت جو الہام ہوا ہے کہ میری تخت گاہ ہونے کی وجہ سے یہ طاعون سے محفوظ رہے گا، آپ دیکھ لیں گے کہ

[1] واضح ہو کہ اس تحریر کے بعد قادیان میں طاعون پہنچ گیا اور پیروان مذہب مرزائیہ خاص قادیان میں اور دیگر مقامات میں طاعون کا شکار ہوگئے۔ مفصل فہرست اس خط کے اخیر میں درج ہے۔ واحد علی

یہ بھی کذب ثابت ہوگا۔ اس وقت مرزا قادیانی پھر کوئی الہام گھڑیں گے جیسا کہ عبداللہ آتھم کے متعلق ان کے وقت مقررہ پر نہ مرنے کی نسبت گھڑا تھا۔ وحی گھڑ لینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ ذلت اس سے بھی بڑی ہوگی۔ مگر ذلت تو اس شخص کے واسطے ہے جو اس کو محسوس کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دماغ میں ذلت کی حس باقی نہیں رہی اور عجب نہیں کہ حضرت کے حواس اس وقت تک صحیح نہ ہوں جب تک کہ خدا ان کو زمین سے اٹھا نہ لے۔

مشفق من! آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جتنے الہام اس رسالہ میں طاعون کے متعلق ہیں۔ ایک خاص پہلو لئے ہوئے ہیں۔ کہیں تو یہ ارشاد ہے کہ مجھے برا کہنے کی وجہ سے طاعون آیا ہے۔ کہیں یہ ارشاد ہے کہ مجھ پر ایمان لانا اس کا علاج ہے۔ کہیں یہ فرمایا ہے کہ میری تخت گاہ یعنی قادیان اس سے محفوظ رہے گا اور یہ سب کذب ہے۔ جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں۔ پھر یہ دیکھئے کہ اس کے بعد اپنے مخالفین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تم بھی سچے ہو تو اپنے اپنے شہر کو بچا لو۔ یہ نہیں فرمایا کہ مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی احمد حسن امروہی، پیر مہر علی صاحب گولڑوی، مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی، منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ چونکہ مجھے ابن اللہ اور ابواللہ نہیں مانتے۔ مجھ پر ایمان لائیں اور خود کو بچائیں ورنہ یہ سب اس اس تاریخ کو مبتلائے طاعون ہو کر مر جائیں گے۔

چاہئے تو یہی تھا کہ یہ الہام ایسا ہی صریح ہوتا مگر وحی کے اس فارم میں جو حکمت ہے، وہ انہی کو خوب معلوم ہے۔ جنہوں نے اس مقدمہ کی روئیداد دیکھی ہے۔ جو مرزا قادیانی کا مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ گورداسپور میں ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی وحی کا آنا بحکم جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور بند ہو چکا ہے۔ واہ مرزا قادیانی کے پاس وحی لانے والے کیا دلیر ہیں کہ ایک دنیاوی حاکم کے حکم سے تا قیامت رکے رہیں گے اور اگر تشریف لائیں گے تو صرف ایسی صورت میں وحی پہنچائیں گے جس میں کوئی قانونی گرفت نہ ہو۔

اسی واسطے ان قانون داں وحی لانے والوں کی ہدایت سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ صاحب اس شہر کو بچالیں اور وہ صاحب اس شہر کو۔ کسی مخالف کا نام نہیں لیا کہ وہ مر جائے گا۔ مگر بھائی جان! آپ دیکھیں گے کہ پیروان مذہب مرزائیہ اور مرزا قادیانی کی تخت گاہ قادیان بھی جن کی حفاظت کی مرزا قادیانی گارنٹی فرماتے ہیں اور جن کے محفوظ رہنے پر اپنی صداقت کا مدار رکھتے ہیں، وہ بھی طاعون سے مامون نہیں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کا یہ کذب بھی الم نشرح کر دے گا اور جلد کر دے گا۔

اس وقت جو الہام گھڑے جائیں گے بڑے مزیدار ہوں گے۔ مگر افسوس مجھے ان کی خبر کیونکر ہوگی۔ آپ ہی کی توجہ سے عبداللہ آتھم والا مباحثہ دیکھا تھا اور آپ ہی کی عنایت سے یہ رسالہ بھی دیکھا۔ اب بھی اگر آپ ہی توجہ فرمائیں گے تو وہ الہامات بھی دیکھنے میں آئیں گے۔ مگر کیا** صاحب آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آج تک مرزا قادیانی کے مریدوں میں سے کوئی مبتلائے طاعون نہیں ہوا؟ اگر نہیں تو بیشک تعجب کی بات ہے اور جو فی الواقع قادیان میں طاعون نہ پہنچا جیسا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے تو گویا وہ ہوگا تو اسباب طبعی سے مگر ان کا دعویٰ سے کہہ دینا کئی ایک مذبذبین کو ٹھوکر کھلائے گا۔

مگر نہیں، مجھے یقین ہے کہ قادیان میں طاعون آئے گا اور ان کا یہ خدائی دعویٰ ان کی تازہ ذلت کا موجب[1] ہوگا۔

**صاحب دل نہیں گوارہ کرتا کہ مرزا قادیانی جیسے عالم و فاضل کی جو میرے کئی دوستوں کے پیرومرشد اور قبلہ وکعبہ ہیں اور میرے محترم بزرگ سرسید احمد خان صاحبؒ کے خوشہ چین ہیں۔ اس سے زیادہ ذلت ہو مگر میں کیا کروں یہ قانون طبعی ہے۔

هرکه گردن بدعویٰ افرازد

خویشتن را بگردن اندازد

خداوند عالم وعالمیاں کو تکبر کسی کا بھی پسند نہیں۔

آخیر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مجھے مرزا قادیانی سے کوئی بغض نہیں ہے۔ نہ مجھے ان کے معتقدات سے اور ان کے تخیلات سے کوئی تعرض ہے۔ نہ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی مجال رکھتا ہوں کہ آپ ان معتقدات کو چھوڑ دیں۔

مرزا قادیانی کا جو جی چاہے، بن جائیں اور جو آپ کا جی چاہے آپ انہیں مانیں۔ مجھے اس سے کچھ بحث نہیں۔ مجھے آپ نے مہربانی فرما کر ایک نسخہ دافع البلاء عنایت فرمایا تھا۔ میں نے اسے دیکھا، پڑھا اور جانچا۔ اس کے بعد آپ کے ارشاد کی تعمیل میں جو کچھ اس کی نسبت میری

[1] لیکن اب تو قادیان میں طاعون آ گیا اور معتقدان مرزا قادیانی خاص دارالامان میں اور دیگر مقامات میں اس مرض سے مر چکے ہیں۔ اب مرزا قادیانی کا دعویٰ کذب ہونے میں کسے شک ہوگا؟ مگر یہ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کو بھی اس سے کچھ ذلت محسوس ہوئی یا نہیں۔
واحد علی

رائے ہوئی ہے، میں نے اسے سیدھے سادے طور سے نہ کسی مخالفانہ اور مخاصمانہ طور سے ظاہر کر دیا ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے:’’لا اعبد ما تعبدون، ولا انتم عابدون ما اعبد (الکافرون:۲،۳) ‘‘﴿نہ تو اس وقت میں تمہارے ان معبودوں کی پرستش کرتا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو اور جس خدا کی میں پرستش کرتا ہوں تم بھی اس وقت اس کی پرستش نہیں کرتے﴾

بلکہ آئندہ بھی’’ولا انا عابد ماعبدتم ‘‘﴿اور آئندہ بھی نہ تو میں تمہارے ان معبودوں کی پرستش کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو۔﴾مگر یہ عرض نہیں کرسکتا کہ’’ولا انتم عٰبدون ماعبد ‘‘﴿اور نہ تم ہی سے توقع ہے کہ اس خدا کی پرستش کروگے جس کی میں پرستش کرتا ہوں۔﴾

کیونکہ آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھدار آدمی ہیں اور مجھے امید ہے کہ جو سمجھدار آدمی اس بھول بھلیاں میں پڑ گئے ہیں، جلدی نکل آئیں گے۔

’’واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ‘‘’’اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیر من الاولیٰ۔ آمین‘‘ رقیمہ نیاز خاکسار! واحد علی از ملتان، مورخہ یکم جون ۱۹۰۲ء

تتمہ

جب میں نے یہ خط لکھا تھا میرا ارادہ اس کو شائع کرنے کا نہیں تھا اور نہ اپنے ان دوست کی خدمت میں جن کو یہ خط لکھا گیا تھا، صاف الفاظ میں یہ عرض کرنا مدعا تھا کہ وہ مرزائی معتقدات سے باز آئیں۔ میں نے جو عرض کرنا تھا، کردیا تھا۔ ماننا نہ ماننا ان کے ضمیر پر چھوڑ دیا تھا۔لیکن جب انہوں نے مجھے ڈرایا اور خوف دلا کر کلمہ حق کہنے سے باز رکھنا چاہا تو میں نے اس خط کو شائع کردیا اور جو عرض کرنا ضروری تھا،تمہید میں لکھ دیا ہے۔اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ میرے مرزائی احباب میں کلمۃ الحق تسلیم کرنے کی صلاحیت کہاں تک باقی ہے اور وہ کس درجہ تک شریفانہ اخلاق وبرتاؤ کے پابند ہیں۔یعنی آیا وہ قال اللہ وقال الرسول کو تسلیم کرتے ہیں یا قال مرزا وقال خدام مرزا قادیانی کو۔

مجھ سے ان کا برتاؤ وہی مخلصانہ رہتا ہے یا اس میں کچھ تغیر ہوتا ہے۔ کیونکہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیم’’لا تفرقوا‘‘ کے برخلاف یہ ہے کہ بھائی بھائی سے اور خویش یگانوں سے جدا ہوجاتے ہیں۔ تابہ احباب چہ رسد! اس ضمن میں، میں سورۃ آل عمران کی چار آیتیں پیش کرتا ہوں۔ میرے مرزائی احباب ان کو غور سے پڑھیں اور ان پر توجہ فرمائیں۔

’’یاایھاالذین امنوا اتقواللّٰہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون، واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا، واذکروانعمت اللّٰہ علیکم اذکنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا، وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللّٰہ لکم ایتہ لعلکم تھتدون، ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر، واولئک ھم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء ھم البینت،واولئک لھم عذاب عظیم (آل عمران:۱۰۲تا۱۰۵)‘‘

﴿مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا۔اور سب مل کر خوب مضبوطی سے اللہ کا ذریعہ پکڑے رہو(یعنی اسلام کو) اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے۔پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے آ لگے تھے۔پھر اس نے تم کو اس سے بچالیا۔اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ اور تم میں سے ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور (آخرت میں) ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے اور ان جیسے نہ بنو جو (ایک دوسرے سے) بچھڑ گئے اور کھلے کھلے احکام آئے پیچھے لگے آپس میں اختلاف کرنے اور یہی ہیں جن کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔﴾

اے میرے دوستو! ان آیات پر غور کرو، دیکھو ان میں کیا اچھا فیصلہ ہے اس قضیہ کا جو میرے اور آپ کے درمیان ہے۔ان میں ہم تم اپنی اپنی پوزیشن کا سچا فوٹو پائیں گے اور ساتھ ہی اس کے بحال رکھنے کا احسن طریقہ جو تعلیم اس کے برخلاف ہے۔ظاہر ہے کہ وہ نہ صرف مخرب دین ہی ہے بلکہ ہماری سوشل لائف کو بھی خراب کرنے والی ہے۔خدا اس سے بچائے:

کفر است در طریقت ماکینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

خادم احباب ...... خاکسار واحد بخش ...... ملتان،۱۵؍جولائی ۱۹۰۲ء

فہرست ان اموات کی جو مرض طاعون سے موضع قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہوئیں۔ نیز ان پیروان مذہب مرزائیہ کی جو قادیان سے باہر طاعون کا شکار ہو چکے ہیں۔

نمبر شمار	نام متوفی	ولادت وغیرہ	قومیت	سکونت	کیفیت
۱	مولا چوکیدار	امامی	بافندہ	قادیان	میں مرزا صاحب کے رسالہ کے متعلق اپنے مرزائی دوست
۲	نتھو	ایضاً	〃	〃	کو جو کچھ لکھنا تھا لکھ چکا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قادیان
۳	عورت	زوجہ نتھو	〃	〃	میں طاعون آ گیا ہے۔ اس پر میں نے اپنے دو چار احباب
۴	عورت	زوجہ مولا چوکیدار	〃	〃	سے دریافت کیا کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ ان خطوں کے
۵	لڑکی	دختر مولا چوکیدار	〃	〃	جواب میں ان دوستوں نے بہت سے خط اور اخبارات
۶	لڑکا	بڈھا	تیلی	〃	بھیجے۔ جن میں اس خبر کی تصدیق تھی اور ان اموات کی
۷	عورت	رشتہ دار حکیم نورالدین		〃	فہرستیں تھیں جو خاص قادیان میں اور قادیان سے باہر
۸	صدور	بھاگا	بافندہ	〃	پیروان مرزا صاحب میں واقع ہوئی تھیں۔ یہ فہرستیں طویل
۹	سنتی	دختر گنگارام	کھتری	〃	تھیں۔ میں نے اس فہرست میں وہی نام لکھے ہیں جن کی
۱۰	لوکا	امام مسجد	قادیانی	〃	مکرر سہ کرر تصدیق ان کاغذات سے ہوتی ہے۔ میں نے
۱۱	کانشی	چونی لعل	برہمن	〃	اخبارات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ قادیانی اخبار الحکم ان
۱۲	گیان چند	شنکرداس	〃	〃	خبروں کے جواب میں لکھتا ہے کہ یہ اموات بخار وغیرہ
۱۳	لڑکی	راماں سنگھ	ترکھان	〃	سے ہوئیں ہیں۔ طاعون سے نہیں ہوئیں۔ چونکہ سرما میں
۱۴	جندہ	جیور	خوجہ	〃	طاعون ترقی پر ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ آئندہ سرما میں قادیان
۱۵	لبھو	گنپت	کرار ہندو	〃	میں اس مرض کا زور ہو۔ بہتر ہوگا کہ ان دنوں میں حامیان
۱۶	لڑکی	پھتا	نجار	〃	مذہب مرزائیہ کوئی یورپین میڈیکل آفیسر بلالیں۔ جو اس
۱۷	باجا	نامعلوم	〃	〃	امر کی تصدیق کردے کہ یہ اموات معمولی بخار سے ہوئیں
۱۸	عورت	زوجہ باجا	〃	〃	یا طاعونی بخار سے۔ پھر کسی کو مغالطہ نہیں ہوگا۔ میرا یقین تو
۱۹	لڑکی	سندر سنگھ	〃	〃	یہ ہے کہ ۷۰ کیا اگر سات سو سال بھی طاعون قادیان میں نہ
۲۰	کوہڑی	زوجہ امام الدین	قادیانی	〃	آئے تو اس میں مرزا قادیانی کا کوئی کمال نہیں۔ میں اس
۲۱	احمد	پسر قطب الدین	〃	〃	وقت بھی سات سو بستیاں طاعون سے مامون دکھادوں گا۔
۲۲	سنتی	زوجہ بھگت سنگھ	ہندو	〃	مگر خیر ان اخبارات کا منہ تو بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اس
۲۳	جمنا	دختر اول چنی	برہمن	〃	حالت میں جہاں یہ ممکن ہے کہ یہ اخبارات یا اور خبر دینے
۲۴	پھجو	دختر لبھو		〃	والے مرزا قادیانی کی مخالفت کی وجہ سے معمولی اموات کو
۲۵	بھاگن	دختر نبا	نجار قادیانی	〃	طاعونی کہتے ہوں وہاں یہ بھی ممکن ہے کہ الحکم مرزا قادیانی
۲۶	امیر بی بی	زوجہ غلام قادر	قریشی قادیانی	〃	کا ہونے کی وجہ سے اموات طاعون کو معمولی امراض سے
۲۷	پرمیسری	دختر منگل	ہندو	〃	بتاتا ہو۔ بغیر تصدیق میڈیکل آفیسر اس کا فیصلہ نہیں
۲۸	کامتی	دختر ثانی چونی	برہمن	〃	ہوسکتا۔ واحد علی مرزائی تھا۔

۲۹	رھوندر	شرف الدین	قادیانی	قادیان	
۳۰	غلام غوث	بوٹا	//	//	
۳۱	گیان چند	سکھ داس	برہمن	//	
۳۲	خدایار	فتح محمد	قادیانی	//	
۳۳	بھولی	دختر امام الدین	نجار	//	
۳۴	رحیم بی بی	زوجہ صوبا	چوڑیگر	//	
۳۵	حسین	کالو	قادیانی	کہاراں ضلع گجرات	
۳۶	پیراندتہ	بہادرا	//	//	
۳۷	بھاگو	کماں	//	بدوملہی ضلع گجرات	۱؎ اس شخص کی نسبت اخبارات میں مذکور ہے کہ اس نے
۳۸	بھاگن		//	//	اعلان دیا تھا کہ اگر وہ طاعون سے مرجائے تو کوئی مسلمان
۳۹	کرم نشان	طوائف	//	لودھیانہ	اس کا جنازہ نہ پڑھے۔ کیونکہ طاعون سے مرنے والا
۴۰	چھجو	جٹو	مراسی	جادسہ ضلع جالندھر	مرزائی نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب وہ مرا کسی مسلمان نے اس کا
۴۱	مولا		//	//	جنازہ نہیں پڑھا۔
۴۲	سیداں	کرم الٰہی	//	//	وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے
۴۳	چراغ	الٰہیا	حجام قادیانی	گوجرانوالہ	مرے بت خانہ میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو
۴۴	فتو	اما	//	//	واحد علی!
۴۵	حسن ۱؎		قلعی گر قادیانی	پسرور ضلع سیالکوٹ	

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نعم المعانی، تردید عقائد قادیانی

(۱۳۴۲ھ)

جناب عبدالرحیم سلیم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں ایک عرصہ سے سنا کرتا تھا کہ قادیان صوبہ پنجاب میں ایک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد پھر یہ سنا گیا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ظلی نبی سے خود کو موسوم کیا۔ چونکہ مجھے ان باتوں سے کچھ دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے میں نے ان کی دریافت میں کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ اتفاقاً بماہ تیر ۱۳۲۴ف موسم گرما میں میرے مکرم دوست مولوی فاضل جناب مولوی حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام مسافر بنگلہ محبوب آباد ضلع ورنگل میں جو ممالک محروسہ سرکار ممدوح میں واقع ہے، فروکش ہوئے میں بھی اسی بنگلہ میں دوروز قبل سے ٹھہرا ہوا تھا۔

کیونکہ قصبہ محبوب آباد میں عدالت فوجداری حصہ ضلع موجود ہے۔ اس عدالت میں مجھے بحیثیت وکیل کے کام کرنے کی ضرورت تھی۔ مولوی صاحب موصوف بھی کسی مقدمہ فوجداری کے رجوع کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ شام کے وقت مسافر بنگلہ مذکور کے کمپونڈ میں پانی چھڑکوا کر کرسیاں رکھوادی گئی تھیں۔ ایام گرما میں اس مقام پر گرمی شدت کی ہوا کرتی ہے۔ شام کے وقت بعد غروب آفتاب ان کرسیوں پر ہم سب نماز مغرب سے فارغ ہوکر بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ دفعتاً مجھے خیال ہوا کہ مولوی صاحب موصوف بھی مرزا قادیانی کے معتقدوں میں سنے گئے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان سے اس فرقہ قادیانی کے متعلق کچھ دریافت کیا جائے۔

چنانچہ میں نے مولوی صاحب موصوف سے اپنے اس خیال کو ظاہر کیا۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے میں بخوشی ظاہر کروں گا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور یہ سوال کیا ''آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں۔'' انہوں نے جواب دیا کہ مسیح موعود سمجھتا ہوں۔ میں نے پھر سوال کیا کہ آپ کے بیان سے وہ نبی ہوئے۔ مولوی صاحب نے کہا بیشک۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم کی آیت شریفہ ''ماکان محمد اباء احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)'' صاف بتلارہی ہے کہ ہمارے سرکار حضرت محمد ﷺ کے اوپر نبوت ختم ہوگئی اور ہمارے سرکار دوعالم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

پھر آپ کے مرزا قادیانی نبی کس طرح ہوسکتے ہیں؟ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ جو معنی لفظ خاتم کے آپ لیتے ہیں۔ ہم لوگ وہ معنی نہیں لیتے، بلکہ اس لفظ کے معنی ہم لوگ مہر کے لیتے ہیں۔ تو میں نے کہا میں لفظ خاتم کے معنی علماء عرب وعجم جو اپنی زبان کے حاکم تھے، تیرہ سو

سال سے اصطلاحاً ختم کرنے والے کے لیتے چلے آ رہے ہیں اور اس میں کسی کو آج تک اختلاف کی گنجائش نہ تھی اور دوسرے ممالک اسلامی واقع یورپ، ایشیاء وافریقہ کے علماء اور فضلاء بھی یہی معنی کرتے چلے آئے ہیں اور زمانہ حال تک بھی یہی معنی لیتے چلے آئے ہیں۔ تو اس صورت میں کسی ایسے شخص کو جو ملک ہند میں پیدا ہوا اور جس کی مادری زبان عربی نہ ہو، کیا حق ہے کہ جمہور علماء کے متفقہ مسلمہ معنی سے اختلاف کرے۔

مولوی صاحب...... قرآن میں ''ختم'' کے الفاظ اور جگہ بھی آئے ہیں۔ چنانچہ ''ختم اللّٰہ علی قلوبھم'' ختم کے معنی مہر کے ہیں اور لفظ خاتم بھی بمعنی مہر کے مستعمل ہوگا۔

میں...... تو کیا آپ کا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ نبوت کے ختم کرنے والے نہیں ہیں؟

مولوی صاحب...... بیشک ختم (تمام) کرنے والے نبوت کے نہیں ہیں، بلکہ نبیوں کے نبوت پر مہر کرنے والے ہیں۔

میں...... جناب تیرہ سو سال سے تیس، چالیس کروڑ مسلمانان عالم جس بات کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے خلاف اگر دس، بیس، سو، پچاس آدمی کچھ کہیں تو ان کا بیان الشاذ کالمعدوم کے حکم میں داخل ہے۔

مولوی صاحب...... تیس، چالیس کروڑ آدمی سب کے سب عالم ہیں۔ ان میں جہلاء کا نمبر بہت بڑھا ہوا ہے۔ آپ اپنے ایک انڈیا ہی کو دیکھ لیجئے کہ فیصدی کتنے جاہل ہیں فرقہ احمدی قادیانی کے اکثر ممبر تعلیم یافتہ بلکہ قریب قریب سب کے سب لکھے پڑھے لائق ہیں۔

میں...... پھر بھی ان کروڑہا مسلمانوں میں علماء اور فضلاء کی تعداد لاکھوں کی ہے اور لاکھوں علماء اور امام گزشتہ تیرہ سو برس میں گزر چکے ہیں۔ لیکن کسی عالم یا امام کو جرأت نہ ہوئی کہ لفظ خاتم سے یہ مطلب نکالتے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔

مولوی صاحب...... اس سے کیا ہوتا ہے جبکہ خاتم کے معنی مہر کے بھی ہیں تو ہم کیوں یہی معنی نہ لیں؟

میں...... سیاق عبارت اور فحوائے کلام بھی تو کوئی شے ہے۔ قرآن کریم کی آیت شریفہ کی سیاق عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ سرور عالم ﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔

مولوی صاحب...... آپ کچھ معنی لیتے ہیں، ہم کچھ معنی لیتے ہیں۔ جبکہ ایک لفظ کے دو معنی ہیں تو اختیار ہے کہ جو معنی چاہیں، ہم لیں۔

میں...... یہ بحث ٹھیک نہیں ہے۔قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا۔عرب کے فصحاء اور بلغاء اور عرب کے لغوی جو معنی تیرہ سو برس سے لیتے آرہے ہیں۔ جو اپنی مادری زبان کے حاکم تھے۔ان کے خلاف دوسرے ملک کے لوگوں کو جن کی مادری زبان عربی نہ ہو، کیا حق ہے کہ ان سے اختلاف کریں۔اہل زبان اپنی زبان کی فصاحت اور بلاغت سے جس طرح واقف ہوا کرتے ہیں اور سیاق عبارت سے اصلی غایت اور منشاء کلام کو سمجھ سکتے ہیں۔ممکن نہیں ہے کہ اس طرح دوسرا شخص سمجھ سکے۔

مولوی صاحب...... پہلے آپ ہمارے عقائد سے واقف ہو جائیں تو مناسب ہوگا۔یہ لیجئے یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہمارے عقائد کی ہے۔اس کو آپ پہلے خوب پڑھ لیجئے تو پھر آپ بحث کر سکیں گے۔

میں...... شکریہ، بہتر، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

اس کتاب کا نام ''عقائد احمدیہ'' ہے۔جو مطبع تاج پریس واقع چھتہ بازار میں رجب ۱۳۴۱ھ میں طبع ہوئی ہے۔اس کتاب کو دیکھنے کے بعد میں نے حسب ذیل اعتراض کئے۔

میں...... آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔

مولوی صاحب...... یہ امر حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح موعود ایسے وقت ظاہر ہوں گے جبکہ اسلام میں خرابیاں پھیلی ہوں گی اور وہ ان خرابیوں کو دور کریں گے اور دین محمدیؐ کی تبلیغ کریں گے۔مرزا قادیانی ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جبکہ دین محمدیؐ میں بہت سی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ آریہ سماج کے ہندو اسلام پر سخت حملہ کر رہے تھے۔مرزا قادیانی نے آریوں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ وہ لوگ تاب مقاومت کی نہ لا سکے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔جن سے دین کو تقویت ہوئی اور آج کل کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نصف ملین لوگ ہمارے فرقہ میں شامل ہیں اور ہمارا مشن دنیا کے مختلف حصوں میں کام کر رہا ہے۔یعنی یورپ، افریقہ، امریکہ، سیلون وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات میں نہایت زور شور سے تبلیغ اسلام کے کام کو اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

میں...... یہ امور تو ایسے نہیں ہیں کہ ان سے حدیث کی پیشین گوئی ثابت ہو سکے یا ہم مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لیں۔

اس بحث کے بعد وقت باقی نہیں رہا تھا۔ہم دونوں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ پھر گفتگو ہوگی اور اس کے بعد واپسی بلدہ میں نے چند سوالات لکھ کر مولوی صاحب موصوف کے پاس بھیجے۔ میرے سوالات اور ان کے جوابات ذیل میں درج ہیں۔

معزز ناظرین! مولوی صاحب کے جوابات سے خود نتیجہ نکال لیں گے کہ جوابات کس حدتک درست ہیں۔ لیکن ان جوابات کے ساتھ مولوی صاحب نے مجھے ایک اور کتاب دی جو سابق الذکر مطبع کی اوراسی تاریخ کی مطبوعہ ہے۔ اس کتاب میں بہ نسبت کتاب اول الذکر کے مضامین زیادہ ہیں۔ ان دونوں کتابوں کو جن کے نام عقائد احمدیہ ہیں اور جوابات مذکورہ بالا کو پڑھنے کے بعد مجھے جو کچھ اعتراضات ہیں۔ ان کو تابحد معلومات کے میں لکھتا ہوں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بس یہی جوابات اور اعتراضات ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارے علماء اور فضلاء نے جوابات دیئے ہوں جو میری نظر سے نہیں گزرے ہیں۔ ہر شخص مجاز ہے کہ جس حدتک اس کو معلومات ہیں۔ اس حدتک اعتراض کرے اور اپنے اطمینان کے لئے مخالف سے جواب کا طالب ہو میرے سوالات حسب ذیل تھے۔ جن کا جواب میرے فاضل دوست نے دیا ہے۔ جو میرے سوالات کے تحت میں درج ہیں۔ چونکہ میرے عقیدہ کی رو سے دنیا بھر میں مذہب سے زیادہ پیاری چیز کوئی نہیں ہے اور میرے مذہب کے خلاف میں نے باتیں دیکھیں اس لئے مجھے ضرور ہوا کہ میں اس کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار آزادانہ طور پر کروں۔ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ مجھے معافی دی جائے گی۔

مولوی صاحب موصوف کے جوابات پر مجھے جو اعتراضات ہیں۔ ان کو میں نے طبع کرادیا ہے تاکہ ہمارے برادران اسلام جو خود اعتراض کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ عقائد احمدیہ کو دیکھ کر کوئی مغالطہ نہ کھائیں اور دوسرے برادران اسلام جن کو خدا نے خود ان کے سمجھنے کی لیاقت دے رکھی ہے۔ ان اعتراضات کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر مجھ سے اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے توبراہ کرم مجھے اطلاع فرمائیں تاکہ میں اپنی غلطی کا علم حاصل کرسکوں۔

خادم مسلمانان دین رسول کریم (محمد عبدالرحیم وکیل المتخلص سلیم)

مولانا بالفضل اولنا جناب مولوی حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائی کورٹ

السلام علیکم! محبوب آباد کے مسافر بنگلہ میں آپ سے اور مجھ سے گفتگو ہوئی تھی۔ چونکہ اس گفتگو سے میری پوری تشفی نہیں ہوئی اس لئے چند سوالات ذیل میں کر کے جواب کا طالب ہوں۔ اگر آپ کو فرصت ہو اور تکلیف نہ ہو تو براہ کرم جواب سے مسرور فرمائیں۔ مقتضائے فطرت انسانی یہ ہے کہ اچھی بات کی تلاش کرتا ہے اور میری طبیعت کا خاصہ یہ ہے کہ میں اچھی بات کے ماننے میں ہٹ دھرمی نہیں کرتا ہوں۔ جو بات سچی اور اچھی ہو اس کو مان لینا ہر انسان پر لازم ہے۔

(عبدالرحیم)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ...... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب زادلطفہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ! جناب کا نامہ فرحت شامہ پہنچا۔ جناب کی عالی حوصلگی سے دل مسرور ہوا۔ واقعی میں اگر کوئی آدمی عدل اور انصاف سے کسی بات کی جانچ وپڑتال میں مشغول ہوتو امید بندھتی ہے کہ وہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔ مجھے جناب سے بھی اسی بات کی توقع ہے۔ امید ہے جناب ازراہ تحقیق ضرور سلسلہ احمدیہ کی جانب متوجہ ہوں گے۔ خدا سے دعا ہے کہ جس طرح اس نے میرے دل پر سلسلہ حقہ کی حقیقت کھول دی ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی اس سے بہرہ ور کرے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے میری یہ بھی گزارش ہے کہ آپ انکشاف حق کے لئے خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگا کریں۔

’’واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم‘‘ جناب کے دس سوالوں کا جواب بحذف سوالات بہ ترتیب درج ذیل ہے۔

سوال نمبر۱

کیا جناب مرزا کا یہ دعویٰ تھا کہ میں مہدی اور مثیل مسیح ہوں یا صرف مثیل مسیح؟ یا مہدی اور مسیح دونوں کی صفات ان کی ذات واحد میں تھیں۔

جواب نمبر۱

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی ہوں اور مسیح بھی اور یہ بات کوئی اعجوبہ نہیں ایک شخص کے بلحاظ صفات واعتبارات مختلف نام ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی شخص کو ہم بلحاظ اس کی صفات شجاعت وسخاوت کے رستم دوراں وحاتم زماں کہہ سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی بلحاظ ہدایت مسلمانوں کے لئے مہدی اور بلحاظ اصلاح نصاریٰ مسیح کے اسم سے موسوم ہوا ہے۔ چونکہ مسیح ناصری کی وفات بدلائل قرآن واحادیث وتاریخ قطعی ہے۔ اس لئے آنے والا موعود بلحاظ صفات ایک ہی شخص ہے۔ ہاں لفظ مسیح کا اطلاق آپ پر بطور استعارہ کے ہے۔ اس لئے آپ نے بغرض تفہیم مثیل مسیح کے لفظ کو اختیار کیا ہے اور کہیں اس شبہ کے ازالہ کے لئے کہ کوئی لفظ مسیح مندرجہ احادیث سے اصلی مسیح نہ سمجھ لے، محض لفظ مسیح استعمال کیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ مسیح محمدی اور ہے جس کی بعثت کا امت کو انتظار ہے اور مسیح ناصری جو کہ صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے رسولاً الیٰ بنی اسرائیل اور وہ وفات پاچکے اور جن کی وفات پر آیت ’’ماجعلنا لبشر من قبلک الخلد (الانبیاء:۳۴)‘‘ صریح دلالت کرتی ہے۔

سوال نمبر۲

اس کے ثبوت میں انہوں نے کیا کیا؟ امور دنیا کے سامنے پیش کئے اور کن کن وجوہ اور ثبوت سے انہوں نے دنیا کو اپنے مہدی اور مسیح موعود ہونے پر اطمینان دلایا؟

جواب نمبر۲

دلائل دعویٰ مہدویت ومسیحیت سے آپ کی ۸۳کے قریب کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مگر میں مشتے نمونہ ازخروارے چند دلائل بیان کرتا ہوں اور میرے خیال میں سردست یہی کافی ہیں۔

ا...... مہدی کے متعلق احادیث میں آیا کہ اس کی زبان میں لکنت ہوگی اور وہ بات کرتے وقت رانوں پر ہاتھ مارے گا۔ کشادہ پیشانی اور کشیدہ بینی اس کا حلیہ بتلایا گیا ہے۔ یہ سب امور آپ میں موجود تھے اور بڑی صفت اس کی بتلائی گئی ہے کہ عدل سے دنیا کو بھردے گا۔ یہ صفت بعد رسول کریم ﷺ بجز مرزا قادیانی کے آج تک کسی میں نہ پائی گئی۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ کسی نے ظلم (ان الشرک لظلم عظیم) یعنی ابنیت عیسیٰ کی تردید اس زور شور سے کی ہو اور اشاعت توحید کے لئے اس کی جماعت نے ہر بڑے بڑے عیسائی شہر میں اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہو، ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پھر آپ کو مہدی تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے؟

دلیل نمبر۲...... مسیح کے متعلق احادیث میں آیا ہے ’’یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ‘‘جس کا معنی علامہ ابن حجرؒ نے یہ بیان کیا ہے ’’یبطل دین النصرانیه بالحجج والبراھین ‘‘یعنی حجۃ وبرہان سے مسیح، مذہب نصاریٰ کی دھجیاں اڑا دے گا۔ اب بتلائیے کہ یہ صفت مرزا قادیانی اور ان کے متبعین میں موجود ہے کہ نہیں ہے اور ضرور ہے تو پھر آپ کو مسیح ماننے میں کیا شک؟

سوال نمبر۳

آپ مہدی اور مسیح کو ایک سمجھتے ہیں یا جدا جدا؟ اگر ایک سمجھتے ہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب نمبر۳

ہم مہدی اور مسیح بلحاظ صفات ایک ہی شخص کو سمجھتے ہیں اور ان کے ثبوت میں سردست دو دلائل کافی ہیں۔

دلیل نمبرا...... مہدی اور مسیح کے الفاظ حدیث میں موجود ہیں۔ مسیح سے مسیح ناصری سمجھنا یہ بھی ایک غلطی ہے۔ جس میں مسلمان پڑ کر مرزا قادیانی کو ماننے سے اب تک رکے ہوئے ہیں۔

حالانکہ مسیح کا لفظ استعارۃ مہدی پر اطلاق پاتا ہے اور بس اگر کوئی اثنیت مہدی اور مسیح کا قائل ہے تو پہلے وہ حیات عیسیٰ کا ثبوت دے۔ جنہیں وفات پاکر آج دو ہزار برس کے قریب ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر۲...... ’’لا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم‘‘(ابن ماجہ) یعنی ابن ماجہ جس کا صحاح ستہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی ہیں۔

سوال نمبر۴

کیا آپ مرزا قادیانی کو مہدی سمجھتے ہیں یا مسیح بھی، اور اس کے ثبوت کے لئے آپ کے پاس دلائل اور وجوہ کیا کیا ہیں؟

جواب نمبر۴

سوال نمبر چار کا جواب غالباً جواب نمبر تین میں آچکا ہے۔

سوال نمبر۵

اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کو مہدی موعود یا مسیح موعود ماننے کے لئے ثبوت مانگے تو اس کے اطمینان کے لئے اور کیا کیا ثبوت دیا جاسکتا ہے؟

جواب نمبر۵

سوال نمبر پانچ کا جواب غالباً جواب نمبر دو میں موجود ہے۔

سوال نمبر۶

کیا معتقدین مرزا قادیانی، مرزا قادیانی کو مسیح موعود ہونے کی وجہ سے نبی سمجھتے ہیں یا کوئی جداگانہ ظلی نبی مانتے ہیں۔ آیا صرف نبی سمجھتے ہیں یا رسول بھی کیونکہ سنا گیا ہے کہ بعض معتقد ان کو رسول قدانی کہا کرتے ہیں۔

جواب نمبر۶

مسیح موعود کے لئے صحیح مسلم میں عیسیٰ نبی اللہ کا لفظ چار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ خود رسول کریم ﷺ نے موعود کو نبی اللہ کہا ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس لئے آپ نبی اللہ بھی ہیں۔ ہاں، نبی کی تشریح میں آپ نے اس امر کی وضاحت کردی ہے کہ میں صاحب شریعت نبی نہیں ہوں۔ بلکہ آپ کی شریعت کا متبع نبی یا ظلی نبی ہوں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک صدہا متبع شریعت موسویہ انبیاء گزرے اور عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسویہ کے پیرو تھے اور لفظ رسول و نبی باصطلاح قرآن مترادف ہیں اور خود موعود کے لئے حسب

قول اکابرین مفسرین آیت ’’ھوالذی ارسل رسوله بالھدی‘‘ میں لفظ رسول موجود ہے۔

سوال نمبر ۷

آیت ’’ماکان محمد اباأحد‘‘ میں جو لفظ خاتم ہے۔ اس سے کیا مراد لی جاتی ہے؟ کیا بعد ہمارے نبی کریم ﷺ کے کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ خاتم النّبیین کے معنی اور مطلب صراحت کے ساتھ مطلوب ہیں۔

جواب نمبر ۷

آیت خاتم النّبیین پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ جتنے مترجم قرآن ومفسر خاتم کا ترجمہ (مہر) کرتے ہیں۔ وہ نہایت صحیح ہے۔ اب لفظ خاتم کسی متبع نبی کی آمد کا مانع نہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مہر جس پر ہو، وہ سچا نبی یعنی رسول کریم جس کو نبی کہہ دیں، اس کی نبوت میں کیا شک؟ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں آنے والے موعود کو نبی، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے بلفظ نبی یاد کیا ہے۔ اس لئے وہ بھی نبی ہے۔ علاوہ ازیں عرب میں خاتم الشعراء، خاتم المفسرین وخاتم الحفاظ، خاتم المحدثین کا لفظ صدہا مرتبہ مستعمل ہوا کرتا ہے۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کسی کو خاتم الشعرء کہا گیا۔ اس کے بعد کوئی شاعر دنیا میں موجود نہیں یا یہ کہ کسی کو خاتم المفسرین کہا گیا تو اس کے بعد کوئی مفسر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ علی ہذا القیاس۔ دوسری نظیر بھی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کمال کے مفسر یا شعراء پیدا نہیں ہوسکتے۔ یہ صحیح ہے۔ اسی طرح یہ بھی بالکل صحیح اور یقین ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کمال کا کوئی نبی قیامت تک ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۸

اگر کوئی شخص مرزا قادیانی پر اعتقاد نہ لائے تو آپ اس کو کیا سمجھتے ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا آپ کے ہاں جائز نہیں ہے۔

جواب نمبر ۸

کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کو کافر کاذب سمجھنے والوں کے پیچھے سنیوں کی نماز درست ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر مسیح موعود کو کافر کاذب جاننے والوں کے پیچھے ماننے والے کی نماز کس طرح درست ہوگی؟ علاوہ ازیں مسیح موعود نبی اللہ ہے اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ یہ سنیوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا آپ موعود کے منکر کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ خواہ وہ آپ کے خیال کے مطابق ہی آئے۔

سوال نمبر۹

اگر فرض کیا جائے کہ آئندہ کوئی شخص پیدا ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مرزا قادیانی سے زیادہ وہ اسلام کی ہمدردی کرے اور جو خرابیاں اسلام میں پیدا ہوگئی ہوں، ان کو دور کرے اور یورپ اور ایشیاء میں حالت موجودہ سے زیادہ مشن پھیلا دے اور دین اسلام کے اشاعت میں بہت زیادہ خدمات کرے اور وہ تمام صفات جو مسیح موعود میں ہونی چاہئیں، سب اس میں موجود ہوں۔ تو کیا اس کے مسیح موعود ہونے پر کوئی اعتراض ہوسکے گا؟ اگر ہوگا تو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟

جواب نمبر۹

سوال نمبر۹ کے جواب میں عرض ہے کہ اس سے علامات مبینہ رسول کریم ﷺ مشتبہ ہوں گے۔ جس کو کوئی مسلمان نہیں مان سکتا۔ ایسا سوال ایک عیسائی اور یہودی بھی کرسکتا ہے کہ توریت یا انجیل میں جس نبی (یعنی آنخضرت ﷺ) کی آمد کی بشارت ہے۔ ممکن ہے کہ ان صفات کا کوئی دوسرا شخص آئندہ پیدا ہو۔

سوال نمبر۱۰

کیا مہدی موعود کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اولاد حضرت علیؓ سے ہو اور ’’یبعث اللّٰہ فی الدنیا رجل منی اومن اھل بیتی اسمہ اسمی وکنیۃ کنیتی و اسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وقال ایضاء علیہ السلام المہدی من عترتی ومن اولاد فاطمۃ وقال ایضاً علیہ السلام بلاء یصیب ھذا الامۃ حتی لایجدالرجل ملجاء یلجاء الیہ من الظلم فیبعث اللّٰہ من عترتی من اھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطا وعدلا کم ملئت ظلما جورا ویرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من قطرھا شیئا الاصبتہ مدرارا ولا تدع الارض من نباتھا شیئا الااخرجتہ حتی تتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذالک سبع سنین اوثمان نین اوتسع سنین ‘‘ (مصنف عبدالرزاق ج۱۰ص۳۱۶) کی نسبت آپ کا کیا جواب ہے؟

امید ہے کہ اس تکلیف دہی کی معافی دی جائے گی۔ براہ کرم ایک جلد اس کتاب کی اور روانہ فرمایئے۔ جو مجھے آپ نے محبوب آباد میں عقائد احمدیہ کے متعلق مرحمت فرمائی تھی۔ وہ کتاب ایک صاحب مجھ سے لے گئے۔ (نیازمند عبدالرحیم وکیل، یکم شہریور۱۳۳۲ف)

جواب نمبر۱۰

سوال نمبر۱۰ میں آپ نے جو احادیث درج فرمائے ہیں۔اس میں راوی کو شک ہے۔ خود راوی کہتا ہے ''رجل منی اومن اهل بیتی '' بلکہ بعض اسی پایہ کی حدیثوں میں من امتی کا لفظ بھی موجود ہے۔(دیکھو مشکوٰۃ) پھر اولاد علیؓ پر ہی یقین کر بیٹھنا اور سب قطعی علامات کو ترک کر کے ایک شکی امر پر تکیہ کرنا کہاں تک درست ہے اور اگر محض نام کی مطابقت ہی صدق مہدویت کی دلیل ہے تو مہدی سوڈانی کو کیوں مسلمانوں نے اب تک مہدی نہ مانا۔حالانکہ اس کا نام محمد اور احمد اور اس کے باپ کا نام عبداللہ اور اس کی ماں کا نام آمنہ تھا پڑھو محاربات مہدی سوڈان حدیث میں موافقت کا لفظ ہے ''یواطی اسمه اسمی ''اور موافقت دو ناموں کے لئے محمد اور احمد یا غلام احمد اور اسمین ابوین کے لئے عبداللہ و غلام مرتضیٰ۔

نام پدر مرزا قادیانی علیہ السلام، کچھ نا مجانس نہیں محمد اور احمد میں موافقت ہے۔اسی طرح غلام اور عبد میں مواطات ہے۔

مختصر اور سرسری طور پر یہ جواب قلم برداشتہ لکھا گیا ہے۔اگر کوئی بات ناگوار طبع ہو تو معافی کی امید ہے۔اللہ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔

فقط مرقوم ۸شہر یور۱۳۳۲ف

خاکسار محمد بہاء الدین خان ساکن دریچہ بوابیر از جانب
حافظ مولوی عبدالعلی صاحب وکیل ہائی کورٹ

''الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد رسول الله خاتم النّبیین وعلے اله الطهرین واصحابه المهدین الراشدین رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین''

''ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذهدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ''عقائد فرقہ قادیانی کا کچا چٹھہ دیکھنا ہو تو تکلیف گوارہ فرما کر آخر تک ملاحظہ فرمائیے۔بغیر تمام پڑھنے کے خدارا قادیانی نہ ہو جائیے۔

فرقہ نو جو قادیانی ہے اس کے غم کی یہ سب کہانی ہے
مسلمو میں نے جو لکھی تردید آپ سب کو مجھے سنانی ہے

سنئے اور خوب دل لگا کر سنئے

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدی ہونے کا صحیح تھا؟ میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ

مرزا قادیانی مہدی موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ ان کا دعویٰ ارشاد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے۔ وہ ارشاد حسب ذیل ہے۔

''یبعث اللّٰہ فی الدنیا رجلا منی ومن اھل بیتی یواطی اسمه اسمی وکنیته کنیتی واسم ابیه اسم ابی یملا لارض قسطا عدلا کما ملئت ظلما وجورا ''یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک مرد پیدا کرے گا جو میرے سے ہوگا یا میرے اہل بیت سے اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ دنیا کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا۔ جس طرح دنیا میں ظلم اور جور بھر گیا ہے۔

دوسرا ارشاد یہ ہے: ''المهدی من عترتی ومن اولاد فاطمة ''مہدی میرے رشتہ داروں سے اور اولاد فاطمہؓ سے ہوگا۔

تیسرا ارشاد: ''بلاء یصیب هذه الامة حتی لا یجدالرجل ملجاء یلجاء الیه من الظلم وفبعث اللّٰہ رجلا من عترتی من اھل بیتی یملا به الارض...... لاتدع السماء من قطرها شیئا الاصبته مدراراولا ترع الارض من مائها شیئا اخرجته حتی تتمنی الاحیاء الاموات فی ذلك سبع سنین اوثمان اوتسع سنین'' (مصنف عبدالرزاق ج۱۰ص۳۱۶)

یعنی اس امت کو بلا پہنچے گی یہاں تک کہ کسی شخص کو پناہ کی جگہ نہیں ملے گی کہ پناہ لے سکے، اس کے طرف ظلم سے۔ پھر پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری اولاد سے اور میری اہل بیت سے۔ پس بھر دے گا اللہ اس کے سبب سے زمین کو عدل وانصاف سے جیسی کہ بھر گئی ہے زمین جور وستم سے۔ اس سے راضی ہوں گے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے۔ نہ چھوڑے گا آسمان اپنے مینہ کے قطروں سے کچھ مگر بکثرت اس کو برسائے گا اور نہ چھوڑے گی زمین اپنی روئیدگی سے کچھ مگر کہ نکالے گی اس کو یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے مردوں کی (احیاء کے ہمزہ کو زبر کے ساتھ پڑھو تو مصدر معنی زندہ کرنے کے ہوں گے۔ یعنی مردے آرزو کریں گے زندگی کی اور رہیں گے یعنی مہدی علیہ السلام) اسی خوشی میں سات برس یا آٹھ یا نو برس۔

اور قول حضرت بندگی شیخ سعدی کا یہ ہے: ''لن یخرج المهدی حتیٰ یسمع من شی اك علیه اسرار التوحید ''اور خاتم الاولیاء نیز گویند چنانکہ آغاز نبوت از آدم علیہ السلام۔

بود وختم نبوت محمد مصطفیٰ شد آں چناں آغاز ولایت از امیر المومنین علیؓ کرم اللہ وجہہ ست وختم ولایت بر سید محمد مہدی موعود خواہد شد ودر زمانے کہ او پیدا خواہد شد توالد وتناسل در دنیا نخواہد بود وقتے کہ مرد وزن جفت خواہند شد مضغہ حمل پیدا خواہد شد باز بہ مدتے اسقاط خواہد شد۔ شکر مر خدائے را کہ ہنوز مسلماناں کلمہ گو ونماز گزار روزہ دار در دین اسلام پیدا می شوند ودم توحید میزنند وخدا را بہ یگانگی پرستش میکنند وقومے کہ درین عہد بہ دروغ دعویٰ مہدی موعود میکنند یقین بدانند کہ خالی از ہوائے نفس دیگر شیطان نیستند۔

۱...... احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ اول مہدی کا اولاد حضرت فاطمہؓ سے ہونا ضرور ہے۔

۲...... اوران کا ایسے زمانے میں پیدا ہونا ضرور ہے کہ جبکہ مسلمانوں کے لئے دنیا میں پناہ کی جگہ تک نہ مل سکتی ہو۔

۳...... ان کا نام اوران کے باپ کا نام سرور عالم حضرت محمد ﷺ کے اوران کے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔

۴...... ان کا آنا ایسے وقت میں ہوگا جبکہ دنیا میں توالد وتناسل کا حسب قول حضرت بندگی شیخ سعدیؒ انقطاع ہو جائے گا اور زمین میں ظلم وجور پھیلا ہوگا اور مہدی علیہ السلام ایسے وقت میں مبعوث ہوں گے اور ساری دنیا سے جور وستم کو دور کریں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جیسا کہ ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی نے کون سا عدل فرمایا؟ عدل کے لغوی معنوں کے اعتبار سے فرمائیں کہ کیا عدل کیا گیا؟ مناظرہ یا مباحثہ کرنا (غیر مذہب والوں سے) عدل نہیں ہے۔

مرزا قادیانی نے تو ۱۸۴۰ء کے بعد پیدا ہوکر دعویٰ مہدیت کا کیا اور جو عبارت فارسی کی اوپر لکھی گئی ہے۔ وہ ان کی پیدائش سے سو سال قبل لکھی گئی ہے اوراس میں پیش گوئی کر دی گئی ہے کہ جھوٹے مدعیان مہدیت پیدا ہوں گے۔ یقین کرو کہ ایسے دعویٰ خالی حرص وہوائے نفس شیطانی کے نہیں ہوں گے۔ مرزا قادیانی ذات کے مغل نام ان کا غلام احمد، ان کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔ ایسے زمانے میں وہ پیدا ہوئے جبکہ بفضل خدا چالیس کروڑ مسلمان کلمہ گو اور ایک خدا کے ماننے والے نماز گزار روزہ رکھنے والے اور دوسرے فرائض دین کے ادا کرنے والے موجود ہیں اور دنیا میں نہ کوئی ایسا جور وظلم ہے جیسا کہ مقصود حدیث شریف کا ہے۔

تو تھوڑی سی غور وفکر کے بعد بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ حضرت موصوف کا دعویٰ بالکل

خلاف حدیث کے ہے اور وہ ہرگز مہدی موعود نہیں ہیں۔ میرے فاضل دوست مولوی عبدالعلی صاحب نے جو دلیل نمبر ا مرزا قادیانی کو مہدی ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہے کہ ان کے زبان میں لکنت تھی اور رانوں پر ہاتھ مارا کرتے تھے۔ پیشانی کشادہ اور کشیدہ بنی تھی اور چونکہ یہی حلیہ مہدی کا حدیث کی رو سے بتلایا گیا ہے۔اس لئے حضرت موصوف مہدی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا یہی علامات دوسرے اور بہت سے اشخاص میں نہیں ہیں؟ محض ان علامات کے لحاظ سے (گو وہ قوم کا افغان ہو) اگر کوئی شخص ذی علم دعویٰ کر بیٹھے کہ میں مہدی موعود ہوں تو ہم کیوں ماننے لگے؟

بڑی چیز تو یہ ہے کہ مہدی کا اولاد حضرت فاطمہؓ سے ہونا ضرور ہے اور وہ سید محمد مہدی نام کا ہوگا اور اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا جو آنحضرتﷺ کے والد ماجد کا نام تھا۔مرزا قادیانی کے نام کے متعلق جو بحث لفظ مواطات کی میرے فاضل دوست نے چھیڑی ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرسکتا۔مختلف لغتوں میں مواطات کے معنی موافقت کردن کے ہیں۔اس سے توافق بالمعنی مراد نہیں ہے۔ بلکہ کلی توافق ضرور ہے۔ جیسا کہ منشاء حدیث شریف کا ہے اور منطق میں حمل مواطات اس کو کہتے ہیں کہ جب حمل حقیقت موضوع پر بلا واسطہ ہو اور حمل سے مراد ایک شے کا دوسری شے پر محمول ہونا ہے۔جیسے انسان حیوان ناطق ہے۔

اگر تحقیق نہ ہو محمول کا کلیتًا موضوع کے لئے جیسے تعریف انسان یہ کی جائے ذو بیاض ہے تو یہ حمل اشتقاق ہے۔میرے دوست نے لفظ مواطات سے جو بحث کی ہے، بلحاظ لغوی معنوں کے اور بلحاظ منطق کے صحیح نہیں ہے۔ باصطلاح منطقین خبر گشتن چیزے بلا واسطہ مر مبتدا را ائے بدوں انضمان کلمہ ذو وغیر آں چنانچہ زید قائم بخلاف زید قیام کہ حمل صحیح نمی باشد مگر بواسطہ ذوائے زید وزو قیام، اسمہ اسمی اسم ابیہ اسم ابی سے یہ امر صاف ہے کہ نام مہدی موعود کا سید محمد ابن عبداللہ ہونا لازم ہے۔جبھی تو اولاد فاطمہؓ سے ہوگا۔ جب وہ سید ہو۔اگر احمد اور محمد کے اسمائے جلالی اور جمالی سے تعبیر کرکے مرزا قادیانی نے اپنے نام کو اسمہ اسمی میں داخل کرلیا تو ''واسم ابیہ اسم ابی''میں تو کسی طرح داخل نہیں ہوسکتے۔

کیونکہ غلام مرتضیٰ سے کوئی مواطات عبداللہ سے نہیں ہے۔پھر کیونکر ایک مغل صاحب خلاف حدیث کے صریح مضامین اور مطالب کے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔یہ بحث اس قدر صاف ہے کہ اس میں الجھنے کی کوئی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی۔سیاق عبارت اور فحوائے کلام کے خلاف کھینچ تان کر زبردستی شاخ در شاخ معنی کرنا کیا ضرور ہے۔یہ کوئی معمے اور پہیلیاں تو ہے ہی نہیں۔عبارت روز روشن کی طرح صاف ہے۔اگر میرے عالم دوست نے غلام مرتضیٰ سے

غلام اور عبد میں مواطات قرار دیا تو مرتضیٰ اور اللہ میں کیونکر مواطات قائم فرمائیں گے۔ مرتضیٰ بمعنی پسندیدہ ہے اور چونکہ مرتضیٰ لقب حضرت علیؓ کا تھا۔ مسلمانوں نے فخر کے طور پر غلام مرتضیٰ نام رکھنا شروع کر دیا۔ لیکن لفظ مرتضیٰ اور اللہ میں تو کچھ بھی مواطات نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور ہمارے سرور عالم کے والد ماجد کا اسم مبارک عبداللہ۔

پس ان دونوں ناموں میں مواطات کہنا تو کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ اگر عبدالرحمٰن نام ہوتا تب بھی ہم نہیں مان سکتے۔ رحمٰن، رحیم وغیرہ اسمائے صفات ہیں اور اللہ اسم ذات جب تک صاف عبداللہ نہ ہو نہیں مانا جاسکتا۔ بحث مواطات کی تو رہنے دیجئے۔ اب صحاح کی حدیث سنئے (ابوداؤد ج۲ص۱۳۱) ''قال رسول اللہ ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنیٰ الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین '' اس حدیث میں الفاظ المهدی منی بہت غور طلب ہیں۔ مرزا قادیانی جو قوم کے مغل ہیں، منی میں داخل نہیں ہوسکتے۔

میرے فاضل دوست کے استدلال کے بموجب اگر ناک اور پیشانی مرزا قادیانی کی جیسا کہ بیان کی جاتی ہے۔ اسی قسم کی ہو جیسی کہ حدیث میں بیان ہورہی ہے۔ لیکن المهدی منی کا کیا جواب ہوسکتا ہے اور یملك سبع سنین کا کیا جواب ہوسکتا ہے اور ابوداؤد کی دوسری حدیث بھی سنئے ''المهدی من عترتی ومن ولد فاطمة (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱) '' بلحاظ اس حدیث کے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو شخص قوم کا مغل ہو۔ وہ دعویٰ مہدی ہونے کا کرسکتا ہے؟ اس حدیث کی رو سے اور دوسری حدیثوں کے منشاء کے موافق بھی جن کو اوپر نقل کر چکا ہوں، مہدی کا اولاد فاطمہؓ سے ہونا ضرور ہے۔

اور ترمذی اور ابوداؤد کی متفقہ متعدد حدیثیں ہیں جن میں زیادہ صراحت اس بات کی ہے کہ مہدیؑ کس ملک سے ہوں گے۔ ایک ان میں سے یہ ہے ''لاتذهب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱) '' فرمایا سرور عالم ﷺ نے دنیا فنا نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک شخص اہل بیت سے میرے موافق ہوگا۔ اس کا نام میرے نام کے بلحاظ صحاح کی اس حدیث کے مہدی تو وہ ہوں گے جو عرب کے ملک کے مالک ہوں گے۔ کیا مرزا قادیانی ملک عرب کے مالک تھے۔ نام میں تو کھینچ تان کر مواطات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ''یملك العرب '' عرب کا مالک ہوگا۔ سنئے! مرزا قادیانی کو کس طرح متعلق کیا جائے گا۔ میرے فاضل دوست تو وکیل ہیں۔ میں ان کی بحث کے

لحاظ سے ایک مقدمہ پیش کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ آپ اس مقدمہ میں وکالت کر کے کامیاب کرا دیجئے۔ تو میں معقول محنتانہ دوں گا تو کیا وہ اس مقدمہ کو عدالت میں پیش کر کے کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ وہ مقدمہ یہ ہے۔

زید جو دس لاکھ روپیہ کا مالک تھا، ایک وصیت نامہ لکھ کر مرا۔ وصیت نامہ میں یہ لکھا کہ میرے دس لاکھ روپیہ میں سے ایک لاکھ روپیہ محمد ولد عبداللہ، میرے بھانجا کو دے دیئے جائیں۔ زید کے دو بھانجے ہیں۔ ایک محمد ولد عبداللہ، دوسرا غلام احمد ولد شیخ مرتضٰی۔ میں فاضل دوست سے کہتا ہوں کہ بروئے وصیت لاکھ روپیہ غلام احمد ولد شیخ مرتضٰی کو ملنے چاہئیں اور محمد ولد عبداللہ کو نہ ملنے چاہئیں۔ کیونکہ وصیت کرنے والے کا منشاء یہ تھا کہ لاکھ روپیہ غلام احمد ولد شیخ مرتضٰی کو جو وہ بھی اس کا بھانجہ ہوتا ہے، دلایا جائے اور چونکہ محمد اور احمد میں مواطات سے اور شیخ مرتضٰی اور عبداللہ میں بھی مواطات ہے۔ اس لئے غلام احمد ولد شیخ مرتضٰی کی طرف سے آپ وکالت کیجئے اور لاکھ روپیہ وصول کیجئے تو آپ کو بھی دس ہزار روپیہ محنتانہ دیا جائیگا۔

تو کیا میرے فاضل دوست اس بحث کی بناء پر عدالت میں مقدمہ غلام احمد ولد شیخ مرتضٰی کی طرف سے پیش کرنے پر راضی ہو جائیں گے اور ان کا ضمیر ان کو ایسا مقدمہ لینے پر مجبور کرے گا اور کیا میرے دوست اس بحث کی بناء پر کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں اور کیا عدالت ہائے انصاف میں ایسی بحثیں کامیاب ہوسکتی ہیں۔ اگر اس قسم کی بحثوں پر کامیابی کی امید نہیں ہوسکتی ہے تو میں افسوس کے ساتھ فاضل دوست سے اس امر کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوں کہ وہ اپنے نبی کی اس قسم کی بحثوں پر کبھی خدا کے پاس بھی کامیابی کی امید نہیں کر سکتے ہیں اور اگر اس قسم کی بحث ان کے نبی نے ہی بتائی ہے اور خود انہوں نے اپنی طبیعت سے اس بحث مواطات کو چھیڑا ہے اور اس بحث کی وجہ سے مرزا کو مسیح یا مہدی موعود مانا ہے تو ان پر لازم ہو جائے گا کہ وہ غور فرمائیں کہ جب ہماری ایسی بحث دنیا کی عدالتوں میں کامیاب نہیں ہوسکتی تو اس عادل ذوالجلال اور منصف حقیقی کی عدالت میں کیونکر کامیاب ہوگی؟

میرے عالم دوست نے جس حدیث ابوداؤد کے حوالہ سے مرزا قادیانی کو مہدی موعود ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اس بناء پر کہ ان کی پیشانی ایسی تھی اور ان کی ناک ایسی تھی اور حدیث میں بھی مہدی موعود کی وہی علامات بیان کی گئی ہیں۔ تو پھر مرزا قادیانی کو مہدی موعود ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔ اس بحث کی بناء پر میرے لائق دوست کو ایک اور مقدمہ دیتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ میں کامیاب کرادیں گے یا اس مقدمہ کے لینے ہی سے قطعاً انکار کر

دیں گے اور مقدمہ والے کو بے وقوف کہیں گے یا عقلمند؟

ایک شخص احمد فاروق کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ ایک شخص سید احمد فاروق جو مالک ہوگا۔ تعلقہ فیض آباد کا آئے تو دس لاکھ روپیہ دے دیئے جائیں۔ میں نے اس سے ایک ہیرا خریدا تھا اور اس شخص کی پیشانی کشادہ اور کشیدہ بینی ہے اور جب وہ بات کرتا ہے تو رانوں پر ہاتھ مارا کرتا ہے۔ ایک شخص جس کا مشہور نام محمد عمر خان ہے۔ میرے لائق دوست سے کہتا ہے کہ چونکہ سید احمد فاروق میں ہی ہوں۔ میری طرف سے دعویٰ رجوع کر کے روپیہ دلوا دیجئے۔ جب اس سے اعتراض ہو کہ تیرا نام محمد عمر خان ہے۔ تجھے کیونکر روپیہ ملے گا۔ تو وہ کہتا ہے کہ احمد اور لفظ محمد میں مواطات ہے اور فاروق اور عمر میں بھی مواطات ہے اور میری پیشانی کشادہ ہے کشیدہ بینی ہے۔ گفتگو کرتے وقت رانوں پر ہاتھ بھی مارا کرتا ہوں۔ اس لئے سید احمد فاروق میں ہی ہوں۔

جب اس سے کہا گیا کہ تم پٹھان ہو اور حکم شاہی میں سید احمد فاروق لکھا ہوا ہے اور اس کا مالک تعلقہ فیض آباد ہونا بھی ضرور ہے۔ نہ تم سید ہو، نہ مالک تعلقہ ہو۔ ان اعتراضات کا تو وہ جواب نہیں دیتا لیکن حلیہ کی بناء پر اور نام کے مواطات کی بناء پر وہ دعویٰ کرنا چاہتا ہے۔ کیا میرے لائق دوست بلکہ برٹش انڈیا میں کوئی ایسا وکیل ہے کہ اس بحث کی بناء پر اس کو کامیاب کرادے یا کم ازکم مقدمہ ہی رجوع کرے۔ اگر کوئی وکیل اس کو کامیاب نہیں کرا سکتا تو مرزا قادیانی کو کامیاب کرانے میں کس طرح وکالت کی جاسکتی ہے۔ مہدی تو وہ ہوگا کہ جو سید ہو اور اس کا نام محمد باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور وہ مالک ہوگا عرب کے ملک کا۔

مرزا قادیانی نہ سید، نہ ان کا نام محمد نہ باپ کا نام عبداللہ، نہ وہ مالک عرب کے ہوئے اور نہ دوسری حدیثوں کی رو سے وہ مصداق مہدی موعود ہوسکتے ہیں۔ تو محض اس وجہ سے کہ کشادہ پیشانی اور کشیدہ بینی رکھتے تھے اور رانوں پر ہاتھ مارا کرتے تھے، مہدی موعود ہو جائیں گے اور باقی الفاظ حدیث کے گاؤ خورد ہو جائیں گے۔ یہ تو اس قدر صاف بحث ہے کہ بچے بھی سمجھ جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ قادیانی حضرات کی سمجھ میں نہیں آئی اللہ ان کو اب سمجھنے کی توفیق دے۔

البتہ اس موقع پر ایک انگریزی کی مثال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ:

They said to the hen eat and do not scatter. The corn about she replied I cannot leave off my habbit.

یعنی ’’مرغی سے کسی نے کہا کہ تو دانہ کھا مگر اس کو بکھیر نا مت۔ وہ بولی جناب میں تو اپنی عادت بدل نہیں سکتی۔‘‘

براہ کرم غور سے اور توجہ سے پڑھیے اور انصافانہ فیصلہ فرمائیے۔ ہم امید نہیں کر سکتے کہ کسی کو مثل متذکرہ بالا کے زبان پر لانے کی بھی ضرورت ہوگی۔

ایک اور مثل مشہور ہے کہ ایک شخص کسی کی ملاقات کو گیا تو اس نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ میرا نام حاجی ہے تو دوسرے شخص نے کہا کہ نہیں تو سگ (کتا) ہے۔ شخص اول الذکر نے حیرت سے پوچھا جناب میں تو آدمی ہوں اور میرا نام حاجی ہے۔ آپ مجھے (سگ) کس طرح کہتے ہیں؟ تو شخص مابعد الذکر نے جواب دیا کہ حاجی اور چاچی کی شکل ایک ہے۔ چاچی کمان کو کہتے ہیں کمان گمان کی ایک ہی شکل ہے۔ گمان شک کو کہتے ہیں۔ شک اور سگ کی ایک شکل ہے اس لئے تم سگ ہو۔ شخص اول الذکر تقریر کو سن کر سخت متعجب ہوا۔ اس مواطات کی تشریح بالکل اسی طریقہ سے کی گئی ہے کہ انسان کو جس کا نام حاجی تھا، دوسرے شخص نے سگ بنا دیا۔ الفاظ کی اس طرح تشریح اور تعبیر کرنے سے نہ آدمی کتا ہو سکتا ہے نہ مرزا قادیانی جن کا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے، محمد ابن عبداللہ قرار پا سکتے ہیں۔

میرے فاضل دوست کا یہ اعتراض ہے کہ مہدی سوڈانی کا نام سید محمد اور ان کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ باوجود ان کے دعویٰ مہدی موعود کرنے کے، آپ نے ان کو کیوں مہدی موعود نہ مانا؟

اس سوال سے خود جواب حل ہو جاتا ہے۔ یہی تو ہم لوگوں کا اعتراض ہے اور نہایت واجبی اعتراض ہے کہ حدیث شریف میں مہدی موعود کے مبعوث ہونے کا جو وقت بتلایا گیا ہے۔ وہ وقت نہیں آیا تھا۔ ان علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے مہدی سوڈانی تو کیا اور کوئی بھی دعویٰ کرے تو ہم لوگ نہیں مان سکتے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے اب تک کروڑہا مسلمان اپنے سچے دین کے پکے پابند ہیں اور نہ دنیا میں ایسا جور وظلم بھر گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے اور نہ ساری دنیا کو عدل وانصاف سے اس مہدی نے بھر دیا ہے۔ تو پھر کیونکر ہم اندھوں کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر خلاف منشاء حدیث شریف کے کسی کو مہدی موعود سمجھ لیتے۔

صرف ایک ملک پر ترکوں کے متحدین نے ظلم کیا تو خدا کے فضل وکرم سے آپ نے دیکھ لیا کہ ترک مسلمانوں نے شمشیر بکف ہو کر ان مظالم کو دور کرا لیا۔ کسی مہدی موعود نے کیا یا مہدی کے کسی فرقہ نے کوئی مدد کی؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں میں اب تک اتنی طاقت ہے

کہ ظالم کو اس کے ظلم کا نتیجہ دکھلا سکتے ہیں۔ ترکی کے سوا دنیا کے مختلف حصص میں مسلمان اچھی حالت میں ہیں اور اپنے خدائے پاک وحدہ لاشریک کی وحدانیت کے قائل ہیں اور اس کے احکام کو ادا کر رہے ہیں۔ ہنوز وہ نوبت نہیں آئی کہ اسلام میں جور وظلم بھر جائے اور مسلمانوں کے لئے پناہ کی جگہ تک نہ باقی ہو۔

جیسا کہ حدیث کا منشاء ہے تو پھر کیونکر مہدی موعود کا ظہور ہوسکتا ہے۔ میرے فاضل دوست کا یہ ارشاد کہ ''عدل سے دنیا کو بھر دے گا'' یہ صفت بعد رسول اکرم ﷺ کے بجز مرزا قادیانی کے آج تک کسی میں نہیں پائی گئی۔ کسی طرح ماننے کے لائق نہیں۔ میرے عالم دوست تو مجھے فرماتے ہیں کہ کیا بتلا سکتے ہیں کہ کسی نے ظلم (ان الشرك لظلم عظيم) یعنی ابنیت عیسیٰ کی تردید اس زور شور سے کی ہو۔'' میں خود فاضل دوست سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ دنیا کے مختلف حصص چین، جاپان، روس، روم، مصر اور ممالک افریقہ کی کون کون سی خبریں آپ کے پاس آیا کرتی ہیں کہ جس سے آپ یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوئے کہ ابنیت عیسیٰ کی تردید مرزا قادیانی سے زیادہ زور شور کے ساتھ کسی نے نہیں کی۔ ہم ایک چار دیواری کے اندر رہ کر سارے عالم کے چار بڑے براعظم ایشیاء، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے خواب کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔

چونکہ قادیان سے مرزا قادیانی نے آریوں کا یا عیسائیوں کا جواب لکھا یا مناظرہ یا مباحثہ یا مباہلہ تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ساری دنیا کے تمام براعظم ایسے مباحثوں یا مناظروں سے خالی ہیں۔ ہاں یہ فرمائیے کہ ہمارے پاس ذرائع ایسے نہیں ہیں کہ ہم ساری دنیا کے براعظموں کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کے مذہبی علماء کے مباحثوں سے واقف ہوں۔ ایک ملک چین کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو لے لیجئے۔ ملک چین میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی مردم شماری کا پتہ پیسہ اخبار میں آپ کو ملے گا جس نے بحوالہ تقریر وزیر چین کسی مضمون کی تردید میں لکھا ہے جو امریکہ سے شائع ہوئی تھی کہ مسلمانان چین کی مردم شماری آٹھ کروڑ ہے۔

پیسہ اخبار جو جون یا جولائی ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں میں نے خود دیکھا ہے آٹھ کروڑ کی مردم شماری بتلائی گئی ہے اور بتلائیے کہ وہاں کے مسلمان علماء سے اور چینی عالموں سے کیا کیا مباحثہ ہو رہے ہیں۔ ہم آپ کچھ نہیں بتلا سکتے۔ البتہ اتنی خبر تو اخباروں میں دیکھی تھی جس کو ایک سال بھی نہیں گزرا کہ نو لاکھ چینی مسلمان ہوگئے۔ نو لاکھ چینی مسلمان ہوئے ہوں یا کم، کیا بغیر علماء کی جان توڑ کوششوں کے ایک دم اتنے لوگ مشرف با اسلام ہوئے ہوں گے۔ پھر ان علماء میں معلوم نہیں کہ کتنے عالم ایسے ہوں گے جن کی زبان میں لکنت ہوگی اور بات کرتے وقت

زانوں پر ہاتھ مارا کرتے ہوں گے اوران کی پیشانی کشادہ اور بینی کشیدہ ہوگی اور ممکن ہے کہ ان میں سید بھی ہوں اوران کے نام محمد ابن عبداللہ ہوں۔ تو کیا وہ سب مہدی موعود کا دعویٰ کر بیٹھیں گے؟

ابھی تو ہم دنیا کے دوسرے براعظموں کے اسلامی حالات سے اور وہاں کے علماء کے شغل اوران کی مذہبی خدمات سے واقف نہیں ہیں۔ معلوم نہیں کہ وہاں علماء کیا کیا خدمات انجام دے رہے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ مرزا قادیانی نے آریہ سماجوں سے بحثیں کیں اوران کی تردید میں کتابیں تصنیف فرمائیں یا ابنیت عیسیٰ علیہ السلام کی تردید میں مناظرہ فرمایا۔ کتابیں لکھیں یا ان کے فرقہ کے چند اصحاب مختلف مقامات پر بطور مشن کے کام کررہے ہیں اور تبلیغ میں سعی وافر کام میں لارہے ہیں۔

مرزا قادیانی کو مہدی موعود نہیں مانا جاسکتا۔ یہ امور ایسے ہیں کہ ایسے لوگ عنداللہ ماجورا اور عندالناس مشکور ہوں گے لیکن یہ امور ایسے نہیں ہیں کہ مہدی ماننے کے لئے کافی ہوں۔ خصوصاً ایسے روشن زمانہ میں کہ دنیا کے مختلف حصص میں ہزاروں مساجد ہیں اور کروڑہا مسلمان اپنے مذہبی فرائض کو بآواز بلند انجام دے رہے ہیں تو مہدی موعود کے پیدا ہونے کا موقع ہی کیا تھا۔ مذہبی احکام بیان کر کے مرزا قادیانی کا عیسائیوں کی تردید کرنا ثبوت مہدی ہونے کا نہیں ہے۔ ایسے کام علماء بھی کیا کرتے ہیں۔

ایک حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس جنگ کے مقابلہ میں جوانہوں نے ہرقل شہنشاہ روم کی چار لاکھ عیسائی فوج سے کی تھی۔ مرزا قادیانی کی عمر بھر کی بحثیں جو عیسائیوں اور آریوں سے کی گئیں، کوئی وقعت نہیں رکھ سکتیں۔ کیا حضرت سیف اللہؓ کی اس صلیبی جنگ سے میرے فاضل دوست انکار کرسکتے ہیں؟ ہرگز انکار نہ کریں گے۔ خلیفہ اول امیر المومنین حضرت صدیق اکبرؓ کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے باہان سپہ سالار روم سے جو مباحثے فرمائے اور جس زور کی دھواں دھار تقریر سے ابنیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تردید فرمائی اوران کے عقیدہ تثلیث کے خلاف گفتگو فرمائی۔ کیا میرے فاضل دوست فرماسکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی عمر بھر کی کمائی بھی اس کا مقابلہ کرسکتی ہے؟

چار لاکھ صلیبیں شہنشاہ ہرقل کے حکم سے افواج میں تقسیم ہوئیں اوران صلیبوں کو لے کر عیسائی فوج نے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا تھا اور خالد بن ولیدؓ اور دیگر مجاہدین اسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بموجب ’’واخرجواھم من حیث اخرجوکم (بقرہ:۱۹۱) وقاتلوا

المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافة (توبہ:۳۶)''یعنی نکالوان لوگوں کو وہاں سے جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا اور لڑو تمام مشرکین سے جس طرح کہ تم سے وہ لڑتے ہیں۔''

عیسائی فوج کا مقابلہ ایسی بہادری سے کیا کہ فی الواقع صلیبوں کی جن کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار بیان کی گئی ہے، دھجیاں اڑا دیں۔ جن کو عیسائی فوجی شہنشاہ ہرقل کے حکم سے اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے اور ایک بڑا صلیبی علم چھین کر اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس کو کہتے ہیں صلیبوں کے پرخچہ اڑانا۔ ایسی جنگوں کو جو خالص اسلامی جنگ تھی اور جس کی غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب یا تو جزیہ دیں یا مذہب اسلام قبول کریں اور صلیبوں کو خیرباد کہہ کر تثلیث اور ابنیت عیسیٰ علیہ السلام کے خیال کو دماغوں سے دور کریں۔

یہ کہا جائے کہ ابنیت عیسیٰ کی تردید زور شور سے کی گئی تو مضائقہ نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی نسبت ایسے الفاظ کہنا جنہوں نے ایک وعظ کی حیثیت سے بڑھ کر کوئی کام نہیں کیا۔ کسی طرح سے درست نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ پیر من خس است۔ اعتقاد من بست است، تو اس کا تو کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ آپ انصافاً فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے ساری عمر کے مناظرہ یا مباحثہ اس کے مقابلہ میں کچھ قدر اور قیمت رکھتے ہیں۔ یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کسی نے آج تک عیسائیوں کی تردید اس زور شور سے نہیں کی۔ پھر کہوں گا ''ابر کا ٹکڑا ہرگز آفتاب کی روشنی کو نہیں روک سکتا۔''

مرزا قادیانی نے نسبتاً کچھ نہیں کیا۔ اگر میں ایک ایک واقعہ صرف حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کا فقط صلیبی جنگوں کے متعلق تحریر کروں اور ان کی تقریروں کا ذکر کروں جو ابنیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تردید میں کی گئی۔ تو مضمون بہت بڑھ جائے گا اور دوسرے تاریخی واقعات جو صرف عیسائی عقائد کی تردید اور صلیب کے بطلان میں حضرت سیف اللہ نے فرمائے، لکھوں تو کئی ورق بھر جائیں گے تو پھر دوسرے واقعات صلیبی کے بیان کی گنجائش کہاں سے اس چھوٹی سی کتاب میں نکل سکتی ہے؟ اگر آئندہ ضرورت ہوئی تو میں تاریخی واقعات تفصیل سے لکھ کر بتلاؤں گا کہ جن فدایان اسلام نے فی الحقیقت لاکھوں صلیبوں کے پرخچے اڑائے۔ انہوں نے تو دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے صلیبوں کے پرخچے اڑا ڈالے تو وائے بہرحال مرزا قادیانی کے جنہوں نے صرف زبانی جمع خرچ پنجاب کی چار دیواری کے اندر کیا اور قادیانی حضرات اس کی نسبت یہ فرمائیں کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کسی نے ابنیت عیسیٰ علیہ السلام کی تردید آج تک ایسی نہیں کی اور تمام تاریخی واقعات پر پردہ ڈالیں۔

محاربات صلیبی کے متعلق میں نہایت مختصر طور پر کچھ لکھتا ہوں اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلے دسویں صدی عیسوی کے آخر میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کا خیال پاپائے روم سلوسٹر ثانی کو ہوا۔ جس نے ''عام گرجا'' کے نام ایک خط لکھا کہ یروشلم کو تباہی سے بچایا جائے۔ اس کے بعد شہنشاہ میانول نے پوپ گریگوری ہفتم کو ۱۰۷۳ء میں بڑے ادب کے ساتھ خط لکھا۔ گریگوری نے تمام عیسائی بادشاہوں کے نام متعدد خطوط لکھے کہ مسلمانوں کے خلاف سب متفق ہوکر ہتھیار اٹھائیں۔ تمام عیسائی سلطنتوں میں تیاریاں اور مشورے سے ہوتے رہے۔

بالآخر ۱۵؍اگست ۱۰۹۶ء میں بڑے بڑے سپہ سالاروں کی ماتحتی میں عیسائی فوجیں میدان ہائے بتھینیا میں پہنچیں۔ بالآخر میدان ہائے (ایشیاء) میں یہ فوجیں جمع ہوئیں تو ان کی تعداد سات لاکھ تھی۔ اب یہاں سے عیسائیوں کے حملے شروع ہوئے اور مسلمانوں سے مقابلہ رہا۔ بالآخر سلطان صلاح الدین نے عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور یہ جنگ خاص اسلام سے عیسائی بادشاہوں نے کی تھی جو صلیبی جنگ ہائے عظیم کے نام سے مشہور ہے۔ سالہا سال کے معرکوں میں ہزارہا مسلمانوں کو زخمی اور لاکھوں کو شہید ہونا پڑا۔

تاریخ میں ایک روز کا ذکر لکھا ہے ''کل صلیبی فوجیں جب شہر میں داخل ہوگئیں۔ قتل عام شروع ہوگیا۔ مسلمان سڑکوں پر ملے یا مکانوں میں ہر جگہ تہ تیغ کئے گئے۔ مسجد، مینار، محلات سب مسمار کر دیئے گئے۔ سوائے مرنے والوں کی چیخ وپکار اور نالہ وزاری کی آواز کے اور کوئی آواز نہ تھی۔ عیسائی فوج لاشوں کو روندتی جاتی تھی۔ بلا مبالغہ خون کا وہ سیلاب شوارع عام اور سڑکوں پر جاری تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جلوخانے کے نیچے صحن ایوان اور مسجد جامع کے صحن میں گھوڑوں کے گھٹنوں اور لگاموں کے برابر خون ہی خون بھرا تھا۔''

میرے لائق دوست غور فرمائیں کہ صرف ایک روز کی لڑائی کا یہ حال ہے۔ کس قدر مسلمان شہید ہوئے ہوں گے۔ جب اس قدر خون ہوگا کہ گھوڑوں کی لگاموں اور گھٹنوں تک آتا تھا۔ کیا یہ سب مسلمان اور سلطان صلاح الدین ملک گیری کے لئے تھوڑا ہی لڑے تھے؟ یہ لڑائی صلیب کی تھی اور جب تمام بادشاہان یورپ نے اتفاق کر کے اسلام کی بیخ اکھاڑ کر پھینکنا چاہا تو سلطان صلاح الدین کی غیرت نے یہ بات گوارہ نہ کی کہ اسلام یوں بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ نتیجہ کیا ہوا باوصف اس قدر مسلمانوں کی شہادت کے مسلمانوں نے وہ مقدس صلیب بھی عیسائیوں سے چھین لی۔ جس کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ یہ اصلی صلیب وہ ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوئے تھے۔

یہ تھیں صلیبی لڑائیاں، پڑھنے سے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں کہ اسلام کا جھنڈا قائم رکھنے اور صلیب کی دھجیاں اڑا دینے کے لئے بہادران اسلام کیا کیا کارنامہ چھوڑ گئے ہیں اور ہمارے فاضل دوست مرزاقادیانی کی نسبت فرماتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے بعد کسی نے اس زور سے عیسائیوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرے دوست کا یہ تجاہل عارفانہ تھا۔ پڑھے لکھے لوگوں میں کون ایسا شخص ہے جو مسلمانوں کے ان جنگ ہائے عظیم سے واقف نہیں۔ اکمل العلماء عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے ناظم اول عدالت فوجداری بلدہ حال رکن مجلس عالیہ عدالت نے جو تاریخ خلافت اندلس کے نام سے تحریر فرمائی ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے عیسائی صلیبوں کا کیا حال کیا اور مسلمانوں نے کس طرح صلیبوں کی دھجیاں اڑائیں اور کیسے کیسے مقابلہ عیسائی افواج سے کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑا اور آٹھ سو سال تک اسلامی جھنڈا ملک اسپین میں لہراتا رہا۔

باوصف اس کے ان مسلمانوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا جیسا کہ میرے دوست نے لکھا ہے۔ تاریخ جاننے والوں پر یہ امر بھی مخفی نہیں ہے کہ بزرگان دین نے اشاعت اسلام میں کیسی جان توڑ کوششیں کیں۔ مشرکوں سے اور کفار سے کیسی کیسی بحثیں فرمائیں اور کیسے کیسے مناظرہ اور مباحثہ فرمائے۔ ان تاریخی واقعات کو یہاں بیان کر کے میں مضمون کو بڑھانا نہیں چاہتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ صرف ایک کتاب موسومہ ''علماء سلف'' مؤلفہ افضل العلماء نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا مولوی محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی کو ملاحظہ فرمایا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ علماء نے بھی دین کی کیسی خدمتیں فرمائی ہیں۔

یہ دعویٰ میرے لائق دوست کا آنحضرتﷺ کے بعد آج تک بجز مرزاقادیانی کے کسی میں یہ بات نہیں پائی گئی کہ ابنیت عیسیٰ کی تردید اس زور کے ساتھ کسی نے کی ہو۔ بلاثبوت ہے اور چونکہ مرزاقادیانی نے زور وشور کے ساتھ تردید فرمائی ہے۔ لہٰذا میرے فاضل دوست فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں کہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا۔ یہ صفت اسی تردید کی وجہ سے خاص طور پر مرزاقادیانی سے متعلق ہوتی ہے گویا نصاریٰ کی تردید کرنا دنیا کو عدل سے بھر دینا اور اس سے حدیث کا منشاء پورا ہو جاتا ہے۔ بنابراں ہم کو لازم ہے کہ ہم مرزاقادیانی کو بے چون و چرا مہدی تسلیم کرلیں۔

میں اس کے جواب میں اس موقع پر صرف اس قدر بیان کروں گا کہ جو مطلب میرے فاضل دوست نے لیا ہے، ہرگز صحیح نہیں ہے۔ نصاریٰ سے بحث مباحثہ کرنے سے یہ کیونکر سمجھا

جائے گا کہ دنیا کو مرزا قادیانی نے عدل سے بھر دیا۔ اگر صرف قادیان پر یا پنجاب پر دنیا کی تعریف صادق آتی ہے جہاں مرزا قادیانی نے نصاریٰ سے مناظرہ فرمایا تو یہ اور بات ہے۔ لیکن مرزا قادیانی مباحثہ یا مناظرہ کے لئے پنجاب کے دو چار شہروں کے سوا اور کہیں نہیں گئے۔ دنیا میں ممالک ایشیاء، یورپ، افریقہ، امریکہ، کیسے بڑے بڑے براعظم میں ان ممالک کی صورت تک انہوں نے نہیں دیکھی تو پھر کیونکر یہ دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے کہ دنیا کو انہوں نے عدل سے بھر دیا۔ یہ تو وہی مثل ہے کہ کنویں کا مینڈک جو کبھی اس کنویں سے باہر نہیں گیا، اسی کنویں کو دنیا سمجھتا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ قادیان میں یا پنجاب کے دو چار شہروں میں چند پادریوں یا آریہ سماج کے پنڈتوں سے مباحثہ کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نے دنیا کو عدل سے بھر دیا۔

میرے لائق دوست کا یہ بیان کہ مسیح کے متعلق احادیث میں یکسر الصلیب آیا ہے اور علامہ ابن حجرؒ نے اس کے معنی ''یبطل دین النصرانیة بالحجج والبراهین'' چونکہ مرزا قادیانی نے مذہب نصاریٰ کی دھجیاں اڑادیں۔ اس لئے ان کو مسیح ماننے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ مسیح سے مسیح ابن مریم مراد ہیں۔ جس کو میں آئندہ تفصیل سے عرض کروں گا کہ جس حدیث کا میرے فاضل دوست نے حوالہ دے کر یکسر الصلیب پر زور دیا ہے۔ وہ حدیث ترمذی کی ہے اور اس میں صاف الفاظ ''ان ینزل فیکم ابن مریم'' درج ہے۔ بحث کا یہ بالکل نرالہ طریقہ ہوگا کہ جو فقرہ اپنے مفید مطلب سمجھیں اس کو معرض بحث میں لایا جائے اور جو فقرہ خلاف مطلب ہو، اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔

حدیث محولہ میں جبکہ مسیح کے ساتھ ابن مریم کا لفظ ہے۔ تو میرے دوست اس لفظ مسیح سے مرزا قادیانی کیونکر مراد لے سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ ابن مریم ہوتے تو میرے فاضل دوست کی بحث صحیح ہو جاتی۔ اگر علامہ ابن حجرؒ نے یکسر الصلیب کے یہ معنی لئے ہیں کہ دین نصرانی کو حجت اور دلائل سے باطل کر دینا تو ابن حجرؒ کی یہ رائے محض استدلال کے طور پر ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے۔ یکسر الصلیب بصیغہ مستقبل حدیث میں آیا ہے اور کسر کے لغوی معنی توڑنے اور شکست کرنے کے ہیں۔ مرزا قادیانی نے کہاں کی صلیب توڑی؟ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو محض تقریر سے ہی کام نہ لیں گے۔ بلکہ صلیب کو عملاً توڑ دیں گے۔

کتاب کنز العمال اور کتاب حلیہ ابونعیم میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے قریب حرم کعبہ میں میری ذریت سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ محمد نام ابوالقاسم کنیت، مہدی لقب اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

مہدی امام بنیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقتدی بنیں گے۔

اگر ان مضامین پر نظر ڈالئے تو یہ اعتراض بھی ہوسکتا ہے کہ حرم کعبہ میں مہدی کا ہونا ضرور ہے۔ ایسے زمانہ میں جبکہ قیامت قریب ہو۔ صحیح مسلم میں یہاں تک لکھا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک اہل قریش سے بارہ شخص خلیفہ نہ ہولیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قریش سے بارہ شخص خلیفہ ہوگئے؟ جب نہیں ہوئے تو ہنوز قیامت کا وقت نہیں آیا۔ جب وقت قیامت کا نہیں آیا تو بعثت موعود ناممکن۔ پھر مرزا قادیانی کیونکر دعویٰ مہدی ہونے کا کر سکتے تھے۔

انگریزی مثل مشہور ہے جب تک ابر نمودار نہ ہو، بارش نہیں ہوتی۔ قیامت کے آثار ہی نہیں ہیں تو مہدی کیسے آسکتے ہیں۔ مہدی موعود کے دعویٰ کرنے والوں میں ایک مرزا قادیانی ہی نہ تھے۔ بلکہ ان سے پہلے بھی بہت سے دعوے ہوئے۔ ایک مہدی سوڈانی جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ ان کے پہلے ایک صاحب سید محمد جونپور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بھی دعویٰ فرمایا۔ چنانچہ ہمارے اس شہر میں ہزارہا ان کے ماننے والے مہدی پٹھانوں کے نام سے مشہور اور موجود ہیں۔ سب سے پہلے حضرت محمد حنیف ابن علی نے یہ دلیل پیش فرمائی کہ محمد تو میرا نام ہے اور کنیت ابوالقاسم میں اختیار کر چکا ہوں اور امام مظلوم شہید کے دشمنوں سے تلوار ہاتھ میں لے کر لڑا اور بدلہ لے چکا ہوں۔ حضرت محمد حنیف کو ان کے گروہ کے لوگوں نے عرصہ تک یہ شہرت دی تھی کہ حضرت ممدوح مہدی موعود ہیں۔

حضرات شیعہ کے اقوال اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ بارھویں امام محمد بن حسن کنیت ابوالقاسم القاب مہدی یہی مہدی موعود ہیں۔ دشمنوں کے خوف سے غائب ہوگئے ہیں، مرے نہیں۔ پھر ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے۔ فرقہ قرامطہ کہتا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر اپنے باپ کی وصیت کی رو سے امام ہیں اور یہی مہدی ہیں اور نہیں مرے، بلکہ زندہ ہیں۔ باقریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امام باقر مہدی منتظر ہیں جو نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں اور بہت فرقہ ہیں ان کے عقائد مختلف ہیں۔ اس موقع پر اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تفسیر کواشی میں حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جب ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' کے حروف کے اعداد پورے ہوجائیں گے تو مہدی کا خروج ہوگا۔ اس میں لامکرر نہ پڑھا جائے تو سات سو چھیاسی عدد نکلتے ہیں اور ''لا'' کو ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' میں مکرر پڑھا جائے تو اعداد گیارہ سو چھیاسی شمار ہوتے ہیں اور یہ زمانہ مہدی کے خروج کا بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ اس قول

کو حضرت محی الدین ابن عربی شیخ اکبر نے دو شعروں میں لکھا ہے۔

اذا فقد الزمان علے حروف   به بسم الله فالمهدی قاما
وذورات الخروج عقیب صوم   الا بلغه من عندی سلاما

واضح ہو کہ یہ سب اقوال ان احادیث کے خلاف ہیں جن کا اندراج ہم نے اوپر کیا ہے۔ احادیث کے منشاء کے موافق مہدی کا خروج اس وقت ہونا چاہئے۔ جبکہ دنیا میں جور وظلم بھر گیا ہوتا کہ مہدی موعود خروج کر کے دنیا کو بجائے جور وظلم کے عدل سے بھر دیں۔ پس وہ زمانہ ہنوز نہیں آیا۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کر دیا ہے تو پھر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں، کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر صحیح ترمذی شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ مطبوعہ ۱۳۱۶ھ کے صفحہ ۳۲۵ باب ماجاء فی فتنۃ الدجال کے تحت صفحہ ۳۲۶ تک ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت طویل حدیثیں ہیں۔ جن میں دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول وغیرہ کے متعلق حالات درج ہیں اور ان حدیثوں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مسیح کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دنیا کی کیا حالت ہوگی۔

بخوف طوالت ہم نے ان کل حدیثوں کو یہاں نقل نہیں کیا۔ پس یہی وجہ تھی کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا زمانہ نہیں تھا اور قبل از وقت دعویٰ کئے گئے تھے۔ اس لئے ہم نے ان دعوؤں کو نہیں تسلیم کیا۔ جو اس زمانہ سے قبل بعض حضرات نے کئے تھے۔ سوال نمبر۱۰ کے جواب میں میرے دوست فرماتے ہیں کہ راوی کو شک ہے۔ خود راوی نے کہا ہے ''رجل منی اومن اهل بیتی'' بلکہ بعض اسی پایہ کی حدیثوں میں امتی کا لفظ آیا ہے۔ یہ بیان بھی تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے چار حدیثوں کا حوالہ دیا ہے۔

البتہ ان میں سے ایک حدیث ''اومن اهل بیتی'' لکھا ہے۔ لیکن دوسری حدیثوں میں صاف یہ الفاظ ہیں ''المهدی من عترتی ومن اولاد فاطمة رجلا من عترتی واهل بیتی'' ان سب حدیثوں کو ملا کر اس کا مطلب دیکھا جائے جس میں ''رجلا منی او من اهل بیتی'' ہے تو صاف طور پر میرے لائق دوست کے اعتراض کی تردید ہو جاتی ہے۔ صاف الفاظ کو نظر انداز کر کے یہ بیان کرنا کہ راوی کو خود شبہ ہے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر ایک حدیث پر آپ کو شبہ ہے تو دوسری متعدد حدیثوں پر آپ کیا شبہ کریں گے؟

اس میں تو کوئی لفظ آپ کی تائید نہیں کرتا آپ کے اعتراض کے لحاظ سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مہدی کا ''منی او من اهل بیتی'' میں داخل ہونا ضرور ہے۔ مرزا قادیانی نہ منی میں نہ

اہل بیتی میں داخل ہو سکتے ہیں تو پھر خوامخواہ مہدی بن بیٹھنا کیا معنی۔ میرے دوست کا یہ بیان کہ بعض حدیثوں میں جو صحاح کی ہم پایہ ہیں۔ من امتی لکھا گیا ہے۔ بالکل درست نہیں ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ صحاح کی کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں ہے نہ معلوم کس طرح میرے دوست نے ایسا لکھ دیا کہ جس کا حوالہ تک نہیں دیا گیا۔

کیا مہدی اور مسیح ایک ہیں

میرے فاضل دوست کا یہ ادّعا کہ مہدی موعود اور مسیح موعود ایک ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود بھی تھے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث پر مبنی معلوم ہوتا ہے یعنی ''لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم'' اس سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ جدا جدا نہیں ہیں اور اس کے متعلق یہ مثالیں دی ہیں کہ بلحاظ صفات کے ایک شخص کے مختلف نام ہو سکتے ہیں۔ جیسے شجاعت کے اعتبار سے رستم دوران اور سخاوت کے اعتبار سے حاتم زماں ایک ہی شخص کی نسبت کہا جا سکتا ہے۔ پہلے تو یہ کہ ابن ماجہ نے حدیث ابی امامہؓ میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی موعود اور مسیح موعود جدا ہیں۔ مہدی اور ہیں اور مسیح اور۔

دوسرے علامہ زرقانی نے ''لا مھدی الا عیسیٰ'' کی تردید کی ہے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ کوئی اختلاف اس حدیث سے نہیں ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے عالم دوست کے استدلال کے بموجب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کوئی علیحدہ نہیں ہیں۔ عیسیٰ ہی مہدی ہیں تو وہ کون سا عیسیٰ آیا۔ وہ عیسیٰ جو لفظ عیسیٰ کے نام سے قرآن مجید میں بارہا نام لیا گیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم یا اور کوئی عیسیٰ؟ ہمارے دوست اس سے تو انکار نہیں کریں گے کہ عیسیٰ کے لفظ سے قرآن شریف میں اور امتیاں حضرت محمد ﷺ میں تیرہ سو سال سے عیسیٰ ابن مریم مراد لئے گئے ہیں۔

اگر مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں تو مہدی کوئی جدا شخص نہ ہوں گے۔ لیکن بحث کا یہ کون سا طریقہ ہے کہ ہمارے فاضل دوست اپنے مطلب کی حد تک نتیجہ نکالنے میں کہ مہدی اور عیسیٰ جدا نہیں۔ ابن ماجہ کی حدیث استدلال میں پیش فرماتے ہیں اور یہ مطلب اس غرض سے نکالا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی ہی دونوں لقب مہدی اور عیسیٰ سے منسوب ہو سکیں۔ مگر اس امر میں اختلاف کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر پھر آئیں گے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر پھر آنے کا مسئلہ صحیح مان لیں تو مرزا قادیانی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی آسمان سے نہیں آئے اور نہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

محض اپنے آپ کو مسیح ثابت کرنے کے لئے ایسے صاف مسئلہ سے وہ اختلاف فرماتے ہیں اور ابن ماجہ کی حدیث سے مرزاقادیانی جو استدلال فرماتے رہے۔ وہ خود ان کے قول کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہوں گے۔ کوئی جدا نہیں ہیں۔ اس سے بھی نتیجہ یہی نکلا کہ مہدی کا لقب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اختیار کریں گے۔ مرزاقادیانی تو کسی طرح سے اس کی رو سے مہدی نہیں کہلا سکتے۔

نوٹ...... مرزاقادیانی ابن ماجہ کی جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اس میں لفظ ابن مریم صاف لکھا ہوا ہے۔ پس اگر عیسیٰ مہدی ایک ہیں جدا نہیں ہیں تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مہدی ہوں گے نہ کہ مرزاقادیانی۔

مرزاقادیانی اپنا یہ مطلب نکالنے کے لئے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کا نام ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث کو سند کے طور پر پیش فرماتے ہیں۔ لیکن اس غرض کے لئے وہ کون عیسیٰ ہیں جو مہدی کا لقب اختیار کریں گے؟ یہ بات نہیں قبول فرماتے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔ کیونکہ اس کو مان لیں تو ان کے دعویٰ کی تردید ہو جاتی ہے اور یہ کوئی طریقہ بحث کا نہیں ہے کہ دن کو دن تو کہیں مگر اس بات کو قبول نہیں فرماتے کہ دن ہے تو آفتاب بھی نمایاں ہوگا۔ اگر بغیر آفتاب نکلنے کے دن کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ تو مرزاقادیانی کا دعویٰ بھی صحیح ہے۔

لفظ عیسیٰ کے زبان سے نکلتے ہی گو اس کے ساتھ ابن مریم کا لفظ نہ کہا جائے، ساری دنیا کا خیال حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اسی کو منطق میں دلالت وضعی اور دلالت مطابقی کہتے ہیں کہ جو لفظ جس غرض کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس لفظ کے زبان سے نکلتے ہی سامع کا ذہن لفظ موضوع کی طرف منتقل ہو جائے۔ جیسے ہمارے ملک میں لفظ اعلیٰحضرت یا حضور سے بادشاہ وقت خلد اللہ ملکہ مراد لئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا یا حضور تشریف لائے تو ان الفاظ اعلیٰحضرت یا حضور کے زبان سے نکلتے ہی سامع کا ذہن فوراً ہمارے آقا شہریار دکن کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

لفظ اعلیٰ حضرت یا حضور کے ساتھ بادشاہ ملک دکن کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح لفظ عیسیٰ زبان سے نکلا اور سامع کا ذہن حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی طرف منتقل ہوا۔ اب فرمائیں کہ صحاح کی حدیثوں میں جو لفظ عیسیٰ کا آیا ہے۔ اس سے کیا عیسیٰ علیہ السلام مراد نہیں ہیں؟ اگر بقول مرزاقادیانی کے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی ہیں تو مرزاقادیانی پھر مہدی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے ’’لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین

الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لاان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللّٰہ لھذاہ الامة (مسلم ج۱ ص۸۷) ’’یعنی میری امت میں ایک گروہ کو زوال نہ ہوگا جو حق کے واسطے حق پر لڑے گا اور قیامت تک مدد دے گا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نازل ہوں گے۔ امیر امت کا (مہدی علیہ السلام) اس گروہ کے کہے گا کہ آئیں نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں، بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بزرگی دی ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ عیسیٰ ابن مریم اور ہیں اور امیر یعنی مہدی علیہ السلام اور ہیں۔

حضرت مہدی حضرت عیسیٰ سے خواہش کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلحاظ عظمت امت محمدی امامت سے انکار فرمائیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام جدا جدا نہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نہ نکلتے۔ اس صاف حدیث کے بعد میرے فاضل دوست ’’لا مھدی الا عیسےٰ‘‘ کا مطلب خود سمجھ لیں گے۔ مرزا قادیانی تو نہ مہدی قرار پاسکتے ہیں نہ عیسیٰ۔ کیونکہ مہدی ہوتے تو ان کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوتے۔ عیسی مسیح ہونے کا تو ان کو خود دعویٰ نہ تھا۔ پس وہ کسی طرح سے دعویٰ مہدی ہونے کا کر نہیں سکتے۔

ان ہی کے قول کے بموجب اور حسب منشاء حدیث ابن ماجہ اگر مہدی موعود ہونے کا ادّعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں تو صحیح ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کو ’’لا مھدی الا عیسیٰ‘‘ سے کیا فائدہ۔ اس حدیث سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ ایک گروہ کو زوال نہ ہوگا۔ حق کے واسطے مدد دے گا اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ گروہ سے مراد حضرت مہدی موعود کا گروہ ہے۔ پہلے مہدی علیہ السلام قبل وقوع قیامت کے حق کے لئے لڑتے رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس گروہ کے امیر یعنی مہدی علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں۔

حدیث کی تمام عبارت کو پڑھنے سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں قیامت سے پہلے آئیں گے اور مہدی علیہ السلام معہ اپنے گروہ کے قیامت تک مدد دیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اگر وہی مہدی ہوتے تو قیامت تک زندہ رہ کر مدد دیتے۔ وہ تو قیامت کے آثار سے پہلے پیدا ہوئے اور رخصت بھی ہوگئے تو پھر وہ مہدی تو ہرگز

نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ جن کی نسبت حدیث میں مرقوم ہے کہ قیامت تک مدد دیں گے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ آئیں نماز پڑھائیں۔ اس موقع پر ایک واجبی اعتراض ہمارا یہ بھی ہے کہ:

مرزا غلام احمد قادیانی اگر مسیح موعود مان لئے گئے تھے تو ان کے نام کے ساتھ تعظیماً وہی لفظ بولنا چاہئے تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام ساتھ قادیانیوں کے باپ دادا اور ہمارے باپ دادا استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ یعنی علیہ السلام اور یہ جملہ انبیاء کرام کے لئے مستعمل ہے۔ البتہ آنحضرتﷺ کی نسبت کہ سرورالانبیاء ہیں۔ حسب ارشاد اللہ تعالیٰ کے ''صلّوا علیہ وسلموا تسلیما'' ایک خاص جملہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ساڑھے تیرہ سو سال سے مسلمانان ہر فرقہ استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ مگر افسوس اور صد ہزار افسوس کہ جو خاص جملہ آنحضرتﷺ کی شان خاص کے شایاں تھا۔ وہ جملہ مرزا قادیانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سے قادیانی حضرات کی محبت کا پتہ چلتا ہے جو آنحضرتﷺ کے ساتھ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا پتہ ان مرزا قادیانی کو دیا گیا تھا تو وہی تعظیمی الفاظ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مخصوص تھے، استعمال کئے جاتے۔ یہ کیا رنجدہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ سرور عالم کا خاص تعظیمی جملہ درود مرزا قادیانی کے نام کے ساتھ چسپاں کر کے فرق امتیازی کو اٹھا دینے یا مساوی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دنیا میں جو اعلیٰ حکومت کار کھتے ہیں۔ ان کے لئے بھی خاص الفاظ ہز امپیریل، مجسٹی، ہز مجسٹی، ہز رایل ہز رائیل ہائنس، ہز اگزالٹیڈ ہائنس، ہز ہائینس اسی طرح امیر، وزیر، نواب، شاہ، شہنشاہ، ہز اکسی لینی اعلیٰ قدر مراتب استعمال کئے جاتے ہیں۔

جس کے لئے جو تعظیمی جملہ مقرر کرلیا گیا ہے۔ اس کے نام کے ساتھ وہی جملہ بولا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہے تو اس کو جاہل یا بے وقوف یا پاگل کہیں گے۔ مثلاً کوئی شخص نواب صاحب رام پور کو ہز مجسٹی کہے تو آپ اس کو ضرور جاہل کہیں گے۔ اسی طرح اگر قادیانی مرزا قادیانی کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں تو قادیانیوں کو ہم کیا کہیں؟ آپ ہی انصاف سے فرمائیے۔ غنیمت کہ قادیانیوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اکتفاء کیا۔ اگر ان کو حضرت اقدس مرزا صاحب جل جلالہ وجل شانہ فرماتے تو انڈیا کے مسلمان ان قادیانیوں کا کیا کر لیتے؟ جو مرزا قادیانی کو اقدس افضل التفضیل کے مرتبہ میں تولا چکے تھے۔ اس کے آگے شاید اور کوئی درجہ باقی نہ تھا ورنہ اس سے بھی درگذر نہ کرتے۔ تو پھر اس بات کا کیا تعجب ہے کہ ان کو مہدی اور مسیح دونوں بنائیں۔ واہ مرزا قادیانی۔ شعر:

وصف مہدی دم عیسیٰ رخ زیبا داری
آنچہ دو سہ ہمہ دارند تو تنہا داری

میرے دوست کا یہ قول کہ مرزا قادیانی مہدی بھی ہیں اور مسیح بھی اور بلحاظ ہدایت مسلمانوں کے مہدی اور بلحاظ اصلاح نصاریٰ المسیح کے اسم سے موسوم ہوئے اور یہ لفظ بطور استعارہ کے ہے اور اس لئے آپ نے بغرض تفہیم مثیل مسیح کے لفظ کو اختیار کیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ مسیح محمدی اور ہے جس کے بعثت کا امت کو انتظار ہے اور مسیح ناصری اور جو بنی اسرائیل کے نبی تھے اور وہ وفات پاچکے، صحیح نہیں ہوسکتا۔

یہ استدلال بھی کسی حدیث پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف مسیح کا لقب اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح کا لقب جس کو دیا ہے۔ اس کا حال اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوگا ''انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ (النساء:۱۷۱) '' اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ مسیح کا لقب اللہ تعالیٰ نے خاص حضرت عیسیٰ مریم کے بیٹے کو دیا ہے۔ علیہما السلام اللہ کے حکم کے خلاف مرزا قادیانی اگر مسیح کا لقب اختیار کر لیں تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے۔ اس سے وہ فی الواقع مسیح نہیں ہوجاتے۔ اللہ نے ہر شخص کو زبان دی ہے۔ وہ جو چاہے بن بیٹھے۔ بعضوں نے کہا ''انا الحق '' (میں اللہ ہوں) تو کیا وہ اللہ ہوگئے؟ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں مسیح ہوں تو اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟

مسیح کا خطاب اللہ تعالیٰ نے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو دیا ہے جو حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا ہوگا وہ مسیح ہوگا۔ اس کے خلاف جو کہے وہ ارشاد باری تعالیٰ کے خلاف ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی والدہ کا نام مریم ہوتا تب تو وہ بہت زور کے ساتھ استدلال کر سکتے کہ جہاں کہیں قرآن کریم میں مسیح یا عیسیٰ کا لفظ آیا ہے۔ وہ سب مجھ سے متعلق ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں ہے۔ بنابریں ان کی یہ عالی ہمتی بیشک قابل تعریف ہے کہ قرآن کریم کے صاف و صریح الفاظ المسیح عیسیٰ ابن مریم کو یعنی مریم کے بیٹے کو جو لقب مسیح کا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، وہ اپنے آپ سے متعلق قرار دیتے ہیں اور مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ان سے چھین لے کر اپنے زیب تاج کرنا چاہتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ میں حضرت مریم کا کیونکر بیٹا بن سکتا ہوں اور ساری دنیا کی آنکھوں میں کیونکر خاک جھونک سکتا ہوں۔

البتہ بعض زندہ دلان پنجاب تو حب الوطنی کے جوش میں اور غالباً اس خیال سے کہ پنجاب کے ملک کو بھی یہ شرف حاصل ہو کہ ان کے وطن کی مقدس سرزمین سے بھی نبی اللہ مبعوث

ہوئے۔ مرزا قادیانی کو مسیح تسلیم کر لیں ان پر ایمان لے آئیں اور اس بات کا خیال نہ کریں کہ مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حق غصب ہوتا ہے اور اسی طرح پنجاب کے پڑوسی یعنی ملک ہند کے بعض حضرات بھی حق ہمسایہ ادا کریں اور مرزا قادیانی پر ایمان لانے والوں کا ساتھ دیں لیکن افغانستان ایران، توران، بلخ، و بخارہ، ترکستان، روم، شام، مصر، زنجبار اور افریقہ کے دوسرے صوبہ جات اور چین کے آٹھ کروڑ مسلمان جو سب مل کر قریباً ۴۰ کروڑ مسلمان ہوتے ہیں۔ اس حق تلفی کو کیونکر پسند کریں گے۔

اگر پنجاب کے اور اس کے پڑوسی ہندوستان کے بعض ان مسلمانوں کا خدا اور قرآن الگ ہوتا، جو مرزا قادیانی پر ایمان لے آئے ہیں تو ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جبکہ ان سب کا اور ممالک مذکور کے مسلمانوں کا خدا اور قرآن پاک ایک ہے تو ضرور ہوا کہ ہم بھی دریافت کریں کہ اس قسم کی حق تلفی کیوں کی جاتی ہے اور کیوں حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خداداد لقب ان سے چھینا جاتا ہے۔ جس قدر حدیثیں میں نقل کر چکا ہوں اور آئندہ نقل کروں گا۔ ان حدیثوں کے لحاظ سے یہ امر صاف ہے کہ مہدی موعود مسلمانوں کی ہدایت کے لئے نہیں آئیں گے اور اسی طرح وہ شخص جو مسیح کے نام سے آئے گا خواہ وہ حسب بیان مرزا قادیانی کے مہدی ہی ہو یا بقول ہمارے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں۔ صرف نصاریٰ کی اصلاح کے لئے آئے گا۔

اس وجہ سے کہ مسلمانوں کی ہدایت کی نہ ضرورت ہے نہ حضرت مہدی مسلمانوں کی ہدایت کے لئے آئیں گے۔ مسلمان تو مسلمان ہی رہیں گے۔ ان کی ہدایت کے لئے خدا کیوں مہدی علیہ السلام کو بھیجے گا۔ ہاں البتہ جو غیر مسلمان ہوں گے۔ ان کی ہدایت کی ضرورت ہوگی اور غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے مہدی علیہ السلام آئیں گے۔ اگر ہدایت مسلمانوں کے معنی مرزا قادیانی نے یہ لئے ہیں کہ خود اپنے آپ کو مہدی تسلیم کرالینا ہی داخل ہدایت ہے تو ہم اس کو ہدایت نہیں سمجھتے۔ مہدی موعود کا وہ کام ہوگا جس کا ذکر حدیثوں میں ہے۔ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ مہدی موعود کا کام مسلمانوں کی ہدایت کرنے کا ہوگا۔

مسلمانوں کو ہدایت کرنا تحصیل حاصل ہے۔ وہ خود مسلمان اور دین کے پابند ان کو ہدایت کرنا کیا معنی۔ اسی طرح یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ نصاریٰ کی اصلاح کے اعتبار سے مسیح کا لقب اختیار کیا گیا۔ مسیح کا کام بھی کسی حدیث کی رو سے یہ نہ ہوگا کہ وہ صرف نصاریٰ ہی کو ہدایت فرمائیں اور نہ صرف نصاریٰ کی ہدایت کے لحاظ سے مسیح موعود کا لقب اختیار کیا جا سکتا ہے۔

حدیثوں میں جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ یا آئندہ کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کام بصراحت بتلا دیئے گئے ہیں۔ ان حدیثوں میں کہیں ایسی صراحت نہیں ہے جیسی کہ میرے فاضل دوست نے کی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی طبیعت سے خلاف مضامین حدیثوں کے یہ تشریح فرمائی ہے۔ اگر بقول مرزا قادیانی کے دیکھا جائے کہ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مہدی کا آنا ضروری ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو کیا ہدایت کی اس کے سواوہ کچھ نہیں بتلا سکتے کہ مسلمانوں سے وہ صرف یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ مجھے مہدی موعود اور مسیح مانو یا مجھے نبی تسلیم کرو۔ اس کو کوئی بھی ہدایت نہیں کہے گا۔ یہ تو ان کا دعویٰ ہے جو بلاثبوت ہونے کی وجہ سے معرض بحث میں ہے۔ ہدایت کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ مہدی موعود جو آئیں گے تو وہ بھی اپنے آپ کو مہدی منوانے کے لئے نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ تو وہ کام انجام دیں گے جس کا ذکر حدیثوں میں ہے۔

یہ امر کہ آریوں سے بحث کی یا نصاریٰ قوم کے پادریوں سے مرزا قادیانی نے مباحثہ یا مناظرہ کیا حضرت موصوف نہ مہدی ہو سکتے ہیں نہ مسیح کا لقب اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ ان کا اختیاری فعل ہے وہ جو چاہیں بن بیٹھیں۔ ایسے کام تو واعظ اور علماء کیا ہی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے پنجاب کی چار دیواری میں بیٹھ کر نصاریٰ اور آریوں سے مناظرہ کیا تو اس سے حدیث شریف کی پیش گوئی ''یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا'' کیا پوری ہوگئی؟

مہدی تو وہ ہوں گے کہ ساری دنیا کو (نہ صرف پنجاب کی چار دیواری کے اندر) عدل اور انصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح دنیا ظلم سے بھر گئی ہو۔

میرے فاضل دوست نے میرے سوال نمبر۶،۷ کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ چونکہ صحیح مسلم کی احادیث میں عیسیٰ نبی اللہ کا لفظ چار جگہ استعمال ہوا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں (یعنی نبیوں کی مہر) اور آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ کی نسبت نبی اللہ فرمایا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی مہر اس امر کے اثبات پر ہوگئی کہ عیسیٰ موعود نبی اللہ ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی کو دعویٰ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس لئے وہ نبی ہیں۔ اس قسم کی بحث اگر کسی غیر قانون دان شخص کی ہوتی تو مجھے تعجب نہ ہوتا۔ لیکن میرے فاضل دوست قانون دان اور منطق سے واقف ہیں۔ اس لئے مجھے نہ صرف تعجب ہوا بلکہ افسوس ہوا اس لئے کہ صحیح مسلم کی جس حدیث میں لفظ نبی اللہ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ کس عیسیٰ کی نسبت ہوا ہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی نسبت ہے یا کسی اور

کی نسبت اور وہ عیسیٰ کیا قیامت کے قریب نازل ہوں گے یا ہندوستان کے قادیان میں یا دنیا کے کسی اور حصہ میں؟

ان دونوں امور کو میں آئندہ بھی موقع بہ موقع تفصیل سے لکھوں گا مگر اس موقع پر یہی مختصراً جواب ادا کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو خود خدا نے قرآن میں نبی اور رسول کے الفاظ فرما کر مہر لگادی ہے اور گویا خدا کی مہر ان کی نبوت کے نسبت ہوگئی ہے اور وہ وہی ہیں جن کی شان میں آیت ’’انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ (النساء:۱۳۴) ‘‘آئی ہے۔ جب خدا نے خود نبی اللہ فرما کر مہر لگادی ہے تو آنحضرت ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نبی اللہ فرمانا کچھ تعجب نہیں ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس لفظ کا مدلول اور موضوع لہ اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ البتہ یہ بہت تعجب کی بات ہے۔ پھر لفظ مسیح دبے الفاظ میں کیوں فرمائیں گے۔

صاف یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ میں عیسیٰ ہوں۔ میرے دوست فرماتے ہیں کہ وہ اس لئے عیسیٰ کے لفظ سے ملقب نہیں ہوئے کہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو اور وہ لوگ عیسیٰ نہ سمجھیں جن کا نام آتے ہی خیال ساری دنیا کے لوگوں کا ابن مریم کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ یہ مرزا قادیانی نے بڑا کرم کیا کہ لوگوں کو دھوکہ کھانے سے بچایا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ جو خود لے بیٹھے اور صاف وصریح حدیثوں اور آیات میں تاویلات کر کے لوگوں کو غلط باور کرانا چاہا تو اس کو کیا کہا جائے گا؟

میرے فاضل دوست جس حدیث کے حوالہ سے مرزا قادیانی کو نبی کے لفظ سے ملقب ہونے کے مستحق سمجھتے ہیں۔ پہلے میں اس حدیث کے لفظ نقل کرتا ہوں تاکہ اس بحث کے تصفیہ میں مدد ملے۔ یاجوج ماجوج کے آنے کے بعد کے واقعات اس حدیث میں بیان ہونے کے بعد یہ الفاظ حدیث کے ہیں’’ویحصر نبی اللّٰہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابہ حتی تکون راس الثور لا حدھم خیر من مائۃ دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللّٰہ عیسیٰ واصحابہ فیرسل اللّٰہ علیہم النغف فی رقابہم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ ثم یھبط نبی اللّٰہ عیسیٰ واصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر واصحابہ الی اللّٰہ فیرسل اللّٰہ علیہم طیراً کاعناق البخت فتحملھم فتطرحھم حیث شاء اللّٰہ (مسلم ج۲ ص۴۰۲)‘‘

اور روکے جائیں گے اللہ کے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کے صحابہ یہاں تک کہ ہو

گا سر بیل کا واسطے ایک ان کے بہتر سو دیناروں سے واسطے ایک تمہارے کے آج کے دن پس رغبت کریں گے عیسیٰ نبی اللہ کے اور ان کے اصحاب، پس اللہ تعالیٰ بھیجے گا ان پر کیڑے ان کی گردنوں میں پس ہو جائیں گے مردے مانند مرنے ایک جان کے پھر اتریں گے عیسیٰ نبی اللہ کے اور ان کے اصحاب زمین کی طرف پس نہیں پائیں گے زمین میں جگہ ایک بالشت مگر کہ بھر دیا ہوگا اس کو چربی اور ان کی بدبو نے پس دعا کریں گے عیسیٰ نبی اللہ کے اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف، اللہ بھیجے گا پرند جانور کہ گردنیں ان کی مانند گردن اونٹ کے ہوگی پس اٹھائیں گے وہ جانوران کو اور پھینک دیں گے ان کو جہاں چاہا اللہ نے۔

اب اس حدیث میں جو لفظ نبی اللہ استعمال ہوئے ہیں۔ تو میرے فاضل دوست اس سے یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ نبی اللہ کے مدلول مرزا قادیانی ہیں۔ مگر میرے عالم دوست اس حدیث کے دوسرے الفاظ کا موضوع لہ معلوم نہیں کس کو قرار دیں گے۔ مثلاً ''یھبط'' یعنی اتریں گے۔ کون اتریں گے؟ کہاں سے اتریں گے؟ اگر مرزا قادیانی لفظ عیسیٰ کے موضوع لہ ہیں تو میرے دوست کو یہ بھی بتلانا چاہئے کہ وہ کہاں سے اترے؟ لفظ اترنا اسی صورت میں کہا جائے گا جب کسی مقام سے کوئی آئے۔ جبکہ لفظ اتریں گے کے بعد ''الی الارض'' زمین کی طرف بھی حدیث میں ہے۔

تو یہ سوال ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بلندی سے جو غیر از زمین کوئی مقام ہے، اس مقام سے زمین پر اترے اس کا جواب تو یہی ہوگا کہ مرزا قادیانی زمین قادیان میں پیدا ہوئے۔ کہیں نہیں اترے تو پھر وہ حدیث کے مدلول اور موضوع لہ نہیں قرار پاسکتے اور وہ عیسیٰ نہیں ہیں۔ جس کا ذکر حدیث میں ہے۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم ہیں جو آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے۔ افسوس کہ ایسی صاف بات کو کھینچ تان کر مرزا قادیانی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے دوسری عبارت حدیث کی کہ ''بالشت'' بھر جگہ نہ پائیں گے اور وہ جگہ چربی اور بدبو سے بھری ہوگی اور پرندے اتریں گے۔ جن کی گردن اونٹ کی سی ہوگی اور وہ پرندا اٹھا کر پھینک دیں گے۔

مرزا قادیانی کے نبی بننے کی وجہ سے گاؤ خورد ہوگئی۔ یہ خوب مزے کی بات ہے کہ نبی بننے کے شوق میں جس عبارت کو چاہا لے لیا اور جس کو چاہا چھوڑ دیا۔ کیا یہی طریقہ نبی بننے کا ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو یاد رکھنا چاہئے کہ ''لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا بالحق (النساء:۱۷۱)'' ﴿یعنی دین کے معاملہ میں غلو مت کرو اور اللہ کے اوپر جھوٹ اتہام نہ لگاؤ سوا سچ کے۔﴾

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو کہ ’’اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربیٰ (الانعام:۱۵۲)‘‘ ﴿جب تم لوگ بات کرو تو انصاف کی بات کرو خواہ کوئی تمہارا قربت دار ہی کیوں نہ ہو۔﴾ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ حدیث کے یا آیت قرآن کے ایک جزو کو اپنے مفید مطلب سمجھو تو لے لو اور دوسرے جز کو چھوڑ دو اور اس پر غور نہ کرو۔ خدا جب پوچھے گا کہ میں نے تو یہ حکم دیا تھا کہ تمہارا کوئی قرابت دار بھی ہو تو انصاف کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی اور کیوں کھینچ تان کر معنی لے لے کر انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ تو نہ معلوم کیا جواب دیا جائے گا۔ خواہ مخواہ عیسیٰ ابن مریم بن بیٹھنے کی فکر میں الفاظ حدیث کے تمام فقروں کو چھوڑ کر صرف کسی ایک فقرہ کو (جو مفید مطلب سمجھا جائے) لے کر اس سے تمام دنیا کے مانے ہوئے سچے اصول اور مطالب سے اور سیدھے اور صاف معنوں سے اختلاف کرنا خدا ہرگز پسند نہ کرے گا۔ یہ حدیث اور دوسری اسی قسم کی حدیثیں صاف بتلا رہی ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ قیامت کے قریب آئیں گے۔ یہ زمانہ خود مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے۔

حدیثوں میں وہ مقام تک معین کر دیا گیا ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ملاحظہ ہو(مسلم ج۲ص۴۰۱، مشکوٰۃ ص۴۷۳)’’اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقي دمشق‘‘ ﴿بھیجے گا اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو پس وہ اتریں گے نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے۔﴾

اور ابن ماجہ کی حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں اتریں گے۔ بیت المقدس جانب شرقی دمشق کے ہے۔ اب فرمائیے کہ اس حدیث میں بھی مسیح بن مریم صاف ہے اور ان کے اترنے کا مقام جانب شرق دمشق بیت المقدس صاف درج ہے تو کیا مرزا قادیانی لفظ مسیح کے موضوع لہ قرار پاسکتے ہیں۔ کیا وہ مریم کے بیٹے تھے اور کیا وہ شرقی دمشق میں اترے تھے۔ اب میں صحاح کی چند حدیثیں عرض کر کے دریافت کروں کہ گا حضرات قادیانی کے پاس ان کا کیا جواب ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے’’ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتیٰ لایقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا ومافیھا (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)‘‘

﴿حضور ﷺ فرماتے ہیں قسم ہے اس خدا کی کہ میری جان کا بقاء اس کے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق اتریں گے آسمان سے تمہارے اہل دین میں بیٹے مریم کے، عادل ہوں گے پس

توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور اٹھا دیں گے جزیہ کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا کوئی یہاں تک کہ سجدہ ایک ہوگا بہتر دنیا سے اور دنیا کی ہر چیز سے۔﴾

ہمارے لائق دوست فیکسر الصلیب کے لفظ سے مرزا قادیانی کے حق میں یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے زور وشور سے بحث کر کے اپنی بحث کے ذریعہ سے صلیب کی دھجیاں اڑا دیں۔ اس لئے اس حدیث کے موضوع لہ حضرت مرزا قادیانی ہیں۔

''چشم ماروشن دل ماشاد'' بہت اچھا! اگر اس حدیث کے موضوع ''لہ'' مرزا قادیانی ہیں تو اس حدیث میں لفظ ابن مریم ہے۔ کیا مرزا قادیانی ابن مریم تھے؟ اگر ابن مریم نہ تھے تو وہ اس حدیث کے موضوع لہ نہیں قرار پا سکتے۔ دوسرا ''ان ینزل فیکم'' بھی مرزا پر صادق نہیں آتا۔ کیونکہ وہ کہیں سے نہیں اترے۔

''یقتل الخنزیر'' سے تو ہم واقف نہیں۔ شاید میرے لائق دوست واقف ہوں گے کہ مرزا قادیانی نے کتنے سوروں کا قتل کیا۔ اگر وہ یہ جواب دیں کہ مرزا قادیانی نے سوروں کو حرام بیان کیا تو ہم نہیں مانتے۔ سور تو پہلے سے حرام تھے۔ جیسا دنیا کے مسلمان سب کہتے ہیں کہ سور حرام ہے۔ تو اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی بیان کیا تو وہ کوئی چیز نہیں، حدیث کے الفاظ کا منشاء دنیا سے سوروں کو نیست ونابود کر دینا اور ساری دنیا پر حرام کر دینا ہے۔ کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ کام انجام دیا؟ ''یضع الجزیة'' کیا میرے دوست بتلا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جزیہ کے احکام جاری کئے؟

کیا دنیا میں مال کی ایسی زیادتی ہوگئی کہ ''لا یقبله احد'' کی تعریف صادق آئی۔ کیا دنیا میں حدیث کے منشاء کے موافق مال کی ایسی فراوانی ہوئی کہ اس کو کوئی دنیا میں قبول کرنے والا نہ تھا اور کیا دنیا میں سجدہ ہی ایک ایسی بہتر چیز حدیث کے منشاء کے بموجب (مرزا قادیانی کے زمانہ میں) سمجھا گیا تھا کہ انبیاء سے بڑھ کر یعنی دنیا ومافیا سے بہتر صرف ایک سجدہ ہی ہوگیا تھا۔ جب ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہوئی تو صرف ایک لفظ یکسر الصلیب کو اس حدیث سے چن کر مرزا قادیانی کے لئے تمغہ فتح قرار دے لینا کوئی عقل کی بات ہے؟ حدیث کے تمام الفاظ گو صادق نہ آئیں۔ صرف ایک لفظ کو جو ستارہ کی طرح اس حدیث میں چمک رہا تھا اور جو مرزا قادیانی کے خیال کے بموجب ان کے نام کو روشن کرنے والا تھا، چن کر اٹھا لیا اور اس کے ذریعہ سے یہ کہنے کے لئے تیار ہوگئے کہ میں نے پادریوں سے مناظرہ کر کے صلیبوں کو اس طرح توڑا کہ آج تک رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نے نہیں توڑا تو یہ تو ایک خیالی پلاؤ ہوا۔

جس طرح مرزا قادیانی نے خیالی پلاؤ پکا کر خیالی نبوت کے معتقدین کے خیالی پیٹ بھروائے۔ لاؤ ہم بھی ہوا اور پانی پر لکھ کر مرزا قادیانی کی نبوت پر صاد کر دیتے ہیں۔ اگر ہمارا یہ صاد باقی رہ گیا تو مرزا قادیانی کی نبوت بھی باقی رہے گی ورنہ یہ نبوت ہوا پر لکھی ہوئی تحریر اور پانی پر کھنچے ہوئے نقش کی طرح زائل اور باطل سمجھنی چاہئے۔ اچھا اب اور ایک حدیث صحیح مسلم کی سن لیجئے۔ جس سے غالباً آپ نے فیکسر الصلیب لے کر میرے سوالات کے جواب میں صراحت کی ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ ''واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیتضعن الجزیة ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها و لتذهبن الشحنا والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبله احد (مسلم ج۱ ص۸۷)''

اس حدیث میں لفظ ابن مریم ہے۔ غلام احمد قادیانی تو ابن مریم یعنی مریم علیہا السلام کے بیٹے نہ تھے اور نہ وہ کہیں سے اترے تھے۔ البتہ اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں جو سابق الذکر حدیث میں نہیں ہیں ''اور چھوڑی جائیں گی جوان اونٹیاں پس نہیں کی جائے گی سواری اور کام اور طلب حاجات البتہ جاتا رہے گا لوگوں میں سے کینہ اور بغض اور حسد اور البتہ بلائیں گے ابن مریم لوگوں کو طرف قبول کرنے مال کے پس نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی۔''

اب انصاف فرمائیے کون سی جوان اونٹیاں مرزا قادیانی نے چھوڑیں جن پر سواری نہیں کی گئی اور فرمائیے کیا لوگوں میں سے دنیا کے کینہ اور بغض اور حسد جاتا رہا اور کیا مرزا قادیانی نے دنیا کے لوگوں کو مال لینے کے لئے بلایا تھا اور کوئی اس مال کا لینے والا اور خواہش کرنے والا نہ تھا؟ ان ساری باتوں کو چھوڑ کر حدیث کے صرف ایک لفظ کو لینا کہ حدیث میں یکسر الصلیب ہے اور میں نے بحث کر کے صلیبوں کو توڑا، اس لئے میں نبی ہوں، بچے بھی قبول نہیں کریں گے۔

مسلم کی ایک حدیث قال علیہ السلام ''فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم...... فیطلبه فیهلکه...... ثم یرسل اللہ ریحا باردة من قبل الشام فلایبقی علی وجه الارض احد فی قلبه مثقال ذرة من ایمان (مسلم ج۲ ص۴۰۳)'' ﴿پس بھیجے گا اللہ عیسیٰ مریم کے بیٹے کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو (دجال) کو پھر تباہ کر دے گا اس کو (دجال) پھر بھیجے گا اللہ ایک ٹھنڈی ہوا ملک شام کی طرف سے، نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔﴾

انصاف سے فرمائیے کہ جب اس حدیث میں ابن مریم صاف ہے اور وہ اس وقت اتریں گے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہ ہوگا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔ کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں کوئی شخص بھی ایسا باقی نہ تھا کہ ایماندار ہو۔ ابن حجرؒ کے قول کے لحاظ سے میرے دوست نے فرمایا ہے کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر کے معنی علامہ ابن حجرؒ نے یہ لئے ہیں ''یبطل دین النصرانیة بالحجج والبراھین'' حجت اور برہان سے صلیب کی تردید کرنا ہی یکسر الصلیب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے تو ابن حجرؒ کا قول کوئی حدیث نہیں۔ دوسرے اگر علامہ ابن حجرؒ نے حدیثوں کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی تو اس کو ہم کیونکر مان سکتے ہیں۔ قطع نظر اس کے ابن حجرؒ نے قطعی تصفیہ نہیں کر دیا ہے کہ صرف مرزا قادیانی کی طرح زبانی جمع خرچ کر دینا ہی یکسر الصلیب کے فحواء اور منشاء میں داخل ہے۔ یکسر الصلیب کے منشاء میں ممکن ہے کہ حجت اور برہان سے بھی کام لینا داخل ہو۔

لیکن محض حجت اور برہان کو یکسر الصلیب کا پورا مصداق ٹھہرا لینا ناممکن ہے۔ مجھے میرے دوست کے استدلال پر یہ سوال اور اعتراض ضرور ہے کہ علامہ ابن حجرؒ کی ایک دلیل پر تو آپ ہم کو قائل کرنا چاہتے ہیں اور علامہ ابن حجرؒ کے قول کی تردید میں اگر ہم صحاح کی متعدد حدیثیں پیش کریں تو کیا اس صورت میں بھی آپ ابن حجرؒ ہی کے قول کو ترجیح دیں گے؟

مثل مشہور ہے کہ ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا، ابھی بہت بڑی چیز ہے۔ ڈوبتے وقت اگر تنکا بھی ہاتھ آ جائے تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کو پکڑ لوں گا تو بچ جاؤں گا۔ بالکل وہی مثال قادیانی حضرات پر صادق آتی ہے کہ صحاح کی حدیثوں کی زد سے بچنے کے لئے ابن حجرؒ وغیرہ کے اقوال کو جن کی وقعت تنکے سے کم ہے، پکڑ کر اپنی جان اعتراضوں سے بچانا چاہتے ہیں۔ کجا ابن حجرؒ کا قول اور کجا حدیث شریف۔ کیا ایسے دلائل اور حجت سے کامیابی ہوسکتی ہے؟ البتہ وہ لوگ ایسے کمزور دلائل کو مان لیں گے جنہوں نے باوصف لائق ہونے کے کامل توجہ نہیں کی اور محض مرزا قادیانی کے اقوال پر کہ جو کچھ وہ کہہ چکے ہیں، صحیح ہے، بھروسا کر لیا۔

کیونکہ مرزا قادیانی کی لیاقت اکثر لوگوں کے پاس مسلم ہو چکی تھی اور اسی لئے ان لوگوں نے غالباً حدیثوں کے مضمون کو پوری طرح سے نہیں پڑھا اور مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھ دیا یا فرما دیا، اس کو صحیح تصور کر لیا۔ مجھے بالکل یقین ہے کہ اگر قادیانی حضرات ہٹ دھرمی، ضد اور تعصب کو دخل نہ دیں تو اللہ تعالیٰ کے صاف وصریح احکام متعدد حدیثوں کو جن کا حوالہ اس مختصر کتاب میں دیا گیا ہے، ٹھنڈے دل سے قبول کریں گے اور مرزا قادیانی کی بھول بھلیوں سے جس

کو Lalyrinth کہنا چاہئے، جلد باہر نکل آئیں گے۔ خدا اور رسول کے احکام سے معمے اور پہیلیوں کی طرح کھینچ تان کر تاویل در تاویل کر کے مطلب نکالنے کی کوشش نہ فرمائیں گے۔

میرے فاضل دوست ان دونوں حدیثوں کے ایک لفظ فیکسر الصلیب کی من مانی تاویلات فرماتے ہیں۔ اس کا تو ان کو اختیار ہے۔ لیکن انصافاً ان کو حدیثوں کے پورے مضمون سے مطلب لے کر بلحاظ سیاق عبارت کے غور فرمانا چاہئے۔ کیا کوئی وکیل کسی عدالت میں اس طرح بحث کر سکتا ہے کہ کسی دفعہ قانون کا ایک جزو جو اپنے مفید سمجھے، عدالت کو سنا کر فیصلہ اپنے موافق کرانے کی کوشش کرے۔ جبکہ ان دونوں حدیثوں میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے تو رسول اکرم ﷺ کی قسم کو بھی کیا وہی وقعت دی جائے گی جو بازاری گواہوں کو۔ (معاذ اللہ!)

جبکہ رسول اکرم ﷺ قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں تو ان کے غلامان امت کو لازم ہے کہ ان کے ایک ایک لفظ کو صحیح تسلیم کریں اور ان کے تمام الفاظ سے مطلب اخذ کریں۔ قانون کے الفاظ کی نسبت تو یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کوئی لفظ قانون کا بیکار اور بے موقع نہیں ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے وضع کئے ہوئے قانون کی یہ وقعت ہوگئی کہ اس کے دو ایک لفظ کام کے سمجھے جائیں اور باقی الفاظ کو نظر انداز کر دیا جائے۔ جبکہ قانونی دفعات کا منشاء الفاظ کے متروک کر دینے سے صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتا۔ تو حدیث شریف کے الفاظ متروک ہو جائیں گے یا عمداً متروک کر دیئے جائیں گے تو حدیث کا صحیح منشاء کسی کی زبان سے کیونکر صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص خوب شراب پی لے اور کسی کو مار ڈالے اور جب عدالت میں حاضر کیا جائے تو یہ کہے کہ مجموعہ تعزیرات سرکار عالی کی دفعہ ۲۷ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ’’کوئی فعل جرم نہ ہوگا جس کو کوئی ایسا شخص کرے جو اس کے کرتے وقت نشہ میں ہونے کے باعث اس فعل کی ماہیت یا یہ جاننے کے قابل نہ ہو کہ وہ فعل بے جا یا خلاف قانون ہے اور میرے لائق دوست ملزم کے خلاف مستغیث کے وکیل ہوں تو کیا ملزم کی اس حجت کو قبول کر لیں گے اور اس کو بے جرم سمجھ لیں گے؟

نہیں سمجھیں گے بلکہ اس کی تردید میں دفعہ ۲۷ کی باقی عبارت پڑھ کر عدالت کو سنائیں گے اور استدلال فرمائیں گے کہ ملزم نے پوری عبارت عدالت کو نہیں سنائی بلکہ دفعہ مذکورہ میں یہ عبارت بھی ہے ’’بشرطیکہ وہ شے جس سے اس کو نشہ ہوا اس کے بلا علم یا خلاف مرضی اس کو استعمال کرائی گئی ہو‘‘ چونکہ ملزم نے یہ ثابت نہیں کیا کہ نشہ کی چیز اس کو بلا علم یا خلاف مرضی اس کے دی گئی، لہٰذا ملزم مجرم ہے اور سزا کا مستوجب ہے۔ جب قانون عبارت کا ایک جز ترک ہو جانے

سے مطلب پورا حاصل نہیں ہوسکتا تو حدیث کی اصلی عبارت ترک فرما کرصرف یکسر الصلیب پر زور دیں گے تو مرزا قادیانی تو کیا معنی دنیا میں اس طرح مطلب نکال کر جو چاہے نبی اوررسول بن جائے گا۔

چونکہ اس طرح تاویلات کرنے سے دین میں تفرقہ پڑتا ہے اور اسلام میں فرقہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خداوندکریم نے قرآن میں متعدد مقامات پر تفرقہ ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ اس موقع پر میں صرف ایک آیت لکھوں گا اور باقی آئندہ لکھوں گا ''واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران:۱۰۳) ''﴿اللہ کی رسی کو مضبوطی سے سب مل کر پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔﴾

دیکھو فرقے علیحدہ علیحدہ نہ کرنے کی کیسی سخت تاکید ہے۔ اس قسم کے تفرقوں سے زمین میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اس قسم کے فساد پیدا کرنے والے کس قسم کی سزا کے مستوجب قرار دئے گئے ہیں؟ اس کو میں آئندہ قرآن اور حدیث سے ثابت کروں گا۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھا لئے گئے اور کیا مرزا قادیانی نبی اللہ اور مسیح محمدی ہیں؟

بلحاظ میرے عالم دوست کے جوابات کے دوسوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱...... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور وہ آسمان پر نہیں اٹھا لئے گئے اور اب ان کا نازل ہونا ناممکن ہے؟

۲...... کیا مرزا قادیانی عیسیٰ نہیں بلکہ مسیح محمدی ہیں۔ جن کے بعثت کی خبر حدیث میں بلفظ نبی اللہ دی گئی ہے اور اس لئے مرزا قادیانی نبی ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی وفات کا کوئی ثبوت قرآن یا حدیث سے میرے دوست نے نہیں دیا ہے کہ جس کے بعد ان کا آسمان پر جانا اور پھر دنیا میں نازل ہونا ناممکن سمجھا جائے۔

لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اس طرح نہیں ہوئی جیسا کہ قادیانی حضرات بیان کرتے ہیں بلکہ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ چنانچہ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے: ''اذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵)''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے اپنی موت سے ماردوں گا اور اپنے پاس تجھے اٹھالوں گا۔ کب ماروں گا اس کی صراحت اس موقع پر نہیں فرمائی گئی۔ لیکن میں آگے چل کر ثابت کردوں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں اپنی موت سے نہیں مرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور قیامت کے پہلے اللہ ان کو پھر نازل کرے گا اور دنیا میں رہنے کے بعد فوت ہوں گے اور گنبد مبارک رسول اکرم ﷺ میں مدفون ہوں گے۔

جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے قال رسول اللہ ﷺ ''ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ ص ٤٨٠)'' یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اتریں گے عیسیٰ مریم کے بیٹے زمین کی طرف، پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کے لئے اولاد اور زمین میں پینتالیس سال ٹھہریں گے، پھر مریں گے اور دفن کئے جائیں گے میرے نزدیک میرے مقبرہ کے اندر پس میں اور عیسیٰ بیٹا مریم کا ایک مقبرہ سے اٹھیں گے درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبروں کے۔

اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے (مرزا قادیانی کے اوپر یہ بات صادق نہیں آتی) دوسرے ان کا نکاح ہوگا اور ۴۵ سال زمین میں رہنے کے بعد مریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ دفن کئے جائیں گے مقبرہ رسول اکرم ﷺ میں، بعد مرنے کے۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زندہ اتریں گے اور اس دنیا میں اترنے کے بعد مریں گے اور پھر قیامت میں سب کے ساتھ اٹھیں گے۔ اگر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا نہ لیتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے ''رافعك الیّ'' تو پھر نازل ہی نہ ہوتے۔

میں اپنے فاضل دوست کے اس سوال کے جواب میں جو انہوں نے میرے سوال نمبر۳ کے جواب میں مجھ سے حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت طلب کیا ہے۔ میں ان دلائل کو جن کو میں لکھ چکا ہوں اور آگے بھی لکھوں گا، یہ حدیث بھی پیش کرتا ہوں اور بتلاتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے دوست کے خیال کے موافق اسی دنیا میں مر گئے ہوتے تو نہ وہ پھر نازل ہوتے اور نہ پھر مرتے اور نہ پھر دفن ہوتے اور آیت قرآنی ''ماجعلنا لبشر من قبلك الخلد (الانبیاء:٣٤)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس وقت جبکہ نازل ہونے کے بعد مریں گے، اچھی طرح متعلق ہو جاتی ہے۔

پس بلحاظ آیت مذکور کے جو اعتراض میرے فاضل دوست نے کیا تھا، وہ رفع ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو ہزار برس پہلے مرنے کی اس حدیث سے تردید ہوتی ہے۔

اس قدر بیان کرنے کے بعد پھر میں اس بحث کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو متوفیک اور رافعک الیّ کے متعلق ہے۔ سورہ آل عمران میں جو ارشاد تھا اس سے زیادہ صاف اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء میں ارشاد فرمایا ہے ’’وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وماصلبوه ولكن شبّه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (النساء:۱۵۷، ۱۵۸)‘‘

﴿اور کہنے لگے (یعنی یہودی) ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو جو خدا کا رسول تھا (اپنے کو رسول کہتا تھا) مار ڈالا، حالانکہ نہ ان کو مار ڈالا (یہودیوں نے) نہ سولی دی لیکن ان کو شبہ پڑ گیا اور جو لوگ اس میں اختلاف کر رہے تھے وہ خود شک میں تھے ان کو کوئی یقین نہ تھا مگر گمان سے کہتے تھے (اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے) ان یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنے پاس اٹھالیا۔﴾

اس کے سوا اور بھی آیات قرآنی ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے نہ مار ڈالا نہ سولی دی بلکہ خود اللہ نے ان کو اپنے پاس اٹھالیا۔ رفعه الله اليه اور پہلی آیت میں رافعك الیّ خاص توجہ کے قابل ہیں لفظ ’’الیّ‘‘ اور ’’اليه‘‘ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس اٹھالیا ان دونوں الفاظ کی وجہ سے رفع کے معنی اور کوئی نہیں لئے جاسکتے۔ میں نے اور لوگوں سے سنا ہے کہ قادیانی حضرات رفع سے مرتبہ بلند کرنے کے معنی لیتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ خیال ان کا درست نہیں ہے۔ ایک واقعہ جیسا کہ ابن عباسؓ سے منقول ہے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے جب سولی دینے کا ارادہ کرلیا تو حسب خواہش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری نے بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھنا قبول کرلیا جس کا نام شمعون یا یہودا تھا اور اس کی صورت قریب قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگئی۔

اسی حواری کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر یہودیوں نے صلیب پر چڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قبر میں سے زندہ اپنے پاس اٹھالیا۔ آیت کے الفاظ ’’شبه لهم‘‘ اور ’’لفى شك منه‘‘ سے بہت اچھی طرح اس روایت کا ثبوت ملتا ہے جو ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ البتہ قبر میں سے اٹھالینا جو بیان کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ بحث طلب رہتا ہے۔ اس کے متعلق صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ

جب صلیب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتار لئے گئے تو ان کی لاش کو جیسا کہ بعض انجیلوں میں لکھا ہے، یوسف نے قبر میں رکھ کر اوپر ایک پتھر رکھ دیا۔ صبح کو دوسرے روز اس شبہ کی وجہ سے کہ مرے یا نہیں (کیونکہ صلیب پر صرف چند گھنٹے رہے تھے) یہودیوں نے دیکھا تو لاش غائب تھی۔ یہ یوسف کون تھے۔ اس موقع پر اس کی بحث غیر ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو

(انجیل یوحنا باب درس ۴۵ وانجیل لوقا باب ۲ درس ۲۷،۴۱)

شاید اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے لفظ قبر بیان کیا ہے۔ قران کریم کے الفاظ ''وما قتلوہ'' سے اگر کوئی شخص دوسرا مطلب نکالے تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ظاہر کرنا منظور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذریعہ قتل کرنے کے نہیں مارے گئے۔ اسی طرح ''وما صلبوہ'' ہے کہ صلیب پر چڑھا کر نہیں مار ڈالے گئے۔ اس سے صلیب پر چڑھانے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ صلیب پر چڑھا کر مار ڈالے جانے کی نفی ہوتی ہے۔ مگر ''ولکن شبّہ لھم'' سے میرے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ جس کو میں آگے بیان کروں گا کہ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھا کر مار ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہودیوں کا خیال غلط ہے۔ صلیب پر چڑھائے جانے سے یہودیوں کو مر جانے کا شبہ ہوا لیکن وہ صلیب پر چڑھا کر مار نہیں ڈالے گئے۔

''بل رفعہ اللہ الیہ'' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔ اس موقع پر مرتبہ بلند کرنے کے معنی لے کر سیاق عبارت کے خلاف تاویلات کرنا نہ معلوم کیوں کر پسند کیا گیا۔ انجیلوں کے دیکھنے سے اور علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے کفر اور الحاد کا الزام لگایا کہ وہ شریعت موسوی کے خلاف ہوگئے ہیں۔ اس لئے ان کے قتل کے درپے تھے تو ایک اور الزام بغاوت باسرکار کا عائد کر کے صلیب کی سزا تجویز کی اور صلیب پر چڑھایا۔ انجیل یوحنا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد صلیب چڑھانے کے صرف ہتھیلیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیل ٹھوکے گئے لیکن لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پیروں میں بھی کیل ٹھوکے گئے۔

چونکہ اس روز یہودیوں کی عید فصح تھی اور ضرور تھا کہ مصلوب کی لاش مغرب سے قبل دفن کردی جائے۔ اس لئے صلیب سے اس روز لاش علیحدہ کر کے حواریوں کے حوالہ کردی گئی۔ چونکہ صلیب پر اس قدر جلد انسان کا مرنا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی ہو اور ان کو مردہ سمجھ کر یہودیوں نے جلد صلیب سے اتار دیا ہو۔ (انجیل متی باب ۲۷،

انجیل یوحنا باب ۱۹) اور (انجیل لوقا باب ۱۵) سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہتھیلیوں کے زخم اپنے حواریوں کو دکھلائے۔ کسی انجیل سے یا کسی کتاب سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کئے گئے یا ان کی کوئی قبر ہے۔

البتہ عیسائی اعتقاد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اور مسلمان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ''رفعه الله الیه'' اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس اٹھالیا۔ اس امر کی تائید میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہ تھے، انجیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش حواریوں کے حوالہ کرنے کی حاکم سے استدعا کی گئی تو خود حاکم کو بڑا تعجب ہوا کہ صلیب پر اس قدر جلد کیسے مر گئے۔ کیونکہ صلیب پر انسان چار پانچ، چھ دن تک بھی نہیں مرا کرتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہتھیلیوں میں سوراخ ہونے سے صرف غشی طاری ہو گئی ہو اور لوگوں نے مردہ سمجھ لیا ہو اور دفن کرنے کے لئے حوالہ کر دیا ہو۔

یہ امر کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد اکثر لوگ زندہ پائے گئے، متعدد تاریخی واقعات سے ثابت ہے۔ چنانچہ یوسی بیس مورخ اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے کہ یمسطوس نے بادشاہ سے سفارش کر کے تین آدمیوں کو صلیب سے اتروالیا اور ان میں سے ایک شخص زندہ رہا۔ ایک اور رومی مورخ ہیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ دارا کے حکم سے ایک شخص مسمی سندوکیس صلیب پر چڑھایا گیا اور کئی دن کے بعد اتارا گیا۔ وہ زندہ تھا۔ ملاحظہ ہو تفسیر انجیل متی مرتبہ ڈاکٹر کلارک۔

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف پانچ، چار گھنٹہ ہی صلیب پر رہے اور بوجہ عید فصح کے جلد اتار لئے گئے تو ان کا زندہ رہنا کچھ تعجب نہیں۔ ابھی حال کے زمانے میں ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ شہر ہال واقع جرمن میں ایک ایسی لاش ڈاکٹر جونکر کے حوالہ کی گئی تھی جو صلیب سے اتاری گئی تھی۔ یہ لاش ایک افسر فوج کی تھی۔ جو بموجب قانون فوج بعلت خلاف ورزی قانون فوج (کہ وہ جنگ کے وقت فرار ہو گیا تھا) صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اس کی لاش ڈاکٹر جونکر کے حوالہ اس غرض سے کی گئی تھی کہ وہ اپنے شاگردوں کی تعلیم کے وقت اس لاش کو چیر پھاڑ کر عملی تجربہ کر کے بتلائے۔

ڈاکٹر مذکور کہتا ہے کہ رات کے ایک بجے جب اس کمرہ میں کچھ آواز آئی جس میں وہ لاش رکھی گئی تھی، تو میں چراغ لے کر اس کمرہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور وہ بیٹھا مجھے تاک رہا ہے۔ میں ایسا گھبرایا کہ قریب تھا کہ میرا دم نکل جائے کہ اتنے میں آہستہ آواز آئی کہ اے نیک جلاد، میرے حال پر مہربانی کر تو میں اس وقت سمجھا کہ یہ شخص صلیب

پر مرا نہیں۔ پھر میں نے اس کا علاج کیا تو وہ زندہ پایا گیا۔

ان تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ لوگ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد کئی کئی دن بھی زندہ پائے گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا کچھ تعجب کی بات نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کی قدرت سے بن باپ کے پیدا ہونا مرزا قادیانی مانتے ہیں (کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس پر میرا ایمان ہے) اور قرآن میں یہ آیت ہے ''ان مثل عیسیٰ عنداللّٰہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران:۵۹)''

تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھالئے جانے کے واقعہ کو کیوں تسلیم نہیں فرماتے۔ جس خدا کو یہ قدرت ہے کہ بن باپ کے پیدا کرے اور اس کے اس ارشاد پر کہ کن فیکون یعنی ہو جا پس ہو جاتا ہے۔ اس خدا کو کیا یہ قدرت نہیں ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد اپنے نبی کو زندہ رکھے اور لوگوں کو یہ شبہ ہو سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور ان پر غشی طاری کر کے پھر آسمان پر اٹھالے اور کیا اللہ کو یہ قدرت نہیں ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ خدا نے طبعی موت اس وجہ سے طاری کی تھی کہ یہودی ان کو مردہ سمجھیں۔ میرے خیال میں اللہ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ موت طبعی طاری کرنے کے بعد پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھالے۔

اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جو الفاظ نکلے اور جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے ''توفیتنی'' اور موت بالکل صحیح ثابت ہو جاتے ہیں اور ان الفاظ میں بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ (تفسیر کبیر ج۴ جز۸ ص۱۷) میں لکھا ہے کہ ''متوفیك اے ممیتك وھو مروی عن ابن عباس و محمد ابن اسحاق قالوا والمقصود ان لایصل أعداؤه من الیھود الی قتله ثم انه بعدذلك اكرمه بان رفعه الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثة اوجه احدھا قال وھب توفی ثلاث ساعات ثم رفع و ثانیھا قال محمد بن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احیاه اللّٰه ورفعه الثالث قال الربیع بن انس انه تعالیٰ توفاه حین رفعه الی السماء قال تعالیٰ اللّٰه یتوفی الا نفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری کرنے سے خدا کو یہ مقصود تھا کہ ان کے دشمن ان کو قتل نہ کر سکیں اور ایسا کر کے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالینے کے ذریعہ سے ان کو افتخار بخشا اور ''وھب'' کے قول کے بموجب صرف تین گھنٹے یہ موت حضرت عیسیٰ

علیہ السلام پر طاری رہی اور اس کے بعد اٹھالئے گئے اور محمد ابن اسحاق کے قول کے بموجب سات گھنٹے تک موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طاری رہی اور اس کے بعد آسمان پر اٹھالئے گئے اور ربیع بن انسؒ کا قول یہ ہے کہ آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت اللہ نے موت دی۔ بہرحال ان میں سے کوئی بات ہو، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے کہ جس نبی کو اس نے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اس نبی کو اس کے دشمنوں پر ظاہر کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے، موت طبعی طاری کرنے کے بعد اپنے پاس اٹھالیا ہو، مرزا قادیانی کو کیوں اس میں شبہ ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ ان واقعات کو تسلیم کرلیں تو ان کے دعاوی نبوت پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے انہوں نے ان واقعات میں سے کسی کو تسلیم نہیں فرمایا اور بس اس بات پر اڑے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی دنیا میں اپنی موت سے مرے اور آسمان پر اٹھائے نہیں گئے۔

ملاحظہ ہو آیت شریف ’’والتی احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا وجعلنا ها وابنها اية للعالمين (الانبیا:۹۱)‘‘ اس آیت سے حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات کو مرزا قادیانی کا مان لینا اور دیگر آیات قرآنی کو جو ان کے مقصود کے خلاف ہیں، تاویلات کر کے تمام علماء سے اختلاف کرنا کیسے درست تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ کے پیدا ہونے کے متعلق اور متعدد مقامات میں خدا نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ جس سے مرزا قادیانی کو انکار نہیں ہے۔ پھر اس واقعہ سے کیوں انکار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے۔ ’’رفعه الله اليه‘‘ سے بعض لوگ یہ مراد لیتے ہیں کہ روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ نے اٹھالی۔ تو اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اٹھالی گئی تو جسم کیا ہوا؟ اس کا جواب ابن عباسؓ کی روایت کے موافق یہ ہوسکتا ہے کہ قبر میں سے اللہ تعالیٰ نے زندہ اٹھالیا اور بعض انجیل سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں یوسف نے لاش کو قبر میں رکھ کر اوپر پتھر رکھ دیا تھا اور صبح کو جو دیکھا تو لاش نہیں تھی۔

ان روایات سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش کا آسمان پر اٹھالینا ثابت ہوتا ہے۔ متی انجیل باب ۲۰ درس ۱۸، ۱۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر مرنے کے تین دن بعد قبر سے زندہ اٹھنا اور چالیس دن تک زندہ رہ کر اپنے شاگردوں اور حواریوں کو تعلیم دے کر ان کے روبرو ابر پر سوار ہو کر آسمان پر عروج فرمانا صاف لکھا ہوا ہے۔ مگر مرزا قادیانی قرآن شریف کی

آیات اور علماء کے اقوال اور روایات کے خلاف اور عیسائی انجیل کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تو کیا مرزا قادیانی کا قول اس بارہ میں سند ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ’’عین الشمس لم تشغطی‘‘

تیرہ سو سال سے علماء اہل سنت والجماعت اور آئمہ سب کے سب بلا اختلاف اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں اور خود سیاق عبارت کلام اللہ کی اس قدر صاف ہے کہ اس میں دلیل کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں ہے تو پھر ایک ایسے شخص کو جو ملک ہند میں پیدا ہو، کیا حق ہے کہ اہل زبان نے جو مطلب عبارت قرآن سے لیا اس سے اختلاف کرے۔ عرب وعجم مصر وافریقہ کے تمام علماء اس میں متفق ہیں اور وہ عربی زبان کے استاد اور حاکم تھے۔ ہزارہا علماء اور آئمہ کے متفق علیہ معنی کے خلاف رفع کے معنی دوسرے کرنا یا الیّ کے لفظ کو نظرانداز کرنا یا کوئی دوسرے مطالب کھینچ تان کر نکالنا کسی طرح مستحسن معلوم نہیں ہوتا۔

خصوصاً جبکہ مسلمانوں میں اس اختلاف کی وجہ سے تفرقہ پڑتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تفرقہ ڈالنے کی بہت صاف الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البینت واولئك لهم عذاب عظیم یوم تبیض وجوه وتسودوجوه (آل عمران:۱۰۵)‘‘ ﴿اور مت ہو جاؤ ان کی طرح جو علیحدہ ہوگئے (تفرقہ ڈالا) اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کے پاس صاف حکم اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ۔﴾

اور سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ نے ’’ان الذین فرقواد ینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شی (الانعام:۱۵۹)‘‘ ﴿یعنی جنہوں نے تفرقہ ڈالا دین میں اور ہوگئے کئی فرقہ تجھ کو ان سے کام نہیں۔﴾

ان آیتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ کیا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش ہوگا جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور اپنا فرقہ علیحدہ کرلیا اور علیحدہ بھی ہوئے اور فرقہ علیحدہ بنا تو اس طرح سے کہ حدیث پوری نہیں لی پاؤ حدیث سے یا حدیث کے آٹھویں حصہ سے من مانے مطلب لے کر تمام دنیا کے مانے ہوئے سچے مسائل کے خلاف لاکھوں دماغوں پر اپنے ایک دماغ کو ترجیح دی۔ حالانکہ ایک دماغ سود ماغوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہر کام میں مشورہ کر کے عمل کرنے کا حکم دیا ہے ’’وامرهم شوریٰ بینهم‘‘

ان کا کام آپس کی صلاح اور مشورہ سے چلتا ہے اور خود رسول اکرم ﷺ کو اللہ نے یہ حکم

دیا ''وشاورھم فی الامر'' اور خود رسول اکرم ﷺ مشورہ کیا کرتے تھے تو مرزا قادیانی نے کیوں ایسی ضد کی اور مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ جب تک خلافت راشدہ رہی اکثر امور مشورہ سے ہوا کرتے تھے۔ مجلس شوریٰ ٹوٹی اور مسلمانوں میں خرابی پڑی۔ ''فاعتبروا یااولیٰ الابصار'' ممالک متمدنہ میں آج جمہور کی رائے پر جو سلطنتوں کا انتظام ہورہا ہے۔ وہ اسی اصول پر ہے کہ جو کام مشورے سے ہو وہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام علماء نے قرآن اور حدیث کے جو معنی تیرہ سو سال سے لئے اور لاکھوں علماء کے مشورہ سے وہ مطلب صحیح سمجھا گیا اس کو مرزا قادیانی کا یا ان کے مریدوں کا دماغ کیسے رد کرسکتا ہے۔ غلبہ آراء پر عمل نہ کر کے اپنی عقل پر کیوں اتنا بھروسہ کیا جارہا ہے اور شرک بالنبوت کی ایک نئی شکل پیدا کی جارہی ہے۔

اس موقع پر شرک بالنبوت کے متعلق ایک آیت قرآن کی لکھوں گا اور باقی مضمون شرک بالنبوت کے متعلق آئندہ عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ ولولا کلمۃ الفصل لقضی بینھم وان الظلمین لھم عذاب الیم (الشوریٰ:۲۱)'' ﴿کیا ان کے شریک ہیں جنہوں نے شریعت کی راہ ڈالی ان لوگوں کے لئے دین کی جس کا (جس شرک نبوت کا) اللہ نے حکم نہیں دیا اور اگر یہ بات منصفانہ ہوتی تو فیصلہ کیا جاتا ان لوگوں میں اور بیشک ناانصافوں کے لئے عذاب دردناک ہے۔﴾

اس آیت کو ملاحظہ فرمائیے۔ خدا نے خود تصفیہ کردیا ہے اور اعتراضاً بندوں سے خدا سوال کرتا ہے کہ جنہوں نے تمہارے لئے شریعت کی راہ ڈالی۔ کیا ان کے کوئی شریک ہیں؟ اس قسم کے شرک کا تو میں نے تم کو حکم نہیں دیا اور اس بات کا تو فیصلہ ہوچکا ہے کہ شریک بالنبوت نہیں ہے۔ اگر یہ امر فیصل شدہ نہ ہوتا تو ہم تصفیہ کرتے۔ اگر اس امر منفصلہ کے خلاف کروگے تو ہم دردناک عذاب دیں گے اور پھر سورہ شوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے۔

''شرع لکم من الدین...... ولا تتفرقوا فیہ (شوریٰ:۱۳)'' ﴿شریعت دی یعنی تمہارے لئے دین ٹھہرا سو اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔﴾ آگے چل کر پھر ارشاد ہوا ہے ''وما تفرقوا الا من بعد ماجاء ھم العلم بغیا بینھم (شوریٰ:۱۴)'' ﴿بعد علم ہو جانے کے ضد سے جو اختلاف کرنے لگے۔﴾ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے ضد سے علم ہو جانے کے بعد اختلاف کریں گے اور تفرقہ دین میں ڈالیں گے اور دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

خدا کو تو یہ بات معلوم تھی کہ امت محمدی میں ایسے فرقہ ہوں گے جبھی تو قرآن شریف

میں پیشین گوئی کی گئی تھی۔ جیسا کہ آیات بالا سے ظاہر ہے۔ چنانچہ وہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ اللہ تو بار بار فرما چکا تھا لیکن جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ ہر ایک فرقہ نے ایک نئی بات نئی بدعت نکالی۔ کوئی خارجی کوئی ناصبی کوئی جبری کوئی قدری تو کسی نے ان کا کیا کرلیا؟ سب مسلمان جبکہ ایک امر میں متفق ہیں تو ان میں اختلاف ڈلوانا اور تفرقہ پیدا کرنے والی تحریک کرنا کیونکر اچھا سمجھا جائے گا۔ حدیث ہے ''من فرق بین امتی وھم جمع فاقتلوہ من کان '' فرمایا سرور عالم ﷺ نے جبکہ میری امت میں اتفاق ہو اور اس میں کوئی شخص تفرقہ ڈالے تو اس کو قتل کردو خواہ وہ کوئی ہو۔

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھالئے جانے کے متعلق کروڑہا امتیان حضرت سرور دو عالم ﷺ میں اتفاق ہے اور اس اتفاق میں تفرقہ پڑتا ہے۔ اس صورت میں یہ حدیث شریف متعلق ہے یا نہیں، غور کے قابل ہے۔ میرے خیال میں تو اللہ کا کلام بھی صاف ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت شریف ''انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتّلوا اویصلّبوا وتقطّع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفومن الارض (المائدہ:۳۳)'' کی رو سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں یعنی جو اللہ اور رسول کے احکام سے لڑیں یا زمین میں فساد ڈالیں، قتل اور سولی کے قابل یا نفی بلد کے قابل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے صریح احکام اور رسول کریم ﷺ کے صاف ارشادات کے خلاف تاویلات کرنا اور کروڑہا اور اربوں مسلمانوں کے مسلم مسائل میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کرنا درآنحالیکہ سب امت میں امن وامان قائم ہے ہرگز مستحسن نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیا ایک قوم کے مغل صاحب کو رسول کریم ﷺ کی صاف حدیث کے خلاف کہ مہدی موعود اولاد فاطمہؓ سے ہوگا مہدی موعود تسلیم کرلینا، درآں حالیکہ ان کے نام اور ان کے باپ کے نام خلاف حدیث ہوں اور وقت کا خیال نہ کرنا کہ کیا زمین پر جور وظلم بھر گیا ہے اور کیا مہدی موعود نے ان سب کو دور کر کے عدل سے بھر دیا اور آیات قرآنی کے صاف اور صریح الفاظ کے خلاف کھینچ تان کر خلاف علماء اور آئمہ کے مطالب اور معانی پہنانا ہے اور ایک ایسے واقعہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے متعلق ہے اور جس کو نہ صرف کروڑہا مسلمان مان رہے ہیں، بلکہ تمام کروڑوں عیسائی بھی مثل مسلمانوں کے اعتقاد رکھتے ہیں، انکار کرنا اور قرآن کی آیتوں سے من مانے مطالب اخذ کر کے دنیا بھر کے براعظموں کے مسلمانوں اور عیسائیوں سے اختلاف کرنا اللہ رسول سے محاربہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف اس طرح معنی پہنا کر نبی بننے اور اپنے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں پر تفوق حاصل ہونے کی کوشش کرنا اور روئے زمین کے تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے متفق علیہ مسئلہ کے خلاف تقریریں کر کے ان کے دلوں کو مجروح کرنا اور ان میں اختلاف ڈلوانا زمین میں فساد ڈالنا نہیں تو کیا ہے۔ روئے زمین کے پردہ پر عرب وعجم مصر اور روم وشام افریقہ وغیرہ وغیرہ کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں کوئی ان صفات کا جیسا کہ حدیث نبوی کی رو سے ہونا لازم ہے، خدا کو نہیں ملا تھا۔ جو خدا نے قادیانی مٹی سے مرزا غلام احمد صاحب مغل کو مہدی موعود اور مسیح موعود بنانے کے لئے منتخب کر کے اپنے حبیب پاک کے ارشاد کو جو امتیان محمدی کی ہدایت کیلئے تھے، معاذ اللہ جھوٹا کرنا چاہا۔ چونکہ میرے فاضل دوست بھی قانون دان ہیں اور میں بھی قانونی پیشہ کرتا ہوں۔ اس لئے اس موقع پر اصول قانون کا بھی ایک مسلمہ مسئلہ جس پر تمام مقنن روئے زمین کا اتفاق ہے۔ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں، وہ حسب ذیل ہے۔

سب سے مقدم اور ابتدائی قاعدہ تعبیر الفاظ کا یہ ہے کہ اس امر کو مان لیا جائے کہ قانون کے الفاظ اور فقرے اصطلاحی معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن اگر ان کے معنی اصطلاحی مطلب خیز نہ ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ اپنے عام معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس صورت میں ان جملوں اور فقروں کی تعبیر قواعد زبان کے مطابق کرنا چاہئے۔ لیکن یہ کسی صورت میں درست نہیں ہے کہ ان سے ایسے معنی پیدا کئے جائیں جواز روئے زبان کے درست نہ ہوں اور جہاں دوسرے معنی بن سکتے ہوں۔ وہاں صاف وصریح معنوں کو چھوڑ کر اور معنی نہیں لینا چاہئیں۔

مقنن ڈیئل کہتا ہے کہ ایسے قانون کی تشریح کرنا جو محتاج تشریح نہیں، بالکل نامناسب ہے۔ خود اس کی زبان ہی بغیر کسی تشریح کے واضع قانون کے منشاء کو عمدہ طور سے ظاہر کرتی ہے اور وہی اس کا قطعی فیصلہ ہے۔ بلاتحاشہ واضعان قانون کا منشا وہی سمجھنا چاہئے جو اس سے صاف صاف ظاہر ہو اور اس لئے اس میں تشریح کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ الفاظ کے جو معنی ہوں یا ہو سکتے ہوں۔ اس کے خلاف مطلب بیان کرنا قانون کی تشریح نہیں بلکہ قانون کا وضع کرنا ہے۔

الفاظ کی تشریح اور تعبیر کرنے کا جو طریقہ میرے فاضل دوست نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ کسی طرح سے بھی درست معلوم نہیں ہوتا کہ غلام اور عبد میں مواطات ہے۔ مرتضیٰ اور اللہ میں مواطات ہے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینے کے لئے لفظ عیسیٰ کے صاف وصریح معنوں سے جو قرآن کریم اور حدیثوں میں ابن مریم کے لئے گئے ہیں۔ اختلاف کر کے دنیا کے مسلمانوں کے مسلمہ مسئلہ سے مختلف ہو کر دوسرے معنی مفید مطلب پہنانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ قادیانی

حضرات نے غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کو مواطات کے سانچہ میں ڈھال کر محمد بن عبداللہ قرار دینے کی کوشش بے فائدہ فرمائی ہے۔

اگر جواب میں کوئی یہ کہے کہ جس طرح آپ مواطات قائم فرماتے ہیں ہم بھی اسی طرح مواطات قرار دیتے ہیں اور وہ یہ حجت پیش کریں کہ غلام اور علام ہیں تو افق صورتی ہے اور علام باشہ اور چرغ کو کہتے ہیں۔

محبنان لاشہ درندمے کہ دستانے کندرستم
میران باشہ در روزے کہ طوفانے کند صرصہ
زمیع روان چرغ جویر چرغ
پرآواز رامشگران مرغ مرغ

اس لئے مرزا قادیانی باشہ اور چرغ ہیں۔ تو کیا قادیانی حضرات اس مواطات کو مان لیں گے اور مرزا قادیانی کو اس قسم کی مواطات کی بناء پر ایک شکاری پرندہ باشہ اور چرغ سے تشبیہ دیں تو وہ قبول کرلیں گے؟ جب قادیانی حضرات اس قسم کی مواطات کو نہیں تسلیم فرماتے تو ان کی قائم کی ہوئی مواطات کو کیونکر تسلیم کرلیں گے۔ ترمذی کی اس حدیث کو ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لایقبله احد‘‘

(حدیث صحیح، ترمذی ج۲ص۴۷)

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث میں لفظ ابن مریم صاف ہے۔ ابوہریرہؓ سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ قال رسول ﷺ ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم ‘‘ اس حدیث میں لفظ ابن مریم من السماء ہیں۔ ان کے سوا اور بھی کئی حدیثیں ہیں جن میں لفظ ابن مریم من السماء صاف ہے تو مرزا قادیانی کا صرف یہ فرمانا ’’صحاح کی حدیثوں کو مانتا ہوں اور بخاری اصح الکتب ہے اور بعد کتاب اللہ کے وہی ہے اور وہ واجب العمل ہے ان پر میرا یقین ہے، کس طرح صحیح مانا جاسکتا ہے۔ حدیث اول الذکر میں ان امور کا بیان ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر انجام دیں گے اور حدیث آخر الذکر میں الفاظ ابن مریم کے بعد امامکم منکم آئے ہیں اور اس لفظ سے صاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

اس سے پہلے بھی مسلم کی حدیثیں لکھ چکا ہوں۔ اس میں لفظ ’’امیرھم ‘‘ ہے اور تفصیل سے میں بتلا چکا ہوں کہ امیر سے مہدی مراد ہیں۔ اسی طرح حدیث بخاری میں ’’امامکم منکم ‘‘

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ان حدیثوں سے صاف وصریح مرزا قادیانی کے معتقدین کی محولہ حدیث ’’لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم ‘‘ پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اور اس ایک حدیث کے مقابلہ میں میں نے متعدد ایسی حدیثوں کا حوالہ دیا ہے جو سب کی سب صحاح ستہ کی ہیں۔

پس ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام علیحدہ ہیں۔سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے: ’’من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸۰)‘‘ ﴿جس نے حکم مانا رسول اکرم ﷺ کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔﴾ پس ظاہر ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے صاف احکام کو نہ ماننا اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی ہے۔جبکہ حدیث میں صاف الفاظ میں ابن مریم لکھا ہوا ہے تو ان الفاظ کو نظر انداز کر کے صرف ایک جملہ ’’لا مھدی الا عیسیٰ‘‘ سے یہ استدلال کرنا کہ اس کا مدلول میں ہوں خدا کے حکم سے روگردانی اور نافرمانی کرنے کے مماثل ہے۔جو شخص اللہ کے حکم کی نافرمانی کرے،اس کے لئے کیسے سخت احکام ہیں۔

حدیث ہے کہ ’’من رغب عن سنتی فلیس منی (مشکوٰۃ ص۲۷)‘‘ ﴿جس نے میری نافرمانی کی وہ میری امت سے نہیں ہے۔﴾ مرزا قادیانی کو امتی ہونے کا دعویٰ ہے اور پھر آنحضرت ﷺ کی صاف حدیثوں سے نافرمانی اور روگردانی کی جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے اور پھر نازل ہونے کے متعلق میری رائے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے اور پھر نازل ہونے کے متعلق علماء کی رائے تو میں لکھ چکا ہوں لیکن میں اپنی رائے بھی اس امر کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اصلی واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک متفق مسئلہ ہے۔البتہ اختلاف ہے تو یہ ہے کہ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور بغیر صلیب پر چڑھائے جانے اور اسی طرح فدیہ ہونے کے انسانوں کی نجات نہ ہوسکتی تھی۔مسلمان یہ کہتے ہیں کہ بغیر صلیب پر چڑھانے کے خدا نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔جیسا کہ خود خدا نے قرآن مجید میں وہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلے تھے۔جو حسب ذیل ہیں۔

’’والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم:۳۳)‘‘

﴿اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن پھر زندہ اٹھایا جاؤں

گا۔﴾ ’’فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شی شھید (مائدہ:۱۱۷) ‘‘ ﴿پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔﴾

ابن عباسؓ اور محمد ابن اسحاقؒ نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے ’’متوفیك‘‘ کے معنی ’’ممیتك‘‘ اور اسی طرح ’’توفیتنی‘‘ یعنی جب تو نے مجھے موت دی لئے ہیں۔ لیکن اس موقع پر یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ البتہ بعض علماء اسلام میں اس امر میں اختلاف رہا۔ اکثروں کا خیال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ اپنی موت سے مرے۔ بلحاظ آیت قرآنی میری رائے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر چڑھائے گئے نہ مارے گئے۔ بلکہ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے ’’ماصلبوہ‘‘ ’’وما قتلوہ‘‘ آسمان پر اٹھالئے گئے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے واقعہ موت کو تسلیم فرمالیا جس سے ان کے مقصود پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ لیکن ’’رفعہ اللہ الیہ‘‘ سے اختلاف فرمایا۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس قسم کے الفاظ چار جگہ آئے ہیں۔ دو آیتیں اوپر مع ترجمہ لکھ دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں لفظ ’’توفیتنی‘‘ کا ترجمہ مجھے وفات دی کیا جائے تو بحث یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے جب دنیا میں موت دے دی تو وہ پھر کیسے آسمان پر اٹھالئے گئے؟

متعدد حدیثوں سے اور خود اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے جو سورہ النساء میں صاف ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔ جو لوگ ’’توفی‘‘ کے معنی وفات کے لیتے ہیں۔ وہ چند ایسے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرنا تسلیم کیا ہے۔ لیکن ’’توفی‘‘ کے لغوی معنی دیکھنا چاہئے کہ لغت عرب میں تین معنی ہیں۔ (۱) مرجانے کے، جیسے ’’اللہ یتوفی الانفس حین موتھا‘‘ (۲) معنی سوجانے کے ہیں، جیسے ’’وھو الذی یتوفکم باللیل‘‘ (۳) اٹھالینے اور پھیر لینے کے ہیں۔ جیسے ’’فلما توفیتنی‘‘ اور ’’انی متوفیك‘‘ سورہ مائدہ میں ’’توفیتنی‘‘ اور سورہ آل عمران میں ’’متوفیك‘‘ یہی دو لفظ بحث طلب رہتے ہیں۔

میرا خیال یہ ہے کہ جب سورہ النساء کی آیت کے الفاظ ’’ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شك منہ (النساء:۱۵۷،۱۵۸)‘‘ کے ساتھ الفاظ ’’توفیتنی‘‘ اور ’’متوفیك‘‘ دیکھے جائیں تو ان علماء کی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے

جنہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھالئے گئے اوران دونوں لفظوں کے لغوی معنی اٹھالینے ہی کے کرنے پڑیں گے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ مارے گئے، نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ اٹھالیا۔ میرے فاضل دوست نے ایک آیت پر استدلال کیا ہے ''ماجعلنا لبشر من قبلك لخلد (الانبیاء:۳۴)'' بیشک خلد تو کسی کے لئے دنیا میں نہیں ہے۔ یہی منشاء ''کل نفس ذائقة الموت'' کا ہے۔ دنیا میں کوئی نفس ابدالآباد نہیں رہ سکتا۔ لیکن جس آیت کا حوالہ میرے دوست نے دیا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت ہے ہی نہیں بلکہ نزول کے بعد قیامت سے پہلے مریں گے اور یہ دونوں لفظ ''توفیتنی، متوفیك '' اس وقت صادق آئیں گے اور خدا کا ارشاد پورا ہوگا۔ سورہ مریم میں لفظ ''اموت'' آیا ہے۔ یعنی میں ماروں گا۔ مگر کب ماروں گا اس کی کوئی صراحت قرآن کریم میں نہیں ہے۔ لیکن میں نے حدیث سے اس سے پہلے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور اس کے بعد وہ مریں گے۔ قرآن کی آیتوں کی جو لوگ من مانی تاویلات کرتے ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے صاف حکم دیا ہے ''فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله (آل عمران:۷)''

﴿جن لوگوں کے دل پھرے ہوئے ہیں (یعنی کجی ہے) باطل کی طرف وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی نیت سے من مانی تاویلات کرتے ہیں۔﴾ جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے ''ماقتلوه وما صلبوه'' یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں مارا۔ ''بل رفعه الله الیه '' بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ تو اس کے خلاف من مانی تاویل کرنا کہ خود عیسیٰ کہلائیں کس قدر افسوس کے قابل ہے۔ ناظرین سیاق عبارت سے آیتوں کے خود نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی قرآن کو تو مانتے ہیں لیکن ان کا ماننا اختیاری معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ کے پیدا ہونے سے انکار نہیں کرتے۔ لیکن اس امر سے انکار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ تعجب ہے کہ خدا کی اس قدرت کو ماننا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے بن ماں باپ کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کی ماں بھی تھیں) بن باپ کے پیدا کیا اور خدا کی اس قدرت کو تسلیم نہ کرنا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لئے جانے اور دوبارہ زمین پر نازل کرنے کے متعلق حدیثوں میں بیان کی گئی ہے، نہایت تعجب کی بات

ہے۔حضرات قادیانیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نازل ہونا اس وجہ سے ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی دنیا میں مرگئے۔ پہلے تو یہ کہ اس دنیا میں ان کے مرنے کا خیال ہی غلط ہے۔دوسرے یہ کہ اگر فرض کیا جائے کہ وہ اسی دنیا میں مرگئے تو اللہ کے پاس کیا مشکل ہے کہ پھر دوبارہ اس کو دنیا میں پیدا کرے۔

اگلے زمانہ میں بھی لوگ اس قسم کا خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے کس طرح پیدا ہوگئے؟ تو خدا نے قرآن پاک میں ان لوگوں کو اس آیت کے ذریعہ سے مخاطب کر کے فرمایا ''ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران:۵۹)'' ﴿بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر اس سے فرمایا آدم ہوجا وہ آدم بن گیا۔﴾

دیکھئے، خدا نے خود کیسی مثال دے کر بندوں کو سمجھایا ہے جس خدا کو یہ قدرت ہے کہ مٹی سے انسان ناطق بنائے۔کیا اس کو یہ قدرت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرنے کے بعد پھر دنیا میں لائے۔ یہ امر مرزا قادیانی نے بالکل اپنی اختیار میں کرلیا ہے کہ قرآن شریف کی جس آیت یا جزو آیت کو اپنے مصالح کے لحاظ سے جس طرح متعلق کرنا چاہا، متعلق کردیا۔اسی طرح حدیثوں کے جزو کو جس طرح چاہا، استعمال کیا۔سورہ مریم میں جو الفاظ ''یوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم:۳۳)'' خدا نے فرمائے ہیں تو غالباً یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ جو لفظ زبان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکلے تھے، وہی الفاظ قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔یعنی جس دن پھر زندہ ہوں گا۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں مرگئے۔ یہ استدلال صحیح نہیں ہوسکتا۔اس وجہ سے کہ میں نے وہ حدیث نقل کردی ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد نازل ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زندگی بسر کریں گے اور اس کے بعد مریں گے اور اس وقت لفظ اموت صادق آئے گا اور الفاظ ''یوم ابعث حیا'' اس وقت صادق آئیں گے جب سب کے ساتھ قیامت کے دن اپنی قبر سے زندہ ہوں گے۔اس کے مان لینے سے مرزا قادیانی کے ادعائے نبوت پر اثر پڑتا ہے۔اگر وہ اس طرح مان لیں کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا تو پھر ان کا دنیا میں آنا ماننا پڑے گا۔اسی لئے ''رفعه اللّٰہ الیه'' سے دوسرا مطلب لیا گیا ہے۔ اس موقع پر بھی سیاق عبارت محاوہ مکدم سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا نے اپنے پاس اٹھالیا۔منزلت بڑھانے کے معنی نہیں لئے جاسکتے۔

کیا مرزا قادیانی مسیح اور ظلی نبی تھے؟

اب میں دوسرے نتیجہ سے بحث کرتا ہوں جو میرے فاضل دوست کی تحریر سے نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ مسیح محمدی ہیں۔ اس لئے وہ ظلی نبی یا شریعت محمدی کے متبع نبی ہیں۔ جن کا ذکر حدیث میں بہ لفظ نبی ہوا ہے۔ خداوند کریم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مسیح کا لفظ استعمال فرمایا ہے ''ھو المسیح ابن مریم'' ﴿وہ مسیح بیٹا مریم کا۔﴾

اسی طرح قرآن شریف میں اور دوسرے مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مسیح فرمایا۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خدا کے فرمان کے خلاف مرزا قادیانی نے مسیح بننے کی کوشش کی اور اعتراضات سے بچنے کے لئے لامہدی الاعیسیٰ سے مدد لے کر مہدی اور عیسیٰ کو ایک شخص قرار دینا چاہا اور لفظ مسیح کے ساتھ ایک لفظ محمدی زیادہ کر کے مسیح محمدی کہلانے کی کوشش فرمائی۔ اس امر کا کچھ خیال نہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کا خطاب خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا ہے تو میں کیونکر مسیح یا مثیل مسیح ہو سکتا ہوں۔ لفظ مثیل بھی اعتراضات سے بچنے کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کیا گیا اور صرف مثیل مسیح ہی کہہ کر ساکت ہو جاتے۔

لیکن جب دیکھا کہ اس لفظ پر بھی اعتراضات ہوں گے تو ایک لفظ محمدی اور بڑھا دیا گیا۔ اگر فی الحقیقت وہ مسیح تھے جن کا نام اللہ نے ''اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم'' رکھا اور حدیث کے الفاظ نبی اللہ کے مدلوں خود وہ اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں تو خاصے عیسیٰ مسیح ٹھہرتے ہیں۔ پھر لفظ مثیل کی ضرورت کیا تھی اور جب لفظ مثیل استعمال کیا گیا تو نبی اللہ نہیں قرار پا سکتے۔ کیونکہ مثیل کبھی اصل نہیں ہو سکتا۔ اگر اصل مسیح بننے کی کوشش کرتے تو بیشک حدیث میں جو ۴ جگہ لفظ نبی اللہ استعمال ہوا ہے، اس سے مدد لے سکتے جب اصلی مسیح نہیں بلکہ مثیل مسیح ہیں تو مثل کبھی اصل نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ نقل کبھی اصل نہیں ہو سکتی، پھر مثیل کیونکر نبی ہو سکتا ہے؟

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کبھی تو حدیث سے مدد لے کر اصل مسیح بننے کی کوشش کی گئی اور کبھی مثیل مسیح بننے کی فکر کی گئی اور اس بھی بڑھ کر لطف کی بات یہ کہی گئی کہ ''مسیح محمدیؑ''۔ تو مرزا قادیانی کے متزلزل بیانات سے کوئی ایک بات بھی صحیح طور سے ان سے متعلق نہیں کی جا سکتی۔ کبھی تو یہ فرمایا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی دنیا میں مر گئے اور آسمان پر اٹھا لئے گئے اور کبھی اس حدیث کو جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کا ذکر ہے۔ جس میں نبی اللہ چار جگہ استعمال ہوا ہے۔ اپنے آپ سے منسوب کر کے نبی بننا چاہتے ہیں۔

غرض ایک بات دوسری بات کے خلاف ہے۔ بہرحال نبی مشہور کرنا دنیا کو یقین دلانا ہے کہ میں جنتی ہوں۔ کیونکہ نبی کے جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں کرسکتا۔ گویا مرزاقادیانی نبی مشہور کر کے بالفاظ دیگر یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں جنتی ہوں۔ لیکن حدیث یہ ہے ''من قال انا فی جنة فهو فی النار '' ﴿جس شخص کو جنتی ہونے کا زعم ہو تو وہ دوزخی ہے۔﴾ مرزاقادیانی اور ان کے معتقد میرے لائق دوست کی تحریرات سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ مرزاقادیانی کو لوگ مثیل مسیح سمجھیں یا مسیح محمدی؟ یا مسیح ناصری یعنی حضرت عیسیٰ؟ کبھی ان حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ مرزاقادیانی مسیح محمدی ہیں مسیح ناصری یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں اور کہیں یہ تحریر فرمایا ہے کہ مرزاقادیانی وہ نبی اللہ ہیں۔ جن کی نسبت حدیث مذکورہ بالا میں چار جگہ لفظ نبی اللہ آیا ہے۔ اس حدیث میں جہاں نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عیسیٰ کا لفظ بھی ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت وہ لفظ نبی اللہ کا آیا ہے۔

لوگ مرزاقادیانی کو وہ نبی اللہ تو نہیں مان سکتے جن کا ذکر حدیث میں ہے۔ لیکن مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی جو کچھ بننا چاہتے اسی ایک بات پر کیوں نہیں قائم ہو گئے یا تو وہ اس بات پر جمے رہتے کہ میں مسیح ناصری نہیں ہوں جو مریم کے بیٹے تھے۔ بلکہ میں مسیح محمدی ہوں۔ یا صاف یہ فرمادیتے کہ عیسیٰ مسیح میں ہی ہوں۔ اگر عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے تو بیشک اس حدیث کے مدلول مرزاقادیانی قرار پاسکتے جس میں لفظ نبی اللہ استعمال ہوا ہے جبکہ ان کو عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں ہے اور ایک نئی مسیحیت موسومہ مسیح محمدیؐ ایجاد کی گئی تو خواہ مخواہ حدیث مذکورہ بالا کو جس میں عیسیٰ اور لفظ نبی اللہ لکھا گیا ہے، اپنے آپ سے کیونکر متعلق کر سکتے تھے۔

بقول ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اسی دنیا میں مر گئے اور آسمان پر نہیں گئے تو پھر ان کا نازل ہونا بھی ناممکن ہے۔ ان کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو دنیا میں نہیں آسکتے۔ اس صورت میں وہ حدیث ہی سرے سے غلط ہو جاتی ہے جب وہ حدیث غلط ٹھہری جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا ذکر ہے تو اس حدیث میں جو لفظ نبی اللہ استعمال ہوا ہے، وہ مرزاقادیانی سے کیونکر متعلق ہوسکتا ہے۔ ان حالات کے اعتبار سے قادیانی حضرات کا استدلال کہ حدیث مذکورہ بالا میں لفظ نبی اللہ چار جگہ استعمال ہوا ہے اور وہ نبی مرزاقادیانی ہیں، باطل ہو جاتا ہے۔

حدیث کی رو سے اگر نبی بننا چاہیں تو مقدم امر یہ ہے کہ مرزاقادیانی ابن مریم ہونے کا ثبوت دیں۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ نبی اللہ کے مدلول ہونے کا دعویٰ کریں یہ تو ہو نہیں سکتا

کہ دعویٰ کریں مسیح محمدیؑ ہونے کا اور ثبوت میں اس حدیث کو پیش کریں جو عیسیٰ مسیح ناصری سے متعلق ہے جبکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری اور ہے جو اسی دنیا میں مر گئے اور اب وہ نہیں آئیں گے اور میں مسیح محمدیؑ ہوں اور مثل مسیح کے ہوں تو اس حدیث سے استدلال کرنا جو صاف طور پر مسیح ناصری سے متعلق ہے اور جس میں مسیح ناصری کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جس میں لفظ نبی اللہ استعمال ہوا ہے، کوئی بھی پسند نہیں کرے گا جبکہ خود ان کا دعویٰ یہ ہے کہ میں مسیح ناصری نہیں ہوں بلکہ مسیح محمدی ہوں تو اس حدیث کو جو مسیح ناصری کی شان میں ہے اور جس میں صاف عیسیٰ لکھا ہوا ہے، مرزا قادیانی سے متعلق کر کے حدیث کے الفاظ نبی اللہ کو ان سے منسوب کرنا محض ہٹ دھرمی معلوم ہوتی ہے۔

مجھ کو کمال تعجب ہوتا ہے جب وہ الفاظ سنتا ہوں جو تیرہ سو سال سے کسی نے اسلامی کتب میں نہیں دیکھے اور نہ اسلامی ممالک میں سنے گئے۔ غور کرنے کی جگہ ہے کہ مسیح محمدی یہ کیسا لفظ تراشا گیا۔ اللہ نے پنجاب کی مٹی میں شاید ایسی خاصیت رکھی ہے کہ وہاں ایسے زندہ دل لوگ پیدا ہوتے ہیں کہ نئی باتیں اور نئے لغوی معنی اور نئی اصطلاحات مقرر کریں۔ اسی لئے غالباً سرسید احمد خان نے پنجابیوں کو زندہ دلان پنجاب کے معزز خطاب سے مخاطب فرمایا تھا۔ زندہ دل نئے نبی نے بھی آخر مسیح محمدی کا ایک نیا جملہ دنیا میں رائج کر دیا۔ نہیں نہیں دنیا میں نہیں بلکہ انڈیا میں دنیا کا نام میں نے غلطی سے لیا۔ دنیا کے دیگر اسلامی ممالک میں جا کر ایسے نئے جملے تراشنے کی مرزا قادیانی کی مجال نہیں ہو سکتی تھی۔ وہاں جا کر نئے نبی یا مسیح محمدی بنتے تو فوراً وہاں خبر ان کی لے لی جاتی۔ لیکن انڈیا میں سرکار انگریزی نے ہر شخص کو آزادی دے رکھی ہے۔

یہاں جو چاہے نبی، جو چاہے مسیح محمدی بن جائے۔ یہاں تو کوئی یہ بھی دریافت نہیں کرتا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں۔ مرزا قادیانی کو خدا نے انڈیا کے لئے ہی غالباً ظلی نبی بنا کر بھیجا اور خاص نام ظلی نبی خدا نے رکھا۔ سبحان اللہ! کیا پاک نام ہے جو ہمارے کان سن رہے ہیں۔

انڈیا کے ظلی نبی کا جادو انڈینس پر کچھ تو آخر چل گیا لیکن یہ جادو دوسرے اسلامی ممالک میں نہیں چل سکے گا۔ وہاں کے لوگ مسیح اور ظلی نبی وغیرہ الفاظ سنیں گے تو انڈیا کی اسلامی حالت کی بڑی تعریف کریں گے۔ بلکہ کچھ عجب نہیں کہ خاص قادیان کی مٹی کو پارسل کے ذریعے سے طلب کر کے کیمیکل انالائز (کیمیاوی طور پر اجزاء کو تحلیل کرنا) کر کے دیکھیں کہ اللہ نے قادیان کی مٹی میں کونسا جز یا اجزاء زیادہ پیدا کئے ہیں کہ وہاں کی سرزمین سے نبی پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ عجب نہیں کہ ہر موسم بارش پر ایک نبی کے پیدا ہونے کی امید کریں اور یہ خیال کریں کہ جس

طرح خاص خاص دھاتیں خاص خاص ملک کی سرزمین میں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح نبی کے پیدا کرنے والی دھات قادیان کی سرزمین میں ہے۔

مرزا قادیانی نے مسیح محمدی کی ایک نئی اصطلاح تراش کر اور ظلی نبی کی ایک نئی نبوت نکال کر اپنے آپ کو نبی اللہ بنانے کی کوشش کی۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صحیح مسلم سے مروی ہے: ''اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ وخیر الهدی هدی محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة (مشکوٰۃ ص۲۷) ''یعنی اچھی باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور بہتر راہوں میں سے بہتر راہ محمدؐ کی ہے اور سب سے برا کام وہ ہے جو نیا ہے اور ہر نئی چیز گمراہی ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہے کہ جو بات قرآن اور حدیث میں نہ ہو یعنی مسیح محمدی اور ظلی نبوت کا کوئی ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں مرزا قادیانی نے اپنی من گھڑت اصطلاح مقرر کی۔ کیا یہ گمراہی نہیں ہے۔ ایک اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (مشکوٰۃ ص۲۷) ''یعنی جس شخص نے نئی چیز نکالی ہمارے اس دین میں جو چیز اس میں نہیں تو وہ چیز باطل اور رد ہے۔

مرزا قادیانی نے جو نبوت نکالی ہے وہ نہ تو قرآن کی رو سے اور نہ حدیث کی رو سے ثابت ہوسکتی ہے۔ اپنی من مانی اصطلاحیں قائم فرمائیں اور حدیثوں سے کھینچ تان کر نبی بننے کی کوشش کی تو کیا وہ شیخین کی ان دونوں حدیثوں کی رو سے باطل اور مردود نہیں سمجھی جائیں گی۔ ایک اور حدیث ہے ''من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد '' ﴿جو کوئی ایسا کام کرے کہ جس کے لئے ہمارا حکم نہیں ہے، وہ رد ہے۔﴾ اس حدیث سے بھی ایسا کام جس کے لئے سرور عالم ﷺ کا صاف حکم نہیں ہے، مردود سمجھا جائے گا۔

میں نے متعدد حدیثیں لکھ دی ہیں اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہیں۔ مرزا قادیانی ہرگز مسیح موعود نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ دعویٰ جو کیا ہے کہ موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ وہ موعود میں ہوں اور اسی بناء پر ایک نئی اصطلاح مسیح محمدی کی ایجاد کی گئی، بالکل غلط ہے اور مرزا قادیانی نے ان حدیثوں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق ہیں، زبردستی اپنے آپ سے متعلق کرنے کی بے فائدہ کوشش فرمائی اور مسیح محمدیؐ کا ایک نیا لقب اختیار کر کے آفتاب پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔

کتاب عقائد احمدیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مہدی ہونے کا دعویٰ کیا گیا

تو اس امر کا خیال شاید نہ تھا کہ میں نبی کا لقب بھی اختیار کر سکوں گا۔ جو مثنوی مرزا قادیانی نے شرح منیر کے نام سے لکھی اس کا ایک شعر یہ ہے:

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت رابروشد اختتام

(درثمین فارسی ص۱۱۴)

مصرع ثانی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ مثنوی لکھی گئی تو مرزا قادیانی ہر قسم کی نبوت کو مختتم سمجھتے تھے ورنہ لفظ ہر نبوت کبھی نہ لکھتا۔ ہر نبوت سے نبوت تشریعی اور نبوت اتباعی دونوں مراد ہیں۔ یعنی اس وقت تک مرزا قادیانی کے خیال میں ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ آئندہ کوئی نبی خواہ وہ تشریعی ہو خواہ ظلی یا اتباعی کسی قسم کا کوئی بھی آنے والا نہ تھا۔

ایک دوسری اپنی کتاب موسومہ (نشان آسمانی ص۲۸، خزائن ج۴ ص۳۹۰) میں مرزا قادیانی نے یہ تحریر کیا ہے ''اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا گیا ہے اور دجال اور خیال اور کافر نام رکھا گیا ہے۔ میں نے بار بار بیان کیا ہے کہ کوئی کلمہ کفر میری کتابوں میں نہیں ہے اور نہ مجھے نبوت کا دعویٰ ہے۔''

آگے چل کر بیان کیا ہے: ''آنحضرتﷺ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔'' (نشان آسمانی ص۲۸، خزائن ج۴ ص۳۹۰) فقط ''کوئی نبی'' میں وہ نبی جو شریعت لائے اور وہ نبی جو شریعت نہ لائے بلکہ ظلی یا متبع نبی سب داخل ہیں۔ اس کے خلاف ایک جگہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''میں اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہو گئیں مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے، وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے۔''

میری سمجھ میں نہیں آیا چراغ کے نور کا نام چراغ کیسا ہوگا۔ چراغ کا نور سب کے اوپر یکساں پڑتا ہے۔ کوئی اس نور سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کوئی اس نور میں سوتا رہتا ہے جو شخص نور سے فائدہ اٹھائے وہ خود اپنا نام چراغ کیونکر رکھ لے گا۔ نبوت بمنزلہ چراغ کے ہیں۔ جس طرح چراغ کی روشنی سے کوئی شخص فائدہ اٹھاتا ہے۔ یعنی اس کی روشنی میں لکھتا، پڑھتا ہے۔ سیتا ہے، پروتا ہے۔ دنیا کے کاروبار کرتا ہے۔ اسی طرح نبوت کے نور سے نیک لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور ثواب کماتے ہیں اور جو شخص اس روشنی میں سو رہا ہے اور دنیا کے عجائبات سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ

بدبخت، بدنصیب ہے۔لیکن چراغ نبوت کا نور جیسا ایک ولی کامل پر پڑ رہا ہے، اسی طرح ایک فاجر فاسق پر پڑتا ہے۔لیکن وہ ولی جو چراغ نبوت کی روشنی سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔خود اپنے آپ کو چراغ نبوت کہے تو قابل مضحکہ بات ہوگی۔

سمندروں سے بہت سے نالے نہریں نکالی جاتی ہیں۔لیکن کوئی شخص اس نہر یا نالے کو سمندر نہیں کہتا۔ نبی کا کام ہے کہ خدا کی طرف سے ہم لوگوں تک خبریں پہنچا کر ہم کو تنبیہ کرے یہ کام تو خاتم النّبیینﷺ کر چکے۔اب ہم کو پھر نبی کی ضرورت کیا ہے؟ وہ آخر چراغ نبوت منور ہے اور ابدالآباد دنیا کے ہر گوشہ اور چپہ چپہ پر اپنا نور ڈالتا رہے گا اور وہ نور ایسا ہے کہ دنیا کی کوئی آفت اور کوئی ہوا اس کو بجھا نہیں سکتی۔ اس نور سے فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور سونے والے خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔مگر کوئی شخص جو مثل دوسروں کے نور سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ سونے والوں کو جگا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خود چراغ ہوں یا اس چراغ کا جزو ہوں۔

البتہ چراغ کے نور کے فائدہ ظاہر کر سکتا ہے اور ایسے فائدہ بتلانے والے بہت سے پیدا ہوئے اور پیدا ہوں گے جن کو ہم سب علماء زاہد، مجتہد، مولوی، پرہیزگار ولی آئمہ کہا کرتے ہیں۔لیکن یہ لوگ محض اس وجہ سے کہ نور سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اپنا نام چراغ نہیں رکھ سکتے۔ ایک انگریزی مثل ہے **A well is not to be filled with dove** شبنم کے پانی سے کنواں ہرگز نہیں بھر سکتا۔جس طرح شبنم کو بارش نہیں کہہ سکتے اور شبنم سے کنویں نہیں بھر سکتے ہیں۔اسی طرح چراغ نبوت سے نور اخذ کرنے والے خود اپنے آپ کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ یہ عجیب منطق مرزا قادیانی کی ہے کہ نبوت تشریعی کی کامل پیروی سے ظلی نبوت مل جاتی ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ چراغ کی روشنی سے کامل طور پر فائدہ اٹھانے والا خود چراغ ہو جائے گا اور جو نبوت تشریعی کی کامل پیروی کرے گا۔اس کو نبوت ظلی مل جاتی ہے۔مرزا قادیانی کے قول سے یہ نبوت بھی ختم نہیں ہوئی۔ نبوت تشریعی کی کامل پیروی سے نبوت محمدیؐ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور ظلی نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔جو شخص بھی چراغ نبوت سے کامل طور پر فائدہ حاصل کرے وہ محمدی نبی کا ادعا کر سکتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے کہیں یہ نہیں بتلایا کہ نبوت محمدی میرے اوپر ختم ہوگئی ہے بلکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ یہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بے چاری امت مرحومہ کے لئے بڑی مشکل کا سامنا ہے کہ جو نبی اس طرح آئندہ آتا جائے گا، کہے گا کہ میرے اوپر ایمان لاؤ ورنہ تم منکر قرآن ہو۔تمہارے پیچھے نماز جائز نہیں اور تم دائرۂ اسلام سے خارج ہو۔

کیا تکمیل دین کے لئے مرزا قادیانی کی ضرورت تھی؟

ترمذی کی حدیث بہت صاف ہے کہ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی قال فشق ذلك علی الناس فقال لكن المبشرات فقالوا یارسول الله وما المبشرات قال رویا المسلم وهی جزء من اجزاء النبوة (ترمذی ج۲ ص۵۳)‘‘ ﴿نبوت اوررسالت تو بالکل منقطع ہوگئی۔ آنحضرتﷺ کے بعد نہ پھر کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔ لیکن مبشرات تو لوگوں نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے تو آپﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا رویا جو ایک جزو ہے اجزائے نبوت سے۔﴾

رویا کے معنی وہ حالت جو خواب میں دیکھی جائے۔ اس کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی ظلی نبی آنے والا ہے اور تشریعی نبی کا کوئی پتہ چلتا ہے؟ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ الفاظ خاتم النّبیین کے بعد کوئی استثنائی شکل نہیں ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں بھی کسی ظلی نبی یا تشریعی نبی یا متبع نبی کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اگر ایسے کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو ’’لا نبی بعدی‘‘ کے الفاظ خاص استثنیٰ کے ساتھ ارشاد نہ ہوتے۔ بلکہ ’’لا نبی بعدی لكن الظلی‘‘ فرمائے جاتے۔ صرف ’’لكن المبشرات‘‘ ارشاد نہ ہوتا۔ اس لفظ لکن نے ظلی نبوت بند کر دی۔ ’’ان الرسالة والنبوة قد انقطعت‘‘ کی سیاق عبارت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ کوئی نبوت خواہ وہ تشریعی کے نام سے ہو یا ظلی کے طور پر، باقی نہیں رہی۔

جو چیز مستثنیٰ ہے وہ بتلادی گئی ہے۔ یعنی مبشرات اور حدیث صحیح مسلم کی رو سے تو ایسا شخص نبی نہیں جس نے حج بیت اللہ کا نہ کیا ہو۔ جو نبی ہوگا، وہ ضرور حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوگا۔ چنانچہ ’’ما من نبی الا حج البیت الله‘‘ شاید قادیانی ظلی نبی کے لئے حج فرض نہ ہوگا یا وہ مستثنیٰ ہوگا۔ اسی لئے مرزا قادیانی بغیر حج کے نبی ظلی ہوگئے۔ ایک اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم کی سن لیجئے۔ قال رسول اللہﷺ ’’لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی (بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم ج۲ ص۲۷۸)‘‘ ﴿فرمایا رسول کریمﷺ نے علیؓ کو تو میرا ایسا ہے جیسا ہارون تھا موسیٰ کا لیکن یہ کہ نہیں ہے کوئی نبی بعد میرے۔﴾

اب خیال فرمایئے کہ اس حدث میں بھی ’’لا نبی بعدی‘‘ کے ساتھ استثنیٰ کسی ظلی نبی یا متبع کا نہیں ہے۔ اس حدیث کی سیاق عبارت صاف یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرتﷺ نے ’’لا نبی بعدی‘‘ کو کس مصلحت سے اس موقع پر ارشاد فرمایا ہے۔ بادی النظر میں من موسیٰ تک

مطلب ختم ہو جاتا ہے اور ختم ہو سکتا تھا۔ لیکن لوگوں کو شبہ ہوتا کہ جب نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے حضرت علیؓ کی شان میں یہ الفاظ نکلے کہ تم میرے سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی تو حضرت علیؓ کا رتبہ بھی مثل ہارون علیہ السلام کے ہے اور چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے۔ اس لئے لوگوں کو شبہ ہوتا کہ حضرت علیؓ کا رتبہ بھی نبی کا ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد نبی کریم ﷺ کے حضرت علیؓ کو لوگ نبی کے درجہ پر پہنچا دیں، یہ ارشاد ہوا ''لا نبی بعدی'' ﴿میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

ورنہ بظاہر اور کوئی قرینہ اس حدیث میں ''لا نبی بعدی'' فرمانے کا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ تو اب خیال کیا جائے کہ اس قدر احتیاط خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور صاف حکم ہو گیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر مرزا قادیانی ظلی نبی کیونکر ہو سکتے تھے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ ظلی نبی کا کوئی لفظ کسی حدیث میں نہیں اور ان حدیثوں میں جن کی رو سے نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے، کوئی استثنٰی نہیں ہے۔ اگر ظلی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو کون امر مانع تھا کہ قرآن کریم میں یا کسی حدیث میں صاف طور پر ظلی نبی کے آنے کا ذکر نہ کر دیا جاتا اور کھینچ تان کر تاویل کرنے کے امکان کا خاتمہ نہ کر دیا جاتا۔

مرزا قادیانیؒ فرماتے ہیں: ''خدا ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہؐ کا ظل ہو کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ نادان آدمی نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے بلکہ وہ چاہتا (۱) ہے کہ اسلام بھی اور مردہ مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہو جائے۔ مگر خدا نہیں چاہتا (۲) نبوت اور رسالت کا لفظ خدائے تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب (۳) پر مشتمل ہیں۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ کثرت مکالمات اور مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔

(۱) ان اقوال میں وہ جملے غور طلب ہیں جن پر نشان ڈالا گیا ہے۔ ان کے خیال میں ظلی نبوت اس لئے ہے کہ اسلام تازہ رہے اس جملہ کو سن کر ہم کو ہنسی آتی ہے۔ اسلام کے تازہ رکھنے کے لئے کیا ظلی نبوت ضروری ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا آج تک ظلی نبی کے نہ ہونے سے خدانخواستہ اسلام باسی یا مردہ ہو گیا تھا؟ اسلام تو قیامت تک تازہ اور زندہ رہے گا۔ کیا مرزا قادیانی ظلی نبی بن کر نہ آتے تو چین کے ۸ کروڑ مسلمانوں کا اسلامی مذہب باسی یا مردہ ہو جاتا؟ اور اب جبکہ مرزا قادیانی کی ہوا بھی وہاں نہیں پہنچی۔ خدانخواستہ اسلام مردہ ہو گیا؟ یا عربستان اور عراق

عرب اور ایران اور افغانستان بلخ، بخارہ، روس، شام ملک افریقہ میں جہاں مرزا قادیانی کا نام تک کوئی نہیں جانتا خاک بہ دہن کیا اسلام مردہ ہوگیا یا مردے ہونے کی نوبت پہنچ گئی اور کیا مرزا قادیانی کی ظلی نبوت ان ممالک کے لوگ تسلیم نہ کریں گے تو ان کا مذہب اسلام مردہ ہو جائے گا۔

کیا ظلی نبیوں کے بغیر اسلام تازہ نہیں تھا؟ چہ مرزا قادیانی چہ خفتہ وچہ بیدار جب مرزا قادیانی نے ظلی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو اسلام کیا تازہ نہ تھا جو حالت اسلام کی ان سے پہلے تھی، وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی تازہ رہے گی۔ جو شخص سمجھ دار ہو مرزا قادیانی کی ایسی باتوں کو کبھی تسلیم نہیں کرسکتا۔ مرزا قادیانی جو یہ فرماتے ہیں کہ خدا(۲) نے نبوت اور رسالت کا لفظ اپنی وحی میں میری (مرزا) کی نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔''

ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ کس طرح اور کس مقام پر اور کس ذریعہ سے اللہ نے صدہا مرتبہ اپنی وحی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت نبوت اور رسالت کا لفظ استعمال کیا ہے؟ کاش ایک مرتبہ کی اس قسم کی وحی وہ بتلا دیتے۔ صدہا مرتبہ کی وحی وہ اپنے واسطے محفوظ کر رکھتے۔ کتاب عقائد احمدیہ مذکورہ بالا کے صفحہ (۶،۷) میں تو ایسا کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس طرح صدہا مرتبہ وحی میں مرزا قادیانی کی نسبت رسالت اور نبوت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ شاید یہ زبانی جمع خرچ ہے۔ وحی کا جو دعویٰ اس موقع پر کیا گیا ہے۔ اس پر تو میں آگے چل کر روشنی ڈالوں گا۔ لیکن یہاں اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ یہ دعویٰ بے دلیل ہے بلکہ خود مرزا قادیانی کے قول سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

ملاحظہ ہو (کتاب عقائد احمدیہ ص۱۹) اس میں صاف لکھا ہے کہ: ''وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول کریم ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' پھر کس طرح صدہا مرتبہ وحی میں خدا نے مرزا قادیانی کی نسبت نبوت اور رسالت کا لفظ استعمال کیا۔ آگے چل کر مرزا قادیانی نے یہ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو ص۱۹ کتاب مذکور ''خدا کی اصطلاح ہے کہ کثرت مکالمات ومخاطبات کا نام خدا نے نبوت رکھا۔ ایسے مکالمات جن میں غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔'' یہ اصطلاح خدا کی معلوم نہیں مرزا قادیانی کو کس طرح معلوم ہوئی۔ یہ من گھڑت اصطلاح ہے۔ خدا کی اصطلاح کیونکر ایسی ہوسکتی ہے۔

کثرت مکالمات کا نام نبوت ہونا حدیث میں ہے نہ قرآن میں۔ ایسی اصطلاح کو من گھڑت نہ کہیں تو ہم اور کیا کہیں؟ خدا کی دی ہوئی خبروں کو بندوں تک پہنچانا نبوت ہے نہ کہ کثرت مکالمات۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلیں کہ کثرت مکالمات کا نام نبوت ہے تو مرزا قادیانی کو یہ عزت مکالمت کی حاصل ہوسکتی تھی یا نہیں اور غیب کی خبریں ان کو دی گئیں یا نہیں۔

اس موقع پر تین دعوے مرزا قادیانی کے لکھنا ضروری ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ’’میرا یعنی مجھ مسیح موعود کا دنیا میں بھیجا جانا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔‘‘ خدا تو قرآن کریم میں اپنے رسول پاک ﷺ کو مخاطب فرما کر یہ ارشاد فرماتا ہے: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ:۳)‘‘ ﴿تمہارا دین آج کے روز میں نے تمہارے لئے کامل کیا اور میں نے اپنی نعمت تمہارے اوپر تمام کی۔﴾

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ جب تک میں مسیح دنیا میں نہ آتا، اسلامی عمارت ہی مکمل نہ ہوتی۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ تو اللہ سے لڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائے کہ میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا۔ لیکن عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ جھوٹ کہا اور تیرہ سو برس تک دین کی عمارت کو نامکمل رکھ کر پہلے سے یہ فرمادیا کہ میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اب تیرہ سو برس بعد مرزا قادیانی کو بھیج کر دین کی عمارت کو کامل کیا اور اب تک دین کی عمارت ناکامل پڑی تھی۔

خدا نے اتنے بڑے پیغمبر سرور الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کو خاتم النّبیین کا لقب دے کر دنیا میں بھیجا اور پھر بھی دین کی عمارت مکمل نہ ہوئی اور یہ عمارت ٹوٹی پھوٹی حالت میں چھوڑ کر سرور عالم ﷺ ہم سے رخصت ہوئے اور مرزا قادیانی نے آ کر اس کو مکمل کیا اور بے چھت کی عمارت کو اپنی ظلی نبوت سے سایہ دار بنا دیا۔

کیا مرزا قادیانی سے خدا ہمکلام ہوتا تھا؟

کیا خوب، مرزا قادیانی کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ’’خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا ہے اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے راز میرے پر کھولتا ہے۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۲۷۰،۲۷۱)

اس سے قبل مرزا قادیانی نے اشتہار (مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰) میں بھی اسی طرح لکھا تھا جس طرح پنجاب کے اشتہار دینے والے تاجر اشتہار میں گاہکوں کی ترغیب کے لئے اشتہار لکھ دیا کرتے ہیں کہ لو مال لٹا دیا ہے۔‘‘ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی نبوت لٹوادی۔ جس کا جی چاہے تشریعی نبی کی کامل پیروی کرے اور کوڑیوں کے مول ظلی نبوت لوٹ لے۔ ہم اپنے ناظرین کو مرزا قادیانی کے اس فقرہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور امید کرتے

ہیں کہ وہ انصاف فرمائیں کہ یہ فقرہ کس حد تک صحیح ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”ایک قسم کی نبوت ختم نہیں ہوئی جو اس کی (حضرت محمد ﷺ کی) کامل پیروی سے ملتی ہے۔“

میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا حضرت ﷺ کی کامل پیروی گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی نے نہیں کی اور صرف مرزا قادیانی ہی نے کامل پیروی کی اور اس کی وجہ سے وہ نبی بن گئے؟ اور کیا جس طرح کامل پیروی مرزا قادیانی نے کی اسی طرح کی کامل پیروی دوسرا شخص کرلے تو وہ بھی نبی بن جائے گا؟ مرزا قادیانی کے بیان سے یہ تو بات ثابت ہوتی ہے کہ جو کوئی بھی کامل پیروی کرے گا، نبی ہو جائے گا اور اب مرزا قادیانی موصوف نے کامل پیروی کر کے ایک نظیر قائم فرمادی ہے اور کامل پیروی کا طریقہ بتلادیا ہے۔ پس لوگ اسی طرح کی کامل پیروی کرتے جائیں گے اور نبی بنتے چلے جائیں گے اور وہ کامل پیروی یہی ہے جو ہم شروع میں لکھتے چلے آئے ہیں اور آئندہ ہماری تحریر سے ثابت ہوتی جائے گی۔ یعنی مرزا قادیانی نے دنیا(۱) بھر کے مسلمانوں کے مسلمہ مسائل سے اختلاف کر کے قرآن شریف کی بعض آیات اور بعض حدیثوں سے ایک جدا مطلب نکالا اور نئی (۲) بدعت کا آغاز کیا یعنی شرک بالنبوت کہئے یا جداگانہ ظلی نبوت۔ بہرحال ایک نئی اصطلاح قائم کی اور (۳) مسلمانوں میں ایک جداگانہ فرقہ قائم کر کے اس فرقہ کو سب مسلمانوں سے علیحدہ طریقہ بتلایا۔ (۴) اپنے آپ کو تمام دنیا کے انسانوں پر ترجیح دینے کے لئے ظلی نبی اور مہدی موعود کے لقب اختیار کئے۔ (۵) جس حدیث کو اپنے مطلب کے مفید سمجھا اس کو جزاً یا کلاً لے لیا اور جس کو اپنے مفید نہ دیکھا، اس سے اعراض کیا۔ جو(۶) ان کو نبی نہ مانے اس کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے کی اپنے فرقہ کے لوگوں کو ہدایت کی۔

غرض یہ کہ یہ ہے کامل پیروی آنحضرت ﷺ کی جو مرزا قادیانی نے کی اور اسی پیروی سے وہ نبی ہو گئے۔ اگر کامل پیروی یہی ہے تو ایسی کامل پیروی کو ہم تو دور ہی سے سلام کرتے ہیں۔ ایسی کامل پیروی مرزا قادیانی ہی کو مبارک ہو۔ مگر میں ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ کیا کوئی آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی سے ایسی نبوت ظلی حاصل کرنے کے لئے تیار ہے؟ اور کیا مرزا قادیانی نے ظلی نبیوں کے آنے کے لئے اپنی تقریر مذکورہ بالا سے ایک نیا دروازہ نہیں کھول دیا؟ اور کیا تیرہ سو سال سے کسی نے کامل پیروی نہیں کی تھی؟

اگر کسی نے کی تو کیا ظلی نبی ہونے کا کسی نے آج تک دعویٰ کیا ہے؟ پس بلحاظ ان سوالات کے معزز ناظرین نتیجہ نکال لیں گے کہ مرزا قادیانی کے دعاویٰ اس قسم کی ظلی نبوت کے متعلق کس حد تک صحیح ہو سکتے ہیں۔ ان کا یہ تحریر فرمانا کہ ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم

صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہﷺ پر ختم ہوگئی۔‘‘ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وحی کا نازل ہونا حضرت محمدﷺ کے بعد ختم ہوگیا تو خدا مرزا قادیانی سے کس طرح ہم کلام ہوتا تھا؟

قرآن کریم میں صاف ارشاد خدائے تعالیٰ کا ہے کہ ’’ وماکان لبشران یکلمه الله الاوحیا اومن ورائے حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء (الشوریٰ:۵۱) ‘‘ ﴿اور نہیں طاقت کسی آدمی کی کہ اللہ سے بات کرے مگر وحی کی طور سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لے جانے والا بھیجا گیا ہو کہ وحی کو پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔﴾

اس سے ظاہر ہے کہ کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ سے بات کرے۔ پھر مرزا قادیانی خلاف حکم خدا کے خدا سے کس طرح ہمکلام ہوا کرتے تھے۔ وحی تو حضرت رسولﷺ کے بعد ختم ہوچکی جس کو انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ وحی کا اترنا ختم ہوچکا تھا۔ وحی کے لغوی معنی مرزا قادیانی شاید اب یہ لیتے ہوں کہ جو بات خدا کی طرف سے دل میں پڑتی ہے، وہ وحی ہے۔ تو اس کا جواب تو میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ خود مرزا قادیانی نے عام طور پر وحی کا ختم ہونا (آنحضرتﷺ کے بعد) صاف طور پر تحریر فرمادیا ہے۔ اگر یہ مقصود ان کا ہوتا تو اسی وقت صاف تحریر فرمادیتے کہ مجھ پر وحی اسی طرح ہوتی ہے یا وحی سے میرا یہ مطلب ہے اور دل میں جو بات خدا کی طرف سے پڑتی ہے وہ بھی وحی ہے۔

غرض عام طور پر ایسا نہ فرماتے کہ وحی حضرت رسالت مآب پر ختم ہوگئی۔ افسوس مرزا قادیانی نے یہ نہیں بتلایا کہ ان پر وحی کس طرح ہوتی تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اس طرح وحی نازل نہیں ہوتی تھی جس طرح کہ اور دوسرے نبیوں پر ہوا کرتی تھی۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنے خیال اور تصور کو وحی خیال فرمالیا ہے۔ اس طرح کے تصورات اور خیالات کو وحی منجانب اللہ نہیں کہہ سکتے۔ ایسے تصورات اور خیالات تو ہر شخص کو ہوا کرتے ہیں۔ اس قسم کے تصورات کو لفظ وحی سے تعبیر کرنا اللہ پر بہتان کرنا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:’’ لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا بالحق (مائدہ:۷۷) ‘‘ ﴿اپنے دین کے معاملات میں غلو مت کرو اور اللہ پر جھوٹ مت کہو سوا سچ کے۔﴾

لیکن آیت ماکان لبشر سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے بجز ان تین طریقوں کے جو آیت مذکور میں ارشاد ہوا ہے، اور کسی طریقہ سے بات نہیں کرسکتا اور مرزا قادیانی کے لئے کوئی چوتھا طریقہ اللہ سے بات کرنے کا معلوم نہیں ہوتا۔ پس وہ وحی جو انبیاء علیہم السلام کو

ہوا کرتی تھی، وہ تو مرزا قادیانی کو نہیں ہوتی تھی۔ اس موقع پر اگر وحی کے لغوی معنوں سے متبعین مرزا قادیانی بحث کریں اور وحی کے وہ اصطلاحی معنی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیئے ہیں، چھوڑ دیں تب بھی مرزا قادیانی کے دعوے کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ وحی کے لغوی معنی اللہ کی طرف سے کسی بات کا دل میں پڑنا ہے اور وہ وحی تو سب کو ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہے اور وہ وحی تو شہد کی مکھی کو بھی ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں ارشاد فرمایا ہے: ’’واوحی ربك الیٰ النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً ومن الشجر ومما یعرشون (النحل:۶۸)‘‘ ﴿اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ پہاڑوں اور درختوں اور چھتوں میں گھر بنا۔﴾ پس یہ وحی تو جس طرح ایک انسان کو ہوتی ہے، اسی طرح ایک شہد کی مکھی کو بھی ہوتی ہے تو اس طرح کی وحی پر اگر مرزا قادیانی فخر کرتے ہیں تو کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ لیکن وحی جو انبیاء علیہم السلام کو ہوا کرتی تھی، وہ تو مرزا قادیانی کو نہیں ہوتی تھی۔ خدا کی اصطلاح میں وہ وحی جو نبیوں کو ہوا کرتی تھی، وہ وحی نہیں تھی جو عام طور پر درندوں، چرندوں، پرندوں کو بھی ہوا کرتی ہے۔

بلکہ وہ وحی جو نبیوں کو ہوا کرتی تھی، وہ ہے جس کا ذکر آیت ’’وماکان لبشر‘‘ میں خدا نے فرمایا ہے اور یہ ارشاد ہوا ہے کہ ’’انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ (المائدہ:۱۶۳)‘‘ ﴿بیشک ہم نے وحی کی تیری طرف جس طرح وحی کی نوح کی طرف اور اس کے بعد دوسرے نبیوں پر۔﴾

اس آیت میں اور آیت متذکرہ سورہ نحل مذکورہ بالا میں لفظ وحی خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وحی جو نبیوں پر کی جاتی تھی۔ وہ وحی نہیں تھی۔ جو عام طور پر درندوں، پرندوں اور چرندوں پر بھی کرتا ہے۔ بلکہ نبیوں پر جو وحی ہوتی تھی، وہ وحی ایسی ہوتی تھی جیسی کہ حضرت نوح علیہ السلام پر اور ان کے بعد کے نبیوں پر ہوا کرتی تھی۔ جس کی نسبت خدا نے فرمایا ’’وکذالك اوحینا الیکم روحا من امرنا ما کنت تدری ماالکتب ولا الایمان ولکن جعلنہ نور (شوریٰ:۵۲)‘‘ ﴿اور اسی طرح وحی کیا ہم نے تیری طرف روح کو اپنے حکم میں سے نہ جانتا تھا تو کتاب کیا ہے اور نہ ایمان، لیکن ہم نے اس کو نور کیا۔﴾

اس آیت شریفہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ خدا نے کیا فرمایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ پر جو وحی ہوتی تھی وہ وہ وحی تھی جو خاص پیغمبروں پر ہوتی تھی۔ جس کی غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھیں اور سمجھائیں اور یہ معلوم کرائیں کہ ایمان کیا ہے اور اللہ نے اس کو نور ہدایت کیا۔ نیز اس

وحی کی یہ غرض ہوتی تھی کہ’’اوحینا الیك قرآنا عربیالتنذرام القریٰ ومن حولها وتنذریوم الجمع لا ریب فیه فریق فی الجنة وفریق فی السعیر (الشوریٰ:۷)‘‘ ﴿وحی کی ہم نے تجھ پر عربی زبان کا قرآن دیا تا کہ مکہ والوں کواور جواس کے اطراف (دنیا) رہتے ہیں۔ تو ڈرائے اور اس دن کی خبر سنا کر ڈرائے جس دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے (قیامت میں) اس میں شک نہیں کہ (اس دن) ایک فرقہ جنت میں ہوگا اور ایک فرقہ دوزخ میں۔﴾

اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ نبیوں پر جو وحی ہوتی تھی، اس وحی سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہوتا تھا۔ رسول اکرمﷺ پر عربی زبان میں قرآن کو وحی کے ذریعہ سے نازل فرمایا تا کہ آنحضرتﷺ مکہ والوں کو اور دنیا کے لوگوں کو شرک اور بدعات کی گمراہیوں سے نکالیں اور وحدانیت کی روشنی میں لائیں اور عاقبت کی خبریں سنا کر اور بہشت اور دوزخ کے حالات بیان فرما کر ڈرائیں اور خوشخبری دیں جو لوگ ان ہدایت پر عمل کر کے شرک کی تیرہ وتار راہوں سے نکل کر وحدانیت کی روشنی میں آئیں گے وہ دوزخ میں نہ جائیں گے اور جو لوگ اسی گمراہی میں رہیں گے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔ مرزا قادیانی کو خدا کس بات کی وحی کرتا تھا اور کس ذریعہ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

خدانے صاف ارشاد فرمادیا ہے:’’شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا والذی اوحینا الیك وما وصینابه ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الذی ولا تتفرقوافیه (شوریٰ:۱۳)‘‘ ﴿تمہارے لئے خدانے وہ راہ نکالی دین کی جس دین پر نوح کو چلنے کا حکم دیا اور جس دین کا حکم ہم نے تجھ کو (محمدؐ کو) دیا اور جس دین کا ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔﴾

اس آیت شریفہ سے بھی واضح ہوگا کہ آنحضرتﷺ پر بھی خدانے وحی کی تو اسی طرح وحی کی جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فرمائی۔ مرزا قادیانی پر کس قسم کی وحی کی اس کا حال کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ محض یہ کہہ دینا کہ میری نسبت خدا نے اپنی وحی میں صدہا مرتبہ نبوت اور رسالت کا لفظ استعمال کیا، ہرگز ماننے کے قابل نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کو اسی طرح خیال ہوا ہو۔ جس طرح واعظوں کو ہوا کرتا ہے کہ شرک کی برائیاں اور تثلیث کی بے اصول باتوں کی تردید کی جائے۔ ایک واعظ کی حیثیت سے کام کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ خدانے مجھے وحی کی، خیالی پلاؤ پکانا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ’’شرع لکم من الدین ‘‘اور’’اقیوالدین ولا تتفرقوا‘‘ بہت غور طلب ہے۔ جبکہ خدا نے خود فرمایا ہے کہ تمہارے دین کے لئے جو شریعت دی اس کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو تو پھر مرزا قادیانی کو خدا نبی کس غرض سے کرتا۔ شریعت تو ہم کو دے چکا تھا اور دین کے قائم رکھنے اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنے کا حکم بھی دے چکا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی نبوت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ افسوس ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف دین میں تفرقہ ڈالا گیا اور ایک بدعت نئی نبوت کی ایجاد کی گئی۔ جو بات خدا کی طرف سے کسی غیر نبی کے دل میں اللہ کی طرف سے پڑتی ہے، اسے الہام کہتے ہیں۔

چنانچہ خود مرزا قادیانی نے کئی جگہ تحریر فرمایا ہے کہ’’من نیستم رسول ونیا ورہ ام کتاب ھان ملھم استم وزخداوند منذرم (درثمین فارسی ص۸۲) ‘‘اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی تو مرزا قادیانی کو نہیں ہوتی تھی۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ الہام ہوتا تھا تو الہام اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے اور اگر الہام ہو تو اس کو ہمکلامی نہیں کہہ سکتے تو پھر اللہ کس طرح ان سے بکثرت بولتا تھا اور ان کی باتوں کا جواب دیتا تھا؟’’من ورائے حجاب ‘‘یعنی پردہ کی آڑ سے بھی خدا نے ان سے بات نہیں کی۔ نہ مرزا قادیانی کا ایسا دعویٰ ہے۔ پردہ کی آڑ سے اگر خدا نے کسی سے بات کی ہے تو بجز ذات اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں اور کوئی نہیں۔

شب معراج آنحضرت ﷺ سے خدا نے اس طرح بات کی ہے’’او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ‘‘کے بھی مرزا قادیانی مدعی نہیں ہیں۔ کیونکہ جبرئیل علیہ السلام یا اور کوئی فرشتہ اللہ کے پاس سے ان کے پاس وحی نہیں لایا کرتا تھا۔ خدا نے جو تین طریقہ انسان سے بات کرنے کے قرآن کریم میں ارشاد فرمائے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریقہ بھی ہمکلام ہونے کا پایا نہیں جاتا تو پھر مرزا قادیانی خدا سے کس طرح ہمکلام ہوتے تھے اور خدا ان سے کیونکر بکثرت بولتا تھا اور ان کو کس طریقہ سے جواب دیتا تھا؟

جواب دینا کے تو یہ معنی ہیں کہ جب کوئی سوال خدا سے مرزا قادیانی کرتا تھا۔ اس کا جواب اللہ ان کو دیا کرتا تھا اور جبکہ مذکورہ بالا تینوں طریقہ ہائے مندرجہ قرآن کریم سے کوئی طریقہ گفتگو کا نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے کیا چوتھا طریقہ کلام کرنے کا خاص مرزا قادیانی کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ جس کا ذکر کرنا قرآن پاک میں خدا نے مناسب نہ جانا؟ یہ دعویٰ بھی مرزا قادیانی کا ہرگز ماننے کے قابل نہیں ہے کہ خدا ان سے بکثرت بولتا اور جواب دیتا تھا۔ الہام کا ہونا ممکن ہے لیکن

الہام ایک ایسی چیز ہے کہ اکثر لوگوں کو ہوتا ہے۔ محض الہام سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ خدا مجھ سے بکثرت بولتا ہے اور مجھے جواب دیتا ہے۔

خدا فرماتا ہے ''فالهمها فجورها وتقواها قدافلح من زكها وقد خاب من دسها (شمس:۸،۹،۱۰) ''پس اس کو الہام کیا (خدا نے) اس کی بری باتوں کا اور اس کی اچھی باتوں کا خدا نے جس کو فلاح دی اس نے مراد پائی اور جس کی جان کو دبا دیا وہ نامراد ہوا۔'' خدا تو انسان کی بری باتوں کا بھی الہام کر دیتا ہے اور اچھی باتوں کا الہام بھی اس کو کر دیتا ہے۔ معلوم نہیں خدا نے مرزا قادیانی کو کن باتوں کا ملہم کیا تھا۔ یہ تو انسان کا اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے، اختیار کرے۔ انسان برے کام کرتا ہے تو خدا کی طرف سے اسے الہام ہو جاتا ہے زمانہ حال میں کانشنس کہتے ہیں۔ چور، ڈاکو کو بدمعاش جس قدر برے کام کرتے ہیں۔ خدا تو ان کو بھی پہلے الہام کر دیتا ہے کہ یہ کام جو تو کرنا چاہتا ہے، برا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ برے کام کو اچھا سمجھ کر کرے۔

برے کام کا کرنا انسان برا جانتا ہے مگر اس کا نفس امارہ اور خواہشات نفسانی اس کو ان جرائم کے ارتکاب کی طرف رجوع کر دیتی ہیں۔ تو وہ کام خود انسان سے منسوب ہوتا ہے۔ مگر اللہ نے تو اس کو پہلے سمجھا دیا تھا اور ملہم کر دیا تھا کہ یہ کام جو تو کرنا چاہتا ہے، برا ہے۔ مگر جب انسان برے کام کو برا جان کر کرتا ہے تو یہ خود اس کا فعل ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے انسان کو عقل دی ہے۔ وہ اچھے برے کام کو تمیز کر سکتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ مرزا قادیانی کو خدا نے الہام کے ذریعہ سے مطلع فرما دیا ہو اور مرزا قادیانی باوجود الہام کے بھی اپنے ارادہ سے باز نہ آئے ہوں تو پس الہام کے ہونے سے تو ہم بھی انکار نہیں کرتے۔ الہام تو سب کو ہوتا ہے۔ انسان کو اس کی بری باتوں کی طرف ملہم کرنے کے بعد خدا کے الہام کے خلاف کرنا یا نہ کرنا یہ اختیاری کام انسان کا ہے۔

باران کہ درلطافت طبعش خلاف نیست
ودرباغ لالہ روید ودر شور یوم خس

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مااصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (النساء:۷۹) ''﴿جو بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے، وہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیرے گناہ کی شامت ہے۔﴾ یہ امر کہ انسان کوئی برا کام کرتا ہے تو وہ اس کے شامت اعمال سے کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ یہاں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا کیونکہ وہ ہمارے مبحث سے متعلق نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ ''فالهمها فجورها وتقواها (شمس:۸)''

کے بعد انسان فسق وفجور میں مبتلا ہو جائے تو یہ اس کا قصور ہوتا ہے۔ مگر وہ خاص الہام جو خاص بندگان خدا کو غیر از نبی کے ہوتا ہے، وہ تو بموجب حدیث شریف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بجز حضرت عمرؓ کے آنحضرت ﷺ کی امت میں سے اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ وہ حدیث شریف یہ ہے ’’قال رسول اللہ ﷺ وقد من کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی امتی احد فانه عمر (مشکوٰۃ ص۵۵٦)‘‘ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ البتہ پہلی امتوں میں ایسے لوگ تم میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور نیک بات ان کے دلوں میں پڑ جاتی تھی۔ سو اگر ایسا میری امت میں کوئی ہوگا تو وہ عمرؓ ہیں۔‘‘

اس حدیث سے مرزا قادیانی کو اور ان کے فرقہ کے لوگوں کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت موصوف نے متعدد تصانیف میں یہ امر قبول کیا ہے کہ صحیح بخاری اصح الکتب ہے اور صحیح مسلم کو بھی میں مانتا ہوں اور جبکہ یہ حدیث دونوں اصح الکتب سے نقل کی گئی ہے تو فرقہ قادیانیوں کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا اور اس حدیث سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وہ نیک الہام جس کا درجہ وحی کے بعد ہے اور بجز پہلی امتوں کے نیک لوگوں کے آنحضرت ﷺ کی امت میں سے سوا حضرت عمرؓ کے کسی کو نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی کو تو نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی امت محمدی سے خارج نہیں ہیں اور خود ان کو امت محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ ہے تو اس صورت میں سب قادیانی حضرات کو ماننا پڑے گا کہ وہ الہام جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، امتیان محمدؐ رسول اللہ ﷺ میں سے اور تو کسی کو ہو نہیں سکتا تھا اس الہام سے تو اللہ تعالیٰ نے خاص حضرت عمرؓ ہی کو معزز فرمایا تھا۔

جس سے حضرت عمرؓ کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے تو جو الہام مرزا قادیانی کو ہوتا تھا وہ کوئی خاص الہام نہ تھا بلکہ جو الہام سب کو ہوسکتا تھا۔ اسی قسم کا الہام ان کو بھی ہوتا ہوگا۔ تو اس صورت میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مجھے الہام ہوتا ہے، کوئی فخر کی بات نہیں۔ ہاں البتہ فخر خاص الہام کا حضرت عمرؓ کو ہے اور اس امر کا ثبوت کہ اس الہام کے بموجب اکثر اوقات امیر المومنین حضرت عمرؓ کی زبان مبارک سے جو بات نکلی آخر وحی بھی اسی طرح رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس موقع پر ان سب کا ذکر ہماری مبحث سے غیر متعلق ہے۔

غرضیکہ مرزا قادیانی کے الہام کی کوئی غیر معمولی وقعت نہیں ہوسکتی۔ مرزا قادیانی نے خود یہ تحریر فرمایا ہے (ص۹ عقائد احمدیہ) کہ جبکہ سید عبدالقادر (غوث الاعظم) جیلانیؒ جیسے اہل اللہ اور مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا وہ کیونکر اس

سے بچ سکتے ہیں۔'' اس بیان سے ظاہر ہے کہ شیطانی الہام ہوا کرتا ہے اور خصوصاً حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو شیطانی الہام کا ہونا مرزا قادیانی قبول فرما کر بطور دلیل کے حجت پیش کرتے ہیں تو میں بھی انہی کا قول ان کے الہام کے متعلق پیش کر کے کہتا ہوں کہ کیا عجب ہے کہ خود مرزا قادیانی شیطانی الہام کی وجہ سے غلطی پر پڑ کر تمام دنیا کے مانے ہوئے سچے اصول اور مطالب کے خلاف اپنے آپ کو ظلی نبی کہتے ہوں۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ جیسے بزرگ کو کہ جن کی بزرگی کا مرزا قادیانی کو بھی اعتراف ہے، شیطانی الہام ہوا تھا اور شیطان نے دھوکہ دینا چاہا تو مرزا قادیانی کو شیطانی الہام کا ہونا اور شیطان کا دھوکہ دینا کچھ عجب نہیں ہے۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ان کو الہامات ہوئے، وہ از قبیل الہامات شیطانی تھے۔ اس لئے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے اور جمہور علماء کرام سابق وحال کے خلاف نئی نبوت کی بدعت نکال کر مسلمانوں میں ایک رخنہ ڈالنا ثابت کرتا ہے کہ وہ شیطانی الہامات تھے۔ اگر مرزا قادیانی یا اور کوئی کسی کو مار ڈالے اور بیان کرے کہ مجھے ایسا کرنے کے لئے الہام ہوا تھا تو کیا اس الہام کو کوئی منصف مزاج قبول کرے گا؟ نہیں کرے گا۔ بلکہ یہی کہے گا کہ مجھے شیطانی الہام ہوا ہوگا۔

اسی طرح مرزا قادیانی کے الہام کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ آنکھ بند کی اور عرش معلیٰ پر جا پہنچے۔ اسی طرح کے الہامات وسوسہ شیطانی سمجھے جاتے ہیں۔ ''الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس '' کیا مرزا قادیانی کو خدا غیب کی باتیں بتلا دیا کرتا تھا اور آئندہ زمانوں کے راز کھول دیا کرتا تھا۔ اس خاص صفت سے مرزا قادیانی ہی کو خدا نے مخصوص کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک سے یہ فرمایا کہ ''ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (اعراف:۱۸۸)'' کہہ دے اور اگر میں غیب کا حال جانتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائیاں کر لیتا اور کوئی برائی مجھے نہ چھوتی اور سورہ انعام میں آنحضرت ﷺ کو خدا نے حکم دیا ہے کہ سنا دے میرے بندوں کو کہ تو غیب کا حال نہیں جانتا۔ یعنی یہ حکم ہوا ''قل لا اعلم الغیب '' کہہ دے میں غیب کی بات نہیں جانتا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ خدا نے ہم کو سنوائے کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی یہ دعویٰ نہیں فرمایا کہ غیب کی باتیں خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیں۔ یہ اور بات ہے کہ موقع اور محل پر اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں پر غیب کا حال ظاہر کر دے۔ لیکن اس زور کا دعویٰ کہ میں ایسا مقبول نبی ہوں کہ خدا غیب کی باتیں عام طور پر مجھ پر ظاہر کر دیتا ہے اور آئندہ

زمانوں کے راز مجھ پر کھول دیتا ہے۔ بجز مرزا قادیانی کے اور کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ قرآن پاک میں رسول اکرمﷺ کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا۔ ''قل انما الغیب للّٰہ'' غیب کے حال کا جاننا خداوندکریم نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ لیکن بسا تعجب کہ جو بات اس مخصوص صفت کی رسول کریمﷺ کی زبان مبارک سے امتیان محمدی کو خدا نے سنائی وہ مرزا قادیانی کو عام طور پر بخش دی۔ کفار آنحضرتﷺ کی خدمت مبارک میں آیا کرتے تھے اور غیب کی باتیں دریافت کرتے تو آنحضرتﷺ متفکر ہو جاتے تھے تو وحی اترتی تھی کہ ''قل...... ما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحیٰ الیّ'' کہہ دے...... میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جس کی وحی ہوتی ہے۔

میں نے صرف ایک آیت یہاں لکھی ہے۔ قرآن کریم میں متعدد آیتیں ایسی ہیں کہ جن سے ثابت ہے کہ غیب کا حال صرف خدا کو معلوم ہے۔ جائے غور ہے کہ ایسے جلیل القدر پیغمبر کو یہ نہ معلوم ہو کہ ان کے ساتھ خدا کیا سلوک کرے گا اور دوسروں کے ساتھ کیا کرے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کو غیب کی ساری باتیں اور سارے راز خدا بتلا دیا کرتا تھا اور سرور الانبیاء کو غیب کے حالات پر مطلع نہ فرمایا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب خداوند کریم مرزا قادیانی کو غیب کی باتیں اور راز آئندہ کے بتلا دیا کرتا تھا تو وہ غیب کی باتوں کو بتلا بھی سکتے تھے تو یہ ان کا بہت بڑا معجزہ سمجھا جاتا اور غیب کے حالات کا بتلا دینا خرق عادت میں داخل ہے تو وہ ایسے خارق عادت امور بتلا کر اپنی نبوت کا ثبوت دے سکتے تھے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ خداوند تعالیٰ نے متعدد مقامات میں فرما دیا ہے کہ ایسے معجزہ بھی بغیر خدا کے حکم کے کوئی نہیں بتا سکتے۔ جب کفار نے آنحضرتﷺ سے معجزہ طلب کئے تو حکم ہوا۔ ''قالوا لولا انزل علیه آیات من ربه قل انما الآیات عند اللّٰہ'' پھر مرزا قادیانی معجزہ کیونکر دکھلا سکتے تھے۔

ایک مرتبہ کفار آنحضرتﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سخت قسمیں اللہ کی کھائیں کہ اگر آپ ہم کو معجزے دکھلائیں تو ہم آپ کے اوپر ایمان لاتے ہیں تو ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا۔ ''واقسموا باللّٰہ جهد ایمانهم لئن جاء تهم آیة لیؤمنن بها قل انما الآیات عند اللّٰہ وما یشعرکم انها اذا جاءت لا یومنون'' اور قسمیں کھائیں اللہ کی سخت قسمیں کہ اگر آپ معجزہ دکھلائیں تو ہم آپ پر ایمان لائیں۔ کہہ دے معجزے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اگر ان کو معجزے بتلائے بھی جائیں تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بموجب پیغمبر بھی معجزے نہیں بتلا سکتے تھے۔ جب تک

اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتو مرزا قادیانی کو کیونکر خدا اپنا راز دار کر دیتا اور غیب کی سب باتیں بتلا دیتا۔ ہم کوتو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی محض غلط معلوم ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو اپنا راز دار بنالیا اور شریک راز کر لیا تھا اور راز کی باتیں ان کو بتلا دیا کرتا تھا۔ لیکن سرور الانبیاء ﷺ کو راز کی باتیں نہ بتلائیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہوا تو ام العلا نے کہا اللہ تعالیٰ کے پاس آپ عزت دار ہو میں اس کی گواہی دیتی ہوں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام العلا تجھ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ میرا کیا حال ہوگا اور تمہارا کیا حال ہوگا۔

تو اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کو خدا غیب کی باتیں کیسے بتلا دیا کرتا تھا۔ فرمایا رسول ﷺ نے ''واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم'' میں نے سنا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے بعض ان کے معتقدین قائل ہیں کہ حضرت موصوف نے پیش گوئیاں کی ہیں۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے جیسا کہ میں نے سنا ہے تو وہ سب بلحاظ بحث مندرجہ بالا محض غلط ثابت ہوتا ہے اور اگر مرزا قادیانی نے ایسا بیان کیا تو اللہ پر محض اتہام لگایا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ محض غلط اور اللہ تعالیٰ پر بہتان تھا۔ ہرگز اللہ تعالیٰ نے ان کو راز کی باتیں نہیں بتلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی بہتان لینے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔ ''اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون'' کیا تم اللہ پر وہ بات (بہتان) کہتے ہو جس کو تم نہیں جانتے۔ سورہ لقمان میں خدا نے فرمایا ہے ''وما تدری نفس ماذا تکسب غدا'' اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کرے گا کل۔

تو مرزا قادیانی کو خدا نے کیسے مستثنیٰ فرما دیا اور غیب کی باتیں بتلائیں۔ غیب کی باتیں تو اللہ نے کسی کو نہیں بتائیں۔ اسی لئے سورہ انعام میں بھی ارشاد فرمایا۔ ''وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو'' اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو نہیں جانتا مگر وہی یعنی اللہ۔

غیب کی باتوں کو جاننے کی صفت خدا نے خاص اپنے لئے مخصوص کر رکھی ہے۔ ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ہم کو آگاہ فرما دیا ہے کہ ''قل انما الغیب للہ'' کہہ دے اپنی امت کو غیب کے حال کا جاننا تو خدا ہی کے لئے ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ یونس اور پھر سورہ نمل میں ارشاد فرمایا کہ ''قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ'' کہہ دے (اے محمدؐ) نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمین میں غیب کی بات کو مگر اللہ اس آیت سے یہ واضح ہے کہ کوئی شخص زمین میں غیب کی بات کو نہیں جانتا۔ ''فاعتبروا یا اولی

الابصار ''غیب دانی کی جو صفت خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے مخصوص کر رکھی ہے اور جس کو بار بار اپنے رسول مقبول ﷺ کے زبانی بندوں کو سنایا اور جو اپنے رسول مقبول کو بھی عطا نہیں فرمائی۔ مرزا قادیانی کو عام طور پر منوں اور پلوں سے عطا فرمادی۔ بھلا ایسے دعوے کو کوئی تسلیم کر سکتا ہے۔''ھذا بھتان عظیم'' اسی لئے خدا نے قرآن پاک میں فرمادیا ہے۔'' یفترون علی اللّٰہ الکذب'' اللہ تعالیٰ پر (جھوٹ) افتراء کرتے ہیں۔ چونکہ ان صریح آیتوں کے خلاف مرزا قادیانی مدعی ہیں کہ غیب کی باتیں خدا بتلا دیتا تھا تو''بفحوائے البینۃ للمدعی'' مرزا قادیانی کو ثبوت دینا چاہئے کہ وہ کن آیات سے ایسا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب کہ انہوں نے کوئی ثبوت اس کا نہیں دیا ہے تو ان کا دعویٰ''یفترون علی اللّٰہ الکذب''میں داخل ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا نام نبی رکھا؟

تیسرا دعویٰ مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ''خدا نے میرا نام نبی رکھا، میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔'' اگر کوئی سوال کرے کہ اس امت میں نبی کس طرح ہوسکتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر کردی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی محض اس لئے رکھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت ہو۔ کیونکہ نبی کا کمال ثابت نہیں ہوسکتا جب تک امت میں بھی وہ کمال ثابت نہ ہو اور کسی شخص پر نبوت ختم ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ نبوت کے تمام کمالات اس پر ختم ہوگئے اور کمالات عظمیٰ میں سے یہ بات ہے کہ نبی دوسروں کو بھی اس کمال سے فیضیاب کرے اور یہ بات بغیر کسی نمونہ کے جو امت میں پایا جائے، ثابت نہیں ہوسکتی۔''

اس دعویٰ پر مرزا قادیانی کے میں نے چار نمبر ڈالے ہیں۔ نمبروار اعتراض لکھوں گا۔

(۱) خدا نے مرزا قادیانی کا نام نبی کیونکر اور کس ذریعہ سے رکھا۔ تو کچھ نہیں بتلایا گیا۔ یہ دعویٰ بے ثبوت ہے۔ کیا چاندی یا سونے یا ہیرے زمرد کے لوح پر لکھ کر مرزا قادیانی کے ہاتھ میں کوئی فرشتہ دے گیا یا آسمان سے وہ لوح مرزا قادیانی کے گود میں گر پڑی جس پر یہ لکھا ہوا تھا''مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کا نام خدا نے نبی رکھا۔''

ایسا دعویٰ تو مرزا قادیانی کا نہیں ہے تو کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدا کا حکم لا کر سنایا؟ یہ دعویٰ بھی نہیں تو کیا خود خدا نے مرزا قادیانی کے روبرو آ کر کہا؟ ایسا دعویٰ بھی نہیں پھر کس طرح اللہ نے نبی نام رکھا میں نے تو بہت غور کیا کہ یا اللہ وہ کون سا طریقہ اس طرح نام رکھنے کا ہو سکتا ہے تو مجھ سے بھی خدا نے اسی طریقہ سے فرمایا جس طرح مرزا قادیانی کا نام نبی رکھنا بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ بیان غلط ہے۔ میں نے مرزا قادیانی کا نام ہرگز نبی نہیں رکھا۔ بلکہ خود

مرزا قادیانی الفاظ حدیث کو کھینچ تان کر خودساختہ نبی بن بیٹھے تھے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ ان کا نام اللہ نے نبی رکھا۔ ہم کہتے ہیں غلط مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اللہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ہم کہتے ہیں محض غلط مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ خدا ان کو راز کی باتیں بتلایا کرتا تھا۔ ہم کہتے ہیں محض بہتان۔ مرزا قادیانی کے دعوؤں کا جواب میں نے تفصیل سے دیا ہے۔ ناظرین خود تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ ان کے دعوے کس درجہ غلط اور بے بنیاد ہیں۔ کسی شخص کا حدیث کے الفاظ سے یہ نتیجہ بطور خود نکال لینا کہ فلاں لفظ کا موضوع لہ میں ہوں، یہ بالکل اختیاری امر ہے۔ اگر مرزا قادیانی نے کسی لفظ کا مدلول اپنے آپ کو قرار دے لیا اور اس لحاظ سے اپنے آپ کو نبی یا مسیح کا لقب دے لیں تو معترض پوچھ سکتا ہے کہ آپکو کیا حق ہے اور آپ دلائل پیش کریں گے۔ وہ اس پر بھی اعتراض کرے گا کہ یہ صفات آپ میں نہیں ہیں۔ تو مرزا قادیانی بجز اس کے کھینچ تان کر مطالب نکال لیں اور دوراز کی تاویلات فرمالیں اور کیا جواب دے سکتے ہیں؟

جیسا کہ اب تک ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ کوئی شخص اور پیدا ہو اور ان حدیثوں کا موضوع لہ اپنے آپ کو قرار دے اس لئے کہ اب مرزا قادیانی نے نبیوں کے آنے کے لئے راستہ صاف فرما دیا ہے اور نبوت محمدی اور ظلی نبوت کو ما تختم قرار دے دیا ہے۔ تو پھر کیا عجب ہے کہ زمانہ آئندہ میں اور حضرات بھی مدعی نبوت ہوں اور ان حدیثوں کا مدلول اور موضوع لہ اپنے آپ کو قرار دیں اور مرزا قادیانی سے بہتر اور بڑھ کر دلائل اور علامات پیش کریں۔ خود مرزا قادیانی نے تحریر فرمایا ہے کہ ”ہاں، محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں۔“

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ ایسے لوگ بہت سے آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوں گے۔ جن میں سے ایک مرزا قادیانی بھی ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اپنے لائق دوست سے سوال نمبر۹ کیا تھا کہ آئندہ کوئی شخص پیدا ہو اور دعویٰ مہدیت اور مسیح موعود ہونے کا کرے تو اس کی نسبت آپ کیا کہیں گے۔ تو اس کا جواب میرے دوست نے کچھ نہیں دیا۔ لیکن مرزا قادیانی کی یہ تحریر کہ محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوا کرتے ہیں۔ کسی آیت قرآن یا حدیث پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ان کی ذاتی رائے ہے جو شیخین کی اس حدیث کے خلاف ہے جس کو میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ ”لقد من کان فیما قبلکم من الامم محدثون۔“

پہلی امتوں میں البتہ محدثون ہوا کرتے تھے۔ لیکن حدیث مذکور کے جزو دوم کی رو سے

امت حضرت محمد ﷺ میں صرف حضرت عمرؓ کو وہ درجہ ملا ہے۔ جیسا کہ یہ ارشاد ہے ’’فان یك فی امتی احد فانه عمر ‘‘ اس حدیث کی رو سے مرزا قادیانی کا بیان مذکورہ بالا بالکل غلط قرار پاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآنی آیات اور صحاح کی حدیثوں کیخلاف اکثر مواقع پر محض غلط بیان کیا ہے اوران کے معتقدان کے بیانات کو ’’کالوحی من السماء ‘‘ سمجھ کوان کے بیانات کے آگے سر تسلیم خم کردیتے ہیں اور ’’امنا به کل من عند ربنا ‘‘ خیال کرتے ہیں۔ ان حضرات کو غور فرمانا چاہئے کہ اگر ان کے نبی کا بیان قرآن کے اور صحاح کی حدیثوں کے خلاف ہے تو کیا بیان قابل تسلیم ہے؟ ہرگز نہیں۔

پس صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مذکورہ بالا کے خلاف مرزا قادیانی کا یہ بیان کہ محدثوں، اس امت میں بھی آئیں گے۔ جن میں ایک میں ہوں، جب غلط ثابت ہوا تو مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی غلط ہوجاتا ہے۔ اگر ان حدیثوں کو جن کو مرزا قادیانی اپنے آپ سے منسوب کرتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص اپنے سے منسوب کرے اور علامات وصفات مرزا قادیانی سے زیادہ اس میں ہوں اور دلائل بھی ان سے بہتر پیش کرے تو ہم کس کو سچا اور کس کو جھوٹا سمجھیں۔

اس طرح یہ نبوت تو جھگڑے میں رہے گی اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بمصداق ’’اثبات الشئی لنفسه ‘‘ باطل کے باطل ہوجائے گا اور کوئی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کا نام خدا نے نبی رکھا اور مرزا قادیانی خدا کے حکم سے نبی ہیں۔ بلکہ آنے والے مدعی نبوت ظلی خود مرزا قادیانی کی تکذیب کریں گے۔ نمبر۲ کے متعلق واضح ہو کہ مرزا قادیانی کا نام اللہ تعالیٰ نے باوصف اس کے کہ نبوت پر مہر کردی گئی تھی۔ (یا نبوت ختم کردی گئی تھی) نبی اس لئے رکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت ہو کسی طرح صحیح نہیں مانا جاسکتا۔

کیا تیرہ سو سال سے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت نہیں ہوا تھا؟ کیا بغیر نبوت کا کمال ثابت ہونے کے آج تک ساری دنیا ان کو سرور انبیاء اور خاتم النّبیین مانتی چلی آرہی ہے؟ کیا جب تک مرزا قادیانی کا نام نبی نہ رکھا جاتا آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت نہ ہوسکتا تھا؟ کیا مرزا قادیانی ہی دنیا میں ایسے شخص برگزیدہ رب تھے کہ ان کے نبی ہونے کے بغیر آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت نہیں ہوا تھا؟ معاف فرمائیے ہم کو تو ان باتوں کو سن کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ کجا آنحضرت سرور کائنات ﷺ کی نبوت کا کمال اور کجا مرزا قادیانی کی قیل وقال۔

اللہ اکبر! اس ذات بابرکات کی نبوت کے کمال کا ثبوت منحصر ہو مرزا قادیانی کے نبی

ہونے پر۔ بسا تعجب اس ذات مقدس کی نبوت کا کمال بدرجہ اتم ثبوت کو پہنچ گیا۔ اربوں مسلمانوں کا سینکڑوں سال سے اس بات پر ایمان رہا ہے کہ آنحضرتﷺ کی نبوت کا کمال اسی وقت پایہ ثبوت کو پہنچ چکا تھا جبکہ آنحضرتﷺ نے دعویٰ نبوت کا فرمایا۔ نمبر۳ مرزا قادیانی کا یہ ارشاد کہ نبی کا کمال ثابت نہیں ہوتا جب تک امت میں بھی وہ کمال ثابت نہ ہو۔ سب سے زیادہ تعجب میں ڈال رہا ہے۔ وہ کمال جو ذات مقدس رسالت ماب میں ابتداء سے مثل روز روشن کے ثابت اور آفتاب سے زیادہ منور تھا۔ کیا ممکن ہے کہ اس درجہ کا کمال غلامان امت کو حاصل ہو۔

البتہ بعض صفات اس کمال کے امتیوں میں دیکھے جاسکتے ہیں نہ کہ سالم کمال اس موقع پر میری عقل حیران ہوگئی کہ مرزا قادیانی کی زبان سے یہ فقرے کیونکر نکلے۔ کیوں نہیں آسمان گر پڑا اور زمین کو زلزلہ آگیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ غلامان رسول اکرمﷺ میں وہ کمال جو ذات اقدس میں تھا، حاصل ہو۔ ناممکن بلکہ محال۔ میں باعتبار مرزا قادیانی کے بیان کے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جب خدا نے وحی کے ذریعہ سے ان کا نام نبی رکھا اور رسالت کا لفظ خدا نے ان کی شان میں ارشاد فرمایا تو وہ ظلی نبی کس طرح ہوئے۔ وہ تو خود مستقل رسول اور نبی ہوئے۔ اللہ تو ان کو نبی اور رسول فرمائے اور مرزا قادیانی کسر نفسی سے ظلی نبی بنیں۔ یہ تو سمجھ میں نہیں آتا۔

اگر اللہ کے ارشاد کے خلاف وہ ظلی نبی بننا چاہیں تو خدا کے حکم کے خلاف کرتے ہیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ وہ نبی کامل ہونے کا دعویٰ کرتے۔ مرزا قادیانی کو کیا اختیار ہے کہ اللہ کے کلام کے خلاف دعویٰ کریں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ تمام نبوتیں ختم ہوگئیں۔ مگر وہ نبوت ختم نہیں ہوئی جو چراغ نبوت سے نور لیتی ہے اور وہ نبوت مرزا قادیانی کی نبوت ہے۔ بالکل متضاد بیان ہے جبکہ خدا نے ان کا نام نبی رکھ دیا اور رسالت کا لفظ ان کی شان میں استعمال کیا تو مرزا قادیانی نے براہ مہربانی اس کامل نبوت کے اعلیٰ مرتبہ سے دست بردار ہوکر محض کسر نفسی سے خدا کے ارشاد کے خلاف نبوت حضرت رسول کریمﷺ سے محض نور اخذ کرنے پر اکتفا فرمایا؟

یہ فیاضی مرزا قادیانی کی قابل تعریف ہے۔ ایسا انسان دنیا میں اللہ کو کہاں ملتا کہ اللہ تو اس کو کامل نبی بنائے اور وہ محض اپنی فیاضی سے خدا پر ناز کرے کہ تو نے تو مجھے نبوت کا اعلیٰ مرتبہ سرفراز فرمایا مگر میں محض اپنی فیاضی سے اس مرتبہ سے دست بردار ہوتا ہوں اور حضرت محمدﷺ کے چراغ نبوت سے صرف نور لے کر ظلی نبی بننا گوارا کرتا ہوں۔ اے کاش کوئی اس وقت مرزا قادیانی کے پاس نہ ہوا ورنہ حضرت موصوف سے کہتا کہ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی۔ اے لاڈلے نبی اللہ کے اے ناز کرنے والے نبی خدا کے اگر آپ کسر نفسی سے نبی کامل بننا نہیں چاہتے تو اس

نبوت کو میری ہی طرف منتقل فرما دیجئے۔ تو کیا عجب ہے کہ مرزا قادیانی اللہ سے نازولاڈ سے عرض کرتے اور خدا منظور کر لیتا۔

وہ موقع تو گیا لیکن میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی اس لئے رکھا کہ چراغ نبوت محمدﷺ کا کمال ثابت ہو، کیونکر مانا جاسکتا ہے؟ نور کا کمال یہ ہے کہ وہ منور کرے چراغ نبوت محمدیؐ کا نور دنیا کو منور کئے ہوئے ہے اور یہی اس کا کمال ہے۔ پھر نور کا وہ کونسا کمال ہے جو ثابت نہ تھا۔ جس کے ثابت کرنے کے لئے خدا نے مرزا قادیانی کا نام نبی رکھا؟ اگر فرض کر لیں کہ خدا ہی نے ان کا نام نبی رکھا تو اس کے ساتھ پھر بھی ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کی نبوت کا بھی ایک نور ہے خواہ وہ نور چھوٹا ہو یا بڑا بہر حال نور ہوگا تو اس نور سے نور نبوت حضرت محمدﷺ کا ثابت ہونا کیا معنی؟ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ ایک بڑا چراغ روشن اور منور ہے اور اس کے ساتھ ایک چھوٹا چراغ رکھ دیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ روشنی میں اضافہ ہوا۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ چراغ سابق کا نور اس دوسرے چراغ سے ثابت ہوا۔

جس طرح وہ چراغ اولین پہلے منور تھا۔ دوسرے چراغ کے آنے کے بعد بھی منور رہے گا۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس دوسرے چراغ کے آنے سے چراغ اول کا نور ثابت ہوا۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ چراغ اول کے ساتھ مل کر نور کو بڑھاوے۔ چراغ اول کے نور کے کمال کا اس دوسرے چراغ سے ثابت ہونا کیا معنی؟ پس یہ دعویٰ مرزا قایانی کا کہ چراغ نبوت حضرت محمدﷺ کے نور کا کمال ثابت ہونے کے لئے اللہ نے میرا نام نبی رکھا، محض لغو ہے۔ اگر یہ دعویٰ ہوتا کہ چراغ نبوت محمدﷺ کے نور کے کمال کا اضافہ کرنے کے لئے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا تو یہ دعویٰ نتیجہ خیز ہوتا۔ مگر اس دعویٰ کے تو کوئی معنی نہیں کہ ایک منور شے کا کمال ثابت ہونے کے لئے دوسری نورانی شے کی ضرورت ہے۔

البتہ اضافہ نور کے لئے مزید نورانی شے کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ جیسے بجائے ایک چراغ کے دوسرے چراغ روشن کر کے روشنی کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ چراغ کے نور کا کمال یعنی روشنی ایک چراغ سے جس طرح ثابت ہوسکتی ہے اسی طرح اس وقت بھی ثابت ہوسکتی ہے جبکہ اس کے مقابل دوسرا چراغ رکھ دیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ مرزا قادیانی کے دعاوی اس قدر کمزور ہیں کہ ایک ضرب انگشت کی بھی تاب نہیں لاسکتے۔

آفتاب رسالت ونبوت سرور عالم حضرت محمدﷺ کا نور ساری دنیا پر پڑ رہا ہے اور کثیف وغیر کثیف ذرات پر یکساں پڑ رہا ہے جو ذرات غیر کثیف صاف اور شفاف ہیں۔ اس

آفتاب رسالت کے نور سے منور اور درخشاں ہیں اور کثیف ذرات درخشاں نہیں ہیں۔ لیکن جو ذرات شفاف اور صاف ہیں۔ نور اخذ کر کے منور ہوتے ہیں تو کیا ان ذرات کو آفتاب سے کوئی نسبت دی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں دی جاسکتی۔ کیا اگر یہ صاف اور شفاف ذرات درخشاں نہ ہوں تو آفتاب کا کمال ثابت نہیں ہوسکتا؟ ضرور ہوسکتا ہے۔

معلوم نہیں مرزا قادیانی کس طرح یہ فرماتے ہیں کہ چراغ نبوت حضرت محمدﷺ کا کمال ثابت ہونے کے لئے اللہ نے ان کا نام نبی رکھا۔ اگر ہم مرزا قادیانی کو ایک ذرہ تسلیم کر لیں جیسا کہ اکثر ان کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آفتاب رسالت حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے مقابلہ میں ایک ذرہ بے مقدار سمجھتے ہیں تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا ذرات نہ چمکیں تو آفتاب کا کمال ثابت نہیں ہوسکتا؟ آفتاب کا کمال نہ صرف ذرات کے چمکنے سے ثابت ہے بلکہ صدہا ہزارہا چیزوں سے آفتاب کا کمال ثابت ہو رہا ہے۔ سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ساری دنیا کو وہ منور کئے ہوئے ہے۔

اسی طرح آفتاب رسالت ساری دنیا کے شرک و بدعات کے ظلمات اور تاریکیوں پر اپنا نور توحید ڈال کر منور کئے ہوئے ہے۔ اگر ذرات نہ چمکیں تو آفتاب کے کمالات کیا ظاہر نہیں ہو سکتے؟ محض ذرات ہی کمال آفتاب کے ظہور کے باعث نہیں ہوسکتے۔ پس مرزا قادیانی کا یہ ارشاد کہ نبی کا کمال ثابت نہیں ہوسکتا جب تک امت میں بھی کمال ثابت نہ ہو، صحیح نہیں ہے۔ کتاب (عقائد احمدیہ ص۲۰) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرتﷺ کے نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النّبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے اور نہ کوئی قدیم نبی آسکتا ہے۔''

یہ عبارت جو میں نے کوٹ کی ہے۔ اول سے آخر تک خلاف قرآن شریف اور حدیث منیف کے ہے۔ یہاں نبیوں (۱) کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک حقیقی نبی اور دوسرا مجازی نبی۔ یہ تفریق بالکل من گھڑت ہے۔ اگر خدا کا ایسا منشاء ہوتا تو قرآن یا حدیث میں کہیں تو ذکر ہوتا۔ افسوس ہے کہ ایسی من گھڑت تقسیم اور تفریق کو جس کا ثبوت قرآن یا حدیث سے نہ دیا جاسکے، کون تسلیم کرے گا؟

یہ (۲) بیان بھی خلاف حدیث ہونے کی وجہ سے محض غلط ہے کہ کوئی قدیم نبی اب نہ

رہے گا۔ میں متعدد حدیثیں اوپر لکھ چکا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے لیکن وہ کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے اور قیامت کے قریب زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۳) یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرے پر بھی یہ کھولا گیا ہے کہ ملہم کو کبھی نبی یا مرسل کے لفظ سے خدا یاد نہیں کرتا۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت قرآن کریم میں خدا نے صاف فرمادیا ہے: ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین'' تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد کے خلاف ملہم کو نبی کے یا مرسل کے لفظ سے کیسے یاد فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین والمرسلین ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر خدا نے ارشاد فرمایا ہے: ''وعداللّٰہ لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون (روم:۶)''

''اللہ نے وعدہ کیا ہے اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔'' معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ''ولکن اکثر الناس لایعلمون'' میں داخل ہیں۔ خدا پہلے سے جانتا تھا کہ بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ مجھ کو بھی وعدہ خلاف ٹھہرائیں گے۔ اس لئے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وعدہ کبھی خلاف نہ ہوگا۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے جبکہ اللہ نے یہ وعدہ اپنے بندوں سے فرمالیا ہے کہ ہم نے نبوت ختم کردی اور نبوت پر مہر لگا دی۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ اللہ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ تو اس کے بعد مجازی نبی کیسے پیدا کرتا۔ جبکہ فی الحقیقت نبوت ختم کردی تو پھر مجاز کی بحث کہاں باقی رہ سکتی ہے۔

براہ کرم ناظرین اس عبارت کو ذہن میں رکھیں جس کو میں نے اوپر کوٹ کیا ہے۔ آگے چل کر بتلاؤں گا کہ مرزا قادیانی کی اس عبارت کے خلاف معتقدین حضرت موصوف نے مرزا قادیانی کو مستقل نبی اور رسول بنانے کی کوشش کی ہے اس عبارت کے لحاظ سے مرزا قادیانی تو مجازی نبی بننا چاہتے ہیں۔ لیکن بمصداق پیراں نمی پرند و مریدان می پرانند کے معتقدین ان کو مستقل نبی ورسول قرار دیتے ہیں اور آیت قرآنی ''وارسل رسولہ بالھدی (فتح:۲۸)'' میں جو لفظ رسول ہے، اس کے مدلول مرزا قادیانی ٹھہرائے گئے ہیں۔ غرضیکہ اس موقع پر یہ بتلانا مقصود تھا کہ مرزا قادیانی نے اللہ کا اختیار ظاہر کر کے اپنے آپ کو مجازی نبی اور ملہم قرار دیا ہے۔ اللہ کے اختیار میں کس کو کلام ہے؟

لیکن کلام ہے تو اس میں ہے کہ کیا اللہ اپنے وعدہ کے بعد کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا کرے گا۔ خواہ وہ مجازی سمجھا جائے یا ظلی یا تشریعی یا متبع نبی پیدا کرے گا۔ اس حد

تک تو میں لکھ سکا اب میرے قلم میں طاقت نہیں کہ مرزا قادیانی کے الفاظ کا جواب دوں صرف ایک مثال لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ ’’جس کنویں سے تو پانی پیتا ہے اس میں پتھر نہ ڈال۔‘‘

نمبر۴ کے متعلق آپ خود خیال فرمائیں کہ کس قدر گستاخانہ لفظ آنحضرت ﷺ کی شان میں لکھا گیا ہے۔ ’’اور کسی شخص پر نبوت ختم ہو جانے کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔‘‘ تمام دنیا کے مسلمانوں کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہوگئی ہے اور خود مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے۔ پھر بجائے آنحضرت ﷺ لکھنے کے یہ لکھنا کہ کسی شخص پر نبوت ختم ہونا، کیسی گستاخی ہے۔ غلامان آنحضرت ﷺ کے منہ سے ایسی مقدس ذات کے لئے لفظ شخص نکالنا نہ معلوم کس طرح گوارہ کیا گیا۔ اگر یہ لکھتے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے یہ معنی ہیں تو کیا مناسب نہ ہوتا۔ اسی طرح میرے سوال نمبر۸ کے جواب میں میرے فاضل دوست نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام کے ساتھ نہ تو لفظ حضرت استعمال کیا ہے اور نہ رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمایا ہے۔ اگر عمداً ایسا کیا گیا ہے تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف کیا گیا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی تو وہ شان ہے کہ خدا نے ’’ثانی اثنین اذهما فی الغار‘‘ فرمایا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر ان صحابہ کو بہشتی ہونے کی بشارت دی ہے جو اس آیت کے منشاء میں داخل ہے۔

’’الذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللّٰه باموالهم وانفسهم اعظم درجة عنداللّٰه واولئك هم الفائزون یبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنت لّهم فیها نعیم مقیم خلدین فیها ابدا ان اللّٰه عنده اجر عظیم (توبه:۲۰،۲۱،۲۲)‘‘ ﴿وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں ہجرت[۱] کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ، ان کے درجہ اللہ کے پاس بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ ہیں مرادوں کو پانے والے اللہ تعالیٰ ان کو بشارت دیتا ہے رحمت کی اور بہشت اور جنت ان کے لئے ہے جس میں وہ نعمتیں پائیں گے اور مقیم ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کے پاس ان کے لئے بڑے اجر ہیں۔﴾

۱؎ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور جہاد میں شریک رہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے[۲] ”والذین اتبعوا ھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ (توبہ:۱۰۰)“ ﴿وہ لوگ جنہوں نے نیکی سے اطاعت کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔﴾ پس خیال فرمائیں کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم فرمائے ان کی نسبت آپ کا رضی اللہ عنہ نہ لکھنا اللہ کے ارشاد کے خلاف ہے یا نہیں؟ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ہمارے پاس بعد الانبیاء انہی کا رتبہ ہے۔ ان کے ناموں کے ساتھ حضرت، رضی اللہ عنہ نہ لکھنا بہت تعجب اور افسوس کے قابل ہے۔ نمبر(۴) کا جواب دینا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب بھی نمبر۱،۲،۳ سے مل جائے گا۔

آنحضرت ﷺ بیشک خاتم النّبیین تھے اوران کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ظلی نہ متبع

اب میں قرآن شریف کی اس آیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس سے قریب قریب جملہ مسلمان واقف ہیں۔ یعنی ”ماکان محمد اباء احدمن رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین (احزاب:۴۰)“ سیاق عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہوگا۔ خاتم کا لفظ قرآن شریف میں بالفتح ہے۔ فصحائے عجم لفظ خاتم کو بالکسر نہیں استعمال کرتے ہیں بلکہ بالفتح استعمال کرتے ہیں۔ لغاوت میں لفظ خاتم بالفتح و بکسر دونوں صحیح بتلائے گئے ہیں اور محققین کہتے ہیں کہ خاتم بروزن فاعل جو وزن اسم آلہ کا ہے بمعنی ”مایختم بہ عالم بفتح لام“ بمعنی ”مایختم بہ عالم بفتح لام“ بمعنی ”مایعلم بہ“ اور اگر زیر سے پڑھیں تو اسم فاعل کے معنی یعنی ختم کرنے والے کے ہیں۔

قرآن مجید میں بالفتح ہے اور بالفتح پڑھنے کی تاکید حضرت علیؓ نے بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ابی عبدالرحمٰن بن سلمٰی سے مروی ہے کہ ”کنت اقری الحسن والحسین فمرنی علی بن ابی طالب وانا اقرئھما فقال لی اقرھما خاتم النّبیین بفتح التاء“ بیشک لفظ خاتم کے معنی مہر کے یا انگشتری کے ہیں۔ مگر تمامی علمائے عرب وعجم ومصر وشام وروم وافریقہ نے اس موقع پر بلحاظ سیاق عبارت مطلب ختم کرنے والے کا لیا ہے اور ان ممالک کے علماء جن کی مادری زبان عربی تھی اور اپنی زبان کے حاکم مانے جاتے تھے۔

۲ اس آیت کے پہلے کی عبارت قرآن یہ ہے ”والسبقون الاولون من المھٰجرین والانصار“

تیرہ سو سال سے یہی مطلب لیتے چلے آئے ہیں تو مرزا قادیانی کو جو ملک ہند میں پیدا ہوئے اور جن کی مادری زبان عربی نہیں۔ فصحائے عرب وعجم کے لئے ہوئے مطالب سے کس طرح اختلاف کر سکتے ہیں اور ان کو کیا حق ہے کہ غیر زبان میں دخل در معقولات کریں۔ عربی پڑھ لینا اور بات ہے اور اہل زبان ہونا اور بات ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ لفظ خاتم کے معنی مہر کے اس موقع پر بھی لئے جائیں گے۔ تب بھی علماء کا منشاء فوت نہیں ہوتا۔ مہر کرنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مضمون بند کر دیا جائے۔

جب مضمون ختم ہوتا ہے تو لکھنے والا مہر کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عبارت ختم ہوگئی اور اس کے بعد اگر مضمون زیادہ کیا جائے تو وہ داخل جعل ہوگا۔ اسی طرح لفافہ پر مہر ہو جاتی ہے اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ لفافہ بند کر دیا گیا ہے اور آئندہ کوئی شخص لفافہ کھول کر کوئی نیا مضمون داخل نہ کرنے پائے۔ زمانہ نبوت میں آنحضرتﷺ کے فرامین پر آنحضرتﷺ کی مہر ہوا کرتی تھی۔ یہ رواج بہت قدیم سے چلا آتا ہے۔ پس اگر مہر کے معنی بھی لئے جائیں تو سیاق عبارت اور کلام الٰہی کا منشاء یہی ہے کہ آنحضرتﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک میں استعارات اور کنایات اکثر مقامات پر ہیں۔ چنانچہ خدا نے کافروں کو مردوں سے تعبیر کیا ہے۔

’’لاتسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذاولومدبرین (روم:۵۲)‘‘

اس آیت میں کافروں کو موتیٰ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے اور سورۃ انعام میں بھی ’’انما یستجیب الذین یسمعون والموتیٰ یبعثھم اللّٰہ ثم الیہ یرجعون (الانعام:۳۶)‘‘ کافروں کو موتیٰ کے لفظ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سیاق عبارت بڑی چیز ہے۔ منشاء سیاق عبارت کا صاف بتلا رہا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ الفاظ ظلی نبی اور متبع نبی، اللہ کے کلام میں نہیں ہیں۔ یہ الفاظ انسان کے تراشیدہ ہیں۔ اگر منشائے خدا تعالیٰ کا ظلی نبی پیدا کرنے کا ہوتا تو صاف الفاظ میں حکم ہوتا۔ خدا تعالیٰ ایسا موقع ہی اپنے بندوں کو نہ دیتا کہ من مانے نبی بن جائیں۔

اگر لفظ خاتم کے معنی مہر کے لئے جائیں اور وہ تعبیر کی جائے جو مرزا قادیانی نے فرمائی ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آئندہ بہت سے نبی پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ لفظ نبیین سے بہت سے نبی آسکیں گے اور حضرت سرور عالمﷺ مہران نبیوں کے ٹھہریں گے۔ چونکہ حدیث کی رو سے مسیح کا پیدا ہونا ضرور ہے۔ بموجب استدلال میرے لائق دوست کے، حضرت رسول اکرمﷺ نے اس مسیح کے نسبت نبی اللہ کا لفظ ارشاد فرمایا ہے تو آپ کی مہر گویا اس کے اثبات

پر ہوگئی اور جس کو رسول اکرم ﷺ نبی فرمادیں وہ ضرور نبی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر آنحضرت ﷺ کا ارشاد صرف مسیح موعود کے لئے ہے اور وہ مسیح مرزا قادیانی ہیں تو قرآن شریف میں لفظ نبیین ارشاد نہ فرمایا جاتا۔ بلکہ خاتم النبی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کی رو سے آئندہ تو صرف ایک ہی مسیح آنے والے قرار پائیں گے۔ جن کی نسبت آنحضرت ﷺ نے نبی اللہ کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ تو پھر نبیوں کی مہر بیان کرنے کا کیا موقع ہوسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے بموجب کوئی دوسرا نبی بجز مسیح موعود کے آنے والا تو ہے ہی نہیں۔ اس لئے خاتم النبی یعنی مہر نبی کی ارشاد ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب لفظ خاتم النّبیین استعمال ہوا ہے تو بعد مرزا قادیانی کے اور بھی نبی آنے والے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح موعود کے پیدا ہونے کے متعلق جو ارشاد رسول کریم کا ہوا ہے اور جس کی نسبت نبی اللہ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی اور ہو۔ مرزا قادیانی کو کوئی خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود نہیں کہہ سکتا اور نہ معلوم آئندہ کتنے سو نبی یا کتنے ہزار نبی ایسے آنے والے ہوں گے۔

ممکن ہے کہ ان میں کوئی وہ ہو جس کی نسبت پیشین گوئی کی گئی ہے کہ ایک مسیح موعود آئے گا اور اگر لفظ خاتم النّبیین اگلے تمام نبیوں سے متعلق سمجھا جائے تو آنحضرت ﷺ ان کے لئے مہر کیونکر ہوسکتے ہیں۔ ان پر تو خود خدا نے نام لے کر تصدیق کی مہر لگادی ہے۔ اللہ کی مہر کے بعد آنحضرت ﷺ مہر نبیوں کے کیونکر ہوتے اور اگر پچھلے آنے والے نبی سے جیسے مرزا قادیانی ہیں اور اگلوں سے دونوں سے وہ الفاظ خاتم النّبیین کے متعلق ہوتے تو ''خاتم النبیین السابقین والآخر '' ارشاد ہوتا یا ''خاتم النبیین الاولین والتابعین '' ہوتا۔ جیسا کہ مہاجرین کے شان میں خدا نے فرمایا ہے۔ ''والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعواهم با حسان رضى الله عنهم ورضواعنه (توبه:۱۰۰) ''

﴿مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے پہلے ہجرت کی اور ان کے بعد جنہوں نے نیکی کے ساتھ ہجرت کی۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔﴾ جبکہ ایسی عبارت نہیں ہے اور سیاق عبارت صاف یہ بتلارہی ہے کہ اللہ کو یہ منظور تھا کہ عام طور پر ظاہر فرما دے کہ ''اکملت لکم دینکم '' یعنی تمہارے اوپر تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور پھر ارشاد ہوا کہ ''محمد رسول الله خاتم النّبیین '' یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔

پس اس قدر صاف وصریح الفاظ کو جو مطلب خیز بھی ہیں، پیچدار کرنا اور دلائل اور براہین سے اپنے مفید مضامین اور معنی نکالنے کی کوشش کرنے کی ضرورت کیا ہے۔اس لئے خدا نے فرمادیا ہے ’’ذلك بان الذين كفروا اتبعوا الباطل وان الذين امنوا اتبعوا الحق من ربهم (محمد:۳) ‘‘ ﴿یہ کہ جو منکر ہیں وہ جھوٹی بات پر چلے اور جو یقین لائے انہوں نے سچی بات مانی جو اللہ کی طرف سے ہے۔﴾ ایک مثال ہے:

’’جو مشکل اور ذومعنی بات ہے تو اس کی تاویلات سے درگزر کر اگرچہ کہ وہ سچی ہوں۔‘‘

اس مثل کے بموجب بھی مرزا قادیانی کو ساکت ہو جانا چاہئے تھا۔ بخلاف اس کے ایسے الفاظ کو انہوں نے آلہ نبوت بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھنا فرض ہے۔’’یا اهل الكتب لا تغلوا فی دينكم ولا تقولوا علىٰ الله الا بالحق (مائده:۷۷) ‘‘خداوند کریم کا صاف ارشاد ہے کہ ’’اے اہل کتاب اپنے دین کے امور میں ہرگز غلو مت کرو اور اللہ کے اوپر غلط بات مت کہو مگر سچی بات۔‘‘ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ دین محمدی میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو غلو کریں گے۔اسی لئے اور مقامات پر بھی ’’لا تغلوا فی الدين ‘‘ارشاد فرمایا برخلاف ارشاد باری تعالیٰ کے غلو کرتے ہیں۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنی متعدد تصانیف میں یہ جتاتے جاتے ہیں کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی اور اس پر میرا ایمان ہے اور پھر لفظ خاتم کی تاویلات کر کے اس بات کے ثابت کرنے کی بھی کوشش فرماتے رہے ہیں کہ لفظ خاتم بالکسر نہیں ہے۔اس لئے نبی کا آنا ممکن ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریرات میں اجتماع نقیضین پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو یہ فرمایا جاتا ہے کہ آنحضرت خاتم النّبیین ہیں۔اس کے خلاف کہنے والے پر خدا کی لعنت بھیجتے ہیں اور دوسری طرف بزعم خود دو ایک حدیث اور مختلف بزرگوں کے اقوال لے کر ظلی نبی بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

تردید دلائل مرزا قادیانی اور تشریح ان اقوال کی جن کو مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کیا

ابن ماجہ کی ایک حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ’’ولو عاش ابراهيم لكان صديقاً نبيا (ابن ماجه ص۱۰۸) ‘‘یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا تو سچا نبی ہوتا۔اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین تھے تو آپ کے صاحبزادہ نبی کیونکر

ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کے بیٹے کا نبی ہونا عجب نہیں ہے۔ پہلے بھی نبی کے بیٹے نبی ہوئے ہیں۔ اگر آنحضرتﷺ نے ایسا ارشاد فرمایا تو بجا ارشاد فرمایا۔ اگر حضرت ابراہیمؓ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو تو یہ منظور تھا کہ آپ خاتم النّبیین کے اعلیٰ لقب سے ملقب ہوں۔ حضرت ابراہیمؓ نہ زندہ رہے نہ نبی ہوئے۔ اسی طرح کی ایک حدیث مجھ یاد آئی ہے۔ سنئے جو صحیح ترمذی کی ہے۔

''لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی ج۲ ص۲۰۹)'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تو کیا اس ارشاد سے آپ کے بعد نبی کا آنا لازم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس سے حضرت ابراہیمؓ صاحبزادہ رسول اکرمﷺ اور حضرت عمرؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس درجہ کی فضیلت تھی اور ایسے ان کے مراتب ہیں کہ نبی ہونے کے لائق تھے۔ لیکن کاتب ازل نے نبوت کا خاتمہ تو آنحضرتﷺ کی ذات بابرکات پر موقوف کر دیا تھا۔ اس لئے نہ حضرت ابراہیمؓ زندہ رہے اور نہ حضرت عمرؓ نبوت سے سرفراز ہوئے بلکہ مرزا قادیانی کے بیان کے خلاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حضرت علیؓ کا قول

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کے ثبوت میں حضرت علیؓ کا وہ قول بھی پیش فرمایا جس کو میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ لفظ خاتم کو بالفتح پڑھانے کی اس وقت ہدایت فرمائی جبکہ حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ پڑھ رہے تھے۔ اس سے وہ نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو خوف تھا کہ لفظ خاتم کے بالکسر پڑھنے سے لوگوں کو دھوکہ ہوگا اور نبوت کو مختتم سمجھیں گے۔ چونکہ ظلی نبوت ختم نہیں ہوئی تھی اس لئے حضرت علیؓ بالفتح پڑھانے کی تاکید فرمائی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت پھر آنے والے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بالکسر پڑھانے سے منع فرمایا۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خاتم بمعنی مہر کے ہیں اور مہر آخر پر ہوا کرتی ہے اور حضرت علیؓ اس خیال سے کہ خاتم فصیح لفظ ہے اور بالفتح پڑھنے سے اور شدت کے ساتھ دوسرے نبی کے آنے کی تردید ہوتی ہے۔ بالفتح پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ حضرت علیؓ کے ارشاد سے بھی مرزا قادیانی کے خیال کی تائید نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہؓ کا قول

اسی طرح حضرت عائشہؓ کا قول مرزا قادیانی نقل کرتے ہیں کہ اگر نبوت ہر قسم کی ختم ہو جاتی تو حضرت عائشہؓ یہ نہ فرماتیں کہ ''قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ

(درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴) ’’یعنی یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت مغیرہؓ اور حضرت عائشہؓ کے اقوال

اسی طرح مغیرہ ابن شعبہ کا قول وہ نقل کرتے ہیں کہ کسی نے مغیرہ کے سامنے یہ کہا کہ ’’صلی اللّٰہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعد ہ‘‘ تو مغیرہ نے ’’لا نبی بعدہ‘‘ کہنے سے منع کیا۔ یہ بالکل سچ کہا اور حضرت عائشہؓ نے بھی بالکل سچ فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کے قول کا منشاء تھوڑا سا بار دماغ پر ڈالا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے دو جز ہیں۔ یعنی ’’قولوا انه خاتم الانبیاء‘‘ ایک جزو ہے اور دوسرا جزو ’’ولا تقولوا لانبی بعدہ‘‘ جز اول سے مرزا قادیانی بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ البتہ جزو دوم کی وجہ سے مرزا قادیانی یہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ’’ولاتقولوا لا نبی بعدہ‘‘ یعنی یہ مت کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آئندہ نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ نے منع فرمایا اور اگر کوئی نبی آئندہ پیدا ہونے والے نہ ہوتے تو منع نہ فرماتیں۔

قربان شوم بریں عقل و دانش بباید گریست

اصل واقعہ یہ ہے کہ عوام کی زبان پر بجائے اس فصیح فقرہ کے یعنی جز و اول خاتم الانبیاء کے ایک غیر فصیح فقرہ عورتوں کی اور عوام کی زبان پر چڑھ گیا تھا۔ یعنی ’’لا نبی بعدہ‘‘ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو حضرت عائشہؓ نے جو نہایت عاقلہ اور فصیحہ تھیں، لوگوں کو اس غیر فصیح فقرہ کے کہنے سے روکا اور فرمایا کہ یہ کیا جملہ تم لوگ ’’لانبی بعدہ‘‘ کہا کرتے ہو۔ کیوں نہیں وہ فصیح جملہ استعمال کرتے جو اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ہے اور ہدایت فرمائی کہ ’’قولوا انه خاتم الانبیاء ولاتقولوا لا نبی بعدہ‘‘ یعنی اس طرح کہو کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں اور اس طرح کا جملہ مت کہو کہ ’’لانبی بعدہ‘‘

دراصل تقدیر عبارت یہ ہے کہ ’’لاتقولوا لانبی بعدہ بل تقولوا انه خاتم الانبیاء‘‘ اب تو غالباً میرے فاضل دوست کو مرزا قادیانی کی غلطی معلوم ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی نے تو جو ترجمہ کیا ہے یا ان کی جماعت نے کہ یہ ’’تو‘‘ کہو اس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔ لفظ ’’تو‘‘ نہ معلوم کس لفظ عربی کا ترجمہ ہے۔ لفظ ’’تو‘‘ زبردستی ترجمہ میں داخل کر لیا گیا ہے تاکہ مطلب اپنے مقصد کے موافق نکالیں۔ اسی طرح حضرت مغیرہؓ کا قول ہے کہ کسی نے ان کے

سامنے کہا کہ ’’صلی اللّٰہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ‘‘ تو حضرت مغیرہؓ نے منع فرمایا کہ خاتم الانبیاء کہنے کے بعد پھر لا نبی بعدہ کہنے کی (خلاف ارشاد اللہ کے) کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم النّبیین فرمایا ہے اور ’’لا نبی بعدہ‘‘ اللہ کے کلام پاک میں نہیں ہے تو ہم لوگوں کو کیا ضرورت ہے کہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے فقرہ میں اور عبارت اضافہ کریں اسی لئے صرف اسی قدر جملہ کے کہنے کا حکم دیا جس قدر قرآن کریم میں ہے۔ اس سے مرزا قادیانی نے جو اپنے مفید مدعا مطلب نکالنے کی کوشش فرمائی وہ محض بیکار تھی۔ ہمارے سامنے بھی اگر کوئی کہے کہ بادشاہ ملک ہندوستان شاہ ہند تو ہم کہیں گے شاہ ہند کہنے کی ضرورت کیا ہے۔ بادشاہ ملک ہندوستان کہو شاہ ہند مت کہو۔ اس کہنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ایک جملہ مکرر نہ کہا جائے۔ اگر کوئی کہے سنگ مرمر کا پتھر تو ہم کہیں گے کہ کیا واہیات بکتے ہو۔ سنگ مرمر کہو پتھر مت کہو۔

اسی طرح لیلۃ القدر کی شب کوئی کہے تو ہم کہیں گے کہ صرف لیلۃ القدر کہو اور شب مت کہو۔ اسی طرح خاتم الانبیاء کہنے سے مطلب نکل آتا ہے تو ’’لا نبی بعدہ‘‘ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے حضرت مغیرہؓ نے منع فرمایا تو کیا برا ہوا۔ ہاں البتہ کھینچ تان کر مطلب نکالنے کا موقع مرزا قادیانی کو مل گیا۔ مرزا قادیانی کے دلائل کے اعتبار سے تمام علماء دین محمد ﷺ نبی کہلائیں گے کیونکہ ان کی شان میں تو یہ حدیث موجود ہے ’’العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ علماء بھی کھینچ تان کر مطلب نکال سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو مثل بنی اسرائیل کے نبیوں کے سمجھا ہے، ہم بھی نبی ہیں۔

بھلا ایسی تاویلات سے کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ غرض کہ ’’لا نبی بعدہ‘‘ کہنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھر آنے کی تردید بھی ہوتی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھر دنیا میں آنا لازم ہے۔ حضرت عائشہؓ اور مغیرہؓ نے اس لئے بھی ممکن ہے کہ ’’لا نبی بعدہ‘‘ کہنے سے منع فرمایا ہو۔ مرزا قادیانی نے حضرت مغیرہؓ کے قول کے ایک جزو کو جو انہوں نے مفید مطلب سمجھا، لے لیا۔ یعنی ’’لا نبی بعدہ‘‘ اور ہم سب کو بحوالہ اس قول کے قائل کرنا چاہتے ہیں کہ اگر نبی آئندہ آنے والا نہ ہوتا تو حضرت مغیرہؓ منع نہ فرماتے کہ یہ نہ کہو کہ آئندہ کوئی نبی نہیں۔ لیکن بہت تعجب اور نہایت افسوس ہے کہ حضرت مغیرہؓ کے دوسرے قول کو جو اس عبارت کے ساتھ ہے، نہیں پڑھتے اس لئے کہ وہ ان کی مقصد کے خلاف ہے اور وہ پوری عبارت یہ ہے۔

’’قال رجل عند المغیرہ حسبك اذاقلت خاتم الانبیاء فاناکنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ہو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ

(درمنثور ج۵ ص۲۰۴)''اس پورے قول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یقینی معلوم ہوتا ہے۔لیکن مرزا قادیانی اس کے قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔استدلال کا یہ بالکل نیا طریقہ مرزا قادیانی نے نکالا ہے کہ ایک فقرہ کا آدھا مضمون جو ان کے مفید مدعا سمجھا گیا پیش کر کے ہم کو قائل کرنا چاہتے ہیں کہ جب مغیرہؓ نے لا نبی بعدہ کہنے سے منع کیا تو اس فقرہ ''لا نبی بعدہ'' کی تردید کیونکر کر سکتے ہو۔مگر حضرت مغیرہؓ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق جو کچھ فرمایا مرزا قادیانی کوئی جواب اس کا نہیں دیتے۔

اس لئے کہ اس سے ان کے نبی بننے کا مقصود فوت ہو جاتا ہے اور اسی طرح لفظ بعدہ پر بھی جناب مرزا قادیانی نے شاید نظر نہیں ڈالی یا اس سے تجاہل عارفانہ فرمایا۔اس لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس طرح آنحضرت ﷺ کے قبل نبی آئے تھے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد بھی وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نازل ہوں گے۔محض ان الفاظ سے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں وہ نبی ہوں، درست نہیں ہوسکتا۔جبکہ بعدہ کی ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔مرزا قادیانی صرف ''لا تقربوا الصلوٰۃ'' کہلوانا چاہتے ہیں تو دوسرے کیوں ماننے لگے وہ تو ''وانتم سکریٰ'' کے ساتھ ہی اس کو پڑھیں گے۔اسی طرح حضرت مغیرہؓ کا پورا قول لے کر استدلال کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نہ کہو کہ بعد آنحضرت ﷺ کے دنیا میں نبی نہیں آئیں گے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی آئیں گے۔

علماء کے اقوال لا نبی بعدہ کے متعلق

اس کے بعد مرزا قادیانی اپنی نبوت کے ثبوت میں چند علماء کے اقوال مندرجہ ذیل نقل کر کے دلیل لاتے ہیں کہ بعد آنحضرت ﷺ کے نبوت ختم نہیں ہوئی۔اگر ختم ہوئی تو وہ تشریعی نبوت ختم ہوئی۔لیکن ظلی نبوت ختم نہیں ہوئی۔اس بیان کی تائید میں حضرت ملا علی قاریؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔''لو عاش ابراهيم وصار نبيا وكذا لو صار عمر نبيا لكان من اتباعه لعيسىٰ وخضر والياس عليهم السلام فلا ينا قض قوله خاتم النبيين اذا المعنى انه لا ياتي بعده نبي ينسخ ولم يكن من امته'' یعنی اگر حضرت ابراہیم (صاحبزادہ رسول اکریم ﷺ) زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔اسی طرح حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے تابع ہیں۔پس یہ ان کا قول خاتم النّبیین کے نقیض نہیں ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوں گے جو ان کے ملت کو منسوخ کر دیں گے۔

اس کے بعد شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کیا گیا ہے۔

’’النبوة التی انقطعت بوجود رسول اللهﷺ انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخالشرعهﷺ لا یزید فی شرعه حکما آخروهذا معنی قولهﷺ ان الرسالة والنبوة انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذاکان یکون تحت حکم شریعتی‘‘ (فتوحات مکیہ باب۷۳ج۲ص۳)

وہ نبوت جورسول اللہﷺ کے وجود مبارک سے منقطع ہوگئی وہ نبوت تشریعی ہے۔اس کا کوئی موقع نہیں ہے۔اب ایسی کوئی شرع نہیں ہے جورسول اکرمﷺ کی شرح منسوخ کرسکے اور نہ ان کی شرع میں دوسرا کوئی حکم زیادہ کرسکتی ہے اور یہی معنی رسولﷺ کے قول کے ہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی۔پس میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں۔یعنی کوئی نبی میرے بعد میری شریعت کے خلاف نہ ہوگا بلکہ ہوگا تو میری شرع کے تحت ہوگا۔‘‘اس کا جواب اور دوسرے مندرجہ ذیل اقوال کا جواب میں ایک ساتھ لکھوں گا۔

اس کے بعد عبدالوہاب شعرانی کا یہ قول استدلال میں پیش کیا گیا ہے۔

’’فان مطلق النبوة الم یرتفع وانما ارتفع نبوة التشریع (الیواقیت والجواهر ج۲ ص۲٤)‘‘یعنی مطلق نبوت نہیں اٹھادی گئی مگر یہ کہ نبوت التشریع اٹھادی گئی۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول نقل کیا ہے:’’پس حصول کمالات نبوت مرتابعان رابطریق تبعیّت ووراثت بعداز بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت اونیست۔‘‘

(مکتوبات ج۱ص۶۳۷،مکتوب نمبر۳۰۱)

بعداز بعثت خاتم الرسلﷺ کمالات نبوت کا حاصل کرنا خاص متبعین کے لئے بطور اتباع اور وراثت کے ان کے خاتم نبوت ہونے کے منافی نہیں ہے۔

اس قول سے بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تائید نہیں ہوتی۔مجدد الف ثانی نے یہ بیان کیا ہے کہ نبوت کا ختم ہونا اس امر کے منافی نہیں ہے کہ متبعین نبوت کو کمالات نبوت نہ حاصل ہو سکیں۔اس قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرزا قادیانی کو نفس نبوت حاصل ہو جائے۔صفات اور کمالات نبوت کی بحث کتاب منصب امامت ترجمہ مولوی عبدالجبار خان صاحب میں بہت تفصیل سے لکھی گئی ہے۔اگر میں یہاں لکھوں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔لہٰذا اس سے قطع نظر کر کے ایک مثال دنیا کی پیش کرتا ہوں۔جس کو آپ ہم دیکھتے چلے آئے ہیں۔

مثلاً کمالات انسان۔ کیا کمالات انسان اگر طوطا مینا، چنڈول، کتا، بندر وغیرہ جانوروں سے ظاہر ہوں تو وہ انسان کہلا سکتے ہیں۔ جیسے نطق ایک کمال انسانی ہے۔ طوطے مینا انسان کی سی بولی بولتے ہیں تو وہ انسان نہیں کہلا سکتے یا کتا بندر بہت سے کام انسانوں کے کرنے لگتے ہیں تو وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں۔ چنانچہ جہاز پر سے ایک مرتبہ بچہ دریا میں گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی کتا بھی کودا۔ جیسے ہی بچہ غوطہ کھا کر سطح آب پر آیا۔ کتے نے منہ سے پکڑ لیا اور مکرر غوطہ کھانے سے بچایا۔ اس کے بعد فوراً ملاح کود کر بچہ کو نکال لائے۔ کتے کا نام یابی تھا۔ یہ قصہ اور ذیل کا قصہ ایک انگریزی کتاب میں ہے۔

ایک چرواہا اپنے بچہ کو لے کر پہاڑوں میں بکریاں چرانے گیا۔ جب بکریاں متفرق ہو گئیں تو اپنے بچہ کے پاس کتے کو چھوڑ کر خود پہاڑ کے اوپر گیا تا کہ بکریوں کو واپس لائے۔ شام کا وقت تھا۔ فاگ (کہر) نے پہاڑ کو گھیر لیا۔ چرواہا راستہ بھول گیا۔ بڑی مشکل سے بغیر بچہ اور کتے کے گھر پہنچا۔ تمام رات ماں باپ، بھائی، بہنوں کا برا حال رہا۔ صبح کو تلاش میں نکلے۔ لیکن بچہ اور کتے کا پتہ نہ چلا۔ شام کو چرواہا اور اس کے دوست جو تلاش میں مصروف تھے، واپس آئے تو معلوم ہوا کہ کتا آیا تھا۔ روٹی دی گئی تو لے کر چلا گیا۔ غرض دو دن تک کتا آتا اور روٹی لے کر چلا جاتا اور چرواہا بھی تلاش کے لئے پہاڑوں کو جایا کرتا تھا۔ تیسرے دن کتے کا انتظار کیا اور پہاڑ کو نہ گیا۔ جب کتا آیا اور روٹی لے کر چلا تو اس کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا چرواہا بھی چلا گیا تو کتا انہی پہاڑوں سے راستہ کتراتا ہوا ایک نہر کے قریب ایک غار میں گیا تو وہاں بچہ پایا گیا اور کتے نے روٹی اس بچہ کے سامنے ڈال دی تھی۔ اور بچہ نے روٹی کھانی شروع کی۔ تعلقہ نرساپور پائگاہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ڈاکو جب لوٹ کر واپس ہوئے تو کتا ان کے پیچھے جا کر تمام واقعات مال مسروقہ کے دفن کرنے کے دیکھنے کے بعد مجرموں کے پیچھے پیچھے جا کر ان کے مکان تک دیکھ آیا۔ جب صبح کوتوالی آئی تو کتا بار بار بھونکتا اور ایک طرف دوڑتا۔ اس کی یہ عجیب وغریب حرکتیں دیکھ کر سب کو خیال ہوا کہ اس کے پیچھے چلو، دیکھو تو یہ کیا کہتا ہے۔ جب کوتوالی کے لوگ اور بستی والے کتے کے پیچھے گئے تو وہ بڑی خوشی سے چلا اور ایک نالے کے پاس جا کر اپنے ہاتھوں سے ریتی کھودنی شروع کی۔ جب لوگوں نے زمین کھودی تو سارا مال مسروقہ برآمد ہوا۔ اس کے بعد کتا ایک سمت کو چلا۔ اب تو کوتوالی کے ملازمین کو یقین ہو گیا کہ یہ کچھ پتہ کی بات بتلائے گا۔ غرض اس کے پیچھے پیچھے گئے تو دو کوس پر ایک گاؤں کو لے گیا اور ایک مکان کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا۔ فوراً اس کے اوپر گرا اور کوتوالی والوں نے اسے گرفتار کر لیا اور تمام مجرمین کا پتہ اسی طرح مل گیا۔

میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ انسانی کمالات نہیں ہیں؟ کیا ایسے کمالات کے حاصل ہونے سے کتا انسان بن گیا؟ اسی طرح اگر انسان حیوانی یا شیطانی کام کرے تو وہ حیوان یا شیطان نہیں ہو جاتا۔ اگر بعض کمالات نبوت کسی انسان میں پائے جائیں مثلاً معجزے نبیوں سے ظہور میں آتے ہیں۔ دیکھا گیا کہ بعض اولیاء اللہ سے بھی بہت سے کرامات ظاہر ہوئے ہیں جو بالکل معجزوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ نبیوں کے معجزے تو معجزے کہلاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے کرامات کے نام سے موسوم ہیں۔ لیکن اولیاء اللہ نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ پاتے۔ پس محض کمالات نبوت کسی میں پائے جائیں تو وہ نبی نہیں ہو جاتا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے مظہر جان جاناں کا قول نقل کیا ہے۔ کہ ہیچ کمال غیراز نبوت بالاضافہ ختم نگردیدہ۔ یعنی کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ مگر نبوت کا کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ اضافہ کے لغوی معنی افزوں کردن بر چیزے صاف نہیں ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے جو ترجمہ فرمایا ہے۔ اضافہ کے معنی بلاواسطہ کے لئے ہیں۔ جو ان کے مقصود کے موافق ہوتے ہیں۔ حالانکہ اضافہ کے معنی ہرگز بلاواسطہ کے نہیں ہیں۔ یہ قول مرزا مظہر جان جاناں کا مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے۔ مرزا مظہر جان جاناں نے صاف لکھ دیا ہے کہ کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ لیکن نبوت پر نبوت کو اضافہ کرنا ناممکن ہے اور وہ ختم ہوگئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ کوئی کمال ختم نہیں ہوا سوا نبوت بالاضافہ کے کہ نبوت بالاضافہ تو حاصل نہیں ہوسکتی اور وہ ختم ہوگئی۔ باقی ہر کمال حاصل ہوسکتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوا۔

اس قول سے تو مرزا قادیانی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اب رہے دوسرے اقوال مذکورہ بالا۔ پہلے تو ان بزرگوں کے اقوال کوئی حدیث نہیں ان کی ذاتی آراء ہیں۔ قطع نظر اس کے ان کے اقوال سے کہیں یہ مطلب نہیں نکلتا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ ساری دنیا کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور اسی اعتبار سے ان علماء نے یہ لکھا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ مگر وہ کوئی اپنی شرع نہیں لائیں گے بلکہ وہ متبع ہوں گے۔ شریعت محمدیؐ کے اگر مسلمانوں کا عقیدہ مثل مرزا قادیانی کے یہ ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام اب نہیں آئیں گے تو مرزا قادیانی کا استدلال صحیح ہو جاتا۔ لیکن جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا برحق سمجھا گیا ہے تو کوئی عالم بھی یہ کیونکر کہتا کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ وہ نبی موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ضرور آئیں گے۔ لیکن وہ اپنی شریعت ناسخ شریعت محمدیؐ نہ لائیں گے بلکہ وہ خود تابع شریعت محمدیؐ ہوں گے۔ معلوم نہیں کہ اقوال بالا مرزا قادیانی نے اپنے مفید مطالب

نکالنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی۔ اگر ان بزرگوں کے اقوال سے مرزا قادیانی کی تائید ہوتی بھی، تو ہم کہہ سکتے تھے کہ ان بزرگوں کے اقوال حدیث کا درجہ نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ قابل تسلیم نہیں ہیں۔

ان چار، پانچ بزرگوں کے اقوال کے خلاف ہزارہا بزرگوں کے اقوال ہیں تو وہی اقوال تسلیم کرنے کے قابل سمجھے جائیں گے جدھر غلبہ ہو۔ صدہا اقوال کے مقابلہ میں چار، پانچ کی کیا وقعت ہوسکتی ہے؟ بہت تعجب کی بات ہے کہ چار پانچ بزرگوں کے اقوال کو تو بطور سند کے پیش کرتے ہیں اور صدہا بزرگوں کے اقوال کو جو مرزا قادیانی کے دعویٰ کے خلاف ہیں، نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے؟ غلبہ آراء کو دیکھنا چاہئے۔

مثنوی مولانا رومؒ سے مرزا قادیانی کا استمساک

اس کے بعد مرزا قادیانی نے حضرت مولانا روم کی مثنوی کے چند شعر استدلالً تحریر فرمائے ہیں۔ وھوہذا

فکر کن وراہ نیکو خدمتے
تانبوت یابی اندرامتے
چون ازونور نبی آید پدید
اونبی وقت خویش است اے مرید
مکسل از پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن برفن و برکام خویش
اے مراچون مصطفیٰ من چوں عمر
از برائے خدشت بندم کر

میرے عالم دوست خود ہی غور فرمائیں کہ مثنوی کے یہ اشعار مرزا قادیانی کے دعویٰ کی کچھ بھی تائید کرتے ہیں؟ مولانا روم کے ان اشعار میں مبالغہ توصیفی ہے۔ شاعروں کے کلام ایسے مبالغوں سے بھرے پڑے ہیں۔ علم عروض میں تشبیہات واستعارات ومبالغات سے کام لینا ایک فن شاعری کا سمجھا گیا ہے۔ مثلاً لوح سیمین سے محبوب کی پیشانی مراد لی جاتی ہے۔ سنبل، ریحان، تازیانہ، زنجیر سے زلف کو تشبیہ دی جاتی ہے اور قامت کو سرو سے تشبیہات اور استعارات فن شاعری میں بہت رائج ہیں۔

مشبہ کو متروک کر کے مشبہ بہ کو ذکر کرتے ہیں اور اس سے مشبہ مراد لیتے ہیں۔ مثلاً چاند

یا سورج کہہ کر اس سے معشوق کا رخسار یا چہرہ مراد لیں۔ بدر چاچ کے دیوان کو دیکھئے تو سارے کا سارا دیوان استعارات سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً اس کا یہ شعر:

چودوش از سقف مینا رنگ طشت زرنگار افتاد
فلک راکاسہ ہائے نقرہ دردریائے قارا افتاد

اس شعر میں سقف مینا رنگ سے آسمان مراد لیا ہے اور طشت زرنگار سے آفتاب استعارہ ہے اور کاسہ ہائے نقرہ سے تارے مراد لئے ہیں۔ دریائے قار یعنی سیاہ سے رات مراد ہے۔ اسی طرح مبالغات ہیں کہ وصف کی شدت کا اس حد تک دعویٰ کرنا کہ وہاں تک اس کا پہنچنا محال ہوتا کہ سامع کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کی شدت کا کوئی مرتبہ باقی ہے۔ مثلاً

یک نیزہ رفت گریہ من از فلک براوج
کشتی درست کرد زطوبیٰ ملک براوج

اس شعر میں غور فرمائیں کہ گریہ آسمان سے بھی ایک نیزہ زیادہ بلند ہوگیا اور بارش کی ایسی طغیانی ہوئی کہ فرشتوں نے ڈوبنے کے خوف سے طوبے کی لکڑی لے کر کشتی بنالی۔ بلحاظ علم عروض استعارات اور مبالغات کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بڑی خوبی سمجھی جاتی ہے۔ اگر مولانا روم نے اپنے اشعار میں استعارات اور مبالغات سے کام لیا تو مرزا قادیانی کو موقع مل گیا کہ مولانا کے کلام کو بطور سند کے پیش فرمائیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ نیک کام کرتا کہ امت میں تو نبوت کو پائے گا۔ یہ مثال ایسی ہے کہ کوئی عاشق کہے کہ جس باغ میں انتظار کروں گا وہاں میرا چاند آئے گا۔ تو کیا حقیقی چاند یعنی مہر آسمان تھوڑا ہی آئے گا، بلکہ معشوق آئے گا۔

مطلب شعر کا یہ ہے کہ راہ نیک میں نیک خدمات انجام دے تو نبوت کی جھلک اس امت محمدیؐ میں تو دیکھے گا اور صفات نبوت محمدی کو امت محمد میں بھی پائے گا اور جب اس نیک راہ پر چلنے والے اور نیک خدمات کرنے والے سے انوار نبی ظاہر ہونے لگیں گے تو گویا وہ بھی اپنے وقت کا نبی ہے۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں یہ شاعرانہ مبالغہ توصیفی ہے۔ جیسے میر انیس صاحب اور مرزا دبیر صاحب کو فن شاعری، مرثیہ گوئی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچنے کی وجہ سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے خدائے کلام تھے۔

فردوسی، انوری، خاقانی کو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے خدائے کلام تھے۔ تو کیا اس سے معاذ اللہ وہ خدا ہوگئے۔ مولانا نے تیسرے شعر میں تو اس شخص کو جو نیک راہ پر چلے اور نیک کام کرے، پیغمبر سے تشبیہ دی ہے۔ اس سے بڑھ کر چوتھے شعر میں اسی کو مصطفیٰ سے تشبیہ دے

کر اپنے آپ کو حضرت عمرؓ سے تشبیہ دی ہے کہ جیسے آنحضرت محمد ﷺ کی خدمت حضرت عمرؓ کمر باندھ کر کیا کرتے تھے۔ اسی طرح میں بھی خدمت کروں اس شخص کی جو نیک راہ پر چلنے کی وجہ سے میں اس کو مثل مصطفیٰ سمجھتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے تشبیہات اور استعارات شاعری سے اپنا مطلب اخذ کر کے نبی بننے کی کوشش کی تو کیا وہ نبی ہو جائیں گے؟ ہرگز نبی نہیں ہو سکتے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے ترمذی کی اس حدیث کا ترجمہ اپنے اشعار بالا میں فرمایا ہے جس کو میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ''رویا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوۃ'' یعنی مسلمان کا وہ خواب جس کو رسول اکرم ﷺ نے اسی حدیث میں مبشرات ارشاد فرمایا ہے، ایک جز ہے اجزاء نبوت سے۔ اسی بناء پر مولانا نے یہ مصرعہ فرمایا تا نبوت یابی اندر امتے۔ چونکہ مسلم کا خواب میں حالات نیک کا مشاہدہ کرنا انوار نبوت سے نور اخذ کرنے کے مماثل ہے۔ لہٰذا مولانا نے دوسرے شعر میں یہ لکھا ہے:

چون ازو نور نبی آید پدید
او نبی وقت خویش است اے مرید

نیک لوگوں کی نسبت ان کی خدمات کے لحاظ سے اکثر تشبیہ دیا کرتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کا سلیمان ہے۔ یا کسی عادل بادشاہ کو کہا کرتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کا نوشیرواں ہے یا سخاوت کے اعتبار سے کسی کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کا حاتم ہے۔ اسی طرح مولانا نے فرمایا ہے ''او نبی وقت خویش است'' یعنی گویا وہ اپنے وقت کا نبی ہے تو ان تشبیہات سے کیا کوئی فی الواقع نبی بننے کی کوشش کر سکتا ہے؟ اگر ایسے دلائل مولانا کے کلام میں نہ بھی ہوتے تو ہم کہہ سکتے کہ مولانا کا کلام اگر خلاف قرآن مجید اور حدیث کے ہے تو وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔

فرض کیجئے اگر مولانا کا یہ شعر ہوتا، عادل وقت است چون نوشیروان، شاہ وقت خویش اے عالی نشان، تو کیا مرزا قادیانی شاہ وقت یعنی اپنے وقت کے بادشاہ نوشیروان ہونے کا دعویٰ کر دیتے؟ اس لئے کہ مرزا قادیانی کا آریوں سے مباحثہ کرنا اور پادریوں سے مناظرہ کرنا صلیبوں کو توڑنے اور دنیا کو عدل سے بھر دینے کے مماثل ہے اور جب مرزا قادیانی نے دنیا کو عدل سے بھر دیا تو وہ اپنے وقت کے نوشیروان عادل ہوئے۔ اس لئے کیا وہ فرما سکتے تھے کہ میں نے دنیا کو عدل سے بھر دیا ہے۔ اس لئے میں نوشیروان عادل ہوں اور اپنے وقت کا بادشاہ ہوں اور شاہی احکام ملک ایران اور توران پر نافذ فرما دیتے اور اپنے نام کا سکہ سارے ملک فارس میں جاری فرما دیتے؟

یقیناً کوئی بھی اس کوتسلیم نہ کرے گا کہ مرزا قادیانی ایسا دعویٰ بادشاہ ہونے کا کر سکتے بلکہ خود مرزا قادیانی بھی بادشاہ ہونے کا دعویٰ نہ کر سکتے۔ بادشاہ ہونے کے لئے صرف زبانی جمع خرچ سے کام نہیں نکل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے دنیا کی بہت سی طاقتوں کوصرف کرنے کی ضرورت پڑتی۔ نبی بننے کے لئے کسی طاقت کے صرف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لہٰذا مولانا رومؒ کے چند اشعار سے استمساک کر کے نبی بن بیٹھے۔ تو اب ان کے متبعین کو انصافاً خیال کرنا چاہئے کہ اگر فرض کیا جائے کہ مولانا رومؒ کا شعر وہ ہوتا جو میں نے اوپر لکھا ہے تو کیا مرزا قادیانی بادشاہت کا دعویٰ کر سکتے۔[۱]

جب اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ ہمارے سرور عالم ﷺ کے بعد ان ہی کے غلاموں سے کوئی نبی ہو یا ان کی ذریات سے کوئی ظلی نبی پیدا ہو تو تقدیر کلام کی یہ ہوتی۔ ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین التشریعی یاخاتم النبیین الا ظلی نبی یا الا نبی غیر تشریعی ‘‘ جبکہ خاتم النّبیین کے ساتھ کوئی استثنیٰ نہیں ہے اور علماء نے اس اعتبار سے کہ آئندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ پھر دنیا میں آنے والے ہیں، ایسی عبارتیں لکھیں کہ لوگوں کو شبہ نہ ہونے پائے کہ جب نبی آخر الزمان آچکے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکر آئیں گے اور اس لئے علماء نے اپنی اپنی رائے اور اجتہاد سے کچھ لکھا کہ جس کا مطلب یہ ہو کہ آئندہ نبی آئیں گے (یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) اور حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ ’’لا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘ تو ان تحریرات علماء کو یا حضرت عائشہؓ کے قول کو تمسک پکڑ کر اور کھینچ تان کر یہ معنی نکالنا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی، اس لئے میں ہی وہ نبی ہوں، جس کا وعدہ کیا گیا، بالکل بعید از عقل ہے۔

[۱] اس شعر کے لحاظ سے بادشاہت کا دعویٰ نہیں کر سکتے تو دوسرے اشعار مولانا کے جو اسی قبیل کے ہیں ان کو کوئی مدد نہیں دے سکتے۔ مرزا قادیانی کو یا تو شیطانی وسوسہ اور توہمات ہوا کرتے تھے یا ان کے دل ودماغ میں یہ بات جم گئی تھی کہ دنیا کے تمام انسانوں پر درجہ فوق حاصل کرنے کے لئے نبی کا لقب اختیار کیا جائے۔ وہ ایسے صاف احکام خدا اور رسول کے خلاف ایسے دعویٰ نہ کرتے۔ علم طب کی رو سے جنون کے مختلف اقسام ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک قسم جنون کی یہ بھی ہے کہ انسان کے دل ودماغ میں ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کو صحیح سمجھنے لگتا ہے۔ اس کو ہزار طرح سمجھایا جائے مگر اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک شخص کو یہ خبط ہو گیا تھا کہ اس کا جسم کانچ کا ہے۔ وہ اپنے جسم کو بڑی احتیاط سے بچاتا پھرتا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کی ٹکر سے اس کا جسم ٹوٹ جائے۔ کیا عجب ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی نبی ہونے کا خیال اسی طرح ہو گیا ہو۔

نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے۔ جس کے معنی خبر دینے کے ہیں یا نبو سے مشتق ہے جس کے معنی علو اور ارتفاع کے ہیں۔ چونکہ نبی کا مرتبہ دوسری مخلوقات سے ارفع اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے خدا ان کو معصوم پیدا کرتا ہے اور وہ خدا کے احکام کو جو ان کے پاس وحی کے ذریعہ سے مخلوق انسانی کے ہدایت کرنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ انسانوں تک پہنچا دیتے ہیں اور ان کی ضلالت سے نور ہدایت میں لاتے ہیں اور گمراہی سے راہ راست پر لاتے ہیں اور خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کی ہدایت کرتے اور بہشت و دوزخ کے حالات ظاہر کر کے امیدوار مغفرت کرتے ہیں اور عذاب دوزخ سے ڈراتے ہیں اور بہشت کی نعمتوں کا حال سنا کر ان کو خوشخبری دیا کرتے ہیں۔

اسی لئے وہ نبی کے پاک اور اعلیٰ وارفع لقب سے اللہ کی طرف سے موسوم اور مشہور ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ ہمارے سرور الانبیاءﷺ کی بدولت ہم ان سب امور سے واقف ہیں اور وحدہ لاشریک کی وحدانیت کے قائل اور دوزخ کے عذاب اور جنت کی راحتوں سے واقف ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کے بعد پھر ہدایت کیلئے اور کسی کلام ربانی کی ضرورت نہیں ہے اور اللہ کے حبیب پاک کے احکام اور اقوال ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں تو پھر ہمارے پاس نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔

نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، کوئی خبر اللہ کے پاس سے بندوں تک پہنچانے کا کام خدا نے تفویض نہیں کیا تو وہ شخص نبی کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہو سکتا۔ نبی ظلی ہو یا متبع، لفظ نبی تو ہر حالت میں مرزا قادیانی کے ساتھ منسوب ہے اور وہ لفظ نبی سے ملقب ہوتے ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا نبی تو اشرف الانسان ہے اور خدا کے بعد قوم کے پاس بس نبی ہی کا رتبہ ہے۔ کیا یہ نہیں خیال ہو سکتا کہ دنیا کے تمام انسانوں پر فوقیت حاصل کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے ایسا لقب اختیار کیا؟ ضرور ہو سکتا ہے کیونکہ ہم اپنے رسول اکرمﷺ کی بدولت نور ہدایت میں ہیں۔ اس غرض کے لئے کہ اللہ کے احکام کی ہم لوگ پوری طرح تعمیل کریں۔ ہمارے واسطے واعظ عالم کافی ہیں۔ جس غرض کے لئے کہ نبی ہوا کرتے ہیں۔ ان اغراض میں سے کوئی غرض بھی اس وقت متعلق نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ ہنوز شرک اور بدعت میں مبتلا ہیں، ان کی ہدایت کے لئے قرآن کریم اور احادیث موجود ہیں اور علماء اور واعظ ان کو پند و نصیحت کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک کی آیتوں کے متفق علیہ مسئلوں میں تاویلات اور

دوراز کار تعبیرات اور بعید از قیاس تنازعات پیدا کر کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا کس قدر نامناسب امر ہے۔

اس کو میرے فاضل دوست خود سمجھ سکتے ہیں۔ سچے ہمدرد اور فدائی قوم کا کام یہ ہونا چاہئے کہ اس کو لوگ جاہل کا خطاب بھی دیں تو پرواہ نہ کریں اور قوم کی خدمت کئے جائیں اور غیر اقوام کو دین پاک کے احکام سمجھائے یہ کوئی عقل کی بات نہیں ہے کہ خود آپ نبی کہلوانے کی غرض سے مسلمانوں سے اختلاف کرے۔ یہ ملک تو ہندوستان ہے مرزا قادیانی کی گزر گئی اگر مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ جاکر یا مصر وقسطنطنیہ میں تشریف لے جاکر ایسا ادّعا فرماتے تو بہت جلد نتیجہ نکل آتا۔

قرآن کریم کی آیتوں کو لڑانے والے پہلے بھی ہوئے تھے اور اس زمانہ میں بھی وہی ہو رہا ہے۔ علماء جن آیات سے کچھ معنی لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی اس کے مقابل دوسری آیت لاتے ہیں اور اس کی وہ ایسی تعبیر کرتے ہیں کہ جس کو علماء تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ آیتوں کو اس طرح لڑانے کی فکر نہ کرنی چاہئے۔ قرآنی آیتوں کی ایک دوسرے سے تصدیق ہوتی ہے نہ کہ تکذیب کی جائے۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اٹھالیا اور اس کے متعلق صریح آیتیں ہیں۔ لیکن قادیانی حضرات نے ان کے مقابل آیت ''وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد'' لاکھڑی کردی۔ گویا یہ آیتوں کو لڑانا ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

''قال سمع النبی ﷺ قوما یتدارون فی القران فقال انما هلك من كان قبلكم بهذا ضربوا كتاب الله بعضه ببعض وانما نزل كتاب الله یصدق بعضه بعضا فلا تكذبوا بعضه ببعض فما علمتم منه فقولوابه وما جهلتم فوكلوه الی عالمه ''یعنی رسول کریم ﷺ نے ایک قوم کی نسبت سنا کہ قرآن میں جھگڑا کرتے تھے۔ فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ اسی سے ہوئے کہ خدا کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے لڑایا۔ خدا کی کتاب تو اس لئے اتری ہے کہ بعض کی بعض سے تصدیق ہو۔ پس بعض کی بعض سے تکذیب مت کرو۔ اس میں سے جو سمجھو تو کہو اور نہ جانو تو اس کو اس کے عالموں پر چھوڑ دو۔''

علمائے اسلام ایک آیت کے اور معنی اور مطلب لیتے ہیں اور مرزا قادیانی دوسری

آیت سے اس کی تردید کرتے ہیں یا اس کا مطلب کچھ اور لیتے ہیں اور ہر حال میں ان آیتوں سے جو علماء مطلب لیتے ہیں۔ مرزاقادیانی کو اختلاف ہے اور بعض حدیثوں کا موضوع لہ اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث کے منشاء کے موافق مرزاقادیانی کو یہ کرنا چاہئے تھا کہ ان کا تصفیہ علماء وقت پر منحصر فرماتے۔ ایک مثل ہے Doubt is sister of the unlawful, consult in your affairs ------- ’’شک جس چیز میں وہ حرام کی بہن ہے۔ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو خداترس ہوں۔‘‘

جب کوئی بات انسان نہ سمجھ سکے یا کسی بات میں اس کو شک ہو تو غلبہ اراء پر عمل کرنا چاہئے۔ عقل کا مقتضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس بات میں تنبیہ ہو اس کو علماء اور خداترس لوگوں کی رائے سے حل کرنا چاہئے۔ اپنی مجرد رائے پر بھروسا نہ کر لینا چاہئے۔ ممکن ہے کہ اس کی رائے غلط ہو۔ یہ امر صاف ہے کہ مرزاقادیانی کو اپنی رائے پر اس قدر بھروسہ کرنے کی کہ فلاں حدیث کا موضوع لہ میں ہوں، کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

جبکہ کثرت رائے علماء کی ان کے خلاف تھی، تو ہزار عقول انسانی پر اپنی ایک رائے کو ترجیح دینا اور من مانی ایک نئی نبوت کی بنیاد ڈال کر ایک جماعت میں تفرقہ ڈالنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا اور اس طرح نبی بننے کی کوشش کرنے کی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ نبی کا رتبہ سب انسانوں سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزاقادیانی نے عالم پر درجہ تفوق حاصل کرنے کے لئے دعویٰ کیا۔ چونکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ ان احادیث کا مدلول میں ہوں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس معاملہ میں اہل غرض تھے اور صاحب غرض کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔

اسی لئے یہ مثل مشہور ہے کہ اہل الغرض مجنون۔ اہل غرض کو کبھی اپنی رائے پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث متذکرہ بالا کی رو سے اور انگریزی مقولہ کے لحاظ سے مرزاقادیانی کو عالموں کے رائے کے موافق عمل کرنا چاہئے تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ البالغہ میں باب حقیقت النبوت وخواصہا کے تحت ہادی اور پیشواؤں کا مضمون تحریر فرمایا ہے اور ان کے اقسام حسب ذیل بتلائے ہیں۔

۱...... جس کو عبادت کے ذریعہ سے تہذیب نفس کے علوم کا القا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، وہ کامل کہلاتا ہے۔

۲...... جس کو اکثر عمدہ اخلاق اور تدبیر منزل کے علوم کا القا ہوتا ہے وہ حکیم کہلاتا ہے۔

۳...... جس کو امور سیاست کا القا ہوتا ہے اور وہ اس کو عمل میں لاتا ہے وہ خلیفہ کہلاتا ہے۔

۴...... جس کو ملاء اعلیٰ سے تعلیم ہوتی ہے اور اس سے کرامات ظاہر ہوا کرتی ہیں، موید بروح القدس کہلاتا ہے۔

۵...... جس کی زبان اور دل میں نور ہوتا ہے اور اس کی نصیحت سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے حواریوں اور مریدوں پر بھی نور وسکینہ نازل ہوتا ہے۔ وہ ہادی اور مزکی کہلاتا ہے۔

۶...... جو قواعد ملت کا زیادہ جاننے والا ہوتا ہے وہ امام کہلاتا ہے۔

۷...... جس کے دل میں کسی قوم پر آنے والی مصیبت کی خبر ڈال دی جاتی ہے۔ جس کی وہ پیشین گوئی کرتا ہے یا قبر وحشر کے حالات کا اس پر انکشاف ہوتا ہے اور وہ اس کا وعظ لوگوں کو سناتا ہے وہ منذر کہلاتا ہے۔

۸...... جب خدا تعالیٰ اپنی حکمت سے مفہمون میں سے کسی کو جو بڑا شخص ہو، مبعوث کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نور میں لائے تو وہ نبی کہلاتا ہے۔

اگر مرزا قادیانی کو یہ منظور تھا کہ دنیا کے لوگوں پر فوقیت حاصل کریں تو بجز ادعائے نبوت کے اور کوئی دعویٰ کر سکتے تھے، گو یہ تفرقہ نہ ڈالتے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ بعض اکابر علماء اس عاجز کو معراج کا منکر بتلاتے ہیں لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام مجھ پر سراسر افتراء ہے۔'' اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی معراج کے منکر نہیں ہیں۔ معراج کے واقعات صحاح ستہ میں سے صرف ابوداؤد میں نہیں ہیں۔ باقی پانچوں میں ہیں تو ہم کو بھی لازم ہوا کہ صحیح بخاری سے حدیثوں کو نقل کر کے یہ دریافت کریں کہ مرزا قادیانی واقعہ معراج کو تو مانتے ہیں اور خود صحیح بخاری کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن اسی حدیث بخاری شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کے واقعات درج ہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور رسول اکرم ﷺ سے شب معراج ملاقات ہوئی اور ان سے باتیں کیں تو پھر کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں پھر آنا ناممکن سمجھا جاتا ہے درانحالیکہ ان کے دنیا میں آنے کے متعلق حدیث موجود ہے۔ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

صحاح کی ان حدیثوں کا خلاصہ جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا آنحضرتﷺ سے گفتگو کرنا ثابت ہے، حسب ذیل ہے ’’ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من هذاقال هذا عیسیٰ (بخاری ص ٤٧١)‘‘ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو انہوں نے کہا اے نبی صالح اور اے برادر صالح۔‘‘میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ’’ورائیت عیسیٰ فاذاهو رجل ربعة احمر کانما خرج من دیماس ‘‘میں نے عیسیٰ کو دیکھا اور وہ میانہ قد سرخ رنگ تھے۔ گویا ابھی حمام سے نہا دھو کر نکلے ہیں۔‘‘ (صحیح بخاری ص۴۸۹)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفقہ حدیث ہے ’’وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع الیه ‘‘ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا شک باقی ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی کو حسب قول ان کے صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ صحاح کی حدیثوں پر اعتقاد ہے تو ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ماننا لازم ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیثیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق ہیں، میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔

کن پر ایمان لانا ضرور ہے اور کیا آیت ارسل رسوله بالهدیٰ کے مصداق مرزا قادیانی ہو سکتے ہیں؟

میرے سوال نمبر۶ کے جواب میں میرے فاضل دوست نے آیت ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدی ‘‘ کے حوالہ سے مجھے یہ جواب دیا ہے کہ نبی اور رسول مترادف الفاظ ہیں اور چونکہ مسیح موعود کے لئے آیت مذکور میں لفظ رسول استعمال ہوا ہے۔ اس لئے وہ مرزا قادیانی کو بھی رسول کہہ سکتے ہیں۔ اللہ اکبر، اس خوش اعتقادی کی انتہاء نہیں ہے۔ پہلے تو جواب بالا میں مسیح موعود سے کیا مراد ہے؟ یہی امر بحث طلب ہے اور میں اس سے پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ قرآن شریف یا حدیث منیف میں جہاں کہیں لفظ عیسیٰ یا مسیح کا آیا ہے اس سے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مراد ہیں اور مرزا قادیانی نے کھینچ تان کر اس کا مدلول اپنے آپ کو قرار دے لیا ہے۔

ہم اس بحث کو تھوڑی دیر کے لئے ایک طرف رکھ کر سوال کرتے ہیں کہ کیا قرآن شریف میں (سوائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے) کسی ایسے نبی کی نسبت رسول کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے؟ جو صاحب کتاب وشریعت نہیں ہے۔ البتہ رسول کی نسبت نبی کا لفظ متعدد مقامات

پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مگر اس کے برعکس نہیں۔ یعنی جس پر اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل نہیں فرمائی وہ رسول کے لفظ سے مخاطب نہیں کئے گئے۔ جیسے سورہ مریم میں خدا نے فرمایا ہے ''واذکر فی الکتب موسیٰ انه کان مخلصاً وکان رسولا نبیاء (مریم:۵۱)''اور دوسری آیت''واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا (مریم:۵٤)''

اہل شریعت نبی کی نسبت تو اللہ نے رسول کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ لیکن جو نبی صاحب شریعت نہیں تھے۔ ان کی نسبت رسول کا لفظ قرآن شریف میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ آیت محولہ مولوی عبدالعلیٰ صاحب میں جو رسولہ بالھدی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کو وہ مسیح موعود سے منسوب کرتے ہیں تو مرزا قادیانی ہینگ لگے نہ پھٹکڑی بہت آسانی سے رسول ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ نبی کا دعویٰ تو وہ اس بناء پر کر چکے تھے کہ وہ مسیح موعود ہیں اور چونکہ مسیح کی نسبت بموجب ارشاد اللہ تعالیٰ کے قرآن میں رسول اور نبی دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی رسول ہیں۔ کیا خوب این گلے دیگر شگفت۔

میں نے عقائد احمدیہ میں کسی مقام پر ایسی عبارت نہیں دیکھی کہ مرزا قادیانی نے صاف دعویٰ رسول ہونے کا کیا ہو۔ لیکن بقول پیران نمی پرند و مریدان می پرانند مریدون نے ان کو رسول بھی بنا دیا اور جو عبارت خاص دین محمدی کے شان میں تھی۔ اس کو حذف کر کے صرف ایک ٹکڑا قرآن کا''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی (فتح:۲۸)''کو مرزا قادیانی سے چسپاں کر دیا اور باقی عبارت جو اسی سے ملحق ہے۔ یعنی''ودین الحق لیظھره علی الدین کله ''یعنی اور سچا دین تا کہ اس کو اوپر کریں ہر دین کے۔'' مریدان مرزا قادیانی نے حذف فرمادی۔

اللہ تعالیٰ نے شاید مرزا قادیانی کو الہام کے ذریعے سے یہ حکم خاص یا ایسی اجازت دے دی کہ قرآن کریم کی آیت سے جس جزو کو چاہیں، اپنے پسند اور مرضی سے اپنے آپ سے منسوب فرمالیں اور جس جزو کو چاہیں حذف فرما دیں اور شاید اسی قسم کا الہام مریدان حضرت موصوف کو بھی ہوا ہے۔ ورنہ ہمارے خیال میں تو قرآن شریف کی پوری آیت سے مطلب اخذ کرنا چاہئے تھا۔ اگر پوری آیت سے مطلب لیا جائے جو یہ ہے''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله ''اور جس کے معنی یہ ہیں کہ﴿اسی نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین سچا تا کہ اس کو غالب کرے ہر دین پر۔﴾

اب اس آیت کو پڑھنے کے بعد کیا دنیا میں کوئی ایسا مسلمان ہے کہ یہ کہہ سکے کہ آیت کے جزو اول کے مدلول مرزا قادیانی ہیں؟ اگر جزو اول کے مدلول مرزا قادیانی ہیں تو جزو دوم کے مصداق کون قرار پائیں گے؟ کیا مرزا قادیانی کا کوئی ایسا دین تھا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اس کو غالب کردے ہر دین پر؟ افسوس بلکہ ہزار افسوس اور بے انتہا افسوس ہے کہ ایسی صاف آیات کا جو روز روشن کی طرح منور ہیں، کس بری طرح سے مطلب اخذ کیا جاتا ہے اور آیت مذکورہ کے درمیان جو واؤ عطف ہے۔ اس کا بھی لحاظ نہیں کیا جاتا اور صرف جزو اول کو مسیح موعود سے منسوب کر کے اس کا فائدہ مرزا قادیانی کو دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اگر جزو اول آیت مذکور کا مسیح موعود کے متعلق ہے تو جز دوم کے لحاظ سے حضرات قادیانیوں کو یہ بتلانا چاہئے کہ کیا مسیح موعود کا کوئی ایسا نیا دین ہے جو تمام دینوں پر غالب آئے گا؟ اور خصوصاً جبکہ ان کے نبی مرزا قادیانی نے یہ فرمادیا ہے ''من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ہاں ملہم استم وزخد اوندمنذرم '' (درثمین فارسی ص۸۲، عقائداحمدیہ ص۲) مرزا قادیانی نے تو بظاہر صاف کہہ دیا کہ میں رسول نہیں لیکن خفیہ اور درپردہ اپنے مریدوں کو یہ کہہ گئے ہوں کہ میں رسول ہوں اور ظاہرا میں نے ایسا لکھ دیا ہے تو اور بات ہے۔ ورنہ ان کے مریدوں سے تو بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو رسول کہتے اور جو آیت خاص شان محمدی میں نازل ہوئی ہے اور جس سے دین محمدی کی فضیلت کا اظہار اللہ نے کیا ہے۔ اس آیت کو مرزا قادیانی پر چسپاں کردیتے۔

معلوم نہیں کہ ایسی صاف آیتوں کو بھی کھینچ تان کر نئے نبی سے متعلق کرنے کی جرأت کیونکر کی جاتی ہے اور لفظ نبی اور رسول کو اپنے نبی کی حدیث من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب کے خلاف کیسے مترادف قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی رسول اسی کو سمجھتے ہیں جو صاحب کتاب و شریعت ہو۔ قادیانی حضرات کے نبی کے دعوؤں میں جو اجتماع نقیضین ہے، اس کو میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ لیکن اس موقع پر بھی مجھے ایک بات بتلانے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ میرے لائق دوست نے جواب نمبر۶ میں جو بیان کیا ہے کہ ''مرزا قادیانی نے اس امر کی صراحت کردی ہے کہ میں صاحب شریعت نبی نہیں ہوں بلکہ شریعت محمدی کا ظلی نبی ہوں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک صدہا متبع نبی موسوی شریعت کے تابع گزرے۔'' تو وہ پھر رسول کیسے ہوگئے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو ان نبیوں کے مماثل سمجھا گیا جو تابع شریعت موسوی گزرے۔ مجھے اس بیان سے سخت تعجب ہے کہ خود مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو ظلی نبی کہتے ہیں مگر ان کے مریدان کو رسول قرار دیتے ہیں۔ وہ انبیاء جو تابع شریعت موسوی تھے۔ ظلی نبی نہ تھے اور نہ ان کی نبوت ظلی نبوت تھی۔ بلکہ وہ ایسے انبیاء تھے کہ جن کا ذکر خدا نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ اگر بقول قادیانی حضرات کے مرزا قادیانی ظلی نبی تھے تو ان انبیاء علیہم السلام کے مماثل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس موقع پر یہ بحث غور طلب ہو جاتی ہے کہ جو انبیاء شریعت موسوی کے تابع تھے۔ ان پر ایمان لانا ہم لوگوں پر فرض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں ''قولوا امنا باللہ'' کے بعد ''وما اوتی النبیون من ربهم (البقرة:۱۳۶)'' ارشاد فرمایا ہے۔

اگر بقول میرے دوست کے مرزا قادیانی ویسے ہی نبی ہوتے جیسے انبیاء علیہم السلام تابع شریعت موسوی گزرے تھے۔ تو کیا خداوند کریم ایسے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہ دیتا؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انبیاء موسوی شریعت کے تابع تھے ان پر ایمان لانے کا حکم تو خدا نے دیا اور جو نبی یا انبیاء تابع شریعت محمدی ہوتے ان پر ایمان لانے کا حکم نہ دیتا۔ یہ بات تو بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ بقول میرے دوست اگر مرزا قادیانی ہی کی شان میں آیت ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی'' نازل ہوتی تو مرزا قادیانی ہی اس آیت کے مصداق ہوتے تو کیا قرآن میں صاف طور پر ایسے رسول کا ذکر نہ ہوتا۔ ان انبیاء پر ایمان لانے کا حکم دینا جو تابع شریعت موسوی تھے اور ایسے نبی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن میں نہ ہونا جس کی شان میں رسول کا لفظ بھی ارشاد ہوا ہو، بہت ہی تعجب خیز امر ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی پر آنے والے موعود کی تمام تعریفات ہیں اور ان کو خود رسول کریم ﷺ نے بھی چار جگہ حدیث میں بقول ان کے بلفظ نبی یاد فرمایا ہے تو وہ خاصے مستقل نبی ہوئے۔ ظلی اور غیر ظلی کی صورت میں معرض بحث میں لانا فضول ہے اور پھر مرزا قادیانی کے مریدوں کا یہ استدلال کہ ابن ماجہ کی حدیث ''لا مھدی الا عیسیٰ'' کی رو سے مرزا قادیانی ہی موعود قرار پاتے ہیں تو پھر اعتراضات کے لئے ظلی نبوت کی ٹٹی کی آڑ کیوں ڈھونڈی جاتی ہے۔ طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا جاتا۔ چلو چھٹی مل جاتی یہ نوٹ انگریزی ہے جو سمجھ نہیں آتی۔ کیوں تیار کیا ہے۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بقول ان کے اگر مہدی کوئی جدا نہیں مرزا قادیانی ہی

مہدی ہیں تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مہدی قرار پائیں گے۔ مرزا قادیانی ابن مریم نہیں اس لئے ابن ماجہ کی حدیث سے بھی ان کا استدلال صحیح حضرت سید محمد مہدی۔ نہیں حدیث کے الفاظ ’’لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم ‘‘ سے ان کے کے آنے کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہدایت کرنے والا جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ دوسرا اس وقت میں کوئی نہیں ہوگا۔ عیسیٰ کی خدمات کا توصیفی ذکر کیا گیا ہے جو حدیث کی رو سے بیان کی گئی، مرزائی حضرات کے استدلال کے بموجب جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں ’’لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم‘‘

یعنی مہدی کوئی دوسرا نہیں عیسیٰ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہی مہدی ہیں۔ پس اس استدلال سے مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار پاتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو اس حدیث کی رو سے مسیح یا مہدی موعود نہیں قرار پا سکتے۔ دنیا میں لوگ جس طرح نام رکھ لیتے ہیں کام اور خدمات کے لحاظ سے اپنے آپ کو خطاب دے دے لیتے ہیں خادم قوم وغیرہ اسی طرح کا ایک نام مرزا قادیانی نے بھی ظلی نبی رکھ لیا زعم باطل میں انہوں نے محض اس وجہ سے کہ پادریوں سے مناظرہ کئے مباحثے کئے۔ ظلی نبی کا تمغہ زیب گلو فرمالیا۔ تو ضرورت ہوئی کہ اعتراضات سے اپنے آپ کو بچائیں تو کھینچ تان کر حدیثوں سے اپنے مفید مطلب نکالے اور دین میں تفرقہ ڈال کر ایک علیحدہ فرقہ قائم فرمالیا۔ اس سے کیا وہ ان نبیوں کی مماثل ہو جائیں گے جن کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ’’قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (البقرۃ:۱۳۶) ‘‘ ﴿تم کہو ہم اللہ پر اور جو ہم پر اترا (قرآن) اور جو ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد پر اترا اور جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اپنے پروردگار اور ان کی اولاد سے ملا سب ایمان لائے ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے تابعدار ہیں۔﴾

اس آیت کو ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم کو حکم ہے کہ ہم تمام انبیاء پر جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزرے ہیں، ایمان لائیں اور ان میں فرق نہ کریں۔ اگر ہم ان انبیاء پر

ایمان نہ لائیں تو ہم مسلمان نہیں رہتے۔ جن نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے ان کی نسبت صاف ارشاد اللہ تعالیٰ کا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبی یا انبیاء پیدا ہوں خواہ وہ ظلی ہوں یا غیر ظلی، جن پر ایمان لانا فرض ہوتا تو اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرما دیتا جیسا کہ ان نبیوں پر ایمان لانے کا صاف حکم دیا ہے جو آنحضرتﷺ کے پہلے گزر چکے ہیں۔

گزرے ہوئے نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دینا اور آنے والے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہ دینا دلیل اس بات کی ہے کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا اور آنحضرتﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آنحضرتﷺ کے بعد کوئی ظلی نبی نہیں۔ اعتراضات سے بچنے کے لئے جو ایک لفظ ظلی تراش کر ظلی نبی بننے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی تردید خود اس آیت سے ہو جاتی ہے اور میرے دوست کا یہ بیان کہ ”ھوالذی ارسل رسوله بالھدی“ مسیح موعود سے متعلق ہے اور مفسرین کا بھی یہی قول ہے، صحیح نہیں ہے۔

میں نے اوپر تفصیل سے بتلا دیا ہے کہ دین محمدی کی فضیلت اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ لفظ ارسل بصیغہ ماضی پر مستعمل ہوا ہے اس سے ثابت ہے کہ جو دین بروقت نازل ہونے اس آیت کے موجود تھا، یعنی دین محمدیؐ اس کی فضیلت ظاہر فرمائی گئی ہے۔ ”ارسل رسوله بالھدی“ سے صاف آنحضرتﷺ کی طرف اشارہ ہے تاکہ ان کے دین کو غالب کرے ہر دین پر۔ البتہ بعض کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اور اس وقت دین محمدی سب ادیان پر غالب آئے گا اور چونکہ اس زمانہ میں دین محمدی سب دینوں پر غالب نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد صرف ایک ہی دین محمدیؐ ہو جائے گا۔ اس لئے بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ ”ارسل رسوله بالھدی“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

لیکن میں اس بحث کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر یہی مطلب اور منشاء آیت کا ہوتا تو لفظ یرسل بصیغہ مستقبل ارشاد فرمایا جاتا یعنی بھیجے گا رسول اس کا واسطے ہدایت کے۔ جبکہ اللہ نے ارسل صاف بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ ہیں ”محمد رسول اللّٰه والذین معه“ تو اس سے اس خیال کی بخوبی تردید ہو جاتی ہے کہ ارسل رسوله سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں۔ سورہ توبہ میں بھی ”ارسل رسوله بالھدی“ ہے۔ لیکن حضرات قادیانیوں کا بعض بعض اقوال

سے مدد لے کر یہ نتیجہ نکالنا کہ چونکہ ’’ارسل رسولہ بالھدی‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے اور مرزا قادیانی چونکہ مثیل مسیح ہیں اور عیسیٰ تو اس دنیا میں مرگئے اور اب وہ آنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا اس آیت کے مصداق مرزا قادیانی ہی ہیں، محض خیالی پلاؤ پکانا ہے۔

میں اوپر تفصیل سے بحث عرض کر چکا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ضرور ہوں گے اور بیشک اس وقت دین محمدیؐ سب دینوں پر غالب آئے گا لیکن یہ خیال کرنا کہ مرزا قادیانی اس کے مصداق ہیں، محض غلط ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کے مصداق ہیں تو اس سے مرزا قادیانی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو ظلی نبی کہتے ہیں اور مثیل مسیح کہتے ہیں۔ مثل کبھی اصل نہیں ہوسکتا۔ اگر آیت مذکورہ بالا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے تو مرزا قادیانی کے مرید مرزا قادیانی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور نہ ان کو مسیح بنا سکتے ہیں۔

لیکن یہ عجیب اور بالکل نرالہ ڈھنگ مرزا قادیانی نے اختیار کیا ہے کہ ظلی نبی کے خطاب سے اپنے آپ کو منسوب کر کے ان آیات اور حدیثوں سے اپنے حق میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں۔ انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کبھی آنحضرتﷺ کے امتی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور کبھی ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور کہیں رسول ہونے سے انکار ہے۔ اگر بقول ہمارے دوست کے آیت ’’ھوالذی ارسل رسولہ‘‘ کے بموجب مرزا قادیانی رسول ہیں تو پھر ظلی نبوت کا دعویٰ کیوں ہے؟ صاف دعویٰ نبوت اور رسالت کا کر دیا جاتا کہ آیت شریفہ میری شان میں ہے اور میں نبی اور رسول ہوں۔ صرف اعتراضات سے بچنے کے لئے کونہ کونہ چھپنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔

کبھی آیت سے کبھی کسی بزرگ کے قول سے مدد لے کر نبی بننے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ صاف طور پر رسول بن بیٹھتے۔ وہ کبھی یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں نیا ہو یا پرانا۔ (عقائد احمدیہ ص۱۹) اور کبھی دبے الفاظ میں رسالت کا دعویٰ ہے۔ (ص۶ کتاب مذکور) جس طرح کوئی شخص بے ملک اور رعیت کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرے اسی طرح مرزا قادیانی بغیر کسی شریعت اور صحیفہ الٰہی کے اور حکم خدا اور رسول کے دعویٰ رسالت کا فرماتے ہیں مگر دبے ہوئے الفاظ میں۔ بھلا ایسی کاٹھ کی ہانڈی کہیں چولھے پر چڑھ سکتی ہے؟

مجھے تو مرزا قادیانی کی اختلاف بیانیوں پرہنسی آتی ہے کہ وہ آنحضرتﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کے کبھی قائل ہیں ان الفاظ میں کہ ''میں ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو میں بے دین سمجھتا ہوں۔'' (عقائد احمدیہ ص۱۵) اور کبھی یہ فرماتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور اگر نبوت ختم ہوجاتی تو حضرت عائشہؓ ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے منع نہ فرماتیں اور اس کی تائید میں مذکورۂ بالا اقوال پیش کئے ہیں اور حجت کرتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ (عقائد احمدیہ ص۱۹) اور کبھی فرماتے ہیں کہ ''آنحضرتﷺ پر وحی ختم ہوگئی۔'' ملاحظہ ہو (ص۱۹ کتاب مذکور) اور کبھی کہتے ہیں کہ صدہا مرتبہ مجھ پر وحی ہوئی (ص۷) اور کبھی کہتے ہیں کہ وحی نہیں بلکہ مجھے الہام ہوتا ہے ''من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب، ھان ملھم استم وزخداوند منذرم'' (درثمین فارسی ص۸۹، کتاب مذکورہ ص۲) کبھی تو وہ یہ کہتے ہیں کہ میں ظلی نبی ہوں اور تابع شریعت محمدیؐ ہوں اور اس بناء پر صرف نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (موسومہ عقائد احمدیہ ص۶،۷)

اور کبھی صاف فرماتے ہیں کہ میں رسول ہوں اور رسالت آنحضرتﷺ پر ختم ہوگئی۔ (ص۲،۱۹) برخلاف اس کے کبھی رسالت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا نے نبوت اور رسالت کا لفظ اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔'' یعنی وحی کے ذریعہ سے مرزا قادیانی کی نسبت رسالت کا لفظ بھی صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ (ص۶ سطر آخر) کتاب مذکور میں صاف لکھا ہے کہ من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب۔ اس کے خلاف یہ کہنا کہ وحی میں خدا نے میری نسبت رسالت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اجتماع ضدین ہے کیا کوئی صحیح العقل ایسی متضاد باتیں کرسکتا ہے؟

کبھی فرماتے ہیں کہ یہ ضروری تھا کہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ اﷲتعالیٰ فرماتا ہے ''منیبین الیہ واتقواہ و اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین، من الذین فرقوادینھم وکانوا شیعاکل حزب بمالدیھم فرحون (روم:۳۱،۳۲)'' یعنی اسی کی طرف رجوع رہو اور اس سے ڈرتے رہو ان لوگوں میں جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا کئی گروہ ہوگئے اور ہر گروہ اپنے اعتقاد پر پھولا ہوا ہے۔''

پہلی آیت میں خدا نے لفظ مشرکین فرمانے کے بعد ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد فرمایا ہے جو دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں۔ جو شرک بالنبوۃ کے متعلق خدا نے ارشاد فرمایا ہے اور اس آیت

میں لفظ مشرکین مطلق ہے۔ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جائے یا نبوت میں اس پر لفظ مشرک صادق آئے گا۔ کیونکہ شرک کے اقسام ہیں۔ منجملہ ان کے شرک بالنبوت بھی ہے۔ جو شخص شرک بالنبوت کا مرتکب ہوکر اپنے دین میں تفرقہ ڈالے اور گروہ علیحدہ کرے اس کی نسبت ارشاد خدا کا ہے کہ وہ شخص اپنے اعتقاد پر پھولا ہوا ہے۔ لفظ فرحون صاف بتلا رہا ہے کہ اپنے اعتقاد کو سچا اور پکا سمجھ کر غرور سے پھولنا اور اپنے دین میں تفرقہ ڈال کر اپنا گروہ علیحدہ کر لینا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ''منیبین الیه واتقواه'' اللہ سے رجوع رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور دین میں تفرقہ نہ ڈالو اور اپنے اعتقاد پر ہرگز مت پھولو اور مشرک مت بن جاؤ۔ جو لوگ شرک بالنبوت کے مرتکب ہوکر اپنے گروہ علیحدہ کر کے پھول رہے ہیں وہ خدا کے پاس ضرور جوابدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانو یکسبون'' ﴿ہنس لیں تھوڑا (دنیا میں) اور بہت روئیں گے (آخرت میں) ان کاموں کے عوض جو (دنیا میں) کرتے رہے۔﴾

اس سے ظاہر ہے کہ لوگ دنیا میں تو اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں لیکن عاقبت میں ان کو بہت رونا پڑے گا۔ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کریم ﷺ کے احکام کے مان لینے سے انکار کیا ان کے حق میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ''لا تصل علیٰ احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا باللّٰه ورسوله وما تواوهم (فاسقون، توبه:۸۴)'' ﴿ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازہ نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (کے احکام) کو ماننے سے انکار کیا۔''﴾

اللہ تعالیٰ کے صاف صریح احکام سے جو موجود ہیں، اگر انکار کیا جائے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ لوگ اللہ کے پاس کس طرح جواب دہی کر سکیں گے۔ غالباً بعض حضرات اس آیت کے شان نزول کے اعتبار سے یہ اعتراض کریں گے کہ میں نے بے موقع اس آیت کا حوالہ دیا لیکن واضح رہے کہ بیشک یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ بعض مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم کے موافق جہاد پر جانے کی تیاری نہیں کی تھی۔ لیکن الفاظ انهم کفروا سے اعتراض مذکور کا جواب مل سکتا ہے۔ خدا نے خود جواب دے دیا ہے اور اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہ رکھی۔ ان مردوں کی

جنازہ کی نماز پڑھنے سے امتناع ہوگیا جنہوں نے اپنی زندگی میں خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ یعنی وہ لوگ جو بہانہ کر کے بیٹھ گئے تھے اور جہاد میں نہیں گئے ان کی یہ حرکت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے نہ ماننے کے مماثل سمجھی گئی۔

میرے خیال میں وہ لوگ جو اللہ اور رسول ﷺ کے صاف وصریح احکام کے خلاف حیلہ اور بہانہ کرتے ہیں اور خواہ مخواہ دلائل لاکر صاف احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ گویا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ ''انھم کفروا'' عام طور سے ارشاد ہوا ہے۔ جو کوئی بھی کسی وقت دین کے کسی معاملہ میں بھی اللہ اور رسول ﷺ کے ارشاد کے خلاف حیلے بہانے ڈھونڈیں گے وہ اس آیت کی رو سے ''انھم کفروا'' کا مصداق ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہوتا کہ اس آیت کو خاص ان ہی اشخاص تک محدود رکھا جائے جنہوں نے جہاد پر جانے سے حیلہ حوالہ کر کے اپنے آپ کو بچایا تو عام طور پر ''انھم کفروا'' ارشاد نہ ہوتا بلکہ اس ارشاد سے مقصود اللہ تعالیٰ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص واقعہ کا ذکر کر کے عام طور سے یہ حکم دیا گیا کہ جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل سے حیلہ ڈھونڈ کر انکار کرے، وہ اس آیت کا مصداق ہوگا۔

انگریزی مثل ہے Inquiries bad to seperation یعنی ہر کام میں کھوج کرنے کا نتیجہ تفرقہ ہے۔ جو کام معین اور اس پر ایک گروہ عام کا اتفاق ہے۔ اس میں سے نئی باتیں نکالنا گویا تفرقہ ڈالنا ہے۔ مرزا قادیانی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے متفق علیہ مسئلہ کے خلاف ایسی باتیں نکالیں کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ تفرقہ پڑا کہ ایک گروہ علیحدہ ہوگیا اور اس گروہ کے سمجھانے کے لئے طے شدہ مسائل کو پھر اعادہ کرنے کی ضرورت پڑی اور انگریزی کی اس مثل کے بموجب He who talks which does not concern him will hear some thing not pleasing him. جو شخص ایسی بات کرے کہ اس سے اس بات کا تعلق نہ ہو تو اس کو جواب بھی ایسا سننا ضرور ہے جس کے سننے سے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔

دوسرے لوگوں کو تردید لکھنے کی ضرورت پڑی اور جب تردید لکھی گئی تو سن کر ضدی لوگ خوش نہ ہوں گے۔ کیونکہ حق بات ضدی آدمی کو تلخ معلوم ہوا کرتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو تو یاد رکھنا چاہئے کہ ''لاتفسدوافی الارض بعد اصلاحھا'' ﴿ زمین میں فساد مت ڈالو

بعد اس کے کہ اس کی اصلاح ہوگئی ہے۔﴾ اللہ کا تو یہ حکم ہے اور مرزا قادیانی نے دنیا میں فساد پھیلانے کی کوشش کی۔ جبکہ دنیا میں اصلاح ہوگئی تھی اور مسلمان امن سے گزر رہے تھے۔ نہ معلوم خدا کو مرزا قادیانی کیا جواب دیں گے جو اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کے خلاف اور رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے خلاف فساد پھیلایا گیا۔

قادیانیوں کا ایمان اور ان کا کلمہ اب کیا ہوسکتا ہے؟

اب ایک اور امر جو بہت غور طلب ہے، وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جو الفاظ بیعت کے طبع کرائے ہیں۔ اس میں لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں (ص ۲۵، موسومہ عقائد احمدیہ) ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاویٰ پر ایمان رکھوں گا۔'' پہلے تو مجھے یہ اعتراض ہے کہ بشیر الدین کو خلیفہ کا خطاب دے کر ایک علیحدہ خلافت قائم کی گئی ہے۔ دوسرے مرزا قادیانی پر ایمان لانا فرض کیا گیا ہے اور جو شخص مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے، وہ اس جماعت احمدیہ میں شریک نہیں ہوسکتا۔ وہ شخص اس قابل نہیں رہتا کہ اس کے پیچھے نماز جائز ہو۔ گویا مسلمان نہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے۔

میرے فاضل دوست نے میرے سوال نمبر۸ کا جو جواب دیا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ ''مسیح موعود نبی اللہ ہے اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔'' اس جواب سے تو دنیا بھر کے چالیس کروڑ مسلمان سب کافر ٹھہر سکتے ہیں اور صرف پکے اور سچے یہی چٹکی بھر مسلمان ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لاچکے ہیں۔ یا اللہ! یہ کیا غضب ہے کہ افغانستان، بلوچستان، ترکستان، عربستان، ایران، توران، بلخ، بخارہ، روم، شام، مصر، افریقہ، چین اور جاپان کے ۴ کروڑ اور ہندوستان بھر کے چھ کروڑ مسلمان سب کافر اور بس قادیانی نبی پر ایمان لانے والے چٹکی بھر مسلمان جنت میں مزے کریں گے۔

یہ چالیس کروڑ مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ کے کیسے عاشق صادق ہوں مگر دوزخ میں جائیں گے اور جب تک مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائیں، بہشت کی صورت نہ دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ ''انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ'' وہ لوگ ایمان والے ہیں کہ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر۔﴾ لیکن بسا تعجب کہ قادیانی خلیفہ یہ کہتے ہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ کہو ''مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔''

قادیانی خلیفہ کی اس ترغیب کو جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے، اگر کوئی شیطانی ترغیب کہے تو ناجائز نہ ہوگا۔ کیونکہ قادیانی حضرات اللہ کے ارشاد کے خلاف مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں اور پھر دعویٰ ہے کہ چونکہ مرزاقادیانی مسیح موعود نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر۔ اس لئے ہم تو قادیانی کے اوپر ایمان لے آئے اور جو لوگ مرزاقادیانی پر ایمان نہیں لائے وہ سب کافر۔"

اس دعویٰ سے ثابت ہے کہ روم، روس، افریقہ، شام، چین کے سارے مسلمان جنہوں نے مرزاقادیانی کا نام تک نہیں سنا مفت میں کافر ہوگئے۔ کیا قادیانیوں کا یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف نہیں ہے؟ خدا ان لوگوں کو ایمان والے کا خطاب دیتا ہے جو اللہ اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور قادیانی اللہ کے حکم کی ضد میں یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص ایمان والا نہیں جو مرزاقادیانی پر ایمان نہ لائے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا کتاب موسومہ عقائد احمدیہ کے صفحے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی نے اپنی نبوت کو نبوت محمدی ﷺ کا جزو یا اپنے آپ کو شریک نبوت بنالیا ہے۔

جیسا کہ ان کے اس مقولہ سے ظاہر ہے "مگر یہ نبوت (میری نبوت) آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔" مرزاقادیانی کی نبوت کو بھی حضرت رسول اکرم ﷺ کی نبوت قرار دیا ہے۔ اپنی نبوت کوئی نئی نبوت نہیں سمجھتے۔ بالفاظ دیگر شریک نبوت محمدی ہیں۔ یہی خیال غالباً قادیانیوں کا ہے۔ جبھی تو مرزاقادیانی پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے اور جب تک ان پر ایمان نہ لائے۔ کوئی اس فرقہ کے پاس اس قابل نہیں رہتا کہ اس کے پیچھے نماز جائز ہو۔ قادیانی حضرات کے جو اس زمانہ میں ہیں، ابھی سے ایسے خیالات ہیں تو آئندہ ان کی نسلوں میں تو زیادہ پختگی ہوگی اور تعجب بڑھ جائے گا۔ اگر کچھ عرصہ تک اس اعتقاد کے لوگوں کا سلسلہ جاری رہا تو اغلباً وہ اور ہی مسلمان سمجھے جائیں گے۔ جس طرح کہ بعض دوسرے فرقہ مسلمانوں کے بالکل ایک علیحدہ گروہ میں ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے "واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها آباء نا واللّٰه امرنا بها (اعراف:۲۸)" ﴿اور جب وہ برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی بات پر پایا اور اللہ نے اس کا ہم کو حکم دیا ہے۔﴾ قادیانیوں کے بچے ضرور اسی طرح کہیں گے تو ان کو اسی آیت کا دوسرا جملہ سمجھانا پڑے گا۔ "قل ان اللّٰه لا یامر بالفحشاء اتقولون علیٰ ما لا تعلمون (اعراف:۲۸)" ﴿کہہ دے بیشک اللہ حکم نہیں کرتا

برے کام کا کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کو نہیں جانتے۔﴾

بہرحال حضرات قادیانیوں کی اولاد میں اور زیادہ پختہ خیال اس نبوت کا ہو جائے گا، خدا رحم فرمائے اور نیک ہدایت دے۔ اب تک ساری دنیا کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ پر جو ایمان لائے وہ مسلمان ہے اور اس کے مسلمان ہونے پر یہ حدیثیں اور آیتیں ہیں۔ ''انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ'' اور ''من شھد اشھد ان لاالٰہ الااللہ دخل الجنۃ'' اور ''من کان کلامہ لاالٰہ الّا للہ دخل الجنۃ'' اور ہم سب کا کلمہ ہے ''لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ'' جو تمغہ اسلام کا ہے لیکن اب یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے تمام دعوؤں پر ایمان رکھوں گا۔ ورنہ وہ کافر اور بے دین ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں تو تقدیر کلام، کلمہ کی اب یہ ہو جاتی ہے۔

''لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ ومرزا قادیانی ظلی نبی اللہ'' اور اگر آئندہ کوئی اور ظلی نبی پیدا ہوا اور وہ بھی مرزا سے زیادہ تاویلات کر کے اپنے آپ کو ظلی نبی کہے اور مرزا قادیانی کی طرح اپنے اوپر ایمان لانے کی ہدایت کرے تو جس طرح مرزا قادیانی کا نام کلمہ کے ساتھ پڑھنا لازم ہو گیا ہے، اسی طرح اس نبی کا نام بھی جوڑنا پڑے گا۔ تو نہ معلوم اس طرح کتنے نبی پیدا ہوں گے اور ایمان لانے کو کہیں گے اور کلمہ کے ساتھ ان کا نام پڑھنا لازم ہو جائے گا۔ ظلی نبیوں کی آنے کے لئے مرزا قادیانی نے تو دروازہ کھول دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے ''ایسے آنے والے ظلی نبیوں میں سے میں ایک ہوں۔''

پس ناظرین خود نظر انصاف سے ملاحظہ کیجئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہر ایک نبی کا کلمہ گو ایک نیا فرقہ ہو جائے گا اور ایک دوسرے پر تکفیر کے فتویٰ صادر کرے گا۔ خیر مرزا قادیانی اگر ظلی نبی ہو گئے تھے اور مسیح موعود اور مہدی موعود بن گئے تھے تو صرف اسی کا رونا ہوتا۔ لیکن مرزا قادیانی نے نبیوں کے آنے کے لئے دروازہ ایسا کھول دیا ہے کہ ان کے لئے آئندہ نسلوں کو بھی رونا پڑے گا۔ غور فرمائیے اب کلمہ شہادت کی بھی ترمیم ہونی پڑے گی کہ نہیں اب قادیانیوں کا کلمہ شہادت یہ ہو جاتا ہے۔ ''اشھد ان لاالٰہ الااللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ و مرزا غلام احمد قادیانی ظلی نبیا'' کیونکہ جب تک کوئی ان پر ایمان نہ لائے، وہ مسلمان نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

یا اللہ یہ کیسا غضب ہے؟ کیوں تو نے قرآن پاک میں اس نبی کے آنے کی خبر ہم کو نہ دے دی تا کہ ہم بھی ان کو نبی مان لیتے اور کافر نہ بنتے یا اللہ تو نے تو قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے ''لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ''کوئی رطب یا بس ایسا نہیں جو قرآن پاک میں نہیں ہے اور ایسا اہم امر کہ جس کے نہ ماننے سے چالیس کروڑ مسلمان کافر ہوئے جاتے ہیں۔ تو نے قرآن پاک میں ارشاد نہ فرمایا۔ اللہ تو اپنے غضب سے بچا اور ہم کو راہ راست جو دکھلا چکا ہے، اس پر قائم رکھ اور جو کلمہ پاک ہم سب تیرہ سو سال سے پڑھتے آئے ہیں۔ وہی کلمہ پاک اس وقت تک ہماری زبان پر جاری رکھنے کی ہدایت دے جس وقت تک ہمارا دم نہ نکلے۔

اشعار

یا خدا بس توئی رحیم وکریم — خالق دو جہاں قدیر وعلیم
کن تو مقبول این دعائے سلیم — از طفیل نبی رسول کریم
جان من چون بتو دہم آندم — از زبانم اداشود پیہم
کلمہ لا الہ الا اللہ — محمد نبی رسول اللہ
خاتم الانبیاء ست ذات پاک — لا نبی ظلی تو بگو بے باک

اس موقع پر بڑے لطف کا ایک خیال درج کیا جاتا ہے جو خواب میں ہمارے ایک دوست کو ہوا تھا اور ایک جلسہ میں انہوں نے بیان کیا۔ اگر قادیانی حضرات مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ تشریف لے جائیں تو کیا وہاں بھی ہم میں سے کسی کی اقتدیٰ نماز میں کریں گے یا وہاں بھی ڈھائی اینٹ کی مسجد کوئی علیحدہ بنالیں گے؟ اغلباً وہاں تو کوئی مسجد بنا نہ سکیں گے۔ پھر آخر کیا کریں گے؟ شاید اپنی نماز علیحدہ پڑھیں گے۔ جب وہاں کے مسلمان دریافت کریں گے کہ تم کیسے مسلمان ہو تو کہیں گے ہم قادیانی ہیں۔ وہ لوگ یہ نیا نام سن کر متحیر ہوں گے۔ قادیانی ان سے یہ کہیں گے کہ ہمارے نبی مرزا غلام احمد قادیانی پر تم لوگ ایمان نہیں لائے، تم سب کافر ہو تو وہ اور زیادہ تعجب کریں گے کہ یا اللہ یہ کونسا نبی ہے تو قادیانی حضرات فرمائیں گے کہ یہ وہ نبی ہے جس نے آریوں سے اور نصاریٰ پادریوں سے پنجاب کی چار دیواری کے اندر مناظرہ کر کے صلیب کے پرخچے اڑادیئے۔ اس لئے وہ نبی ہیں تو وہ لوگ کہیں گے کہ سارے یورپ میں لاکھوں صلیب قائم ہیں۔

اگر پنجاب میں دو چار پادریوں کے صلیب کے پرخچے بھی (فرض کیا جائے) اڑا دیئے تو وہ کیسے نبی ہو گئے؟ تو معلوم نہیں قادیانی حضرات کیا جواب دیں گے۔ لیکن مکہ معظّمہ اور

مدینہ منورہ کے غریب مسلمان یہ سن کر تھرا ضرور جائیں گے کہ وہ سب کافر ہیں اور ہمارے قادیانی دوستوں سے سوال کریں گے کہ کیا ہم سب ساکنین مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور روم وشام اور عربستان اور افریقہ ملک مصر تیونس وغیرہ کے سب مسلمان جو چوبیس کروڑ سے زیادہ ہیں، ناکردہ گناہ کافر ہوگئے تو قادیانی حضرات فرمائیں گے کہ ناکردہ گناہ کیسے،تم نے گناہ عظیم کیا ہے کہ ہمارے نبی پر ایمان نہیں لائے۔ تمہاری سزا ابھی یہی ہے کہ تم کو کافر کا خطاب دیا جائے تو وہ کہیں گے اللہ آپ کے نبی نے جن صلیبوں کے پرخچے اڑائے ہیں۔ ان پرخچوں کا ایک آدھ پرخچہ ہی ہم کو دکھلا دیجئے تاکہ ہم اسی کو دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

تو قادیانی حضرات معلوم نہیں وہ پرخچہ دکھا سکیں گے یا نہیں۔ اگر دکھلائے تو وہ غریب مسلمان ضرور پریشان ہو جائیں گے اور کہیں گے یا اللہ! ہم تیرے گھر میں اور تیرے نبی آخر الزمان کے مسجد نبوی میں پنجگانہ نماز پڑھ رہے ہیں اور تیرے احکام کی تعمیل پوری طرح سے کر رہے ہیں۔ باوصف اس کے بھی کافر ہو جائیں یہ کیا تیرا بھید ہے؟ ہم نے تو کسی کتاب میں اور کسی اسلامی ملک میں اس نئے نبی کا نام تک نہیں سنا۔ تو قادیانی حضرات فرمائیں گے ہم سناتے ہیں۔ سنو حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھیں گے کہ یہ نیا نام کیسا؟ تو ایک کڑاکے کی آواز غیب سے آئے گی ’’مایضل به الا الفسقین‘‘

تو اردگرد دیکھنا موقوف کر کے سب کے سب دست دعا دراز کریں گے اور عرض کریں گے یا اللہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے حکم کے موافق وہ نبی تھے اور ان پر تیرے حکم سے یہ ایمان لائے ہیں۔ ’’واغفرهم وارحمهم یا ارحم الرحمین ‘‘ تو جواب ملے گا ’’استغفرلهم‘‘ اور بخشش دے اور ان پر رحم فرمائے بڑے رحم کرنے والے خدا۔ تم ان کے حق میں پر بخشش او ’’لا تستغفرلهم ان تستغفرلهم سبعین مرة فلن یغفرالله لهم ذلك بانهم كفروا الله ورسوله والله لایهدی القوم الفسقین ‘‘ مانگو یا بخشش نہ مانگو گر ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگو تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا۔ اللہ اور رسول کے یعنی احکام خدا اور رسول سے اور اللہ بدکار لوگوں کو راہ نیک نہیں دکھلاتا۔

تو مکہ مدینہ والے اور قادیانی حضرات آپس میں کہیں گے۔ ’’وہاں جا کر بیٹھو جہاں تمہارا ہاتھ پکڑیں اور مدارا کریں اس جا نہ بیٹھو جہاں تمہاری ٹانگ پکڑیں اور باہر کھینچیں۔‘‘

خدا کا تو یہ ارشاد ہے کہ ’’ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئك هم الظلمون (حجرات:۱۱)‘‘ یعنی تم آپس میں اپنے عیب مت لگاؤ اور نہ برے لقب دو بعد ایمان لانے کے برا ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے گا وہی لوگ ظالم ہیں۔‘‘

خدا تو یہ فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول محمدﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو برے لقب نہ دو اور نہ آپس میں عیب لگاؤ ورنہ ظالم ٹھہرو گے۔ مگر ہمارے فاضل دوست ہم کو کافر کا ممتاز لقب دیتے ہیں۔ خدا کا حکم ہے کہ عیب لگانے سے توبہ کریں۔ ورنہ ظلم کرنے والے ٹھہریں گے۔ اب آئندہ آپ کو اختیار۔

آپ ہم کو جو چاہیں بنادیں، ہم تو یہی کہیں گے قولہ تعالیٰ ’’ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم (حجرات:۱۳)‘‘ اللہ کے پاس تو وہی زیادہ عزت والا ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو۔‘‘ ’’ومن یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ‘‘ جس نے رسول اکرمﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔‘‘ رسول اکرمﷺ کی حدیثوں کی اطاعت حضرات قادیانی نہ کریں اور دوسروں کو کافر بنائیں۔ ان العجب ثم العجب۔

کسی قادیانی کا بیہودہ کلام

مرزاقادیانی تو ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے تو صرف نبوت ہی کا دعویٰ فرمایا ہے۔ ان کے کسی مرید نے بمصداق پیران نمی پرند ومریدان می پرانند کے حضرت ممدوح کو رسول بنا دیا۔ ملاحظہ ہو یہ شعر سرمہ چشم بناتے تیری خاک پا کو، غوث الاعظم شہ جیلان اے رسول قدنی۔

یہ شعر پیش کار صاحب نرساپور نے اپنے تحصیلدار صاحب کو افسوس کرتے ہوئے سنایا کہ سنئے، کسی قادیانی نے یہ قصیدہ لکھا ہے جس کا ایک شعر مجھے یاد رہا اس وقت میں بھی تحصیلدار کے پاس بیٹھا تھا۔ مجھے بھی سن کر بے انتہا افسوس ہوا۔ وہی شعر یاد رکھ کر میں نے یہاں لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول مدنی کے جواب میں یا اس کے وزن پر رسول قدنی تراشا گیا ہے۔ گرہمیں مکتب است واین ملا۔ کار طفلان خراب خواہد شد کے سوا اور میں زیادہ کیا لکھوں۔

رسول تو صاحب شریعت ہوا کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوتی ہے۔ اسی لئے ان کی امت کو اہل الکتب۔ کے لقب سے خدا نے قرآن شریف میں متعدد مقامات

پر مخاطب فرمایا ہے۔ شاید اپنے ان مرید صاحب کو مرزا قادیانی کوئی کتاب منجانب اللہ دے گئے ہوں۔ جس کی بناء پر وہ ان کو رسول کہتے ہیں۔ نا معلوم بڑھاتے بڑھاتے یہ مرید مرزا قادیانی کو اور کس درجہ پر پہنچا دیں گے۔ یہ بات کیسی دل شکن اور رنج دہ ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو غوث الاعظم کے معزز لقب سے تمام اہل سنت والجماعت یاد کرتے ہیں اور ان کی عظمت ان کے دلوں میں بعد اللہ اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت وذریات رسول اللہ ﷺ کے کسی کی ہے تو بس حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی عظمت ہے۔

ایسے جلیل القدر بزرگ کی شان میں ایسے گستاخ کلمہ زبان سے نکالنا بجز اس کے کیا سمجھا جائے کہ ہم لوگوں کو رنج دینا مقصود ہے۔ جبکہ ہم لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں تو ان کی خاک پا کو ایسے جلیل القدر بزرگ کی آنکھوں کا سرمہ بنانا داخل بیہودگی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا جواب تو یہ ہوسکتا ہے۔ سنو جواب:

خاک پائے شہ گیلان کو بناتے سرمہ
اپنی آنکھوں کا بنے تھے جو رسول قدنی
ہوتا عزت میں اضافہ تو سعادت ہوتی
ان کو حاصل جنہیں کہتے ہو رسول قدنی
کیا حقیقت شہ گیلان کے مقابل ان کی
ہند میں تم جسے کہتے ہو رسول قدنی
یہ مغل، بچہ وہ سید تھے تو سید کیسے
جوتیاں جن کی کریں صاف ہزاروں قدنی
خاک پائے شہ گیلان کا لگاکر سرمہ
دیکھ نادان قدنی راہ رسول مدنی

میں امید کرتا ہوں کہ قادیانی حضرات آئندہ ایسے الفاظ تحریر نہ فرمائیں گے جن کو پڑھنے سے آنکھوں میں خون اترا تا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جواب ترکی بہ ترکی سننے کے لئے ان کو بھی تیار رہنا پڑے گا۔ وہ مرزا قادیانی کو رسول ملک الرسل سلطان الانبیاء خدا جو چاہیں کہیں، مگر دل شکن الفاظ کہنے سے احتراز فرمائیں۔ بہرحال ہم کو ایسے لوگوں سے اعتراض لازم ہے۔ لہٰذا

میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

’’واذاسمعوا اللغوا عرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین‘‘ اور جب سنتے ہیں بیہودہ بات اعراض کرتے ہیں ان سے اور کہتے ہیں ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے سلامتی اوپر تمہارے ہم نہیں چاہتے جاہلوں کو۔

اور دعا کرتا ہوں’’ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب (آل عمران:۸)‘‘﴿اے ہمارے رب مت پھیر ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت دے چکا اور ہم کو رحمت دے۔ بے شک تو ہی دینے والا ہے۔﴾ اور التماس کرتا ہوں کہ دین محمدی کے سچے عاشقو اور اے دین اسلام کے سچے فدائی مسلمانو یہ بات آپ سب جانتے ہیں کہ مذہب سے زیادہ پیاری چیز کوئی نہیں ہے۔ مذہب ہی ہم کو راہ نیک دکھلاتا ہے اور اسی کی سچی اطاعت سے ہم نجات پا سکتے ہیں۔ خدارا اپنے مذہب کی رسی کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط پکڑے رہو اور کسی کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ خود غرضی نے لوگوں کو ولی مہدی نبی تک بنا دیا۔ مگر ہمارے لئے احکام اور ہدایات بہت صاف ہیں۔ قرآن شریف اور حدیثوں میں ایسے لوگوں کی کیفیت پہلے سے لکھ دی گئی ہے۔ میں نے اپنی معلومات کی حد تک کچھ لکھ دیا ہے۔ اس کے دیکھنے سے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حقیقت کھل جائے گی۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ ہندوستان کے علماء نے بھی مرزا قادیانی کے نبی اور مہدی ہونے کی بہ دلائل معقول تردید فرمائی تھی۔ ان کتابوں کو بھی ملاحظہ کرلو۔ خدا کے لئے کسی کے بہکانے میں نہ آؤ خدا اور رسول اکرم ﷺ کے صاف احکام کے خلاف کھینچ تان کرتا ویلات کرنے والوں کی اقوال سے بچو۔ خدا اور رسول اکرم ﷺ کے صاف و صریح احکام کی پیروی کرو۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اللہ سب کو نیک توفیق دے آمین۔

اور عام طور پر سب سے التماس ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی اس میں ہوئی ہو تو اس سے مجھے اطلاع فرمائیں اور مجھے معذور سمجھ کر معاف فرمائیں۔ اسی طرح اگر عبارت میں کوئی لغزش یا اصطلاح میں یا محاورات میں کوئی لفظ غلط ہو تو بھی مجھے معاف فرمائیں۔ کیونکہ میں باشندہ دکن کا ہوں اور اردو کے معلے میری زبان نہیں ہے۔

قطعہ تاریخ از سلیم

سن لو اے قادیانیوں سن لو — عمداً ضد سے کچھ نہیں حاصل
بہر رب ضد کی توڑدو عینک — دور بین خود ہو تم نہیں جاہل
مذہبی ہے معاملہ، ضد سے — یا تعصب سے مت رہو غافل
صرف جزء حدیث کو مت لو — کل عبارت پہ تم رہو عامل
پھر نہ جھگڑا سلیم سے کچھ ہو — دیکھ لو خود ہی بحر کا ساحل
ہے یہ تردید صاف قرآن سے — کرو انصاف گر ہو تم عادل
خود حدیثوں سے ہوتی ہے تردید — شک نہ ہرگز کرے کوئی عاقل
ہاتف غیب سے ندا آئی — صادق آتی ہے بیت یہ کاہل
صاحبا حل حکم جاء الحق — سن لو تم دل سے وذهق الباطل

تاریخ فارسی از سلیم

فرقہ پیدا شدہ درقادیان — بہر رد آن نوشتم این بیان
ہست این نعم المعانی بے بدل — شدندا تاریخ گوسہ برمحل
بیت یک باشد ولے تاریخ سہ — عیسوی فصلی و ہجری بہ زبہ
مشتمل برسنہ فصلی مصرعہ — عیسوی ہجری بدارو دیگرے
فتنہ مہدی و عیسیٰ باشل — کشف قرآن شریف بے مثل

قطعہ دیگر

گویند عین ایمان حضرات قادیانی — مرزا غلام احمد بودہ نبی ظلالی
آمدنداسلیماشد قطع فرق ایمان — مشمار عین ایمان بنبوت خیالی

تمت

اطلاع ضروری اور وجہ تالیف ردعقائد احمدیہ قادیانی

برادران اسلام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس بات کوتو خدائے واحد لاشریک ہی گواہ ہے کہ جس نے حبیب پاک مصطفیٰ ﷺ کو

خاتم النّبیین کے معزز لقب سے سرفراز فرما کر سارے عالم کی ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجا۔ جس وقت میں نے کتاب موسومہ عقائد احمدیہ دیکھی۔ میرے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اس کی تکلیف سے بے چین ہوگیا اور فوراً اس کی تردید لکھنے کا خیال ہوا۔ لیکن ایک تو میری بے بضاعتی اور دوسرا یہ تصور کہ ہندوستان میں اور دکن میں ہزارہا علماء ہیں کیا اب تک تردید نہیں لکھی گئی ہوگی۔

میرے خیال کے مانع ہوئے تین چار روز نہیں گزرے پائے تھے کہ میں نے اپنے والد ماجد کو جو بڑے پکے مذہبی اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے اور جن کو میں نے ان کے دم واپسین تک کبھی ایک وقت بھی نماز تک قضا کرتے نہ دیکھا تھا اور صرف جن کی تعلیم کا یہ فیض ہے کہ میں یہ تردید لکھ سکا۔ خواب میں دیکھا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم نے وہ کتاب (ہاتھ سے عقائد احمدیہ کی طرف اشارہ کر کے) دیکھی۔ تو میں نے عرض کیا جی ہاں، دیکھی ہے۔ تو فرمایا کہ اس کی تردید کیوں نہیں لکھتے۔ تو میں نے وہی اپنا خیال ظاہر کیا تو سن کر ہنسے اور فرمانے لگے کہ انسان اگر ایسا خیال کرے تو دنیا کے کام کبھی پورے نہیں ہوسکتے۔

ہر شخص کو تاحد اپنی معلومات کے اظہار حق میں تامل نہ کرنا چاہئے۔ ضرور لکھو تاکہ وہ لوگ جو بطور خود اس کتاب کے صحیح یا غلط ہونے کی نسبت رائے قائم نہ کر سکتے ہوں، تمہاری تردید سے فائدہ اٹھائیں اور مغالطہ میں نہ پڑیں۔ اکثر لوگ اس کتاب کے مضامین کو صحیح سمجھنے لگے ہیں اور ان کے اعتقاد میں تزلزل واقع ہوگیا ہے۔ میں نے صبح اٹھنے کے بعد ضروریات سے فارغ ہوکر بسم اللہ کہہ کر لکھنا شروع کیا: ”اللھم اغفر لابی انہ کان من الصّٰلحین واجعلہ من ورثۃ جنۃ النعیم“

خدا شاہد ہے کہ اس تردید کے لکھنے سے مجھے کسی کی دل آزاری منظور نہیں ہے۔ البتہ یہ خیال ہے کہ جو برادران اسلام عقائد فرقہ قادیانی کی نسبت رائے قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، مغالطہ میں نہ پڑیں۔

☆...... ایک روز میں بعد ختم کتاب اس کتاب کا نام تجویز کر رہا تھا اور جواہر المعانی رد عقائد قادیانی تجویز کر کے اعداد جوڑ رہا تھا کہ میرے ایک عالم کرم فرما جناب حکیم مولوی سید عبدالحئی صاحب نے مجھے مصروف دیکھ کر دریافت فرمایا کہ کس کام میں مصروف ہو۔ تو میں نے بیان کیا کہ اس کام میں مشغول ہوں۔ انہوں نے بھی میرے ساتھ اعداد جوڑے تو صحیح تاریخ اس سے نہیں

نکلی۔ تب وہ بھی اپنے طور پر نام تجویز کر کے اعداد جوڑنے میں مصروف ہوئے اور میں بھی۔

غرضیکہ کئی نام میں نے تجویز کئے اور کئی صاحب ممدوح نے۔ بالآخر میرے فاضل دوست نے تاریخی نام نعم المعانی تردید عقائد قادیانی تجویز فرمایا جس سے تاریخ نکلتی ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور وہی نام اس کا رکھا۔ جو صاحب قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو یہ کتاب بلا قیمت دی جاسکتی ہے۔ میرے برادران اسلام سے صرف قیمت ایک جلد کی لی جائے گی اور جو قیمت اس کی فروخت سے جمع ہوگی اس سے دوبارہ تردید تفصیل کے ساتھ طبع کرائی اور تقسیم کی جائے گی۔ ’’وماعلینا الا البلاغ‘‘

☆...... میں آخر میں افضل العلماء جناب مولوی حاجی محمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے ترمذی شریف اور کتاب الاسماء والصفات مرحمت فرمائی۔ ان دونوں کتابوں سے بھی میں نے بعض حدیثوں کا حوالہ دیا ہے۔ اگر مولانا ترمذی شریف مجھے نہ دیتے تو ترمذی کی حدیثوں سے مدد نہ لے سکتا۔ کیونکہ میرے پاس ترمذی شریف موجود نہ تھی۔

☆...... میں اس امر کے عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ شاید اس مختصر کتاب کا مضمون بعض حضرات کے خیال میں مثل ناول یا ان قصوں کے دلچسپ نہ ہوگا اور ممکن ہے کہ صفحہ دیکھ کر ان کی طبیعت اکتا جائے۔ لیکن میری گزارش ہے کہ اس کتاب کو میں نے خاص کر ان لوگوں کے لئے تالیف کیا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لا چکے ہیں یا ان کی طبیعت ان پر ایمان لانے کی طرف مائل ہے تاکہ وہ مرزا قادیانی کے مضامین کا اور ہماری کتاب کا مقابلہ کر کے انصافانہ فیصلہ فرمائیں اور دوسرے حضرات بھی محض ان کی مولفہ کتابوں کو دیکھ کر یا ان کی سنی سنائی باتوں پر مذہب جیسی پیاری چیز کو خیرباد کہہ کر مرزا قادیانی پر ایمان نہ لے آئیں اور جو مرزا قادیانی پر ایمان لا چکے ہیں۔ ان کی خدمت میں خاص طور پر عرض ہے کہ ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اور تعصب کی عینک توڑ کر انصاف سے غور فرمائیں اور قبل اس کے کہ اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار ہوں کہ اللہ ان کو نیک ہدایت اور اچھی توفیق دے۔

☆...... یہ کتاب ان حضرات کو بھی پوری ملاحظہ کر لینی چاہئے جو خود مرزا قادیانی کے مضامین کی نسبت بطور خود بروئے قرآن اور حدیث کے کوئی رائے قائم نہ فرما سکتے ہوں۔ ہاں! البتہ ان حضرات کے لئے اس کتاب کا ملاحظہ ضروری نہیں ہے جو خود مرزا قادیانی کے دعاوی کی صحت وکذب کے متعلق انصافانہ فیصلہ فرما سکتے ہیں یا ان کے نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر، مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب

مولانا غلام احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا وشاكرالله العزيز الحكيم، مصليا ومسلما على رسوله الكريم!

ناظرین پر پوشیدہ نہیں کہ اہل سنت والجماعت وگروہ مرزائیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔ علماء اسلام نے مرزائیوں کے دعاوی کے جوابات دیئے۔ مگر آج تک ان کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ علماء اسلام کی تحریروں کا جواب دے سکیں۔ پھر بھی وہ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ کسی وقت انہی مضامین کو دہرا دیتے ہیں جو مرزا قادیانی لکھ گئے اور علماء اسلام نے ان کا دندان شکن جواب دے دیا۔

اس مسئلہ کے متعلق ایک مضمون قابل مطالعہ ناظرین درج اخبار اہل فقہ ہونے والا تھا۔ اگرچہ مضمون مختصر ہے لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو بھی بصورت رسالہ اخبار کے ہمراہ چھاپا جائے تاکہ ناظرین اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ یہ مضمون آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔ الراجی الی رحمته ربه الاحد!

غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ مدیر اہل فقہ امرتسر!

شروع مضمون

اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے اور یہ حق الامر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ جیسا کہ اہل اسلام اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے اور قرآن شریف اور احادیث ودیگر کتب تاریخ وسیر میں اس طرح درج ہے۔ پہلے مرزا قادیانی اور اب مرزائی اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاّتے ہیں۔ روتے، چیختے ہیں۔ آئے روز اسی پر مر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق علاوہ حضرت مسیح ابن مریم علیہم السلام کے تین پیغمبران علیہم السلام اور بھی زندہ اس وقت موجود ہیں۔ دو آسمان پر اور دو زمین پر۔

آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور زمین پر حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حضرت الیاس علیہ السلام۔ یہ سن کر مرزائی لوگ اور بھی ''یتخبط

الشیطٰن من المس ‘‘ کی صورت پر ہو جاویں گے۔ ان ہر چہار پیغمبران علیہم السلام کی حیات الیٰ الآن کی تائید میں اخیر میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائے گا۔ لیکن آج ہم مرزائیوں کے ایک اشتہار کی دھوکے بازیاں پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہ یوں ہے کہ ہم نے ایک دوورقہ اشتہار سرخ رنگ کے کاغذ پر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق قاضی فضل کریم مرزائی سکنہ لنڈہ بازار لاہور کا دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے قاضی جی دھوکے بازیوں میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔

پہلے تو آپ نے آیات لکھی ہیں۔ یہ وہی آیات ہیں جو مرزا قادیانی نے پہلے اپنے ازالہ اوہام میں لکھی تھی۔ مرزا قادیانی سے بڑھ کر پانچ آیات زیادہ لکھ دی ہیں تاکہ اپنے پیغمبر سے بڑھ کر رہیں۔ مگر افسوس کہ ان کے جوابات بیسیوں دفعہ علماء کرام اہل سنت والجماعت کی طرف سے ہوچکے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھنے کی محنت گوارہ نہیں کی۔ اگر صرف کتاب غائت المرام حصہ دوم مؤلفہ قاضی محمد سلیمان صاحب افسر سررشتہ تعلیم پٹیالہ یا کتاب شہادت القرآن مؤلفہ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی دیکھ لی جاتی تو ایسے لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مگر جب عمداً دھوکہ دینا مقصود ہو۔ تو کیوں ایسا کیا جائے۔ قاضی جی نے آیات کے لکھنے کی بغرض دھوکہ دہی کی کوشش کی۔ حالانکہ ایک آیت بھی صریح طور پر وفات مسیح علیہ السلام پر دلالت نہیں کرتی۔ اس پر بھی تاویلات رکیکہ بے معنی کر کے خلاف اجماع اہلسنت والجماعت وفات مسیح علیہ السلام پر زور دیا جاتا ہے۔

اس اشتہار کی وجہ صرف رسالہ نیام ذوالفقار علی (برگردن) خاطی مرزائی فرزند علی ہے۔ جو ابھی نہایت مدلل عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام پر لاہور میں شائع ہوا ہے۔ جواب تو اس کا نہیں ہوسکا۔ یہ اشتہار سہی۔ اب ہم اس کے اشتہار کے مشتہر کی دھوکے بازیاں دکھلاتے ہیں۔ ازالہ اوہام سے آیات نکال کر درج کر دینا جن کے جوابات عرصہ سے کئی بار ہو چکے ہیں۔ پہلا دھوکہ دس دھوکے شمار میں ہوں گے۔ جس سے مشتہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

دوسرا دھوکہ

قولہ! ماسوا اس کے حدیث کی رو سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم کے صفحہ ۱۶۲ میں زیر تفسیر آیت: ’’یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك

الیّ ‘‘ لکھا ہے کہ علی ابن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ ’’انی متوفيك ‘‘یعنی تجھ کو مارنے والا ہوں۔ بلفظ (ص۲ کالم دوم، سطر۲۳)

اقول! ناظرین کو معلوم ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خود تفسیر عباس موجود ہے۔ جس کی روایت کو تفسیر معالم کے حوالہ سے درج کیا جاتا ہے۔ لازم تھا کہ تفسیر عباس کے حوالہ سے لکھا جاتا۔ مگر جب دھوکہ دینا ہی مراد ہے تو مرزائی صاحب ایسا کیوں کرتے؟ لیجئے حضرت ابن عباسؓ کے معنی جو انہوں نے ممیتک کے لئے ہیں۔ دکھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ’’متوفيك ورافعك على التقديم والتاخير وقد يكون الوفاة قبضا ليس بموت[1]‘‘ بلفظ حدیث شریف کی لغت اور شرح مسلمہ ومقبولہ مرزائیان مجمع البحار جلد ثالث کا صفحہ ۴۵۴۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو ممیتک کے قائل ہیں۔ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الآن کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حیات الیٰ الآن کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کو تقدیم وتاخیر لکھا ہے۔ معنی یوں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھ کو اپنی طرف اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھانے والا ہوں اور پھر بعد نزول از آسمان مارنے والا ہوں۔ اس عبارت کی تفسیر معالم کی یہ ہے: ’’ان

[1] حکیم نورالدین صاحب نے امرتسر میں بایام مباحثہ آتھم بدوران گفتگو عام کہا تھا کہ ہم تقدیم وتاخیر کے قائل نہیں اور نہیں چاہتے کہ جس چیز کو خدا نے مقدم کیا ہے اس کو مؤخر سمجھیں۔ لیکن یہ ان کی زبردستی ہے کیونکہ عام قاعدہ نحوی سے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم مقدم ہو اور مؤخر مؤخر۔ اگر حکیم صاحب اس قاعدہ کو نہ مانتے ہوں تو قرآن مجید کی ان آیات میں تقدیم وتاخیر کو اسی طرح قائم رکھ کر جس طرح کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ قائم رکھ کر بتادیں۔ سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے بعد اور انبیاء کا قصہ ہے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان انبیاء سے پہلے تھے اور سورہ انعام کے رکوع میں انبیاء کا ذکر اس ترتیب سے ہے۔ ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، موسیٰ، ہارون، ذکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسمٰعیل، الیسع، یونس، لوط، علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اگر حکیم صاحب نہیں چاہتے کہ جس کو خدا نے مقدم کیا اس کو مؤخر کریں اور جس کو خدا نے مؤخر کیا اس کو مقدم کریں تو فرمادیں کہ انبیاء اسی ترتیب سے دنیا میں مبعوث ہوئے؟ (ایڈیٹر)

فی هذا الآیة تقدیما وتاخیرا معناه ای رافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انزالك من السماء ''(معالم التنزیل ج۱ص۱۶۳)یعنی اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی اس کے یوں ہیں کہ میں تجھ کو اپنی طرف اوپر کو اٹھانے والا ہوں اور کفار سے صاف بچانے والا ہوں اور پھر آسمان سے اتارنے کے بعد ماروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بہت سی آیات کو تقدیم وتاخیر فرمایا ہے۔اس لئے تفسیر اتقان کو دیکھنا چاہئے۔ان کے لکھنے کی یہاں ضررت اور گنجائش نہیں۔دھوکے باز کو یہ آیت معالم میں نظر نہ آئی۔افسوس۔

تیسرا دھوکہ

قولہ! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ (بلفظہ ص۲ کالم دوم سطر۳۰)

اقول…… واہ رے تیری دھوکہ بازی! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اعتقاد کو اوپر دوسرے دھوکے میں نقل کر دیا گیا ہے۔لیکن اور لیجئے۔آیت شریف:''وان من اهل الکتٰب الا لیومنن به ''کے نیچے یوں لکھا ہے۔

الف…… ''وبهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر عن طریق سعید ابن جبیر عنه باسناد صحیح ومن طریق ابی رجاعن الحسن قال قبل موت عیسیٰ والله انه الان لحی ولکن اذانزل امنوا به اجمعون نقله عن اکثراهل العلم'' (فتح الباری باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ج۶ص۴۹۳)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی پر جزم کیا ہے۔جیسا کہ علامہ ابن جریرؒ نے سعید ابن جبیرؒ کے طریق پر ان سے باسناد صحیح روایت کی ہے اور ابن رجا کے طریق پر حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے۔کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے قسم ہے خدا کی وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اب تک زندہ ہیں۔لیکن جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔اس وقت سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آویں گے اور اس بات کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے۔

ب…… ''ای وان من اهل الکتب الالیومنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم

اهل الكتٰب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد ابن جبير باسناد صحيح ’’(طبری جز۶ص۱۸ملخص) یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہ ہوگا۔ مگر البتہ ایمان لے آوے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور وہ اہل کتاب وہ ہوں گے جو آپ کے زمانہ (وقت نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ اسی پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے۔ الخ

ج...... ’’عن ابن عباس ان رهطا من اليهود سبوه وامرفدعا عليهم خمستحهم قردة وخنازير فاجمعت اليهود على قتله فاصبره الله بانه يرفعه الله الى السماء ويظهره من صحبة اليهود‘‘ (بلفظہ صحیح نسائی)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشنام دہی کی اور ان پر حکماً دعا کی وہ بندر اور سور بن گئے۔ تب یہود نے حضرت موصوف علیہ السلام کے قتل کرنے پر اجتماع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود کی صحبت سے پاک کر دیا۔ لیجئے دھوکے باز کے لئے اس قدر کافی ہے ورنہ اور بہت سے منقولات ہیں۔ جن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب اور اعتقاد صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قسم زندہ ہیں اور آسمان پر موجود ہیں۔ قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔

چوتھا دھوکہ

قولہ...... ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔

(بلفظہ ص۲ کالم دوم سطر۳۱)

اقول ہم اس بات کو مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کئی درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ یعنی کئی بار انہوں نے قرآن شریف رسول اکرم ﷺ کو سنایا۔ ہمیشہ آیت آیت پر استفسار کرتے تھے۔ جب تک تسلی اور تحقیق کامل نہ ہوجاتی تھی۔ آگے نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعاء

قرآن فہمی اور تفسیر اور حکمت کی فرمائی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی تھے دومرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کا خطاب حبر الامتہ بھی ہے۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیر)

اب مرزائیوں کو فوراً اس پر ایمان لانا چاہئے اور جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے۔ اس کو حرز جان بنانا چاہئے۔ لیکن مرزائیوں کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ یہ محض دھوکہ ہے۔ اسی وجہ سے پہلے ان کی تعریف کرتے ہیں۔ جب ان کی مخالف پاتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ یعنی جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متوفیک کے معنی ممیتک کا کرتے ہیں تو ان کی تعریف کرتے ہیں اور جب اس آیت کو تقدیم اور تاخیر فرما کر حیات مسیح علیہ السلام الی الآن کی تصدیق فرماتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کا ازالہ اوہام اس میں مرزا قادیانی اس طرح پر درفشانی کرتے ہیں۔ وھو ھذا!

’’لیکن حال کے متعصب ملا جس کو یہودیوں کی طرز پر ’’یحرفون الکلم عن مواضعه‘‘ کی عادت ہے اور جو ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور کلام الٰہی کی تحریف اور تبدیل پر کمر باندھ لی ہے...... کہتے ہیں...... بلکہ دراصل فقرہ انی متوفیک مؤخر اور فقرہ رافعک الی مقدم ہے۔ بلکہ بباعث دخل انسانی اور صریح تغیر اور تبدیل وتحریف کے اسی محرف کا کلام متصور ہوں گے۔ جس نے بے حیائی اور شوخی کی راہ سے ایسی تحریف کی ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کارروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہوگی۔‘‘

(ازالہ اوہام طبع ثانی ص ۴۶۶، خزائن ج ۳ ص ۳۴۹)

ناظرین خیال فرمائیں، یہ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جن کی تعریف مرزا قادیانی نے اپنے ازالہ میں اور مرزائی مشتہر نے اس اشتہار میں دھوکہ دینے کی غرض سے کی تھی اور مرزا قادیانی انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نسبت جن کا مذہب تقدیم وتاخیر آیت شریفہ ہے، اس قسم کی گالیاں نقل کفر کفر نباشد دیتے ہیں۔ متعصب ملا، یہودی، تحریف کرنے والا، شوخ، بے حیاء، ملحد، بے ایمان، العیاذ باللہ۔

مرزائیو! خدا تم کو ان دھوکوں اور گالیوں کا بدلہ دے۔ بدلا مل چکا۔ ایمان سے خارج ہو گئے۔ استغفر اللہ!

تعجب! مرزائی لوگ ’’متوفیك‘‘ کے معنوں پر کیوں اس قدر دیگر اقوال پیش کرتے

ہیں جو صریح مخالف ہیں اور کیوں بار بار دھوکے دیتے ہیں۔ کیوں اپنے پیغمبر مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ نور الدین کے دستاویزات کو تسلیم نہیں کرتے جن میں کوئی حجت نہیں ہوسکتی اور خلیفہ صاحب مرزائیوں کو سمجھاتے نہیں کہ تم ''متــــوفیك'' کے وہ معنی کرو جو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں کئے ہیں یا جو میں نے تصدیق براہین احمدیہ میں کئے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔'' (براہین احمدیہ ص۱۹۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰) اور میں لینے والا ہوں تم کو۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص۸ حاشیہ، مؤلفہ حکیم نور الدین خلیفہ قادیانی)

مگر اس پر زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ بھی اب ان معنوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہیں تو کیا کہیں؟ کریں تو کیا کریں؟ یہی دھوکہ بازی اور بس۔

پانچواں دھوکہ

قولہ...... اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں رفع کے معنی کیا آئے ہیں۔

''رفع درجات من نشاء یرفع اللّٰہ الذین امنوامنکم والذین اوتوا العلم درجات '' وغیرہ...... ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں بھی رفع کے معنی درجے بلند کرنے کے ہیں اور حدیث میں بھی قرب اور درجوں کے بڑھانے کے ہیں۔ بلفظہ ملخصاً (ص۳ کالم اول ودوم)

اقول مطلب اور منشاء اس دھوکے کا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث شریف میں لفظ رفع کے معنی صرف درجات کے بڑھانے اور بلند کرنے کے ہیں اور کوئی معنی نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں: ''وماقتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ (النساء:۱۵۷،۱۵۸) '' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً قتل نہیں کئے گئے۔ بلکہ ان کو خداوند کریم نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ دھوکہ یہ ہے اور الٹے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ اٹھالیا۔ معلوم نہیں اس آیت میں درجہ کا کون سا لفظ ہے۔ جس قدر آیات و احادیث دھوکہ دینے کو نقل کی گئی ہیں۔ ان سب میں لفظ درجہ تو صاف درج ہے لیکن آیت شریف میں کوئی لفظ درجہ کا درج نہیں ہے۔ بلکہ تمام ضمائر جو ان آیات میں آئی ہیں۔ وہ سب کی سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ اندریں حالت اس آیت شریف کے وہی معنی ہیں جو جمہور مفسرین ومجتہدین ومحدثین ومؤرخین نے کئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مع جسم آسمان پر اٹھالیا۔

کتب لغت سے رفع کے معنی

اب ہم لفظ رفع کے معنی کتب لغت قرآن، حدیث سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ جس سے دھوکے کی قلعی اور بھی کھل جائے گی اور ناظرین اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

الف...... رفع، برداشتن، وہوخلاف الوضع، بلفظہ صراح یعنی رفع کے معنی اوپر کو اٹھانے کے ہیں۔ خلاف وضع کے اس کے معنی نیچے رکھنے یا لے جانے کے ہیں۔

ب...... رفعتہٗ رفعاً خلاف خفظتہ بلفظہ مصباح المنیر ، رفع کے معنی اوپر اٹھانا ہے، خلاف نیچے رکھنے کے۔

ج...... رفع، برداشتن وحرکت پیش دادن کلمہ رادقصہ حال خود پیش حاکم بزدن و برداشتن غلہ درودہ و بخرمن گاہ آوردن ونزدیک گردانیدن چیزے راچیزے بلفظہ منتخب اللغات۔

قرآن شریف سے رفع کے معنی

الف...... قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’ورفع ابویا علی العرش (یوسف:۱۰۰)‘‘ ﴿اپنے ماں باپ کو یوسف علیہ السلام نے تخت پر چڑھایا۔﴾ (جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ ان کو ملنے مصر میں تشریف لے گئے) اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر چڑھالیا اور تخت پر بٹھایا۔

اب غور کرو رفع کے معنوں پر کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر مع روح اور جسم کے بٹھلالیا تھا نہ کہ مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق صرف زبان سے رفع درجات کو تخت پر چڑھالیا اور اپنے ماں باپ کو تخت کے نیچے ہی بٹھائے رکھا تھا۔

ب...... ’’ورفعناہ مکاناً علیا (مریم:۵۷)‘‘ ﴿ہم نے اس کو (حضرت ادریس علیہ السلام) بلند عالی مقام پر اٹھالیا۔﴾ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا تھا اور وہ بھی آسمان پر اس وقت زندہ ہیں۔ تمام کتب اسلامی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ثبوت حسب اقرار خاتمہ پر عرض ہوگا۔ فانتظروا۔

حدیث شریف سے رفع کے معنی

الف...... ’’رفع رأسہ الی السماء، فرفعت رأسی الی السماء (صحیح بخاری مشکوٰۃ شریف ص۱۷۶)‘‘ سورہ کہف میں اس کی قرأت میں ان ہر دو جگہ میں آسمان کی طرف سر اٹھانے کے ہیں۔

ب...... ’’من رفع حجرا عن الطریق کتبت له حسنه (طبرانی)‘‘ جوکوئی شخص راستہ سے پتھر اٹھائے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ غور کرو، پتھر کو زمین پر سے اوپر اٹھالیا ہے۔ نہ کہ درجات کا اٹھانا۔

ج...... ’’من رفع یدیه فی الرکوع فلا صلوٰة له (للحاکم)‘‘ یعنی جوکوئی رکوع میں ہاتھ اوپر کو اٹھاوے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں ہاتھ اوپر کو اٹھانا ہے۔ درجات کا نہیں۔

د...... حضرت محمد ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند فوت ہونے کے وقت کی حدیث میں ہے: ’’فرفع الی رسول اللہ ﷺ الصبی (صحیح بخاری و صحیح مسلم ومشکوٰة شریف کتاب الجنائز ص۱۴۲)‘‘ یعنی حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کا وہ فرزند حضرت رسول خدا ﷺ کے پاس اٹھا کرلایا گیا۔

سبحان اللہ! کیا صاف طور پر رفع کے معنی رفع جسمی احادیث سے ثابت ہیں۔ لیکن مرزائیوں کی دھوکے بازیوں پر خیال فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں رفع کے معنی صرف درجات کے اٹھانے کے ہیں۔ افسوس۔ دھوکے بازی۔

چھٹا دھوکہ

قولہ...... بالآخر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ جانیں تو ان سے کیا نقصان اور ہرج واقعہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ تو فوت ہوگئے۔ ایک دوسرا نبی اب تک زندہ ہے۔ (بلفظہ ص۴ کالم اول)

اقول...... ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک زندہ جاننے میں مرزائیوں کو اس لئے ہرج واقع ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو مسیح بننے کا راستہ نہیں ملتا۔ بندۂ خدا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ محض دھوکہ ہے اور مخالفانہ تحریر ہے ورنہ مرزائیوں کا ختم نبوت پر ہرگز ایمان نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود بڑے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کر چکے ہیں اور ختم نبوت پر سخت حملہ کیا جاچکا ہے اور تمام مرزائی اس پر ایمان لاچکے ہیں۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ میں رسول ہوں اور نبی ہوں بلکہ خدا بھی ہوں۔ ’’انت منی وانا منك‘‘ (تذکرہ ص۴۴۲، طبع سوم) شائع ہوچکا ہے۔ رسول اور نبی بھی کم درجہ کا نہیں بلکہ اولوالعزم پیغمبروں میں سے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین ص۲۲)

پھر کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وحی نے بھی غلطی کھائی۔ جو باتیں ان کو معلوم نہ ہوئیں وہ مجھ کو معلوم ہوگئیں۔ ان کو دجال، یاجوج ماجوج دابۃ الارض کا پتہ ہی نہیں لگا۔ یہ تمام حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ۔''لاحول ولا قوۃ''(ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳ ملخص) خاک بدہن اور جو میری رسالت کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ جتنے مسلمان اس وقت اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ان میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال جو دنیا میں موجود ہیں۔ وہ سب کے سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کی رسالت ونبوت کا انکار کیا اور ایمان نہیں لائے۔ یہ ہیں ختم نبوت پر حملے۔ العیاذ باللہ!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا محض بغرض قتل دجال اور رونق اسلام قرب قیامت میں ہوگا۔ جو اس وقت تابع اور امتی اپنی دعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہوکر تشریف لائیں گے۔ اس میں کوئی حملہ ختم نبوت پر نہیں ہے۔ یہ صریح دھوکہ ہے مرزا قادیانی کا۔ پس ختم نبوت پر مرزا قادیانی کا حملہ ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا۔

ساتواں دھوکہ

قولہ...... (۲) عیسائیوں کو خواہ مخواہ فضیلت یسوع پر ایک دلیل مل جاتی ہے کہ ہمارا یسوع زندہ ہے اور تمہارا محمد ﷺ فوت ہوگیا۔ (بلفظہ ص۴)

اقول...... زندہ ہونا یا فوت ہوجانا کسی کی فضیلت کی کوئی دلیل نہ عیسائیوں عتیق کی ہوسکتی ہے نہ عیسائیوں جدید کی۔ اگر یہی صورت ہے تو (الف) مرزا قادیانی چار سال سے فوت ہوچکے ہیں۔ پیچھے ان کے مولوی نورالدین، محمد احسن امروہی، خواجہ کمال الدین مرزا محمود احمد وغیرہ اب تک زندہ ہیں۔ تو کیا مرزائیوں کے نزدیک یہ مرزا قادیانی سے افضل ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ب...... آنحضرت ﷺ کے ارتحال کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین زندہ رہے تو کیا ان کی فضیلت آنحضرت ﷺ پر متصور ہوگی۔ حاشا وکلا۔

ج...... کل فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے ابتداء سے ہیں۔ جن کا کوئی حساب وشمار سالوں کا نہیں ہوسکتا۔ اب تک زندہ موجود ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے تو کیا ان کی فضیلت حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں اگر مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہی نہ ہوں گے تب بھی کوئی فضیلت کی دلیل ہوسکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں اور قریب قیامت کے نزول فرما کر بعد

قتل دجال ورونق وترقی اسلام کے انتقال فرمائیں گے۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ منورہ میں حضرت رسول ﷺ کے روضہ مطہرہ میں دفن کئے جائیں گے جن کے لئے اس وقت تک قبر کی جگہ خالی رکھی ہے۔ پس ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت رسول اللہ ﷺ پر فضیلت نہیں ہے۔ البتہ مرزائی لوگ مرزا قادیانی کی فضیلت حضرت رسول اللہ ﷺ پر ثابت کرتے ہیں جیسے کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

آٹھواں دھوکہ

قولہ...... حضرت مسیح پر حملہ ہوتا ہے کہ خدا نے تو انہیں فرمایا تھا کہ جب تک زندہ ہو زکوٰۃ دیتے رہنا۔ اب ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر پناہ گزین ہو کر اس حکم کو ٹال رہے ہیں۔ (بلفظہ ص۴)

اقول...... (الف) یہ دھوکہ نہایت استہزا اور جہالت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ جس زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں۔ یعنی: ’’واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا (مریم:۳۱)‘‘ یعنی میں جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں گا۔ وہ نماز فرشتوں کی سی نماز ہے اور وہ زکوٰۃ فرشتوں کی سی زکوٰۃ ہے۔ یہ زکوٰۃ پاکیزہ رہنا ہے۔ جیسا کہ کتب لغت اور قرآن کریم سے واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارہ میں: ’’وحنانا من لدنا و زکوٰۃ (مریم:۱۳)‘‘ یعنی ہم نے (حضرت یحییٰ علیہ السلام کو) نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی ہے۔ دیکھئے یہاں قرآن شریف میں زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی کے کئے ہیں۔ زکوٰۃ مالی کے نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ خاص زکی کا فرمایا ہے: ’’قال اللہ تعالیٰ لاھب لك غلامازکیا (مریم:۱۹)‘‘ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ میں خدا کے حکم سے تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تجھے ایک لڑکا پاکیزہ بخشوں۔ پس یہاں زکوٰۃ سے مراد پاکیزہ رہنے کے ہیں۔ اسی واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زکی فرمایا۔

ب...... زکوٰۃ مالی کا دینا ہر انسان مالک نصاب پر جو زمین پر ہیں، فرض ہے۔ لیکن جو مخلوق آسمانوں پر ہے، ان پر فرض نہیں۔ ورنہ مرزائی دکھلائیں کہ فرشتے جو آسمانوں پر ہیں، ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور کس حساب سے وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ہاں ان کی نماز اور عبادت تسبیح وتہلیل اور ذکر الٰہی ہے اور ان کی زکوٰۃ پاکیزگی ہے۔

ج...... تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جب تک کوئی مسلمان مالک نصاب نہ ہو۔ جس کی شرع میں تعداد مقرر ہے۔ تب تک اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ کیا کوئی مرزائی یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مالک نصاب تھے اور جب تک زمین پر تشریف فرمارہے تھے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مشہور عام ہے کہ وہ پانی پینے کے لئے مٹی کا پیالہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے) ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا فدائی مرزائی جو اس بات کو ثابت کرے؟ ہرگز نہیں کرسکے گا۔ ’’ولوکان بعضهم لبعض ظهيراً‘‘

نواں دھوکہ

قولہ...... (۴) امت مرحومہ کی بے عزتی ہوتی ہے کہ یہود کی طرح خراب تو یہ ہوگئے اور ان کی اصلاح کے واسطے ان میں سے ایک فرد بھی لائق نہ نکلا۔ (بلفظہ ص۴)

اقول...... امت مرحومہ کی اس میں کیا بے عزتی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام اس امت مرحومہ میں امتی ہوکر داخل ہوتے ہیں۔ یہ تو امت مرحومہ کی نہایت توقیر اور اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ مگر افسوس مرزائی دھوکے باز کو بے عزتی نظر آرہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ’’ولو كان موسىٰ حيّا ماوسعه الا اتباعي (مشکوٰۃ ص ۳۰)‘‘ یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ میری ہی اتباع کرتے۔ یہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا۔ جبکہ حضرت عمرؓ توریت پڑھ رہے تھے۔ پس جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان سے نزول فرمائیں گے تو ان کو بھی سوا اتباع حضرت خاتم النّبیین کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے امت مرحومہ میں داخل کرے اور یہ دعا قبول ہوچکی ہے۔ پس امت مرحومہ میں داخل ہونا عین عزت ہے۔ البتہ مرزائیوں کی بے عزتی ضرور ہے۔ کیونکہ وہ امت مرحومہ میں داخل نہیں ہیں۔ وہ مرزا قادیانی کی امت ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی امت میں ایسے ایسے لائق وفائق مکمل واکمل خلفاء راشدین جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین وتبع تابعین آئمہ مجتہدین ومحدثین علماء فہام وصوفیائے عظام وسلاطین انام اس امت مرحومہ میں گزرے ہیں کہ جن کے حالات سے کتب سیر وتواریخ بھری پڑی ہیں۔

ان کا مصلح امت مرحومہ ہونا مسلمہ ومقبولہ کافہ انام ہے اور اس وقت یہی علماء جید اور صوفیاء مؤید دین متین ابقاہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو مخالفین ومعاندین رسول اکرم ﷺ کی بیخ کنی کررہے ہیں اور اسی طرح قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام وحضرت مسیح

علیہ السلام قرب قیامت میں کامل اصلاح فرمائیں گے اور حشراتی مذاہب کو جڑھ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ مرزائی دھوکے باز کو شرم کرنی چاہئے۔ ناواقفوں کو ایسے واہی دھوکے نہیں دینے چاہئیں۔

دسواں دھوکہ

قولہ...... اور دوسری امت کا ایک نبی ان کی اصلاح کے واسطے پہلے سے ریزور رکھنا پڑا تاکہ وقت ضرورت کام آوے۔ (بلفظہ ص۴)

اقول...... ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی امت مرحومہ میں داخل ہیں تو پھر دوسری امت کیسی؟ یہی دھوکہ بے علمی کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ریزرو رکھنے کی ضرورت اس لئے مقدر رکھی گئی ہے کہ دنیا میں نئے نئے فرقے دہریہ ادّعائے نبوت کرنے والے۔ امت مرحومہ سے نکل کر نئے پیغمبر کی امت میں داخل ہونے والے۔ معجزات قرآنی کے انکار کرنے والے۔ توہینات انبیاء علیہم السلام کرنے والے بالخصوص انہیں ریزورسٹ نبی علیہ السلام (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے والے۔ ان کی حیات الیٰ الآن کا انکار کر کے تمسخر کرنے والے۔ ان کے معجزات کو مسمریزم کہنے والے۔ ان کو یوسف نجار کا بیٹا کہنے والے اور ان پر گندے بہتان لگانے والے۔

حضرت محمد ﷺ کی توہین کرنے والے۔ معراج جسمانی کا انکار کرنے والے۔ دوزخ و بہشت کا انکار کرنے والے۔ روح اور فرشتوں کا انکار کرنے والے وغیرہ غیرہ جو پیدا ہوگئے ہیں۔ ان کا قلع قمع کریں۔ اس وقت یہ لوگ فرار ہو کر جھاڑیوں، پتھروں، غاروں، قبروں میں جا جا کر چھپیں گے۔ تب ہر ایک جھاڑی، پتھر، غار، قبر وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آوازیں دے دے کر بتلائیں گے کہ یہود مردود یہ چھپا ہے۔ یہاں ہے وہاں ہے۔ تب بہت بری ذلتوں کے ساتھ مارے جائیں، جہنم رسید ہوں گے۔ زمین دنیا ان غلاظتوں سے پاک ہو جائے گی۔ یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے ریزرو رکھنے کی ضرورت۔ ''تلك عشرة كاملة'' یہ دس دھوکے مرزائی مشتہر کے جواب پورے ہوگئے جو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو ان دھوکوں سے بچائے۔ آمین، ثم امین۔

اسلام کے چار پیغمبران علیہم السلام کا اس وقت تک زندہ ہونا

میں نے پہلے ابتداء ہی میں عرض کیا تھا کہ مرزائی لوگ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

ہی حیات پر واویلا کرتے ہیں۔ ان کے سوا تین اور پیغمبران علیہم السلام اس وقت (ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء) زندہ موجود ہیں۔ تمام کتب تفاسیر وتواریخ وکتب سیر میں درج ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور حضرت خضر وحضرت الیاس علیہما السلام زمین پر زندہ موجود ہیں۔ جو زمین پر ہر دو پیغمبران علیہم السلام زندہ موجود ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل اور تابع شریعت حضور سرور کائنات ﷺ ہیں۔

اگر دیکھنا چاہو تو کتب تفاسیر وسیر وتواریخ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میں دوایک حوالہ کتب عرض کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں کو مرزائیوں کی دھوکہ بازی معلوم ہو اور مرزائیوں کو مزید ایمان اور اطمینان کا موقع ملے۔ کتب بھی مقبولہ اور مسلمہ مرزائی صاحبان ہیں تاکہ ان کو انکار کا بھی موقع نہ رہے۔ وھو ہذا۔

الف...... ’’واما الیوم فالیاس والخضر علیہما الصلوٰۃ والسلام علیٰ شریعۃ نبینا محمد ﷺ امابحکم الوفاق اوبحکم الاتباع وعلی کل حال فیکون لھما ذالک الا علی التعریف لاعلی الطریق النبوۃ وکذالک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذانزل الی سبیل الارض لایحکم فینا الا بشریعۃ نبینا محمد ﷺ‘‘

(یواقیت والجواہر ص۱۸۹، سطر۲۵، مطبوعہ مصر) یعنی آج (اس وقت تک) الیاس اور خضر علیہما السلام دونوں ہمارے نبی محمد ﷺ کی اتباع اور شریعت پر ہیں اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں گے۔ تو ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل درآمد اور حکم کریں گے۔

ب...... ’’وفیہ ذکر الخضر بفتح خاء اختلف فی نبوتہ واسمہ بلیا وکنیتہ ابوالعباس قیل کان فی زمان ابراھیم الخلیل وھوحی موجود الیوم علی الاکثر والتفق علیہ الصوفیۃ والصلحاء وحکایا تھم فی اجتماعھم معہ‘‘

(مجمع البحار انوار ج اول ص۳۵۰ سطر۲۶)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ نام ان کا بلیا اور کنیت ان کی ابوالعباس ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اور اب تک زندہ ہیں۔ اکثر ان کی حیات کے قائل ہیں۔ صوفیائے کرام وصلحاء عظام نے ان کی حیات الی الآن پر اتفاق کیا ہے اور ان کی حکایات پر اجتماع ہے۔

یہ تو دو حوالے مسلمانوں کی کتابوں کے ہیں۔ گو مرزائیوں کی بھی مسلمہ ہیں۔ لیکن اب

ہم خالص مرزا قادیانی اوران کے خلیفہ نورالدین کی تحریرات دستخطی حیات ہر چہار پیغمبران علیہم السلام میں نقل کر دیتے ہیں تا کہ دیگر دھوکہ باز مرزائیوں کو بھی یقین حاصل ہو۔ وہو ہذا۔

الف...... ’’اب ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث واخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

ب...... جب (موسیٰ علیہ السلام) نے ’’انا اعلم‘‘ کہہ دیا تب غیرت الٰہیہ نے اپنے پیارے بندہ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا انہیں پتہ دیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام انہیں ملے تو اس کے سچے علوم اور اسرار تک نہ پہنچے۔ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا:’’لن تستطیع معی صبراً‘‘

(بلفظہ حکیم نورالدین کا خط مندرجہ ازالہ اوہام ص۱۳،۴۱۲، خزائن ج۳ ص۶۲۸)

ج...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ مجھے اس وقت ایک قصہ یاد آ گیا۔ جس کو قلائدالجواہر میں محمد بن یحییٰ تاوٗنی نے ارقام فرمایا ہے۔ اس پر غور کرو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:’’جاء نی ابوالعباس الخضر علیہ السلام الخ‘‘ (بلفظہ حکیم نورالدین کا خط مندرجہ ازالہ اوہام طبع ثانی ص۵، خزائن ج۳ ص۶۲۹) کہ میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے، الخ۔

لیجئے حضرات! مرزائی دھوکے بازوں کو اب تو ان پر ایمان لانا چاہئے لیکن مشکل یہ ہے کہ جب اصل ہی اپنی اقراری باتوں پر قائم نہ رہے ہوں تو نقلوں پر کیا شکوہ اور افسوس؟ مگر ہم بطور ناصح خیر خواہی کر کے للہ سمجھاتے ہیں کہ ایسی ایسی دھوکہ بازی اور جہالتوں کو چھوڑ دیں اور اپنی بیماری کا ایک مختصر معتدل نسخہ کسی نہ کسی طرح گلو کے نیچے اتار لیں تا کہ وہ قلب سقیم پر پہنچ کر کچھ اثر کرے اور شقاوت وقساوت قلبی دور ہو۔ جب تک یہ مرض قلبی دور نہ ہوگی تب تک کوئی بھی عمدہ سے عمدہ غذا اثر نہ کرے گی۔ کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے:

دل میں جاہل کے اثر ناصح کی بات — دوستو کچھ بھی ذرا کرتی نہیں
جب تلک بیمار ہے بیمار کو — کچھ اثر اچھی غذا کرتی نہیں

اب ہم یہ دعا جناب الٰہی میں کرتے ہوئے اس مختصر تحریر کو ختم کرتے ہیں۔’’ربنا لاتزغ قلوبنا‘‘

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مصنوعی قادیانی کے اعمال جو سخت کاذب اور اکفر ہے

مولانا محمد شفیق گجرات رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے ہر دو فریق سے کوئی پیری مریدی کا تعلق نہیں۔

ا...... مگر اس وقت میرے سامنے دو شخصیتوں کی تحریرات کا سلسلہ موجود پڑا ہے۔ ان میں سے ایک تو مرزا قادیانی اور دوسرے صاحب جناب فضیلت مآب سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف والے ہیں۔

جب ہم اوّل الذکر کے ہر قسم کی مذہبی تحریرات کے سلسلہ میں حکم کے طور پر بہ نظر غور دیکھتے ہیں تو سوائے لایعنی اوہام اور بیہودہ خرافات اور مزخرافات اور گالی گلوچ کے اور کچھ نہیں پاتے۔ مرزا قادیانی نے محض ایک دکان داری کی پٹڑی جمائی ہوئی ہے ورنہ فی نفسہ ان کی سب نوشت وخواند کے سلسلہ کو مطلقاً ایک ذرہ بھر بھی معاملات دین سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

کیا یہ بھی شعار اسلام میں داخل ہے کہ مرزا نے جھوٹے اشتہارات دے دے کر ہزاروں روپیہ براہین کی پیشگی قیمت پچیس پچیس روپیہ فی نسخہ غریب مسلمانوں سے وصول کی اور کھا گئے اور جس قدر حجم کتاب کا وعدہ کیا تھا۔ اس کا عشر عشیر بھی ایفا نہ کیا اور چند جزو کتاب برائے نام اپنی ہی تعریف وتوصیف میں چھاپ کر خاموش ہو بیٹھے۔ ہر چند مرزا کے چند احباب خصوصاً نور الدین نے عام وخاص کا یہ خیال سمجھ کر کہ یہ صریحاً دھوکہ اور عین شرع کے برخلاف ہے آپ کو مشورہ دیا کہ باقی قیمت اس حصہ کتاب کی جو ابھی طبع نہیں ہوئی اور جس کا وجود عدم سے ظہور میں نہیں آیا، واپس کرنی چاہئے اور نور الدین نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ کے پاس روپیہ نہیں ہے تو مجھ کو ارشاد ہو کہ میں اپنے پاس سے وہ روپیہ جو واجب الادا ہے، واپس کردوں[1]

(فتح الاسلام ص۶۰ تا ۶۲، خزائن ج۳ ص۳۶)

[1] نور الدین کا لوگوں کی قیمت پیشگی وصول شدہ کو واپس کرنے کے لئے مرزا سے اجازت طلب کرنے سے پایا جاتا ہے کہ اس کا منشاء بھی کچھ ادائیگی قیمت کا نہ تھا۔ بلکہ ایک طرف سے پبلک کو اپنی فراغ حوصلگی اور زبانی ہمدردی جتانی مقصود تھی۔ ورنہ

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

اگر ایسا ہی نور الدین کو مرزا کے ساتھ محض بوجہ للہ عقبیٰ کی خاطر ہمدردی تھی، تو کیوں اور کیا باعث کہ نور الدین نے وہ روپیہ جو مرزا کے ذمہ واجب الادا تھا، ان لوگوں کو جن کا حق تھا، واپس کر کے مرزا سے حق العباد کے غصب کرنے کا الزام دور نہیں کیا۔

مگر نہ تو وہ روپیہ مرزا نے واپس کیا اور نہ نورالدین کو ہی اجازت دی کہ وہ ہی غریب اور سادہ لوح مسلمانوں کو روپیہ واپس کر دیتا۔ پس اس قسم کا مذموم فعل یعنی حق العباد کا دیدہ ودانستہ مسائل سے واقف ہو کر غصب کرنا جبکہ ایک عام مسلمان اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ تو جو ولی اللہ، مجدد، محدث، امام الزمان، مہدی، مسیح موعود، نبی بلکہ رسول ہونے کا دعویٰ کر کے پھر ایسا قبیح کام کرے تو کیا اس کے لئے شرم کی بات نہیں؟

۲...... کتاب براہین جس سے ہزار درجہ الف لیلہ کو اپنی ساخت پر فخر ہے۔ اس کی تصنیف کے بعد کئی ایک کتابیں مرزا نے مثل ازالہ، توضیح مرام، فتح اسلام وغیرہ وغیرہ لکھیں اور ان میں بہت سی آیات قرآن شریف کو جیسا کہ: ’’مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمی...... الرحمن علم القران...... یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ...... ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ وغیرہ وغیرہ اپنے حق میں نازل ہونا لکھ کر اس کے مصداق خود بن بیٹھے ہیں۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص۱۹۲، خزائن ج۳ ص۱۹۳)

جب علماء دین نے کہا ہم سے ان امور میں تصفیہ کرو۔ تو الہام ہوا کہ حکم نہیں ایک دو آیات قرآن شریف کا اپنے حق میں نازل ہونا نہیں لکھتے۔ بلکہ سینکڑوں آیات آپ کے لئے ہی ہیں جو بطور پیشین گوئی پہلے ہی سے قرآن میں موجود ہیں اور آج تک مرزا کے سواء کوئی ولی، محدث، مجدد اور عالم ایسا نہیں گزرا جو ان آیات کے معنی یا مطلب سمجھتا۔ غرضیکہ قریباً تمام قرآن شریف اپنے حق میں ہی نازل ہونا بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ قادیاں کا نام بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور خدا نے قادیاں کا نام عزت کے ساتھ قرآن میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ: ’’انا انزلناہ قریبا من القادیان‘‘ (ازالہ اوہام حاشیہ ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

قرآن کی آیات کو مقدم مؤخر کر لینا تو آپ کے نزدیک ایک ادنیٰ بات ہے اور تحریف معنوی کے علاوہ تحریف لفظی بھی اپنے مطلب کے مطابق کر لینا آپ کے نزدیک جائز ہے۔ جیسا کہ آیت: ’’وماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم‘‘ اور ’’وماکان اللّٰہ لیعذبھم وھم یستغفرون‘‘ کو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: ’’وما کان اللّٰہ‘‘ کے پیچھے لفظ ’’معذبھم‘‘ قرآن مجید میں ہے۔ اس کو ’’لیعذبھم‘‘ بدلا دیا ہے۔ دیکھو مرزا کی کتاب (براہین ص۵۱۴، خزائن ج۱ ص۶۱۳) پھر آیت: ’’وکذلك مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء‘‘ کو اپنے حق میں نازل لکھ کر آخیر اس کے ترجمہ میں لکھتا ہے کہ اس جگہ یوسف کے لفظ سے بھی عاجز (مرزا) مراد ہے اور اس آیت میں لفظ ’’مکنّا‘‘ کو مننا سے تحریف کیا ہے اور اسی لفظ کا

ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا انتہیٰ۔ (براہین ص۵۵۵، خزائن ج۱ص۶۶۲)

غرضیکہ جن آیات کو جس طرح چاہا تحریف وتبدیل کر لینا اور لکھ دینا مرزا کے نزدیک تو جائز ہے۔ شاید اس لئے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ’’میں نبی اور رسول بھی ہوں۔‘‘

(توضیح مرام ص۱۸، خزائن ج۳ص۶۰، ازالہ اوہام ص۱۹۲، خزائن ج۳ص۱۹۳)

۳...... آج تک جو الہامات اور پیشین گوئیاں مرزا نے کی ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ غیر اقوام کے پیشواؤں اور لیڈروں کو آپ نے مخاطب بنا کر وہ گالیاں نکالی ہیں کہ الامان جس کے جواب میں انہوں نے اہل اسلام کے پیشواؤں خصوصاً آنحضرتﷺ کی نسبت ایسی سخت لن ترانی کی ہے کہ قلم باوجود دوزبان ہونے کے لکھنے سے قاصر ہے۔

آپ ہی نے جنہوں نے اسلام کو دوسری قوموں کے سامنے سخت ذلیل اور رسوا کیا تھا اور سخت گالیاں نکلوائی تھیں۔ مگر اہل اسلام کے علماء اور سجادہ نشینوں وغیرہ وغیرہ کو بھی سوا بے ایمانوں، بدذاتوں اور یہودیوں کے نہیں لکھا۔ جس کو شک ہو وہ دیکھیں (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ص۳۰۵ اور ازالہ اوہام ص۲۵، خزائن ج۳ص115) بلکہ (ازالہ اوہام ٹائٹل پیج، خزائن ج۳ص۱۰۲) پر لکھا ہے: ’’اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینو جو مکذب اور مکفر ہو وغیرہ وغیرہ۔‘‘

اور ہمیشہ جس نے آپ کو ایسے ایسے کاموں سے منع کیا تو جھٹ اس کی موت کا الہام ساتھ ہی موجود ہوا اور لطف یہ کہ غیروں کے لئے تو موت فوت ذلت اور بربادی کے الہام ہوئے جیسا کہ ’’ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جاوے گی اور وہ جلد لاولدرہ کر ختم ہو جاوے گی اگر وہ توبہ نہ کرے گی تو خدا ان پر بلا نازل کرے گا کہ وہ نابود ہو جاویں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے۔ ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔‘‘ وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۲)

اور اسی طرح مر جائے گا عبداللہ آتھم، مر جائے گا احمد بیگ کا داماد، ذلیل ہوگا ملا محمد بخش، ذلیل ہوگا مولوی محمد حسین، ذلیل ہوگا مولوی ابوالحسن تبتی، مر جائے گا لیکھرام پشاوری، مر جائے گا مولوی محمد حسین ۵۲ برس کی عمر میں۔

اور خاص مرزا کی ذات کے لئے یہ الہام ہوئے۔ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ تو دشمنوں پر فتح پائے گا۔ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور میں تیرے خالص اور دلی محبوب کا گروہ بھی بڑھادوں گا اور ان کے نفوس واموال میں برکت دوں

گا اوران میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ سے تا بروز قیامت غالب رہیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲،۱۰۳)

اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں تیرے نکاح میں آئے گی۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ س۲۰۵) غرضیکہ فائدہ کے الہام تو مرزا کو اپنے لئے ہوتے ہیں اور نقصان وغیرہ کے دوسروں کے لئے۔ مگر شکر ہے کہ دونوں قسموں میں سے آج تک پورا کوئی بھی نہیں ہوا۔

مرزا کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ میں ظلی طور پر مثل محمد مصطفی ﷺ بھی ہوں۔ (ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳ ص۲۲۸) آپ ہی ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے جسم کو کثیف لکھا ہے اور ان کی معراج سے انکار کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو معراج نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہ کشف تھا اور ایسے کشفوں میں میں (یعنی مرزا) تجربہ کار ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۸، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴) پر لکھا ہے کہ: ''وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور ایک شعبدہ باز آدمی تھا۔'' بلکہ مسیح کی نسبت (ضمیمہ انجام ص۵تا۹، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹تا۲۹۳، ازالہ ص۴۸، خزائن ج۳ ص۱۲۶) پر لکھتا ہے، معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد، وہ چور تھا، پاگل تھا، کم عقل تھا، شیطان کا پیرو تھا بلکہ تین دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس کی تین دادیاں اور نانیاں دنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا[۱]۔ اور وہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

۱؎ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس قدر گالیاں نکال کر پھر بھی مرزا کا یہ دعویٰ ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا (جو ایک عیسائی گورنمنٹ ہے اور مسیح علیہ السلام کی نسبت جو اس کا اعتقاد ہے سب کو معلوم ہے) خیر خواہ ہوں۔ کیا خیر خواہ اسی کو کہتے ہیں کہ تمام عیسائیوں اور اہل اسلام کو جو رعایائے سرکار انگلشیہ ہیں، ان کے پیشوا اور ان کے رسول کو اس طرح گالیاں نکالے اور پھر کہے کہ میں خیر خواہ سرکار ہوں بلکہ بعض اشتہارات اور کتابوں جیسا کہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱، خزائن ج۱۱ ص۲۸۵) میں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں کسر صلیب کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ جس کے صاف معنی ہر ایک آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ گو مرزا قادیانی کچھ ہی تاویل کیوں نہ کرے۔ یہ باعث ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ اس کو ہرگز منہ نہیں لگاتی باوجودیکہ دو رسالے ایک تحفہ قیصرہ اور دوم ستارہ قیصرہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی طرف خوشامدانہ مدح سرائی میں لکھ کر بھیجے اور اس دوسرے رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے پہلا رسالہ جو خدمت اقدس میں روانہ کیا تھا۔ مجھ کو بڑی امید تھی کہ مجھ کو کسی شاہانہ کلمہ سے یاد فرمایا جائے گا۔ چونکہ نہیں فرمایا اس لئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

غرضیکہ کوئی کلمہ کفر کا باقی نہیں رہا جو مرزا کی زبان اور قلم سے ایسے ایسے اولوالعزم رسولوں کی نسبت نہ نکلا ہو۔

۴...... مرزا قادیانی کی علمیت ملا محمد بخش صاحب منیجر اخبار جعفرزٹلی نے رسالہ صداقت محمدیہ میں اچھی طرح ظاہر کی ہے۔ ملا صاحب موصوف نے مرزا کی عربی، فارسی بلکہ اردو زبان دانی میں

(بقیہ صفحہ گذشتہ صفحہ) دوسرا رسالہ مجھے لکھنا پڑا۔ باوجودیکہ اس میں خوشامدانہ طور بہت ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مگر اس طرف سے اب تک صدائے برنخواست کیا ہوسکتا ہے کہ ایسے شخص دریدہ دہن کو جس نے خلاف دین آئین حضرت مسیح کو سینکڑوں گالیاں نکالیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ اس کی دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا وغیرہ وغیرہ۔ پناہ بخدا کسی نوازش آمیز کلمہ کا مستحق ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا ایسا شخص جو خاص عیسائی گورنمنٹ کی ایسے ایسے توہین آمیز کلمات سے دل شکنی کرنے کے علاوہ اس کی پیاری رعایا مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنی ایسی لچر بیہودہ اور سخت ترین تحریر سے جان بوجھ کر صدمہ پہنچائے اور پھر خیرخواہ گورنمنٹ ہونے کا دعویٰ کر کے اس کے شاہانہ کلمات کا انتظار کرے تو کیا گورنمنٹ اس کو منہ بھی لگائے گی؟ ہرگز نہیں۔ کیا گورنمنٹ کی طرف سے اس کے دو رسالوں کے جانے پر بھی ایک ذرہ بھر بھی توجہ کی گئی۔ بالکل نہیں! وہ رسالے تو کہیں ردی میں ڈال دیئے گئے۔ ایسے شخص کے رسالوں کی کیا وقعت اور وہاں پوچھتا ہی کون ہے کہ مرزا قادیانی کون ہے۔ حالانکہ مرزا نے ان رسالوں کے بھیجنے کے بعد پیش بندی کر کے ایک اشتہار خطاب، خطاب کی سرخی سے یہ سمجھ کر دے دیا تھا کہ بس رسالے کے پہنچنے کی دیر ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خطاب آیا۔ مگر افسوس وہاں کچھ قدر بھی نہ ہوئی۔ بلکہ مرزا سے تو مولوی محمد حسین صاحب ہی جو اس کے مخالف ہیں، اچھے رہے کہ سرکار نے ان کو ۴ مربع زمین اپنی شاہانہ مہربانی سے عطا کر دی اور مرزا کو باوجود خوشامدانہ رسائل لکھنے پر بھی کسی نے پوچھا ہی نہیں۔ سچ ہے عیسائی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی اور سمجھتی ہے کہ مرزا کس طبیعت کا آدمی ہے اور اس کے ہاتھوں سے اس کی پیاری رعایا عیسائی اور اہل اسلام نے الہام کی آڑ میں کس قدر تکالیف اٹھائی ہیں۔ باوجودیکہ گورنمنٹ نے اس کو ۱۸۹۹ء ماہ فروری میں منع بھی کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تو اور تیرے مرید مباہلہ اور مباحثہ کے لئے کسی کو نہ بلانا اور نہ تو اپنا کس قسم کا الہام جتا کر کسی ہندو، مسلمان، عیسائی وغیرہ کو تنگ کرنا مگر ان دنوں مرزا نے گورنمنٹ کے حکم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مریدوں سے مباہلہ کی درخواست کرائی ہے۔ افسوس کہ گورنمنٹ کے حکم کو دیدہ دانستہ نظرانداز کر کے پھر بھی زبانی خیرخواہ گورنمنٹ بنتا ہے۔

مرزا کی ہی تحریر سے ایسی ایسی غلطیاں نکالی ہیں کہ جن پر ایک طفل مکتب بھی ہنستا ہے۔ مرزا کا یہ دعویٰ کہ میں مستجاب الدعوات اور ملہم ہوں۔ مگر آپ نے جو دعا کی قبول نہ ہوئی اور جو الہام کیا وہ غلط نکلا اور جو پیشین گوئی کی وہ جھوٹ نکلی۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں مرزا کا ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ ہوا اور جب آپ وہاں کم بضاعتی کے باعث ہار گئے تو ڈپٹی صاحب موصوف کی نسبت مفصلہ ذیل پیش گوئی کی۔

’’میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے، یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے، ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جاویں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے قرار دو۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۴۳۵)

مگر اس قادر کریم نے جس کے دست قدرت میں ہر ایک کی موت اور زندگی ہے۔ عبداللہ آتھم کا ایک بال بیگانہ کیا اور مرزا کی یہ پیش گوئی حرف غلط کی طرح اڑ گئی اور مرزا اپنے کہنے کے مطابق آپ ہی لعنتی، بدکاروں کا بدکار اور شیطانوں کا شیطان بنا اور عیسائیوں نے بعد گزرنے معیاد مقرر کردہ مرزا۔ امرتسر میں عبداللہ آتھم کو شہر میں ایک گاڑی پر سوار کر کے پھرایا اور اس گاڑی کے اوپر ایک کپڑا لگایا جس پر موٹے موٹے حروف میں لکھا کہ ’’اسلام جھوٹا ہے۔‘‘

کون ایسا مسلمان تھا جس کو یہ دیکھ کر اور سن کر مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی کی بدولت سخت صدمہ نہ پہنچا ہوگا اور اسی پر عیسائیوں نے بس نہیں کی بلکہ اشتہارات چھاپ چھاپ کر تقسیم کئے اور ہزاروں گالیاں اسلام اور بانی اسلام کو اسی مرزا کی پیش گوئی کی بناء پر مسلمانوں کو سننی پڑیں۔

بلکہ مرزا کے رشتہ داروں میں سے آپ کے خالہ زاد بھائی محمد سعید نے دین عیسوی قبول[1] کر لیا اور اس نے ایک اشتہار میں عیسائیوں کی طرف سے عبداللہ آتھم کی پیش گوئی کے متعلق اسلام اور بانی اسلام کو وہ سخت اور سست لکھا کہ الامان۔

۱؎ مرزا تو کسر صلیب سے ہمیشہ یہی مراد لیتا ہے کہ عیسائی مسیح موعود پر ایمان لائیں گے مگر اب تک ہزاروں عیسائیوں کا مرزا کے ہاتھ پر ایمان لانا تو درکنار دس پانچ عیسائی بھی آپ پر ایمان نہیں لائے۔ بلکہ مرزا کے قریبی رشتہ دار ہی عیسائی ہو گئے۔ اگر اسی کا نام کسر صلیب ہے تو مرزا کی تاویل بہت عمدہ ہے۔

مگر یہ سب کچھ اہل اسلام کو مرزا کی خاطر اور اس کی پیشین گوئی کی بدولت دیکھنا نصیب ہوا۔ مرزا نے اس پیشین گوئی کی تاویل ایک عجیب طرح پر کردی کہ عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ دل میں اسلام کی طرف رجوع کر گیا ہے۔ جس پر ملا محمد بخش صاحب منیجر اخبار جعفرزٹلی لاہور نے عبداللہ آتھم کو خط لکھا اور پوچھا کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ آپ دل میں ڈر گئے اور عظمت اسلام کے قائل ہوگئے؟ مگر عبداللہ آتھم نے تحریری خط اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا کہ میں ہرگز عظمت اسلام کا قائل نہیں ہوا۔ جیسا کہ میں پہلے عیسائی تھا، ویسا ہی اب تک ہوں۔ جس خط کو ملّا صاحب موصوف نے چھپا کر مفت تقسیم کیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ڈپٹی عبداللہ صاحب کا خط

آمدہ مورخہ ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۴ء

جناب محسن بندہ جناب مولانا محمد بخش صاحب، مالک اخبار جعفرزٹلی لاہور!

تسلیم! آپ کے خط کے جواب میں قلمی ہے کہ میں اپنے ایمان مسیحی کی بابت مفصل اخبار نور افشاں وغیرہ میں اشتہار دے چکا ہوں کہ میں سچے دل سے عیسائی جس طرح تھا، ویسا ہی اب تک اپنے ایمان پر قائم ہوں اور ہرگز اسلام کی طرف ذرا بھی مائل نہیں ہوا۔ نہ ظاہراً نہ باطن میں۔ تو اب فرمائیے کہ اس سے زیادہ اور کیا کرسکتا ہوں۔ جو آدمی کچھ بھی عقل رکھتا ہے۔ اس سے صاف جان سکتا ہے۔ باقی رہا مرزا قادیانی کا شرط لگانا کہ آتھم قسم کھا کر یہ بات کہہ دے۔ سو صاحب من! میرے مذہب میں تو قسم کھانا منع ہے۔ متی کی انجیل میں صاف لکھا ہے کہ ”تم ہرگز قسم مت کھاؤ۔“ ہاں کی ہاں اور نہ کی ناں ہونی چاہئے اور ہزار دو ہزار روپیہ کی شرط لگانا تو ایک طرح کی جوابازی ہے۔

میرے خیال اور میرے مذہب میں اس طرح کا لالچ بھی منع ہے۔ مرزا قادیانی کی مرضی جو چاہیں سو کہتے جائیں۔ میں تو پہلے بھی یہ دعا مانگتا تھا اور اب بھی یہی دعا مانگتا ہوں کہ ”یا خدا تعالیٰ! تو مرزا قادیانی پر رحم کر اور اس کو ہدایت کر کہ راہ راست پر آوے اور اس کو صحت اور تندرستی جسمی اور دماغی بخش، آمین۔“ اس سے زیادہ سب کچھ فضول ہے اور میں ایک ضعیف العمر آدمی، قریب ۷۰ سال کی عمر کا ہوں۔ آخر کہاں تک جیوں گا۔ کون جانتا ہے کہ کب خدا تعالیٰ بلا لے۔ زیادہ نیاز۔ ازمقام فیروز پور۔

آپ کا مشکور بندہ عبداللہ آتھم پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

اس کے شائع ہونے سے مرزا کی پیشین گوئی کے جھوٹ ہونے میں کسی کو کچھ شک باقی نہ رہا اور مرزا کے جھوٹ بولنے اور لکھنے کا علانیہ ثبوت مل گیا۔ گو اس پیشین گوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور عبداللہ آتھم کے مکان پر سانپ چھوڑے گئے کہ عبداللہ آتھم مر جاویں اور معہ مریدان خاص دھاڑیں مار مار کر روتے چلاتے رہے لیکن خداوند کریم نے ایک نہ سنی اور عبداللہ آتھم میعاد مقررہ کے اندر ہرگز نہ مرا اور مرزا کی پیش گوئی خاک میں مل گئی افسوس ایسے ملہم پر۔

۵...... اسی طرح مرزا نے اپنے لئے ایک پیشین گوئی کی اور وہ یہ ہے: ''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا اور ایک زکی غلام تجھے ملے گا......اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

پھر اس لڑکے کی نسبت (اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۷) میں اس طرح لکھتے ہیں کہ: ''مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔'' مگر افسوس بلکہ ہزار افسوس مرزا کی یہ پیشین گوئی بھی مثل سابقہ الہامات اور پیشین گوئیوں کے خاک میں مل گئی۔ کیونکہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر جب دوسرے حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت میں نے ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کو پیشین گوئی کی تھی، وہ یہی لڑکا ہے جو ۷/اگست ۱۸۸۷ء ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب پیدا ہوا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۱) مگر وہ لڑکا بھی خوردسالی میں راہی ملک عدم ہوگیا اور مرزا کی پیشین گوئی اس مولود کی طرح خاک میں مل گئی۔ کیا ہی عمدہ طور سے آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور کیسا ہی وہ لڑکا اسیروں کا رستگار ہوا اور کیا ہی دوسری قوموں نے اس سے برکت حاصل کی۔ کیوں نہ ہو مرزا جیسے نبی اور رسول ہوں اور پھر ماشاء اللہ ایسی ایسی پیشین گوئیاں پوری ہوجاویں۔ توبہ توبہ۔ نعوذ باللہ۔

۶...... اس میں کچھ شک نہیں کہ جس جس نے مرزا کو اس مذموم طریقہ سے منع کیا اور کہا کہ ایسے ایسے لایعنی اوہام سے باز آؤ اور توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ بس انہی کی نسبت موت، فوت، ذلت وغیرہ کا جھٹ الہام نمودار ہوا۔ لیکن صدہا شکر کہ پورا کوئی نہ ہوا۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ملا محمد بخش صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کی نسبت الہام ہوئے۔ مگر خدا کے فضل وکرم سے ان کا

ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا اور مرزا ہمیشہ نادم ہوا۔

ابھی ۱۸۹۸ء میں مرزا نے ایک الہام ملا محمد بخش صاحب، مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی ابوالحسن تبّتی کی نسبت بدیں مضمون شائع کیا کہ یہ تینوں صاحبان ۱۳ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے لے کر ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خوار اور ذلیل ہوں گے اور یہ الہام مرزا نے اس شدومد سے کیا کہ الامان۔ چونکہ مرزا ماشاء اللہ ملہم صادق تو تھا ہی آپ ہی اس الہام کی لپیٹ میں آ گئے اور یہ الہام الٹا ہو کر مرزا کو ایسا چمٹا کہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ذلیل تو فریق مخالف نے ہونا تھا۔ مگر مرزا آپ ہی ملزم بن کر اسی تاریخ ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر کے اجلاس میں پیش ہوا۔

حالانکہ اسی تاریخ سے فریق مخالف کی ذلت شروع ہونی تھی۔ لیکن مرزا آپ ہی ذلت میں مبتلا ہوا اور یہ الہام بھی آپ کا ایسا پورا ہوا کہ آپ کو وہاں عدالت میں آئندہ الہامات اور پیشین گوئیاں کرنے سے توبہ نامہ لکھ کر دینا پڑا کہ میں آئندہ کبھی بھی کسی کی نسبت خواہ مسلمان ہو، ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ الہام یا پیشین گوئی نہ کروں گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۳۶)

اور اس پیشین گوئی میں جس فریق کے لئے یہ الہام تھا کہ وہ ذلیل وخوار ہوگا۔ وہی غالب رہا اور مقدمہ اس کے حق میں طے پایا۔ جس کو شک ہو وہ دیکھے

(رسالہ صداقت محمدیہ مُصنفہ ملّا محمد بخش صاحب منیجر اخبار جعفر زٹلی لاہور، مورخہ ۲۰ر فروری ۱۸۹۹ء)

۷...... غرضیکہ مرزا کے عجیب وغریب اور نادر الہام اور پیشین گوئیاں ہیں جو ایک دانا اور سمجھ دار کے لئے تو مضحکہ آمیز باتیں ہیں۔ مگر مرزا کے لئے باعث فخر اور آپ کے بعض الہام ایسے بھی ہیں جو خدا نے آپ کو الہام تو کئے مگر ذہانت طبع کے باعث آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ جیسا کہ ”ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے...... وہ سخت ذہن وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم و علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جاوے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔“

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

اب جائے تعجب ہے کہ مرزا کو الہام تو ہو گیا۔ مگر اس میں یہ جو لکھا ہے کہ وہ تین کو چار

کرنے والا ہوگا۔ مرزا کی سمجھ میں نہیں آیا۔ جس الہام سے مرزا کے خدا پر بھی حرف آتا ہے کہ وہ خدا عجب خدا ہے کہ جس نے اس زمانہ میں ایک ایسا ملہم چنا ہے جس کو اس کی باتیں ہی سمجھ میں نہیں آتیں۔ تو وہ تبلیغ احکام ربانی کیونکر کر سکے گا اور ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ الہام جن کو وہ اپنے زعم میں یہ سمجھا ہو کہ وہ سمجھ گیا ہے نہ سمجھا ہو اور غلط سمجھا ہو۔

آپ کے مریدوں میں بعض ایسی عورتیں بھی ہیں جن کو مرزا کی تائید میں خدا کی طرف سے الہام ہوئے۔ مگر خود ملہمہ کی سمجھ میں نہ آئے۔ چنانچہ بمقام لیہ ایک عورت غلام فاطمہ کو الہام ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ سمجھ سکے باوجودیکہ وہ عورت محض عربی کے علم سے جس میں اس کو الہام ہوئے ناآشنا ہے۔ لیکن پھر بھی مرزا کی تائید میں اس کو طرح طرح کے الہام ہوئے ہیں اور لطف یہ کہ الہام عربی زبان میں ہیں اور وہ عورت ان کے معانی سمجھنے سے قاصر ہے۔ کیوں نہ ہو مرزا کا خدا اپنے ملہم ایسے ہی بھیجا کرتا ہے جن کو وہ الہامات جو اس کی طرف سے ہوں، ملہموں کی سمجھ میں نہ آسکیں۔ چنانچہ غلام فاطمہ اپنی صداقت کی دلیل یہ لکھتی ہے ’’اب اگر کوئی میری گواہی مانے یا نہ مانے لیکن میرے الہام کی سچائی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ جس زبان میں مجھے الہام ہوتا ہے یعنی عربی میں اس سے میں بے خبر ہوں۔

(عاجزہ غلام فاطمہ ساکنہ شہر لیہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ۱۳؍مئی ۱۸۹۷ء)

بہر دانا اشارتے کافی است۔ اس زمانے کے ملہم اور ملہمہ دونوں کے الہاموں کے نمونے ہم نے پبلک کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ اب وہ خود موازنہ کر لیں۔

۸...... مرزا نے یوں تو جو پیشین گوئیاں یا الہام کئے۔ ان کو پورا کرنے کے لئے اپنی طرف سے جس طرح ہو سکا، خفیہ یا ظاہرا بندوبست کئے۔ مگر مرزا کی یہ پیشین گوئی جواب ہم آخیر میں درج کرتے ہیں۔ ایک عجیب اور نرالی ہے۔ آپ کے رشتہ داروں میں ایک شخص مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ تھا۔ اس کی ہمشیرہ نے اپنی ملکیت میں سے کچھ زمین مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نام ہبہ کر دی۔ جب یہ ہبہ نامہ مرتب ہوا تو چونکہ آپ اس کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ مرزا کے بھی دستخط اس ہبہ نامہ پر کرائے جاویں۔ پس مرزا نے جبکہ وہ کاغذ آپ کے سامنے لایا گیا۔ تو یہ عذر کیا کہ میں استخارہ کر کے دستخط کروں گا۔

آخرالامر آپ نے مرزا احمد بیگ کو کہا کہ استخارہ سے معلوم ہوا کہ تمہاری لڑکی کی شادی

میرے مقدر میں لکھی ہے۔ آپ اس کا عقد میرے ساتھ کردیں تو میں اس ہبہ نامہ پر دستخط کروں گا۔ مگر مرزااحمد بیگ نے منظور نہ کیا تو آپ نے علانیہ دھمکی کے طور پر ایک الہام کردیا کہ مرزااحمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ کی دختر کلاں میرے نکاح میں آئے گی۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵) اور پھر آپ نے یہ الہام بھی کیا کہ اگر اس کے والدین کسی اور جگہ سوا میرے اس کا نکاح کریں گے تو اس کا خاوند مر جائے گا اور پھر بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ بلکہ (آسمانی فیصلہ کے آخری ص۴۰، خزائن ج۴ ص۳۵۰) پر یہ بھی لکھ دیا کہ خدا نے کہا ہے کہ تیرا عقد نکاح ہم نے اس سے باندھ دیا ہے۔ قصہ مختصر آپ نے اپنی منکوحہ عورت اور اپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کو مجبور کیا کہ وہ کوشش کریں اور لڑکی کے والدین کو راضی کر کے میری طرف مائل کریں۔ کیونکہ وہ سلطان احمد کی والدہ کے رشتہ دار تھے۔ مگر نہ سلطان احمد اور نہ اس کی والدہ سے یہ کام ہوسکا۔ اس لئے مرزا نے سلطان احمد اپنے بڑے لڑکے کو اپنی جائیداد سے محروم کردیا اور اس کی والدہ کو طلاق دے دی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے دوسرے لڑکے فضل احمد کو بھی یہی لکھا کہ تم اپنی زوجہ کے ذریعہ اس کام کو انجام دو۔ اگر تمہاری عورت یہ کام نہ کرے تو تم اس کو طلاق دے دو۔ کیونکہ اس لڑکی کے والدین مرزا کی بہو کے رشتہ دار تھے اور ساتھ ہی اپنے لڑکے کو یہ بھی لکھا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم کو میری جائیداد سے ایک روپیہ بھی وصول نہ ہوگا۔ بلکہ ایک شرطیہ طلاق نامہ اپنی بہو کے لئے لڑکے کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی زوجہ کو بھیج دو۔ مگر اس نے ایک نہ سنی اور جب اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہونے لگا اور مرزا کو خبر پہنچی تو آپ نے لڑکی کے والدین کے رشتہ داروں کو اس طرح خط لکھا کہ مجھے بڑی امید تھی کہ اس کا نکاح میرے ساتھ ہوگا اور اس نکاح کے لئے لاہور اور امرتسر وغیرہ شہروں کی مسجدوں میں میرے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

اب یہ بات آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح ہوسکے اس لڑکی کے والدین کو دوسری جگہ شادی کرنے سے روکو اور میری طرف مائل کرو اور یہ بھی دم دیا کہ اگر میرا نکاح اس کے ساتھ ہوگیا تو خدا کی برکتیں نازل ہوں گی اور جو کچھ میرے پاس ہے۔ اس میں سے جو اولاد ہوگی وہ مالک ہوگی۔ (کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۴،۱۲۵، مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر لدھیانہ) غرضیکہ لطائف الحیل سے جس قدر ہوسکا ان کو فریب دینا چاہا۔ مگر لڑکی کے والدین نے صاف انکار کر کے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ پڑھا کر آپ کی ملہمی کو خاک میں ملا دیا اور آپ کا یہ بھی الہام تھا کہ

اس کا خاوند ۲۱؍نومبر ۱۸۹۴ء تک مرجاوے گا۔ مگر وہ آج تک نہ مرا اور خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحیح وسالم زندہ موجود ہے اور وہ عورت اس کے گھر میں آباد اور صاحب اولاد ہے۔ یہ ہیں مرزا کے الہامات اور ان کے پورا کرنے کے وسائل۔

بہر دانا اشارتے کافی است

سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے حالات

اب ہم دوسرے صاحب جناب فیض ماب معلےٰ القاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ ساکن گولڑہ شریف کا کچھ مختصر سا حال معرض تحریر میں لاتے ہیں۔ آپ ہندوستان میں ایک مشہور و معروف صوفیاء کرام کے باعث فخر ہونے کے علاوہ عالم باعمل و فاضل اجل بھی ہیں۔ بڑے بڑے علامہ دہر اور علمائے نامدار کو آپ کی شاگردی پر ناز ہے:

کو فلاطوں کہ باہمہ فطنت طے کندزانوے سبق خوانی

آپ ہی ہیں جنہوں نے محض بوجہ اللہ اور فقط دین کی محبت سے خداوند تعالیٰ آپ کے وجود باجود کو جو کہ ایک چشمہ فیض ہے، دیر تک سلامت باکرامت رکھے۔ بے چارے سادہ لوح آدمیوں کو مرزا کے دام تزویر سے بچانے اور عوام الناس کو اس کے دھوکہ سے دور رہنے کے لئے ایک کتاب بنام ''شمس الہدایت'' لکھی ہے۔ جس میں مرزا کے بدعقائد کی نسبت محققانہ اور عالمانہ طور پر ایسی بحث کی کہ دوست تو دوست، دشمن بھی رطب اللساں ہیں اور اس لاجواب کتاب کو دیکھ اور پڑھ کر مرزا کے بہت سے مریدوں نے مرزا سے قطع تعلق کرکے دلی نفرت کی ہے۔ دیکھو (وکیل اخبار امرتسر مورخہ ۱۸؍جون ۱۹۰۰ء[۱]) اور مرزا کو اتنی جرأت نہیں کہ اس کتاب کا جواب بھی لکھتا۔

سید صاحب موصوف نے مرزا کے مبلغ علم کا فوٹو پبلک کے سامنے ایسا رکھ دیا ہے کہ مرزا بذات خود دیکھ دیکھ کر اب بھی مارے ندامت کے پانی پانی ہوا جاتا ہے۔ آپ نے قرآن شریف اور ایسی ایسی دینی کتابوں، تفاسیروں وغیرہ کے مطابق مرزا کے عقائد بد کی بیخ کنی کی ہے

[۱] اخبار وکیل ۱۸؍جون ۱۹۰۰ء ص ۷، مقام کوٹ نجیب اللہ خان ضلع ہزارہ سے منشی نواب الدین صاحب ایک طویل تحریر ''ایک معجزہ بنائے انقلاب مذہبی'' کے عنوان سے بھیجتے ہیں۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ بمقام گولڑہ کے پیر صاحب کی کتاب شمس الہدایت سے متاثر ہوکر ضلع ہزارہ کے تمام معتقدین مرزا قادیانی کے عقیدہ کے مخالف ہوگئے ہیں۔

کہ میاں نورالدین بھیروی کی بھی عقل چکر کھا گئی۔ (اخبار الحکم مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۰ء) جو قادیان سے برائے نام ایک پرچہ نکلتا ہے۔ اس میں نورالدین پوچھتے ہیں کہ یہ کتابیں دیکھنے کے لئے کہاں سے مل سکتی ہیں۔ سبحان اللہ!

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

جہلاء کم سمجھ نادان نورالدین پر کس قدر علمیت کا ظن رکھتے تھے۔ مگر شمس الہدایت نے علاوہ ان اشخاص کے جو اس کتاب کو دیکھ کر ہدایت پاگئے ہیں۔ ہر کس وناکس پر یہ معجزہ نمائی کا کام بھی کر دکھایا کہ نورالدین کی لیاقت کا اندازہ بھی اسی ضمن میں بخوبی معلوم ہوگیا:

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار

ابھی تک کتابیں دیکھنا تو درکنار نورالدین کے کان بھی ناآشنا ہیں اور استفسار سے پایا گیا ہے کہ نورالدین برائے نام ہی مرزائی جماعت میں مولوی گنا جاتا ہے۔ ورنہ اصل میں کچھ علمی مذاق نہیں رکھتا۔ گو نورالدین نے اسی اخبار الحکم میں لکھا ہے کہ میں نے ۴۰ صفحات تک کتاب شمس الہدایت دیکھی ہے۔ مگر اس کا جواب اس سے بھی آج تک کچھ نہ بن سکا اور تار عنکبوت سے بھی بودے اور نامعقول چند اعتراضات سے جو اس کی بے علمی اور کم بضاعتی پر دلالت کرتے ہیں، ٹالنے کی کوشش کی۔

الا مولوی غازی صاحب نے جن کو سید صاحب موصوف کے خدام میں منسلک ہونے کا ایک فخر حاصل ہے۔ ان اعتراضات کے وہ پرخچے اڑائے کہ میاں نورالدین کو باردگر یہ حوصلہ نہ ہوا کہ سید موصوف صاحب کے بندگان درگاہ کے سامنے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا۔ مولوی غازی صاحب نے نورالدین کو بذریعہ مطبوعہ جواب یہ بھی لکھا کہ وہ کتابیں جن کے ناموں سے تمہارے کان ابھی تک آشنا نہیں ہوئے۔ بالمشافہ دکھانے پر بھی تیار ہیں۔ اس کتاب شمس الہدایت کو دیکھ کر جس میں نہایت متانت اور تہذیب سے مرزا کے بدعقائد کا رد کیا گیا ہے۔ مرزا سے اور تو کچھ نہ بن سکا کہ اس کا جواب ہی لکھتا اور ان قوی دلائل کو جو سید صاحب نے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے پیش کئے ہیں، رد کرتا۔ لیکن کیا تو یہ کیا کہ عبدالکریم نامی اپنے ایک مرید سے جو عربی، فارسی علوم سے محض نابلد ہے، سید صاحب کی شان میں (الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۰ء) میں اپنی عادت قدیمانہ کے مطابق گالیاں نکلوا کر اپنے مشن کا عمدہ ثبوت دیا ہے۔

وہ لکھتا ہے: ’’خدا تعالیٰ کا ابتلاء اور امتحان جو قوم پر نازل ہوا۔ ان مدعیوں کو بہت راس آیا کہ سنت کے خلاف کتاب اللہ کی ضد میں جو کچھ انہوں نے کہا، لوگوں نے مان لیا۔ غنیمت تھا کہ فقیر صاحب طبل درزیر گلیم رہتے اور اپنی دکان پر بیٹھ کر عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پرانے خریداروں کی جھولی میں لاف کاف کامات الم غلم ڈالتے رہتے۔ لیکن یہ کیا انہی سوجھی کہ اوّل مولویت اختیار کی اور بعد ازاں مرسل اللہ پر نکتہ چینی شروع کی۔ کاش وہ مولویت کا حق ادا کرتے اور حق تو یہ تھا کہ اپنے گریبان میں ایک جھات ڈالتے کہ مولویت سے بہرہ یہی ہے فقیری کے سر پر تو خاک ڈال ہی چکے تھے اور ننگے منگے ہو کر دکھا چکے کہ پلے ایک کوڑی نہیں مگر عالم ظاہری کی کوئی شان دکھائی ہوتی۔ افسوس پیر جی نے پیری اور مولویت دونوں کی مٹی پلید کر دی، وغیرہ وغیرہ۔

اب وہ اشخاص جو سید صاحب موصوف کو اچھی طرح سے جانتے ہیں اور ان کی حسب و نسب اور شرافت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی آنجناب کو جو آپ کی شان والا کے برخلاف لکھے گئے ہیں، دیکھ کر بطور منصفانہ موازنہ کریں گے کہ کیا یہ کلمات جو نامہذبانہ طور پر سید صاحب کے حق میں بجائے اس کے کہ کتاب کا جواب مدلل اور متانت سے لکھتے، شایاں و زیبا ہیں۔ پھر ایسے شریف النفس عالم باعمل جن کے لاکھوں مرید ہیں اور ان میں سے سینکڑوں عالم بلکہ فاضل اور اس پر سید اولاد حضرت محمد ﷺ اور ان کے حق میں...... افسوس۔

ناظرین پر واضح ہو کہ اس عبدالکریم نے جو مرزا کا ایک چہیتا مرید ہے، سید موصوف کے بارہ میں ایسے ایسے نامہذب اور دل شکن فقروں سے قریباً اخبار کے ۱۶ کالم سیاہ کر ڈالے ہیں۔ جن میں سے ہم نے مشتے نمونہ از خروارے ابھی ایک کالم لکھا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کم جس سے ہر کس و ناکس پر اس قدر لکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا اور اس کے مریدوں میں علاوہ بے علمی اور جہالت کے، کس قدر بدتہذیبی کا نمونہ بھی موجود ہے:

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اصل میں اس جماعت اور اس کے بانی مرزا قادیانی پر کچھ جائے افسوس نہیں۔ بھلا جس نے حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی کو جو عیسائی گورنمنٹ کا پیشوا ہے جس کے زیر

سایہ ہم لوگ آرام سے بسر کر رہے ہیں۔ چور، پاگل، کم عقل، شیطان کا پیرو لکھ کر یہ بھی لکھا کہ اس کی یعنی مسیح علیہ السلام کی تین دادیاں، نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے اس کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا تو علماء دین کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، تھوڑا ہے۔

خلاصہ کلام سید صاحب کی یہ کتاب بیشک اسم بامسمٰی ہے۔ آپ کی کتاب لاریب شمس الہدایت ہے جس جس نے یہ کتاب دیکھی ہے۔ آپ کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے کہ سید صاحب نے محض پبلک پر بڑا احسان کیا ہے کہ ایسے پر آشوب زمانہ میں ایسے ایسے چالاک حریص اور طامع آدمی سے اس کے عقائد کو قرآن شریف اور احادیث نبویہ کے برخلاف ثابت کر کے خلق خدا کو بچایا اور سب سے زیادہ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ جیسے عالموں نے مرزا کی کتابوں میں سے پبلک پر یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ شخص گورنمنٹ انگلشیہ کا ہرگز خیر خواہ نہیں کیا عیسائی گورنمنٹ کا خیر خواہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے جو علانیہ اپنی کتابوں میں لکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام معاذ اللہ ثم معاذ اللہ چور تھا، پاگل تھا، کم عقل تھا۔ اس کے دماغ میں خلل تھا۔ شیطان کا پیرو تھا۔ اس کی دادیاں اور نانیاں کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵تا۹، خزائن ج۱۱ص ۲۸۹تا۲۹۳)

کیا عیسائی گورنمنٹ جو ہماری مہربان گورنمنٹ ہے۔ اس قسم کے کلمات اپنے پیشوا کے حق میں سن کر خوش ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا عیسائی رعایا گورنمنٹ انگلشیہ اور اہل اسلام ہر دو فریق حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ایسے شنیع اور توہین آمیز کلمات سن کر رنجیدہ خاطر نہیں ہوتے؟ کیا ان کا دل پاش پاش نہیں ہوتا؟ ضرور ہوتا ہے۔ پس گورنمنٹ انگلشیہ کی جان نثار رعایا اہل اسلام اور عیسائی اور نیز خود گورنمنٹ کا دل دکھانے والا آدمی کبھی خیر خواہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

شکر صد شکر کہ ایسے شخص کے حالات اور اس کے اس قسم کے بدعقائد سے اس کی کتابوں میں سے سید صاحب جیسے عالموں نے پبلک کو پورے طور پر اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو اس نیک کام کی جزا خیر دے۔ آمین ثم آمین!

ہم نے یہ فیصلہ حکم کے طور پر لکھا ہے اور ساتھ ہی مرزا کی کتابوں کا حوالہ دے دیا ہے۔ جس کو شک ہو وہ مرزا کی کتابیں سامنے رکھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔ والسلام

المشتہر ...... محمد شفیق مولوی فاضل ساکن چکوڑی ضلع گجرات پنجاب

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

رفع الالتباس،

بحث اوّل

متعلق بمسئلہ ملائکۃ

نامعلوم مصنفؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’الحمد للّٰہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل له عوجا، والصلوٰۃ والسلام علی رسوله وعلی اله واصحابه وسلم تسلیما کثیراً کثیرا‘‘ امابعد واضح ہوکہ اس تحریر کا باعث کوئی نفسانی غرض نہیں ہے اور نہ کسی خاص شخص سے کسی قسم کا تعلق دنیاوی اشتراک املاک منقولہ وغیر منقولہ اور نہ کسی کے کسب وآمدنی جائز وناجائز پر حسد۔ بلکہ جو مسلمان بھائی عقائد حقہ وباطلہ میں امتیاز کا ملکہ نہیں رکھتے، ان کو عقائد حقہ وباطلہ کی طرف توجہ دلانے اور عقائد باطلہ کے ضرر سے بچانے کے واسطے بطور مشت نمونہ خروارے ایک عقیدہ حقہ اہل سنت والجماعت کا مدلل بدلائل اور دوسرا وہ عقیدہ جو اس کے برخلاف فی زمانا اشاعت کیا جاتا ہے، بمعہ اس کے اظہار تغلیظ کے سلک تحریر میں لاکر ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

عقیدہ اہل سنت وجماعت

ا...... سارے آسمانی دین ملائکہ کی وساطت سے انسانوں تک پہنچے ہیں: ’’الحمدللّٰہ فاطر السموٰت والارض جاعل الملئکة رسلا اولی اجنحة مثنٰی وثلٰثه وربع الخ (فاطر:۱)‘‘ ﴿آسمان وزمین بنانے والے اور دودو اور تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والے، بنانے والے اللہ کی سب تعریف ہے۔ پیغام پہنچانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام رسولوں تک پہنچانے والے۔﴾ تفسیر جامع البیان اور بیضاوی اور جلالین اور رحمانی: ’’انا اوحینا الی ابراهیم واسمٰعیل و اسحٰق ویعقوب و الاسباط وعیسیٰ و ایوب و یونس و هارون و سلیمان و اتینا داؤد زبورا(سورة النساء:۱۶۳)‘‘

﴿ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے اس وحی کی مثل جو ہم نے نوح اور اس کے بعد انبیاء کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی۔﴾

ابوذر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے سے رسول اللہ ﷺ نے انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان فرمائی۔ مشکوٰۃ ص۵۱۱ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے وحی اترنے کی کیفیت پوچھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبھی کبھی مجھ کو وحی ایسے آتی ہے۔ جیسے گھنٹال کی آواز اور اس قسم کی وحی مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے اور کبھی کبھی میرے واسطے فرشتہ مرد کی صورت بن آتا ہے۔ پھر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پھر جو کہتا ہے میں یاد رکھتا ہوں الخ! (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۵۲۲، باب المبعث وبدأالوحی)

۲...... ملائکہ اللہ تعالیٰ کی ایک جدی مخلوق ہے۔ جیسے انسان اور جن جدی جدی مخلوق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جن بے دخان آگ سے اور جس سے آدم علیہ السلام پیدا کیا گیا۔ اس کا تمہارے واسطے بیان کیا گیا ہے یعنی مٹی سے۔ حدیث (مسلم مشکوٰۃ ص۵۰۶، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء)''قال جمهور اهل الكلام من المسلمين الملائكة اجسام لطيفة اعطيت قدرة على التشكل باشكال مختلفةٍ ومسكنها السموٰت وابطل من قال انها الكواكب اوانها الانفس الخيرة التى فارقت اجسادها وغير ذلك من الاقوال التى لايوجد فى الادلة السمعية شىٔ منها''

(فتح الباری شرح بخاری جزو۱۳)

یعنی مسلمانوں میں سے جمہور اہل کلام نے کہا ہے کہ فرشتے لطیف اجسام ہیں۔ جن کو مختلف اشکال میں متشکل ہونے کی قدرت دی گئی ہے اور آسمان ان کی جائے سکونت ہیں اور جس نے کہا کہ وہ ارواح کواکب یا وہ نفوس صالحہ ہیں۔ وہ اپنے اجساد سے جدا ہوگئے اور وغیرہ وغیرہ اقوال جن میں سے دلائل سمعیہ (قرآن وحدیث) میں کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔ اس کا خیال باطل ہے۔

''واختلف العقلاء فى حقيقتهم بعد اتفاقهم على انها ذوات موجودة قائمة بانفسها فذهب اكثر المسلمين الىٰ انها اجسام لطيفة قادرة على التشكل باشكال مختلفة مستدلين بان الرسل يرونهم كذلك وقالت طائفة من النصارىٰ هى النفوس الفاضلة البشرية المفارقة للا بدان وزعم الحكماء انها جواهر مجردة مخالفة للنفوس الناطقة فى الحقيقة منقسمة الى قسمين قسم شانهم الا ستغراق فى معرفة الحق والتنزه عن الاشتغال بغيره كما وصفهم فى محكم تنزيله فقال يسبحون الليل والنهار لايفترون وهم العليون والملائكة المقربون وقسم يدبرالامر من السماء الى الارض على ماسبق به القضاء وجرىٰ به القلم الالهى لا يعصون الله ماامرهم ويفعلون ما يؤمرون وهم المدبرات امرا فمنهم سماية ومنهم ارضية على تفصيل اثبته فى كتاب الطوالع (بيضاوى ص۵۸)''

یعنی عقلائے اس بات پر اتفاق کرنے کے بعد کہ فرشتے ذوات قائمہ بذات خود ہیں۔ ان کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے۔ پھر اکثر مسلمان اس طرف گئے ہیں کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں۔ مختلف اشکال میں متشکل ہونے پر قادر ہیں۔ بایں دلیل کہ رسول ﷺ اسی طرح ان کو دیکھا

کرتے تھے اور نصاریٰ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ نفوس فاضلہ بشریہ ہیں۔ جو اپنے ابدان سے جدا ہو گئے ہیں اور فلاسفہ نے گمان کیا ہے کہ وہ جواہر مجردہ اپنی حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں۔ وہ دو قسم پر منقسم ہیں۔ ایک قسم کی شان حق کی معرفت میں استغراق اور غیر کے اشتغال سے تنزہ ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ان کا حال بیان کیا اور فرمایا ہے کہ وہ رات دن تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ سستی نہیں کرتے اور وہ علیین اور ملائکہ مقربین ہیں اور دوسری قسم کے قضاء الٰہی کے موافق آسمان سے زمین تک اترنے والے کام کی تدبیر کرتے ہیں۔ کسی امر میں اللہ تعالیٰ کی بے فرمانی نہیں کرتے۔ جو حکم ہوتا ہے، وہی کرتے ہیں اور وہ مدبرات امر ہیں۔ پھر کچھ ان میں سے سماوی ہیں اور ان میں سے ارضی ہیں۔ اس تفصیل کے موافق جو میں نے کتاب الطّوالع میں ضبط کی ہے۔

۳...... ملائکہ کی پیدائش انسان کی پیدائش سے پہلے ہے۔

''اذقال ربك للملئكة انی خالق بشراً من صلصال من حماء مسنون فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له سجدین (الحجر:۲۹،۲۸)'' ﴿اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں پیدا کرنا چاہتا ہوں انسان کو کیچڑ کی خزف خام سے پھر جب میں اس کو درست کر چکوں گا اور اس میں اپنی جان ڈال چکوں گا تب اس کے آگے سجدہ کرتے گر پڑیو۔﴾

۱...... اس آیت میں انسان کی پیدائش سے پہلے فرشتوں کو مخاطب بنایا گیا۔

۲...... قویٰ انسانی اور ارواح کواکب کا نام ملائکہ نہیں ہے۔ قویٰ انسانی کا ملائکہ نہ ہونا آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے اور ارواح کواکب کے ملائکہ نہ ہونے کی دلیل آگے بیان ہوگی۔

۵...... ملائکہ زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں۔

۱...... قرآن کریم میں کئی بار بیان کیا گیا ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور اس قصہ کا وقوع زمین پر خصم کی پارٹی کے نزدیک مسلم ہے۔

۲...... سورت ہود اور حجر اور عنکبوت اور ذاریات میں مکرر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہم السلام کے پاس انسان کی صورت میں فرشتے آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانا لا کر بھی آگے رکھا اور دونوں سے فرشتوں نے باتیں بھی کیں۔

۳...... اللہ تعالیٰ نے سورت مریم میں فرمایا کہ فرشتہ انسان کی صورت میں بن کر مریم علیہا السلام کے سامنے آیا اور دونوں میں باتیں بھی ہوئیں اور فرشتہ دکھائی بھی دیا۔

۴ ...... سورت بقرہ رکوع ۳۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں نے تابوت سکینہ کو اٹھا کر طالوت کے پاس رکھا۔

۵ ...... سورت انفال رکوع ۷ اور سورت محمد رکوع ۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جان نکالتے وقت فرشتے کافروں کے منہ اور پشت پر مارتے ہیں۔

۶ ...... ''اذیوحی ربك الی الملئكة انی معكم فنبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین كفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم كل بنان (انفال:۱۲)'' ﴿جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی بھیجتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا۔ اب ان کی گردنوں پر مارو اور ان کی ہر ایک پوری پر مارو۔﴾

۷ ...... سورت توبہ رکوع ۴ اور سورت احزاب رکوع ۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ایسی فوجیں اتاریں اور بھیجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

۸ ...... سورت آل عمران رکوع ۱۳ اور سورت انفال رکوع پہلے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جنگ بدر اور جنگ احد میں جو فرشتے امداد کے واسطے بھیجے گئے ان کا نمبر شمار ایک ہزار سے لے کر پانچ ہزار تک ہے۔

۹ ...... ''اذیتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید، مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید (ق:۱۷،۱۸)'' یعنی جب لیتے ہیں دو لینے والے ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں۔ کوئی بات نہیں بولتا پر اس کے پاس نگہبان تیار ہے یعنی کراماً کاتبین۔ سورہ قاف

۱۰ ...... ''وان علیكم لحفظین كراماً كاتبین یعلمون ماتفعلون (الانفطار:۱۰تا۱۲)'' تم پر نگہبان ہیں جو کراماً کاتبین ہیں۔ جانتے ہیں جو کرتے ہو۔

۱۱ ...... ''ان كل نفس لما علیها حافظ (طارق:۴)'' یعنی کوئی جی نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔

۱۲ ...... ایک مرد حضرت ﷺ کے زانو سے زانو لگا کر بیٹھ گیا اور حضرت ﷺ کے زانو پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسلام اور ایمان وغیرہ کے معنی پوچھ کر چلا گیا۔ پیچھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل تھا۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۱۱، کتاب الایمان) اس حدیث کے راوی حضرت عمرؓ اور ابوہریرہؓ اور دوسرے حاضرین مجلس نے بھی اس کو آنکھ سے دیکھا اور اس کی آواز کان سے سنی اور زانو پر ہاتھ رکھنے سے جس لامسہ سے محسوس ہوا۔ حضرت ﷺ کے زانو پر ہاتھ رکھنے کی مسند امام احمد میں تصریح ہے۔

۱۳...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک قرین جنی اور ایک ملکی ہوتا ہے۔
(حدیث مسلم مشکوٰۃ ص ۱۸، باب فی الوسوسۃ)

۱۴...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے اور وہ رحم میں جنین میں جان ڈالتا ہے۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۲۰، باب الایمان بالقدر)

۱۵...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو فرشتے منکر ونکیر سیاہ رنگ گربہ چشم قبر میں آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر رب کی ربوبیت اور رسول کی رسالت پوچھتے ہیں اور کافر کو لوہے کی گرز سے مارتے ہیں اور وہ ایسا چلاّتا ہے کہ جن اور انسان کے سوا باقی سب مخلوق اس کے چلاّنے کی آواز سنتے ہیں وغیرہ غیرہ۔ (بخاری وترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۲۴، تا ۲۶، باب اثبات عذاب لقبر)

۱۶...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر ۷۰ ہزار فرشتہ حاضر ہوا۔ (حدیث نسائی مشکوٰۃ ص ۲۶، باب اثبات عذاب لقبر)

۱۷...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ خانہ خدا میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص ۳۲، ۳۳، کتاب العلم)

۱۸...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ میں ایک دن پانچ نمازیں اول وقت میں اور دوسرے دن آخر وقت میں امام بن کر مجھ کو پڑھائیں۔ (حدیث ابوداؤد اور ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۹، باب المواقیت) اس حدیث سے جبرائیل کا مرئی اور اس کے صوت کا مسموع ہونا ثابت ہوا۔

۱۹...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب وروز میں نوبت بنوبت تمہارے پاس فرشتے آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اور پھر رات والے چڑھ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ جواب دیتے ہیں ہم گئے تھے تو نماز پڑھ رہے تھے اور نماز پڑھتوں کو ہم چھوڑ آئے ہیں۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۶۲، باب فضائل الصلوٰۃ)

۲۰...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لہسن وپیاز خام کھا کر مسجد میں نہ آوے کیونکہ فرشتوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۶۸، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

۲۱...... ایک مرد نے قومہ میں حضرت محمد ﷺ کے پیچھے: ’’ربنالك الحمد حمدًا كثيرا طيبا مباركا فيه ‘‘ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ میں نے تیس سے کچھ زیادہ فرشتے اس دعا کو دوڑ دوڑ لیتے دیکھے ہیں کہ کون ان میں سے اس کو پہلے لکھ لے۔
(حدیث بخاری مشکوٰۃ ص ۸۲، باب الرکوع)

۲۲...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر پھرتے ہیں۔ میری امت کا

سلام مجھ کو پہنچاتے ہیں۔ (حدیث نسائی اور دارمی مشکوٰۃ ص۸۶، باب الصلوٰۃ علی النبیؐ وفضلھا)

۲۳...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازہ پر بیٹھ کر آگے پیچھے آنے والوں کے نمبروار نام لکھتے ہیں۔ جب امام نکلتا ہے کاغذات لپیٹ کر خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔

(حدیث بخاری مسلم مشکوٰۃ ص۱۲۲، باب التنظیف والتکبیر)

۲۴...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن بندہ کا دنیا سے آخرت کو رحلت کا وقت آتا ہے۔ چاند جیسے سفید تہہ والے فرشتے جنت کا کفن اور خوشبو لے کر آسمان سے اترتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ سے حد نظر کے فاصلہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی جان کو نکال لیتا ہے اور دوسرے فرشتے ایک آن میں اس کے ہاتھ سے لے کر اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ پھر اس کو لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ پھر فرشتوں کی جس جماعت پر ان کا گزر ہوتا ہے (یعنی جو میں) وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کون پاک روح ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہاں تک کہ اس کو لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اس کے واسطے دروازہ کھلواتے ہیں۔ تو کھولا جاتا ہے۔ پھر ہر ایک آسمان کے مقرب فرشتے نیچے والے آسمان سے اوپر والے آسمان تک ساتھ پہنچانے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو ساتوں آسمانوں تک پہنچایا جاتا ہے الخ۔ (حدیث امام احمد مشکوٰۃ ص۱۴۲، باب تمنی الموت وذکرہ)

یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے: ''قل یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (السجدہ:۱۱)'' ﴿تو کہہ تمہاری جان قبض کرتا ہے ملک الموت جو تمہاری جان قبض کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔﴾

مشکوٰۃ میں اس نمبر کی حدیث کے آگے پیچھے اور اسی مضمون کی کئی حدیثیں ہیں۔

۲۵...... رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سواری پر ایک جنازہ کے پیچھے جاتے دیکھ کر فرمایا تم کو شرم نہیں آتی؟ خدا تعالیٰ کے فرشتے پاؤں پر اور تم چار پایوں کے پشت پر۔

(حدیث ترمذی وابن ماجہ مشکوٰیہ ص۱۴۶، باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا)

۲۶...... رسول ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں سے ایک کوڑی اور ایک اندھے اور ایک گنجے کو اللہ تعالیٰ آزمانے لگا تو ان کی طرف فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تو بیماری جاتی رہی۔ پھر ایک کو اونٹ اور دوسرے کو گائے اور تیسرے کو بکری مل گئی۔ پھر مدت کے بعد اسی پہلی صورت میں تینوں کے پاس آکر سوال کیا دونے دینے سے انکار کیا اور ایک نے دینا قبول کیا۔

(حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۱۶۵، باب الانفاق وکراہیۃ الامسال)

اس حدیث سے فرشتہ کا نظر آنا، اس کا جسم پر ہاتھ پھیرنا اور فرشتہ کی آواز کا سنا جانا ثابت ہوا۔

۲۷...... رمضان کی ہر رات میں جبرائیل علیہ السلام آنحضرتﷺ سے ملاقات کرتے اور حضرتﷺ اس کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ (بخاری ومسلم مشکوٰۃ ۱۸۳، باب الاعتکاف)

۲۸...... اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے تہجد کی نماز پڑھی سر پر ایک سائبان دیکھا جس میں چراغ نظر آتے تھے۔صبح رسول اللہﷺ نے اس کو فرمایا وہ فرشتے تھے۔ تیرے پڑھنے کی آواز پر نزدیک آئے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا تو وہ ایسی حالت میں صبح کرتے کہ لوگ ان کو دیکھ لیتے۔ وہ چھپ نہ جاتے۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۱۸۴، کتاب فضائل القرآن)

۲۹...... اس اثناء میں کہ جبرائیل علیہ السلام نبیﷺ کے پاس بیٹھا ہے۔ اوپر سے ایک سخت آواز سنی۔ پھر سر اٹھایا اور کہا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے۔ آج کے سوا کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ اترا ہے۔ آج دن کے سوا کبھی نہیں اترا تھا۔ الخ!

(مسلم مشکوٰۃ ص۱۸۵، کتاب فضائل القرآن)

۳۰...... حنظلہ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت جو حضور دل ہوتا ہے وہ غیر حاضری کے وقت نہیں رہتا۔ آپؐ نے جواب دیا کہ یہ حالت گاہ گاہ اندک زمانہ ہوا کرتی ہے۔ اگر یہ حالت دائم رہے تو فرشتے تمہاری بچھونوں پر اور راہوں میں تم سے مصافحہ کریں۔

(حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۱۹۷، ۱۹۸، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

۳۱...... رسول اللہﷺ نے فرمایا دجال کے آنے کے وقت مدینہ کے سب راہوں پر نگہبانی کے واسطے فرشتے ہوں گے۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۲۴۰، باب حرم المدینہ حرسہا اللہ تعالیٰ)

۳۲...... رسول اللہﷺ نے فرمایا برہنہ ہونے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ تمہارے ساتھ وہ فرشتے رہتے ہیں جو بجز حالت براز وجماع کے وقت کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے۔ سو ان سے شرم کرو اور ان کی تعظیم کرو۔ (حدیث ترمذی مشکوٰۃ ص ۲۶۹، باب النظر الیٰ المخطوبۃ وبیان والعورات)

۳۳...... رسول اللہﷺ نے فرمایا ایک مرد اپنے بھائی کی ملاقات کو کسی گاؤں کو چلا تو اس کی راہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بٹھایا۔ فرشتہ نے پوچھا کہاں جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بھائی کی ملاقات کو جاتا ہوں۔ الخ! (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۴۲۵، ۴۲۶، باب الجب فی اللہ ومن اللہ)

۳۴...... رسول اللہﷺ غار حرا میں معتکف تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا پڑھو آپ نے

جواب دیا مجھ کو پڑھنا نہیں آتا۔ تب جرایل علیہ السلام نے آپ کو زور سے بھینچا اور تین بار اسی طرح کر کے ’’اقرأ باسم ربك الذی خلق (العلق:۱)‘‘ آیت تک پڑھایا۔ (حدیث بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۲، باب المبعث وبدأ الوحی) اس حدیث سے فرشتہ کا آنکھ سے دکھائی دینا اور کان سے اس کی آواز سنائی دینا اور حس لامسہ سے چھونے میں آنا ثابت ہوا۔

۳۵...... رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل بے ادبی کے ارادہ سے آیا۔ آگے سے فرشتہ کے پر نظر آئے تو الٹا بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے نزدیک آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۴، باب علامات النبوۃ)

۳۶...... جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے دل کو نکال کر اور دھو کر پھر درست کر دیا۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۴، باب علامات النبوۃ)

۳۷...... جنگ بدر کے دن ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑا جاتا تھا۔ ناگاہ اوپر سے چابک مارنے کی اور سوار کی آواز سنی کہ کہتا ہے آگے بڑھ اے حیزوم (جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) ناگہاں اپنے آگے مشرک کی طرف دیکھا کہ پشت کے بل گر پڑا ہے۔ پھر اس کو دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ لگی ہے اور اس کا منہ پھٹ گیا ہے۔ جیسے چابک کی ضرب ہے اور یہ جگہ سبز ہوگئی ہے۔ پھر یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے آگے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۵۳۱، باب فی المعجزات)

۳۸...... سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنگ احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں سفید پوش دو مرد سخت لڑتے دیکھے۔ نہ میں نے ان کو پہلے دیکھا تھا نہ پیچھے۔ یعنی جبرائیل اور میکائیل۔ (حدیث بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۵۳۱، باب فی المعجزات)

یہ حدیث آیت (۸) کی تفسیر ہے۔

۳۹...... جب رسول اللہ ﷺ جنگ خندق سے لوٹ کر آئے اور ہتھیار اتارے اور غسل کیا تب جبرائیل علیہ السلام سر سے غبار جھاڑتا ہوا آیا اور کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار رکھے ہیں۔ بخدا میں نے ابھی تک نہیں اتارے۔ ان کی طرف چلو۔ آپ نے فرمایا کہاں کو تب بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ متفق علیہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت محمد ﷺ بنی قریظہ کو چلے تب میں نے بنی غنم کے کوچہ میں جبرائیل علیہ السلام کی جماعت کا اثر غبار آسمان کو چڑھتا ہوا دیکھا۔ (مشکوٰۃ ص۵۳۲، باب فی المعجزات)

۴۰...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ہم بیت المقدس میں پہنچے جبرائیل علیہ السلام نے انگلی

سے پتھر میں سوراخ کر کے براق کو وہاں باندھ دیا۔ (حدیث ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۴۰، باب فی المعجزات)

۴۱...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر سال جبرائیل علیہ السلام ایک بار مجھ سے قرآن مجید کا دور کرتا تھا۔ امسال دوبار دور کیا ہے۔ شاید میرے کوچ کا وقت قریب آیا ہے۔

(حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۵۶۸، باب مناقب اہل بیت ﷺ)

۴۲...... جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا آپ اہل بدر کو آپس میں کیسا سمجھتے ہو۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ سب مسلمانوں سے افضل۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح فرشتوں میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ سب سے افضل گنے جاتے ہیں۔ (حدیث بخاری مشکوٰۃ ص ۵۷۸) یہ حدیث آیت (۶) کی تفسیر ہے۔

۴۳...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو فرشتے اٹھارہے تھے۔ اس واسطے اس کا بوجھ کم تھا۔ (حدیث ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۷۸، ۵۷۹، باب جامع المناقب)

۴۴...... ایک صبح کو رسول اللہ ﷺ رنجیدہ خاطر اٹھے اور فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آج رات کو ملنے کا وعدہ کیا تھا اور ملا نہیں۔ بخدا اس نے وعدہ خلاف نہیں کیا ہوگا۔ پھر چارپائی کے نیچے کتے کے بچہ کا آپ کے دل میں خیال آیا۔ تب وہ آپ نے نکلوادیا اور اپنے ہاتھ سے پانی لے کر اس جگہ پر ڈالا۔ پھر جب رات کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملے۔ حضرت ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے شب گذشتہ میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ وعدہ تو بیشک کیا تھا مگر جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ اس گھر میں ہم داخل نہیں ہوتے۔

(حدیث مسلم مشکوٰۃ ص ۳۸۵، باب التصاویر)

۴۵...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملک الموت نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہا تیرا رب تجھ کو بلاتا ہے۔ (یعنی موت قبول کرلے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک تھپڑ مار کر اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی، الخ۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۵۰۷، باب بداء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) اس حدیث سے بھی فرشتہ کا ملموس اور مبصرہ اور ناطق ہونا ثابت ہوا۔

۴۶......

بعض فرشتے پہاڑوں پر مؤکل ہیں

رسول اللہ ﷺ طائف کے رئیس کے پاس امداد کی طلب کے واسطے تشریف لے گئے۔ وہ بدسلوکی سے پیش آیا۔ آپ ﷺ رنجیدہ خاطر واپس آرہے تھے۔ ناگہاں بادل نے سایہ کیا۔ دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام نظر آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے سلام بولا اور کہا آپ کی قوم کی بدسلوکی اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے اور یہ پہاڑ کے امیر فرشتہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ جو

چاہیں اس کو حکم دیں۔ پھر پہاڑ کے امیر فرشتہ نے مجھ کو آواز دی اور سلام بولا اور کہا کہ آپ کی قوم کی بدسلوکی اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے اور میں پہاڑ کا مؤکل فرشتہ ہوں۔ مجھ کو آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں مجھ کو حکم کریں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں دو پہاڑ لخشبان کو اکھاڑ کران پر گرادوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ میں امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے خداپرست آدمی پیدا کرے۔ (حدیث بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۳، باب المبعث وبدأ)

بادل پر بھی فرشتے ہیں

''ویسبح الرعد بحمدہ (الرعد:۱۳)'' یعنی اور رعد اس کی حمد سے ملا کر تسبیح پڑھتا ہے۔ الخ، امام احمد اور ترمذی کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رعد بادل کے مؤکل فرشتہ کا نام ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد بیابان میں چلا جاتا تھا۔ بادل میں سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی پلادو، الخ۔

(حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۱۶۵، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک)

۸...... ساتوں آسمانوں پر فرشتے رہتے ہیں

معراج کے باب میں بخاری و مسلم وغیرہ کی حدیث ملاحظہ ہو۔ مشکوٰۃ باب فی المعراج ص۵۲۷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرماتا ہے حاملان عرش تسبیح پڑھتے ہیں۔ پھر اس آسمان والے فرشتے بھی تسبیح کہتے ہیں، الخ۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۳۹۳، باب الکہانۃ) رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ آسمان میں چار انگل جگہ ایسی نہیں ہے۔ جس میں فرشتہ نے سجدہ میں ماتھا نہ رکھا ہوا ہو۔ (حدیث امام احمد و ترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ ص۴۵۷، باب البکاء والخوف)

۹...... ساتوں آسمانوں سے باہر عرش کے اردگرد بھی فرشتے ہیں

''الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم (غافر:۷)'' جو فرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد پیش ہیں تسبیح پڑھتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ ملا کر، الخ! سورہ مومن اور ایک حدیث حاملان عرش کے تسبیح پڑھنے کی ابھی گزری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ساتوں آسمان شمار کرنے کے بعد فرمایا پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں۔ جن کے پشت پر عرش ہے۔ (حدیث ترمذی مشکوٰۃ ص۵۰۹، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام)

۱۰...... جنت میں بھی فرشتے ہیں

''والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبر تم

فنعم عقبی الدار (الرعد:۲۳) ’’یعنی اور فرشتے ان پر داخل ہوتے ہیں ہر دروازے سے (کہتے ہیں) تم سلامت رہو۔ تمہارے صبر کرنے کے بدلے۔ سو پچھلا گھر کیا خوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں جنت کے دروازہ پر آ کر دروازہ کھولنے کی درخواست کروں گا۔ خازن کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ﷺ ہوں، الخ! (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جعفر طیارؓ کو فرشتوں کے ہمراہ جنت میں اڑتا ہوا دیکھا ہے۔ (حدیث ترمذی مشکوٰۃ ص۵۷۰، باب مناقب اہل بیت)

۱۱…… دوزخ میں بھی فرشتے ہیں

’’وقال الذین کفروا لخزنة جهنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب قالو اولم تك تاتیکم رسلکم بالبینت قالوا بلی قالوا فادعوا وما دعاء الکفرین الا فی ضلال (المومن:۵۰) ’’یعنی کافر دوزخ کے خازنوں کو کہیں گے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ ایک دن کسی قدر عذاب کی ہم کو تخفیف کرے۔ وہ کہیں گے کیا تمہارے رسول تمہارے پاس دلائل واضح نہ لائے تھے؟ جواب دیں گے کیوں نہیں۔ فرشتے کہیں گے اب خود دعا کرو اور کافروں کی دعا سب ضائع ہے۔

’’علیها نسعة عشر وماجعلنا اصحاب النار الا ملائکة (المدثر:۳۰، ۳۱) ’’یعنی دوزخ پر انیس فرشتے داروغہ ہیں اور نہیں بنائے ہم نے دوزخ کے کارکن مگر فرشتے۔

’’ونادوایامالك لیقض علینا ربك قال انکم ماکثون (زخرف:۷۷) ’’اور دوزخی آواز دیں گے کہ اے مالک (دوزخ کے داروغہ کا نام ہے) تیرا رب ہم پر موت بھیج دے۔ وہ کہے گا تم نے سدا رہنا ہے۔

’’فلیدع نادیه سندع الزبانیة (العلق:۱۷، ۱۸) ’’اب بلاوے اپنی مجلس کو۔ ہم دوزخ کے کارکنوں کو بلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے دوزخ کے داروغہ مالک کو دیکھا، الخ۔ (حدیث بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۵۰۸، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام) جس شخص نے اس کے خلاف اپنا عقیدہ شائع کیا ہے۔ اس کی عبارتیں بعینہ ذیل میں نقل کر کے جواب دیا جاتا ہے۔

۱…… ’’اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے۔ جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور

ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے۔ جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے۔ ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمانی سے ملی ہوئی ہے۔ جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔'' (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲)

تنبیہ...... یہ روح القدس عرض ہے۔ نہ جوہر۔ کیونکہ انسان کے اندرونی خیالات میں سے ہے۔ جن کا خارج میں وجود نہیں ہے (۲) اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں ہے اور اس کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ (توضیح المرام ص۲۶، خزائن ج۳ ص۶۴)

تنبیہ...... یہ روح امین اور شدید القوی اور ذوالافق اعلےٰ بھی اعراض ہیں۔ نہ جوہر ان عبارتوں سے جبرائیل کا عرض ہونا ثابت ہوا۔

۳...... ''اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا کہ جو کچھ ہم نے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے۔ یہ درحقیقت ان عقائد سے جو اہل اسلام ملائک کی نسبت رکھتے ہیں۔ منافی نہیں ہے۔ کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ہوتا کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجاآوری کے لئے اپنے اصل وجود کے ساتھ زمین پر اترا کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال تھا۔ مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے۔ جو مختلف بلاد وامصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اول پیروں سے چل کر اس کے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی

نہیں ہوسکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہاں گھوم کر چلا آوے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جوان کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ خداتعالیٰ ان کی طرف سے قرآن شریف میں فرماتا ہے:''ومامنا الاله مقام معلوم وانالنحن الصافون (الصافات:١٦٤، ١٦٥)''پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیت سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاح کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔'' (توضیح المرام ص۳۰ تا۳۳، خزائن ج۳ ص۶۶ تا۶۸)

تنبیہ...... یہ سارا بیان خلاف واقعہ ہے۔ یہ اس شخص کی عادت ہے کہ دھوکہ دینے کے واسطے مسلمانوں کی طرف سے خود خلاف واقعہ بیان کر لیتا ہے۔ اس جگہ بھی ایسا ہی کیا ہے اور آیت کو بے محل لایا ہے۔ وہ اظہار عبودیت ملائکہ کے واسطے بیان کی گئی ہے نہ عدم حرکت کے واسطے اور ہندو آتش پرست اور یونانی کفار اور مسلمانوں کو ملائکہ کے مصداق میں متفق الرائے قرار دینا اسلامی مسائل سے جہل مرکب کی صریح دلیل ہے۔

۴...... ''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں۔ جن کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار ان کے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں۔ ایسا ہی ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈال رہے ہیں اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہوکر ظاہر ہوتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہوکر دیکھائی دیتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص۴۰،۴۱، خزائن ج۳ ص۷۱،۷۲)

۵...... ''پس اس میں شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہوں گے جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے۔ بلکہ اس نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر انہیں حاصل ہے، روشن ستاروں کے ساتھ ایک مجہول

الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر ان کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائے گا۔ انہیں نفوس طیبہ کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خداتعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے۔ ایسا ہے (مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں) وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور ان کے جدا ہو جانے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی وضروری امر ہے۔'' (توضیح المرام ص۳۷،۳۸، خزائن ج۳ ص۷۰)

۶...... ''جس قدر ارواح واجسام اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہیں۔ ان سب پر تاثیرات سماویہ کام کر رہی ہیں اور کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً جبرائیل علیہ السلام جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں۔ انہی خدمات کے موافق جو اس کے نیّر سے لئے جاتے ہیں۔ سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے۔ جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے۔ نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے) لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی اور بڑی بڑی شکلوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۶۷،۶۸، خزائن ج۳ ص۸۶)

۷...... اس وقت میں کہ جب انسان بوجہ اقتران محبتین روح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئیں رکھ دیتا ہے۔ معاً اس نالی میں سے فیض وحی اس کے اندر گر جاتا ہے یا یوں کہو کہ اس وقت جبرائیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل میں ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے۔ تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان پر مستقر ہے۔ جبرائیل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبرائیل ہی ہو جاتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے۔ بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینۂ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے۔'' (توضیح المرام ص۷۰، خزائن ج۳ ص۸۷)

۸...... اس جگہ میں ان لوگوں کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں مبتلا ہیں۔ جو اولیاء اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کھلتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کبھی کبھی کھل جاتے ہیں۔ بلکہ فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں اور بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ پس

جبکہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجے کے آدمی تصور کرتے ہیں۔ ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدمعاشیوں میں چھٹے ہوئے شہرۂ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی۔

سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے۔ وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبرائیلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں۔ بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے۔ جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر وآشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جبرائیلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سے ادنیٰ سرشت میں بھی ہے۔ اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام نبی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجانین پر بھی کسی قدر جبرائیل کا اثر ہوتا اور فی الواقع ہے بھی۔ (توضیح المرام ص۸۴،۸۵، خزائن ج۳ ص۹۵)

ان سب عبارتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ فرشتے اس شخص کے نزدیک ستاروں کی روحوں کا نام ہے اور جبرائیل سورج کی روح کا نام ہے اور ان کا زمین پر اترنا ناممکن ہے اور جو قرآن وحدیث میں ترنا بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ان ارواح کا اثر اور عکس پڑنا مراد ہے اور یہ عکس اور اثر فرشتے کی طرف سے سب پر مساوی ڈالا جاتا ہے۔ کوئی اس سے محروم نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ پاگل اور زانیہ عین حالت زنا میں بھی اس سے محروم نہیں رہتی۔ اگر تفاوت ہے تو صرف قابل کی استعداد کے تفاوت کی وجہ سے ہے اور انبیاء اور صالحین کو جو فرشتے نظر آتے ہیں وہ یہی عکس متمثل ہو کر نظر آتا ہے اور اس شخص نے ''دافع الوساوس میں صفحہ نمبر۶۷ سے لے کر ۱۴۳'' تک اسی مضمون پر بہت زور دیا ہے۔

اس کا جواب

اوّل تو اس میں ستاروں کا ذی روح ہونا ثبوت طلب امر ہے اور ایسے شخص کا قرآن شریف کا صرف نام ذکر کرنا کافی دلیل نہیں ہوسکتا۔ پھر اثر اندازی اور عکس پڑنا دوسرے ثبوت کا محتاج ہے۔ پھر ملائکہ کے لفظ سے خدا اور رسول کی یہی ستاروں کی روحیں مراد ہونا تیسرے ثبوت کی

حاجت رکھتا ہے۔ پھر اس عکس کا متشکل و متمثل ہوکر دکھائی دینا چوتھے ثبوت کا محتاج ہے۔ ورنہ خرد القتاد۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن وحدیث سند ہے۔ نہ کسی شخص کا عندیہ۔ لہٰذا اس شخص کا یہ کلام اگر خدائے تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے کلام کے مخالف اور مغایر نہ ہوتا تو بھی سند نہ تھا اور جب مخالف اور مغایر بھی ہوا تو پھر کیونکر سند ہوسکتا ہے۔ اس مخالفت اور مغایرت کے وجوہ بیان کرنے سے پہلے دو لفظ کا مفہوم بیان کرنا سہولیت فہم مغایرت مذکورہ کے واسطے مناسب ہے۔

سو جاننا چاہئے کہ ساری مخلوق دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک جوہر اور دوسرا عرض۔ جوہر اس کو کہتے ہیں جو اپنے وجود اور ہستی اور پایا جانے میں محل کا محتاج نہ ہو اور عرض وہ ہے جو اپنے وجود میں محل کا محتاج ہو۔ اس کی نظیر جسم اور جسم کا رنگ یا انسان اور انسان کا سایہ اور عکس جو آئینہ وغیرہ میں دکھائی دیتا ہے۔ جسم اور انسان جوہر ہے اور رنگ اور سایہ اور عکس عرض ہے۔ پھر اس عالم شہادت میں عرض کا جوہر اور جوہر کا عرض بن جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔

جن پر شارع کے کلام میں ملائکہ کا لفظ بولا گیا ہے ان میں اور جن کو اس شخص نے ملائکہ سمجھا ہے ان میں مغایرت اور عدم اتحاد کے وجوہ

وجہ اوّل ...... اختلاف وتغایر امکنہ مصداق ہر دو اطلاق

اس وجہ کے بیان کی تفصیل یوں ہے کہ جن پر شارع کے کلام میں ملائکہ کا لفظ بولا گیا ہے وہ زمین اور پہاڑ اور بادل اور جوّ اور ساتوں آسمان اور آسمانوں سے باہر عرش اور بہشت اور دوزخ ان سب مواضع میں ہیں۔ جیسا کہ آیات اور احادیث مذکورہ بالا سے ثابت کیا گیا ہے اور جن کو اس شخص نے ملائکہ سمجھ لیا ہے وہ ان سب مواضع میں نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ اور چیز ہے اور یہ اور چیز ہیں۔ علم ہیئت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے آسمان پر فقط چاند ہے اور دوسرے آسمان پر عطارد اور تیسرے پر زہرہ اور چوتھے پر سورج اور پانچویں پر مریخ اور چھٹے پر مشتری اور ساتویں پر زحل اور آٹھویں پر جمیع ثوابت یعنی وہ ستارے جو حرکت نہیں کرتے اور نواں خالی اور قرآن و حدیث میں سات آسمان بیان کئے گئے ہیں اور مقبلی نے کشاف کے حاشیہ میں کہا ہے کہ یہ آیت:

’’ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلنا هارجوماللشياطين (الملك:۵)‘‘

﴿ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے خوب زینت دی ہے (یعنی ستاروں سے) اور ہم نے وہ شیطانوں کو مارنے کی چیز بنائے ہیں۔﴾

اہل نجوم اور اہل علم ہیئت کی تکذیب کرتے ہیں جو پہلے آسمان کے سوائے دوسرے آسمانوں پر بھی ستاروں کے ہونے کے قائل ہیں۔ (ازمنہیہ جامع البیان) الغرض زمین اور پہاڑ اور بادل اور جوّ میں فرشتے تو ہیں اور ارواح کواکب نہیں ہیں اور ہر ایک آسمان پر فرشتے بکثرت ہیں اور ارواح کواکب بایں حیثیت نہیں ہیں اور جنت اور دوزخ میں فرشتے ہیں اور اروح کواکب نہیں ہیں اور عرش کے حامل فرشتے ہیں اور ارواح کواکب وہاں کوئی نہیں ہیں تو دونوں میں مغایرت ثابت ہوئی۔

وجہ دوم...... جن افعال وآثار وغیرہ کا صدور ان ملائکہ سے جن کے وجود کے مسلمان لوگ قائل ہوئے ہیں، پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ ان افعال وآثار وغیرہ کا صدور اس شخص کے مجوزہ ملائکہ سے محال ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ قرآن اور حدیث میں جن پر ملائکہ کا لفظ بولا گیا ہے۔ وہ متمثل شدہ آنکھ سے دیکھے گئے ہیں اور حس لامسہ سے محسوس ہو چکے ہیں اور کان سے ان کی آواز سنی گئی ہے اور وہ پہاڑ کو اٹھا کر پھینک سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

افعال وآثار جو آیات اور احادیث منقولہ بالا سے ثابت ہوتے ہیں اور یہ ان کے جواہر ہونے کی قطعی دلیل ہے اور یہ شخص اپنے مجوزہ ملائکہ کا اپنے محل ستاروں سے جدا ہونا ناممکن مان چکا ہے تو اس کے نزدیک یہ سب افعال وآثار وغیرہ عکس اور اثر سے صادر ہوئے اور یہ عکس اور اثر عرض ہے اور عرض کا جوہر بن جانا محال ہے تو دونوں میں مغایرت ثابت ہوئی۔

وجہ سوم...... اس شخص نے اپنے مجوزہ ملائکہ کے نزول سے جو معنی مراد لئے ہیں۔ اس معنی کو ایسا عام ٹھہرایا ہے کہ عمر بھر زنا کرنے والی زانیہ پر عین حالت زنا میں بھی جبرائیل کا اترنا خود مان لیا ہے اور جس کو قرآن وحدیث میں جبرائیل لکھا گیا ہے وہ جبرائیل ایسے گھر میں جس میں افضل البشر حضرت محمد ﷺ تھے اور وہ آپ کے پاس آنے کا وعدہ بھی کر گیا تھا اور کتے کا بچہ گھر میں ہونے کا علم آنحضرت ﷺ کو بھی نہ تھا۔ پھر بھی افضل البشر والے گھر میں کتے کا بچہ موجود ہونے کے سبب سے وہ داخل نہیں ہوا اور داخل نہ ہونے کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں ہم داخل نہیں ہوا کرتے۔ حدیث نمبر ص۴۴ ملاحظہ ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کتا یا تصویر یا جنبی ہو، اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (حدیث ابوداؤد ونسائی مشکوٰۃ ص۴۲،۲)

بلکہ افضل البشر کی ان سب حالتوں میں جن میں آپ کے نزدیک کتا و تصویر بھی نہ ہو اور آپ جنبی بھی نہ ہوں بلکہ اعلیٰ درجہ کی طہارت غسل و وضو بھی کیا ہوا ہو اور اعلیٰ درجہ کی خوشبو بھی لگائی ہوئی ہو، نہیں آتا بلکہ گاہے آتا ہے جب خدا تعالیٰ کا حکم ہو اور گاہے نہیں آتا ہے جب حکم نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام پوچھا کہ جتنی بار آپ ہماری ملاقات کو آتے ہیں۔ اس

سے زیادہ با کیوں نہیں آتے؟ تب یہ آیت اتری: ’’ومانتنزل الا بامربك له مابين ايدينا وما خلفنا ومابين ذالك وما كان ربك نسيّا (مريم:٦٤)‘‘ ﴿ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اس کا ہی جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ہمارے مابین ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔﴾

کتاب التفسیر صحیح بخاری اس بارے میں اور بھی بہت دلائل ہیں۔ جن کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ جن کو رسول اللہﷺ اور آپ کی امت ملائکہ کہتے ہیں وہ اور چیز ہے اور جن کو یہ شخص ملائکہ کہتا ہے، وہ اور چیز ہے۔

وجہ چہارم...... انفکاک وعدم انفکاک نزول ملک نازل از منزل علیہ یعنی جس کو قرآن و حدیث میں جبرائیل کہا گیا ہے۔ اس کے نزول کا رسول اللہﷺ سے جدا ہونا (یعنی گاہے نہ اترنا) قرآن وحدیث سے بتواتر ثابت ہے۔ جس کا کسی قدر بیان وجہ سوم میں بھی ہو چکا ہے اور دو سالہ فترت وحی کی حدیث مشہور بھی ملاحظہ ہو۔ (حدیث بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۲، باب المبعث وبدأ الوحی) اور اس شخص نے اپنے مجوزہ جبرائیل کے نزول سے جو اثر اندازی مراد ٹھہرائی ہے۔ اس نزول کذائی کو منزل علیہ سے ایک آن غیر قار بھی جدا ہونا تسلیم نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو (دافع الوساوس ص۷۶تا۱۴۳، خزائن ج۵ص ایضاً) تو دونوں جبرائیلوں میں مغایرت ثابت ہوئی۔

وجہ پنجم...... نزول وحی کے وقت رسول اللہﷺ پر ایک ایسی حالت طاری ہو جاتی تھی جو عکس اور اثر مجوزہ اس شخص کے پڑنے کے وقت کسی پر طاری نہیں ہوتی تو نزول وحی عکس اور اثر اندازی کا غیر ہے۔ عائشہؓ نے کہا کہ سخت سردی میں وحی اترنے کے وقت حضرتﷺ کو میں نے دیکھا کہ وحی اتر چکنے کے وقت آپﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ جاری ہو جاتا تھا۔ حدیث بخاری و مسلم و عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ وحی اترنے کے وقت حضرتﷺ کو بہت تکلیف پہنچتی تھی اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ (حدیث مسلم مشکوٰۃ ص۵۲۲، باب المبعث وبدأ الوحی) اور جو شخص ملائکہ کے لفظ سے قویٰ انسانی مراد لیتا ہے۔ یہ سب دلائل اس پر بھی حجت ہیں۔

اس ساری تقریر سے یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شخص اپنے من گھڑت فرشتوں کے ماننے کا اظہار کرتا ہے اور جو دراصل فرشتے ہیں۔ ان کے ماننے سے خود بھی انکار کا اشتہار دیتا ہے اور نبی ورسول بن کر ملمع تقریروں سے لوگوں سے بھی انکار کروانا چاہتا ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سارے آسمانی دینوں کی بنا ملائکہ کی وساطت پر مبنی ہے۔ پھر جو شخص ملائکہ کے وجود کا ہی قائل نہ ہو۔ اس کو کسی آسمانی دین کا قائل ومعترف خیال کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور ظاہر داریوں

کے دیگر اسباب ہیں جن کا بیان کرنا اس تحریر کی علت غائی کو مضر خیال کر کے ملتوی رکھا گیا ہے۔
اخیر میں اس امر کا بیان کرنا بھی منجملہ خیر خواہی مخلوق خدا کے ہے کہ جن صاحبوں کو قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے مذاہب مستحضر نہ ہوں ان کے ایمان اور روح کو اس شخص کی تحریر کا دیکھنا اور تقریر کا سننا ایسا مضر ہے جیسا انسانوں کے جسم کو زہر قاتل۔ اس کے کلام کے اکثر فقرات دھوکہ بازی اور حیلہ سازی سے مملو ہوتے ہیں کوئی تعجب نہ کرے۔

توضیح المرام کی عبارت منقولہ بالا میں عبارت نمبر۳ پر دوبارہ نظر ڈالنے کی تکلیف کو گوارہ کیجئے۔ خدائے پاک اور اس کا رسول ﷺ تو ملائکہ کو اجنحہ یعنی پروں والی مخلوق فرماتے ہیں۔ جن کی شان پرواز ہے اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کی پیدائش نور سے ہے۔ یہ شخص خاکی انسان کے پاؤں نوری فرشتہ کو لگا ان پاؤں پر ان کو انسان کی چال چلاتا ہے اور پھر قابل تعزیر رائے سے شارع کا اس طرح مقابلہ کرتا ہے کہ ملک الموت کا آن واحد میں مکنہ متباعدہ میں پہنچ سکنا ناممکن ہے۔ یہ کون سی عقل اور نیچر ہے کہ جس چیز کی ماہیت اور حقیقت اور اصلیت معلوم نہ ہو اس کی رفتار کو انسان کی رفتار سے تشبیہ دی جائے اور خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے کلام کے آگے ایسی چالاکیاں کیا خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو ماننے والوں کی شان ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا خدا تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سے ملک الموت کی رفتار کو تشبیہ دینے کے واسطے اور کوئی چیز نہ تھی کیا نوری کی حرکت کو نور کی حرکت سے جو اس کا اصل ہے، تشبیہ دینا ناجائز تھا۔ کیا کواکب اور آفتاب کی کرنیں زمین پر گرنے سے یا بجلی کی رفتار اور چمک سے یا انسانی آنکھ کے شعاع سے یا تار بجلی کی حرکت سے تشبیہ دینے سے کوئی مانع تھا۔ کیا اس تشبیہ دینے کے وقت یہ سب چیزیں ذہن عالی سے بھاگ گئی تھیں۔ بھاگ تو نہیں گئی تھیں مگر فی قلوبہم مرض کچھ نہیں سوجھنے دیتا۔ کیا ملائکہ کے وجود اور افعال وآثار کی نسبت اس شخص کے خیالات نیچر کے موافق ہیں؟ ہرگز نہیں۔

یہ شخص اس سے بھی بڑھ کر ایسی ایسی جرأت کرتا ہے جو ادنیٰ مومن کی شان سے کروڑوں کوس بعید ہے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی جس کلام کو چاہتا ہے خلاف واقعہ پیرایہ میں بیان کر کے پیٹ بھر کر تکذیب کر لیتا ہے اور اپنی ایسی عقل کو جو تخمیناً چالیس برس کے عرصہ تک صرف شکم پروری کا کوئی جائز ذریعہ پیدا نہیں کر سکی، جس کو حیوان لایعقل بھی پیدا کر لیتے ہیں۔ خدا پاک اور افضل البشر ﷺ کے کلام کی کسوٹی بنا رکھا۔ اگر اس عاجز رب قدیر نے چاہا تو یکے بعد دیگر ایسی ایسی چار پانچ تحریرات میں اس کی قلعی بخوبی کھل جائے گی۔ ناظرین بھی اس عاجز کے حق میں دعا کریں اور اس کے بعد دوسری بحث متعلق بہ مسئلہ نبوت ورسالت کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آسان کرے۔ آمین! تمت!

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

لاہور اور قادیان کے سالانہ جلسہ
کے موقع پر جماعت احمدیہ کی
خدمت میں ہمارا علمی ہدیہ

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیح موعود کی پیشگوئی متعلقہ بمصلح موعود کی منصفانہ تحقیق

مرزا قادیانی کی جلیل القدر پیش گوئیوں میں مصلح موعود کے متعلق پیش گوئی ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ اس وقت ہمیں بنظر عدل و تحقیق یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہ عظیم الشان پیش گوئی پوری ہوئی؟ اور کیا مرزا بشیر الدین محمود واقعی مصلح موعود ہیں؟ جنہوں نے بڑی شد و مد سے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اس تحقیق کے لئے طویل بحث کی ضرورت ہے تاکہ ہم کسی صحیح، قطعی اور لاجواب نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ گو حسب معمول اس مسئلہ میں بھی مرزا قادیانی پر ''الہامات ربانی'' کی جھڑی لگ گئی۔ لیکن اس سلسلہ میں سب سے پہلا ارشاد یہ ہے۔

۱...... ''پہلی پیش گوئی بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل۔ خدائے رحیم وکریم نے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا: ''تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا...... مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

۲...... اس الہام (مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) کے ایک ماہ بعد مرزا قادیانی کا ایک اور اشتہار شائع ہوتا ہے، اس میں ہے: ''اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم نے ظاہر فرمایا ہے ہم عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے، ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے، پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا جلد ہو خواہ دیر سے، بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔'' (اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ص۱۱۴، ج۱)

۳...... ''واضح ہو کہ اشتہار (۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء) پر نکتہ چینی کی گئی ہے کہ ۹ برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔ یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔

اب بعد اشاعت اشتہار (مندرجہ بالا ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء) دوبارہ اس کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب آنے والا ہے۔ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا...... چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جل شانہ کا ہے اس لئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آئندہ اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جائے گا۔''

(اشتہار صداقت آثار مورخہ ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ص۱۱۴، ج۱)

خدا کی قدرت سے مرزا قادیانی کے گھر اس حمل سے لڑکے کی بجائے لڑکی ہوئی۔ لوگوں نے آڑے ہاتھوں لیا تو پھر ایک اشتہار میں لکھا۔

۴...... ''ایک صاحب لکھتے ہیں کہ تمہاری پیش گوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی اور تم حقیقت میں بڑے فریبی، مکار اور دروغ گو آدمی ہو۔'' بھلا کوئی اس سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے؟ جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا یہ مطلب ہو کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہوگا۔ ہاں اس اشتہار (۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء) میں ایک یہ فقرہ ذوالوجوہ درج ہے کہ ''مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔'' مگر کیا اس قدر فقرہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ مدت حمل سے ایام باقی ماندہ حمل موجودہ مراد ہیں۔ کوئی اور مدت مراد نہیں۔ اگر اس فقرہ کے سر پر ''اس'' کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی تھی...... دانشمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کسی ذوالوجوہ فقرے کے معنی کرنے کے وقت سب وہ احتمالات مدنظر رکھنے چاہئیں جو اس فقرہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ سو فقرہ مذکورہ ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے جس کی ٹھیک ٹھیک وہی تشریح ہے جو میر عباس علی شاہ صاحب نے اپنے اشتہار (۸؍جون ۱۸۸۶ء) میں کی۔''

(اشتہار محک اخیار واشرار یکم ستمبر ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵، ۱۲۶)

اب ذرا میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار بھی دیکھ لینا چاہئے۔

۵...... ''پہلا اشتہار جس کو مرزا قادیانی نے ۲۰؍فروری کو بمقام ہوشیار پور شائع کیا تھا۔ اس میں کوئی تاریخ درج نہیں کہ وہ لڑکا کب اور کس سال پیدا ہوگا۔ دوسرا (اشتہار ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء) کو مرزا قادیانی کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس میں بتصریح تمام کھول دیا گیا کہ وہ لڑکا نو برس کے

اندر پیدا ہو جائے گا۔ اس میعاد سے تخلف نہیں کرے گا۔ لیکن تیسرا اشتہار جو مرزا قادیانی کی طرف سے ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کو جاری ہوا، اس کی الہامی عبارت ذوی الوجوہ اور کچھ گول گول ہے اور...... الہامات ربانی کی عبارتیں اس پایہ اور عزت کی ہوتی ہیں جن کے لفظ لفظ پر بحث کرنا چاہئے۔ سو الہامی عبارت میں ''اس'' کا لفظ متروک ہونا صریح بتلا رہا ہے کہ اس جگہ حمل موجودہ مراد نہیں لیا گیا اور اس فقرہ کے دو معنی ہیں۔ تیسرے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اول یہ کہ یہ مدت موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ یعنی ۹ برس سے کیونکہ اس خاص لڑکے کے حمل کے لئے وہی مدت موعود ہے (تو پھر لوگوں کی طرف سے نو برس کی لمبی میعاد پر نکتہ چینی کے پیش نظر جناب الٰہی میں مرزا قادیانی کی دوبارہ توجہ کا کیا نتیجہ؟ بخاری) دوسرے یہ معنی کہ مدت معہودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ سو مدت معہودہ حمل کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ڈھائی برس بلکہ بعض کے نزدیک انتہائی مدت حمل تین برس بھی ہے۔''

(اشتہار واجب الاظہار منجانب سید عباس علی ۸؍جون ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۸)

خدا خدا کر کے مرزا قادیانی کے گھر ''وہ لڑکا'' پیدا ہوا اور مرزا قادیانی نے اشتہار دیا۔

۶...... ''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی۔ آج ۱۶؍ذی العقدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷؍اگست ۱۸۸۷ء میں رات کے ڈیڑھ بجے وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔''

(اشتہار خوشخبری مورخہ ۷؍اگست ۱۸۸۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۱)

اس پسر مسعود و معود (بشیر احمد) کے بعد ایک مزید لڑکے کا وعدہ ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ایک اور لڑکا محمود احمد

۷...... ''سب ضرورتوں کو خداتعالیٰ نے پورا کر دیا تھا اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا (بشیر احمد۔ بخاری) بھی ہے۔ جو دین کا چراغ ہو گا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہو گا۔'' (اشتہار ۱۵؍جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶۲) خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ معہود موعود بشیر احمد بقضائے الٰہی انتقال کر دیا۔ اس پر مرزا قادیانی نے یوں تحریر کیا۔

۸...... ’’خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے۔ استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی روح اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس کی صفات ظاہر کی یہ سب اس کی صفائی استعداد کے متعلق ہے۔ جن کے متعلق ظہور فی الخارج کوئی ضروری نہیں۔‘‘

(سبز اشتہار، مجموعہ اشتہار ج۱ ص۱۶۹)

بشیر احمد کے انتقال پر لوگوں نے جو اثر لیا وہ بھی دیکھ لینا چاہئے۔

الف...... خود مرزا قادیانی مولوی نور الدین کو لکھتے ہیں: ’’اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے۔ اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲، مکتوبات احمد ج۲ ص۷۱، طبع جدید مکتوب نمبر۴۷)

ب...... ’’حکیم نور الدین صاحب نے مرزا قادیانی کو لکھا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مر جاتا تو میں کچھ پروانہ کرتا۔ مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلاء سے بچ جاتے۔‘‘

ج...... ’’میاں محمد خان نے (مرزا قادیانی) کو لکھا تھا کہ اگر میرا ایک ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کر دیا جاتا تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا۔ ہاں بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلاء نہ آتا۔‘‘ (ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج۸ نمبر۱۵)

د...... ’’جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی...... لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے...... ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ مگر اللہ نے بھی ایمان کے رستہ میں ابتلاء رکھے ہیں۔ سو قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۸ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بداعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزاء کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا فوت ہوگیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں

ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا کہ ایسا زلزلہ اس سے قبل کبھی نہ آیا تھا۔ نہ اس کے بعد آیا۔ بہرحال اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔ اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد کا اس شد و مد سے انتظار نہیں ہوا۔'' (مخالفین و موافقین کے یہ تاثرات بتا رہے ہیں کہ مرزا قادیانی نے دنیا کو یہ ذہن نشین کر دیا تھا کہ پسر موعود یہی بشیر احمد ہے) (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۹۴،۹۵، روایت ۱۱۵)

اب مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔

۹...... ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، پہلے بشیر کی نسبت پیش گوئی ہے۔ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے (جو آئندہ پیدا ہوگا)''

(سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء، خزائن ج۲ ص۴۶۳ حاشیہ)

۱۰...... اس کے دو دن بعد مرزا قادیانی، حکیم نورالدین کو لکھتے ہیں: ''۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔'' (خط مورخہ ۴؍دسمبر ۱۸۸۸ء مکتوبات احمد ج۲ ص۷۵، طبع جدید مکتوب نمبر۴۸)

اب یہاں ناظرین کرام ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی جو ہم مضمون کے شروع میں نقل کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں تو لطف آجائے گا۔ ''ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔''

اب مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے تو ایک لڑکے کے لئے ہے اور اس کے ساتھ فضل ہے۔ دوسرے کے لئے! لیکن چوتھی جماعت کا ایک نالائق طالب علم اگر نادانی سے پوچھ بیٹھے کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے، میں اس کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ تو کیا جواب ہوگا؟ سوائے اس کے کہ ہم کہہ دیں یہ ادب، یہ زبان دانی، ہندوستانی ''خدا'' اور قادیانی ''نبی'' کا خاصہ ہے۔ اچھے لڑکے کلام خدا اور رسول میں کلام نہیں کیا کرتے۔

ہم یہاں از راہ ہمدردی و خیرخواہی...... تا ہماری دیسی نبوت پر ادبی کم مائیگی اور ناسخن فہمی

کا الزام عائد نہ ہو۔ اپنے مرزائی دوستوں سے عرض کریں گے کہ وہ ایک مسلسل ومربوط عبارت کو دوٹکڑے کرنے کی بجائے یہ کہیں کہ ’’فضل‘‘ اصطلاحی معنی (برکت) کی بجائے لغوی معنی (زیادتی) میں ہے اور ساتھ بعد کے معنی ہیں۔ اس صورت میں ہر دو مقام پر ’’اس‘‘ کی ضمیر کا مرجع وہی رہے گا جو ماقبل میں مذکور ہے اور دوسرے بشیر کے آنے کا ذکر بھی بصراحت نکل آئے گا۔ فہو المراد دیکھئے۔ اس مقبول ومعقول تاویل کے پیش کرنے پر بارگاہ خلافت سے ہمارے لئے کیا انعام تجویز ہوتا ہے۔ اگر ہم سے پوچھا جائے تو عرض کریں گے:

سرمہ مفت نذر ہوں میری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا

اس مرحلہ پر موجودہ خلیفہ قادیاں جو مصلح موعود ہونے کے مدعی ہیں، پیدا ہوتے ہیں مگر مرزاقادیانی کا الہام اس سلسلہ میں چونکہ دوتین دفعہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔ اس لئے مرزاقادیانی گول مول الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۱…… ’’آج ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹؍جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے، یا وہ کوئی اور ہے۔‘‘

(مرزاقادیانی کا اشتہار منقول از رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۷۶، ج۳ نمبر۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۹۱)

اس کے بعد مرزاقادیانی فرماتے ہیں۔

۱۲…… ’’ایک اور الہام جو ۲۰؍فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں (محمود، بشیر، شریف) کا جواب موجود ہیں، نام ونشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطاء کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸)

اب دیکھئے وہ چوتھا لڑکا آتا ہے۔ مرزاقادیانی لکھتے ہیں۔

۱۳…… ’’میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ اس کی پیش گوئی اشتہار ۲۰؍فروری

۱۸۸۶ء میں کی گئی ہے اور پھر (انجام آتھم ص۱۸۳) میں بتاریخ ۱۴؍ستمبر ۱۸۸۶ء میں یہ پیش گوئی کی گئی اور پھر یہ پیش گوئی (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸) میں کی گئی۔ سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے اس پسر چہارم کی کو پیش گوئی کو ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء میں جو بمطابق ۴؍صفر ۱۳۱۷ھ تھی۔ بروز چہار شنبہ پورا کر دیا۔ یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔'' (تریاق القلوب ص۴۳، خزائن ج۱۵ ص۲۲۱)

(۲۰؍فروری کے اشتہار والی پیش گوئی ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء کے اعلان کے خلاف نو سال کی بجائے ۱۸۹۸ء میں چودھویں سال پوری ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی مرزا قادیانی کی تصدیق اور تمام مخالفین کی تکذیب کے لئے! خیر وعدہ الٰہی کے ایفاء میں صرف پانچ سال کا فرق کوئی ایسا بڑا فرق نہیں۔ بہر حال خدا نے ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو اپنا وعدہ پورا کر دیا)

''چنانچہ اصل غرض اس رسالہ کی تالیف سے یہی ہے کہ تاوہ عظیم الشان پیش گوئی جس کا وعدہ چار مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا تھا۔ اس کی ملک میں اشاعت کی جائے۔ کیونکہ یہ انسان کی جرأت نہیں ہوسکتی کہ یہ منصوبہ سوچے کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیش گوئی کرے جیسا کہ اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کی پیش گوئی کرتا جائے اور اس کے مطابق لڑکے پیدا ہوتے جائیں (لیکن پہلی پیش گوئی پر تو لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہو) یہاں تک کہ چار کا عدد جو پہلی پیش گوئیوں میں قرار دیا تھا، وہ پورا ہو جائے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ مفتری کی ایسی مسلسل طور پر مدد کرتا جائے کہ ۱۸۸۶ء سے لغایت ۱۸۹۹ء چودہ سال تک برابر مدد جاری رہے۔ کیا کبھی مفتری کی تائید خدا نے ایسی کی؟ یا صفحہ دنیا میں اس کی کوئی نظیر بھی ہے۔'' (تریاق القلوب ص۴۳، خزائن ج۱۵ ص۲۲۱،۲۲۲)

''سو صاحبو! وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ کیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ ہجری کی چوتھی تاریخ میں بروز چہار شنبہ پیدا ہو گیا۔''

(تریاق القلوب ص۴۳، خزائن ج۱۵ ص۲۲۳)

۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کے خلاف لڑکے کی بجائے لڑکی کا تولد ہونا پھر ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کے خلاف بشیر کا پیدا ہو کر مر جانا۔ ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی کے

خلاف ۹ سال کی بجائے ۱۴سال میں اس چوتھے لڑکے کا پیدا ہونا اور چار دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیئے جانے کے باوجود اس بے چارے کا زندہ نہ رہنا وغیرہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی مسلسل مدد ہے۔ جس کی نظیر صفحہ دنیا پر نہیں ہے اور ایسی مدد خدا ''نبی'' ہی کی کرتا ہے۔

اب مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔

۱۴...... ''اور اس لڑکے مبارک احمد نے پیدائش سے پہلے جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ: ''مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ ہی میں دو مرتبہ باتیں کیں۔ (بلکہ عالم ارواح میں مرزا قادیانی سے باتیں کیں۔ کیونکہ یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں وہ بے چارہ پیٹ میں آیا ہی کب تھا؟) اور پھر بعد میں ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر (ایک جاہل مسلمان بھی جانتا ہے کہ ماہ صفر اسلامی مہینوں میں دوسرا مہینہ ہے نہ کہ چوتھا) اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا اور دن کے گھنٹوں میں سے چوتھا گھنٹہ لیا۔'' (تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۰ ص۲۱۷، ۲۱۸)

۱...... ''پیدائش سے قبل مبارک احمد کا کلام۔'' (۲) ''خطاب باپ سے اور مخاطب بھائی۔'' (۳) ''الہام میں ایک دن اور اس سے مراد دو برس۔'' (۴) ''پیدائش سے پورے اڑھائی سال پہلے مبارک احمد کا پیٹ میں آجانا۔'' (۵) ''ماہ صفر کا اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ ہونا۔'' (۶) ''چہار شنبہ کا ہفتہ کے دنوں میں چوتھا دن ہونا۔'' (۷) ''چار بجے کا دن کے گھنٹوں میں چوتھا گھنٹہ ہونا۔''

واقعی یہ سات عجائبات عالم ہیں۔ جن کے پیش نظر مرزا قادیانی کی نبوت ماننے کو بے اختیار جی چاہتا ہے اور بے ساختہ زبان سے اس ''خدا'' کا شکر ادا ہوتا ہے۔ جس نے ہندوستان کو ایسے انبیاء کرام کے وجود گرامی سے شرف بخشا۔ جن کا ایک ایک ارشاد ہفت عجائبات عالم کا مجموعہ ہے:

اے مصور ترے ہاتھوں کی بلائیں لے لوں
خوب تصویر بنائی ہے مرے بہلانے کو

۱۵...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی۔ اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو (اشتہار ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء ص۱۳ دوسری کالم کی سطر ۷) ’’سو جب الڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد ایک دفعہ وہ پیش گوئی ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء یاد آ گئی۔‘‘

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۸)

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ مبارک احمد جو کئی اجتہادی غلطیوں اور متعدد الہامی ٹھوکروں کے بعد ملا تھا، ۱۹۰۷ء میں بعمر ۸ سال فوت ہوگیا:

مدت سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
صد حیف گر پڑی نگہ انتظار آج

۱۶...... خلیفہ محمود کہتے ہیں: ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب سنا کہ مبارک فوت ہوگیا ہے تو فرمایا بیشک مبارک احمد سے ہمیں محبت بہت تھی۔ لیکن اس لئے ہمیں محبت تھی کہ ہمیں خیال تھا بعض الہامات اس سے پورے ہونے والے ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ خلیفہ محمود مندرجہ الفضل ج۲۰ نمبر۴۷)

مرزا قادیانی کی اس عظیم الشان الہامی پیش گوئی کا انجام خود مرزائیوں کی زبان سے سنئے:

’’حضرت مسیح موعود نے مصلح موعود کی پیش گوئی کو پہلے بشیر اول پر لگایا۔ مگر واقعات نے اس اجتہاد کو غلط ثابت کر دیا کیونکہ وہ بچہ فوت ہوگیا۔ پھر حضور نے اس پیش گوئی کو مبارک احمد پر لگایا اور بار بار مختلف کتابوں میں آپ نے اس اجتہاد کو صریح لفظوں میں لکھ کر شائع فرمایا مگر واقعات نے اس اجتہاد کو بھی غلط ثابت کر دیا۔ کیونکہ وہ بھی فوت ہوگیا۔‘‘

(لاہوری مرزائیوں کا اخبار پیغام صلح ج۲۴ نمبر۵۶)

اس پر ہم اتنا عرض کریں گے کہ جب ’’پیغام صلح‘‘ نے بمصداق یک نہ شد دو شد، دو غلطیوں کو تسلیم کر لیا تو اسے تیسری غلطی کو بھی مان لینا چاہئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے مصلح موعود کی پیش گوئی کو بشیر اول سے پہلے بہت ہی قریب ہونے والے لڑکے پر لگایا تھا۔ جو لڑکے کی بجائے

لڑکی ہوگئی۔ بہرحال دونہ شد سہ شد، یہاں ہم پیغام صلح سے اتنا اور بھی عرض کریں گے کہ جب مرزا قادیانی کے ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا۔ (تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ اص ۲۱۸) اور مرزا قادیانی نے مبارک احمد کی ولادت کو اپنی تصدیق اور مخالفین کی تکذیب قرار دیا اور جگہ بجگہ اسے اللہ تعالیٰ کے الہام سے تعبیر کیا۔ تو بایں ہمہ اس خواب کا شرمندۂ تعبیر نہ ہونا صرف ''اجتہادی غلطی'' کہا جائے گا؟ سچ ہے:

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

ایک اندھا مرید تو جو کہے کہہ سکتا ہے۔ مگر ایک آزاد محقق تو اسے بہرحال مرزا قادیانی کے کذب وبطلان اور افتراء علی اللہ سے تعبیر کرے گا۔

مرزا قادیانی کی ہمت روحانی اور جرأت ایمانی قابل داد ہے کہ اتنی ٹھوکروں اور ناکامیوں کے بعد اپنے خدا پر اعتماد وتوکل کی نظر رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

۱۷...... ''خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا:''انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك ''یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوش خبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کی شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی تاکہ یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا، بلکہ زندہ ہے۔''

(اشتہار مورخہ ۵/نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۸۷، طبع جدید)

حسرت وافسوس کا مقام ہے کہ پہلے چار وعدوں کی طرح مرزا قادیانی کے ''خدا'' کا یہ پانچواں وعدہ بھی جھوٹا نکلا۔ یہ بشارت بھی پوری نہ ہوئی۔ یہ وار بھی خالی گیا اور مبارک احمد کے بعد مرزا قادیانی کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ چہ جائیکہ وہ مصلح موعود کا مصداق بنتا۔ بہرحال:

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہاے دگر
جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ ہر آرزو اس دنیا میں پوری ہو۔ جو خدا قیامت کے دن محمدی بیگم سے نکاح کرا سکتا ہے۔ کیا وہ اس دن مبارک احمد کا شبیہ نہیں دے سکتا؟'' ان اللّٰہ علی کل شی قدیر''

نتیجہ...... ایک غیر جانبدار مبصر اور آزاد محقق جب ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء تک کے مرزا قادیانی مسلسل ڈیڑھ دو درجن الہام دیکھتا ہے اور سال دو سال نہیں، برابر بائیس سال یہ حسرت خیز اور غم انگیز داستان سنتا ہے۔ ''تبلیغ رسالت، تریاق القلوب، انجام آتھم وغیرہ مصنفات مرزا کے سینکڑوں صفحات پر پسر موعود کی تفصیلات پڑھتا ہے تو اسے جہاں مرزا قادیانی کی قابل رحم حالت پر ترس آتا ہے۔ وہاں وہ دجل وفریب اور افتراء وتاویل کا شاہکار دیکھ کر پکار اٹھتا ہے:

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

مرزائی دوستو! دنیا بھر میں ایک انسان پیش کرو جس کا دماغ صحیح ہو اور جو مرزائی بھی نہ ہو اور وہ مرزا قادیانی کی ان تمام تصریحات اور اس حادثہ کی ساری تفصیلات دیکھ کر فیصلہ کر دے کہ مرزا قادیانی کی یہ عظیم الشان پیش گوئی پوری ہوئی۔ ''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار......''

گو یہاں صاف طور پر آشکار ہو جاتا ہے کہ بڑے میاں صاحب کی طرح چھوٹے میاں صاحب بھی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچے نہیں ہیں۔ جب بانس نہ رہا تو بانسری کیا بجے گی؟ تاہم کسی صحبت میں ہم اس اعلان پر مستقل بحث بھی کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

مخلصانہ اپیل

آخر میں ہم احمدی احباب سے اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ یہ روپیہ، پیسہ، جاگیر، جائیداد کا معاملہ نہیں! ایمان وآخرت کا سوال ہے۔ خدارا اپنے مستقبل کی فکر کیجئے اور ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ کیا نبی کی عظیم الشان پیش گوئی جھوٹی ہو سکتی ہے یا خدا کا صریح وعدہ صاف طور پر غلط ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں تو کیا ہمارے معزز دوست قبر کی تاریکی اور قیامت کا جانکاہ منظر پیش نظر رکھ کر اپنی ضد، ہٹ دھرمی سے باز آنے سے ہمت کریں گے اور ایک غلط قدم جو غلط فہمی سے اٹھ چکا ہے۔ واپس لینے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ خدا ہمیں صحیح سوچنے اور درست سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مرزائی دنیا کا خیر اندیش ...... مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

آنجہانی مرزا قادیانی کے سولہ سفید جھوٹ

حضرت مولانا خدا بخش شجاعبادی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

زیرنظر کتابچہ ’’مرزا قادیانی کے سولہ جھوٹ‘‘ فاتح ربوہ حضرت مولانا خدا بخش صاحب خطیب جامع مسجد محمدیہ ربوہ (چناب نگر) کا مرتب کردہ ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی ایک مدعی نبوت تھا۔ جس کے متعلق رحمت عالمﷺ کا واضح ارشاد گرامی موجود ہے۔ ’’کذابون، دجالون۔‘‘ کذاب جس کی ہر بات میں کذب ہو۔ قربان جائیں رحمت عالمﷺ کے، آپﷺ کا ارشاد گرامی کس طرح پورا ہورہا ہے۔ واقعتہً مرزاقادیانی بھی اتنابڑا کذاب تھا کہ اس کی کذب بیانی کا احاطہ وشمار کوشش کے باوجود نہیں کیا جاسکتا۔ علماء کرام نے مرزاقادیانی کے سینکڑوں جھوٹ لکھے ہیں۔ مگر مولانا نے اس کتابچہ میں صرف سولہ جھوٹ کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ ہر ایک اس کتابچہ کو پڑھ کر یقیناً پکار اٹھے گا کہ واقعتہً مرزاقادیانی سولہ آنے جھوٹا تھا۔

حضرت مولانا خدا بخش مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے فاضل اجل خطیب ہیں۔ خوشاب، سرگودھا، بھکر، میاں والی، جھنگ، فیصل آباد، شیخوپورہ اضلاع پر مشتمل ربوہ (چناب نگر) ان کے زیرتبلیغ ہیں۔ ان کے ہمراہ درجن بھر مبلغین ان اضلاع میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ عرصہ دراز سے آپ کفرگڑھ ربوہ (چناب نگر) میں صدائے ختم نبوت بلند کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بیسیوں قادیانی آپ کے دست حق پرست پر اسلام کی سعادت ابدی حاصل کر چکے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا یہ رسالہ بھی متلاشیان حق کے لئے نشان راہ بن جائے۔ آمین!

اللہ وسایا ...... خادم ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ (چناب نگر) ضلع جھنگ

مرزاقادیانی کے جھوٹ

جھوٹ نمبر۱...... ’’انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔‘‘

(اربعین نمبر۲ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۳۴۸)

اس فقرے میں مرزاقادیانی نے گذشتہ انبیاء علیہم السلام جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، دو باتیں منسوب کی ہیں۔

۱...... مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر ہونا۔

۲...... پنجاب میں ہونا۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ گذشتہ انبیاء تو کجا، قرآن وحدیث میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے چودھویں صدی کا سرا تجویز نہیں کیا گیا اور نہ پنجاب میں آنے کی تصریح ہے۔ یہ جھوٹ کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے۔

جھوٹ نمبر۲...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۶، خزائن ج۲۱ ص۳۵۷)

آثار کا لفظ کم ازکم تین احادیث پر بولا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں آتا۔ یہ محض مرزا قادیانی کا اپنا اختراع اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر۳...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ (۱) وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور (۲) چودھویں صدی کا مجدد ہوگا اور لکھا تھا کہ وہ (۳) اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا (۴) اور دو نام پائے گا (۵) اور اس کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی اور (۶) چوتھی دوگنا صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۸۸، خزائن ج۲۱ ص۳۵۸،۳۵۹)

احادیث صحیحہ کا لفظ کم ازکم تین حدیثوں پر بولا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے چھ دعوؤں کے لئے (جن پر میں نے نمبر ڈال دیئے ہیں) احادیث صحیحہ کا حوالہ دیا ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے۔ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

جھوٹ نمبر۴...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''ایک مرتبہ حضورﷺ سے دوسرے ممالک کے انبیاء علیہا السلام کی نسبت سوال کیا گیا۔ تو آپﷺ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں خداتعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا: ''کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا'' یعنی ہندوستان میں ایک نبی گزرا جو کالے رنگ کا تھا اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔''

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۰،۱۱، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

یہ آنحضرتﷺ پر سفید جھوٹ اور خالص افتراء ہے۔ حضورﷺ کا کوئی ارشاد بھی ایسا نہیں ہے۔ سیاہ رنگ کا نبی شاید مرزا قادیانی کو اپنے رنگ کی مناسبت سے یاد آ گیا ہوگا۔

جھوٹ نمبر۵...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور آپﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی کبھی خداتعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ تو فرمایا ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے۔ جیسا

کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے: ”ایں مشت خاک راگر نہ بخشم کنم۔“

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

یہ بھی حضورﷺ پر سفید جھوٹ ہے۔ آپ کی کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں آپﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہو۔

جھوٹ نمبر۶...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔“

(اشتہار مریدوں کے لئے ہدایات، مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۰۷ء)

یہ بھی حضورﷺ پر خالص بہتان ہے۔ آپ کا ایسا کوئی ارشاد نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر۷...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”افسوس کہ وہ حدیث بھی اس زمانے میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانے کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

حضورﷺ نے کسی حدیث میں بھی مسیح کے زمانے کے علماء کی یہ حالت بیان نہیں فرمائی ایک تو یہ حضورﷺ پر افتراء ہے اور دوسری طرف علماء امت پر بھی بہتان ہے۔

جھوٹ نمبر۸...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱ ص۳۲۴)

چھپی ہوئی کتاب کا مضمون کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ سفید جھوٹ ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ من گھڑت حدیث بھی مرزا قادیانی کی کتاب پر صادق نہ آئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی اس کتاب میں جن تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج تھے، ان میں سے کئی مرزا قادیانی کے حلقہ اصحابیت سے نکل گئے۔

جھوٹ نمبر۹...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا گیا تھا کہ مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ ص۳۲۲)

یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے بہتان باندھے ہیں۔ اس عبارت میں تین باتیں

احادیث صحیحہ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ احادیث جن کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی نے ۹ جھوٹ باندھے۔

جھوٹ نمبر۱۰...... ’’یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ:

۱...... لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا۔

۲...... اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔

۳...... اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔

۴...... اور شراب پئے گا۔

۵...... اور سؤر کا گوشت کھائے گا۔

۶...... اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جن چھ باتوں کو ان کی طرف منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات ایسی ناپاک نسبت سے کہیں بلند وبالا ہے۔ ایک برگزیدہ نبی کی طرف ایسے قبیح افعال کی نسبت کرنا کسی غیر مسلم سے بھی متوقع نہیں۔

جھوٹ نمبر۱۱...... ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔‘‘ (حاشیہ کشتی نوح ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

اس قسم کی زبان درازی مرزا قادیانی ہی کر سکتے ہیں کہ ایک مقدس نبی کے سر شراب نوشی کا بہتان جڑ دیا۔

جھوٹ نمبر۱۲...... ’’مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا۔ جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اس کو عاق کر دیا...... یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح مسیح ابن مریم جوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔‘‘

(الحکم ۲۱؍فروری ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج۳ ص۱۳۷)

اس عبارت کے ذریعے دراصل مرزا قادیانی نے اپنا آئینہ پیش کیا ہے کیونکہ ایسی گندگی صرف مرزا قادیانی کی آئینہ دار ہوسکتی ہے۔

جھوٹ نمبر۱۳...... ’’ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین

پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ص ۱۲۱)

کسی خدا کے سچے نبی اور معصوم رسول کے متعلق صاف جھوٹ تک کی نسبت انتہائی بدبخت اور کذاب انسان کا کام ہی ہوسکتا ہے اور ایسا مفتری شخص قادیان کی منڈی کا بیوپاری مرزا غلام احمد قادیانی نامی ہی ہوسکتا ہے۔

جھوٹ نمبر۱۴...... ’’عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اگر آپ سے کوئی معجزہ ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۱ص ۲۹۱)

دیکھئے مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت کے جھوٹے جنون نے کس حد تک شوریدہ سری میں مبتلا کر رکھا ہے کہ ان کو یہاں تک علم نہیں کہ عیسوی معجزات کا انکار خود کلام الٰہی کی تکذیب ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس سے کیا لگے۔

جھوٹ نمبر۱۵...... ’’حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ص ۲۵۴، ۲۵۵)

غور کیجئے کہ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پاکیزہ ذات کو کس طرح بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ ایک بڑھئی کا بیٹا قرار دیا اور قرآنی معجزات کو محض نجاری کے ایک کرشمہ کے طور پر پیش کیا۔ اس سے بڑھ کر قرآنی تکذیب کی ناپاک جسارت کیا ہوسکتی ہے؟

جھوٹ نمبر۱۶...... ’’اور آپ کی انہی حرکات کی وجہ سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانے میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید اللہ تعالیٰ شفاء بخشے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ص ۲۹۰)

’’یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔‘‘

(حاشیہ ست بچن ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۰ص ۲۹۵)

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف مرگی یا دیوانگی اور دماغی خلل کے جیسے امور کی نسبت وہی شخص کرسکتا ہے۔ جو بے چارہ خود ہی ان امراض میں بری طرح جکڑا ہوا ہو۔ ورنہ کسی صاحب وحی پیغمبر کی طرف ایسی نسبت کفر اور گستاخی ہے۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی دنیا کا چیلنج،
پانچ سوال اور
پانچ ہزار روپیہ نقد انعام

مولانا تاج الدین خان بسمل سندھی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ!

حضرات! نبوت کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ قرآن پاک میں سے ایک سو آیات اور احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے دو سو صحیح احادیث یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی ظلی، بروزی، چھوٹا یا بڑا نبی نہیں ہوگا۔ آنحضور ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال، کذاب اور کافر ہے اور اس کو نبی ماننے والا مرتد واجب القتل ہے۔

آج کل فرنگی نبی یعنی انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی دجال کا ملک بھر میں انگریز کی معاونت سے چرچا ہو رہا ہے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی شب و روز کوششیں جاری ہیں اور ہماری حکومت پاکستان اس بابت ''صم بکم عمی'' بنی ہوئی ہے۔ اس طرف کوئی توجہ دینا تو درکنار، تصور تک نہیں کرتی۔ ہم ذیل میں پانچ سوال مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی کتابوں سے اخذ کر کے پیش کرتے ہیں۔ کیا ایسا آدمی نبی بن سکتا ہے؟ اگر مندرجہ ذیل پانچ سوالات کو کوئی مرزائی قادیانی غلط ثابت کرے تو ہم اسے مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔

قادیانی مرزائی دوستو! اگر تمہارے پاس ان سوالات کے غلط کرنے کے لئے کچھ دلائل ہیں تو آیئے اور ان کو غلط ثابت کر کے انعام حاصل کیجئے۔ اگر ان کو غلط ثابت نہیں کر سکتے تو پاکستان کی کسی بھی عدالت میں مجھ پر مقدمہ چلایئے اور عدالت عالیہ کے فیصلہ کو ہم دونوں ماننے کے لئے تیار ہیں اور اگر تم ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی اختیار کرنے سے قاصر ہو تو پھر صداقت، دیانت اور امانت وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مرزا قادیانی دجال کا دامن چھوڑ کر محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن عافیت پکڑنے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہ کریں۔

سوال نمبر۱...... ''میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں اور نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (کتاب آسمانی فیصلہ ص۳، خزائن ج۴ ص۳۱۳)

اس میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو خارج از اسلام یعنی کافر سمجھتا ہوں۔ پھر کس منہ سے قادیانی مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی نے یہ کتاب لکھنے کے

بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو پھر یہ لکھنا جھوٹ ہوا اور اگر یہ لکھا ہوا سچ ہے تو دعویٰ نبوت جھوٹ ہے۔ دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹ ہے۔ کیا جھوٹ بولنے اور لکھنے والا نبی ہوسکتا ہے؟ امید ہے قادیانی حضرات اس پر غور وفکر ضرور کریں گے اور سچ اختیار کرنے میں ہرگز بخل سے کام نہ لیں گے۔ (بسمل)

سوال نمبر۲...... مرزا غلام احمد قادیانی دجال اپنی کتاب (اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲) میں لکھتے ہیں: ''بابوالٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یعنی بابوالٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا۔ ایسا بچہ جو بمنزل اطفال اللہ کے ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

اس میں مرزا قادیانی اپنے حیض کو ظاہر فرمارہے ہیں۔ اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ حیض مردوں کو آتا ہے یا عورتوں کو؟ اگر مردوں کو حیض آتا ہے تو اس کی کوئی سند پیش کریں۔ اگر عورتوں کو آتا ہے تو پھر مرزا قادیانی نبی نہ ہوئے۔ کیونکہ عورت نبی ہو ہی نہیں سکتی جب کہ اس الہام سے مرزا قادیانی عورت ثابت ہوتے ہیں۔ (بسمل)

سوال نمبر۳...... حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ ایک عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ (ٹریکٹ نمبر۳۴ اسلامی قربانی ص۱۲، مصنفہ یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے کشف کی حالت پر داد دیجئے۔ گویا کشف کی حالت میں مرزا قادیانی کے ساتھ خدا تعالیٰ نے وہ کام کیا جو مرد اپنی زوجہ کے ساتھ توالد وتناسل قائم کرنے کے لئے کیا کرتا ہے۔

مرزائی حضرات! آپ ذرا انصاف سے یہ بتلائیں کہ آیا خدا تعالیٰ پر (نعوذ باللہ) اس قسم کا بہتان لگانے والا کیا مسلمان رہ سکتا ہے؟ جب مسلمان ہی نہ رہا تو پھر نبی کیسے بن سکتا ہے؟ ذرا ٹھنڈے دل سے مذکورہ کشف کو بار بار پڑھ کر فیصلہ فرمائیں۔ (بسمل)

سوال نمبر۴...... مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ۵ص ایضاً) میں لکھتے ہیں: ''جو مجھ کو نہ مانیں اور میری تصدیق نہ کریں۔ وہ کنجریوں کی اولاد ہیں۔''

مرزا قادیانی کا بڑا لڑکا مرزا فضل احمد آپ پر ایمان نہیں لایا اور نہ اس نے آپ کے دعوے کی تصدیق کی اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی زندگی میں ہی فوت ہوا اور مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اب مرزائی قادیانی اصحاب انصاف فرمائیں کہ مرزا غلام احمد کی اہلیہ محترمہ

جو مرزائیوں کی اماں جان ہیں، کون ہوئیں اور یہ کون ہوا؟ ہم عرض کریں گے تو مرزائی دنیا ناراض ہو جائے گی۔ کیا یہ دجل نہیں؟ جس کی گفتار وکردار میں ایسا تضاد ہو وہ نبی بن سکتا ہے؟ (بسمل)

سوال نمبر۵...... مرزا غلام احمد قادیانی دجال اپنی کتاب (براہین احمدیہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷، درثمین ص۷۰) میں اپنے بابت تحریر کرتا ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مرزائیو، قادیانیو! ذرا آپ بشر کی جائے نفرت کی نشان دہی تو فرمائیں۔ ہماری غیرت تشریح کرنے سے قاصر ہے۔ ہر انسان یہ جانتا ہے کہ انسانی بدن میں ایک ہی مقام ہے جس کو دیکھ کر ہر باحیا انسان منہ پھیر لیتا ہے۔ مرزا قادیانی خود اپنی بابت یہ فرماتے ہیں کہ میں آدم زاد نہیں ہوں تو بالکل ظاہر ہے کہ نبی کسی اور جنس سے نہیں ہوسکتا۔ سوائے جنس انسانی کے۔ نبوت تو بہت اونچا مقام ہے۔ مرزا قادیانی تو خود اپنے بقول انسان بھی ثابت نہیں ہوتے۔

جہاں ہمارا چیلنج قادیانیوں کو ہے۔ وہاں ہم اپنی پیاری حکومت سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تصنیفات کا جائزہ لے کر حق وانصاف کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی دجال وکذاب نے اپنی بعض کتابوں میں خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں کی اور صحابہ کرام واولیاء اللہ کی سخت توہین وتذلیل کی ہے۔ کیا پاکستان میں ایسے مجرموں کے لئے کوئی قانون نہیں ہے؟ اگر قانون موجود ہے تو پھر اس کو استعمال کرنے میں کیوں گریز کیا جارہا ہے؟ ہم امید کرتے ہیں کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والی حکومت ضرور اس طرف توجہ مبذول فرما کر بزرگان دین کی توہین کرنے والوں پر باز پرس کر کے ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گی اور ان کتابوں اور لٹریچر کو ضبط کرے گی۔

نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔
فرما گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی

’’قال النبی ﷺ ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ‘‘ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی نیا رسول آئے گا اور نہ ہی کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔ (مسند احمد ترمذی کتاب الرویا ص۵۳ ج۲)

سن لو میری طرف سے نبوت کے راہزنو!
ظلمت کو آفتاب بنایا نہ جائے گا

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com